هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین
مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

دستخط جناب جنت مآب مجتہد العصر ممتاز العلما فخر المدرسین جناب السید محمد تقی صاحب اعلی اللہ مقامہ

باسمہ سبحانہ

یہ تفسیر جو فاضل نحریر فخر الحاج والمعتمرین زائر ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی متقی المعی لوذعی مولوی سید عمار علی صاحب سلمہ اللہ تعالی وابقاہ ورزقہ بامتناہ نے تصنیف فرمائی ہے مقامات متفرقہ اس کے ملاحظہ تخفیف میں آئے حق سبحانہ وتعالی ان کو جزائے خیر دے اور ان کی سعی کو شائع کرنے مذہب برحق ائمہ ہدی علیہم السلام میں قبول فرمائے اور مومنین کو اس سے منتفع کرے

كتبه المذنب محمد التقي بن سيد العلماء السيد حسين بن آية الله في العالمين السيد دلدار علي حشرهم الله مع اجدادهم الطاهرين ظهر يوم الاحد الثالث والعشرين من شهر ذيقعدة سنه ۱۲۸۸ هجری

عبارت مہر

لا الہ الا اللہ العلی
بندہ محمد تقی بن
حسین بن علی
۱۲ ھ ۵۶

ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا
بفضل و کرم ایزد منان و عنایت آمر امر کن فکان و اعانت و امداد رب دو جہان سعد زمان فرخندہ آوان
جلد سوم تفسیر عمدة البیان
۱۳۰۶ھ
من تالیفات حامی شرع سید الانس و الجان حافظ ثغور اہل ایمان فخر العلماء ممتاز الفضلاء مقبول بارگاہ ایزدی جناب مولوی سید عمار علی صاحب
بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

جلد سوم تفسیر عمدة البیان

اُتْلُ پڑھ تو اے محمد صلعم مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ جو چیز کہ وحی کی گئی ہے طرف تیرے مِنَ الْکِتٰبِ کتاب سے کہ وہ قرآن ہے قربۃً الی اللہ و سیطۃ حفظ الفاظ اسکی کے اور صحیح کرنے معانی اسکی کے اور عمل کر تو اوپر جو کچھ کہ اسمیں ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور قائم کر تو نماز کو کہ ہمیشہ مع شرائط اور ارکان کے بیچ وقتوں پر انکو پڑھ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ تحقیق کہ نماز باز رکھتی ہے کار بد کہ نزدیک عقل کے نہایت قبیح ہے وَالْمُنْکَرِ اور عمل بد کہ جو شرع میں ممنوع ہے یعنی سبب ہوجاتی ہے باز رہنے کا اعمال بد سے واسطے کہ ہمیشہ اسکی ساتھ مشغول رہنا موجب دوام ذکر خدا کا ہے اور باعث خوف کا نفس میں کہ سبب پرہیز کرنیکا ہے گناہوں سے فتح رحمٰنے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جبتک باز رکھی نماز بدکاموں سے تو نہ زیادہ ہوگا نماز پڑھنے والے کو خدا سے مگر بُعد اور دوری اور منقول ہے کہ ایک جوان انصاری غرض نماز میں ہمیشہ ہمراہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پڑھتا تھا اور بدکاموں کا بھی مرتکب ہوتا تھا لوگوں نے جناب اقدس نبوی میں اُسکے حال کو عرض کیا فرمایا کہ نماز اسکی ایکروز فعال بد سے باز رکھیگی ایسا ہوا کہ بعد تھوڑے دنوں کے اُسنے توبہ کی اور زمرہ صلحا میں داخل ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے نماز ایک مانع ہے خدا کیطرف سے واسطے کہ وہ منع کرتی ہے نماز پڑھنے والوں کو گناہوں سے جبتک کہ وہ نماز میں مشغول رہیں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور منقول ہے کہ سعد خفاف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا قرآن کلام کرتا ہے حضرت یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ رحم کرے خدا ہمارے ضعیف شیعوں پر کہ وہ اہل تسلیم ہیں اور فرمایا کہ اے سعد نماز کلام کرتی ہے اور واسطے اسکے صورت اور خلق ہے حکم کرتی ہے اور منع کرتی ہے سعد کہتا ہے کہ یہ سنکر رنگ میرا متغیر ہوگیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ وہ چیز ہے کہ لوگوں پر اسکو نقل نہیں کر سکتا حضرت نے فرمایا کہ نہیں ہیں آدمی مگر شیعہ ہمارے اور جو کوئی کہ نہیں پہچانتا نماز کو پس تحقیق کہ اُسنے انکار کیا ہمارے حق کا پھر فرمایا کہ اے سعد تجھکو کلام قرآن کا سناؤں میں نے کہا کہ ہاں صلوات خدا کا اوپر تیرے پس فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ پس نہی کلام ہے اور فحشاء اور منکر مرد ہیں اور ہم ذکر خدا کا ہیں اور ہم کبریٰ ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ نماز میری مقبول ہوئی ہے درگاہ خدا میں تو چاہئے کہ نظر کرے اور دیکھے کہ نماز اسکی نے فحش اور منکر سے منع کیا ہے یا نہیں اور واسطے جسقدر نماز نے گناہوں سے اسکو منع کیا ہے اور باز رکھا ہے اُسیقدر مقبول درگاہ الٰہی کی ہے اور جابر سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ فلاں شخص دنکو نماز پڑھتا ہے اور رات کو چوری کرتا ہے فرمایا کہ البتہ نماز اسکو باز رکھیگی وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اور البتہ ذکر خدا کا اَکْبَرُ بہت بزرگ ہے سب طاعتوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نماز کہ متضمن ذکر خدا کو ہے زیادہ بزرگ ہے سب طاعتوں سے اور کشف کے نزدیک مراد اس سے مطلق ذکر خدا کا ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یاد کرنا خدا کا ہے نزدیک اسکے حلال اور حرام کے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ذکر کرنا خدا کا نماز پڑھنے والوں کو زیادہ بزرگ ہے ذکر کرنے انکے سے خدا کو اور یہی ہے ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ذکر کرنا

خدا کا تمکو اپنی رحمت کے ساتھ زیادہ بزرگ ہے اس سے کہ تم اُسکو طاعت کر کے یاد کرتے ہو اور معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی عمل زیادہ بزرگ تر ذکر خدا سے نہیں ہے عذاب سے خلاصی
پانے میں لوگوں نے کہا کہ بہتر جہاد نہیں ہے فرمایا کہ جہاد بہتر نہیں ہے اسلئے کہ خدا سبحانہ فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر اور منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم سے کسی نے سوال کیا کہ خدا تعالی کو کونسا عمل بندہ کا
زیادہ دوست ہے فرمایا کہ وقت مرنیکے زبان تیری ذکر خدا میں مشغول ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیعہ ہمارے وہ آدمی ہیں کہ جس وقت تنہائی میں ہوں ذکر خدا کا بہت کریں اور ابو سعید
خدری نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ کوئی مجلس نہیں ہے جس میں ذکر خدا کا ہوتا ہو مگر یہ کہ فرشتے ان ذکر کرنیوالوں کے گرد کو چار طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت خدا سے انکو
پوشیدہ کرتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ خدا تعالی ہر چند جانتا ہے لیکن ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ ہم فلانی مجلس میں گئے
تھے کہ وہاں اس مجلس کے آدمی تیرا ذکر کرتے تھے حق تعالی فرماتا ہے کہ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے ان سبکو بخشا فرشتے کہتے ہیں کہ اے خداوندا فلانا شخص اس مجلس میں بیٹھا تھا اور وہ
تیرا ذکر نہیں کرتا تھا حق تعالی فرماتا ہے کہ میں نے اسکو بھی بخشا کہ جو کوئی میرے ذکر کرنیوالوں کے پاس بیٹھا ہے کوئی اپنی رحمت سے محروم نہ رکھونگا واللہ یعلم اور خدا جانتا ہے
ما تصنعون جو کچھ کہ تم کرتے ہو تمہارا ذکر کرنا اور سوا اسکے اور سبکو موافق اعمال کے جزا دیگا ولا تجادلوا اور نزاع نہ کرو تم اھل الکتاب اہل کتاب سے کہ
وہ یہود و نصاری ہیں اے مسلمانو الا بالتی ھی احسن مگر ساتھ اس طریقے کے کہ وہ نیک تر ہے یعنی انکی سخت کلامی کو نرم کلامی اور خوش خوئی سے دفع کرو
اور انکے غضب کو بردباری سے مقابلہ کرو اور اگر بھی فائدہ ہو تو سہل طرف جاؤ کے کرو لیکن پہلے لڑائی سے یہ نرمی مقابلہ کرو الا الذین ظلموا مگر وہ لوگ
کہ ظلم کیا ہے انہوں نے منھم ان میں سے کہ عہد کو توڑ ڈالا ہے یا جزیہ کو قبول نہیں کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ظالمان اہل کتاب وہ ہیں کہ واسطے خدا کے فرزند ثابت کرتے ہیں
اور یا یہ کہ حضرت کی ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور یا یہ کہ حق کو پوشیدہ کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا تعالی کہ وقولوا اور کہو تم انسے بصدق دل امنا
ایمان لائے ہیں ہم بالذی انزل ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے الینا طرف ہمارے یعنی قرآن وانزل الیکم اور نازل کی گئی ہے طرف تمہارے یعنی
توریت و انجیل و زبور والھنا والھکم واحد اور خدا ہمارا اور خدا تمہارا ایک ہے ونحن لہ اور ہم واسطے اسکے مسلمون فرمانبرداری کرنیوالے ہیں
اور خالص ہونیوالے ہیں بخلاف تمہارے کہ تم نے اپنے علما کو مثل خدا بنایا وکذلک اور اسی طرح جیسے کہ ہم نے انبیا پہلے پر کتابیں بھیجی ہیں ایسے ہی انزلنا الیک الکتاب
نازل کیا ہے ہمنے طرف تیرے کتاب کو یعنی قرآن کو موافق ہے جو اصول میں پہلی کتابوں سے فالذین اتینٰھم الکتاب پس وہ لوگ کہ دی ہے ہمنے
انکو کتاب یعنی علم پہلی کتابوں کا جنکو ہمنے دیا ہے مثل ابن سلام کے اور صحابہ اسکے یومنون بہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس قرآن کے اور بعضے کہتے ہیں کہ
وہ آل محمد صلعم ہیں کہ جنکو علم کتاب کا دیا ہے اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں ومن ھؤلاء اور ان لوگوں سے یعنی عرب یا مکہ والے یا مومنین اہل کتاب میں سے
من یومن بہ وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اسکے یا ساتھ محمد صلعم کے وما یجحد بایتنا اور نہیں انکار کرتے ہیں ساتھ آیتوں ہماری کے الا
الکافرون مگر کفار یہود کے اور کفار عرب کے اور قمی نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں انکار کرتے ہیں امیر المومنین اور ائمہ معصومین کا مگر کفر کرنیوالے وما کنت
تتلوا اور نہ تھا تو کہ پڑھے تو من قبلہ پہلے اس قرآن کے من کتاب کسی کتاب کو کہ کتابیں نازل کی گئی ہیں ولا تخطہ اور نہ لکھتا تھا تو اسکو بیمینک
ساتھ دست راست اپنے کے یعنی پہلے نبوت کے نہ پڑھنا جانتا تھا اور نہ لکھنا اور پھر تو ایسی کتاب لایا کہ جامع جمیع علوم شریعت کی ہے یہ بھی ایک سبب معجزات میں سے ہے اور اگر
تو پڑھنا اور لکھنا جانتا تو اذًا لارتاب المبطلون ہر وقت البتہ شک میں پڑتے باطل لوگ یعنی عرب مشرک کہتے کہ تو لکھنا پڑھنا جانتا تھا قرآن کو پہلی کتابوں
سے لکھ کر لایا ہے اور پھر پڑھتا ہے اور یا یہ کہ یہود کہتے کہ ہمنے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان آنیوالا ہو گا نہ پڑھا ہوا اور نہ لکھنا جاننے والا اور یہ شخص پڑھنا لکھنا جانتا
ہے اور تو پیدائش میں سبکے ایک برابر ہے اور اگر کوئی شخص ابتدائی عمر سے درمیان کسی قوم کے پرورش پائی اور اس قوم نے ابتدا پیدائش اسکی سے آخر عمر تک سفر میں اور حضر میں اس شخص کو
دیکھا ہو کہ نہ کبھی کسی سے کچھ پڑھا ہے اور نہ کبھی کسی سے لکھنا سیکھا ہے اور باوجود اسکے وہ ایسی باتیں بیان کرے کہ اولین سے عقلی اور علوم لاوے کہ سب اسکی مثال لانے سے عاجز ہوں تو پس وہ شخص
جبکہ وہ لایا ہے اور یہ بیان کیا ہے صاف کہ طرف سے خدا کے ہونگے اور جناب رسول خدا اول عمر میں لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن آخر عمر میں بتعلیم خدا حضرت کو لکھنے پڑھنے کا سب علم حاصل ہو گیا
تھا یہ بھی ایک معجزہ رسول خدا صلعم کا تھا اور منقول ہے کہ نہیں وفات پائی پیغمبر صلعم نے جب تک کہ خواندہ اور نویسندہ ہو گئے حال یہ ہے کہ خدا تعالی نے اپنے پیغمبر کو سب پڑھا لکھا دیا تھا
تاکہ باطل لوگ نبوت میں شک نکریں اسواسطے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان آتی ہو گا پس کفر انکا بوجہ عناد تھا نہ بوجہ کہ حضرت کو نبی نہیں سمجھتے ہوں

بل هو بلکہ وہ قرآن آیات بینات آیتیں روشن ہیں فی صدور الذین اوتوا العلم بیچ سینوں ان لوگوں کے کہ دیے گئے ہیں علم کتاب کا کہ وہ علماء اہل کتاب ہیں یا پیغمبر خدا یا تمام علمائے امت کہ اسکو یاد کرتے ہیں اور اسکی معانی کو دلمیں محفوظ رکھتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور اپنے سینہ کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہاں ہے وہ قرآن اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اہل علم سے کہ حافظ قرآن ہیں وہ آئمہ معصومین ہیں اور منقول ہے کہ وہ چیزیں قرآن کی خصوصیت میں سے ہیں ایک تو یہ کہ وہ معجزہ ہی اور دوسرے یہ کہ وہ محفوظ ہی سینوں میں اور پہلی کتابیں معجزہ نہ تھیں اور کسیکو حفظ اور یاد بھی نہ تھیں مگر پیغمبر کہ وہ انکو پڑھتے تھے بلکہ وہ بھی زبانی تلاوت نہ کرسکتے تھے پس دوم مخصوص ہیں آل محمد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ہو کی پیغمبر خدا کیطرف پھرتی ہے یعنی وہ حضرت باوجودیکہ اُمّی ہیں پڑھنا جانتے ہیں نہ لکھنا لیکن وہ آیتیں روشن ہیں کہ تمام علمائے کتب سابقہ حضرت کے صفات کہ جانتے ہیں حضرت سے واقف ہیں وما یجحد بآیاتنا اور نہیں انکار کرتے ساتھ آیتوں ہماری کے الا الظالمون مگر ظلم کرنیوالے اور باہر جانیوالے از حق جو انکار کرتے ہیں از راہ عناد کرتے ہیں وقالوا اور کہا ان کافروں نے کہ لولا انزل کیوں نہیں بھیجی گئی ہی علیہ اوپر اسکے یعنی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آیۃ من ربہ کوئی نشانی پروردگار اسکے کی جانب سے کہ دلالت کرتی ہو اسکے دعوے کی راستی پر مثل ناقہ صالح اور عصائے موسی کے اور بعضوں نے آیت کی آیات پڑھا ہے مراد اس سے وہ ہی کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ہم تجھپر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو زمین پر چشمہ کو نہ جاری کرے فرماتا ہے خدا کہ قل انما الآیات کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوائے اسکے نہیں کہ آیتیں قدرت خدا کی اور معجزے عند اللہ نزدیک خدا کے ہیں جسوقت چاہے اور مصلحت دیکھے اسوقت ظاہر کرتا ہے اور میری قدرت میں وہ نہیں ہیں کہ جسوقت تم طلب کرو اسیوقت میں تم کو دکھلا دوں وانما انا نذیر مبین اور سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانیوالا ظاہر عذاب خدا سے اور جو معجزے کہ میرے صدق پر دلالت کرتے ہیں وہ خدا نے تم کو دکھلائے ہیں اولم یکفہم کیا نہیں کفایت کیا ہی انکو معجزہ ظاہر انا انزلنا علیک الکتاب یہ کہ تحقیق نازل کیا ہے ہمنے اوپر تیرے کتاب کو کہ یتلی علیہم پڑھی جاتی ہی اوپر انکے اور وہ فصیح آدمی ہیں کلام عرب کے اور جو چیز کہ متعلق بلاغت کے ہیں وہ انپر پوشیدہ نہیں ہیں تونے نہایت قوتاً کہ سورہ مقابلہ میں قرآن کے انسے طلب کیا ہی اور وہ اسکی لانیسے عاجز ہو گئے ہیں اور جسوقت وہ مثل قرآن کے ایک نہایت چھوٹا سورہ بھی نہ لاسکے تو اس قرآن سے زیادہ اور کیا معجزہ ہوگا قتل اور اسیر ہوئے ہیں اور تاراج اور خانہ ویران ہوئے ہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے لیکن مثل قرآن کے کوئی سورۃ نہیں لاسکتے اگر یہ قرآن بشر کا کلام ہوتا تو بیشک وہ مثل اسکے بکفر لاتے اور اپنا قتل ہونا اور اسیری ہرگز گوارا نکرتے پس بہتر اس قرآن سے اور کیا معجزہ ہوگا لیکن جیسے یہ اسکی سوا دوسرے معجزہ کو بعض عناد اور جدال سے طلب کرتے ہیں اور اگر خدا انکے موافق انکی درخواست معجزہ کو ظاہر کرے اور یہ لوگ موافق اپنی عادت کے کہ دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے ہیں اس معجزہ کی بھی تصدیق نکریں اور اسمیں بھی چون و چرا کرنے لگیں تو اسوقت عذاب میں گرفتار ہو کر جڑ اور بنیاد سے جاتے رہینگے جیسے کہ پہلی امتیں کہ موافق انکی درخواست کے معجزہ ظاہر ہوا اور وہ اسکو دیکھکر ایمان نہ لائے تو عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئے اور اس امت سے وعدہ الٰہی ہے کہ دنیا میں انکو معذب کر کے ہلاک نکریگا ان فی ذلک تحقیق بیچ اس کتاب کے لرحمۃ البتہ رحمت اور بخشائش اور نعمت بزرگ ہے واسطے اسکے کہ متابعت اسکی کرے وذکری اور نصیحت ہے لقوم یؤمنون واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر قل کہہ تو اے محمد صلعم ان معجزہ طلب کرنیوالوں کو کفی باللہ کافی ہی خدا بینی وبینکم شہیدا درمیان میرے اور درمیان تمہارے گواہ میرے دعوے کی راستی پر اور تصدیق میری اسنے کی ہے کہ میرے ہاتھ پر معجزہ جاری کرکے یعلم ما فی السموات والارض جانتا ہی خدا جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے پس حال میرا اور تمہارا اسپر پوشیدہ نہیں ہے اور میری راستی اور تمہارا باطل پر ہونا کیونکر اسپر پوشیدہ ہوگا اور یعلم شہیدا کی صفت ہے اور حال بھی ہو سکتا ہی اور جملہ علیحدہ بھی ہو سکتا ہے والذین آمنوا بالباطل اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ باطل کے سوائے خدا کے معبودوں کو جنہوں نے اختیار کیا ہے وکفروا باللہ اور کفر کیا ہے انہوں نے ساتھ خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسے یہود اور نصاریٰ ہیں کہ اپنی خواہش نفس کی انہوں نے پیروی کی ہے یا شیطان کی پیروی کی ہی اور باوجود ظاہر ہونے معجزوں کے پیغمبر پر ایمان نہ لائے اور حضرت کی صفات کو جو کہ توریت و انجیل میں ثبت تھیں انہوں نے انکار کیا ہے اولئک یہ لوگ ہم الخاسرون وہی نقصان پانیوالے ہیں کہ ایمان کو ترک کر کے کفر اختیار کیا ہے اور دوزخ کو بہشت کی نعمتوں پر قبول کیا ہے لکھتے ہیں کہ کعب بن اشرف وغیرہ یہودیوں نے کہا کہ کون ہی کہ تیرے پیغمبر ہونیکی گواہی دیتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ قل کفی باللہ بینی وبینکم الآیہ ویستعجلونک

اور جلدی چاہتے ہیں کفار تجھ سے بالعذاب عذاب کو ازروئے انکار و عناد اور مزاح کے اور کہتے ہیں کہ آسمان سے پتھر برسا ولولا اجل مسمی اور اگر نہ ہوتی
مدت نام رکھی گئی مقرر واسطے عذاب ہر قوم کے لجاءھم العذاب البتہ آتا ان جلدی کرنیوالوں کو عذاب ولیاتینھم اور البتہ آئیگا انپر عذاب بغتۃ
ناگہاں مانند وقعہ بدر کے یا عذاب قبر یا روز قیامت اور بغتۃ حال واقع ہوا ہے یعنی ناگاہ انپر عذاب آئیگا وھم لا یشعرون جسوقت کہ وہ اطلاع نرکھتے ہونگے انکے
آنیکی اور انسے بالکل بیخبر ہونگے اور ارشاد فرماتا ہے کہ عذاب موعود انکا دوزخ ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یستعجلونک اور طلب تعجیل کرتے ہیں وہ تجھسے بالعذاب ساتھ
عذاب کے قبر میں یا روز قیامت وان جھنم اور حال یہ ہے کہ تحقیق دوزخ لمحیطۃ بالکافرین البتہ احاطہ کرنیوالی ہے ساتھ کافروں کے اسلئے کہ سبب جو
ان میں جا بجا کفر اور عصیان ہیں انکو گھیرے ہوئے ہیں البتہ دوزخ انکو احاطہ کریگی یوم یغشھم العذاب جسدن کہ پوشیدہ کریگا انکو عذاب اوپر
سے من فوقھم اور انکے سے ومن تحت ارجلھم اور نیچے پاؤں انکے سے ویقول اور کہیگا خدا یہ قرات نافع اور اہل کوفہ کی ہے اور باقی
قاریوں نے نقول پڑھا ہے یعنی کہینگے ہم کہ ذوقوا ما کنتم تعملون چکھو تم جو کچھ کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں کہتے ہیں کہ مومنین کی ایک جماعت نے سبب
قلت زاد راہ کے یا محبت اقارب کے مکہ سے ہجرت نہیں کی تھی اور ترساں و لرزاں مشرکین کے خوف سے چھپکے خدا کی پرستش کرتے تھے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی
یا عبادی الذین امنوا اے بندو میرے جو کہ ایمان لائے ہو ساتھ خدا اور پیغمبر کے مشرکین سے کنارہ کشی کرو اور صحبت مومنین کی حاصل کرو اور کفار میں ہو کر
ان ارضی واسعۃ تحقیق زمین میری کشادہ ہے مقام امن میں ہجرت کرکے چلے جاؤ فایای فاعبدون پس مجھی کو پرستش کرو تم
بہ نیت خالص جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھاگے واسطے دین اپنے کے ایک زمین سے طرف زمین دوسری کے اگرچہ بمقدار ایک بالشت کے ہو تو وہ شخص
سزاوار بہشت کا ہے اور رفیق ابراہیم اور محمد صلوٰۃ اللہ علیہما کا ہوگا قیامت کو اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو اس زمین میں ہے کہ آدمی اس میں خدا کی
نافرمانی کرتے ہوں تجھکو چاہیئے کہ اس زمین کو چھوڑکر دوسری زمین میں چلا جا اور ہجرت کرنیوالوں کو خدا سمجھاتا ہے کہ تم مت ڈرو موت سے کہ وہ آنیوالی ہے چنانچہ فرماتا ہے
کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس چکھنے والا موت کا ہے اور موت تجھکو پہونچیگی اور جو کوئی دنیا میں پیدا ہوا ہے انجام اسکا موت ہے شعر از بیابان عدم تا
سر بازار وجود * بتلاش کفنی آمدہ عریانی چند * اور جسوقت مر جاؤگے تو جزائے اعمال کے ثم الینا ترجعون پھر طرف ہماری رجوع کروگے تم اور یحیی نے
اسکو یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی رجوع کرینگے وہ پس چاہیئے کہ شرک کی زمین میں نہ رہو اور اپنے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو کر باطمینان عبادت خدا میں مشغول ہو
والذین امنوا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر وعملوا الصالحات اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک لنبوئنھم البتہ
جگہ دینگے ہم انکو اور اہل کوفہ نے ثاء مثلثہ سے لنثوینھم پڑھا ہے یعنی جگہ دینگے ہم انکو من الجنۃ بہشت سے غرفا بالاخانے بلند یاقوت اور موتی کے
تجری من تحتھا الانھار جاری ہیں نیچے انکے سے نہریں خالدین فیھا یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ انکے کہ
ہرگز زوال اور فنا نہیں ہے نعم اجر العاملین اچھی ہیں یہ بالاخانے اجر عمل کرنیوالوں کا مخصوص بالمدح نعم کا وہ غرفا محذوف ہے اور یا اجر محذوف ہے
مخصوص بالمدح الذین صبروا یہ صفت عاملین کی ہے یعنی عمل کرنیوالے وہ لوگ ہیں کہ صبر کیا انہوں نے مشرکین کے آزار دینے پر اور وطن سے ہجرت کرنے پر
وعلی ربھم اور اوپر پروردگار اپنے کے نہ اسکے غیر پر یتوکلون توکل کرتے ہیں وہ اور اپنا کام خدا کے سپرد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مکہ کے مومنین نے
جسوقت یہ آیت سنی تو ارادہ ہجرت کا طرف مدینہ کیا اور جب روانہ ہوئے تو انکو راہ میں فکر ہوا کہ جس شہر میں کوئی ہمارا سامان معیشت نہیں ہے تو گزر ہمارا وہاں
کیونکر ہوگا یہ آیت نازل ہوئی وکاین من دابۃ اور بہت چلنے والے زمین پر حیوانات ہیں لا تحمل رزقھا نہیں اٹھاتے ہیں رزق اپنا یعنی طاقت اور
قوت اسکی اٹھانیکی نہیں رکھتے ہیں بسبب ضعف اور ناتوانی کے اور یا یہ کہ اپنی روزی غلہ وغیرہ کو جمع نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رزق کو اٹھاتے نہیں حیوان مگر تین
آدمی اور چوہا اور چیونٹی حاصل یہ ہے کہ اکثر حیوانات خشکی کے اور پانی کے اور درندے اور چرندے اور پرندے کھانیکو جمع نہیں کرتے ہیں اور اپنے ہمراہ بھی نہیں لیجاتے ہیں اللہ
یرزقھا خدا روزی دیتا انکو جہاں کہیں ہوں وایاکم اور تمکو بھی وہ پروردگار روزی دیتا ہے پس جو کچھ سامان کھانے اور پینے کے تمکو میں ہے تو ہو کر
ایسا خیال مت کرو کہ پردیس میں ہم کہانسے کھائیں اور پئیں جو کہ تمکو روزی دیتا ہے وہ ہر جگہ تمہارے ہمراہ ہے جسجگہ تم ہوگے وہیں روزی پہنچاویگا ایسی کہ شہر میں

بلکہ تم وہاں سے ہجرت کرکے چلے جاؤ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہ مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم انکو کہاں سے کھلاوینگے
پس حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بھوک کے خوف سے تم انکو قتل نہ کرو ہم تم کو اور انکو روزی دیتے ہیں اور تم انکے رازق نہیں ہو رازق حقیقت میں ہم ہیں اور مجمع البیان میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے
کہتا ہے کہ میں ہمراہ رسول خدا کے نخلستان میں انصار کے گیا حضرت نے وہاں خرما تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ چوتھی صبح ہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا ہے اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار
سے دعا کرتا تو مجھکو وہ ملک کسریٰ کا دیتا پس کیسا ہوگا حال تیرا اے ابن عمر جس وقت تو باقی رہے ہمراہ اس قوم کے جو کہ ایک سال کا کھانا پوشیدہ جمع کرکے رکھینگے اور
دل کی سستی یقین کے طرف خدا کے پس قسم ہے خدا کی کہ ہم وہاں سے سرکے نہیں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وکاین من دابۃ الآیہ **وَهُوَ السَّمِيعُ** اور وہ خدا سننے والا ہے
تمہارے قول کا تم جو کہتے ہو کہ پردیس میں ہم کہاں سے کھانا کھائینگے **الْعَلِيمُ** جاننے والا ہے تمہارے دل کی بات کا اور اب اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ مشرکین بھی
جانتے ہیں کہ خالق سب اشیاء کا خدا ہے لیکن پرستش غیر کی کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَلَئِن سَأَلْتَهُم** اگر پوچھے تو ان مشرکین سے کہ **مَّنْ خَلَقَ**
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو **وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ** اور کسنے حکم میں کیا ہے آفتاب اور چاند کو کہ موافق انکے حکم کے
چلتے ہیں ایک طرز پر **لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** البتہ کہیں کہ خدا نے پیدا کیا ہے انکو اور جس وقت وہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنیوالا آسمان و زمین کا وہ ہے تو **فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ**
پس کہاں کو پھیرے جاتے ہیں توحید سے کہ خدا ہے واحد حقیقی کو چھوڑ کر سنگ و چوب کی پرستش کرتے ہیں کہ جن سے کسی طرح کا نفع اور ضرر حاصل نہیں ہو سکتا **اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ**
خدا فراخ کرتا ہے روزی کو **لِمَن يَشَاءُ** واسطے جس شخص کے کہ چاہتا ہے **مِنْ عِبَادِهِ** بندوں اپنے سے **وَيَقْدِرُ** اور تنگ کرتا ہے **لَهُ** واسطے اسکے
إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے یعنی کشادہ کرنے اور تنگ کرنیکے سبکو **عَلِيمٌ** جاننے والا ہے اور موافق مصلحت کے دیتا ہے جسقدر کہ دیتا ہے **وَلَئِن سَأَلْتَهُم**
اور البتہ اگر پوچھے تو ان مشرکوں سے کہ **مَّن نَّزَّلَ** کس شخص نے نازل کیا ہے **مِنَ السَّمَاءِ** آسمان سے **مَاءً** پانی کو یعنی باران کو **فَأَحْيَا بِهِ** پس زندہ
اور سرسبز کیا ساتھ اس پانی کے **الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا** زمین کو پیچھے مرنے اور پژمردہ اور خشک ہونے اسکی سے تو **لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** البتہ کہیں وہ کہ
خدا نے نازل کیا ہے باران کو اور زندہ کیا ہے زمین کو لیکن باوجود اس اقرار کے اسکی مخلوقات کو اسکا شریک کرتے ہیں **قُلِ** کہہ تو اے محمد صلعم کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ**
شکر ہے واسطے خدا کے کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو اور میرے تابعین کو گمراہی سے محفوظ رکھا ہے **بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ** ۝ بلکہ اکثر انکے نہیں سمجھتے ہیں کہ باوجود اقرار کرنے
خدا کے خالق ہونیکو پھر بتوں کو اسکے شریک کرتے ہیں **وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا** اور نہیں ہے یہ زندگانی دنیا کی **إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ** مگر شغل
بیہودہ باطل کا اور بازی کی حالت و مانند سمجھے ساتھ اور کہتے ہیں کہ لہو وہ عمل ہے کہ جوان کرتے ہیں واسطے رواکرنے خواہش نفس کے اور لعب بازی لڑکوں کی ہے یعنی دنیا جلدی گذر جاتی ہے
مشابہ لہو و لعب جوانوں اور لڑکوں کی ہے **وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ** اور تحقیق کہ گھر آخرت کا **لَهِيَ الْحَيَوَانُ** البتہ وہ زندگانی ابدی اور ہمیشہ کی ہے کہ
انہیں موت نہیں ہے بخلاف زندگانی دنیا کے کہ فنا ہونیوالی ہے **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** اگر ہیں وہ کہ جانتے ہیں کہ اسطرح ہے پس دنیا کو کہ فنا ہونیوالی ہے پس چاہیے کہ
نہ اختیار کریں آخرت پر **فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ** پس جس وقت سوار ہوتے ہیں وہ بیچ کشتی کے تو **دَعَوُا اللَّهَ** پکارتے ہیں خدا کو **مُخْلِصِينَ**
یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت کہ خالص کرنیوالے ہیں **لَهُ الدِّينَ** واسطے اسکے دین کو یعنی اس وقت ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا بڑے خالص دین والے ہیں اور بخلوص سے
خدا کو پکارتے ہیں **فَلَمَّا نَجَّاهُمْ** پس جس وقت نجات دی انکو خدا نے اور سلامتی سے وہ باہر آئے **إِلَى الْبَرِّ** طرف صحرا کے کہ خشک ہو تو **إِذَا هُمْ**
اسوقت وہ **يُشْرِكُونَ** شرک کرتے ہیں کہ اپنی عادت کیطرف پھر جاتے ہیں **لِيَكْفُرُوا** تاکہ کفر کریں وہ بسبب شرک کے **بِمَا آتَيْنَاهُمْ** ساتھ چیز کے
کہ دی ہے انکو ایک نعمت کہ انکو نجات دی کہ دریا سے باہر اتارا ہے **وَلِيَتَمَتَّعُوا** اور تاکہ فائدہ اٹھائیں وہ بیچ دنیا کے چند روز کا اور بتوں کی عبادت میں مشغول ہوں
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ پس قریب ہے کہ جانینگے اپنے انجام کار کو وقت عذاب کے اور فرماتا ہے کہ **أَوَلَمْ يَرَوْا** کیا نہیں دیکھا ہے انہوں نے کہ **أَنَّا جَعَلْنَا**
تحقیق ہم نے کر دیا ہے انکے شہر کو کہ وہ مکہ ہے **حَرَمًا آمِنًا** حرم امن والا کہ انکے آدمی محفوظ ہیں قتل اور غارت سے **وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ** اور اچک
لئے جاتے ہیں آدمی **مِنْ حَوْلِهِمْ** گرداگرد انکے سے یعنی گرد شہر انکے سے آدمیوں کو قتل و سیر کرتے ہیں اور پکڑ لیجاتے ہیں اور لوٹتے ہیں اور ان کے مال کو
اور کوئی کچھ نہیں کہتا ہے **أَفَبِالْبَاطِلِ** کیا پس ساتھ باطل کے کہ وہ بت ہیں یا شیاطین باوجود اس نعمت کے **يُؤْمِنُونَ** ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں

وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ اور ساتھ نعمت خدا کے کہ وہ سکونت حرم کی اور ایمنی خوف قتل اور غارت اور سیری ہی ہے يَكْفُرُوْنَ کفر اور ناشکری کرتے ہیں کہ
انکی غیر کو شریک قرار دیتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون شخص زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ افْتَرٰى اس شخص سے کہ باندھے عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
اوپر خدا کے جھوٹ کو اور گمان کرے کہ واسطے خدا کے شریک ہی اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ اور جھٹلائے اور تکذیب کرے ساتھ حق کے کہ وہ پیغمبر یا
قرآن ہے جبکہ آیا وہ اسکی پاس اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے یعنی ہی دوزخ میں مَثْوًى جگہ رہنے کی لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ واسطے
کافروں کے یعنی البتہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اور ایسے مومنین حق میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا اور جن لوگوں نے کہ جہاد کیا ہے کفار سے فِيْنَا
بیچ مقدمہ ہمارے کے اور قائم کرنے دین ہمارے کے یا نفس کے کو ازار ہماری اطاعت کی جہاد کرے لَنَهْدِيَنَّهُمْ البتہ دکھلا دینگے ہم انکو سُبُلَنَا راہیں
اپنی کہ وہ راہیں بہشت کی ہیں وہ راہیں پہنچنے کی طرف ہمارے وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور تحقیق خدا البتہ ہمراہ نیکی کرنے والوں کے ہے کہ انکی
نصرت کرتا ہے دنیا اور آخرت میں انکو درجات عالیات عطا کریگا

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسکی ۶۰ ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
فرمایا ہے کہ بخدا سوگند کہ جو کوئی شب بست و سوم ۲۳ ماہ رمضان میں سورہ عنکبوت اور سورہ روم کو پڑھے وہ بہشتیوں میں سے ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ابن عباس سے منقول ہے کہ حروف مقطعہ خدا تعالیٰ کی تعریفیں ہیں ہر حرف اشارہ طرف ایک صفت اور تعریف کے ہے کہ خدا تعالیٰ کی تعریفیں بیان
کریں چنانچہ الف سے اشارہ طرف الوہیت خدا کے ہے اور لام سے اشارہ طرف لطف کے اور میم کنایہ ملک سے ہے اور تحقیق وہ ہے کہ جو سورہ بقر کے اول میں بیان ہو چکا ہے
گذرا ہے غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب ہوئے گروہ رومی کہ فارسیوں نے انپر غلبہ کیا فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ بیچ نزدیک تر زمین عرب کے نسبت زمین روم کے اور
وہ زمین اذرعات اور فلسطین اور کسکر وغیرہ کی تھی مفسرین لکھتے ہیں کہ فارسی مجوسیوں پر لڑائی میں غالب ہوئے زمانہ رسول خدا میں اور کفار قریش یہ خبر سنکر خوش ہوئے یہ سمجھے
کہ رومی اہل کتاب ہیں جیسے مسلمان صاحب کتاب ہیں اور فارسی اہل کتاب نہ تھے مثل کفار قریش کے وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ رومی نصرانی ہیں اور اہل کتاب ہیں اور مغلوب
ہوئے ہیں ان لوگوں سے کہ جو مثل ہمارے اہل کتاب نہیں ہیں تم بھی ایسے مغلوب ہوگے مثل مجوسیوں کے اور مسلمان اس خبر کو سنکر بہت غمگین ہوئے اور بیت المقدس مجوسیوں کے پاس تھا
جیسے کہ کعبہ مسلمانوں کے واسطے ہے فارسیوں نے رومیوں کو بیت المقدس میں سے بھی نکال دیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُمْ اور وہ یعنی رومی مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ
پیچھے غلبہ ان فارسیوں کے سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ قریب ہے کہ غالب ہونگے وہ رومی فارسیوں پر بیچ تھوڑے برسوں کے تین سال سے نو سال تک
اور بضع سنین تین سال سے نو سال تک کو کہتے ہیں اور یہ مشہور قصہ تواریخ میں اس طرح ہے کہ فارس میں ایک عورت تھی کہ فرزند اسکے سب شجاع اور بہادر تھے اور پرویز کہ
بادشاہ فارس کا تھا اسنے اس عورت کو طلب کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لشکر اپنا واسطے جنگ قیصر روم کے روانہ کروں اور تیرے فرزندوں میں سے ایک شخص کو سردار
لشکر کا کروں بتلا کہ تیرے فرزندوں میں کون لائق اس سرداری کے ہے اس عورت نے کہا کہ فلانا لڑکا میرا بھیڑیے سے بہت تیز تر ہی اور فلانا تیغ و سنان سے زیادہ تیز
ہے اور جسکا نام شہرزان ہے وہ شیر سے زیادہ شجاع ہے اور اس سے زیادہ حلیم اور بردبار ہے اور کوہ سے زیادہ سنگین ہے پرویز نے کہا کہ میں نے اسکو اختیار کیا جو کہ حلیم زیادہ ہے
پس اسکو بلا کر سردار لشکر کا کیا اور طرف روم کے اسکو روانہ کیا اور وہ زمین روم میں پہنچا اور قیصر روم سے کارزار کر کے فتح پائی رومیوں پر اور شہروں کو روم
کے خراب و منہدم کر دیا اور یہ لڑائی اذرعات اور بصرہ میں کہ شام کے شہروں سے زیادہ نزدیک ہیں واقع ہوئی اور یہ فتح فارسیوں کی رومیوں پر سال نہم میں
مبعوث ہونے رسول خدا صلعم کے سے ہوئی تھی اور جس وقت یہ خبر مکہ میں پہنچی تو حضرت اسکے غمناک ہوئے اور مشرکین خوش ہوئے اور مسلمانوں کو طعن کرتے تھے کہ جیسے تم صاحب
کتاب ہو ایسے ہی رومی بھی ہیں اور فارسیوں کو انپر غلبہ حاصل ہوا ایسے ہی ہم تم پر غالب ہونگے یہ فال ہمارے غلبہ کی ہے تم پر جس وقت مسلمان یہ خبر سنکر رنجیدہ
ہوئے تو خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کیواسطے فرمایا کہ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ یعنی اور وہ رومی پیچھے غلبہ ان فارسیوں کے سے قریب ہے کہ غالب ہونگے ان فارسیوں پر تین سال
سے نو سال تک میں اور ایسا ہی ہوا کہ رومی فارسیوں پر غالب ہوئے اور یہ ایک بڑی دلیل ہے قرآن کے حق ہونیکی کہ جو کچھ اسمیں خبر دی گئی تھی وہ وقوع میں آئی اور جب
یہ خوشخبری نازل ہوئی تو ابوبکر نے مشرکین سے کہا کہ تم اس خبر سے شاد ہوتے ہو تمہاری آنکھیں روشن نہ ہوں بخدا کہ رومی فارسیوں پر غالب ہونگے تین سال سے نو سال
تک میں مشرکین نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور یہ تو کہاں کہتا ہے کہ پیغمبر خدا سے میں نے سنا ہے ابی بن خلف نے ابوبکر سے کہا کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو وقت اسکا

سمین کی کہ شرط بہتر کریں بیس تین سال پر دس دس اونٹ کی شرط کی جسوقت سولخدا کو ابو بکر نے اس شرط کی خبر کی تو حضرت نے فرمایا کہ ای ابو بکر خطا کی تو نے
سواسطے کہ بضع تین سے نو تک کہتے ہیں پس پھر جا اور یہاں مدت میں زیادہ کر ابو بکر نے جا کر نو برس تک مقرر کیئے اور سو اونٹ کی شرط کی اور یہ جسوقت شرط کرنیکی
حرام ہونے سے پہلے مقرر ہوئی تھی اور بعد اسکے حرام ہوگئی ہے اب ایسی شرط جائز نہیں ہے اور جب ابو بکر نے مکہ سے باہر جانا چاہا تو ابی بن خلف نے کہا کہ بدون ضمانت کے میں
تجھکو نہیں جانے دیتا بیٹا انکا عبداللہ ضامن اپنے باپ کا ہوا اور جسوقت ابی بن خلف نے چاہا کہ مکہ سے واسطے جنگ احد کے جاوے تو عبداللہ نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ بدون
ضامن دئے تجھکو بھی مکہ سے باہر نہیں جانے دیتا ابی نے بھی اپنا ضامن دیا اور احد کی لڑائی میں جاکر مسلمانوں سے لڑا اور وہاں سے زخمی ہو کر مکہ میں آیا اور مر گیا
ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں نے جسوقت فتح پائی مشرکین پر تو اسیوقت خبر آگئی کہ رومیوں نے فارسیوں پر فتح پائی ہے انہیں سے بیان
خوش ہوا اور ابو بکر نے ابی بن خلف کے وارثوں کے پاس جاکر مال شرط کا وصول کیا اور جناب سولخدا کی خدمت میں لاکر حاضر کیا حضرت نے [illegible]
کرو اور تواریخ کی کتابوں میں فارسیوں کا رومیوں پر غالب آنا اور پھر رومیوں کا فارسیوں پر غالب آنا تفصیل سے لکھا ہے جسکو ایسے قصوں کی رغبت ہو وہ تواریخ کو
مطالعہ کرے اور حضرت امام محمد باقر سے ایک روایت اسطرح ہے کہ جسوقت جناب سولخدا صلعم نے طرف مدینہ کی ہجرت کی اور اسلام کو ظاہر کیا تو قیصر روم کو ایک نامہ
لکھا اور مضمون اسکا ہدایت اور طلب طرف اسلام کی تھی اور اپنے ایلچی کے ہاتھ وہ نامہ شاہ روم کے پاس روانہ کیا اور ایسے ہی ایک نامہ فارس کے بادشاہ کے پاس
بھیجا بادشاہ روم نے تو حضرت کے نامہ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور حضرت کے قاصد پر بہت مہربانی خرچ کی اور بادشاہ فارس نے حضرت کے نامہ کو خفت سے پھاڑ ڈالا
اور اسی زمانہ میں بادشاہ روم کے بادشاہ فارس کا جنگ کرتا تھا اور مسلمان خوش اس امر کی تھے کہ بادشاہ روم کا بادشاہ فارس پر فتحیاب ہو لیکن جسوقت بادشاہ
فارس کا بادشاہ روم پر غالب ہوا تو مسلمانوں کو بہت ناخوش معلوم ہوا اور رنجیدہ ہوئے تب اللہ تعالے نے انکی تسلی کیواسطے یہ آیت نازل کی کہ الم غلبت الروم فی ادنی الارض
وہم من بعد غلبہم سیغلبون للہ الامر خاص واسطے خدا کے ہے حکم من قبل پہلے غلبہ فارس کے روم پر و من بعد اور پیچھے غالب آنے روم
کے فارس پر یعنی ہر وقت حکم اسکا ہے اور سب کام اسکی قبضہ قدرت میں ہیں پس غالب ہونا اور مغلوب ہونا اول سے آخر تک بحکم خدا ہے اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے
کہ واسطے خدا کے حکم ہے پہلے اس سے کہ حکم کرے اور بعد اسکے کہ حکم کرے ویومئذ اور اس روز یعنی جس روز کہ رومی فارسیوں پر غلبہ پاوینگے یفرح المؤمنون
خوشی کرینگے مومنین بنصر اللہ ساتھ مدد کرنے خدا کے اہل کتاب کے اس قوم پر جو کہ کتاب نہیں رکھتی ہے ینصر نصرت کرتا ہے خدا من یشاء جسکو
چاہتا ہے وھو العزیز اور وہ غالب مطلق ہے الرحیم مہربان وعد اللہ وعدہ کرنا خدا کا وعدہ کرنا غلبہ روم کا فارس پر اور وعدہ جنت
لا یخلف اللہ وعدہ نہیں خلاف کرتا ہے خدا وعدہ اپنے کو ولکن اکثر الناس اور لیکن اکثر آدمی لا یعلمون نہیں
جانتے ہیں وعدہ کو اور وعدہ کی صحت کو بسبب جہالت اور تامل نکرنے کے یعلمون ظاہرا جانتے ہیں ظاہر کو من الحیوۃ الدنیا زندگانی دنیا سے یعنی
مال و متاع اور جاہ اور دولت اور اسباب تجارت وغیرہ فائدوں اور منافع کو جانتے ہیں اور جو کچھ دنیا کا ظاہر ہے اسکو جانتے ہیں وھم عن الاخرۃ اور وہ
آخرت سے کہ نہایت مقصود ہے ھم غافلون وہ غافل ہیں اور نہایت بیخبر ہیں اور اسی سبب سے ہمیشہ دنیا کے آباد کرنے میں اور آخرت کے خراب کرنے میں سعی کرتے ہیں
اور بعضے علما کہتے ہیں کہ منجملہ اس گناہ کے کہ کامل ہونا امور دنیا میں انکی نہایت کو پہنچا کہ وہ درہم کو اپنے ناخن سے پلٹ کر اسکے وزن کی خبر دیتے ہیں جسطرح سے کہ وہ ہے اور نماز کو ہرگز
نہیں جانتے ہیں کہ کسطرح ادا کرنی چاہیئے اور کیونکر صحیح ہوتی ہے اور کس امر کے کرنے سے باطل ہوتی ہے اور حضرت صادق سے تفسیر یعلمون ظاہرا کی دریافت کیگئی تو فرمایا کہ
علم رجز اور نجوم کہ واسطے تدبیر امور دنیا کے ہیں وہ کبھی اسمیں حق ہے اور فرماتا ہے کہ اولم یتفکروا کیا نہیں فکر کرتے ہیں اور سوچتے ہیں فی انفسہم بیچ نفس
اپنے کے کہ وہ جسم و نفس سے زیادہ نزدیک اور قریب انکے ہے تاکہ ثابت ہو انکو قدرت انکی پیدا کرنے کی انکی پھر دیکھیں جیسی اسکو پہلے پیدا کرنے پر قدرت تھی ایسی ہی
دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت ہے ما خلق اللہ السموات والارض نہیں پیدا کیا خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو وما بینہما اور جو چیز کہ
درمیان ان دونوں آسمان اور زمین کے ہے الا بالحق مگر ساتھ حق کے واسطے غرض صحیح کے کہ انکو دلیل لاتے ہیں انکی توحید اور قدرت کاملہ پر اور عبث و بیفائدہ انکو
نہیں پیدا کیا ہے بلکہ پیدا کیا ہے انکو ایک فائدہ کیلئے واجل مسمی اور ایک وقت نام رکھی گئی اور مقرر کیواسطے کہ جب وہ مدت گزر جاوے تو پھر وہ معدوم ہوجاویں اور باقی نرہیں

اور وہ روز قیامت کہ جسپر دنیا کی انتہی ہوگی اور تمت وہ باقی رہینگے وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ اور تحقیق کہ بہت آدمیوں میں سے بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ ساتھ
پہنچنے حضرت پروردگار اپنے کے قیامت کے ہونیسے لَكَافِرُونَ ۔ البتہ کفر کرنیوالے ہیں اور انکار کرنیوالے ہیں اور گمان انکا یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ ہے اور آخرت نہوگی أَوَلَمْ
يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ کیا نہیں سیر کرتے ہیں وہ بیچ زمین کے وقت تجارت کے طرف یمن اور شام وغیرہ کے جسجگہ کہ عاد اور ثمود اور سوائے انکے عذاب خدا سے ہلاک ہوئے ہیں
فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِينَ انجام ان لوگوں کا کہ تھے وہ مِن قَبْلِهِمْ پہلے انکے كَانُوا تھے وہ
أَشَدَّ مِنْهُمْ زیادہ سخت مکہ والوں سے قُوَّةً قوت میں یہ چیز واقع ہوا یعنی بڑے زبردست آدمی تھے باعتبار طاقت کے وَأَثَارُوا الْأَرْضَ
اور کھودا اور الٹ پلٹ کیا وہ جوتا انہوں نے زمین کو واسطے زراعت اور درخت بونے کے اور چشمے جاری کرنیکے وَعَمَرُوهَا اور آباد کیا انہوں نے اسکو عمارتیں بنا کر
أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا اکثر اس سے کہ آباد کیا ہے اس کو مکہ والوں نے اسکو کہ مکہ والے اپنی زمین میں رہتے ہیں کہ وہاں نہ آب شیریں ہے اور نہ زراعت اور باوجود
اسکے تکبر اور سرکشی کرتے ہیں وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم اور آئے انکے پاس پیغمبر انکے بِالْبَيِّنَاتِ ساتھ دلیلوں روشن کے اور معجزوں ظاہر کے اور وہ لوگ
ایمان نہ لائے اور اسی سبب سے خدا تعالیٰ نے انکو ہلاک کیا فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ پس نہ تھا خدا کہ ظلم کرے اوپر انکے بدون جرم کے اور بدون انکے پاس پیغمبر بھیجنے کے لیکن انہوں نے
کفر کیا اور پیغمبروں کو جھٹلایا اسواسطے عذاب میں گرفتار ہوئے وَلَٰكِن كَانُوا اور لیکن تھے وہ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ جانوں اپنی پر ظلم کرتے تھے بسبب اختیار کرنے
کفر کے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا پھر ہوگا انجام ان لوگوں کا کہ برا کیا انہوں نے کفر کو اختیار کیا انہوں نے السُّوأَىٰ برائی کہ وہ عذاب ہے دنیا
اور آخرت کا اور اہل کوفہ نے عاقبة کو منصوب پڑھا ہے یعنی جنہوں نے برائی کی ہے انجام انکا برا ہے کہ وہ عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سوئی نام دوزخ کا ہے
جیسے حسنیٰ اور طوبیٰ نام بہشت کا ہے یعنی انجام انکا دوزخ ہے اور ہلاک ہو وہ أَن كَذَّبُوا اس واسطے کہ جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی بِآيَاتِ اللَّهِ ساتھ آیتوں
خدا کے کہ قرآن کا اعتبار نہ کیا اور اس سے نصیحت نہ پکڑی وَكَانُوا بِهَا اور تھے وہ ساتھ ان آیتوں کے يَسْتَهْزِئُونَ ہنسی کرتے کہ انکو خدا کیطرف سے جانتے نہ تھے
اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ خدا پیدا کرتا ہے خلقت کو نطفے سے ثُمَّ يُعِيدُهُ پھر اعادہ کریگا اسکا کہ بعد مرنے کے انکو پھر زندہ کریگا ثُمَّ إِلَيْهِ پھر طرف اسکے
واسطے جزائے اعمال کے تُرْجَعُونَ پھرے جاؤگے تم اور ابو بکر نے یرجعون پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی طرف اسکے پھرینگے وہ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جس دن
قائم ہوگی قیامت يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ناامید اور خاموش اور حیران ہونگے گنہگار کہ کوئی حجت اور تکرار انکو باقی نہ رہیگی وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن
شُرَكَائِهِمْ اور نہ ہوئینگے واسطے انکے شریکوں انکے سے کہ جنکو خدا کا شریک کرتے تھے شُفَعَاءُ سفارش کرنیوالے کہ انکو عذاب سے خلاصی دلاویں کفار کہتے تھے کہ ہمارے
معبود قیامت میں ہماری سفارش کرینگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بت اور وہ انکی سفارش نکر سکینگے وَكَانُوا اور ہوویں گے بت پرست وہ بِشُرَكَائِهِمْ ساتھ
شریکوں اپنے کے كَافِرِينَ کفر کرنیوالے اور بیزار ہوویں گے کہ جسوقت انسے ناامید ہوں وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ قائم ہوگی قیامت يَوْمَئِذٍ
اس دن يَتَفَرَّقُونَ ۔ متفرق ہو جاوینگے اور آپس میں جدا جدا ہو جاوینگے آدمی کہ بعضے تو بہشت کو سدھارینگے اور بعضے دوزخ کو روانہ ہونگے فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کیے ہیں انہوں نے اچھے فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ پس وے بیچ باغوں بہشت کے ہوئینگے میووں سے
يُحْبَرُونَ شاداں اور خوش کیے جاوینگے اسطرح سے کہ اثر فرحت اور سرور کا انکے چہروں سے نمایاں ہوگا اور اسکو کہ گرامی کیے جاوینگے بکرامت خدا اور نعمتوں کے
لذت پاوینگے اور تاج انکے سروں پر ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سرور سے سننا راگ کا ہے کہ انکو سننے سے بہشت میں لذت پاوینگے اور کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے
رسول خدا سے پوچھا کہ بہشت میں راگ بھی ہے فرمایا ہاں بہشت میں ایک نہر ہے کہ اسکے کنارہ پر باکرہ حوریں بیٹھی ہیں کہ جنکے گورے گورے بدن ہیں اور بڑی بڑی آنکھیں ہیں وہ
حوریں گاتی ہیں ایسی آواز سے کہ ایسی خوش آواز کسی نے نہ سنی ہوگی اور یہ بہشت کی نعمتوں میں سے بہتر ہے اور کہتے ہیں کہ وہ حوریں خدا تعالیٰ کی تسبیح کرینگی انکی آواز
خوش ہوگی اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم سے پوچھا کہ یا رسول خدا بہشت میں آواز خوش ہے کہ مجھے راگ سننے کا بہت شوق ہے فرمایا کہ ہاں بہشت میں ایک
درخت ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ اسکو وحی کریگا کہ میرے بندوں کو راگ سنا جن لوگوں نے کہ دنیا میں راگ سے پرہیز کیا ہے وہ درخت آواز خوش سے حق تعالیٰ کی تسبیح کریگا ایسی آواز
کہ خلائق نے کبھی ایسی نہ سنی ہو اور سوا اسکے بہت ہیں سمجھ میں نہیں آتی وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا اور لیکن جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور

جھٹلایا ہے اور تکذیب کی ہے انہوں نے ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں یا نشانیاں قدرت ہماری کے وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ اور ساتھ پہنچنے
آخرت کے کہ اسکو بھی جھٹلایا ہے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ جھٹلانیوالے فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ بیچ عذاب کے حاضر کئے گئے ہیں دوزخ میں داخل
ہوکر کہ ہرگز غائب ہونیوالے نہیں ہیں اور اب انکی نجات بندونکی فرماتا ہے کہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ پس تسبیح کرو تم تسبیح کرنا خدا کو جسطرح سے کہ وہ سزاوار
اسکے ہے حِيْنَ تُمْسُوْنَ جسوقت کہ رات کرو تم وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ اور جسوقت کہ صبح کرو تم وَلَهُ الْحَمْدُ اور واسطے اسکے شکر ہے اور تعریف
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے یعنی جو کوئی کہ آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ اسکی حمد و ثنا کرتا ہے وَعَشِيًّا یہ مفعول
واقع ہوا ہے یعنی بیچ آخر روز کے وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ اور جسوقت ظہر کا وقت کرتے ہو تم اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تسبیح سے یہاں نماز ہے پس تُمْسُوْنَ سے مراد
نماز شام اور عشا ہے اور تُصْبِحُوْنَ سے مراد نماز صبح ہے اور عشیا سے مراد نماز عصر کہ وہ آخر دن میں ہوتی ہے اور تظہرون سے مراد نماز ظہر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ
وقتوں میں تسبیح کرو کہ وہ ایسا ہے کہ يُخْرِجُ الْحَيَّ نکالتا ہے زندہ کو مِنَ الْمَيِّتِ مردہ سے جیسے کہ انسان کو نطفہ سے اور مرغ کو بیضہ سے اور یا یہ کہ مومن
کافر سے اور عالم کو جاہل سے اور نیک کو بد سے وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ اور نکالتا ہے مردہ کو مِنَ الْحَيِّ زندہ سے جیسے کہ نطفہ کو انسان سے اور بیضہ کو مرغ سے
کافر کو مومن سے اور جاہل کو عالم سے اور بد کو نیک سے وَيُحْيِ الْاَرْضَ اور زندہ کرتا ہے زمین کو گل اور سبزہ اگا کر بَعْدَ مَوْتِهَا پیچھے مرنے اور خشک
ہونے اسکے وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی مانند اس زندہ ہونیکے تُخْرَجُوْنَ باہر نکالے جاؤ گے تم قبروں سے زندہ کرکے اور حضرت امام کاظمؑ نے يُحْيِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہاں قطرات باران سے زندہ کرنا مراد نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ ایسے مردوں کو بھیجیگا کہ زندہ کرینگے وہ عدل کو اور عدل کے
زندہ کرنے سے زمین زندہ ہوجائیگی اور قائم کرنا حد کا زیادہ نفع رکھتا ہے زمین کو چالیس روز کے قطرات باران سے اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ جو کوئی چاہتا ہو کہ بروز قیامت اسکی اعمال نیکی وزن کئے جاویں تو چاہیے کہ اس آیت کو پڑھے وکذلک تخرجون تک اور دوسری روایت ہے کہ آخر سورہ والصافات
کا یعنی سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ آخر تک اسکو ساتھ ملا کر پڑھے اور ایک روایت سید عالم صلعم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شام اور صبح کو یہ آیت
پڑھے تو اسنے تدارک کیا ہر عبادت کا جو اس سے فوت ہوئی ہے خواہ نوافل ہوں خواہ دعائیں ہوں خواہ تسبیحیں ہوں اور ایک روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی بعد نماز فریضہ کے اس آیت کو پڑھے تو بعدد قطرات باران اور برگ درختان اور خاک روئے زمین کے واسطے اسکے مثل نیکیاں لکھیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور تمام
نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ یہ کہ پیدا کیا تمکو مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے یعنی اصل کو سب کے کہ وہ آدم ہے باپ تمہارا اسکو یعنی خاک سے پیدا
کیا ہے اور یا یہ کہ تمکو نطفہ سے پیدا کیا ہے اور نطفہ کو غذا سے اور غذا کو مٹی سے ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ پھر اسوقت تم یعنی بعد پیدا کرنیکے بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی
ہوکر پراگندہ ہوتے ہو اور پھیلتے ہو زمین میں اور ہر ایک جگہ اپنا وطن اور مقام کرتے ہو پس جو کسیکو کہ ایسی قدرت ہو کہ تمکو پیدا کرکے جگہ جگہ میں متوطن کردے پھر
وہ تمہارے دوبارہ زندہ کرنے پر کیونکر قادر نہوگا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے اَنْ خَلَقَ لَكُمْ یہ کہ پیدا کیا واسطے تمہارے
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نفسوں تمہارے سے یعنی جنس و شکل تمہاری سے اَزْوَاجًا جوڑی یعنی عورتوں تمہاری کو لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا تاکہ میل اور
رغبت کرو تم طرف انکی ایک جنس ہونیکے سبب سے اور انس و الفت پکڑو اور غیر جنس سے نامناسبت نفرت اور اختلاف کا ہے وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ اور کردیا درمیان
تمہارے یعنی تمہاری عورتوں اور تم میں پیدا کیا خدا نے مَّوَدَّةً دوستی کو وَّرَحْمَةً اور مہربانی کو سبب حاصل ہونے زوجیت کے باوجودیکہ اس سے پہلے کوئی
آشنائی نتھی اور دونوں کی شوہر اور زوجہ ہونے کی وجہ سے ایک الفت باہمی دلوں میں پیدا ہوگئی کہ امر معاش کا انتظام بخوبی ہو واسطے کہ زندگانی راحت سے بسر
کرنی بعد موقوف محبت اور الفت پر ہے اور منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھکو ایک امر سے نہایت تعجب آتا ہے اور وہ
یہ ہے کہ عورت اور مرد کہ کبھی انہوں نے ایک کو دوسرے نے نہ دیکھا ہو جسوقت ان دونوں کا نکاح ہوا اور ایک روز انہیں صحبت میں گذرے تو ایسی انکے درمیان دوستی پیدا ہوتی ہے کہ
زیادہ اس سے کوئی دوستی متصور نہو حضرت نے فرمایا کہ یہ خدا کی جانب سے ہے کہ اسنے فرمایا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً
وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس پیدا کرنے عورت اور مرد کے ہمجنس و ہمشکل اور مشابہ کے لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّقَوْمٍ

یتفکرون واسطے اُس قوم کے کہ سوچتے ہیں اور فکر کرتے ہیں حکمتوں اور صنعتوں میں اسکی ومن اٰیٰتہٖ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے ان خلق
السمٰوٰت والارض پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ انکے درمیان عجائب اور غرائب چیزیں ہیں واختلاف السنتکم اور مختلف
ہونا زبانوں تمہاری کا یعنی کہ تمکو الہام کرکے تعلیم کیا اُن زبانوں کو مثل عربی اور فارسی اور ہندی کے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اصلیں سب زبانوں
مختلف کی بہتر ہیں اُنیس اولاد سام میں ہیں اور سترہ زبان اولاد حام میں اور چھتیس اولاد یافث میں اور کہتے ہیں کہ واضع اور ایجاد کرنیوالا ان زبانوں کا
خدا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فاعل سب زبانوں کے آدمی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے اُنپر الہام کرکے آسان کر دیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مختلف ہونے زبانوں سے مراد مختلف ہونا
آوازوں کا ہے جیسے کہ مختلف شکلیں پیدا کیں ایسی ہی آوازیں مختلف پیدا کیں یہ اپنی قدرت کا اظہار ہے کہ ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے نہیں ملتی یہانتک کہ
دو بھائیوں کی زبانیں آپس میں مشابہ نہیں ہیں اسواسطے فرمایا خدا نے اور آیتوں اسکی سے ہے مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا یعنی تمہاری آواز کا والوانکم اور
مختلف ہونا رنگوں تمہارے کا سیاہی اور زردی و سفیدی و سرخی میں اور ہر ایک کہ تمہاری ہیئت میں مختلف ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے مشابہ نہیں
اگرچہ رنگ میں موافق ہوں لیکن شکلوں میں البتہ مختلف ہونگے اور یہ نہایت عجائب قدرت خالق سے ہے کہ سبکو مختلف پیدا کیا ہے اگر یہ اختلاف نہوتا اور
آدمی آپس میں ہمشکل ہوتے اس طرح سے کہ کسی طرح آپس میں فرق نہوتا تو جب سب ہم ہو جاتے تمام مصلحت کا ہو جاتا اور نظام میں خلل آتی ان فی ذٰلک
تحقیق کہ بیچ اس اختلاف زبانوں اور رنگوں آدمیوں کے لاٰیٰت البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں للعٰلمین واسطے عالم کے لوگوں کے اور حفص
نے بکسر لام پڑھا ہے یعنی واسطے جاننے والوں علم والوں کے مثل جن اور انسان اور فرشتے کے حکمت اسکی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے ومن اٰیٰتہٖ اور نشانیوں
قدرت اسکی سے ہے منامکم سونا تمہارا باللیل والنہار بیچ رات اور دن واسطے استراحت اور آسودگی نفس کے وابتغاؤکم اور طلب کرنا تمہارا
روزی کو من فضلہٖ فضل اسکے سے اور کشاف کے نزدیک مراد خواب سے شب ہے اور روزی طلب کرنی دن مخصوص ہے ان فی ذٰلک تحقیق کہ
بیچ اس خواب شب کے اور طلب روزی روز کے لاٰیٰت البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لقوم یسمعون واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں نصیحت
کان سے اور اسمیں تفکر کرتے ہیں ومن اٰیٰتہٖ اور نشانیوں حکمت اس خدا کے سے ہے کہ یریکم البرق دکھلاتا ہے تمکو بجلی کو خوفا واسطے
ڈرنے مسافر کے بجلی گرنے سے وطمعا اور واسطے طمع مقیم لوگوں کی بارش بارانکو اور یریکم میں ان مقدر ہے اور خوفا اور طمعا مفعول لہٗ واقع ہوئے ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ خوف اور طمع میں مطلق آدمیوں کے واسطے مراد ہے مسافر اور مقیم کی خصوصیت نہیں ہے وینزل من السماء ماءً اور نازل کرتا ہے وہ
جانب آسمان سے پانی کو فیحیی بہ الارض پس زندہ کرتا ہے ساتھ اسکے زمین کو کہ گھانس اور ترو تازہ درخت اُس میں اُگتے بعد موتہا
پیچھے مرنے اور خشک ہونے اسکے سے ان فی ذٰلک تحقیق کہ بیچ اس بجلی اور باران کے لاٰیٰت البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لقوم یعقلون
واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور عقل کو عمل میں لاتے ہیں ومن اٰیٰتہٖ اور نشانیوں قدرت اسکی سے ہے ان تقوم السماء کہ کھڑا ہے آسمان بے ستون
والارض اور زمین بامرہٖ ساتھ حکم اسکے کہ دونو اسکی حفاظت سے قائم ہیں ثم اذا دعاکم پھر جسوقت بلائیگا تمکو پھر اسرافیل کے واسطے سے دوسرا
صور پھونک کر دعوۃً بلانا اس طرح سے کہ کہیگا اے مردو باہر آؤ من الارض زمین سے اذا انتم تخرجون سو تب تم نکل آؤگے بیچ قبروں
سے واسطے جزائے اعمال نیک اور بد کے یعنی جیسے کہ قادر ہے خدا تعالیٰ کہ آسمان اور زمین کی حفاظت کرتا ہے ایسے ہی مردوں کو زندہ کرکے زمین سے نکالنے پر قادر ہے اور قدرت
اسکی جمیع ممکنات کی نسبت برابر ہے ولہٗ من فی السمٰوٰت والارض اور واسطے اسکے ہے جو کوئی بیچ آسمانوں اور زمین کے کل لہٗ قانتون
سب واسطے اسکی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں بندگی میں اور بعد موت کے اگرچہ بعضے دنیا میں اسکے منکر ہیں سب چھوڑ دینگے تکبر انکو انکے حال پر اور وہاں سرکشی
نکر سکینگے وھو الذی اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ یبدؤا الخلق پیدا کرتا ہے خلقت کو ثم یعیدہٗ پھر اعادہ کریگا اسکا کہ دوبارہ انکو زندہ
کریگا بعد مرنے کے وھو اھون علیہ اور وہ دوبارہ زندہ کرنا آسان تر ہے اوپر اس خدا کے اول بار کے پیدا کرنے سے کہ جس وقت کچھ مادہ موجود نہ تھا سو عدم سے
پیدا کیا اور جبکہ مادہ اسکا موجود ہے تو دوسری بار نہایت آسان ہے اور یہ نسبت قدرت تمہاری کے ہے اور خدا کے نزدیک تو اول اور دوبارہ پیدا کرنا دونو برابر ہیں

وَلَهُ الْمَثَلُ اور واسطے اُس خدا کے وصف عجیب الشان ہی مثل قدرت کاملہ کے اور ایک ہونے ذات کے اور بزرگی صفات کے کہ اُسکا غیر اُسکے واسطے نہیں الْاَعْلٰی برتر ہی جیسے غیر ہے کہ برابر اُسکے کوئی نہیں ہو سکتا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی یعنی وہ شخص ہے وہ کہ نہیں مشابہ ہی اُسکو کوئی چیز اور نہ وصف کیا جاتا ہی اور نہ وہم میں لایا جاتا ہی اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت علی سے کہ اے علی تو مثل اعلی ہی غرض یہ کہ خدا تعالیٰ موصوف ہے اُن صفات بزرگی کے ساتھ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین میں اُسکو اُن صفتوں سے یاد کرتے ہیں وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے سب چیزوں پر کہ اُسکی قدرت سب سے متعلق ہے اور اُن سب پر قدرت اول پیدا کرنیکی اور دوبارہ زندہ کرنیکی بھی ہی الْحَكِيْمُ حکمت الٰہی کہ موافق مصلحت کے کرتا ہی ضَرَبَ لَكُمْ بیان کی ہی خدا نے واسطے تمہارے مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ مثال کہ لی گئی ہی حال نفسوں تمہاری سے اور وہ یہ ہے کہ هَلْ لَّكُمْ کیا ہیں واسطے تمہارے مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وہ نہیں ہے کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ تمہارے کہ وہ لونڈی اور غلام تمہارے ہیں کہ وہ واسطے تمہارے مِّنْ شُرَكَآءَ شریک نہیں فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ بیچ اُسچیز کے کہ روزی دی ہی ہمنے تمکو یعنی تمہارے لونڈی اور غلام کیا تمہارے شریک نہیں ہیں اُس روزی میں جو ہمنے تمکو دی ہی کہ فَاَنْتُمْ پس تم اور غلام تمہارے فِيْهِ سَوَآءٌ بیچ اُس روزی تمہاری کے برابر ہوں جسطرح ہی کہ تم اپنے ملک اور مال میں تصرف کرتے ہو اسیطرح وہ بھی اپنا تصرف کریں اُس تمہاری روزی میں یا کہ تم ہرگز نہ چاہوگے کہ وہ تمہارے مالک ہیں مثل تمہارے تصرف کریں وہ لونڈی اور غلام ایسے ہیں کہ تَخَافُوْنَهُمْ ڈرتے ہو تم اُنکو وہ اپنا تصرف کرکے مالک مستقل ہو جائیں كَخِيْفَتِكُمْ مثل ڈرنے تم آزادوں کے اَنْفُسَكُمْ نفسوں اپنے سے کہ وہ نفس تمہارے شریک آزاد ہوں خدا تعالی نے آزاد شریکوں کو نفس اُنکا فرمایا ہی یعنی تم اپنے اُن غلاموں سے کہ اُنکی شریک ہو جائیں تصرف کرنے سے ایسے ڈرتے ہو جیسے کہ کوئی آزاد دوسرے شریک ہو سے ڈرتا ہی خلاصہ یہ ہے کہ آزاد تم راضی ہو اس پر سے کہ اپنے غلاموں کو اپنی ملک اور مال میں شریک کرو کہ وہ مثل تمہارے اپنا تصرف کریں اور تصرف میں تمہارے برابر ہو جائیں اور اُنکی مالک اور شریک ہونے سے تم خوف کرو جیسے کہ بعضے آزاد بعضے آزادوں کے شریک ہونے سے خوف کرتے ہیں پس جسوقت کہ تم راضی نہ ہوا اپنے غلام اور لونڈی کے شریک ہونے سے تو پس کیونکر راضی ہوتے ہو تم میرے واسطے کہ میں سب آزاد کا بھی اور غلام کا بھی پروردگار ہوں کہ بعضے میرے غلاموں اور بندوں کو میرا شریک کرتے ہو اور یہ کیونکر روا رکھتے ہو کہ جسکو میں پیدا کروں اُسکو تم میرا شریک مقرر کرو كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ اسیطرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم دلیلوں توحید اپنی لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ واسطے اُس قوم کے کہ عقل سے کام فرماتے ہیں اور عقلمندوں ہی کو فائدہ ہوتا ہے کہ تامل اور تفکر کرکے سمجھتے ہیں اور جاہل اور ظالم اُسکی حقیقت سے بیخبر ہیں چنانچہ فرماتا ہی کہ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ بلکہ پیروی کی اُن لوگوں نے ظَلَمُوْٓا کہ ظلم کیا ہی اُنہوں نے اپنے نفسوں پر شرک کو خلق کرکے اَهْوَآءَهُمْ خواہشوں اپنی کے یعنی پیروی کی ہی اُنہوں نے خواہشوں اپنی کے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے کہ بالکل نادان ہیں اور اگر دانشمند ہوتے تو خواہشوں کی پیروی نکرتے اور اُنکی عقل اس پیروی سے اُنکو مانع ہوتی فَمَنْ يَّهْدِيْ پس کون ہے کہ راہ دکھلاوے مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ اُس شخص کو کہ چھوڑ دیا ہے خدا نے اُسکو گمراہی میں اُسکی حال پر کہ لطف اپنا اور توفیق اپنی اُس پر سے اُٹھالی ہے یعنی جسکو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے علم سے جانا کہ توفیق اور لطف اُسکو فائدہ نہ کریگا اُسکے عناد اور انکار کی جہت سے باوجود دیکھنے معجزات کے تو خدا تعالی نے اُسکو اُسکے حال پر چھوڑ دیا ہی اور وہ ایسا ہی کہ اُسکو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا ہی وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہیں واسطے اُن مشرکوں کے مِّنْ نّٰصِرِيْنَ نصرت اور مدد کرنیوالے کہ اُنکو گمراہی سے نکالیں اور اُس گمراہی کی سزا سے کہ وہ عذاب دنیا اور آخرت کا ہی نجات دیویں اور جسوقت جانا تونے اے محمد صلعم کہ مشرکین ہدایت کرنیسے راہ نہیں پاتے ہیں تو فَاَقِمْ وَجْهَكَ پس قائم کر تو منہ اپنے کو اور سیدھا کر تو لِلدِّيْنِ واسطے دین حق کے یعنی دین اسلام پر قائم رہ کہ حَنِيْفًا میل کرنیوالا دین باطل سے طرف دین حق کے ہے اور دوسرے دینوں کی طرف سے سوا دین اسلام متوجہ مت ہو یہ خطاب حضرت کیطرف ہے اور مراد اُس سے جمیع مومنین ہیں یعنی ہمیشہ دین اسلام پر ثابت قدم رہیں اور حَنِيْفًا حال واقع ہوا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ فطرت یعنی پیدائش کے ہے اور یہاں مراد اُس سے دین اسلام ہی اور فطرت مفعول ہی بیچ مقدر کا اُس صورت میں ترجمہ اُسکا یہ ہے کہ پیروی کر تو دین اسلام کی کہ سنت ہو سے بہتر ہے الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا وہ دین کہ پیدا کیا ہی خدا نے آدمیوں کو اوپر اُس دین کے یعنی جو لڑکا پیدا ہوتا ہی وہ دین اسلام پر

پیدا ہوتا ہے لیکن صحبت میں اپنے والدین اور اپنی قوم کے انکا ہی دین اختیار کرتا ہے اور عالم کے جو لوگ کہ مشاہدہ ہوتا ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی اپنے والدین کے
دین پہ ہے اور اسی دین کو اچھا گمان کر کے اختیار کرتا ہے خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان خواہ یہودی خواہ نصرانی اور تحقیق کر کے مذہب کو کوئی اختیار نہیں کرتا
ہے بلکہ نہایت قلیل آدمی کہ بمنزلہ نادر کے ہیں اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت بھی مشہور ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من مولود الا قد یولد علی
فطرة الاسلام ثم ابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کہ ہر لڑکا دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن والدین اسکو اگر یہودی ہیں تو اسکو یہودی کر دیتے ہیں اور اگر نصرانی ہیں تو
اسکو نصرانی کر دیتے ہیں اور اگر مجوسی ہیں تو اسکو مجوسی کر دیتے ہیں اور حضرت صادق سے سوال کیا گیا کہ اس فطرت سے کیا مراد ہے فرمایا کہ دین اسلام مراد ہے
پیدا کیا ہے خدا نے انکو اسپر جسوقت کہ الست بربکم سے ان سے توحید پر اقرار کروایا اور حضرت امام باقر نے فرمایا ہے کہ پیدا کیا انکو خدا نے اپنی توحید پر جسوقت ان سے عہد لیا اپنے
پروردگار ہونیکا بروز الست اور اگر یہ امر نہوتا تو نہ جانتے وہ کہ کون ہے پروردگار انکا اور رازق انکا اور کہتے ہیں کہ اسلام کا نام فطرت ہوا ہے اسلئے ہوا ہے کہ اگر بندہ کو
گمراہ کریں اور انکو انکی حال پر چھوڑ دیں اور جس امر پر کہ وہ پیدا ہوا ہے اسی امر پر انکو چھوڑ دیں تو البتہ دین اسلام کو لازم پکڑیں اور منقول ہے کہ ایک جہاد میں
لڑکوں کو کفار کے قتل کر دیا ہے تھے حضرت نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ بیگناہ ہیں لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ مشرکین کی اولاد ہیں فرمایا کہ ہر ایک کوئی لڑکا نہیں
ہے مگر کہ وہ پیدائش اسلام پر پیدا ہوا ہے اور ہمیشہ اسی پیدائش پر باقی رہتا ہے یہانتک کہ دوسرا مذہب اسکی زبان سے ظاہر ہو اور والدین اسکو یہودی یا نصرانی
کر دیتے ہیں لا تبدیل لخلق اللہ نہیں ہے بدل جانا واسطے مخلوق اللہ کے یعنی پیدائش خدا کے یعنی جس دین کہ خدا نے واسطے بندوں کے پیدا کیا ہے اس دین
واسطے بدل جانا نہیں ہے تمکو چاہئے کہ اس دین کو بدل نکرو اور دوسرا دین اختیار نکرو اور اسی دین پر قائم رہو اس دین کا بدلنا سزاوار نہیں ہے اور یا یہ معنی ہیں کہ
دین خدا کو کوئی نہیں مٹا سکتا ہے ذلک الدین وہ دین کہ جس دین کے اختیار کرنیکا حکم کئے گئے ہیں وہ دین القیم راست اور
درست ہے کہ کسیطرح کی کجی اسمیں نہیں ہے ولکن اکثر الناس اور لیکن اکثر آدمی لا یعلمون نہیں جانتے ہیں انکی درستی کو بسبب
کج طبیعتی کے اور نہ تامل کرنے دلیلوں حقیقت اسکی کے اور حق یہ ہے کہ جیسا کہ پاک اور صفا یہ مذہب ہے ایسا کوئی مذہب روئے زمین پر نہیں جیسے کہ تنزیہ اور
تقدیس خدا کی اور ہر عیب اور شرک اور نقصان سے پاک ہونا خدا کا اس مذہب میں ثابت ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے اس سبب سے تم طرف اس دین کے اپنا منہ کرو در
اسکے منیبین جسوقت کہ رجوع کرنیوالے ہو الیہ طرف اس دین کے اور سوائے اسکے اور دینوں کو چھوڑ کر اسکی طرف پھرنیوالے ہو منیبین حال واقع ہوا
واتقوہ ہے اور ڈرو تم اس خدا سے اسکی نافرمانی اختیار کرنے میں واقیموا الصلوٰة اور قائم کرو تم نماز کو اور ہمیشہ پڑھتے رہو مع شرائط اور
ارکان کے ولا تکونوا من المشرکین اور نہو تم شرک کرنیوالوں سے اسطرح کہ عبادت بدون خلوص کے ادا کرو کہ وہ عبادت خدا کے
فائدہ نہیں بخشتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مت ہو تم شرک کرنیوالوں سے نماز کو عمداً ترک کرکے اسواسطے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عمداً نماز کو ترک کرنا
کفر ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اگر ترک کرنیکو حلال جانے تو اسوقت کافر ہو جاتا ہے من الذین ان لوگوں سے یعنی مت ہو تم شرک کرنیوالوں میں
ان لوگوں سے کہ فرقوا دینہم متفرق اور فرقہ فرقہ کر دیا انہوں نے دین اپنے کو وکانوا شیعا اور ہو گئے وہ گروہ گروہ اور مرتبہ اختلاف
اٹھا رکھے ہیں کہ جسکی پرستش کرتے ہیں اپنے نفس کی خواہش کے موافق دین اسلام کو چھوڑ کر مثلاً مشرکین کہ کوئی ان میں سے بت پرستی کرتا ہے کوئی ستارہ کو
پوجتا ہے اور کوئی فرشتوں کو مانتا ہے اور ایسے ہی یہود و نصاری میں کئی کئی فرقے ہیں کل حزب ہر گروہ بما لدیہم ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک
انکے ایک دین ہے اور اس دین کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس دین سے فرحون خوش ہیں وہ اور اپنے گمان میں اسی دین کو حق جانتے ہیں کہ واقع میں وہ دین باطل ہے
واذا مس الناس اور جسوقت پہنچے آدمیوں کو ضر سختی مثل بیماری اور فقیری اور بلائی اور اسکے سبب سے درماندہ ہوں دعوا پکار
ہیں وہ زاری اور عاجزی سے ربہم پروردگار اپنے کو منیبین الیہ کہ رجوع کرنیوالے ہیں طرف اسکے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی نہایت خلوص
سے خدا کو پکارتے ہیں اور اسکے غیر سے اسوقت منقطع ہو جاتے ہیں ثم اذا اذاقہم پھر جسوقت چکھاتا ہے انکو یعنی عطا کرتا ہے خدا انکو منہ اپنے
پاس سے رحمة بخشش کو مثل صحت یا تونگری یا دفع بلا کے اور وہ اس بلا سے نجات پائیں تو اذا فریق منہم اسوقت ایک گروہ انمیں سے بربہم یشرکون

ساتھ پروردگار اپنے کے شرک کرتے ہیں کیا اس رحمت کے عطا کرنے کی عوض میں بت پرستی کرتے ہیں اور کفر کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ لِيَكْفُرُوا تا کہ کفر کریں وہ
بِمَا آتَيْنَاهُمْ ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ہمنے انکو نعمت تونگری اور عافیت کی فَتَمَتَّعُوا پس فائدہ اٹھاؤ تم اے مشرکین و تابعین ور نعمت فانی
دنیا کا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ پس قریب ہے کہ جانو گے تم انجام میں فائدہ اٹھانے کا کہ وہ عذاب آخرت ہے أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ کیا نازل
کیا ہے ہمنے اوپر ان کافروں کے یعنی کیا بھیجا ہے ہمنے اوپر انکے سُلْطَانًا کسی حجت اور کتاب کو کہ اسکو سند پکڑتے ہیں اپنے مذہب کے حق ہونیکی واسطے
فَهُوَ پس وہ کتاب يَتَكَلَّمُ کلام کرے بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ساتھ اس چیز کے کہ ہیں وہ شرک کرتے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے دین کی
حقیقت ثابت کرنے پر کسی حجت اور دلیل سے قدرت نہیں رکھتے ہیں اور فرماتا ہے کہ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ اور جسوقت چکھاتے ہیں ہم
آدمیوں کو رَحْمَةً رحمت کہ کوئی نعمت ہم انکو عطا کریں مثل صحت اور تونگری وغیرہ کے فَرِحُوا بِهَا خوش ہوتے ہیں ساتھ اسکے وَإِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچے انکو کوئی برائی مثل بیماری اور فقیری اور خوف کے اور مثل اسکی بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ سبب اسکے کہ
آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے کہ اعمال بد انہوں نے کیے ہیں مثل کفر اور شرک کے إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ اسوقت وہ ناامید ہوتے ہیں رحمت خدا سے
اور جزع اور فزع اور بے صبری کرتے ہیں اور رحمت خدا کی امید نہیں رکھتے کہ اپنی رحمت کو نازل کرے اس سختی کو دور کرے نہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اور نہ
بلا پر صبر کرتے ہیں أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہ دیکھا ہے انہوں نے یعنی کیا نہیں جانا ہے کہ أَنَّ اللَّهَ تحقیق خدا يَبْسُطُ الرِّزْقَ
کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے اپنی مصلحت سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جسکے واسطے چاہتا ہے
باقتضاء حکمت کے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق بیچ اس کشادگی اور تنگی کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں عبرت اور نصیحت کی ہیں لِقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ واسطے اس قوم کے کہ جو ایمان لاتے ہیں اور باور کرتے ہیں حکم خدا کا فراخی اور تنگی میں اور آسودگی میں شکر کیا کرتے ہیں اور
تنگی میں صبر کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ پس دے تو اے محمد صلعم قرابت کو حَقَّهُ حق اسکا یعنی جو کہ تیری قرابتیں
بنی ہاشم سے انکو مال غنیمت وغیرہ میں حق انکا ادا کر یہ آیت فدک کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اور ابو سعید خدری سے بروایت اہلسنت اور بروایت
اہلبیت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جسوقت یہ آیت پیغمبر خدا پر نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم نے فاطمہ زہرا کو طلب کرکے فدک عطا کیا اور
سورہ بنی اسرائیل میں تفصیل سے اسکا ذکر ہو گیا ہے وَالْمِسْكِينَ اور مسکین کو دے تو حق اسکا جو کہ ایکسال کا کھانا اپنے پاس نہیں رکھتا ہے
وَابْنَ السَّبِيلِ اور مسافر کو دے تو جو کہ انکو واسطے مقرر ہوا ہے ذَٰلِكَ خَيْرٌ یہ دینا حقوق کا بہتر ہے نزدیک ان کے لِلَّذِينَ
يُرِيدُونَ واسطے ان لوگوں کے کہ چاہتے ہیں وَجْهَ اللَّهِ ذات خدا کو یعنی رضامندی خدا کی اور قربت اسکی طلب کرتے ہیں نہ کوئی امر دوسرا
وَأُولَٰئِكَ اور یہ لوگ جو دینے والے ہیں هُمُ الْمُفْلِحُونَ وہی ہیں رستگاری پانیوالے کہ انہوں نے مال کو خرچ کرکے رضامندی خدا کی حاصل
کی ہے وَمَا آتَيْتُمْ اور وہ چیز کہ دیتے ہو تم مِنْ رِبًا زیادتی حرام سے معاملہ میں کہ جسکو سود کہتے ہیں یہ قول بعضی مفسرین کا ہے کہ اس
زیادتی سے یہاں سود حرام مراد لیتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس زیادتی سے ہدیہ اور عطیہ ہے کہ اس سے زیادہ حاصل ہونیکی امید پر دیتے ہیں اور اسمیں نیت
قربت کی اور رضامندی خدا کی ملحوظ نہیں ہوتی جیسے کوئی کسیکو سو روپیہ دیوے اس امید پر کہ یہ مجھکو اسکی عوض میں ایکسو پانچ روپیہ دیویگا لیکن شرط
زیادہ لینے کی آپس میں نہ کرے کہ اگر شرط کیجاویگی تو وہ زیادتی حرام ہو جاویگی اور اگر شرط نہ کریگا اور وہ ہدیہ لینے والا اپنی خوشی سے ایکسو
روپے کی عوض میں ایکسو پانچ روپے دیوے تو وہ پانچ روپے اسکو مباح ہیں لیکن ثواب اسکے دینے کا نہو گا ایسا ہی حال قرض کا ہے اسکو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ چیز کہ دیتے
ہو تم زیادتی سے خواہ وہ حرام ہو جیسے کہ سود یا مباح بدون ثواب کے جیسے کہ ہدیہ لِيَرْبُوَا تا کہ زیادہ کرے وہ چیز فِي أَمْوَالِ النَّاسِ
بیچ مالوں آدمیوں کے انکے مالوں میں بلکہ یعنی جو کچھ کہ زیادتی حرام کے معاملہ میں ہو یا زیادتی مباح کہ مال کے بڑھنے کی امید میں بھائی فَلَا يَرْبُوا
پس نہیں زیادہ ہوتا ہے مال انکے لینے سے عِنْدَ اللَّهِ نزدیک خدا کے کہ برکت اس سے جاتی رہتی ہے سو اسطے کہ اگر وہ سود حرام ہے تو اسکے لینے کا حکم

نہیں ہے اور اگر مباح ہے تو اُسمیں نیت قربت کی نہیں ہے کہ جو موجب ثواب کا ہے پہلا قول حسن او جبائی کا ہے اور دوسرا قول ابن عباس اور
طاؤس یمانی کا ہے اور یہی منقول ہے حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام سے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ یہ ہے
کہ کوئی آدمی کسیکو کچھ دیوے تا کہ اُسکے عوض میں اُس سے زیادہ لیوے بدون شرط کے تو اُسمیں نہ ثواب ہے اور نہ گناہ ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ ربا دو طرح کا ہے ایک تو حلال ہے اور دوسرا حرام ہے لیکن جو کہ حلال ہے وہ تو یہ ہے کہ کوئی اپنے کسی بھائی مومن کو قرض دیوے اس طمع پر کہ
وہ مجھکو اسکی عوض میں زیادہ دیگا اور زیادہ لینے کی اُسمیں شرط نکرے تو وہ زیادتی مباح ہے اُسکے واسطے اور خدا کے نزدیک اُسکو نہیں ثواب ہے
اور یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ سے فلا یربوا عند اللہ اور لیکن حرام وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے برادر مومن کو قرض دیوے اور اُسمیں شرط کرے کہ اُسکی عوض میں جو کچھ دیا
ہے اُس سے زیادہ دیگا پس یہ حرام ہے اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ربا دو طرح کے ہیں ایک ربا تو وہ ہے کہ کھایا جاتا ہے اور دوسرا
وہ ہے کہ نہیں کھایا جاتا لیکن جو کہ کھایا جاتا ہے پس یہ تیرا ہدیہ طرف کسی شخص کے کہ طلب کرتا ہے تو اُس سے عوض کو زیادہ اُس سے کہ جو تو نے اسکو دیا ہے اور یہ کبھی بغیر شرط زیادہ
کے ہے اور وہ جو نہیں کھایا جاتا ہے اُسکو امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ ربا وہ ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے اور اُسکے کھانے پر آتش دوزخ کا وعدہ کیا ہے پس
معلوم ہوا یہ قول امام علیہ السلام سے کہ اگرچہ یہ ربا مباح ہے لیکن لینا اسکا بھی اچھا نہیں ہے کہ اسمیں کسی طرح کا ثواب نہیں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وما اتیتم اور
جو کچھ دیتے ہو تم من زکوۃ زکوۃ یعنی کہ واجب ہو یا صدقہ مستحب ہے کہ اُسکو دیتے ہیں تریدون وجہ اللہ ارادہ کرتے ہو تم
ذات خدا کا کہ اُسکی رضامندی کو چاہتے ہو اور ثواب آخرت کو طلب کرتے ہو اور نہیں ریا اور سوا خوشنودی خدا کے اور کسی طرح کی غرض نہیں ہے فاولئک
پس وہ لوگ جو کہ خالص واسطے رضامندی خدا کے دیتے ہیں ہم المضعفون وہی ہیں دوچند کرنیوالے ثواب کے کہ ایک کی عوض میں دس
برابر بلکہ سات سو برابر آخرت میں پاتے ہیں یا یہ کہ وہ چند در چند کرنیوالے ہیں اور بڑھانیوالے مال کے ہیں کہ وہ بہت ہی برکت ہوتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ
زکوۃ اور صدقہ دینے میں واجب ہے کہ نیت خالصۃً للہ کرے اور قرض دینا بدون طمع زیادہ لینے کے صدقہ سے بھی زیادہ ثواب ہے چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے کہ قرض دینا اٹھارہ درجہ برابر ہے اور صدقہ دینا دس درجہ برابر ہے اور پھر حقتعالیٰ اپنی قدرت کی دلیلیں بیان فرماتا ہے کہ
اللہ الذی خلقکم خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا اُسنے تمکو جس وقت کہ تم بالکل نیست نابود تھے ثم رزقکم پھر روزی دی اُسنے تمکو جب تک کہ زندہ رہے
ثم یمیتکم پھر مار ڈالیگا تمکو بعد گذرنے عمر تمہاری کے ثم یحییکم پھر زندہ کریگا تمکو قیامت کے روز واسطے جزا اعمال کے ھل
من شرکائکم آیا ہے شریکوں تمہاری میں کہ جنکو تم خدا کا شریک کرتے ہو من یفعل وہ شخص کہ کرے من ذلکم اُن باتوں کے پیدا کرنے اور روزی
دینے اور مارنے اور زندہ کرنے میں من شیء کچھ تا کہ اُسکی سبب سے اُنکی پرستش کی جاوے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ کچھ نہیں کرسکتے ہیں نہ قابل پرستش
کے نہیں ہیں سبحانہ پاک ہے خدا وتعالیٰ اور برتر اور بلند ہے عما یشرکون اُس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں وہ اور اپنا
شرک کرنے اور توحید سے ترک کرنیکی انجام بد بیان فرماتا ہے کہ ظہر الفساد ظاہر ہوئی تباہی فی البر بیچ جنگل کے جو با اور خشک ہے
والبحر اور بحر و دریا کہ طوفان ہے اور غرق ہونیکے کشتیوں کے سے یعنی خشکی اور دریا میں تباہی واقع ہوئی بما کسبت بسبب اُسکے کہ کمایا ہے
ایدی الناس ہاتھوں آدمیوں نے یعنی آدمیوں نے جو کفر کیا اور گناہ کئے ہیں اس سبب سے یہ وقوع میں آیا ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں
مراد فساد سے نہ برسنا مینہ کا ہے اسلئے کہ اگر مینہ نہ برسے تو صحرا میں درخت اور گھانس نہ اُگے اور دریا میں موتی اور جواہر پیدا نہوں اور حضرت صادق علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ زندگی دریائی جانوروں کی باران رحمت سے ہے پس جس وقت کہ بند ہوئی بارش تو خشکی اور دریا میں تباہی ظاہر ہوتی ہے اور یہ اُس وقت ہوتا ہے کہ آدمی گناہ
بہت کرتے ہیں پس یہ تباہی اس واسطے ہوتی ہے کہ لیذیقہم تا کہ چکھاوے خدا اُنکو بعض الذی عملوا سزا بعض اُس چیز کی کہ عمل
میں لائے ہیں اس واسطے کہ تمام مزہ اُنکا آخرت میں چکھینگے اور یہ تھوڑا سا عذاب دنیا میں سزا کا چکھایا لعلہم شاید کہ وہ اس عذاب کے چکھنے سے
یرجعون پھریں شرک سے طرف توحید کے اور توبہ کریں اور گناہ سے طرف طاعت کے رجوع کریں قل سیروا فی الارض کہدے تو اے

محمد صلعم کہ سیر کرو تم بیچ زمین کے جس میں کہ پہلی امتیں ہلاک ہوئی ہیں **فانظروا کیف کان** پس دیکھو تم کہ کیونکر ہوا **عاقبۃ**
الذین من قبل انجام ان لوگوں کا کہ پہلے انسے تھے کہ قلعے انکے اور محل منہدم ہو کر ٹیلے بن گئے ہیں اور ان لوگوں کا کہیں نام و نشان باقی نہ رہا
سوا اسکے کہ **کان اکثرھم** تھے اکثر انکے **مشرکین** شرک کرنیوالے کہ انکی منزلیں سب ہلاک ہوا اور اکثر سے مراد جمیع ہیں سوا اسکے کہ استعمال
اکثر کا مقام جمیع کے کلام عرب میں بہت ہوتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد زمین میں سیر کرنے سے یہ ہے کہ قرآن کو دیکھو کہ اس میں قصے پہلی امتوں کے
ہلاک ہونیکے سب لکھے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہی روایت ہے اور فرماتا ہے خدا کہ کفار مکہ اس سے نصیحت نہیں پکڑتے ہیں تو **فاقم**
وجھک پس قائم کر تو اے محمد صلعم منہ اپنے کو اور درست کر اور سب جہت سے متوجہ ہو جا تو اور اپنے تئیں آمادہ کر تو **للدین القیم** واسطے دین
راست اور سیدھے کے اور انہیں کسی طرح کی کجی نہیں ہے یعنی دین اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہ **من قبل ان یاتی** پہلے اس سے کہ آئے
یوم لا مرد لہ وہ دن کہ نہیں پھرنا ہے واسطے اسکے **من اللہ** خدا کے پاس سے یعنی وہ دن ایسا ہے کہ کوئی اسکو پھیر نہیں سکتا
یعنی نہیں ہو سکتا کہ اسکو پھیر دیوے اور خدا پاس سے اسکو پھیر دیوے بلکہ وہ ضرور ہونیوالا ہے **یومئذ یصدعون** اس دن متفرق ہونگے آدمی جدا جدا
ہو جاوینگے کہ کوئی تو بہشت میں جاویگا اور کوئی دوزخ کو روانہ ہوگا چنانچہ فرماتا ہے **من کفر** جو کوئی کفر کرے **فعلیہ کفرہ** پس اوپر اسکے ہے وبال
کفر کی جزا اسکی ہمیشہ دوزخ میں رہیگا **ومن عمل صالحا** اور جو شخص عمل کرے نیک **فلانفسھم** پس واسطے نفسوں اپنے کے **یمھدون**
بچھاتے ہیں منزلیں اپنی بہشت میں اور بچھاتے ہیں واسطے اپنے بہشت کے محلوں تاکہ پھر آرام کریں اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ فرمایا ہے کہ عمل صالح اپنے صاحب سے پہلے بہشت میں جاتا ہے پس واسطے
اسکے مکانوں کو درست کرتا ہے اور فرش بچھاتا ہے جیسے کہ کوئی تم میں سے ہوتا ہے کہ خادم اسکا واسطے اسکے مکانوں کو آراستہ کرتا ہے اور فرش بچھاتا ہے حاصل
یہ ہے کہ اہل بہشت عمل نیک کے وسیلے سے بہشت میں اپنے واسطے فرش بچھاتے ہیں **لیجزی الذین امنوا** تاکہ جزا دیوے خدا ان لوگوں کو
کہ ایمان لائے ہیں **وعملوا الصلحت** اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے **من فضلہ** فضل اپنے سے من فضلہ متعلق یجزی کے
ہے یعنی جزا دیوے بعض اپنے فضل اور کرم سے نیک اعمال کرنیوالے مومنین کو اور یہ فضل اور کرم خاص مومنین کے واسطے ہے نہ واسطے کفار کے اگرچہ وہ
عمل نیک کریں مثل سخاوت اور صلہ رحمی کے سو اسواسطے کہ شرط قبول ہونے عمل کے ایمان صحیح ہے اور جب ایمان سے وہ خالی ہیں تو خدا انکو
ہمیشہ دوزخ میں رکھیگا **انہ لا یحب الکافرین** تحقیق کہ وہ خدا نہیں دوست رکھتا ہے کفر کرنیوالوں کو کہ انکو مومنین کے ہمراہ بہشت
میں جمع کرے بلکہ انکو جدا کرکے دوزخ میں داخل کریگا **ومن ایتہ** اور نشانیوں قدرت میں خدا کے ہے **ان یرسل الریاح**
یہ ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو یعنی باد شمال اور باد جنوب کو کہ یہ ہوائیں رحمت کی ہیں بھیجتا ہے **مبشرت** خوشخبری دینے والیاں بارش
باران کی اور مبشرات حال واقع ہوا ہے یعنی ان ہواؤں کو باران کے آنے کی خوشخبری دینے والیاں مقرر کرکے بھیجتا ہے **ولیذیقکم** اور تاکہ
چکھاوے تمکو **من رحمتہ** رحمت اپنی یعنی کہ وہ باران اور ہوا انکے بعد آتی ہے **ولتجری الفلک** اور تاکہ جاری ہوں کشتیاں
دریا میں ان ہواؤں کے چلنے سے **بامرہ** ساتھ حکم اسکے **ولتبتغوا** اور تاکہ طلب کرو تم روزی کو تجارت دریا میں **من فضلہ**
فضل اسکے سے کہ خدا تعالی محض اپنے فضل سے دیتا ہے **ولعلکم تشکرون** اور تاکہ شکر کرو تم ان نعمتوں کا اور فرماتا ہے **ولقد ارسلنا**
اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے **من قبلک** پہلے تجھسے اے محمد صلعم **رسلا** پیغمبروں کو آدمیوں سے **الی قومھم** طرف قوم انکی کے **فجاءو**
ھم پس آئے وہ پیغمبران قوموں کے پاس **بالبینت** ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں ظاہر کے اور حرام حلال کے احکام لیکر بعضوں
نے تو قبول کیا اور بعضوں نے انکار اور سرکشی کی **فانتقمنا** پس بدلا لیا ہمنے **من الذین اجرموا** ان لوگوں سے کہ گناہ
کیا انہوں نے اور کافر ہوگئے تھے اور انکو ہمنے ہلاک کیا اور مومنین کی مدد کی **وکان حقا علینا** اور ہے واجب اوپر ہمارے **نصر**
المؤمنین ۝ مدد کرنی مومنین کی واسطے بلند کرنے غلبہ اسلام کے اور دفع کرنے دشمنوں کے انسے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی

مرد مسلمان نہو کہ دفع کرے مومن کی آبرو سے یعنی انکی آبرو کو نگاہ رکھے اور بچاوے اور بہتان سے انکی نہ بچے وہ مگر یہ کہ واجب ہے اوپر خدا کے کہ دفع کرے اسکی
آتش دوزخ کو یعنی جو کہ مومن کی آبرو کو بچاوے تو واجب ہے خدا پر کہ اس سے آتش دوزخ کو دفع کرے اور بہشت میں داخل ہونے کا انکی حق میں حکم دیوے اور
بعد اسکی حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی وکان حقا علینا نصر المؤمنین اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کافی ہے مومن کی نصرت سے واسطے
ہر کہ وہ اپنے دشمن کو دیکھتا ہے خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے اور اعمال بد کرتے ہوئے اللہ الذی یرسل الریاح خدا ہی وہ شخص ہے کہ
بھیجتا ہے ہواؤں کو فتثیر سحابا پس اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں اور ہانکتی ہیں ابر و بادل کو فیبسطہ پس پھیلاتا ہے خدا اس بادل کو اور
جہاں چاہتا ہے لیجاتا ہے اور منتشر کرتا ہے اسکو فی السماء بیچ آسمان کے کیف یشاء جس طرح چاہتا ہے چلنے روانہ کرے چاہے ٹھہرا رکھے
اور جاہے بادل پر یا بادل کے ٹکڑے یعنی ویجعلہ اور کر دیتا ہے اس بادل کو کسفا ٹکڑے ٹکڑے فتری الودق پس تو دیکھتا ہے تو
باراں کو بحکم خدا نکلتے ہوئے یخرج من خلالہ نکلتا ہے درمیان اسکے سے فاذا اصاب بہ پس جس وقت کہ پہنچاوے خدا اس
باراں کو من یشاء جس شخص کو کہ چاہے من عبادہ بندوں اپنے میں سے کہ انکی باغ میں اور انکی زراعت میں برساوے اذا ہم
ہو وقت وہ یستبشرون خوش دل ہوتے ہیں وان کانوا اور تحقیق کہ تھے وہ یہ ان مخففہ ہے ان مثقلہ کا اور اسم اسکا کہ وہ
ضمیر ہم کی ہے محذوف ہے یعنی اور تحقیق وہ تھے من قبل ان ینزل علیہم پہلے اس کے کہ نازل کیا جاوے مینہ اوپر انکے
من قبلہ پہلے اس سے یعنی پہلے ظاہر ہونے بادل کے سے لمبلسین البتہ ناامید ہوئے باران رحمت سے فانظر پس دیکھ تو الی
اثار رحمۃ اللہ طرف نشانیوں رحمت خدا کی کہ وہ باراں ہے اور مطلوب اثار کو اثر رحمت ہے یعنی طرف باراں سے دیکھ تو کہ کیف
کیونکر خدا تعالیٰ اس باراں سے یحی الارض زندہ کرتا ہے زمین کو قسم قسم کے درختوں اور گھاسوں اور پھولوں اور پھلوں سے بعد موتہا
پیچھے مرنے اور خشک ہونے اسکے ان ذلک تحقیق کہ وہ قادر ہے زمین زندہ کرنے پر بعد اسکے مرنے اور خشک ہونے کے لمحی الموتیٰ
البتہ وہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کا اسواسطے کہ زندہ کرنا زمین کا مثل اسکے ہے اور جس وقت زمین کو بھی زندہ کیا اپنی قدرت سے تو مردوں کو زندہ کرنے کی بھی قدرت
رکھنے والا ہے وھو علی کل شیء قدیر اور وہ خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے ولئن ارسلنا اور اگر بھیجیں ہم ریحا ایک ہوا
کہ تباہ کرنیوالی ہو اور بھیجیں زراعت پر کہ وہ چلے فراوہ پس دیکھیں اس اثر رحمت کو یعنی زراعت کو سبب چلنے باد مخالف کے مصفرا
زرد کہ بعد سبزی کے وہ زرد ہو گئی ہو اور برباد ہونے سے نزدیک پہنچی ہو تو لظلوا من بعدہ البتہ ہو جائیں وہ پیچھے زردی سے
یکفرون کہ کفر کریں پہلی نعمتوں کا اور مناسب انکو یہ تھا کہ ہر وقت میں پناہ طرف خدا کے لیجاتے اور اسکی رحمت سے مایوس نہ ہوتے تاکہ الٰہی ابر
بھیجتا کہ جسکے سبب سے مینہ برستا اور زراعت بحال اور سرسبز ہو کر پھول اور پھل لاتے اور جبکہ وہ کفار ان علامات قدرت کاملہ سے پند پذیر نہ ہوتے تھے
نے اپنے حبیب کو خطاب کیا کہ یہ لوگ سب سننے اور دیکھنے سے تامل اور تفکر جو خدا کی قدرت کی نشانیوں میں ہیں نہیں کرتے تھے یہ لوگ بہت پائینگے اور تیری
نصیحت کو دل سے ہرگز نہیں سنتے ہیں تو اپنی سعی میں کیوں التہاب فانک پس تحقیق کہ تو لا تسمع الموتی نہیں سنا سکتا ہے مردوں کو
یعنی کفار کو کہ انہوں نے اپنے حواس کو منع کیا ہے حق کے دریافت کرنے سے گویا کہ وہ مردے ہیں ولا تسمع الصم الدعاء اور نہیں سنا
سکتا ہے تو بہروں کو پکارنے کو کہ وہ کفار سبب نہ سننے اپنے کانوں کے طرف سننے حق کے حکم بہروں کا رکھتے ہیں اذا ولوا جس وقت کہ پھریں وہ پکار
والے سے مدبرین پشت پھیرتے ہوئے اور ابن کثیر اور عباس نے یسمع کو پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور مدبرین حال واقع ہے الصم کی یعنی کفار سبب نہ
سننے حق کے حکم بہروں کا رکھتے ہیں جو کہ پکارنے والے کی طرف سے پشت رکھتے ہوں اسواسطے کہ جو بہرا کہ منہ اپنا طرف پکارنے والے کے رکھتا ہے اگرچہ آواز کو نہیں سنتا ہے
لیکن اشارہ ہاتھ سے کچھ دریافت کر سکتا ہے اور جو بہرا کہ پشت اپنی طرف پکارنے والے کے رکھتا ہے تو وہ کسی طرح سے دریافت نہیں کر سکتا ہے یہی حال ان کفار کا بھی ہے
ہے وما انت بہاد العمی اور نہیں ہے تو اے محمد صلعم راہ دکھلانیوالا اندھوں کو عن ضلالتہم انکی گمراہی سے یعنی کفار جو مثل اندھوں

اور بہرے کہیں کہ بہرے ہیں بسبب عناد کے حق کو سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں انکو کیونکر ہدایت کر سکیگا تیری وعظ و نصیحت ہمارے احکام کا سمجھا دینا اِنْ تُسْمِعُ
نہیں سنا سکتا ہے تو اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ مگر اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہو اور اعتقاد رکھے بِاٰيٰتِنَا ساتھ آیتوں ہماری کے کہ قرآن کے لفظوں کو سنتے
ہیں اور انکے معنی میں تامل کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں خدا کے احکام کی اور اب حق تعالیٰ

ع

پھر اپنی قدرت کا ذکر کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ خدا وہ ہے کہ پیدا کیا تمکو مِّنْ ضُعْفٍ سستی سے
وہ نطفہ ہے اور یا یہ کہ ابتدائے خلقت میں جسوقت کہ تم بچے تھے تو نہایت ناتوان تھے کہ قوت پکڑنے اور چلنے کی نہیں رکھتے تھے اور ضعف کو عالم طفلی
بڑھاپا ہے اور یا قوت سے فتح ضاد ثُمَّ جَعَلَ پھر کر دیا خدا نے مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً پیچھے سستی کے قوت کہ وہ عالم جوانی کا ہے
ثُمَّ جَعَلَ پھر کر دیا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ پیچھے قوت جوانی کے ضُعْفًا وَّشَيْبَةً سستی اور بڑھاپا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا
کرتا ہے خدا جو چاہتا ہے سستی اور قوت اور جوانی اور بڑھاپا وَهُوَ الْعَلِيْمُ اور وہ خدا جاننے والا ہے بندوں کے احوال کا اور مصلحتوں کا الْقَدِيْرُ
قدرت رکھنے والا اپنے فعل پر اور جو کچھ مصلحت ہے وہ اپنی قدرت سے کرتا ہے اور قیامت کا حال بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَيَوْمَ
تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ قائم ہو قیامت اور ساعت اُسکا نام اسواسطے ہوا کہ وہ دنیا کی آخر ساعت میں ہوگی اور یا یہ کہ ایک
ہی ساعت میں واقع ہو جاویگی اُس وقت يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ قسم کھاوینگے گنہگار اسطرح سے کہ مَا لَبِثُوْا نہیں رہے ہیں دنیا میں یا قبر میں انہوں نے
غَيْرَ سَاعَةٍ سوائے ایک ساعت کے حاصل یہ ہے کہ وہ اپنی ٹھہرنے کی مدت دنیا میں یا قبر میں بہ نسبت مدت عذاب کے آخرت میں بہت کم شمار
کرینگے اور یا بسبب گمان کے ناروا یقین کے قسم کھاوینگے كَذٰلِكَ ایسی ہی یعنی مثل اسکے پھر جانے کے صدق اور تحقیق سے كَانُوْا تھے وہ دنیا
کے بیچ حشر يُؤْفَكُوْنَ پھر جاتے ہیں صدق سے یعنی کافر انکار کرتے ہیں عالم میں بھی جیسے عالم میں بھی مخالفت حق کی اور پھر خدا بیان کرتا ہے اہل علم
اور اہل ایمان کا قول سے خبر دیتا ہے کہ وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہینگے وہ لوگ کہ اُوْتُوا الْعِلْمَ دیئے گئے ہیں علم وَالْاِيْمَانَ اور ایمان
یعنی ملائکہ اور انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام کہ کافر آموختے وہ عالم ہیں جواب میں کفار کے کہینگے کہ کیوں جھوٹی قسم کھاتے ہو لَقَدْ لَبِثْتُمْ
البتہ تحقیق رہے ہو تم دنیا میں فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ بیچ کتاب خدا کے یعنی جو کچھ کہ لوح محفوظ میں ثابت ہے یا یہ کہ درنگ کی ہے تم نے بیچ علم خدا کے کہ
اسکے علم میں جسقدر ثابت ہے تمہارا دنیا میں رہنا یعنی قبر میں تمہارا رہنا اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس آیت کے الفاظ میں تقدیم اور تاخیر ہوگئی ہے
اور اصل میں وہ اسطرح نازل ہے کہ وقال الذین اوتوا العلم والایمان فی کتاب اللہ لقد لبثتم یعنی اور کہینگے وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں علم اور ایمان
بیچ کتاب خدا کے البتہ تحقیق رہے ہو تم اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ روز قیامت تک کہ وہ روز قبروں سے اٹھنے کا ہے جبتک کہ تم دنیا میں اور قبروں
میں رہے ہو اور یہ روز وہ روز ہے کہ جسکا انکار کرتے تھے دنیا میں اور وہ اہل علم اور ایمان کہیں گے کہ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ پس یہ ہے دن اٹھنے کا قبروں سے
جسکے تم دنیا میں منکر تھے وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ اور لیکن تم تھے کہ زیادتی اور جہالت اور عناد سے لَا تَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے تھے کہ قیامت حق ہے
پس اس وقت کفار عذر کریں اور چاہیں کہ دنیا میں پھر جاویں اور ایمان لاکر اعمال نیک ادا کریں لیکن یہ عذر انکا قبول نہوگا چنانچہ فرماتا ہے کہ
فَيَوْمَئِذٍ پس اس روز لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا نہ فائدہ بخشیگا ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنے نفسوں پر کفر کو اختیار کر کے
مَعْذِرَتُهُمْ عذر کرنا انکا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ وہ توبہ کرنا اور رجوع کرنا طلب کئے جاوینگے جیسے کہ دنیا میں سمجھے جاتے ہیں وَلَقَدْ
ضَرَبْنَا اور البتہ تحقیق بیان کی ہے ہم نے لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ بیچ اس قرآن کے
ہر مثل کو کہ کام آئے توحید اور حشر اور نشر کے بیان میں اور ہر ایک قصہ ذکر کیا تاکہ وہ پند پذیر ہوویں اور ہدایت پاویں لیکن بسبب عناد اور انکار کے
انہوں نے کچھ نہیں سنا وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ اور البتہ اگر لاوے تو اے محمد صلعم انکے پاس بِاٰيَةٍ کوئی آیت قرآن کی آیتوں میں سے یا کوئی معجزہ تو
لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا البتہ کہیں وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اے پیغمبر اور مومنین اِلَّا مُبْطِلُوْنَ مگر باطل

لاتے کہ جو کچھ ایمان اور حشر کے مقدمہ میں کہتے ہو سب وہم ہے اور تمہارے دل ہی بنایا ہوا ہے اور خدا نے یہ نہیں فرمایا ہے كَذٰلِكَ ایسے ہی
يَطْبَعُ اللّٰهُ مہر کرتا ہے خدا عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اوپر دلوں ان لوگوں کے کہ نہیں جانتے ہیں یعنی جو لوگ کہ حق جاننے کے
طالب نہیں ہیں باوجود دیکھنے سمجھنے کے اپنے اس اعتقاد باطل پر مصر رہتے ہیں خدا تعالیٰ نے بھی توفیق ان سے اٹھا لی ہے اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہے
تو حال انکا ایسا ہو گیا ہے کہ گویا انکے دلوں پر مہر رکھ دی ہے کہ جس کے سبب یافت کرنے حق سے ملتفت ہے اور حق تعالیٰ توفیق اور لطف انکو عطا کرتا ہے کہ
جسکو فائدہ بخشے اور لیکن جو آدمی کہ عناد رکھتے ہیں اور اپنے انکار کی جہت سے ہدایت کی دلیلوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں باوجود ظاہر ہونے ان
دلیلوں کے تو خدا تعالیٰ نے اپنی توفیق کو باز رکھا انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہے اس صورت میں نصیحت کرنا انکو کچھ فائدہ نہ بخشےگا اور جب ایسا حال انکا
ہے تو فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمد صلعم کہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ تحقیق وعدہ خدا کا جو کہ ساتھ نصرت اور غالب کرنے دین تیرے کے ہے حَقٌّ
حق ہے اور خدا تعالیٰ اس وعدہ کو وفا کریگا کہ خلاف اسکے وعدہ میں ہرگز نہیں ہے وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝
اور چاہیے کہ نہ خفیف اور سبک جانیں تجھکو وہ لوگ کہ نہیں یقین رکھتے ہیں قیامت سے یعنی تجھکو چاہیے کہ انکی تکذیب سے آخرت کو اور ایذا
دینے سے تیرے دعوی میں کسی طرح کی سستی واقع نہ ہووے اسلیے کہ وہ لوگ گمراہ ہیں اور تجھکو چاہیے کہ اپنے دین میں تو ثابت قدم رہے اور اپنے دعوی میں مستعد رہے

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ یہ سورہ مکی ہے سوا تین آیتوں کے وہ مدینہ میں نازل ہوئی ہیں کہ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ آخر تک اور یہ
چونتیس آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ لقمان کو پڑھے رات کے وقت خدا تعالیٰ تیس فرشتے اسپر موکل کریگا
کہ اسکی حفاظت کریں ابلیس سے اور اسکے لشکر سے یہاں تک کہ صبح ہو جاوے اور اگر اسکو دن کو پڑھے تو ہمیشہ اسکی حفاظت کریں ابلیس اور اسکے لشکر سے
یہاں تک کہ شام ہو جاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ۝ کا ذکر پہلے آگے کئی مرتبہ ہو چکا ہے کہ یہ حروف مقطعات ہیں اور
بھید ہے درمیان خدا کے اور اسکے پیغمبر کے تِلْكَ یہ آیتیں اٰيٰتُ الْكِتٰبِ آیتیں قرآن کی ہیں الْحَكِيْمِ ساتھ حکمت والا
اور حکمتیں آیتیں بھری ہوئی ہیں اور یا یہ کہ آیتیں اسکی محکم اور ہدایت ہیں هُدًى وَّرَحْمَةً راہ کھلا ہوا اور رحمت اور بخشش ہے لِّلْمُحْسِنِيْنَ
واسطے نیکی کرنیوالوں کے ہدی اور رحمۃ حال واقع ہوئے ہیں اور حمزہ نے رحمۃ کو مرفوع پڑھا ہے یعنی سنگی کہ مبتدا الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ اسکو وقت پر مع شرائط کے ادا کرتے ہیں وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو جو کہ انکے ذمہ واجب ہے
وَهُمْ اور وہ بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ یقین کرتے ہیں کہ وہ بموجب حکم خدا کے ضرور ہونے والی ہے اُولٰٓئِكَ یہ
لوگ جو کہ موصوف ہیں ان صفات عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اوپر رہنمائی اور راہ راست کے ہیں پروردگار اپنے کی طرف سے وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ وہ رستگاری پانیوالے ہیں کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بطریق تجارت شام کو گیا اور قصہ رستم اور اسفندیار کا وہاں
خرید کرکے لایا اور قریش کی مجلس میں اسکو اسطرح سے پڑھتا تھا کہ سب نے پسند کیا انکو ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد صلعم قصہ عاد کا اور ثمود کا اور بزرگی ملک
سلیمان کی اور داؤد کی بیان کرتا ہے تو ہم سلاطین عجم کے ملکوں کی خبر دیتے ہیں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمِنَ النَّاسِ اور بعضے
آدمیوں سے مَنْ يَّشْتَرِيْ وہ شخص ہے کہ خرید کرتا ہے لَهْوَ الْحَدِيْثِ لغویات کو کہ آدمی انکو سنیں اور سخن حق کے سننے سے باز رہیں
اور بعضی نے لکھا ہے کہ مراد اس سے راگ اور پڑھنا شعر کا ہے حاصل یہ ہے کہ وہ باتیں جو کہ بے اعتبار ہیں اور لوگوں کو شغل اور مشغول کرے اور لہو و لعب میں ڈالتی ہیں انکو
خرید کرکے لوگوں کے روبرو پڑھتا ہے لِيُضِلَّ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا یعنی قرآن سننے سے اور دین اسلام
اختیار کرنے سے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے کس چیز کو خرید کرکے پڑھتا ہے اسکے انجام کا علم نہیں رکھتا ہے وَّيَتَّخِذَهَا اور پکڑتا ہے اس راہ خدا کو
هُزُوًا ٹھٹھا یعنی ٹھٹھا اور انکار کرنے سے [illegible] کو یا پڑھا ہے اور باقیوں نے نصب پڑھا اُولٰٓئِكَ یہ گروہ قصہ خوانوں کے وہ ہیں کہ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ
واسطے انکے عذاب ہے خوار کرنیوالا کہ قتل اور اسیری اور غارت ہونا انکے واسطے دنیا میں ہے اور عذاب بے رونق آخرت میں ہے اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق

اور امام ابو الحسن رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں ہے کہ جو لونڈیاں گانے والیاں خرید کرتے تھے اور لوگوں کو انکا گانا سنوا کر سخن حق کے
سننے سے باز رکھتے تھے اور کبھی زنا کرواتے تھے اور جو کوئی ارادہ مسلمان ہونیکا کرتا تھا اسکو انکے راگ میں مشغول کرتے اور الحان لذیذ و خوش انکا سنوا کر اسلام
سے باز رکھتے تھے اور ابو امامہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ خدا تعالی نے مجھکو بھیجا تاکہ ہادی اور رحمت عالم کے لوگوں کا ہوں اور مجھکو فرمایا کہ مزامیر اور بتوں کو
توڑ ڈالوں اور نافع نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا کہ پیغمبر اسلام سے میں نے سنا ہے کہ لہو الحدیث کی تفسیر میں کہ وہ شخص وہ ہے کہ لعب اور باطل میں خرچ کرے اور ایک
[illegible] اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آگ وہ چیز ہے کہ جسکے واسطے خدا تعالی نے وعدہ آتش دوزخ کا کیا
ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالی فرمائیگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے کانوں کو لہو اور مزامیر سے نگاہ رکھتے تھے تاکہ انکو میں مشک کے باغوں میں
جگہ دوں اور حمد و ثنا اپنی انکو سنواؤں اور انکو کہوں کہ آج کے دن انکو خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے اور قتادہ سے منقول ہے کہ مرد کو گمراہی کے واسطے یہی کافی
ہے کہ باطل باتوں اور قصوں کو سخن حق پر اختیار کرے کہ حق باتوں کے سننے کیطرف متوجہ ہو اور لغو اور باطل باتوں کو سنے وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اور جس وقت
پڑھی جاویں اوپر ان لہو حدیث اور رستم اور اسفندیار کے قصے خریدنیوالے یا لونڈیاں گانیوالیاں خریدنے والے کی اٰیٰتُنَا آیتیں ہماری تو وَلّٰی
مُسْتَکْبِرًا جس وقت تکبر اور سرکشی کرنیوالا ان آیتوں کے سننے سے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا گویا کہ نہیں سنا ہے اسنے انکو
کَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْهِ وَقْرًا گویا بیچ دونوں کانوں اسکے گرانی ہے کہ قدرت انکے سننے کی نہیں رکھتا ہے فَبَشِّرْهُ پس خوشخبری دے تو اسکو بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ ساتھ عذاب دردناک کے یعنی اسکو خبر کر عذاب دردناک کی اور بشارت دینی اسکو عذاب دردناک کی مزاح کی راہ سے ہے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ شخص نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ تھا قبیلہ ابن عبد الدار بن قصی سے انکو لوگونکے قصے اور اشعار بہت یاد تھے اسکے واسطے حق تعالی فرماتا ہے
وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ طعن کرتا حق پر اور اسکے ساتھ ٹھٹھا کرتا اور وہ ٹھٹھا کرنا وہ ہے کہ ابو جہل وغیرہ کافر جو تھے
وہ کہتے تھے کہ اے گروہ قریش کی خبردار رہو کہ کھلاؤں میں تمکو زقوم میں سے کہ جس سے محمد تمکو خوف دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اسکے بعد مسکہ اور خرما بھیجا اور
کہلا بھیجا کہ یہی زقوم ہے تمہاری زقوم کے ساتھ ٹھٹھا کیا تھا اور ایمان والوں کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تحقیق کہ جو
لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور رسول خدا پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ واسطے انکے ہیں
بہشتیں نعمتوں کی خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ کرنا خدا کا ہے حَقًّا حق اور وعد اللہ
مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور حقا صفت ہے مصدر کی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وعدہم وعدا حقا یعنی وعدہ کیا ہے خدا نے وعدہ کرنا حق وَهُوَ الْعَزِیْزُ
اور وہ غالب ہے کہ کوئی شخص اسپر غالب نہیں ہو سکتا الْحَکِیْمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے مصلحت سے کرتا ہے اور اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ پیدا کیا ہے خدا نے آسمانوں کو بِغَیْرِ عَمَدٍ بدون ستونوں کے تَرَوْنَهَا دیکھتے ہو تم انکو متعلق
کھڑا ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ آسمانوں کے ستون ہیں لیکن وہ دکھلائی نہیں دیتے ہیں انکو بیان کرتا ہے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں کو بدون ستونوں کے کہ دیکھو تم انکو اور
ترونہا کو صفت عمد کی کہتے ہیں وَاَلْقٰی اور ڈالی یعنی رکھی فِی الْاَرْضِ بیچ زمین کے بعد پیدا کرنے زمین کے رَوَاسِیَ پہاڑ بلند
مضبوط اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ تاکہ میل کر وہ جاتی ہیں اسکو حرکت دیتی اور ڈگاوے زمین تمکو اور کراہت کا لفظ کہ ان تمید سے پہلے مقدر ہے مفعول لہ
واقع ہوا ہے کہتے ہیں کہ زمین پہاڑوں کے پیدا کرنے سے پہلے پانی کے اوپر مثل کشتی کے حرکت کرتی تھی حق تعالی نے پہاڑ پیدا کئے اور انکو زمین کی میخیں بنایا زمین انکے
لنگر سے ٹھیر گئی اور حرکت کرنے سے ساکن ہوئی اور کہتے ہیں کہ اصل پہاڑوں کا زمین کی میخیں کیا از انجملہ کوہ قاف ہے اور باقی انکی رگیں ہیں
وَبَثَّ فِیْهَا اور پھیلائے اور بکھیرے بیچ اس زمین کے مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ہر ایک چلنے والے سے یعنی ہر ایک طرح کا حیوان پیدا کیا اور زمین پر
انکو جگہ دی اور فرماتا ہے کہ وَاَنْزَلْنَا اور نازل کیا ہم نے مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان سے پانی کو فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا پس اگایا ہم نے بیچ
اس زمین کے بسبب اس پانی کے مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ہر قسم کی روئیدگی کیونکہ کثیر المنفعت ہے کہ جسمیں بہت فائدہ ہو هٰذَا یعنی یہ جو

نہیں قبول کرتا ہوں فرشتوں نے کہا کہ اے لقمان یہ کس واسطے تونے کہا فرمایا کہ بہ سبب اسکے کہ حکم کرنا درمیان آدمیوں کے نہایت سخت ہی اور حق اسمیں پوشیدہ ہی اور
اسمیں بہت بلائیں اور فتنے ہیں اور ظلم اسکو ڈھانپتا ہی ہر مکان سے اور وہ شخص کہ درمیان اسکے ہی اگر مطابق حق کے کہا تو سلامت رہا اور اگر
خطا کی تو بہشت کی راہ سے چوکا اور جو کوئی دنیا میں خوار اور ذلیل ہو رہنا تو آن تو پھر آخرت اسکے واسطے آسان ہی اور جو کوئی دنیا میں حاکم اور
شریف ہو تو پھر آخرت کی سختی اور دشواری ہی اور جو کوئی آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کریگا دونوں کا نقصان اسکو ہوگا پس تعجب کیا فرشتوں نے
اسکی سخن سے اور پسند کیا خدا نے اسکی گویائی کو اور جب کہ شب آئی اور لقمان نے خواب کیطرف توجہ کی تو حق تعالی نے اسپر حکمت نازل کی اور سر سے قدم تک
اسکو حکمت سے بھر دیا جس وقت کہ وہ سوتا تھا اور حکمت میں اسکو پوشیدہ کر دیا پس جس وقت کہ وہ بیدار ہوا تو اسکے برابر اس زمانہ میں کوئی حکیم نہ تھا
گھر سے باہر نکلکر آدمیوں میں آیا تو حکمت سے کلام کرتا تھا اور حکمت کو لوگوں میں پھیلاتا تھا فرمایا امام علیہ السلام نے پس جس وقت خلافت کیواسطے لقمان نے
اور اسکو نہ قبول کیا تو خدا تعالی نے فرشتوں کو حکم کیا انہوں نے حضرت داؤد کو خلافت کیواسطے کہا داؤد نے اسکو قبول کیا اور جو شرطیں
اسمیں کی تھیں داؤد نے نہ کیں خدا تعالی نے اسکو زمین میں خلیفہ کیا اور کئی مرتبہ داؤد آزمایا گیا اور ہر مرتبہ لغزش اس سے ہوئی اور
اور خدا تعالی اسکو معاف کرتا تھا اور لقمان اکثر زیارت کو داؤد کی جاتا تھا اور اسکو نصیحت کرتا تھا اپنی نصیحتوں اور حکمتوں کے ساتھ
اسکو فرماتے تھے کہ خوشا حال تیرا اے لقمان کہ تو حکمت دیا گیا ہی اور بلا تجھسے دور کیگئی ہی اور پھیر دی گئی ہی اور داؤد خلافت دیا گیا ہی اور حکم سے
آزمایا گیا ہی اور خدا تعالی نے لقمان کو حکمت دی اور فرمایا أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ یہ کہ شکر کر تو واسطے خدا کے حکمت کی نعمت کا اور سوا اسکے جو کچھ
ہمنے تجھکو بخشا ہی وَمَن يَشْكُرْ اور جو کوئی کہ شکر کریگا فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ پس سوا اسکے نہیں کہ شکر کرتا ہی واسطے نفس اپنے کے
کہ فائدہ شکر کرنیکا کہ ہمیشہ رہنا نعمت کا دنیا میں اور زیادتی نعمت کی ہی وہ واسطے اس شکر کرنیوالے کے اور آخرت میں ثواب اسکے واسطے
وَمَن كَفَرَ اور جو کوئی کہ ناشکری کرے نعمت پر فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا غَنِيٌّ سب سے بے نیاز اور بے پروا ہی ہر کسی کے شکر سے
حَمِيدٌ سراہا گیا ہی اپنی ذات میں اور مستحق تعریف کرنیکا ہی چاہیے کوئی اسکی تعریف کرے یا نہ کرے اور تمام مخلوقات بزبان حال اسکی تعریف
کرتے ہیں اب یہاں سے خدا تعالی ان نصیحتوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو لقمان نے اپنے بیٹے کو کیں چنانچہ فرماتا ہی کہ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ
اور یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہ کہا لقمان نے واسطے بیٹے اپنے کے یعنی لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا وَهُوَ يَعِظُهُ جس وقت کہ وہ لقمان نصیحت کرتا تھا اسکو
اور پند دیتا تھا کہ يَا بُنَيَّ اے فرزند میرے اور تصغیر اسکی واسطے شفقت اور محبت کے ہی یعنی اے بیٹے میرے لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ نہ شرک کر تو ساتھ خدا کے
إِنَّ الشِّرْكَ تحقیق شرک کرنا خدا کی ذات میں لَظُلْمٌ عَظِيمٌ البتہ ظلم بڑا ہے اور حد سے بہت گزر جاتا ہی واسطے اسکے کہ جو کہ طرح طرح کی نعمتیں عطا
کرتا ہی اسکے برابر اسکو شمار کرنا کہ جو کسی طرح کی نعمت دینے کی قدرت اور لیاقت نہیں رکھتا ہی البتہ یہ بڑا ظلم ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا کہ ظلم تین طرح کا ہی ایک تو وہ ظلم ہے کہ بخشا جاتا ہی اور ایک وہ ظلم ہے کہ خدا اسکو نہیں بخشتا ہی اور ایک وہ ظلم ہے کہ نہیں چھوڑتا ہی اسکو
خدا لیکن وہ ظلم کہ بخشتا ہی اسکو خدا وہ تو ظلم آدمی کا اپنے نفس پر ہے کہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور لیکن وہ ظلم کہ جسکو خدا نہ بخشیگا وہ شرک ہے اور وہ
ظلم کہ جسکو نہ چھوڑیگا خدا وہ ظلم ایک شخص کا دوسرے شخص پر ہی معاملات میں کہ جب تک وہ نہ بخشیگا تو معاف نہ ہوگا منقول ہی کہ پسر اور زوجہ لقمان کی کافر
تھے اور لقمان انکو ہمیشہ نصیحت کرتا تھا یہاں تک کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور خدا تعالی کی وحدانیت کا اقرار اور اعتقاد کیا اور جس وقت خدا تعالی نے
تاکید کی اپنی نعمت کی شکرگزاری کی تو بعد اسکے حکم کیا والدین کی شکرگزاری کا کہ حقوق انکی نعمت کے فرزند پر بہت ہیں اور شکر کرنا انکی نعمتوں کا
واجب جانا چنانچہ فرماتا ہی وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ اور وصیت کی ہمنے آدمی کو یعنی حکم کیا ہمنے اسکو بِوَالِدَيْهِ ساتھ ماں اور
باپ اپنے کے نیکی کرنی اور فرمانبرداری اور شکر کرنیکا کہ ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا رہے اور انکی فرمانبرداری میں مصروف ہو اور ہر دم انکا
شکر کرتا رہے اور خدا تعالی نے اپنے شکر کے ہمراہ والدین کے شکر کا ذکر کیا ہے واسطے کہ وہ پیدا کرنیوالا ہی اور والدین واسطہ ہیں پیدا کرنے اور پرورش کے

اور خدا تعالیٰ ماں کی نعمت کی یاد دہی کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ حَمَلَتْهُ اٹھایا اس آدمی کو پیٹ میں اُمُّهٗ ماں اسکی نے نو مہینے بلکہ
زیادہ تک کہ اسکو اٹھانے سے نہایت سست اور ناتوان ہوتی تھی وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ سست ہونا اوپر سست ہونیکے اور وہنًا
مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا کہ وہ حال واقع ہوا یعنی تہن وہنا اور علی وہن صفت ہے وہنا کی وَفِصٰلُهٗ اور جدا کرنا اسکا اور چھوٹنا
دودھ سے فِيْ عَامَيْنِ بیچ دو برس کے ہے یعنی پیدا ہونیکے وقت سے دو برس تک بچہ کو دودھ پلایا جاتا ہے اس وصیت کی معنے فرزند کو اَنِ
اشْكُرْ لِيْ یہ کہ شکر کر تو واسطے میرے حمد اور طاعت کے وَلِوَالِدَيْكَ اور واسطے ماں اور باپ اپنے کے ساتھ نیکی کرنے کے اِلَيَّ
الْمَصِيْرُ طرف میری پھرنا ہے سبکا اور شکر کرنیوالے اور ناشکری کرنے پر سزا و جزا دونگا اور ایک حدیث میں حضرت امام رضا سے منقول ہے فرمایا کہ
حکم کیا گیا ہے شکر کا واسطے خدا کے اور واسطے ماں اور باپ کے پس جو کوئی کہ نہ شکر کرے والدین کا اسنے نہ شکر کیا خدا کا اور دوسری حدیث میں
فرمایا ہے کہ جو کوئی شکر نہ کرے آدمی نعمت دینے والے کا تو اسنے شکر نہ کیا خدا کا اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں کسکے
ساتھ نیکی کروں فرمایا کہ ماں کے ساتھ اور پھر پوچھا تو فرمایا ماں کے ساتھ اور پھر پوچھا تو فرمایا ماں کے ساتھ اور چوتھی مرتبہ پوچھا تو فرمایا باپ کے ساتھ
وَاِنْ جَاهَدٰكَ اور اگر کوشش کریں وہ دونوں ماں اور باپ تیرے عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ اوپر اسکے کہ شرک کرے تو ساتھ
میرے یعنی تجھکو وہ میرا شریک کرنیکو کہیں مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اس چیز کو کہ نہیں ہے واسطے تیرے ساتھ اس شریک
کرنے کے علم کہ فقط پیروی انکی ہے بدون دلیل کے کہ دلالت کرے اس شریک کے مستحق ہونے پر بلکہ
دلیل مستحق نہ ہونیکی موجود ہے پس اس صورت میں فَلَا تُطِعْهُمَا پس کہا مان تو ان دونوں کا ماں اور باپ کا اس امر میں کہ تجھکو کہیں کہ تو کسیکو
میرا شریک مقرر کرے وَصَاحِبْهُمَا اور مصاحبت کر تو ان دونوں سے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے مَعْرُوْفًا مصاحبت نیک
کہ جسکو شرع پسند کرے اور کرم تقاضا کرتا ہو اور معروفا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی مصاحبۃ معروفا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ
ایک جوان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھکو وصیت کیجیے فرمایا کہ شریک نہ کر خدا کا کسی چیز کو اگرچہ تو آگ میں
جلایا جاوے اور عذاب کیا جاوے مگر اس وقت کہ دل تیرا مطمئن ہو ایمان پر اور ماں اور باپ کی پیروی کر تو اور نیکی کر ان دونوں کے ساتھ زندہ ہوں خواہ
مرگئے ہوں اور اگر حکم کریں وہ تجھکو یہ کہ نکل جا تو اپنے مال سے اور عیال سے تو پس ایسا ہی کر کہ یہ ایمان سے ہے اور جو
مرنیکے بعد نیکی کرنیسے مراد ہے یہ کہ انکو ثواب پہنچاوے اور صدقہ وغیرہ کا پہنچایا کرے اور حضرت امام رضا سے کسی نے پوچھا کہ اگر ماں اور باپ میرے دین حق
پر نہوں تو میں انکے واسطے دعا کروں اور صدقہ کا ثواب انکو پہنچاؤں فرمایا کہ دعا کر تو انکے واسطے اور صدقہ دے خدا کی راہ میں اور ثواب اسکا انکو
پہنچا اگر وہ زندہ ہوں اور حق کو پہچانتے ہوں اسلئے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھکو خدا تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ بھیجا ہے عقوق کے ساتھ نہیں بھیجا اور دوسری حدیث میں
ہے کہ فرمایا امام رضا نے کہ نیکی کرنی والدین کے ساتھ واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں مگر یہ کہ خدا کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ انکی فرمانبرداری چاہیے اور
مخلوق کی فرمانبرداری سے ہو کہ مخلوق کی فرمانبرداری اس امر میں جائز نہیں کہ جس میں خدا کی نافرمانبرداری ہو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے
نیکی کرنی والدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی معرفت سے ہے اسلئے کہ کوئی عبادت جلدی خدا کی خوشنودی سے قریب پہنچنے میں والدین کی
حرمت کے سوا نہیں ہے یعنی والدین کی حرمت کرنے سے خدا جلدی راضی ہوتا ہے اس بندہ سے جو حرمت کرے والدین کی کیونکہ ماں اور باپ اگر مسلمان ہوں
اسلئے کہ حق والدین کا حق خدا سے نکلا ہے جس وقت کہ وہ دونوں راہ دین اور سنت پر قائم ہوں اور فرزند کو خدا کی طاعت سے منع نہ کرتے ہوں اور خدا
کی نافرمانبرداری کی طرف نہ لیجاتے ہوں اور یقین سے طرف شک کے نہ لیجاتے ہوں اور زہد سے طرف دنیا کے اور اگر خلاف اسکے
چاہیں تو انکا کہنا ماننا نہیں فرمانبرداری خدا کی ہے اور فرمانبرداری انکی ہے نافرمانبرداری خدا کی ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا اگر کوشش کریں تیرے
دونوں اس امر پر کہ کسیکو میرا شریک مقرر کرے بدون علم کے تو پس کہا مان تو انکا اور زندگانی کر دنیا میں ساتھ انکے طور نیک سے کہ انکی بزرگی کر اور انکے

آزار دینے کا تحمل ہوا اگر وہ تجھکو آزار دیوین تو یہ ہے کہ وہ متحمل ہو بہت ہی آزار دینے سے جو وقت کہ تولد کا تھا اگر خدا نے تجھکو فرشتہ ہی بچانے تو لنگے کھلانے
پیچھے بیٹھنا ہی نگہ اور بہانہ خفا ہو کسی کی طرف سو مت پھیر اور اپنی آواز کو انکی آواز سے بلند مت کر سو انکی تعظیم اور بزرگی کا لکی خدا سے
اور بہانہ اور پاکیزہ بات انکو کہہ تو یہ سخت بات پس تحقیق کہ خدا انہیں ضائع کرتا ہی اجر نیکی کرنیوالوں کا واتبع اور پیروی کر تو دین میں سبیل
من اناب الیّ یعنی طریق اس شخص کا کہ رجوع کی ہی اپنے طرف میری کہ اعتقاد و توحید کا رکھتا ہی اور طاعت کو خلوص سے بجا لاتا ہی اور وہ محمد صلعم
ہی اور پیغمبر ان کی آل ہیں کہ موصوف ہیں صفت ایمان اور خلوص ثم الیّ مرجعکم پھر طرف میری ہی پھرنا تمہارا فانبئکم پس خبر دونگا
میں تمکو بما کنتم تعملون ساتھ اسچیز کے کہ تھے تم عمل کرتے یہانتک کہ موافق عمل کے تمکو جزا دونگا اور ووصینا الانسان سے یہانتک لقمان
کی نصیحتوں میں آیت تھی جملہ معترضہ اب خدا تعالی پھر لقمان کی وصیتوں کا ذکر کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی لقمان کے قول کو اپنے فرزند کے
حق میں یا بنی اے بیٹے میرے انھا تحقیق کہ کوئی خصلت نیک ہو یا بد آدمی کے فعلوں سے ان تک اگر ہووے وہ چھوٹی ہووے اور
ذرا سی ہووے مثقال حبۃ من خردل برابر دانہ کے رائی کی کہ وہ نہایت چھوٹا ہوتا ہی فتکن پس ہووے وہ
فی صخرۃ بیچ پتھر سخت کے کہ نکلنا اسکا نہایت دشوار ہو او فی السموات یا بیچ آسمانوں کے ہو کہ وہ نہایت بلند
اور کشادہ ہیں او فی الارض یا بیچ زمین کے نیچے اور تحت میں ہو یأت بہا اللہ لائیگا اسکو خدا اور حاضر کریگا اسکو مقام حساب میں
اور اسکا حساب کریگا ان اللہ لطیف تحقیق کہ خدا باریک جاننے والا ہی ہر چیز کا کیسی ہی وہ چیز باریک اور پوشیدہ ہو اسکے علم نے سب
چیزوں کا احاطہ کیا ہی خبیر خبردار ہی ہر چیز کے کنہ سے اور اہل مدینہ نے مثقال حبۃ کو برفع پڑھا ہی اور حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہی کہ
ڈرو تم اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اگرچہ وہ چھوٹے ہوں اور انکو حقیر مت شمار کرو اسواسطے کہ انکے واسطے جوئندہ ہی پس چاہیئے کہ کوئی تم میں سے یہ کہے کہ گناہ کروں
اور پھر استغفار کرلونگا اس لئے اسواسطے کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ انہا ان تک مثقال حبۃ الآیۃ یا بنی اے فرزند میرے اقم الصلوۃ قائم رکھ تو
نماز کو یعنی ہمیشہ مع شرائط پڑھا کر وامر بالمعروف اور حکم کر تو ساتھ نیکی کے وانہ عن المنکر اور منع کر تو برائی سے کہ یہ
سبب آدمی صلاحیت پیدا کر اور انکی ثواب میں شریک ہو اور معروف وہ ہی کہ جو شرع اور عقل کے اعتبار سے نیک ہو اور منکر وہ کہ جو انکے
مخالف ہو واصبر علی ما اصابک اور صبر کر تو اوپر اسکے کہ پہنچی ہے تجھکو سختیوں اور بلاؤں سے نیکی کے حکم کرنے اور برائی سے منع
کرنے میں ان ذلک تحقیق کہ وہ صبر کرنا اور جو کچھ کہ پہلے تجھکو حکم کیا ہے من عزم الامور ارادہ کیے کاموں سے ہے کہ قصد کرنا
ان کا ہونا ہوگا اور بجا لانا انکا واجب ہے اور ترک کرنا انکا جائز نہیں ہی ولا تصعر اور نہ پھیر تو خدک منہ اپنے کو اور مت موڑ تو رخسارہ اپنے کو
للناس واسطے آدمیوں کے مغروروں اور متکبروں کی طرح سے بلکہ عاجزوں کی طرح سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو اور لا تصعر کو اہل کوفہ نے سوا عاصم کے
اور ابو عمرو نافع نے ولا تصاعر پڑھا ہی ولا تمش فی الارض اور مت چل تو بیچ زمین کے مرحا اتراتا ہوا اور نازاں جیسے کہ
جہلا اور دنیا پرست چلتے ہیں نہایت شادی اور خوشی سے ان اللہ لا یحب تحقیق کہ خدا نہیں دوست رکھتا ہی کل مختال ہر
اترا کر چلنے والے فخور نازکرنیوالے کو اپنے مال پر اور تکبر کرنیوالے کو جناب سید سجاد نے منع کیا ہی اس امر سے کہ آدمی تکبر کرتا ہوا چلے اور فرمایا
کہ جو کوئی اچھا کپڑا پہنے اور اسکو پہنکر اترائے اور تکبر کرے تو وہ حساب دیگا اسکو خدا دوزخ کے کنارے اور قارون کے پاس وہ جا کر ٹھہریگا اسواسطے کہ
پہلے سب سے قارون نے تکبر کیا پس خدا تعالی نے اسکو مع اسکے مکان کے زمین میں دھنسا دیا اور جو شخص کہ اترائے اور تکبر کرے اسنے خدا کے ساتھ نزاع
کیا اسکی بزرگی میں واقصد فی مشیک اور میانہ روی اختیار کر تو بیچ چلنے اپنے کے بہت آہستہ اور بہت تیز مت چل اسلئے کہ جلد چلنا
میں [illegible] اور بد وضعی کی ہی اور بہت آہستہ چلنا نشانی تکبر کی ہی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ سرعت چلنے کی لیجاتی ہی خوبی
مومن کی اور جمال اسکا اور منقول ہے کہ ایام جاہلیت میں اکثر نہایت خوشی اور تکبر سے چلتا تھا حق تعالی نے زمین کو حکم کیا کہ وہ اسکو دھنسا لیگی اور

قیامت تک اسطرح وہ دھنستا ہوا چلا جاویگا **واغضض** اور پست کر تو اور ہلکی کر **من صوتک** آواز اپنی ہے یعنی بلند
آواز سے کلام مت کر **ان انکر الاصوات** تحقیق بدترین آوازوں کی **لصوت الحمیر** البتہ آواز گدھوں کی ہے یعنی آواز کے
بلند کرنے میں کچھ خوبی اور بزرگی نہیں ہے بلکہ باعث خفت کا ہے اور دیکھو کہ آواز گدھے کی باوجود بلندی کے کیسی ناخوش اور مکروہ ہے اور
حضرت صادق نے فرمایا کہ مراد اس آواز سے آواز چھینک کی ہے کہ جو قبیح اور بہت بلند ہو اور یا آدمی بات کرنے میں آواز کو بلند کرے مگر یہ
کسی کو پکارتا ہو کہ پکارنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر آواز کو بلند کرے یا قرآن پڑھنے میں آواز کو بلند کرے اور منقول ہے کہ عرب مشرکین آواز کے
بلند کرنے میں فخر کرتے تھے حق تعالیٰ نے یہ آیت انکے رد میں نازل کی اور جناب رسول خدا صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے اور آواز بلند کو مکروہ
جانتے تھے اور رکھتے … عیسیٰ … آواز کو پست کریں …
اور یہ بھی منقول ہے … اور کہتے ہیں کہ آواز ہر حیوان کی تسبیح ہے مگر آواز گدھے کی کہ شیطان کو دیکھ کر وہ آواز کرتا ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ
… بولنے سے … شہوت … آواز گدھے کی …
آواز گدھے کی … شیطان کو دیکھتا ہے … آواز گدھے کی اور آواز کتے کی اور آواز
… تک لقمان کی وصیتیں … اور … منقول ہیں … کہ کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہ اے
فرزند … دنیا میں آیا ہے … دنیا کو پشت دی ہے اور آخرت کی طرف …
وہ بہت … اس گھر سے …
… مت کر …
میں داخل مت ہو کہ وہ آخرت کو تیری ضرر کرے اور روزہ رکھ کہ جس سے تیری شہوت قطع ہو جاوے اور ایسا روزہ مت رکھ کہ … نماز سے
… کہ نماز خدا کو روزہ سے زیادہ دوست ہے اے فرزند میرے دنیا دریا عمیق ہے تحقیق کہ ہلاک ہوئے ہیں اس میں … پس … کشتی اپنی … ایمان
اور بادبان اسکا توکل کو اور توشہ اپنا اس میں عمل اور پرہیزگاری کو پس اگر نجات پاوے تو تو وہ خدا کی رحمت سے ہے اور اگر تو ہلاک ہوا تو
ہلاک ہوا اپنے گناہوں سے اے فرزند میری ڈر تو خدا سے ایسا ڈرنا کہ اگر تو قیامت میں تمام جن اور انسان کی نیکیاں لیکر جاوے تو خوف رکھ کہ خدا
عذاب کریگا اور امید رکھ تو خدا سے ایسی امید کہ اگر تو قیامت میں تمام جن و انسان کے گناہ لیکر جاوے تو بھی امید بخشش کی ہو پس لقمان کے بیٹے
نے … کہا اے باپ میرے کیونکر طاقت رکھوں میں ان دونوں کی اور حال یہ ہے کہ میرا ایک دل ہے لقمان نے کہا اے فرزند
میرے اگر مومن کا دل باہر نکالکر چیرا جاوے تو البتہ اس میں دو نور پاوے جاویں ایک نور خوف خدا کا اور دوسرا نور امید کا کہ وہ دونوں باہم وزن
کئے جاویں تو ایک نور دوسرے نور سے برابر ذرہ کے زیادہ نہ نکلے اور جو کوئی ایمان لاتا ہے خدا پر تو سچا اور درست جانتا ہے اس امر کو جو کہ
خدا نے فرمایا اور جو شخص کہ خدا کے فرمودہ کو درست اور حق جانتا ہے تو وہ بجا لاتا ہے اسکو کہ جسکے اوپر اسکا حکم خدا نے کیا ہے اور جو کوئی نہ بجا لاوے خدا کے
حکم کو تو گویا درست نہیں جانتا ہے خدا کے فرمانے کو اور نہ اسکا اعتقاد کیا ہے اور جو کوئی ایمان لاتا ہے خدا پر درست اور صحیح … تا ہے وہ خدا کے
خالص … وہی ایمان لایا ہے خدا پر سچا اور درست اور جو کوئی فرمانبرداری کریگا خدا کی تو وہ خدا سے خوف کریگا اور جو شخص کہ اس سے خوف کریگا وہ
اسکو دوست رکھیگا اور جسنے اسکو دوست رکھا وہی اسکے حکم کی تابعداری کریگا اور جسنے اسکے حکم کی تابعداری کی وہ سزاوار اسکی بہشت اور
مرضی کا ہوگا اور جو کوئی تابعداری کرے خدا کے رضامندی کی پس تحقیق آسان ہو جاویگا اسپر ناراضی … کا پناہ مانگتے ہیں ہم خدا سے
ناراضی سے اسکی … اور نہ رغبت کر تو طرف دنیا کے اے فرزند میرے اور نہ مشغول کر تو دل اپنا کہ نہیں پیدا کی ہے خدا نے کوئی چیز ذلیل اور خوار
کیا نہیں ہے کیا تو دیکھتا ہے کہ نہیں کیا ہے خدا نے اسکی نعمتوں کو ثواب فرمانبرداروں کا اور نہ اسکی بلاؤں کو عذاب گنہگاروں کا اور لقمان …

ع ۸ ۱۱

دس ہزار کلمے حکمت کے آپ سے منقول ہیں اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل سے ایک عالم کا گزر لقمان پر ہوا دیکھا کہ ایک جماعت انکے پاس بیٹھی ہے اور ایک جماعت کھڑی ہے اور وہ آدمی حکمت کے کلمے ان سے سنتے ہیں اس عالم نے تعجب کر کے بہ حقارت کی راہ سے لقمان سے کہا کہ اے لقمان تو وہی غلام سیاہ ہے کہ فلانے شخص کا ریوڑ چرایا کرتا تھا کہا کہ ہاں پھر اس عالم نے پوچھا کہ ای لقمان کس چیز نے تجھکو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا جواب دیا کہ تین چیزوں نے سچ کہنا اور امانت کو نگاہ رکھنا اور نفس کی آرزو اور خواہشوں کا ترک کرنا اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک دن لقمان کے آقا نے مع دو ہمسر غلاموں کے باغ میں انکو بھیجا کہ وہ سب واسطے انکے میوہ توڑ کر لائیں غلاموں نے باغ میں جا کر میوہ توڑا اور سارا میوہ جسقدر کہ توڑا تھا کھا گئے اور اپنے آقا سے جا کر کہا کہ لقمان سب میوہ کھا گیا وہ لقمان پر خفا ہوا لقمان نے کہا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں اور میوہ خود انہوں نے کھایا ہے آقا نے کہا کہ یہ کیونکر دریافت ہو لقمان نے کہا کہ ہم سب کو گرم پانی پلاؤ اور بعد اسکے سب کو صحرا میں دوڑاؤ تاکہ ہم سب کو قے آئے لیں جسکے پیٹ میں سے میوہ نکلے وہ خائن ہے غرض کہ آقا نے انکے ایسا ہی کیا اور ان سب کو قے ہوئی غلاموں کے حلق میں سے تو میوہ نکلا اور لقمان کے حلق میں سے آب صاف آقا انکا یہ دیکھکر لقمان کی عقل اور سمجھ کا بہت معتقد ہوا اور کہتے ہیں کہ لقمان غلام حبشی تھا انکے آقا نے ان سے کہا کہ گوسفند کو ذبح کر اور اسکی عضوؤں میں سے جو عضو کہ زیادہ ناپاک اور خبیث ہے انکو میرے پاس لا کر حاضر کر لقمان نے گوسفند ذبح کی اور اسکا دل اور زبان نکال کر لایا اور بعد اسکے آقا نے انسے کہا کہ ایک گوسفند اور ذبح کر اور اسکے عضوؤں میں سے جو عضو پاک ہے وہ میرے پاس لا لقمان نے گوسفند ذبح کی اور وہی دل اور زبان نکال کر لایا انکے آقا نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک چیز پاک بھی ہو اور ناپاک بھی لقمان نے جواب دیا کہ جسکا دل اور زبان پاک ہے تو کوئی عضو اسکا ان دونوں سے زیادہ پاک نہوگا اور اگر جسکا دل اور زبان ناپاک ہے تو کوئی عضو ان سے زیادہ ناپاک نہوگا اور کہتے ہیں کہ لقمان سفر سے آتا تھا رستہ میں غلام سے ملاقات ہوئی اس سے باپ کا حال پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ مر گیا لقمان نے کہا کہ اب میں اپنے کار کا مالک ہو گیا اور اپنے امور کا مجھکو اختیار حاصل ہوا اور بعد اسکے اپنی زوجہ کی خبر پوچھی انہوں نے کہا کہ وہ بھی مر گئی کہا کہ فرش اور بستر میرا نیا ہو گیا اور بعد اسکے بہن کو پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ بھی فوت ہو گئی لقمان نے کہا کہ اب میرا ناموس پوشیدہ ہو گیا اور بعد اسکے بھائی کا حال پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ بھی گزر گیا لقمان نے کہا کہ ہائے میری کمر ٹوٹ گئی اور امید میری منقطع ہو گئی اور کہتے ہیں کہ کسی نے لقمان سے پوچھا کہ سب سے بدتر آدمیوں میں کون ہے کہا کہ وہ شخص کہ اپنی بدی کو لوگوں کو دکھانے سے کچھ خوف نکرے اسطرح لقمان کے قول کتابوں میں بہت ہیں انکو جس کو رغبت ہو وہ تواریخ اور اخلاق کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور لقمان کی نصیحتوں کے بعد خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو اپنے بندوں کو عطا کی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ **الم تروا** کیا نہ دیکھا تم نے اے بندو میرے **ان اللہ** تحقیق کہ خدا نے **سخر لکم** حکم میں کیا ہے واسطے تمہارے **ما فی السموات** ان چیزوں کو جو بیچ آسمانوں کے ہیں مثل آفتاب اور ماہتاب کے کہ انکی روشنی سے تم فائدے حاصل کرتے ہو اور ستارے کہ انکی علامت سے راہ چلتے ہو اور ابر اور باران اور ہوا کہ ان سب سے نفع حاصل کرتے ہو **وما فی الارض** اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے انکو بھی تمہارے فائدہ کے واسطے مسخر کیا ہے مثل کوہ اور صحرا اور دریا اور حیوانات اور درخت وغیرہ کے کہ یہ سب تمہاری نفع کے واسطے ہیں **واسبغ علیکم** اور تمام کی اوپر تمہارے اور فراخ کی **نعمہ ظاہرۃ** نعمتیں اپنی کہ جو ظاہر ہیں کہ جسکا تم انکار نہیں کر سکتے ہو جیسے کہ تمہارا پیدا کرنا اور زندگی عطا کرنی اور قدرت دینی اور حواس تمہارے پیدا کرنا اور سوائے اسکے اور نعمتیں ہیں کہ وہ ظاہر ہیں **وباطنہ** اور باطن کی نعمت تم پر تمام کی کہ انکو ہر ایک نہیں جان سکتا ہے مگر جو کہ تامل اور غور کرے اور اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے نعمہ کو نعم پڑھا ہے جمع کا صیغہ مضاف طرف ضمیر کے اور مراد نعمتوں ظاہرہ اور باطنہ سے نعمتیں محسوسہ اور غیر محسوسہ ہیں اور نعمت ظاہرہ اور باطنہ میں مفسرین نے بہت اختلاف لکھے ہیں بعض تو کہتے ہیں نعمت ظاہرہ سے مراد نصرت پیغمبر خدا کی ہے اعداء دین پر اور امداد ملائکہ کی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نعمت ظاہرہ وہ نعمت ہے کہ بندوں کو عالم آب سے تعلق رکھتا ہو اور نعمت باطن مصلحتیں ہیں امور دنیا کی کہ سوائے خدا کے انکو کوئی نہیں جانتا ہے اور دوسری روایت ابن عباس سے یہ ہے کہ پیغمبر صلعم سے نعمت ظاہرہ اور باطنہ کو دریافت کیا فرمایا کہ ای ابن عباس نعمت ظاہر اسلام ہے اور آراستہ اور درست کرنا بدن کا کہ سب عضوہا

اعتدال کے ساتھ ہوں اور عطا کرنا روزی کا مجھکو اور نعمت باطن پوشیدہ کر دینا تیرے اعمال بد کا اور نہ رسوا کرنا مجھکو ان اعمال سے اور ابن
عباس سے خدا تعالی فرماتا ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ اپنی بندہ کو بخشی ہیں وہ کسیکو نہیں دی ہیں اول یہ کہ قبول کیا جانا مومنین کی دعا کو انکے حق میں
بعد منقطع ہونے انکے عمل کے اور دوسرے یہ کہ عطا کیا جانا انکو ثلث یعنی تہائی مال تاکہ راہ خدا میں اسکو تصدق کریں اور میں انکے سبب سے
انکے گناہونکو بخشوں اور تیسرے یہ کہ پوشیدہ کیا میں نے انکے عمل بد کو اور جو اس عمل سے رسوا نکیا اور لوگونکو وہ نہ دکھلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر نعمت
اعضا کی ہے اور باطن دل اور عقل اور فہم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر شرع ہے اور باطن شفاعت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر نعمت دنیا
کی ہے اور باطن نعمت آخرت کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر خوبی اور حسن صورت کا ہے اور درست اور معتدل ہونا اعضا کا اور نعمت باطن
معرفت خدا کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر قرآن ہے اور نعمت باطن تاویل انکے معانی کی اور یا ظاہر وہ ہے کہ مشاہدہ ہو اور باطن وہ کہ جانی نہ
جائے مگر دلیل سے اور یا ظاہر صفائی ظاہر کی ہے اور باطن صفائی باطن کی یا ظاہر ذکر خدا کا ہے زبان سے اور باطن فکر اسکا ہے دل سے اور اسی طرح اور
قول اسکے مثل ہیں نعمت ظاہر اور باطن میں اور یہ سب درست ہو سکتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نعمت ظاہر تو رسول خدا ہیں اور
جو کچھ کہ وہ خدا کے ہاں سے لائے ہیں معرفت اور توحید خدا اور لیکن نعمت باطن پس وہ دوستی ہم اہلبیت کی ہے اور ہماری دوستی کا عقد باندھنا دل پر
بستہ کرنا اور حضرت امام موسی کاظم نے فرمایا ہے کہ نعمت ظاہر امام ظاہری اور نعمت باطن امام غائب ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دوسری حدیث میں
ہیکہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اے علی بیان کر تو پہلی نعمت کو جو کہ خدا نے تجھپر انعام کیا ہے کہا کہ پیدا کیا مجھکو خدا نے اور میں کچھ بھی شے مذکور نہ تھا فرمایا کہ
سچ کہا تو نے پس کیا ہے دوسری نعمت کہا کہ احسان کیا مجھپر جبوقت کہ مجھکو پیدا کیا مجھکو زندہ پیدا کیا نہ مردہ فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے تیسری
نعمت کہا کہ پیدا کیا مجھکو اور شکر ہے اسکا کہ مجھکو نیک صورت پر پیدا کیا اور ترکیب میرے اعضا کی معتدل کی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے
چوتھی نعمت کہا کہ مجھکو فکر کرنیوالا اور یاد کرنیوالا خدا کا کیا نہ غفلت کرنیوالا اور فراموش کرنیوالا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے پانچویں نعمت کہا کہ
مجھکو حواس عطا کیے کہ انہیں سے دریافت کر لیتا ہوں جو چاہتا ہوں اور عطا کیا چراغ روشن کہ وہ عقل ہے فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے چھٹی نعمت
کہا کہ مجھکو ہدایت کی خدا نے اپنے دین کی اور اپنی راہ سے مجھکو گمراہ نکیا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے ساتویں نعمت کہا کہ دی خدا نے آخرت ہمیشہ کی جگہہ
پھر بھی اس زندگانی میں کبھی وہ منقطع ہی نہیں ہو گی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت آٹھویں کہا کہ مجھکو مالک کیا ہے اپنے نفس کا اور
غلام کسیکا اور مملوک مجھکو نہ کیا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت نویں کہا کہ مسخر کیا میرے واسطے آسمان اپنا اور زمین اپنی اور جو کچھ کہ انکے
درمیان ہے اور انکے اندر ہے مخلوقات سے انکی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت دسویں کہا کہ کر دیا مجھکو مرد قائم ہونیوالا اپنی حلال عورتوں پر اور نکیا مجھکو
عورت فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کون سی نعمت بعد اسکی کہا کہ یا رسول اللہ نعمتیں خدا کی بہت ہیں اور اگر شمار کرو تم نعمت خدا کی تو نہ احاطہ کر سکو گے پس
رسول خدا صلعم یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ گوارا ہو تجھکو حکمت اور علم اے ابو الحسن پس تو ہی ہے وارث میرے علم کا اور بیان کرنیوالا میری امت کیواسطے
جس چیز میں کہ وہ اختلاف کرینگے بعد میرے منقول ہے کہ نضر بن حارث کہتا تھا کہ قرآن پہلے لوگونکا قصہ ہے خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی ومن
الناس من یجادل اور بعضا آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ جھگڑا اور خصومت کرتا ہے فی اللہ بیچ کتاب خدا کے اور کہتا ہے کہ
قرآن خدا کے پاس سے نازل نہیں ہوا بلکہ پہلے لوگونکے قصے ہیں اور لوگ محمد صلعم کو تعلیم کرتے ہیں اور محمد انکو اپنے اصحاب کو پڑھ پڑھ سناتا اور کہتے ہیں کہ ایک
یہودی نے رسول خدا سے پوچھا کہ خدا تیرا کس چیز سے ہے سو وقت ایک بجلی آئی اور اسکو ہلاک کیا اور یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہ جھگڑتے ہیں آنحضرت سے خدا
کی توحید اور صفات میں بغیر علم بدون علم کے کہ کوئی دلیل اپنے پاس نہیں رکھتے ولا ھدی اور نہ کوئی بیان اور ہدایت ہے
خدا کی جانب سے انکے پاس ولا کتاب منیر ۵ اور نہ کوئی کتاب روشن ہے بلکہ کمال جہالت ہے انکی اور محض پیروی ہے باپ دادا کی ہے
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نضر بن حارث سے رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکی پیروی کر کہا کہ ہم

اپنا ہی کی پیروی کرینگے جیسے ہمنے اپنے باپونکو پایا تب آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جسوقت کہ کہا جاتا اونسے یعنی اونکو کہ بصدق دل
اِتَّبِعُوْا پیروی کرو تم مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اوس چیز کی کہ نازل کی ہے خدا نے یعنی قرآن کی قَالُوْا تو کہتے ہیں وے جواب میں نہیں پیروی
کرینگے ہم اوسکی بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ پیروی کرینگے ہم مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اوس چیز کی کہ پایا ہے ہمنے اوپر اوسکے اٰبَآءَنَا باپوں اپنے کو یعنی
باپوں کی راہ پر ہم چلینگے خدا فرماتا ہے کہ اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ کیا اگر ہووے شیطان کہ اپنے وسوسوں سے یَدْعُوْھُمْ بلاتا ہو اونکو
اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ طرف عذاب بھڑکتی آگ کے یعنی کیا اگر وہ عذاب دوزخ ہی تب بھی وہ اونکی پیروی کرینگے اور جواب لو کا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ
تب بھی اونکی پیروی کرینگے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ شیطان بلاتا ہے اپنے باپوں کی پیروی کرنے کو تھے وہی اونکی ... کہ ہم اپنے باپوں کی
پیروی کرو اور ... وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَہٗ اور جو کوئی سپرد کرے ذات اپنی کو اِلَی اللّٰہِ طرف خدا کے کہ سب امور اپنے
اسکے سپرد کرے اور اپنے افعال میں قصد قربت کا کرے اور بالکل توجہ طرف خدا کے ہو وَھُوَ مُحْسِنٌ در حال یہ ہے کہ وہ نیکی کرنیوالا ہے
اپنے عمل میں کہ موافق شرع کے اعمال بجا لاتا ہو خالص واسطے خدا کے تو فَقَدِ اسْتَمْسَکَ پس تحقیق چنگل مارا ہے اوسنے اور لٹکا ہے
بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ساتھ رسی اور دستاویز مضبوط کے کہ خوف اوسکی شکستگی اور ٹوٹنے کا نہیں ہے یہ تشبیہ ہے اوس شخص کے ساتھ کہ
ارادہ کرے بلندی پر جانیکا اور مضبوط رسی کو پکڑے کہ اوسکے ذریعہ بلندی پر پہنچے آسانی اور سہولت سے اور ایسا ہی جو کوئی کلمہ توحید یا قرآن
دستاویز اپنا کرے تو درجات عالیہ کو پہنچے اور بہشت ... کا مسکن اوسکا ہوئیگا وَاِلَی اللّٰہِ اور طرف خدا کے ہی عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ
انجام سب کاموں کا کہ سب اوسکی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اور موافق اعمال کے سب کو جزا دیگا اور ثواب سب اعمال کا اوسکی پاس ہے وَمَنْ کَفَرَ اور
جو کہ کفر کرے اور رسی مضبوط میں چنگل نہ مارے فَلَا یَحْزُنْکَ پس چاہیے کہ غمگین نہ کرے تجھکو اے محمد صلعم کُفْرُہٗ کفر اوسکا اور کہ ضرر اوس کفر کا
دنیا اور آخرت میں اوس کافر ہی کو پہنچیگا تجھکو کہ اِلَیْنَا مَرْجِعُھُمْ طرف ہماری ہے پھرنا ان سب کا ہم موافق اعمال کے اونکو سزا دیوینگے
فَنُنَبِّئُھُمْ پس خبر دینگے ہم اونکو بِمَا عَمِلُوْا ساتھ اوسکے کہ کی ہے اونہوں نے اور اوسکی سزا اونکو دیجائیگی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ تحقیق خدا جاننے
والا ہے اور عالم ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ساتھ سینہ کی باتوں کے یعنی جو کچھ کہ سینہ میں ہو اوسکو جانتا ہے پس سب بندوں کو موافق اونکی اعمال کے
جزا دیگا نُمَتِّعُھُمْ فائدہ دیتے ہیں ہم اونکو قَلِیْلًا تھوڑا کہ وہ فائدہ چند روزہ دنیا کا ہے ثُمَّ نَضْطَرُّھُمْ پھر ناچار اور بے اختیار
کیجاوینگے ہم اونکو اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ طرف عذاب بھاری اور سخت کے کہ نہایت گراں ہو وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ اور البتہ اگر پوچھے تو
اے محمد صلعم ان کافروں سے مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کسنے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ
البتہ کہیں گے خدا نے اونکے بسبب ظاہر ہونے علامتوں کے کہ سوا خدا کے کسی نے نہیں پیدا کیا ہے اور جسوقت اونہوں نے اقرار کیا اے محمد اوس کا جس سے اونکا اعتقاد باطل ہوتا ہے
کہ شرکت بالکل باقی نہیں رہتی تو قُلْ کہہ تو اونکو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شکر ہے واسطے خدا کے کہ تمہارے الزام کھانے پر اور تمہارے اقرار کرنے سے ہم اس امر پر
جو تمہارے اعتقاد کو باطل کرتا ہے بَلْ اَکْثَرُھُمْ بلکہ اکثر اونکے لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں اس امر کو کہ اونکو الزام ہوتا لِلّٰہِ خاص
واسطے خدا کے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے سب اوسی کی مخلوقات ہے پس آسمانوں
اور زمین میں سوا اوسکے کوئی مستحق عبادت کا نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ تحقیق خدا ھُوَ الْغَنِیُّ وہی ہے بے پروا بندوں سے الْحَمِیْدُ سراہا
گیا ہے اپنی ذات میں اور مستحق تعریف کا ہے چاہے کوئی اوسکی تعریف کرے یا نہ کرے وہ محتاج کسی کی تعریف کا نہیں ہے سورۂ کہف کے آخر میں کہ ...
کی یہودیوں نے پیغمبر خدا پر اعتراض کیا کہ قرآن میں ایک مقام پر تو یہ ہے کہ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی اور جو شخص کہ دیا گیا حکمت پس تحقیق
دیا گیا وہ خیر بہت اور دوسری جگہ قرآن میں ہے کہ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی اور نہیں دئے گئے ہو تم علم میں مگر تھوڑا اور حکم ان دونوں آیتوں کا باہم
ایک دوسرے کے مخالف ہے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر چند علم بندوں کا بہت ہے لیکن بہ نسبت علم خدا کے بہت تھوڑا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی

عنده علم الساعة تحقیق خدا نزدیک اسکے ہے علم ساعت یعنی قیامت کا وینزل الغیث اور نازل کرتا ہے مینہ کو
اور جو وقت کہ اسکے واسطے مینہ کا مقرر کیا ہے اسی وقت میں برساتا ہے اور جو جگہ مقرر کی ہے اسی جگہ برساتا ہے ویعلم ما فی الارحام
اور جانتا ہے جو کچھ کہ بچہ دانیوں میں ہے جو کچھ کہ عورتوں کے پیٹوں میں ہے مرد یا عورت پورا یا ناقص وما تدری نفس اور نہیں جانتا ہے
کوئی نفس نیک کا ہو یا بد کا ماذا تکسب غدا کیا کمائی کریگا کل کو نیکی کی یا بدی کی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کا
ارادہ کرتا ہے کہ کل کو یہی کرونگا اور دوسرے روز برخلاف اسکے کرتا ہے اور اسی طرف اشارہ ہے جناب امیر علیہ السلام کے قول میں کہ عرفت ربی بفسخ
العزائم وما تدری نفس اور نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ وہ بای ارض تموت ساتھ کس زمین کے مریگا یعنی کس جگہ
اور کس وقت مریگا ان اللہ علیم تحقیق خدا جاننے والا ہے سب چیزوں کا اور علم غیب ہر چیز کا اسی کو ہے خبیر خبردار ہے سب
چیزوں کے باطن کا جیسے کہ انکے ظاہر کو جانتا ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ علم غیب کا ہے کہ اسکو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور فرمایا
جناب امیر علیہ السلام کہ ہم جو بعضی غائب چیزوں کو بتلا دیتے ہیں اسکو دوسرے شخص کی تعلیم ہے یعنی رسول خدا کی اور وہ حضرت بتعلیم خدا اسکے تعلیم کرتے تھے
یہ علم غیب نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ پانچ امر وہ ہیں کہ نہیں مطلع ہے انپر کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل اور یہ خدا تعالیٰ کی
صفات خاص ہیں اور منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی ایسا علم ہے کہ کسی کو نہیں دیا ہے فرمایا کہ مجھکو بہت علم
دیا اور بہت علم ایسا کہ مجھکو اجازت نہیں ہے اسکے ظاہر کرنیکی اور بہت ایسا علم ہے کہ مجھکو بھی وہ نہیں دیا ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو
اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ ان پانچ اشیا کو بتفصیل سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور بتفصیل اسواسطے فرمایا ہے کہ اجمالاً بعض چیزیں
خبر تعلیم معلم دیا کرتے تھے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جو کوئی ان پانچ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے علم کا دعویٰ کریگا تو کذاب و دروغ گو ہے سورۃ
السجدۃ یہ سورہ مکی ہے لیکن تین آیتیں اسکی مدینہ میں نازل ہوئی ہیں افمن کان مومنا کمن کان فاسقا الایۃ اور تیس روایتیں ہیں آیتیں اسکی
ہیں اور بعضے انتیس کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو سورہ سجدہ پڑھے تو خدا تعالیٰ اسکے نامہ عمل
کو دست راست میں دیگا اور اسکا حساب نہ لیگا اور وہ شخص محمد صلعم اور انکی اہلبیت کے رفقا میں ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی
مشتاق ہو طرف بہشت کے اور اسکے اوصاف کے سننے کا اسکو چاہیے کہ سورہ واقعہ پڑھے اور جو کوئی دوست رکھتا ہو کہ دوزخ کی صفات پر اطلاع
نظر کرے تو وہ سورہ الم سجدہ پڑھے اور سورہ عزائم کہ جنمیں واجب سجدے ہیں وہ چار ہیں الم سجدہ حم سجدہ سورہ والنجم سورہ اقرا اور پہلی سورۃ
جسمیں واجب سجدہ ہے وہ یہ سورہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الم حروف مقطعات ہیں ان کی تحقیق اگلی
پہلی سورتوں میں گزر گئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الم نام اس سورۃ کا یا قرآن کا ہے تنزیل الکتاب یہ خبر ہے مبتدا مقدر کی
یعنی یہ آیتیں نازل کرنا کتاب کا ہے پروردگار کیطرف سے کہ لا ریب فیہ نہیں شک ہے کچھ بیچ ہونے اسکے کے من رب
العالمین پروردگار عالموں کیطرف سے ام یقولون افتراہ کیا کہتے ہیں مکہ والے کہ بنا لیا ہے اسکو محمد صلعم نے اپنی
طرف سے اور خدا نے اسکو نہیں نازل کیا ہے یہ بات نہیں ہے جو وہ کہتے ہیں بل ہو الحق بلکہ وہ حق ہے اور راست اور درست ہے
من ربک پروردگار تیرے کیطرف سے لتنذر تاکہ ڈراوے تو عذاب الٰہی سے قوما ما اتاہم اس قوم کو کہ نہیں آیا ہے انکے
پاس من نذیر کوئی ڈرانیوالا من قبلک پہلے تجھسے مراد اس سے زمانہ فترت کا ہے درمیان حضرت عیسیٰ اور خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ اس زمانہ میں کوئی پیغمبر نہیں آیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد تجھکو بھیجا ہے تاکہ انکو ڈراوے لعلہم
یہتدون تاکہ وہ ہدایت پاویں تیرے ڈرانے سے اگر اپنے عناد کو دخل نہ دیویں اور دلیلوں اور معجزوں میں غور کریں اور اب اپنی
صفات کو بیان کرتا ہے کہ اللہ الذی خلق السموات والارض خدا وہ ہے کہ پیدا کیا ہے جسنے آسمانوں کو اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ کہ درمیان اُن دونوں کے ہے حیوان اور درخت اور دریا اور پہاڑ اور سوا اُسکے فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ بیچ مقدار
چھ روز کے ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ پھر غالب ہوا اور عرش پر ہے اور تحقیق اسکی سورہ اعراف میں گزر چکی ہے نہیں واسطے بندوں
مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ تمہارے واسطے سوا اُسکے کہ دنیا اور آخرت میں تم ایمان لاؤ اور اسکی راہ پر چلو
کوئی دوست کہ تمہاری مدد کرے وَلَا شَفِيعٍ اور نہ شفاعت کرنیوالا کہ تمکو نجات دلوائے اگر تم ایمان نہ لاؤگے اور اسکی اطاعت نہ
کروگے أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ کیا پس تم نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم خدا کی نصیحت سے کہ وہ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ تدبیر کرتا ہے کار
دنیا کی یعنی اسکے اسباب آسمان سے جیسے مثل ملائکہ وغیرہ کے کہ وہ نازل ہوتا ہے مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ آسمان سے طرف زمین کے
ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ پھر چڑھتا ہے طرف اسکے وہ امر یعنی ثابت ہوتا ہے اسکے علم میں اور موجود ہوتا ہے اور ملائکہ اسکی خبر لیکر چڑھتے ہیں
جس جگہ کہ پہنچنے کا حکم کیا ہے غرض یہ ہے کہ ملائکہ امر تدبیر اور وحی کو لیکر نازل ہوتے ہیں اور پھر آسمان پر چڑھتے ہیں فِي يَوْمٍ كَانَ
مِقْدَارُهُ بیچ اُس دن کے کہ مقدار اس دن کی دنیا کے دنوں کے حساب سے أَلْفَ سَنَةٍ ہزار برس ہیں مِّمَّا تَعُدُّونَ
اُس چیز سے کہ شمار کرتے ہو یعنی وہ فرشتے ایک دن میں اترتے اور چڑھتے ہیں اور وہ ایک دن ہزار سال کا ہے تمہارے دنوں کے شمار سے اسلئے کہ زمین سے آسمان
پانسو برس کی راہ ہے پانسو برس میں تو نازل ہوتے ہیں اور پانسو برس میں چڑھتے ہیں تمہارے حساب سے اور ملائکہ ایک ہی دن میں آتے جاتے ہیں
لیکن وہ ایک روز ہزار سال کا ہے اور یا یہ کہ خدا تعالیٰ تدبیر امر کی کرتا ہے اس دن میں کہ مقدار اسکی ہزار سال ہیں تمہارے حساب سے بعد
ہزار سال کے دوسرا امر موجود ہوگا اور ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حق تعالیٰ تدبیر اور اندازہ سب امور کا کرتا ہے جو کہ
ارادہ اسکا ہے درمیان آسمان اور زمین کے پس جو فرشتہ کہ موکل ہے اس امر پر اسکو آسمان سے زمین پر نازل کرتا ہے پس وہ فرشتہ بعد ادا کرنے اور
درست کرنے اس امر کے پھر آسمان پر چڑھتا ہے جس جگہ کہ اسکو حکم ہوتا ہے لیکن ایک روز میں اترتا چڑھتا ہے کہ مقدار جسکی ہزار سال کی ہے یعنی وہ
فرشتہ جو مقدار مدت ایک روز میں جاتا اور آتا ہے اور اگر آدمی چاہے تو بجز ہزار سال کے اسکو آنا جانا میسر نہ ہو اسلئے کہ زمین سے آسمان تک پانسو
برس کی راہ ہے پس مقدار اترنے اور چڑھنے اس فرشتہ کی ہزار سال ہیں اور بعضے مفسرین اسکی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ تدبیر
امر کی کرتا ہے اور حکم ہزار سال کا دیتا ہے کسی شے کیواسطے پس ملائکہ اس تدبیر کو لیکر نازل ہوتے ہیں اسکے پہنچانے کیواسطے اور اسکو پہنچا کر پھر چڑھتے ہیں
واسطے خبر دینے اس تدبیر کے اپنی کتابوں میں یہانتک کہ وہ ہزار سال گزر جائیں اور بعد اسکے پھر حکم ہزار سال کا دیتا ہے اور وہ ہزار سال تمام ہو جائیں
تو پھر ہزار سال کا حکم دیتا ہے اور اسیطرح سے حکم دیتا رہیگا یہانتک کہ عالم گزر جائے پس ہزار سال واسطے اترنے اور چڑھنے کے ہیں نہ یہ بیچ اور پچاس
ہزار برس کہ دوسری آیت میں مذکور ہیں وہ طول مدت قیامت ہیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ جن امور کی تدبیر کرتا ہے اور مراد انہی جسکا کہ حکم کیا ہے
اور زوال ہونا بھی ہے پس ظاہر ہوگی قیامت کے دن میں مقدار اس دن کی دنیا کے دنوں کے حساب سے ہزار برس کی ہوگی اور کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں جو
پچاس ہزار برس کو کہیں کفار کیواسطے ہیں کہ سو دن کفار پر پچاس ہزار برس کا کر دیگا اور یہ بھی کہ مقامات قیامت کے مختلف ہیں ذَٰلِكَ وہ خدا کہ
تدبیر امر کی کرتا ہے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے کہ امور دنیا اور آخرت کو سبکو جانتا ہے اور یا یہ کہ عالم
ہے اسکا کہ جو گزر گئی ہے اور جو کچھ کہ آئندہ کو ہوگی پس تدبیر سب امور کی کرتا ہے اپنے علم سے جانکر موافق مصلحت اور حکمت کے الْعَزِيزُ غالب ہے
امر اور اسکی تدبیر پر الرَّحِيمُ مہربان اپنے بندوں پر تدبیر میں الَّذِي أَحْسَنَ وہ شخص کہ نیک کیا اس نے كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ
ہر چیز کو کہ پیدا کیا ہے اسکو اور ابن کثیر اور نافع اور سہل نے خلقہ کو بفتح لام پڑھا ہے اور باقیوں نے بسکون لام یعنی پیدا کیا ہر شے کو نیک اور خوب
اور آراستہ کیا اسکو بنیت جیسے موافق حکمت اور مصلحت کے پس ہر چیز اسکی پیدا کی ہوئی خوب ہے اگرچہ خوبی میں انکی تفاوت ہے اور بعضے لکھتے ہیں کہ احسن
یعنی علم ہے یعنی وہ عالم ہے کہ جو کچھ پیدا کرنا چاہا کہ وہ خوب ہو وَبَدَأَ اور شروع کیا خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ پیدا کرنے

آدمی کو مٹی سے یعنی آدم کو پیدا کیا مٹی سے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ پھر پیدا کیا نسل اسکی کو یعنی اولاد اسکی کو مِنْ سُلَالَةٍ خلاصہ
سے مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ پانی خوار اور سست سے یعنی نطفہ سے کہ نہایت ذلیل ہے کہ پشت پدر سے باہر آتا ہے ثُمَّ سَوَّاهُ پھر
درست کیا اسکو کہ اسکی بھلائی تصویر کا حق قوام بنایا جیسے کہ سزاوار تھا وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ اور پھونکا بیچ اسکے روح اپنی کو
اور خدا تعالیٰ نے اپنی روح فرمایا ہے واسطے بزرگی آدم کے یعنی کہ اپنی روح خاص ہے کہ جو پیدا کی تھی آدم کو پیدا کیا وَجَعَلَ لَكُمُ
السَّمْعَ اور پیدا کیا واسطے تمہارے کان کہ سنو تم وَالْأَبْصَارَ اور آنکھوں کو تاکہ دیکھو تم وَالْأَفْئِدَةَ اور دلوں کو تاکہ
دریافت کرو تم قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ [illegible] تھوڑے ہو تم اپنی نعمتوں کے مقابلے میں اور قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف
کی یعنی شکراً قلیلاً اور ما اسمیں زائد ہے اور مصدریہ ہے یعنی جیسے کہ چاہئے اور سزاوار ہے وہ شکر تم نہیں کرتے ہو وَقَالُوا
اور کہا ان منکرین نعمت نے ازروے انکار کے ءَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ کہ کیا جس وقت گم ہو جاویں ہم بیچ زمین کے مر کر
ہماری خاک ہو جاوے اور خاک ہو کر ہم زمین میں ملجاویں تو أَئِنَّا کیا تحقیق ہم اس وقت جس وقت خاک کے برابر ہو جاویں تو
لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ البتہ بیچ پیدائش نئی کے ہونگے دوبارہ زندہ ہو کر بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پھر ہم پیدا ہوں حتی
کہ بالکل خاک ہوگئے ہوں خدا فرماتا ہے کہ بَلْ هُمْ بلکہ وہ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ ساتھ پہنچنے جزا پروردگار اپنے کے آخرت میں
كَافِرُونَ کفر کرنیوالے ہیں قائل قیامت کے اور حساب کے اور ثواب اور عذاب کے نہیں ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ
يَتَوَفَّاكُم روح قبض کریگا تمہاری اور جان نکالیگا موجب حکم خدا مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ
ملک الموت جو کہ موکل کیا گیا ہے ساتھ تمہارے واسطے نکالنے جانوں تمہاری کے اور نام اسکا عزرائیل ہے ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ
پھر طرف پروردگار اپنے کے پھیرے جاؤگے تم واسطے حساب اور جزاے اعمال کے حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ فرمایا آنجناب رسول خدا صلعم نے
کہ شب معراج جس وقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو ایک فرشتہ کو میں نے دیکھا کہ ایک تختی اسکے ہاتھ میں ہے اور داہنے اور بائیں کی جانب نظر نہیں کرتا ہے
اور اس تختی کی جانب متوجہ ہو کر دیکھتا ہے مثل غمگین کے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ یہ ملک الموت ہے اور روحوں کے قبض کرنے میں مشغول
ہے میں نے کہا کہ مجھکو اسکے پاس لے چل تاکہ میں اس سے کچھ باتیں کروں مجھکو اسکے پاس لیگیا میں نے اس سے کہا کہ اے ملک الموت کیا سب کی روحیں
تو ہی قبض کرتا ہے کہا کہ ہاں پھر میں نے پوچھا کہ کیا سب کے پاس تو ہی خود جاتا ہے کہا کہ ہاں اور کہا کہ دنیا میرے نزدیک ایک ٹکڑا درہم کے برابر ہے کہ
آدمی کی ہتھیلی میں ہووے اور جس طرح چاہتا ہے اسکو الٹ پلٹ کرتا ہے خدا تعالیٰ نے دنیا کو میرے واسطے مسخر کر دیا ہے اور مجھکو قادر کر دیا ہے اور ہر روز ہر گھر میں دنیا کے
پانچ مرتبہ میں جاتا ہوں اور جس وقت اس گھر والے اپنے مردہ پر روتے ہیں میں کہتا ہوں کہ مت گریہ کرو کہ میں اس گھر میں کئی مرتبہ آؤنگا
یہاں تک کہ تم میں سے کوئی زندہ اور باقی نہ رہے اور بعضی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ ملک الموت کے مددگار بہت ہیں جسکو وہ حکم کرتا ہے روح قبض
کرنیکا وہ فرشتہ جاتا ہے اور ملک الموت خود بزرگوں کی روح قبض کرنیکو جاتا ہے اور ایک روایت میں تفصیل اس طرح لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس
شب معراج مجھکو آسمان پر لیگئے تو سب فرشتے مجھکو دیکھکر ہنسے اور خوش ہوئے مگر ایک فرشتہ کہ وہ نہایت ہیبتناک تھا وہ نہ ہنسا اور ایک
تختی اسکے ہاتھ میں تھی اسمیں نگاہ کرتا تھا میں نے اسکو سلام کیا اسنے مجھکو جواب دیا اور مجھکو دیکھکر اسنے تبسم نکیا میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون فرشتہ ہے
کہا کہ یہ ملک الموت ہے جب کہ خدا نے اسکو پیدا کیا ہے ہرگز ہنسا نہیں خندان نہیں ہوا میں اسکے پاس گیا اور کہا کہ اے ملک الموت ایک ساعت میں
تمام جہان میں تو کس طرح جاتا ہے کہا کہ یہ جہان میری آنکھ کے سامنے مثل ایک تھال کے ہے کہ کسی کے آگے رکھا ہو کہ ہاتھ اسکا جسجگہ وہ چاہے
پہنچتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ تختی کیسی ہے اور اسمیں کیا ہے کہا کہ اس تختی میں تمام ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو ہر سال میں مرینگے اور میں اسمیں دیکھتا ہوں اسواسطے کہ جسکی اجل کا وقت پہنچا
اسکی جان کو قبض کروں اور ایک روایت میں ابن عباس سے ہے کہ ایک قدم ملک الموت کا مشرق سے مغرب تک پہنچتا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ تمام

امراض اور درد موت کے قاصد ہیں اور جسوقت اجل بندہ کی آتی ہی تو ملک الموت حاضر ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بہت خبر کے بعد خبر آئی اور
قاصد کے بعد قاصد آئی اور میں وہ خبر ہوں کہ بعد میرے کوئی خبر نہوگی اور میں وہ قاصد ہوں کہ بعد میرے کوئی قاصد نہوگا حکم پروردگار کا قبول کر
خواہ رغبت سے خواہ ناخوشی سے اور جسوقت اسکی روح کو قبض کرتا ہی اور اسکے خویش اقارب فریاد و فغاں کرتے ہیں تو کہتا ہی کہ کس پر فریاد
کرتے ہو قسم ہی خدا کی کہ میں نے اسپر ظلم نہیں کیا ہی اور اجل سے پہلے اسکی جان نہیں قبض کی ہی بلکہ اسکے خدا نے اسکو بلایا اور اسنے قبول
کیا ہی پس چاہیے کہ تم اپنی جانوں پر گریہ اور فغاں کرو نہ اسپر کہ مجھکو تمہارے پاس کئی پھیرے کرنے ہیں یہاں تک کہ کسیکو نہ چھوڑوں اور باقی نہ
چھوڑوں اور بعد اسکے خدا تعالیٰ مشرکوں کے حال سے خبر دیتا ہی کہ ولو تری اور اگر دیکھے تو ای دیکھنے والے اذ المجرمون
جسوقت گنہگار کفر کرنیوالے ناکسوا رؤسہم گرے ہوئے ڈالنے والے ہونگے سرون اپنوں کو بروز قیامت نہایت ندامت اور شرمندگی سے
عند ربہم نزدیک پروردگار اپنے کے جسجگہ کہ حساب کا ہوتا ہوگا اور جزا کی محذوف ہے یعنی اور اگر دیکھے تو جسوقت کہ گنہگار
نیچے ڈالنے والے سرون اپنوں کو ہونگے نزدیک پروردگار اپنے کے تو اس حالت کو دیکھکر نہایت عبرت پکڑے تو اوس وقت کہینگے وہ گنہگار کہ
ربنا ای پروردگار ہمارے ابصرنا دیکھا ہمنے جو کچھ کہ تونے وعدہ کیا تھا وسمعنا اور سنا ہمنے تجھ سے تصدیق کو تیری
پیغمبروں کی یا ہول قیامت اور آواز صور کو سنا ہمنے فارجعنا نعمل صالحا پس پھیر دے تو ہمکو دنیا میں کہ کام کریں ہم نیک
اور اعمال خیر بجالائیں انا موقنون تحقیق کہ ہم یقین کرنیوالے ہیں قیامت کا اور اعمال کی جزا ملنے کا کہ ہمنے اپنی آنکھوں
سے دیکھ لیا ہے اور اب ہمکو اسمیں کچھ شک باقی نہیں ہے اور جسوقت مشرکین یہ بات کہینگے تو خدا ایسا فرمایگا کہ ولو شئنا اور اگر
چاہتے ہم لآتینا البتہ دیتے ہم دنیا میں کل نفس ھداھا ہر نفس کو رہنمائی اسکی یعنی اگر ہم چاہتے تو انکو جبر
کرکے ایمان اور عمل نیک پر لاتے اور ایسا کوئی چیز دیتے کہ جسکے وسیلہ سے سب ایمان کو اختیار کرتے لیکن یہ امر مخالف تکلیف کے ہے اور تکلیف
یہ ہی کہ آدمی اپنے اختیار سے ایمان لائے تاکہ مستحق ثواب اور ربح کا ہو اس سبب سے ایمان لانے میں ہمنے انکو مجبور نہیں کیا بلکہ ایمان اور کفر کو ظاہر
کردیا اور راہ حق اور باطل کو بیان کردیا اور ایمان اور کفر انکے اختیار میں کردیا جسکو چاہیں اختیار کریں لیکن انہوں نے ارادہ کفر کو
اختیار کیا اور ہدایت کو ترک کیا اور اسکے سبب سے مستحق عذاب کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہی کہ ولکن حق القول منی اور لیکن ثابت
ہوئی ہے یہ بات مجھ سے کہ لاملئن جہنم البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو من الجنۃ والناس جنوں اور آدمیوں سے
کفر کرنیوالوں سے اجمعین سب سے اور کہا جائیگا بروز قیامت کہ تم جو ایمان نلائے کافر رہے باوجود دیکھنے معجزوں اور دلیلوں ایمان کے
فذوقوا پس چکھو تم عذاب دوزخ کا بما نسیتم بسبب اسکے کہ فراموش کیا تمنے یعنی ترک کیا تمنے مثل فراموش کرنیوالوں کے
بدرستی جاننا تمنے لقاء یومکم ھذا ملنے اس دن اپنے کو بسبب ترک کرنے ایمان کے اختیار اپنے سے انا نسینٰکم تحقیق
ہم بھول گئے تمکو تو اب سے یعنی ترک کیا ہمنے تمکو عذاب و آتش میں پھر ہرگز ہم تمکو یاد نکرینگے تمہارے معاملہ کو بھول جانیوالوں کا سا کیا ہی کہ
جیسے کوئی کسیکو بھول جاتا ہی اور پھر یاد نہ کرے ایسے ہی ہم تمہاری کبھی خبر نلینگے اور تمکو دوزخ سے نہ نکالینگے وذوقوا اور چکھو تم
عذاب الخلد عذاب ہمیشہ کو بما کنتم تعملون بسبب اسکے کہ تھے تم عمل کرتے کفر اور گناہ کے
منقول ہی کہ بروز قیامت بندونکو مقام حساب پر کھینچیں اور بعد حساب کرنیکے اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کریں تو فرشتے اٹھیں اور
انکی شفاعت کریں حقتعالیٰ بعضے آدمیوں کو دوزخ کی راہ سے پھیرے اور باز رکھے اور بعضے پیغمبروں کی سفارش سے خلاصی پائیں اور بعضے شہدا
اور مومنین صالحین کی شفاعت سے رہائی پائیں اور بعد اسکے رحمت الٰہی جلوہ شعب میں ہنگام آئے اور کہے کہ ای خدا مجھکو بھی شفاعت کرنی
پہنچ سکتی ہی حقتعالیٰ فرمائیگا کہ شفاعت کر تو ہر مومن اور ہر شخص حق ہی کہ مجھکو وہ یاد کرتے تھے اور یا مجھسے ڈرتے تھے پس وہ شخص خوش ہی کہ وہ شخص

خدا پر واہ کرے اسکی حال سے بسبب کفر اور بسبب شرک کے اور یہ وقت فرمائیگا کہ دروازے دوزخ کے بند کرو پس کوئی آرام اور راحت انکو نہ پہنچے
اور غم اور رنج وہاں سے باہر نہ نکلنے پائے اور فرشتے انکو کہینگے کہ فذوقوا بما نسیتم تا آخر اور بعد ذکر کفار کے اب مومنین کا ذکر کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ انما یؤمن سوا اسکے نہیں کہ ایمان لاتے ہیں وہ بآیاتنا ساتھ نشانیوں ہماری کے الذین
اذا ذکروا وہ لوگ کہ جب وقت نصیحت کیجائیں وہ بہا ساتھ ان آیتوں کے تو خروا گر پڑتے ہیں وہ سجدا سجدہ
کرنیوالے ہیں خوف خدا سے یعنی سجدے میں گر پڑتے ہیں وسبحوا اور تسبیح کرتے ہیں اور پاکی سے یاد کرتے ہیں پروردگار اپنے کو اور ایسی
تسبیح کرتے ہیں کہ وہ نزدیک کیگئی ہے بحمد ربهم ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے کہ جو صفات کہ خدا کے لائق ہیں ان صفات سے اسکی
تعریف کرتے ہیں اور جو صفات کہ اسکے لائق نہیں ہیں انسے اسکو پاک کرتے ہیں اور بامید رضامندی خدا اور ثواب آخرت کے عبادت کرتے ہیں
وهم لا یستکبرون اور وہ تکبر اور سرکشی نہیں کرتے ہیں ایمان سے اور طاعت سے اور اپنے دل کی رغبت سے خدا کی عبادت میں
مشغول ہوتے ہیں یہ سجدہ ان آیتوں میں واجب ہے جسوقت کہ کوئی اس آیت کو پڑھے واجب ہے کہ بعد اس آیت کے سجدہ کرے اور سننے والے پر بھی
سجدہ کرنا واجب ہے اور سجدہ کا حال واقع ہوا ہے تتجافی جنوبهم دور رہتے ہیں پہلو انکے عن المضاجع خوابگاہ سے یعنی رات کو خدا کی عبادت میں
مشغول ہوتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور یدعون ربهم پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو خوفا واسطے خوف عذاب کے وطمعا
اور واسطے طمع اور امید رحمت خدا کے اور خوفا اور طمعا دونوں مفعول لہ واقع ہوئے ہیں ومما رزقناهم ینفقون اور جو چیز
کہ روزی دی ہے ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں کار خیر میں اور راہ خدا میں کہ شب کو وہ ہماری درگاہ میں عاجزی اور گدائی کرتے ہیں اور ہماری
راہ میں عاجزوں اور گداؤں کی خبر لیتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے اور انکے تابعداروں
اور شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ اول شب کے تو وہ سوتے ہیں اور جبکہ دو تہائی رات یا زیادہ یا کم اس سے گذر لیتی ہے تو گھبرا کر اپنے خوف
اور اسکی عبادت کی رغبت اور جو کچھ کہ خدا پاس ہے اسکی طمع میں اپنے بستر سے اٹھتے ہیں پس ذکر کیا خدا نے انکا اپنی کتاب میں اور خبر دی انکو اسنے جو کچھ
کہ عطا کیا ہے انکو کہ ساکن کیا ہے انکو اپنے ہمسایہ میں اور داخل کیا انکو بہشت میں اور امن دی ہے انکو خوف انکے سے اور لیگیا ہے وحشت انکی کو اور حضرت
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ خبردار ہو کہ خبر دوں میں تمکو ابواب خیر کی کسی نے کہا کہ ہاں یا رسول خدا فرمایا کہ روزہ رکھنا سپر ہے آتش جہنم سے اور صدقہ
دور کرتا ہے خطا کو اور مٹاتا ہے گناہوں کو اور طلب کرتا ہے ذات خدا کو یعنی اسکی رضامندی کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس
آیت سے ان لوگوں سے ہے کہ شب کو سوتے نہیں ہیں جب تک کہ نماز عشا کو ادا کر لیں اور وصیت نامہ جو حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے علی ابن بابویہ قمی کو لکھا
اسمیں لکھا ہے کہ تجھکو چاہئے کہ نماز شب پڑھتا رہ پس تحقیق کہ وصیت کی تھی رسول خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کو کہ لازم ہے تجھکو پڑھنا نماز شب کا اور جو
کوئی شخص چھوڑ دے نماز شب کو وہ ہم میں نہیں ہے اور اویس قرنی سے منقول ہے کہ بعض شب کو کہتے تھے وہ کہ ہذہ لیلۃ الرکوع یہ رات رکوع کی ہے اور ایک
رکوع میں ساری رات بسر کرتے تھے اور دوسری شب کو کہتے تھے کہ ہذہ لیلۃ السجود اور تمام رات ایک سجدہ میں آخر کرتے تھے کسی نے کہا کہ اے اویس تمام
شب ایک حالت میں گذارتا ہے فرمایا کہ کہاں ہے شب ازل سے ابد تک ایک شب ہوتی تاکہ ایک سجدہ میں آخر کرتا میں اور سجدہ میں نالہ
بسیار اور گریہ بیشمار کرتا میں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ روز قیامت اولین اور آخرین کو جمع کریں اور ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا ایسا کہ سب
سنیں اور آواز کریگا کہ اے اہل محشر جلدی جانوگے کہ آج کے دن کون اولی ہے کرم اور احسان کے واسطے اور پھر آواز کریگا کہ کہاں ہیں وہ جماعت کہ
جنہوں نے پہلو اپنے شب کو خوابگاہ سے دور رکھتے ہیں واسطے عبادت خدا کے پس ایک جماعت اٹھیگی اور وہ تھوڑے آدمی ہونگے اور پھر آواز کریگا کہ کہاں ہیں
وہ لوگ کہ انکو منع نہیں کیا ہے انکی تجارت اور سوداگری نے ذکر خدا سے پس ایک جماعت اٹھیگی اور وہ بھی نہایت تھوڑی ہوں پھر آواز کریگا کہ کہاں ہے وہ
جماعت کہ جو تعریف خدا کی کرتے تھے ظاہر اور پوشیدہ ایک جماعت اٹھیگی کہ وہ بھی تھوڑی ہوگی پس کہیگا خدا سب کو کہ بہشت میں جاؤ اور بعد اسکے حساب

خلقت کا شروع ہوا اور فرماتا ہے خدا ایسے لوگوں کے حق میں کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ پس نہیں جانتا ہے کوئی نفس فرشتہ مقرب اور نہ پیغمبر مرسل کہ مَّا
أُخْفِيَ لَهُمْ جو کچھ پوشیدہ رکھا گیا ہے واسطے ان شب کے اٹھنے والوں اور راہ خدا میں خرچ کرنیوالوں کے مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ روشنی
چشم ہو کہ جسکے دیکھنے سے آنکھیں روشن اور خنک ہوویں اور اخفی کو حمزہ اور یعقوب نے بسکون یا پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح یا اور ابن مسعود سے
روایت ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے تیار کیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ اپنا پہلو بستر سے اٹھاتے ہیں اور انکی نماز خدا کے آگے کھڑے ہوکر کہ کسی آنکھ نے نہیں
دیکھا ہے انکو اور کسی کان نے نہیں سنا ہے انکو اور دل میں کسی آدمی کے نہیں گذرا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ ہم نے انکے واسطے تیار کیا ہے جَزَاءً
بدلا دیکر بِمَا كَانُوا ساتھ اسکے کہ تھے وہ خلوص نیت سے يَعْمَلُونَ عمل کرتے حضرت صادق علیہ السلام سے ایک حدیث
کے فقرات میں منقول ہے کہ نہیں ہے کوئی عمل نیک کہ بندہ کرتا ہے مگر کہ واسطے اسکی ثواب کے قرآن میں لکھا ہوا ہے مگر نماز شب کہ خدا تعالیٰ نے اسکی
ثواب کو بیان نہیں کیا ہے واسطے بزرگی کے اسکی شان کے نزدیک اسکے پس فرمایا کہ تتجافی جنوبہم سے یعملون تک اور بعد چند فقرہ کے اس حدیث میں
مذکور ہے کہ راوی نے کہا کہ قربان ہوں میں تیرے فرزند رسول صلعم میں چاہتا ہوں ایک امر کو تجھ سے پوچھوں لیکن مجھکو شرم آتی ہے فرمایا کہ پوچھ تو
نے پوچھا کہ کیا بہشت میں راگ بھی ہے فرمایا کہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ بلند ہوا اور انکو حکم کریگا وہ اس درخت پر چلیگی اس درخت
میں سے ایسی آواز نکلیگی کہ خلقت نے کبھی ایسی خوش آواز نہیں سنی ہوگی اور فرمایا کہ یہ عوض اس شخص کی ہے کہ جسنے ترک کیا ہے دنیا میں سننا راگ کا
خدا کے خوف سے پھر راوی نے کہا قربان ہوں میں تیرے کچھ اور زیادہ بیان فرمائیے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بہشت کو بنایا ہے اور
نہیں دیکھا ہے اسکو کسی آنکھ نے اور نہیں مطلع ہوا اسپر کوئی مخلوقات میں سے کھولتا ہے اسکو خدا ہر صبح کو اور فرماتا ہے اس بہشت کو کہ زیادہ کر تو
اپنی خوشبو کو اور یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ تیار کیا ہے میں نے
واسطے نیک بندوں اپنے کے وہ چیز کہ نہیں دیکھا ہے اسکو کسی آنکھ نے اور نہ سنا ہے اسکو کسی کان نے اور نہ دل میں کسی کے گذرا ہے نہیں مطلع کیا ہے میں نے اسکو اور پر
اگر چاہو تم پڑھو کہ قرآن میں موجود ہے فلا تعلم نفس آیہ اور شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ولید بن عقبہ بن معیط کہ برادر مادری
عثمان کا تھا امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے مقام فخر میں کہنے لگا کہ تیری تلوار کند ہے اور میری جوانی کی قوت تجھ سے زیادہ ہے اور
زبان آوری میری تجھ سے بہتر ہے اور سنان میری تیری سنان سے بہت تیز ہے اور لشکر میں زیادہ ثابت قدم ہوں میں تجھ سے امیر المؤمنین نے اسکے
جواب میں فرمایا خاموش ہو اے بدکار فاسق تجھکو کہاں طاقت کہ میرے مقابلہ میں فخر اپنا بیان کرے اور مجھ سے تو گفتگو کرے پس اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت نازل کی کہ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا کیا پس جو شخص کہ ہو مومن یعنی ایمان لایا ہو خدا اور پیغمبر پر یعنی علی بن ابی طالب كَمَنْ كَانَ
فَاسِقًا مانند اس شخص کے ہے کہ ہو وہ فاسق بدکار باہر ہوا ہو احکام خدا سے یعنی ولید بن عقبہ لَا يَسْتَوُونَ نہیں برابر ہیں شرف اور
رتبہ میں اور اس ولید کے حال میں لکھا ہے کہ عثمان نے اپنی خلافت میں ولید کو کوفہ کا حاکم کیا تھا شب کو اسنے شراب نوش کی صبح کو مسجد
میں آیا اور امام بنکر لوگوں کو نماز جماعت پڑھائی اور نماز صبح کی چار رکعت حالت مستی میں پڑھائی اور نماز میں لوگوں کی طرف منہ کرکے
کہا کہ چار رکعت پڑھی اگر کہو تو زیادہ کردوں کہ اسوقت میں خوشی میں ہوں لوگ سمجھ گئے کہ یہ مست ہے اور حالت نشہ میں کہتا ہے اور
عثمان کو اطلاع دی ایک خط انکے حال کا لکھا عثمان نے آدمی بھیجکر اسکو بلایا اور بعضے آدمی کوفہ کے بھی انکے ہمراہ آئے اور انہوں نے گواہی
دی کہ اسنے شراب نوش کی تھی اور حالت مستی میں دو رکعت کی چار رکعت پڑھی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ کردوں عثمان نے
امیر المؤمنین سے مشورہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو اسی کوڑے مارنے چاہئیں اور یہی سبب تھا کہ ولید نے زمانہ خلافت امیر المؤمنین علیہ السلام
میں بیعت نہ کی تھی غرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہیں اسواسطے کہ مقام مومن کا بہشت ہے اور جگہ فاسق کی دوزخ
ہے چنانچہ اسکی تفصیل میں فرماتا ہے کہ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک **فلھم جنت الماوی** پس واسطے انکے ہیں بہشتیں رہنے کی کہ حقیقت میں جگہ رہنے کی وہی ہیں اسواسطے
وہی ہیں سو اسلئے کہ دنیا تو وہ مقام ہی کہ مجبور اور ناچار وہاں سے کوچ کرنا ہوگا بخلاف آخرت کے کہ ہمیشہ رہنے کی جگہ وہی ہی اور کہتے ہیں کہ جنت الماوی
وہ بہشت ہے کہ جو عرش کے جانب راست ہے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ نام اسکا ماوی ہو اسلئے ہے کہ ارواح شہدا اور صالحین کی اسمیں جگہ پکڑیگی
اور حق تعالی بروز قیامت مومن خالص عقیدہ کو وہ بہشت عطا کریگا اور وہ بہشت **نزلا** ضیافت میں ملیگا اور نزلا حال واقع
ہوا ہے یعنی وہ بہشت کہ جسکا نام جنت الماوی ہی وہ پیشکش ہوگا اور ضیافت میں ملیگا مومنین خالص اعتقاد اور نیک اعمال کو **بما کانوا**
یعملون بسبب اسکے کہ تھے وہ عمل کرتے کہ جسکے سبب سے مستحق اس بخشش کے ہوے **واما الذین فسقوا** اور لیکن جو لوگ کہ باہر
ہوے طریق حق سے **فماوٰہم النار** پس جگہ رہنے کی انکی آتش دوزخ ہی **کلما ارادوا** جسوقت ارادہ کرینگے **ان یخرجوا**
منہا یہ کہ نکلیں اس آتش دوزخ سے عذاب کی شدت کی جہت سے **اعیدوا فیہا** تو پھیر دئے جاوینگے دوزخ میں انکو اور دوزخ میں
پہنچینگے اور منقول ہے کہ جسوقت آگ جوش کریگی انکو اوپر کو پھینکیگی تو وہ دوزخ کے دروازے کے نزدیک پہنچ جاوینگے اور ارادہ باہر آنیکا کرینگے
فرشتے دوزخ کے انکو آگ کے گرز سے مار کر دوزخ کے تحت میں انکو پہنچا دینگے **وقیل لہم** اور کہا جاویگا واسطے انکے یعنی ملائکہ ازروے اہانت انکو
کہینگے کہ **ذوقوا عذاب النار** چکھو تم عذاب آگ کا **الذی کنتم بہ تکذبون** وہ عذاب کہ تھے تم ساتھ اسکے تکذیب کرتے
اور کہتے تھے عذاب نہوگا اور ہمیشہ اسکو جھٹلاتے تھے **ولنذیقنہم** اور البتہ چکھاوینگے ہم ان کافروں کو **من العذاب الادنی**
عذاب نزدیک سے کہ وہ دنیا میں قتل ہونا اور اسیر ہونا یا جسمانی عذاب جیسا ہی یا عذاب قبر ہے **دون العذاب الاکبر** سواے
عذاب بڑے کے کہ وہ عذاب آخرت ہے **لعلہم یرجعون** تاکہ وہ رجوع کریں اور پھریں کفر سے طرف طریق حق کے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہی کہ مراد عذاب ادنی سے خروج امام مہدی آل محمد ہی کہ کفار پر خروج کریگا اور سبکو تباہ اور قتل کریگا اور حضرت صادق علیہ السلام
فرمایا ہی کہ عذاب ادنی سے مراد عذاب قبر ہی اور حق تعالی نے لکھا ہی کہ وہ عذاب جسکا شاید کہ وہ رجوع کریں دنیا میں اسلئے حقیقت عذاب اور یرجعون کا
لفظ اسپر دلالت کرتا ہے اور کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ وہ مصائب ہیں دنیا میں اور یا قتل ہونا ہی بروز جنگ بدر اور یا مبتلا ہونا کسی قحط کے ساتھ سات
برس قحط میں مبتلا رہے یہانتک کہ مردار اور کتا انہوں نے کھایا اور یا عذاب قبر ہی **ومن اظلم** اور کون ستمگار زیادہ ہے **ممن ذکر**
بایت ربہ اس شخص سے کہ نصیحت کیا جاوے ساتھ نشانیوں قدرت پروردگار اپنے کے یا ساتھ آیتوں قرآن کے **ثم اعرض عنہا** پھر
منہ پھیر لیوے انسے اور تامل انمیں نکرے **انا من المجرمین** تحقیق ہم گنہگاروں سے **منتقمون** بدلا لینے والے ہیں کہ انکو
عذاب کرینگے اور جو شخص کہ زیادہ ظالم ہی اسکا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے کہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوگا اور جسوقت کہ کفار قریش نے باوجود دیکھنے
معجزوں روشن کے پیغمبر حق کو جھٹلایا تو حضرت کو بہت غم ہوا خدا تعالی نے واسطے تسلی سید عالم کے قصہ حضرت موسی کا بیان کیا چنانچہ فرماتا ہی
ولقد اتینا موسی الکتب اور البتہ تحقیق دی ہمنے موسی کو کتاب کہ وہ توریت ہے جیسے کہ ہمنے تجھکو قرآن دیا ہی **فلا تکن**
فی مریۃ پس نہو تو بیچ شک کے **من لقائہ** ملاقات اس قرآن کی ہی اور یا ملاقات کرنی موسی کے سے توریت کو نزدیک خدا کے سے
اور کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پس نہو تو بیچ شک کے ملاقات کرنی اس موسی علیہ السلام کہ بیشک تو اسے دنیا میں ملاقات کریگا اور یہی ہوا کہ
شب معراج رسول خدا صلعم نے حضرت موسی سے ملاقات کی چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جسوقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو میں نے موسی کو دیکھا کہ وہ گندم گوں
اور دراز قد تھا **وجعلنہ** اور کیا ہمنے اس موسی کو یا کتاب کو واسطے اسکے **ہدی لبنی اسرائیل** راہ راست دکھلانیوالا واسطے
بنی اسرائیل کے **وجعلنا منہم** اور کئے ہمنے بیچ انکے **ائمۃ یہدون** امام اور پیشوا کہ ہدایت کرتے تھے وہ لوگوں کو طریق
احکام سے **بامرنا** ساتھ حکم ہمارے کے **لما صبروا** جسوقت صبر کیا انہوں نے اور حمزہ اور کسائی نے لما کو لام کے کسرہ سے اور میم کی تخفیف

پڑھا ہے یعنی واسطے اسکے صبر کیا ہے انہوں نے ایمان پر یا قوم کی سختیوں پر یا خدا کی طاعت اختیار کرنے پر یا گناہوں پر صبر کرنے پر وَكَانُوا
بِآيَاتِنَا اور تھے وہ ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے يُوقِنُونَ یقین کرتے اور یہ اشارہ ہے اسطرف کہ اے محمد صلعم تیری امت میں
بھی ہم امام کرینگے یعنی جیسے کہ ہمنے موسیٰ کو کتاب دی ہے ایسے ہی تجھکو دی ہے ہدایت کرنیوالی خلق کے اور جیسے کہ اسکی امت میں امام تھے
ہدایت کرنے والے ایسے ہی تیری امت میں امام مقرر کرینگے کہ وہ ہدایت کریں لوگوں کو طرف حق کے اور موسیٰ کی امت میں بارہ نقیب تھے ایسے ہی تیری امت
میں بھی بارہ ہونگے اور مثل انکے یہ بھی صبر کرینگے اوپر ایذاؤں کے اور طاعت خدا پر اور لوگوں کو ہدایت کرینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ امام کتاب خدا میں دو طرح کے ہیں ایک تو ان وہ ہیں کہ خدا نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا یعنی ہدایت کرینگے وہ
ساتھ حکم ہمارے کے اور نہ ساتھ حکم آدمیوں کے اور مقدم رکھینگے حکم خدا کو لوگوں کے حکم پر إِنَّ رَبَّكَ تحقیق کہ پروردگار تیرا هُوَ يَفْصِلُ
بَيْنَهُمْ وہ حکم اور فیصلہ کریگا درمیان ان آدمیوں کے يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے فِيمَا كَانُوا فِيهِ بیچ اس چیز کے کہ تھے وہ بیچ
اسکے يَخْتَلِفُونَ اختلاف کرتے امر دین میں کہ اہل حق کو اہل باطل سے جدا کریگا اور ہر ایک کو موافق انکے فعل کے جزا دیگا
أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا نہیں ہدایت کی ہے واسطے ان اہل مکہ کے اس امر نے کہ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ کتنے ہلاک کئے ہیں
ہمنے پہلے انکے مِنَ الْقُرُونِ قرنوں سے مثل قوم ثمود اور عاد کے کہ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ چلتے ہیں وہ کہ اہل مکہ ہیں بیچ مکانوں
انکے جسوقت کہ سفر واسطے تجارت کا کرتے ہیں اور انکے مکانوں کے آثار اور علامت کو دیکھتے ہیں اور فاعل لم یہد کا کم اہلکنا ہے یعنی لم یہد لہم اہلاکہم
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس ہلاک کرنے پہلی قرنوں کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں نصیحت اور عبرت کے ہیں واسطے دیکھنے والوں کے
أَفَلَا يَسْمَعُونَ کیا پس نہیں سنتے ہیں وہ ان باتوں کو دل سے اور فہم کے کانوں سے تاکہ نصیحت پکڑیں أَوَلَمْ يَرَوْا کیا
نہیں دیکھا ان کفار مکہ نے کہ أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ تحقیق کہ ہم چلاتے ہیں پانی کو یعنی بھیجتے ہیں ابر رحمت کو إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ
طرف زمین گیاہ سے خالی کے فَنُخْرِجُ بِهِ پس نکالتے ہیں ہم ساتھ اسکے یعنی ساتھ آب باران کے زَرْعًا زراعت کو اور بعضے کہتے ہیں کہ جرز نام
ایک جگہ کا ہے ولایت یمن میں کہ پانی ندی کا وہاں نہیں پہنچ سکتا ہے خدا اسکا آبیاری باران سے زمین خشک میں پہنچاتا ہے اور اس سے زراعت
اور درخت اور گھانس پیدا ہوتے ہیں تَأْكُلُ مِنْهُ کھاتے ہیں اس زراعت سے أَنْعَامُهُمْ چوپائے انکے یعنی بھوسا زراعت کا
اور پتے درختوں کے اور گھانس کو چوپائے کھاتے ہیں وَأَنْفُسُهُمْ اور نفس انکے کھاتے ہیں غلہ اس زراعت کا اور میوہ درختوں کا أَفَلَا
يُبْصِرُونَ کیا پس نہیں دیکھتے ہیں وہ تاکہ رہنمائی پائیں اس سے اور راہ لیجائیں طرف کمال قدرت خدا کے اور جانیں کہ جو کوئی کہ قادر ہے
زراعت کے اگانے پر زمین خشک میں سو وہ قادر ہے زندہ کرنے پر مردوں کے بھی بعد مرنے کے وَيَقُولُونَ اور کہتے ہیں وہ کفار مکہ کہ
مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ قریب ہے یہ فتح کہ مومنین کہتے ہیں ہمکو کہ مشرکوں پر فتح ہوگی یہ وعدہ کب ہوگا جلد ہمکو وہ فتح دکھلاؤ إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ اگر ہو تم راست گو اپنے وعدہ میں کہتے ہیں کہ مراد اس سے فتح مکہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عذاب ہے روز بدر کا اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عذاب روز قیامت کا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم انکے جواب میں يَوْمَ الْفَتْحِ دن فتح کا خواہ فتح مکہ ہو خواہ
جنگ بدر کا لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا نفع نہ بخشیگا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے إِيمَانُهُمْ ایمان انکا اسواسطے کہ جسوقت وہ مقتول ہوئے
تو پھر انکو ایمان لانے سے کیا فائدہ ہوگا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ اور نہ وہ مہلت دئے جاوینگے کہ عذاب قتل کا توقف میں پڑے اور یا یہ کہ ایمان لانا روز قیامت
انکو فائدہ نہ بخشیگا کچھ بھی ہوگا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ پس منہ پھیر تو انسے اے محمد صلعم از روئے ہدایت کے اور ایک مدت معلوم تک انسے نہ جھگڑ وَانْتَظِرْ
اور منتظر رہ تو نصرت خدا کا إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ تحقیق کہ وہ انتظار کرنیوالے ہیں اپنی فتح کا لیکن غلبہ اور نصرت تیرے واسطے ہے سُورَةُ الْأَحْزَابِ
یہ سورۃ مدنی ہے اور اسمیں تہتر آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ احزاب کو بہت پڑھیگا قیامت کے روز وہ ہمسایہ میں محمد کے

اور آل اسکے اور ازواج اسکی کو ہوگا منقول ہے کہ ابی سفیان اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابی اعور اسلمی بعد معرکہ احد کے رسول خدا سے امان طلب
کرکے مکہ سے مدینہ میں آئے اور عبد اللہ بن سلول کہ سردار کفار کا تھا اسکے پاس جاکر ٹھیرے دوسرے روز عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح و طعمہ بن ابیرق
کہ منافقین میں سے تھے انکو ہمراہ اپنے لیکر رسول خدا کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے لات اور منات کو ساتھ چھوڑ دو اور یہ کہو کہ یہ بت قیامت کے دن
شفاعت کرینگے اور انکی عبادت فائدہ بخشتی ہے اور ہم بھی تجھکو چھوڑ دینگے تو اپنے خدا کی پرستش کر یہ بات سنکر حضرت کو بہت رنج ہوا اور رنگ
چہرۂ مبارک کا سرخ ہوگیا بسبب غصہ کے ابن ابی اور ابن قشیری اور ابن قیس نے کہا کہ یا رسول اللہ اشراف عرب کے سخن کو رد مت کر بعض صحابہ نے
کہا کہ یا رسول خدا ہمکو اجازت ہو کہ انکو قتل کریں فرمایا کہ میں نے انکو جان و مال کی امان دی ہے اور عہد کا توڑنا روا نہیں ہے لیکن انکو مدینہ سے باہر
نکالدو اور حکم فرمایا کہ نکل جاؤ تم اس شہر سے کہ تم پر خدا کی لعنت اور غضب ہے پس یہ آیت نازل ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایہا النبی اے پیغمبر خبر دینے والے یا بلند مرتبہ اتق اللہ ڈر تو خدا سے اور اسکے حکم پر ثابت رہ ولا تطع الکافرین اور نہ فرمانبرداری
کر تو کافروں کی مثل ابو سفیان اور عکرمہ وغیرہ کے والمنافقین اور نہ منافقوں کی کہ ظاہر میں ایمان لانے والے ہیں مثل ابن ابی اور ابن قیس وغیرہ کے
ان اللہ کان تحقیق کہ خدا ہے علیما جاننے والا اعمالوں کا حکیما حکم کرنیوالا موافق حکمت کے پس جو کچھ فرمایا ہے اسکی اتباع
کر اس میں مصلحت ہے واتبع اور پیروی کر تو ما یوحی اسچیز کی کہ وحی کیجاتی ہے الیک طرف تیری من ربک جانب
پروردگار تیرے سے ان اللہ کان تحقیق کہ خدا ہے بما تعملون ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم نیکی اور بدی خبیرا آگاہ اور جو
کچھ بہتر ہے صلاح ہے اسکا حکم کرتا ہے اور کفار کے ان کاموں کے سننے سے تجھکو منع کرتا ہے کہ جو چاہتے ہیں وتوکل علی اللہ اور
توکل کر تو اوپر خدا کے کہ سب امور اپنے اسکے سپرد کردے کہ جو کچھ بہتر حق میں تیرے ہوگا وہ موافق مصلحت کے ہوگا اور کسی کا اندیشہ مت کر وکفی باللہ
وکیلا اور کافی ہے خدا کارساز تیرا اور نگہبان جمیع امور کا اور ناصر اور مددگار تیرا کہ اعدا کو تیرے دفع کریگا اور کہتے ہیں کہ ابی معمر جمیل بن
اوس ایک مرد دانا اور سمجھدار تھا اور کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور ہر ایک دل سے محمد صلعم سے زیادہ سمجھتا ہوں اور عرب اسکو ذو القلبین یعنی صاحب دو
دل کہتے تھے جس وقت بدر کی لڑائی سے بھاگ کر مکہ کو جاتا تھا تو ایک جوتی تو اسکے پاؤں میں تھی اور دوسری جوتی اسکے ہاتھ میں ابو سفیان
اسکے پاس پہنچا اور قوم کا حال اس سے پوچھا کہا کہ کچھ تو قتل ہوگئے اور کچھ بھاگ گئے ابو سفیان نے کہا کہ تیری جوتیوں کا کیا حال ہے کہ
ایک جوتی پاؤں میں ہے اور ایک ہاتھ میں ہے اسنے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابو سفیان سچ کہتا ہے اور جب اپنے حال پر مطلع ہوا تو کہا کہ میں تو یہ جانتا
تھا کہ دونو جوتیاں میرے دونو پاؤں میں ہیں تب لوگونکو معلوم ہوا کہ اسکے دو دل نہیں ہیں اور جو دو دلوں کا دعویٰ کرتا ہے جھوٹا ہے اور خدا تعالی
نے بھی اسکو اس دعوے میں جھٹلایا اور یہ آیت نازل کی کہ ما جعل اللہ نہیں پیدا کئے ہیں خدا نے لرجل من قلبین واسطے
ایک مرد کے دو دل فی جوفہ بیچ پیٹ اسکے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ منافقین حضرت کو کہتے تھے کہ محمد کے دو دل ہیں ایک دل انکا ہمارے ساتھ
ہے اور دوسرا انکے اصحاب کیطرف پس حقتعالی نے فرمایا کہ دروغ کہتے ہیں ہمنے کسیکے دو دل نہیں پیدا کئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ کفار کہتے
تھے کہ محمد کے دو دل ہیں اسلئے کہ اسکے پاس علم کثیر ہے اور بہت امور انکو حفظ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے
ایک مرد کیواسطے دو دل پیدا نہیں کئے ہیں کہ ایک دل سے تو ایک شخص کو دوست رکھے اور دوسرے دل سے اسکے دشمنوں کو دوست رکھے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ فرمایا علی بن ابیطالب نے کہ نہیں جمع ہوتی دوستی ہماری اور دوستی ہمارے دشمنوں کی ایک آدمی کے سینہ میں کیونکہ
خدا نے نہیں پیدا کئے ہیں واسطے ایک مرد کے دو دل اسکے سینہ میں کہ ایک دل سے ہمکو دوست رکھے اور دوسرے دل سے ہمارے دشمنوں کو دوست
رکھے لیکن دوست ہمارا ایسا خالص کرتا ہے اپنے ہماری دوستی کو جیسے خالص کیا جاتا ہے سونا آگ سے کہ کچھ کدورت اسمیں نہیں رہتی پس جو کوئی
چاہے کہ جانے دوستی ہماری تو چاہیے کہ امتحان کرے اپنے دل کا پس اگر شریک ہووے ہماری دوستی میں دوستی دشمن ہمارے کی تو نہیں ہے ہم سے

اور ہم آپ سے کہتے ہیں کہ جو خدا کا دشمن ہو اور جبرئیل اور میکائیل کا تو خدا دشمن ہے کافروں کا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز میں جسکا دل
سوائے خدا کے کسی دوسری چیز کی طرف متعلق ہو تو وہ شخص قریب ہے اس چیز سے اور بعید ہے حقیقت پیغمبر کی سے کہ جسکا ارادہ کیا ہے اپنی نماز میں اور بعد
اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جیسے کہ ایک سینے میں دو دل نہیں ہو سکتے ایسے ہی ایک عورت ایک مرد کی ماں اور زوجہ نہیں ہو سکتی چنانچہ عرب
کا یہ گمان تھا کہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ تو مجھ پر مثل پشت ماں میری کے ہے تو وہ زوجہ مثل ماں کے ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ انکے
گمان کو رد کرتا ہے کہ وما جعل ازواجکم اللائی اور نہیں کیا ہے خدا نے جورووں تمہاری کو جنکو کہ تظاہرون منهن تم ظہار کرتے ہو ان سے
امہاتکم مائیں تمہاری سوا اسکے کہ مرتبہ زوجہ کا فاسد ہو سکتا ہے اور یہاں معدوم ہوتی ہے یہ دونوں ایک تن میں کیونکر جمع ہو سکتی
ہیں اور تفصیل اسکی سورہ مجادلہ میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اللائی کو نافع اور یعقوب نے اللاء پڑھا ہے بدون یا کے اور تظاہرون کو عاصم
نے بضم تا اور بتخفیف ظا سے پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے سوا عاصم کے بفتح تا اور بتخفیف ظا پڑھا ہے اور ابن عامر نے بفتح تا اور بتشدید ظا پڑھا ہے
اور باقیوں نے تظہرون بدون الف کے اور ظا اور ہا کے تشدید سے پڑھا ہے اور جیسے کہ ایک شخص کے پہلو میں دو دل نہیں ہو سکتے ایسے ہی یہ بھی نہیں
ہو سکتا کہ ایک شخص کسی کا بیٹا ہو اور دوسرے شخص کا بھی بیٹا ہو جائے چنانچہ فرماتا ہے کہ وما جعل اور نہیں کیا ہے خدا نے ادعیاءکم پالکوں
تمہارے کو ابناءکم بیٹے حقیقی تمہارے جو کہ اپنے نطفے سے ہوتا ہے وہ فرزند حقیقی اور اصلی ہوتا ہے اور جو کوئی اپنے نطفے سے نہیں ہوتا ہے اور لوگ اسکو یوں ہی
کہتے ہیں کہ یہ فرزند میرا ہے تو وہ فرزند عارضی ہوتا ہے ایک شخص میں دونوں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں اور اصل اس قصہ کی حضرت صادق علیہ السلام
سے اسطرح منقول ہے کہ جس وقت رسولخدا صلعم نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا ... تو انکے مال کی تجارت کے معاملات کیا کرتے تھے ایکمرتبہ بازار
عکاظ میں تشریف لیگئے وہاں زید بن حارثہ کو دیکھا کہ فروخت ہو رہا ہے اور حضرت نے اسکو دیکھا کہ عاقل اور فہیم ہے اسکو خرید لیا جبکہ حضرت
پیغمبر ہوئے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا اور غلام حضرت کا مشہور تھا جس وقت انکے باپ حارثہ کو خبر ہوئی تو وہ مکہ میں آیا اور وہ ایک مرد جلیل القدر تھا پہلے
حضرت ابوطالب کے پاس گیا اور کہا کہ میرا بیٹا قید ہو کر چلا گیا تھا اور میں نے سنا ہے کہ تمہارے بھتیجے کے پاس ہے تو اپنے بھتیجے سے کہو یا تو وہ اسکو فروخت
کرے یا آزاد کرے اور یا اسکا فدیہ لیوے اور یا اسکو آزاد کرے ابوطالب نے رسولخدا صلعم سے ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسکو آزاد کیا جہاں چاہے وہ چلا جاوے حارثہ
کھڑا ہوا اور اس نے زید کا ہاتھ پکڑا کہ اپنے ہمراہ لیجاوے اور زید سے کہا کہ اپنے شرف اور حسب میں چلکر لیجا زید نے کہا کہ میں تو رسولخدا صلعم کو ہرگز نہ چھوڑونگا حارثہ
نے کہا کہ تو چاہتا ہے اور نسب چھوڑ کر قریش کا غلام ہوتا ہے زید نے کہا کہ میں رسولخدا کو کبھی نہ چھوڑونگا جبتک کہ میں زندہ ہوں اسکا باپ غضبناک ہوا اور
کہا کہ اے گروہ قریش کی تم گواہ رہو کہ میں اس سے بیزار ہوں اور یہ میرا بیٹا نہیں ہے رسولخدا نے یہ سنکر فرمایا کہ تم سب گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے اور میں اسکا
وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہے اس روز سے زید بن محمد کہا جاتا تھا اور رسولخدا اسکو بہت دوست رکھتے تھے اور زید کا نام رکھا تھا جس وقت
رسولخدا نے طرف مدینہ کے ہجرت کی تو زینب بنت حجش سے کہ حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھی اسکا نکاح کیا ایکمرتبہ رسولخدا زید کے گھر کسی کام کیواسطے گئے تو اتفاق
زید تو گھر میں نہ تھا لیکن زینب جو اسکی جورو تھی حجرے میں بیٹھی ہوئی خوشبو پیستی تھی رسولخدا نے دروازہ کھولا تو حضرت کی نظر زینب پر جا پڑی اور وہ نہایت خوبصورت تھی اسوقت فرمایا کہ
سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین یعنی پاک ہے پیدا کرنیوالا نور کا اور بزرگ ہے خدا بہتر پیدا کرنے والا سب پیدا کرنیوالوں سے اور یہ کہکر حضرت
وہاں سے چلے آئے اور بعد اسکے زید اپنے گھر میں آیا زینب نے اسکو خبر کی کہ رسولخدا تشریف لائے تھے اور مجھکو دیکھکر فرمایا کہ سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ
احسن الخالقین زید نے یہ سنکر کہا کہ تو چاہتی ہے کہ میں تجھکو طلاق دیدوں بعد اسکے رسولخدا تجھسے نکاح کر لیں شاید حضرت کے دل میں تیری طرف کچھ اثر ہوا
زینب نے کہا کہ ایسا ہو کہ تو مجھکو طلاق دیوے اور پھر حضرت بھی مجھسے نکاح نکریں پس زید رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قربان ہوں آپ پر میرے ماں باپ یا
رسولخدا مجھکو زینب نے ایسی ایسی خبر دی ہے اگر آپکی مرضی ہو تو میں اسکو طلاق دیدوں بعد اسکے حضرت اس سے نکاح کر لیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں اپنی جورو کو رکھ
خدا سے ڈرو اور اپنی جورو کو نگاہ رکھ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے رسولخدا کو حکم دیا زینب سے نکاح کرنیکا بعد طلاق دینے زید کے اور ذکر اسکا اس سورہ میں

انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا اور جب حضرت نے بموجب حکم خدا زینب سے نکاح کیا تو منافقین نے حضرت پر طعن کیا کہ ہمکو کہتا ہے کہ زوجہ پسر کی حرام ہے اور خود بھی
پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا ان لوگوں کے گمان باطل کو خدا تعالیٰ نے رد کیا اور فرمایا کہ خدا نے پالک کو بیٹا نہیں کیا ہے اور بیٹا حقیقت میں وہ
ہے کہ اپنے نطفہ سے پیدا ہو ذٰلِکُمْ یعنی ایک شخص کے دو دل ہونے اور زوجہ کا ماں ہو جانا اور پالک کا بیٹا ہو جانا قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ قول
تمھارا ہے ساتھ مونہوں تمھارے کے یہ فقط تمھاری منہ کی بات ہے کہ جسکی کوئی حقیقت نہیں ہے زبان سے اپنے جو چاہو سو کہو وَاللّٰہُ یَقُوْلُ
الْحَقَّ اور خدا کہتا ہے حق و درست جو کہ مطابق واقع کے ہے وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ اور وہ دکھاتا ہے راہ راست کو اور
اُدْعُوْھُمْ پکارو تم ان فرزندوں کو اور نسبت دو انکو لِاٰبَآئِھِمْ واسطے باپوں انکے کے جنکے نطفہ سے پیدا ہوے ہیں ھُوَ اَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰہِ وہ پکارنا زیادہ راست ہے نزدیک خدا کے اور نہایت درست اور مطابق واقع ہے فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اگر نہ جانو تم اٰبَآءَھُمْ
باپوں انکے کو کہ وہ لڑکے کن کے فرزند ہیں فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ پس بھائی تمھارے ہیں بیچ دین کے وَمَوَالِیْکُمْ اور وہ دوست تمھارے
دین میں یعنی وہ برادر اور دوست تمھارے ہیں پس انکو پکارو کہ ائے بھائی یا ائے دوست میرے اور مولیٰ کلام عرب میں چچا کے بیٹے کے
واسطے بھی مشہور ہے وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اور نہیں ہے اوپر تمھارے گناہ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ بیچ اسکے کہ خطا کی ہے تم نے اور پیشتر قباحت کو
نہ جانتے تھے ممانعت سے پہلے اور زید کو ابن محمد کہتے تھے اور یا بعد وارد ہونے ممانعت کے بھول کر کہدیتے تھے وَلٰکِنْ اور لیکن گناہ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ
وہ چیز ہے کہ قصد کیا ہے دلوں تمھارے نے کہ عمداً کسیکو نسبت باپ کے غیر کیطرف کی ہے باوجود وارد ہونے ممانعت کے وَکَانَ اللّٰہُ اور
ہے خدا غَفُوْرًا بخشنے والا گناہ اس شخص کا کہ خطا کرے رَّحِیْمًا مہربان ہے اگر عمداً کہنے والا توبہ کرے کہ اسکے گناہ کو بخشدیوے اور پکارنا بیٹا کہکر
بیٹے پالک کیطرح اباحت نہیں ہے اور منقول ہے کہ جسوقت رسول خدا نے جنگ تبوک کے جانیکا ارادہ کیا تو مسلمانوں کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا بعضے اصحاب نے کہا کہ
ہم اپنے باپ اور ماں سے اجازت جانیکی حاصل کر لیں تب آیت نازل ہوئی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ پیغمبر زیادہ لائق اور سزاوار ہے
ساتھ مومنین کے مِنْ اَنْفُسِھِمْ نفسوں انکے سے جمیع امور میں دین اور دنیا کے امور کہ جو کچھ وہ فرماوے عین صلاح اور فلاح بندوں کی ہے
بخلاف نفس اپنے کے کہ حکم اسکا ایسا نہیں ہے پس واجب ہے سب مومنین پر کہ انکے نزدیک رسول خدا زیادہ دوست ہوں انکے نفسوں سے اور حکم حضرت
کا مقدم ہو غیر کے حکم پر اور حضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی مومن نہیں ہے مگر کہ میں اولیٰ ہوں انکے نفس سے دنیا اور آخرت میں اور فرمایا ہے حضرت نے کہ
کوئی تم میں سے مومن نہووے یہانتک کہ میں زیادہ دوست ہوں انکے نزدیک اسکے باپ اور ماں اور فرزند اور جمیع مومنین سے پس واجب ہے کہ حکم
رسول خدا کا سب آدمیوں کے حکم سے زیادہ لازم ہو وَاَزْوَاجُہٗٓ اور بیبیاں ان حضرت کی اُمَّھٰتُھُمْ مائیں ان مومنین کی ہیں تعظیم
اور حرام ہونیکی جہت سے کہ جیسے کہ اپنی ماں حرام ہے اور تعظیم انکی لازم ہے ایسے ہی رسول خدا صلعم کی بیبیاں ہیں جبتک کہ طاعت خدا میں باقی رہیں
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بیبیاں رسول خدا کی حرام ہوئیں مثل ماؤں تمھاری کے ہیں اور حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ
کیا معنی ہیں اس طلاق کے جو کہ رسول خدا نے امیر المومنین کو تفویض کی تھی فرمایا کہ حقتعالیٰ جلشانہ نے فرمایا کہ بیبیاں رسول خدا کی مومنین کی مائیں ہیں
حقتعالیٰ نے انکو خاص کیا اس شرافت میں کہ انکو مومنین کی ماں فرمایا اور رسول خدا نے امیر المومنین سے فرمایا کہ اے ابو الحسن یہ شرف میری بیبیوں کو واسطے باقی
ہے جبتک کہ وہ طاعت خدا میں ہیں اگر وہ نافرمانبرداری خدا کی کریں بعد میرے کہ تیرے اوپر خروج کریں پس طلاق دیکر تو انکو اور اس شرف سے انکو خارج کر
اور مومنین کی ماں ہونیکی شرافت سے انکو ساقط کر پس شرافت انکی دور ہو جاویگی اور جیسے کہ بیبیاں حضرت کی مومنین کی مائیں ہیں ایسے ہی
رسول خدا صلعم سب مومنین کے باپ ہیں چنانچہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کہتے ہیں کہ آیت کو اسطرح پڑھا ہے کہ
وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ اور قمی نے بھی لکھا ہے کہ وھو اب لھم نازل ہوا اور حضرت کو جو باپ کہتے ہیں وہ حضرت دین میں
اور دنیا میں باپ ہیں ہوا اسکے کہ پیغمبر باپ ہے اپنی امت کا اس جہت سے کہ حیات ابدی کے حاصل ہونیکی اصل ہی ہے کہ جسکے سبب صلاح اور

فلاح دنیا اور آخرت کی ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ دونوں باپ ہیں اس امت کے اس واسطے کہ اس مقصود میں دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ علیؑ بعد
نبی کے ہیں اور جسوقت کہ رسولخدا باپ امت کے ہوئے اور انکی بیبیاں مائیں ہیں اسی طرح سب مومنین آپس میں بھائی ہوئے اور اسلئے خدا نے فرمایا ہے کہ
انما المومنین اخوۃ اور جسوقت کہ رسولخدا باپ ہوئے اس امت کے تو بعد انکے علیؑ باپ ہیں اس امت کے اس جہت سے کہ رسولخدا نے روز خم غدیر فرمایا تھا
کہ الست اولی بکم من انفسکم سب نے اسکا اقرار کیا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس علیؑ بھی اولی ہوئے سب سے انفس سے
اور طاعت انکی مثل طاعت رسول واجب ہوئی اور جسوقت کہ رسولخدا کیواسطے ولایت ہوئی مومنین کی تو ایسی ہی علیؑ کیواسطے بھی ہوئی اور
یہی جہت باپ ہونیکی اور جو شخص کہ علیؑ کی طاعت سے باہر ہوا وہ رسولخدا کی طاعت سے باہر ہوا جیسا کہ حدیث شریف کو اوپر لاچکے **وَاُولُوا الْاَرْحَامِ**
اور صاحبان قرابت یعنی رشتہ دار و یگانے **بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ** بعضا انکا سزاوار اور زیادہ ہے ساتھ بعض کے کہ وارث ہوتے ہیں
فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ بیچ کتاب خدا کے کہ وہ لوح محفوظ ہے یا جو کچھ کہ قرآن میں نازل کیا ہے انہیں یعنی بیچ حکم اسکے کہ جو لکھا ہوا ہے اسپر اسکے مقدمہ میں
اور سوائے ان قرابت والے زیادہ سزاوار ہیں میراث کے لینے میں **مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ** مومنین سے باعتبار ایمان لانے کے **وَالْمُهٰجِرِیْنَ** اور
مہاجرین سے پہلے یہ دستور تھا کہ جو کوئی آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنتا تھا اور یا ہجرت کرتا تھا اور نصرت کرتا تھا تو وہ بھائی ہوتا اور ہجرت
کرنے کی اور نصرت کی جہت سے وارث ہوتا تھا چنانچہ سورہ انفال میں مذکور ہے اور قرابت کی جہت سے وارث نہیں ہوتا تھا خدا تعالے نے آیت اولوا الارحام
سے وہ پہلا حکم منسوخ کیا اور فرمایا کہ میراث قرابت کی جہت سے پہنچتی ہے اور قرابتی بعضا اولی ہیں بعض سے میراث لینے میں اور اب مومنین اور
مہاجرین کو حق میں اور ہجرت کے اعتبار سے میراث نہ دینی چاہیے **اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا** مگر یہ کہ کرو تم **اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ** طرف دوستوں اپنے کے
تمہارا اور مہاجرین میں سے **مَّعْرُوْفًا** نیکی کہ انکے واسطے وصیت کرو اپنے مال میں سے دینی کی اگر تہائی مال میں سے زیادہ نہو اسواسطے کہ
تہائی مال سے زیادہ دینے کی وصیت جاری نہیں ہوسکتی بدون اجازت وارثوں کے اور اپنی زندگی میں جسقدر مال چاہو دوستوں کو
بخشدو اور یہ آیت واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض میراث کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اور تاویل اسکی امامت آئمہ ہے چنانچہ امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جاری ہوئی ہے اولاد حسینؑ میں بعد انکے اور ہم اولی ہیں امارت میں رسولخدا کے ساتھ مومنین اور مہاجرین
اور انصار سے اور اس آیت اولوا الارحام سے باطل ہوا عصبہ جیسا کہ اہلسنت کے نزدیک ہے **كَانَ ذٰلِكَ** ہے وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا پیغمبر خدا کا
اولی ہونا اور میراث کا قرابت کی جہت سے ملنا **فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا** بیچ کتاب کے یعنی لوح محفوظ میں یا قرآن میں لکھا گیا اور ثابت کیا
گیا ہے اور بعضے علما آیہ واولوا الارحام کو دلیل لاتے ہیں جناب امیر المومنین کی خلافت کیواسطے لیکن بعد اسکے جو منشا ہے انکی جہت سے چسپاں نہیں ہوسکتی
مگر یہ کہ کہا جاوے کہ یہ آیت تاویل ہے اور شاید کہ جو جناب امیر کی امامت میں نازل ہوئی ہیں اور تاویل اسکی باقی ائمہ سے متعلق ہے جو کہ اوقت
موجود تھے اور اسوقت اللہ تعالی حضرت رسولخدا صلعم کی نبوت کی تاکید میں عہد و پیمان کا ذکر کرکے فرماتا ہے کہ **وَاِذْ اَخَذْنَا** اور یاد کرو اے
محمد صلعم جسوقت کہ پکڑا ہمنے یعنی لیا ہمنے **مِنَ النَّبِیّٖنَ** پیغمبروں سے **مِیْثَاقَهُمْ** پیمان انکا اسطرح سے کہ ہر ایک اپنے سے بشارت دیوے
اس پیغمبر کی کہ بعد اسکے آویگا اور خدا کے احکام کو لوگوں تک پہنچائیں اور اسکی عبادت کیواسطے لوگوں کو بلائیں اور ہر ایک پیغمبر دوسرے کی تصدیق کرے اور یہ پیمان
پیغمبروں سے بروز الست لیا تھا **وَمِنْكَ** اور تجھسے اے محمد صلعم **وَمِنْ نُّوْحٍ** اور نوح سے **وَاِبْرٰهِیْمَ** اور ابراہیم خلیل اللہ سے **وَمُوْسٰى**
اور موسیٰ کلیم اللہ سے **وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ** اور عیسیٰ پسر مریم سے اور تخصیص ان پیغمبروں کی ذکر میں بعد عموم پیغمبروں کے اسلئے ہے کہ یہ پیغمبر اولوالعزم ہیں اور افضل
سب پیغمبروں سے اور انکی شریعت مشہور اور جاری ہے اور ہمارے پیغمبر کو ان سب سے پہلے ذکر کیا واسطے تعظیم اور بزرگی آنحضرت کے **وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ** اور
پکڑا ہمنے یعنی لیا ہمنے ان پیغمبروں سے **مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا** پیمان سخت اور مضبوط اور بلند مرتبہ اور عظیم الشان **لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ** تاکہ
سوال کرے خدا راستگو والوں سے قیامت میں یعنی پیغمبروں سے سوال کرے **عَنْ صِدْقِهِمْ** راستی انکی سے جنہوں نے کہ اپنے پیمان کو راست کیا

اور خدا کے پیغام لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور انہی سے سوال کرے کہ تمنے پیغام خدا کا انہی امتوں کو پہنچایا ہے اور یہ پیغام جو پہنچایا ہے تو محض قربت و خلوص سے
پہنچایا ہے یا ریا اور بلندی شان کیواسطے پہنچایا ہے یہ سوال انکی راستی سے ہے جسوقت کہ وہ سچ کو بیان کرینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ جسوقت راستگو لوگوں سے پوچھیں کہ سچ کس قصد اور کس وجہ سے کہا اور ارادہ سے راست کہا تاکہ موافق انکی جزا دیویں تو پس دروغگو کا کیا حال
ہوگا اور غرض اس آیت سے ڈرانا کفار کا منظور ہے **واعدّ للکافرین** اور تیار کیا ہے واسطے کفار کے **عذابا الیما** عذاب دردناک
اور اب اسکے قصہ جنگ خندق کا بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **یا ایہا الذین آمنوا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو **اذکروا نعمۃ اللہ علیکم**
یاد کرو تم نعمت خدا کو جو اوپر تمہارے ہے **اذ جاءتکم** جسوقت کہ آئے تمہارے پاس **جنود** لشکر یعنی قریش اور غطفان اور کنانہ
اور یہود اور قریظہ اور بنی نضیر کہ قریب دس ہزار آدمی کے تھے سوار اور پیادہ **فارسلنا علیہم** پس بھیجا ہم نے اوپر انکے **ریحا** ہوا کہ
انکے خیمے اکھاڑ ڈالے اور انکو پراگندہ کردیا **وجنودا لم تروہا** اور لشکر کہ نہ دیکھا تم نے انکو فرشتوں کے لشکر تھے کہ وہ ایکہزار آدمی تھے وہ تو کافر انکو
دیکھتے تھے اور کفار انکو نہیں دیکھتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ملائکہ ہرگز لڑے نہیں لیکن ایمان انکو دلیر کرتے تھے **وکان اللہ** اور ہے خدا
بما تعملون ساتھ اسکے کہ کرتے ہو تم تدبیریں اور صلاح اور کوشش مقدمہ دین اسلام کے **بصیرا** دیکھنے والا اور شکر
انکی جزا دیگا اور یہاں سے قصہ جنگ خندق کا شروع ہوا ہے منقول ہے کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے بنی نضیر کو انکے گھر سے نکالدیا تو وہ شام
کیطرف چلے گئے اور وہ لوگ یہودی تھے اور جسوقت وہ شام کو چلے گئے تو رئیس یہودیکے مثل سلام بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب اور کنانہ
بن ربیع کی بنی نضیر کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر مکہ میں آئے اور ابو سفیان کو کہ رئیس قریش کا تھا اور سوا اسکے اور رئیسوں کو رسول خدا صلعم سے
جنگ کرنے پر رغبت اور حرص دلائی اور کہا کہ آؤ متفق ہو کر محمد کو مع اسکی گروہ کے جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ کر پھینکدیں اور انکے نام و نشان بھی فنا
ہو جائیں قریش نے کہا کہ اے گروہ یہود کی تم اہل کتاب ہو اور تمنے خوب تحقیق کیا ہے یہ کہو کہ دین ہمارا بہتر ہے یا دین محمد کا یہود نے کہا کہ دین
تمھارا بہتر ہے وہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور یہود سے عہد اور پیمان کیا کہ ہم تمہارے ہمراہ ہو کر محمد سے لڑینگے جب قریش نے انہوں کو لڑائی پر
آمادہ دیکھا تو انسے مطمئن ہو کر مکہ سے چلے آئے اور قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور انکے پاس جاکر انکو بھی رسول خدا سے لڑنے پر حرص دلائی انہوں نے بھی انکا
کہنا قبول کیا اور مثل قریش کے لڑنے پر تیار ہوئے اسیطرح عرب کے قبیلوں کو لڑائی پر آمادہ کیا اور پھر قریش کا ابو سفیان تھا اور سردار غطفان
عیینہ بن حصین تھا اور سردار بنی مرہ کا حارث بن عوف اور سردار اشجع کا مسعر بن جبلہ اور سردار بنی اسد کا طلیحہ اور سردار بنی اسلم کا
ابی عور اور سردار ہوازن کا عامر بن طفیل یہ سب متفق ہوئے اور ہم عہد ہو کر مدینہ کو روانہ ہوئے اور جسوقت رسول خدا صلعم کو یہ خبر ہوئی کہ
دس ہزار آدمی یہود اور قریش وغیرہ جنگ کے ارادہ پر مدینہ کیطرف آتے ہیں حضرت مع تین ہزار آدمیوں کے اور ایک روایت ہے کہ مع سات سو آدمیوں کے
مدینہ کے باہر آئے اور کوہ سلع کے نزول فرمایا اور دشمن وادی کے کنارہ پر ٹھہرے اور بنی غطفان ایکہزار آدمی تھے انہوں نے احد کے پاس مقام کیا
اور حی بن اخطب کعب بن اسید کے قلعہ کے نیچے جاکر ٹھہرا اور کعب اور رسول خدا میں آپس کا عہد ہو گیا تھا حی انکے قلعہ کے دروازہ پر گیا اور کہا کہ اے
کعب دروازہ کھول تاکہ تیرے قلعہ میں ہم آئیں اور تیری حمایت کریں اور قلعہ میں تجھکو بچائیں کعب نے کہا کہ تو مرد شوم ہے اور مجھمیں اور محمد میں
عہد ہو رہا ہے میں عہد کو نہیں توڑتا حی نے بہت مبالغہ کیا لیکن کعب نے نہ مانا حی نے کہا کہ اے کعب تو بہی خست اور بخل کی جہت سے
دروازہ نہیں کھولتا ہے کہ ہم تیرے پاس آئیں تو تجھکو کھانا دینا پڑیگا کعب کا لوگوں میں حمیت بہت ہوتی ہے اسنے غصہ ہو کر دروازہ کھولا اور جسوقت
حی قلعہ کے اندر گیا تو کہا کہ اے کعب بہت تعجب ہے مجھکو تو گمان کرتا ہے کہ محمد ہمارا مقابلہ کریگا اور حال یہ ہے کہ تمام مکہ والے اور غطفان اور بنی کنانہ
اور بنی فزارہ اور سوا انکے اور ہم کہ اہل کتاب ہیں سب متفق ہوئے ہیں محمد سے جنگ کرنے پر اور آپس میں عہد کیا ہے کہ انکی بیخ کنی کریں اور رسول سے متفق ہو کر
نہیں رہنا ہے ایسی باتیں فریب کی کرکے کعب کا دل رسول خدا کیطرف سے پھیر دیا اور اسنے رسول خدا کا عہد توڑکر حی کے ساتھ عہد باندھا کہ اگر قریش

متہم کی ہو تو میں تمہارے ہمراہ قلعہ میں جاؤں کہ جو کچھ تیرے واسطے ہو وہ ہمارے واسطے ہو اور جسوقت رسولخدا نے یہ خبر سنی تو سعد و معاذ وغیرہ کو روانہ کیا کہ اس
امر کو تحقیق کرو اور وہاں سے دریافت کرکے یہاں آؤ اور اگر انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا ہے تو اس امر کو ظاہر نکرنا کہ مومنین یہ خبر سنکر ہراساں اور
شکستہ دل ہو جاوینگے اور اگر ان لوگوں نے عہد کو نہ توڑا ہو تو اسکو ظاہر کر دینا اور انہوں نے جسوقت وہاں سے واپس آکر رسولخدا صلعم کو کہا کہ عہد توڑ دیئے
ہیں اور کثرت لشکر کی بھی خبر دی حضرت نے تکبیر کہی اور مسلمانوں کو گمان ہوا کہ عہد نہیں ٹوٹا ہے ان لوگوں نے اور اس سبب سے خوشحال ہوئے لیکن بعد
اسکے جو خبر عہد کے توڑنے کی مشہور ہوگئی اور قریب پہنچے اور انکے لشکر کی کثرت سنی تو مسلمانوں کو خوف ہوا رسولخدا صلعم نے انکی تسلی کرکے وعدہ فتح کا
اور صحابہ سے لڑائی کے مقدمہ میں مشورہ کیا سلمان فارسی نے کہا کہ یا رسولخدا قلیل آدمی کثیر آدمیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں فرمایا کہ پھر کیا
کریں سلمان نے کہا کہ ہم انکے گرد ایک خندق کھودیں کہ ہمارے اور انکے درمیان ایک پردہ حائل ہوجاوے کہ ہمارے پاس آنا ممکن نہوگا اور ہماری ولایت
فارس میں یہی دستور ہے کہ جب دشمن کے لشکر کی کثرت ہوتی ہے تو خندق کھودلیتے ہیں جبرئیل رسولخدا پر نازل ہوا اور سلمان کی رائے کو پسند کیا
اور رسولخدا نے خندق کے کھودنیکا حکم دیا اور مہاجرین اور انصار کیواسطے کھودنیکی حدیں مقرر کردیں دس دس قدم اور تیس تیس قدم پر پہنچے ہر ایک
قوم کیواسطے اور مہاجرین اور انصار سلمان کی رائے کو پسند کرکے انکی بہت تعریف کی اور انصار نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہے اور مہاجرین نے کہا کہ
سلمان ہم میں سے ہے اور رسولخدا نے فرمایا کہ سلمان ہم اہلبیت میں سے ہے اور رسولخدا نے پہلے سے کھودنا شروع کیا اور امیرالمومنین مٹی انکی باہر
ڈالتے تھے گرمی سے پسینہ نکلا یہاں تک کہ رسولخدا کو عرق آگیا اور تھک گئے اور فرمایا کہ نہیں عیش ہے مگر آخرت کا خداوندا بخش تو مہاجرین اور انصار کو جسوقت
مسلمانوں نے دیکھا کہ رسولخدا خندق کے کھودنے میں مشغول ہیں تو انہوں نے کھودنے میں بہت کوشش کی اور مٹی گڑھے سے باہر نکالکر ڈالنے لگے اور دوسرے
دن بھی انکے کھودنے میں مشغول ہوے اور رسولخدا مسجد فتح میں بیٹھ گئے اور مہاجرین اور انصار کھودنے میں مشغول تھے کہ خندق میں ایک بڑا پتھر بہت سخت
ظاہر ہوا کہ کدال اسپر کام نہیں کرتی تھی لوگوں نے جابر کو حضرت کے پاس بھیجا جابر کہتے ہیں کہ میں رسولخدا کے پاس آیا دیکھا کہ مسجد میں چت لیٹے ہیں
اور چادر سر مبارک کے نیچے رکھی ہے اور پتھر پیٹ پر بندھا ہوا ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولخدا ایک پتھر خندق میں ظاہر ہوا ہے کہ کدال اسپر کام نہیں کرتی
ہے حضرت جلدی سے کھڑے ہوگئے اور وہاں تشریف لائے اور پانی طلب کیا جب پانی حاضر ہوا تو ہاتھ منہ اور پانوں دھوئے اور اپنے سر اور پانوں پر مسح کیا
اور بعد اسکے کچھ پیا اور کلی کرکے اس پتھر پر ڈالی پھر کدال ہاتھ میں لی اور پتھر پر ماری اس پتھر میں سے ایک بجلی سی چمکی اسکی روشنی میں شام کے
محل دیکھے بعد اسکے ایک کدال اور ماری اور پتھر میں سے ایک بجلی سی چمکی اسکی روشنی میں مدائن کے محل دیکھے اور بعد اسکے ایک اور کدال پتھر پر ماری
اور اس میں سے بجلی سی چمکی اور اسکی روشنی میں یمن کے محل دیکھے رسولخدا نے فرمایا کہ قریب ہے کہ خدا فتح کرے ان شہروں کو اور ہمارے قبضہ میں لاوے اور بعد اسکے
وہ پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا بعضے صحابہ منافقین نے جو یہ خبر رسولخدا سے سنی تو کہنے لگے کہ یہ وعدہ شام اور یمن کے لینے کا کرتا ہے اور حال ہمارا خوف سے
یہ ہے کہ واسطے رفع حاجت کے بھی ہم یہاں سے نہیں جاسکتے اور جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسولخدا کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دیکھا تو جانا کہ حضرت بھوکے ہیں میں نے
عرض کی کہ یا رسولخدا میں آپکے واسطے کھانا لاؤں فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس میں نے عرض کی کہ بچہ گوسفند اور ایک صاع جو کہ جسکے قریب تین سیر کے ہوتے
فرمایا کہ جا اور اسکو تیار کر میں اپنی زوجہ کے پاس گیا کہا کہ آٹا ہمیں اسنے آٹا پیسا اور میں نے گوسفند کو ذبح کرکے صاف کیا اور اسکو پکاکر مع روٹیوں کے تیار کیا اور
حضرت کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ کھانا تیار ہے اور جسکو آپ چاہیں اسکو بھی طلب کیجئے جناب رسولخدا خندق کے کنارہ پر کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اے گروہ
مہاجرین اور انصار کی جابر کی مہمانی قبول کرو اور اسوقت وہ آٹھ ہزار یا سات سو آدمی تھے جتنے تھے سب آئے اور سر اپا سے کہتے تھے کہ جابر کی عورت
قبول کرو اور میں اپنی زوجہ کے پاس گیا کہا کہ رسولخدا مع تمام اصحاب کے تشریف لاتے ہیں اسنے کہا کہ کھانے کی بھی خبر کردی ہے کہ وہ کسقدر ہے میں نے کہا کہ ہاں
حضرت جانتے ہیں حضرت تشریف لائے اور دیگ کے اندر نظر کی اور فرمایا کہ گوشت اسمیں سے نکالو اور کچھ اسمیں رہنے دو پھر تنور پر تشریف لیگئے اور تنور میں
نظر کی اور فرمایا کہ روٹیاں اسمیں سے نکال لو اور کچھ اسمیں رہنے دو پھر حضرت نے ایک طبق منگوایا اور اسمیں روٹیاں توڑ کر چور دیں اور مجھ سے فرمایا کہ

دس دس آدمیوں کو کھلاتا جاتا دس کے پاس میں وہ کھانا لیگیا دسوں نے سیر ہو کر کھایا اور اس کھانے میں انگلیوں کا نشان تو موجود تھا اور اس میں سے کچھ کم
نہوا تھا اسیطرح سب نے کھایا دس دس کے واری سے اور مجھ سے رسول خدا نے گوسفند کا دست طلب کیا میں ایک دست نکال لایا اور اسیطرح دس آدمیوں نے
وہ بھی کھایا وہ کھا کے چلے گئے اور ایک دست مجھ سے اور طلب کیا میں لیگیا تو ابھی دس آدمی کھا کے چلے گئے پھر مجھ سے دست مانگا میں لاکر حاضر کیا اور
حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ گوسفند کے کتنے دست ہوتے ہیں فرمایا کہ دو میں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی تین تو میں لا چکا ہوں فرمایا کہ اگر تو خاموش رہتا تو ایک دست
کو کل آدمی کھاتے جا سکتے ایک میں دس دس آدمیوں کو کھلاتا تھا اور کھانے پر فقط انگلیوں کا اثر معلوم ہوتا تھا اور اس میں سے کچھ کم نہوتا تھا یہاں تک
کہ کل آدمی سیر ہو گئے اور کھانا بدستور اسیطرح موجود تھا اور میں نے اپنے ہمسایوں کے لوگوں کو اس میں سے کھلایا اور مدت تک خود بھی کھایا اور رسول خدا خندق
کھود چکے اور سات روز میں تمام ہو گئی اور بعد تمام ہونیکے خندق کے تین روز کے بعد لشکر مشرکین کا نمودار ہوا اور مالک بن عوف نصری مع بنی اسد اور
غطفان اور فزارہ اور یہود بسبب یہ کہ جانب مشرق سے وادی کے اوپر اتر کر ٹھیرے اور ابوسفیان مع لشکر قریش جانب مغرب سے زیر وادی جا اترے اور یہود قریظہ نے
بھی اس جانب کہ عہد توڑ ڈالا اور وہ تھا کہ مکار ہوا اور کفار کے لشکر کی کثرت سے حضرت کے ہمراہیوں میں سے ضعیف الایمان اور منافق
آدمی گھبرانے لگے اور خوف اور ڈر پیدا ہوا چنانچہ خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے **اذ جاؤکم** یاد کرو جس وقت کہ آئے وہ لشکر تمہارے پاس **من**
فوقکم اوپر تمہارے یعنی وادی کے اوپر جانب مشرق سے کہ وہ بنی غطفان تھے **ومن اسفل منکم** اور نیچے تمہارے زیر وادی سے جانب مغرب
کہ وہ قریش تھے **واذ زاغت الابصار** اور جس وقت کج ہو گئیں بینائیاں اور آنکھیں پھرنے لگیں سخت خوف سے **وبلغت القلوب**
الحناجر اور پہنچ گئے دل گلوں کو نہایت دہشت سے **وتظنون** اور گمان کرتے تھے تم اے مسلمانوں **باللہ** ساتھ خدا کے **الظنونا**
طرح طرح کے گمان سو اوّل کہ مومنین ثابت اور خالص ایمان والے تو یہ گمان کرتے تھے کہ حق تعالیٰ اپنے دین کو غالب کریگا اور مومنین کو فتح دیگا اور منافق
گمان کرتے تھے کہ لشکر اسلام ان فوجوں کی تاب نلا کر جڑ اور بنیاد سے جاتے رہینگے اور خاص ضعیف الایمان باوجود عقیدہ درست ہونیکے نہایت خوف کرتے تھے
اور اہل مدینہ اور ابن عامر اور ابوبکر اور قتیبہ ظنونا کو حالت وصل اور وقف میں الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اہل بصرہ اور حمزہ بغیر الف کے دونوں حالتوں میں
اور باقی حالت وقف میں الف کیساتھ اور حالت وصل میں بدون الف کے پڑھتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ **ھنالک ابتلی المؤمنون** اس جگہ
آزمائے گئے مومنین کہ ثابت قدم و ڈگمگانے والوں سے جدا ہوئے **وزلزلوا** اور ہلائے گئے مسلمان **زلزالا** ہلایا جانا **شدیدا** سخت
یعنی اپنی جگہ سے جا پہنچے مثل نامردوں کے کہتے ہیں کہ بیس دن یا ستائیس دن اور بعضی کہتے ہیں کہ پندرہ روز کفار کے لشکر نے گرد مدینے کے توقف کیا
ہر روز خندق کے کنارہ پر آتے تھے اور طرفین سے تیر اور پتھر چلاتے تھے اور رات کو شبخون مارتے تھے اور حضرت سید عالم و اصحاب کبار مع ایک جماعت صحابہ
انکی دفع کرنے میں مشغول ہوتے تھے اور جب وقت کار نہایت سخت ہوا تو حضرت نے واسطے امتحان ایمان اور ثابت قدمی صحابہ کے سعد معاذ اور سعد عبادہ
کو کہا کہ میں اس فکر میں ہوں کہ میں یہ کو کفار سے خرید کروں تہائی میوہ مدینہ کے سے تاکہ غطفان مع قبائل کے یہاں سے پھر جائیں اور فتنہ کوتاہ
ہو تم مقدمہ میں کیا کہتے ہو ان دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر حکم خدا کا مقدمہ میں نازل ہوا ہے تو ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اور جان و مال
اپنا خدا اور رسول پر فدا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اس مقدمہ میں وحی تو نازل نہیں ہوئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کل عرب متفق ہو گئے ہیں اور
میں چاہتا ہوں کہ انکا شر اس شہر سے دفع کروں سعد معاذ نے کہا کہ یا رسول اللہ ایام جاہلیت میں ہرگز ان کو اس قسم کی طمع نہ تھی کہ ہم انکو اپنے میں سے
انکو حصہ دیویں مگر بطریق مہمانی کے اور اب خدا تعالیٰ نے ہمکو بزرگی اسلام کی دی ہے کیونکر ہم انکو اپنا مال دیویں چنانچہ ہمارے انکے ساتھ خدا حکم کرے
بجز انکے کہ سوا شمشیر کے اور کچھ نہ دینگے رسول خدا نے جب صحابہ کی ثابت قدمی جانی تو خوشحال ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ لوگ اطاعت میں ثابت ہیں نزدیک گو لیں عمر بن
عبدود قرشی مع جماعت سواروں قریش کے مثل عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور نوفل بن عبداللہ اور ضرار بن الخطاب کے سوار ہوا اور
واسطے جنگ کے قصد کیا اور وہ سب اپنے لشکر کے گرد جا کر پھرے اور بنی کنانہ اور بنی عمیر سے کہا کہ چلو اور لڑائی کو تیار ہو آج معلوم ہوا کہ محمد کیا کہتا ہے اور

دعویٰ کرتا ہے وہ سب جمع ہوئے یہاں تک کہ خندق کے کنارہ پر آئے اور خندق کو دیکھا اور کہا کہ یہ ایک فریب ہے کہ عرب ایسا فریب نہیں کرتے تھے اور خندق میں ایک
تنگ سا مقام تھا اس میں وہ داخل ہوئے اور گھوڑے اپنے کدانے لگے امیر المومنین مع ایک جماعت مومنین کے انکے دفع کرنے کو آئے اور عمرو بن عبدود نے گھوڑا اپنا اپنی
جماعت سے باہر نکالا اور وہ شجاعت اور قوت میں مشہور تھا اور بڑا قوی اور دراز قد اور فربہ جوان تھا اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اونٹ پر سوار ہوا جاتا تھا
رستہ میں ایک قافلہ ملا وہ اونٹ سے نیچے اترا اور اونٹ کی سپر بنائی اور ایک کھجور کا درخت پڑا تھا اسکو بجائے حربہ ہاتھ میں لیکر قافلہ کو لوٹ لیا اور اسکو
ہزار سوار جنگی کے برابر جانتے تھے اور عرب کے بہادروں میں مشہور تھا اور حضرت امیر المومنین کے مقابل ہوئے یہ وہ ہے کہ جس وقت خندق سے گذر کر گھوڑا
کودا کر نکالا تو رسول خدا صلعم نے صحابہ سے کہا کون شخص ہے کہ اس ملعون شریر کو دفع کرے سب صحابہ نے اپنے سر نیچے کو جھکائے اور کسی نے جواب نہ دیا
امیر المومنین کھڑے ہوئے اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا کہ وہ عمرو ہے تو بیٹھ جا اور رسول خدا نے صحابہ کی صف باندھ کر آپ ہی آگے کھڑا
کیا تھا جس وقت عمرو آیا تو سب رسول خدا کے پیچھے ہو گئے اور حضرت کو آگے کر لیا اور ایک شخص نے حضرت کے اصحاب میں سے دوسرے شخص سے کہ اسکے پہلو میں کھڑا
تھا کہا کہ نہیں دیکھتا ہے تو کہ یہ شیطان عمرو بن عبدود ہے واللہ اسکے ہاتھ سے کوئی بھی نجات نہ پائیگا آؤ محمد کو دفع کردیں اسکی طرف تاکہ اسکو قتل کرے اور پھر
ہم اپنی قوم میں ملجائیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ قد یعلم اللہ المعوقین منکم الآیہ اور عمرو نے نیزہ اپنا زمین میں گاڑ دیا اور گھوڑے کو
گرد اسکے پھراتا تھا اور لڑائی طلب کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا اور ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ کہاں ہے جنت تمہاری جسکا تم گمان کرتے ہو کہ
جو کوئی قتل کیا جاوے اس میں داخل ہوگا صحابہ حضرت کے یہ سنتے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے پھر علی بن ابیطالب نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا
رسول خدا میں جاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں یہ عمرو ہے اور عمرو بن عبدود نے پھر طلب کیا کہ کوئی مجھ سے لڑنے کو آئے اور اپنا فخر اور بہادری بیان کرتا
تھا اور مسلمانوں کی حقارت ظاہر کرتا تھا امیر المومنین کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول خدا میں جاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں تو بیٹھ جا پھر امیر المومنین نے
کہا کہ اگرچہ عمرو ہو اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ دم نہ مارتے تھے اور زبانیں اپنی بند کئے بیٹھے تھے اور سر نہیں اٹھاتے تھے رسول خدا نے جسوقت
دیکھا کہ کوئی ان میں سے اس قابل نہیں ہے اور سب پہلے ہی مرے جاتے ہیں تو اسوقت علی کو جانے کا حکم دیا ابو القاسم حسکانی نے لکھا ہے کہ رسول خدا نے
اپنی زرہ علی کو پہنائی اور اپنی شمشیر ذوالفقار انکو دی اور اپنا عمامہ انکے سر پر باندھا اور فرمایا کہ اے علی جا اور اپنے کار میں مشغول ہو اور جسوقت علی نے
پشت پھیری تو حضرت نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا تو اسکا نگہبان ہو آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور اسکے سر کے اوپر سے اور اسکے
قدموں کے نیچے سے اور حضرت علی انکے پاس پہنچے اور انسے فرمایا کہ جلدی نکر تیرا جواب دینے والا آپہنچا ہے کہ وہ عاجز نہیں ہے عمرو نے کہا کہ تو کون ہے فرمایا کہ
میں علی بن ابیطالب ہوں کہا کہ اے علی تو الٹا پھر جا میں نہیں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہو اسلئے کہ مجھ میں اور تیرے باپ میں دوستی تھی امیر المومنین
نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہو اور لیکن اے عمرو میں نے سنا کہ تونے یہ کہا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی دو خصلتیں چاہے ایک خصلت کو ہی
تو میں اسکے واسطے قبول کروں اور میں تجھکو ایک خصلت کیطرف بلاتا ہوں کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ خدا پر اور اسکے پیغمبر پر تو ایمان لا کہا کہ مجھکو اسکی
احتیاج نہیں ہے اور وہ دوسری بات کیا چاہتا ہے فرمایا کہ پیادہ ہو جا اور گھوڑے سے نیچے اتر تاکہ ہم اور تم آپس میں لڑیں کہا کہ اے علی مجھکو افسوس آتا ہے کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جائے الٹا پھر جا اور میری نصیحت کو سن امیر المومنین نے فرمایا کہ تونے کہاں سے جانا کہ میں تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اور تو میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
عمرو غصہ ہو کر گھوڑے سے نیچے اترا اور ایک دفعہ انہوں نے حملہ کیا عمرو نے آگے بڑھ کر امیر المومنین پر تلوار چلائی حضرت علی نے سپر پر لی اور اسکی تلوار
سپر کو کاٹ کر اور سر مبارک تک پہنچی اور زخمی کیا امیر المومنین ایک جانب کو آئے تاکہ اپنے زخم کو باندھیں اور عمرو نے گمان کیا کہ میں نے انکو
قتل کیا ہے دوسرے آدمی سے لڑنا طلب کیا حضرت علی اپنا زخم باندھ کر پھر اسکے پاس پہنچے عمرو نے کہا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں وہی ہوں کہ پہلے تجھ سے لڑتا تھا کہ
[illegible] تو ایسا تھا کہ میری ضرب سے کوئی سلامت نہیں رہتا فرمایا کہ اے عمرو [illegible] کہا کہ لا کیا تیرے پاس سے حضرت علی نے [illegible] حملہ کیا
[illegible] حضرت علی نے ہاتھ [illegible] ایک تلوار [illegible] کہ پاؤں اسکے الگ ہو کر زمین پر گر پڑا اور [illegible] ساتھ نہیں [illegible]

اور حضرت علی علیہ السلام کود کر اسکے سینہ پر سوار ہوئے اور اسکے سر کو تن سے جدا کر کے اپنے ہاتھ میں لیا اس طرح سے کہ دونوں لشکروں نے دیکھا اور پھر اسکو زمین پر
ڈال دیا جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں امیر المومنین کے ہمراہ گیا کہ دیکھوں میں کہ حال علی کا اور عمرو کا [illegible] تا پہنچے میں دونوں آپس میں
لپٹے اور دونوں نے حملہ اور کشتی سے غبار اٹھایا کہ دونوں غبار میں پوشیدہ ہو گئے اور میں کچھ نہیں دیکھتا تھا اور بعد ایک ساعت کے میں نے علی کی آواز سنی کہ فرمایا
اللہ اکبر اُس وقت میں جانا کہ علی نے عمرو کو قتل کیا اور جو آدمی کہ عمرو کے ہمراہ تھے وہ سب بھاگ گئے اور نوفل بن عبد اللہ کہ اسکے ہمراہیوں میں سے تھا وہ خندق
میں گرا مسلمان اسپر پتھر مارنے لگے امیر المومنین نے سبکو دور کیا اور خندق میں جا کر اُس سے لڑے اور اسکو دو ٹکڑے کر دیا اور جس وقت غبار میں وہ دونوں پوشیدہ
ہو گئے تو سنا منافقین نے کہا کہ علی مارا گیا جس وقت غبار رفع ہوا تو انہوں نے علی کو سلامت دیکھا اسکے سینہ پر اور عمرو کو مقتول اور حضرت علی اسکے سر کو
لیکر رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور خون حضرت علی کے سر سے جاری تھا عمرو کی ضرب کا اور تلوار سے خون ٹپکتا تھا رسول خدا نے علی کو بہت پیار کیا
اور بہت تعریف کی اور فرمایا کہ لضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین یعنی ثواب ضربت علی کا روز جنگ خندق افضل ہے ثواب
عبادت جن اور انس سے اور دوسری جگہ یوں کہا ہے کہ جس وقت علی عمرو کے مقابلہ کو گئے [illegible] اسکا مقابلہ [illegible] اس وقت رسول خدا نے کہا کہ
علی کی نسبت لوگوں نے دیکھا تو بہت شاق ہوا اور اپنے دلوں میں [illegible] رسول خدا نے [illegible] باہر نکلا اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جب
علی نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور اسکا سر جدا کر کے لائے اور رسول خدا کے روبرو ڈالا تو ابوبکر اور عمر بن خطاب نے اٹھ کر علی کے سر کو بوسہ دیا اور
بروز غدیر خم بھی عمر بن خطاب نے علی سے کہا تھا کہ تو میرا اور جمیع مومنین کا مولا ہے لیکن با وجود اسکے اپنا مطلب ہاتھ سے نہ دیا اور ابوبکر بن عیاش سے
روایت کی ہے کہ علی نے ایسی ضرب لگائی کہ اسلام میں اس سے زیادہ بزرگ کوئی ضرب نہ تھی کہ جس سے اسلام قوی ہوا یعنی وہ ضرب کہ عمرو بن عبدود کے
علی نے لگائی تھی اور ایک ضربت ایسی تھی کہ اس سے زیادہ شوم اور بد کوئی ضرب اسلام میں نہ تھی اور وہ ضرب ابن ملجم کی تھی کہ جو علی کے لگائی تھی اور
باعث شکستگی مشرکوں کی ضرب علی بن ابیطالب ہے کہ عمرو اور نوفل کو قتل کیا اور صحابہ نے علی سے کہا کہ اے علی زرہ عمرو کی تو نے کیوں نہ لی کہ قبائل
عرب میں ایسی زرہ کسیکے پاس نہ تھی فرمایا کہ نہ چاہا میں نے کہ اسکا ستر ظاہر ہو جاوے اور منقول ہے کہ مشرکین عمرو بن عبدود کا مردہ دس ہزار دینار کو خرید کرتے
تھے رسول خدا نے نہ دیا اور فرمایا کہ میں مردہ بیچنا قبول نہیں کرتا ہوں اور رسول خدا نے زبیر کو ہبیرہ بن وہب کے قتل کرنیکو بھیجا زبیر نے ایک تلوار اسکے سر پر لگائی
کہ اسکا سر پھٹ گیا اور عمر بن خطاب کو رسول خدا نے حکم دیا کہ ضرار بن خطاب سے جا کر جنگ کر جس وقت عمر سے ضرار کا مقابلہ ہوا تو عمر نے ضرار کی طرف تیر چلایا ضرار نے
کہا کہ وائے تجھ پر ابن صہاک کے کہ تو مجھ پر تیر چلاتا ہے لڑتا نہیں قسم ہے خدا کی اگر تو مجھ پر تیر چلاویگا تو میں قریش کی اولاد میں سے کسیکو مکہ میں زندہ نہ چھوڑونگا پس
عمر بھاگ گیا اور اسکے پیچھے ضرار پہنچا اور عمر کے سر پر نیزہ لگایا اور عمر بھاگ گیا اور مختصر یہ ہے کہ بعد قتل عمرو بن عبدود اور نوفل کے کفار کی کمر ٹوٹ گئی
اور حق تعالی نے درمیان غطفان اور بنی نضیر اور مشرکین کے تفرقہ ڈال دیا اور انکی آپس میں خلافی ہو گئی اور سب اپنی اپنی راہ چلے گئے تھے اور موجب انکی
آپس کی برخلافی کا یہ ہو کہ جس وقت بنی قریظہ نے حیی بن اخطب کے کہنے سے رسول خدا کا عہد توڑ ڈالا تو رسول خدا کو اور مسلمانوں کو اسکا بہت رنج ہوا اور آدھی
رات کے وقت نعیم بن مسعود اشجعی رسول خدا کے پاس آیا اور وہ قریش سے جنگ خندق کے لئے آیا تھا اور پہلے ایمان لا چکا تھا اسنے کہا کہ یا رسول اللہ میں تحقیق
میں ایمان لایا ہوں خدا پر اور تیری تصدیق کی ہے اور ایمان میرا کفار پر پوشیدہ ہے اور میرے ایمان لانیکو انمیں سے کوئی نہیں جانتا ہے اگر تم مجھکو
حکم دو نصرت کرونگا اور جان سے لڑائی کرونگا تو میں حاضر ہوں اور اگر آپ مجھکو حکم دیویں میں ایسا کام کروں کہ میں درمیان یہود اور قریش کے تفرقہ ڈالدوں
اور ایک کو دوسرے سے برخلاف کر دوں ایسا بھی کر سکتا ہوں یہانتک کہ کوئی اپنے قلعہ سے باہر نہ نکلیں فرمایا کہ ایسا ہی کر کہ تفرقہ انکے درمیان پڑ جاوے
یہ تیرا ارادہ بہت پسندیدہ ہے انہوں نے عرض کی کہ مجھکو اجازت ہو کہ آپکے حق میں جو چاہوں سو کہوں فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے اور مناسب جانے سو وہ کہہ
حقیقت کہ نعیم حضرت سے رخصت ہو کر ابو سفیان کے پاس آیا اور کہا کہ تو میری دوستی کو خوب جانتا ہے اور میری نصیحت کو اپنی مقدور بھر کی خدا اسکو
دشمن پر فتح دے مجھکو خبر پہنچی ہے کہ محمد سے یہود نے موافقت کی ہے کہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور پھر وہ تمکو پکڑ کر [illegible] حوالہ کریں

اور بنی قریظہ نے جو محمد کے ساتھ بد عہدی کی ہے سو وہ بہت نادم ہوئے ہیں اور محمد کے پاس آدمی بھیجا ہے اور کہتے ہیں کہ کیا تو ہم سے راضی ہوگا جب کہ ہم
عرب کی قوم میں سے اشراف آدمیوں کو اون میں یعنی ہم میں سے لیکر تیرے پاس بھیجیں کہ تو انکو قتل کرے اور پھر ہم تیرے ہمراہ ہو کر انکو جو باقی رہے ہیں نکال دیں
پس محمد نے جواب دیا کہ ہاں پس اگر یہود تمکو اپنے لشکر میں آنے کو کہیں یہاں تک کہ تم انکو رہن میں چند آدمی اپنے اشراف کے نہ دو کیونکہ وہ انکو دیدینگے تاکہ قتل کرے اور غدر سے
ان میں سے ہوا ابوسفیان نے یہ سنکر کہا کہ توفیق خیر تجھکو خدا دے اور نیک جزا عطا کرے اور ابوسفیان نعیم کے اسلام سے واقف نہ تھا اور نہ کوئی یہودی نہیں سے
اور بعد اسکے نعیم جلدی بنی قریظہ میں ہو کر لشکر میں گیا اور کہا کہ اے یہود تم مجھکو جانتے ہو کہ میری دوستی تم سے ہے اور محمد سے عداوت ہے سو واسطے
از راہ دوستی ایک بات کہتا ہوں کہ مجھکو خبر معتبر پہنچی ہے کہ ابوسفیان چاہتا ہے کہ ان یہود کو جو تم ہو … کہ محمد کی … لڑائی میں … اگر
انہوں نے فتح پائی تو تمام ہماری ہوگا … اور اگر انکو شکست ہوئی تو لڑائی کے لئے وہ ہونگے … قتل کر جائینگے … سے نہیں … اپنے لشکر میں
داخل کرو یہاں تک کہ دس آدمی انکے اشراف میں سے بطور رہن کے تم لو کہ وہ تمہارے قلعہ میں بند رہیں اگر انہوں نے محمد پر فتح پائی تو وہ یہاں حرکت نکریں جب تک ہم
اسے سمجھو کہ یہ … اور محمد کے درمیان تھا … کہ اگر قریش بھاگ گئے اور محمد پر انکو فتح نہ ہوئی تو محمد تم سے لڑیگا اور تمکو قتل کریگا ان
یہودیوں نے سنکر کہا کہ خدا تعالیٰ تجھکو جزائے خیر دے اے نعیم تو نے خبر دی اور ہم اپنے قلعہ میں سے نہ نکلینگے یہاں تک کہ ہم انکے آدمیوں میں سے چند آدمی لیویں انکو اپنے
قلعہ میں بند کر کے رکھیں اور بعد اسکے غطفان کے پاس گیا اور کہا کہ اے گروہ غطفان تم میں سے ہوں اور انکو از راہ دوستی نصیحت کرتا ہوں میں
یہی کچھ کہ قریش کے واسطے کہا تھا وہی بھی کہا یہ سب تھا ان … ہونگی آپس میں خلاف ہوئیگا اور ایک قوم کا دوسری قوم سے مطمئن نہ ہوئیگا پس جب
دوسرا دن ہوا اور وہ شنبہ کا روز تھا پھر یہود کچھ کام نہیں کرتے ہیں اور ابوسفیان نے اسی شنبہ کی صبح کو شوال کے مہینہ میں سنہ پانچ ہجری میں
عکرمہ بن ابوجہل کو مع چند آدمیوں قریش کے یہودیوں کے پاس بھیجا انہوں نے جا کر بیان کیا کہ اے گروہ یہود کی ابوسفیان کہتا ہے کہ چوپایے ہمارے
ہلاک ہوئے اور ہم مقام میں نہیں رہ سکتے جلدی نکلو کہ محمد سے چلکر لڑیں یہود نے کہلا بھیجا کہ آجکا روز شنبہ کا ہے اور ہم شنبہ کے روز کوئی کام نہیں کرتے
ہیں اور ہم تمہارے ہمراہ ہو کر لڑائی بھی نہیں کر سکتے ہیں محمد سے یہاں تک کہ تم چند آدمی ہمکو رہن میں دو کہ ہم اپنے پاس رکھیں تو چاہتے نہیں اور
ہمکو بات سے ہو کر ہم محمد سے جا کر لڑیں ابوسفیان نے یہ سنکر کہا کہ واللہ یہ وہ امر ہے کہ جس سے نعیم نے ہمکو ڈرایا تھا ابوسفیان نے یہود کو کہلا بھیجا کہ ہم تمکو ہمارا
ایک آدمی بھی نہ دینگے اگر تم چاہتے ہو تو محمد سے لڑو اور اگر چاہو بیٹھے رہو یہود نے کہا کہ واللہ یہ وہ امر ہے کہ جسکی نعیم نے اطلاع کی تھی اور ابوسفیان نے کہلا بھیجا کہ ہم
ہم ہرگز نہ نکلینگے جب تک کہ تم ہمکو رہن اپنے آدمی نہ دو اور خدا تعالیٰ نے ان قوموں کے درمیان خلاف اور تفرقہ ڈالدیا اور ہر ایک انمیں سے اپنی اپنی نگہ کو دوسرے
کی بات کے برخلاف بیان کرتا تھا اور عہد اور موافقت جو آپس کی تھی وہ مخالفت سے بدل ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے ایک ہوا نہایت سرد اور سخت انپر
بھیجی کہ وہ خاک اور سنگریزے انکے منہ پر اڑاتی تھی اور آگ کو انکے بجھا دیا اور کھانے کی دیگچوں کو الٹا کر دیا اور خیمے انکے اکھاڑ دیئے اور طنابیں خیموں کی
توڑ ڈالیں اور گھوڑے انکے بھاگ گئے اور جس وقت یہ ہوا انپر چلی تو نہایت سخت اندھیرا واقع ہوا اور خوف اور ڈر انکے دلوں میں پیدا ہوا اور فرشتوں نے طرف
لشکر گاہ ہوا آوازیں تکبیر کی بلند کیں اور خوف ان لوگوں کو بہت ہوا کہ ہر ایک سردار قوم کا کہتا تھا کہ میرے پاس سے دور نہ ہو اور مجھکو اپنی محافظت میں
رکھو اور سب حضرت علی اپنے لشکر کی محافظت کرتے تھے اور خندق کے پار اتر کر دشمن کے لشکر تک پہنچتے تھے اور انکو دیکھتے تھے اور ساری رات پھرتے تھے
جب صبح ہوتی تھی تو اپنے مقام پر آتے تھے اور رسول خدا نے اسوقت صحابہ کا بیقرار ہونا دیکھا بسبب … کے اور حصار میں بند ہونیکے … دعا کی
خدا تعالیٰ نے وہ ہوا بھیجی کہ جس سے سب لشکر گھبرا گئے اور پراگندہ ہوگئے اور خوف انکے دلوں میں پیدا ہوا اور رسول خدا نے فرمایا کہ جو کوئی ان لوگوں کی خبر میرے پاس
لائے وہ میرا رفیق جنت میں ہے اور صحابہ پر جو بھوک اور خوف غالب تھا کوئی نہ اٹھا حذیفہ کہتے ہیں کہ مجھکو رسول خدا نے بلایا میں ناچار ہو کر چلا گیا اور
حاضر ہوا میں رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تو جا اور قوم کی خبر لا کہ انکا کیا حال ہے اور کسی سے بات نکرنا یہاں تک کہ تو لوٹ کر میرے پاس آئے میں گیا اور دیکھا کہ ہوا نے
انکو زیر و زبر کر رکھا ہے نہ انکا خیمہ درست ہے نہ آگ روشن ہے اور نہ انکی دیگچیاں چولہوں پر قائم ہیں پھر ابوسفیان آیا اور کہا کہ اے گروہ قریش کی …

اور بائیں نظر کرتے رہو کہ کون شخص تمہارے پاس بیٹھا ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے یہی شروع کیا اور پہلے داہنی جانب ایک شخص تھا میں نے اس سے
پوچھا کہ تو کون ہے کہا عمرو بن عاص اور بائیں جانب جو تھا اسکو میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا کہ معاویہ اور پھر ابو سفیان اپنے مقام پر اٹھا چلا گیا اور کہا کہ اے
گروہ قریش کی ہم مقام میں نہیں ہیں بلکہ سفر میں ہیں اور چوپائے ہمارے ہلاک ہوگئے اور بنو قریظہ نے ہم سے دغا کی اور ہوا نے کوئی چیز ہماری
قائم اور درست نہیں رکھی اور بعد اسکے جلدی سے اونٹ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اونٹ کے پاؤں سے رسی نہ کھولی اور اونٹ کو
ہانکا تو وہ نہ چلا تب معلوم ہوا کہ رسی اسکے پاؤں سے نہیں کھولی ہے اسوقت میں نے چاہا کہ اس وقت اس دشمن خدا کو قتل کر دوں کیا خوب موقع ہے اسکے
ایک تیر ماروں اپنے ترکش میں سے تیر نکالا اور ارادہ کیا کہ اسکو تیر ماروں اسوقت قول رسول خدا صلعم کا یاد آیا فرمایا تھا کہ کوئی بات نکالنا یہاں تک کہ تو لوٹ کر
میرے پاس آوے اسلئے تیر کو میں نے کمان سے نکال لیا اور رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نماز میں مشغول تھے پھر انکو جو معلوم کیا اور
انکھیں کشادہ کر دیں پھر میں انکے پیچھے نکل چلا گیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے انکی خبر پوچھی میں نے سب حال بیان کیا اور ابو سفیان جسوقت مکہ
کو روانہ ہوا تو سب قریش انکی رفاقت میں روانہ ہوا اور بنی غطفان نے دیکھا کہ سب قریش بھاگ گئے ہیں روانہ ہوئے وعدہ نصرت کا اور فتح کا ان
نے وقت خندق کھودنے کے کیا تھا وہ ظاہر ہوا اور منافق اسکے وعدہ کو جھوٹ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد ہمسے وعدہ ایسا کرتے ہیں
اس خبر دیتا ہے کہ وَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ اور یاد کرو اسوقت کو کہ کہتے تھے منافقین وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہے اور اعتقاد انکا سستی ہے کہ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ نہیں وعدہ کیا ہے ہمسے خدا نے وَرَسُولُهُ
اور پیغمبر اسکے نے نصرت کا اور دین اسلام کے بلند ہونیکا اور فتح شام اور یمن اور ملک کسریٰ کا إِلَّا غُرُورًا مگر فریب یعنی لوگوں کو بازی
دیتے ہیں وَإِذْ قَالَت اور یاد کرو اسکو بھی کہ جسوقت کہا طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ ایک گروہ نے انمیں سے يَا أَهْلَ يَثْرِبَ اے
اہل یثرب نام مدینہ منورہ کا ہے یعنی ان منافقین نے کہا کہ اے مدینہ والو لَا مُقَامَ لَكُمْ نہیں جگہ ٹھیرنے کی واسطے تمہارے لشکر
میں اور یثرب نام مدینہ منورہ کا ہے اور سوا اسکے اور بھی مدینہ کے نام ہیں طابہ اور طیبہ اور دار اور سکینہ اور جابرہ اور مجبورہ اور محبہ اور محبوبہ اور
عذراء اور مرحومہ اور قاصمہ اور یندرا اور بعضے مقام کو بضم میم پڑھا ہے اسم مقام با ضمہ میم یعنی جگہ قیام کرنیکی اس لشکر میں تمہارے نہیں ہے
فَارْجِعُوا پس پھر جاؤ تم اور چلو اپنے گھروں کی طرف جو مدینہ میں ہیں اور بعض لشکر سے بھاگ کہتے ہیں کہ ایک قوم کے گھر مدینہ کے اطراف میں تھے
ان لوگوں نے رسول خدا سے کہا کہ ہمکو اجازت دو کہ ہم اپنے گھروں کو جائیں اس واسطے کہ وہ مدینہ کے اطراف میں ہیں اور خالی پڑے ہیں ایسا نہو کہ یہود انکو
منہدم کر دیں اور ایک قوم کہتی تھی کہ آؤ بھاگ چلیں اور جنگل میں چلے جائیں اور صحرائی لوگوں کے مکانوں میں پناہ پکڑیں اور کہتے تھے محمد نے جو
وعدہ کیا تھا وہ سب باطل ہے اور صحابہ سے رسول خدا نے فرمایا کہ تم شب کو مدینہ کی نگہبانی کرو اور ام المؤمنین لشکر کی حفاظت کرتے تھے وَ
يَسْتَأْذِنُ اور اذن چاہتا تھا فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ایک فرقہ ان منافقوں میں سے النَّبِيَّ پیغمبر سے کہ ہم اپنے گھروں میں
جائیں اور بہانہ کرکے يَقُولُونَ کہتے تھے کہ إِنَّ بُيُوتَنَا تحقیق گھر ہمارے عَوْرَةٌ خلل والے ہیں مدینہ میں اور دیواریں انکی
استوار نہیں ہیں اور رخنے پڑے ہوئے ہیں ایسا نہو کہ دشمن شبخون ماریں ہمکو اجازت ہو کہ ہم وہاں جا کر انکو درست کریں خدا تعالی فرماتا
ہے کہ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ دیواریں خلل والیاں بلکہ وہ خوب مضبوط ہیں إِن يُرِيدُونَ إِلَّا
فِرَارًا نہیں چاہتے ہیں وہ منافقین مگر بھاگنا لڑائی سے یعنی غرض اصلی انکی ان دیواروں کے بہانہ کرنے سے بھاگنا ہے وَلَوْ دُخِلَتْ اور اگر داخل
کیے گئے ہوں وہ گھر عَلَيْهِم اوپر ان منافقوں کے یعنی وہ منافق اپنے گھروں میں ہوں اور لشکر ہجوم کریں مِّنْ أَقْطَارِهَا اطراف
انکی سے کہ ایک دفعہ ہی ان گھروں میں جا پڑیں اور انکو گھیر لیویں ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ پھر سوال کئے جائیں انسے فتنہ کو یعنی
شرک کا کہ آؤ مشرک ہو جاؤ ہمکو چھوڑ دو مسلمانوں کے لشکر کو لَآتَوْهَا البتہ دیویں وہ اسکو فتنہ کو یعنی قبول کریں گے شرک کو

اور مسلمانوں سے لڑنے پر موجود ہوں اور اہل حجاز کے لاؤ لشکر سے ہمرہ کو بدون سپر پڑھا ہو یعنی البتہ آئیں وہ اس فتنہ کو کہ شرک ہو جائیں وَمَا تَلَبَّثُوا
بِهَا اور نہ دیر کریں وہ ساتھ اس فتنہ کے یعنی شرک کے اختیار کرنے میں وہ دیر نہ کریں اِلَّا يَسِيرًا مگر تھوڑی اور یسیراً صفت ہے مصدر محذوف
کی یعنی لبثا یسیرا یا زمان کی صفت ہے یعنی زمانا یسیرا یعنی زمانہ تھوڑا کہ تاخیر کریں بلکہ جلدی مشرک ہو جائیں اور مسلمانوں سے جنگ کرنے پر
مستعد ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ دیر کریں مگر تھوڑی مدینہ میں اور شتاب سے ہلاک ہو جاویں وَلَقَدْ كَانُوا اور البتہ تحقیق تھے وہ
بنو حارثہ اور بنو سلمہ کہ توبہ کرتے عَاهَدُوا اللَّهَ عہد کیا تھا انہوں نے خدا سے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے جنگ احد میں جسوقت کہ قتل سے بچنے کی
خوف سے بھاگے تھے اور بعد اسکے نادم ہو کر توبہ کی تھی اور عہد کیا تھا خدا سے کہ بعد اسکے ہرگز لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ نہ پھیرینگے وہ پشتوں کو لڑائی پر
بلکہ سب جہاد میں وہ ثابت قدم رہینگے اور کبھی نہ بھاگینگے وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ اور ہے عہد خدا کا جو کہ انہوں نے کیا تھا مَسْئُولًا
سوال کیا گیا یعنی اس عہد کے وفا کرنے اور توڑنے سے پوچھا جائیگا اور موافق اسکے جزا دیجائیگی قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں کو اور
سست ایمان والوں کو کہ سوچ سمجھ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بھاگنا إِنْ فَرَرْتُمْ اگر بھاگ گئے تم مِنَ الْمَوْتِ موت سے
أَوِ الْقَتْلِ یا قتل سے تو نہ بچوگے جسوقت میں کہ لکھا ہے موت کا آنا یا قتل ہونا ہرگز وہ ٹل نہیں سکتا ہے جہاں تم بھاگ کر جاؤگے وہیں لپیٹے
جاؤگے اور ملک الموت تمھاری جان کو قبض کریگا موافق حکم خدا کے وَإِذًا اور اسوقت یعنی جسوقت کہ تم بھاگے اور بھاگنے نے تمکو نفع بھی
پہنچایا کہ تم بھاگ کر بچ رہے تو لَا تُمَتَّعُونَ نہ فائدہ اٹھاؤگے تم زندہ رہکر إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑا اور قلیلا صفت ہے تمتیع محذوف کی یعنی نہ
فائدہ اٹھاؤگے تم مگر فائدہ اٹھانا تھوڑا کہ آخر فنا ہے اور پیالہ شربت مرگ کا پینا قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں سے کہ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ
کون شخص ہے وہ کہ نگاہ رکھیگا تمکو اور بچائیگا مِنَ اللَّهِ حکم خدا سے إِنْ أَرَادَ بِكُمْ اگر ارادہ کرے خدا ساتھ تمھارے سُوءًا برائی کا کہ تمکو تباہ یا ہلاک
کرے أَوْ أَرَادَ بِكُمْ یا ارادہ کرے ساتھ تمھارے رَحْمَةً رحمت کا یعنی نصرت کا اور خیر و منفعت کا تو پھر کون ہے کہ تمکو بدی پہنچا سکے وَلَا
يَجِدُونَ اور نہیں پاتے ہیں وہ آدمی لَهُمْ واسطے اپنے مِنْ دُونِ اللَّهِ سوا خدا کے وَلِيًّا کوئی دوست کہ تمکو نفع پہنچاوے وَلَا
نَصِيرًا اور نہ مددگار کہ ان سے ضرر کو دور کرے جسوقت کفار نے خندق سے پار ہو کر زور کیا تھا تو ایک شخص منافق نے حضرت کے ہمراہیوں میں سے
ایک یار کو کہا تھا کہ محمد بن عبد اللہ کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا محمد کو الگ کردو کہ وہ مارا جاوے اور تم اپنی قوم میں مل جائیں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل
کی کہ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ اور بعضے اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد رسول خدا صلعم کے لشکر میں سے مدینہ میں گیا اور اپنے
برادر حقیقی کو دیکھا کہ سامان عیش و طرب تیار کر رکھا ہے اور شراب نبیذ آگے رکھی ہے اسنے کہا کہ اے بھائی تو خوشی اور راحت میں گزارتا ہے اور
رسول خدا تیر اور شمشیر کے درمیان پھرتے ہیں اسنے کہا کہ اے احمق تو یہاں بیٹھ کہ تجھکو اور تیرے یاروں کو بلا نے گھیرا ہے اور محمد ہرگز کسی طرح کبھی سلامت
نہ نکلیگا وہ مرد وہاں سے الٹا پھرا اور بھائی سے کہا کہ جو تیرا حال ہے سو رسول خدا کو خبر کرتا ہوں اور جسوقت رسول خدا کے پاس پہنچا تو جبرئیل اس سے
پہلے پہنچے اور یہ آیت لائے قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ تحقیق جانتا ہے خدا الْمُعَوِّقِينَ منع کرنیوالوں کو نصرت پیغمبر سے مِنْكُمْ تم میں سے وَ
الْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے کہ هَلُمَّ آؤ تم إِلَيْنَا طرف ہماری عیش اور راحت میں اور لڑائی کی تعب
پریشانی کا پیچھا اسکے چھوڑ دیجیے بس ہو اور کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور یہودی منافقوں ضعیف الایمان کو کہتے تھے کہ تم کیوں ہلاکت میں اپنے تئیں ڈالتے ہو
محمد صلعم کو چھوڑ کر چلے آؤ وہ لوگ انکے کہنے کو قبول کر کے لڑنے سے پہلو تہی کرتے تھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے منع کرنیوالوں کو محمد کی نصرت
سے اور هَلُمَّ اسم فعل ہے اور اہل حجاز کے نزدیک واحد اور تثنیہ اور جمع سب برابر آتا ہے وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ اور نہیں آتے
وہ منافق لڑائی میں إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑی تھوڑی سی دیر اور قلیلا صفت ہے زمان محذوف کی یعنی زمانہ تھوڑا سو آتے ہیں کہ کار نہ کا
بہانہ ہو لڑائی کو کاہلی سے أَشِحَّةً بخیل کرنیوالے ہیں وہ عَلَيْكُمْ اوپر تمھارے لوٹنے یا خرچ کرنے میں اے مسلمانوں وہ اسطرح حال

انکی خبر دیتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ ولما رأ المؤمنون اور جسوقت دیکھا مومنین نے جنگ خندق کے ایام میں الاحزاب لشکروں کو جو کافروں کے
کہ جنکے آنیکی پیغمبر نے خبر دی تھی جسوقت اُنہونے اُن لشکروں کو دیکھا تو سمجھ گئے قالوا کہا انہوں نے ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ یہ
وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا تھا ہم سے خدا نے اور پیغمبر اسکے نے وصدق اللہ ورسولہ اور سچ کہا تھا خدا نے اور پیغمبر اسکے نے وما زادھم اور نہ زیادہ
کیا اُن مومنین کو اُن لشکروں کے آنے نے الا ایمانا مگر ایمان کو خدا اور پیغمبر پر اور باور کرنا اُنکے وعدوں کا وتسلیما اور فرمانبرداری خدا کی و
اُسکے رسول کی کہ جسمیں سعادت دو جہانی ہی اور اب خدا ستایش خاص کرتا ہی بعضی مومنین کو ایک خصلت کے ساتھ جو اُنمیں موجود تھی چنانچہ بیان کرتا ہی
من المؤمنین مومنین میں سے رجال ایک مرد ہیں کہ صدقوا سچ کہا انہوں نے ما عاھدوا اللہ اس امر کو کہ عہد کیا تھا علیہ
اوس پر کہ ثابت قدم رہنا ہی لڑائی میں اور ارشاد اور رضامندی خدا کی ہی اس آیت کے نزول کی بابت لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ اور مصعب اور انس بن نضر وغیرہ نے کہ حضرت
کے صحابہ تھے منت اور نذر کی تھی کہ جب جہاد میں ہم رسول خدا کے ہمراہ ہوں چاہئے کہ ثابت قدم ہو کر خوب لڑائی کریں اور جبتک ہم شہید نہوں آرام نہ کریں
حق تعالی نے فرمایا کہ یہ مومنین راست گفتار تھے عہد کر کے فمنھم پس بعضے اُنمیں سے من قضی وہ ہیں کہ ادا کیا ہی اُنہوں نے نحبہ نذر
اپنی کو اور جہاد کر کے شہید ہوئے جیسے کہ حمزہ اور مصعب اور بعض اہل لغت لکھتے ہیں کہ نحب یعنی موت کے اور نذر کو نحب اسلئے کہتے ہیں کہ جیسے کہ موت لازم ہی ایسی ہی نذر کا وفا
کرنا لازم ہی پس بعضوں نے تو اپنی نذر کو وفا کیا ومنھم اور بعضے اُنمیں سے من ینتظر وہ شخص ہے کہ انتظار کرتا ہی شہادت کا مثل تمام مومنین
باقی کے کہ جو عہد تھا وہ صحیح رکھتے ہیں وما بدلوا اور نہیں بدلا ہی انہوں نے عہد کو تبدیلا بدلنا کسیطرح جیسے کہ منافقین نے بدل ڈالا بلکہ وہ اوپر ثابت
قدم رہے ہیں اور اپنے عہد کو وفا کیا ہے انہوں نے اور حضرت امام محمد علیہ السلام رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ کی تفسیر میں فرمایا کہ کبھی وہ جہاد میں سے بھاگے
نہیں ہیں پس بعض تو اُنمیں وہ ہی کہ اُسنے اپنی نذر کو وفا کیا کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حمزہ اور جعفر بن ابیطالب اور بعضے اُنمیں سے منتظر ہی اپنی اجل کا یعنی
علی بن ابیطالب اور حضرت علی نے ایک حدیث میں فرمایا کہ اور البتہ تحقیق عہد کیا تھا میں نے خدا سے اور اسکے پیغمبر سے اور میرے چچا حمزہ اور میرے بھائی جعفر نے اور میرے
چچا کے بیٹے عبیدہ نے ایک امر پر وفا کیا ہمنے اُسکو واسطے خدا کے اور رسول اُسکے کے پس قدم ہوئے مجھ سے ہمراہی میرے اور میں اُنکے پیچھے رہ گیا واسطے ارادہ کے جیسے
خدا نے ہمیں نازل کی خدا تعالی نے ہمارے مقدمہ میں آیت کہ رجال صدقوا آخر آیہ تک اور فرمایا حضرت علی نے دوسری جگہ میں کہ ہمارے مقدمہ میں نازل
ہوئی ہی آیہ رجال صدقوا الخ اور واللہ میں منتظر ہوں اور نہیں بدلا ہی کوئی بدلنا اور امام محمد باقر علیہ السلام آیہ وکونوا مع الصادقین کی تفسیر میں
فرمایا ہی کہ کونوا مع علی بن ابیطالب یعنی ہو تم ساتھ علی بن ابیطالب کے اور آل محمد کے سوا اسکی کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی من المؤمنین رجال صدقوا ما
عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ وھو حمزۃ ابن عبد المطلب ومنھم من ینتظر وھو علی بن ابیطالب اور فرماتا ہی خدا کہ وما بدلوا تبدیلا اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک مومن تو وہ ہی کہ راست کہا اُسنے عہد خدا میں اور اُسکو وفا کیا جسطرح سے کہ اُسکی شرط تھی اور اُسکی حقیقیں تو قول حق سبحانہ
کا ہی رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ اور یہ وہ شخص ہے کہ نہ پہنچیں گیں اُسکو ہولیں دنیا کی اور نہ ہولیں آخرت کی اور یہ اُن لوگوں میں سے ہی کہ شفاعت کریگا
اور شفاعت نہ کیجاوے گی اور کوئی اُنکی شفاعت کریگا اور دوسرا ایک مومن مانند کھیت کے ہے یوں زراعت ہو کہ کبھی تو کجی پیدا ہوتا ہی اور کبھی سیدھا قائم ہوتا ہی پس یہ
اُن لوگوں میں سے ہی کہ پہنچیں گیں اُسکو ہولیں دنیا کی اور آخرت کی اور یہ اُن لوگوں میں سے ہی کہ اُنکی شفاعت کیجاوے گی اور وہ کسیکی شفاعت نکریگا اور روایت
میں لکھا ہے کہ کربلا میں اصحاب حسین علیہ السلام سے جو کوئی ایسے ارادہ جانیکا واسطے جہاد کے کرتا تھا تو حسین کو رخصت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ السلام علیک
یا ابن رسول اللہ پس جواب دیتے تھے اُسکو حسین علیک السلام اور فرماتے تھے کہ ہم بھی تیرے پیچھے آتے ہیں فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر اور وہ لوگ
اسلئے اپنے عہد کو وفا کرتے تھے کہ لیجزی اللہ تاکہ بدلا دیوے خدا الصادقین راست کہنے والوں کو اور عہد کے وفا کرنے والوں کو بصدقھم سبب
راستی اُنکی کے یعنی ساتھ وفا کرنے عہد اُنکے کو ویعذب المنافقین اور تاکہ عذاب کرے منافقین کو ان شاء اگر چاہے یعنی اگر وہ نفاق پر
مریں اور یا دنیا میں اُنکو عذاب کرے اور بلا میں مبتلا کرے او یتوب علیھم یا توبہ قبول کرے اور بخشے اور اُنکو عذاب سے نجات دیوے اگر وہ نادم

ہوکر اپنی کفر باطنی اور نفاق سے باز آویں تو بخشیں اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے غَفُوْرًا بخشنے والا توبہ کرنے والوں کا رَّحِیْمًا مہربان اس
شخص پر کہ جو توبہ کرکے مرے اور ابوالقاسم حسکانی نے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ آیہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ہمارے حق میں
نازل ہوئی ہے اور قسم ہے خدا کی کہ میں منتظر ہوں اپنی شہادت کا اور اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی
ہے اور ابو عبیدہ بن حارث کے جو کہ بدر میں شہید ہوا اور حمزہ کے جو کہ احد میں شہید ہوئے اور جعفر بن ابیطالب کے جو کہ موتہ میں شہید ہوا اور عبیدہ اور حمزہ اور جعفر
تو اپنا عہد وفا کر گئے تھے اور امیر المومنین منتظر تھے اور عبیدہ کا جنگ بدر میں شہید ہونا مذکور ہو گیا ہے اور حمزہ کا شہید ہونا بھی جنگ احد میں گزر گیا ہے اور جعفر
بن ابیطالب جس صورت سے شہید ہوئے ہیں انکا قصہ اس طرح ہے کہ رسول خدا نے جعفر کو سردار لشکر کا کرکے واسطے جہاد کے روانہ کیا اور پرہیزگاری اور نگہبانی لشکر کی اور
لڑائی پر صبر کرنے کی اور بہت سی باتوں کی وصیت کی جعفر گئے خوب لڑائی اور داد شجاعت کی دی اور بہت سے قتل کیے آخر کو ایک ملعون آیا اور ایک تلوار
انکے داہنے ہاتھ پر ماری سو ہاتھ مبارک انکا کٹ گیا انہوں نے جرات کرکے علم اپنا دوسرے ہاتھ میں لے لیا اور ایک دوسرا ملعون آیا اور دوسرا ہاتھ انکا قطع کیا حضرت
جعفر زندگی سے اپنی مایوس ہوئے اور منہ طرف مدینہ کے کرکے کہا السلام علیک یا رسول اللہ موقع السلام یا ابا القاسم سلام اور تمہارے بھائی علی پر سلام
سلام رحمت کرنے والے کا سلام ملاقات کرنے والے کا پس کفار انکو گرد سے گھیر کر شہید کیا اور نیزہ انکو لگے اور نیزہ پر انکو بلند کیا حضرت
نے نیزہ کی نوک پر انکو زندہ کیا اور دونوں ہاتھ انکے جگہ دو بازو کے ہو گئے اور وہ نیزہ پر سے پرواز کرکے آسمان پر چلے گئے اور بہشت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز
کرتے ہیں اس واسطے جعفر طیار کہتے ہیں کہ وہ اڑتے پھرتے ہیں پس ابو عبیدہ اور حمزہ اور جعفر تو عہد کو وفا کر گئے کہ شہید ہوئے اور علی اپنی شہادت کے منتظر تھے اور
کہتے ہیں کہ جس وقت ولادت ہوئی تھی تو کہتے تھے کہ کیسی حسرت کرتی ہے بدبخت ترین امت کو کہ میرے فرق کو خون سے خضاب کرتا ہے اور ابن ملجم
ملعون نے انکو شہید کیا اور منقول ہے کہ جس وقت عبیدہ کو بدر میں اور حمزہ کو احد میں اور جعفر کو موتہ میں شہید کیا سو حضرت نے کہا کہ خداوندا تو نے مجھکو تنہا کر دیا میرے چچا حارث
کے بیٹے ابو عبیدہ کو بدر میں شہید کرکے اور میرے چچا حمزہ کو احد میں شہید کرکے اور میرے چچا ابوطالب کے بیٹے جعفر کو موتہ میں شہید کرکے خداوندا یہ علی ابن ابیطالب
باقی ہے مجھکو تنہا نہ کر اور میرے سے پہلے اسکو دنیا سے نہ اٹھا تحقیق کہ تو بہتر وارثوں سے ہے تو نے اسکو میرا وصی اور ولی اور خلیفہ کیا غرض کہ
خدا تعالیٰ نے فتح جنگ خندق کا وعدہ کیا تھا سو خوب لڑائی کی اور کفار بھاگ گئے وَرَدَّ اللّٰهُ اور پھیر دیا خدا نے الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے یعنی ابو سفیان کو مع قریش کے اور یہود کو کہ وہ بھاگ کر اپنے مقاموں کو چلے گئے مایوس ہوکر بِغَیْظِهِمْ ساتھ غصہ اپنے کے
شکست کھا کر اور مرادوں کو نہ پہنچ کے غصہ میں بھرے ہوئے تھے لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا نہ پایا انہوں نے بھلائی کو یعنی نصرت اور غنیمت کو وَكَفَی اللّٰهُ
اور کفایت کی خدا نے الْمُؤْمِنِیْنَ مومنین کو الْقِتَالَ لڑائی کرنے سے ساتھ علی ابن ابیطالب کے اور مقتول ہونے عمرو کے اور بھیجنے ہوا اور لشکر کے واسطے
پریشان اور زیر و زبر کرنے کفار کے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا قَوِیًّا زبردست عَزِیْزًا غالب جو چاہتا ہے سو کرتا ہے کوئی اسکو روک نہیں سکتا اور حضرت صادق
علیہ السلام فرماتے تھے کہ وَكَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَقَتْلِهٖ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ وُدٍّ وَكَانَ ذٰلِكَ سبب ہزیمت لشکر کفار کا اور کفایت کیا خدا نے مومنین
کو لڑائی سے ساتھ علی بن ابیطالب کے اور قتل کرنے آنحضرت کے عمرو بن عبد ود کو اور یہ تھا وہ سبب کہ جس کے قوم کفار کا سردار قتل ہوا اور کفار شکستہ دل ہوکر بھاگ گئے
اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کی بھی قرات یہی ہے کہ وَكَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اور منقول ہے کہ جس وقت حضرت احزاب
خندق سے واپس ہوئے اور مع صحابہ کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور بدن مبارک سے ہتھیار رکھے اور زینب خاتون کے حجرہ میں جاکر ہاتھ دھونے میں مشغول
ہوئے اور ابھی وہ سر دھو رہے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے ایک عمامہ ریشمی سر پر رکھے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ابھی ملائکہ نے اپنے ہتھیار نہیں رکھے ہیں
آپ نے اپنے ہتھیار کیوں رکھ دیے خدا تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ اسی وقت بنی قریظہ پر چڑھائی کرو اور مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں انکے قلعوں کی بنیادیں اکھاڑ ڈالوں اور زمین دوز کروں
انکے قلعوں کے کھول ڈالوں اور وہ لوگ خوف سے مضطرب اور پریشان ہوں اور بہت حیران ہوں اور حکم ہے کہ تو نماز عصر بنی قریظہ میں پڑھنا غرض کہ جب قلعہ میں رہ وقت تھا پر کہا
جس دم کہ جبرئیل نازل ہوئے تھے پس سید صلعم دولت سرا سے برآمد ہوئے اور حارث بن نعمان حضرت کے آگے آیا حضرت نے پوچھا کہ اے حارث کیا خبر ہے عرض کی

قربان ہوں آپ پر میرے ماں باپ یا رسول خدا دحیہ کلبی لوگوں میں آواز کرتا پھرتا ہے کہ نماز عصر کوئی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل ہیں دحیہ
کلبی کی صورت میں فرمایا کہ علی کو بلاؤ جب حضرت علی آئے تو علی سے فرمایا کہ سب میں آواز کرو کہ نماز عصر کوئی یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ میں
جاکر پڑھے چنانچہ حضرت علی نے آواز کی پس سب اصحاب باہر نکلے اور بنی قریظہ کو روانہ ہوئے اور حضرت نے اپنا علم جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام
کو عطا کیا اور اپنے لشکر کا انکو مقدمہ بنایا اور حیی بن اخطب نے قریش کے جنگ خندق سے بنی قریظہ کے قلعہ میں چلا رہا تھا حضرت علی انکے قلعہ کے
نیچے آئے اور انکے قلعہ کا محاصرہ کیا کعب بن اسید قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور سب کو مع رسول خدا کے ناسزا کہنے لگا اور دشنام دہی کرنے لگا امیر المومنین علیہ السلام
وہاں ٹھہرے اور رسول خدا مع اصحاب امیر المومنین کے پیچھے آئے تو امیر المومنین علیہ السلام آگے بڑھکر عرض کی یا رسول خدا صلعم آپ قلعہ کے نیچے تشریف نہ لائیں
حضرت نے فرمایا کہ اے علی تونے انسے کچھ باتیں سنی ہیں کہ تجھکو ناخوش معلوم ہوئیں عرض کی کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ مجھکو دیکھینگے تو ویسا کلام نہ کرینگے اور خدا انکو
ذلیل کریگا اور حضرت رسول خدا قلعہ کے نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے بھائیو بندروں اور خوکوں کے اور پرستش کرنیوالو طاغوت کے جسوقت ہم اپنے دشمنوں کی جگہ پر
اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ڈرائے گیوں کی کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم تو ہرگز نادان اور گالیاں دینیوالا نہیں ہے آنحضرت نے اپنا سینہ انکیطرف پھیر لیا اور گرد قلعہ
کے کھجور کے درخت کھڑے تھے حضرت نے ہاتھ سے انکیطرف اشارہ کیا وہ درخت متفرق ہوکر جنگل کے اندر جا پڑے اور بنی قریظہ کے چاہ پر حضرت نے مقام کیا
اور اصحاب آگے پیچھے پہنچتے تھے اور منزل پر اترتے تھے اور ایک جماعت بعد نماز عصر وہاں پہنچی نماز عصر انکی فوت ہوگئی اور کہتے تھے کہ ہمکو کوئی گناہ نہیں کیونکہ
حضرت نے فرمایا تھا کہ نماز عصر کو نہ پڑھنا مگر بنی قریظہ میں اور حضرت نے لوگوں سے پوچھا کہ تمنے رستہ میں کسیکو دیکھا تھا کہا انہوں نے کہ ہاں دحیہ کلبی کو دیکھا تھا کہ
شتر پر سوار اور چادر ریشمی اوڑھے ہوئے تھے حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا وہ اسواسطے آیا کہ انکو متزلزل کرے اور خوف انکے دلوں میں ڈالدے پس حضرت نے
انکے قلعہ کا محاصرہ کیا بعضی پچیس روز کہتے ہیں یہانتک کہ وہ تنگ ہوگئے اور حیی بن اخطب نے انکو کہا کہ اے قوم دیکھو کہ بلا تم پر نازل ہوئی اور تم انکا سامنا
اور میں تمسے کہتا ہوں کہ تین کاموں میں سے ایک کام کرو ایک یہ کہ ہم ایمان لاویں اور انکو رسول برحق جانیں کیونکہ تم پر واضح ہوگیا ہے کہ وہ پیغمبر خدا کا ہے اور انکے
اوصاف توریت میں لکھے ہیں اور تمنے سنے ہیں انکے یاروں نے کہا کہ ہم ہرگز ان پر ایمان نہ لاینگے اور ہم اپنے دین کو نہ چھوڑینگے حیی بن اخطب نے کہا کہ اگر یہ نہیں
تو دوسرا امر یہ ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرو اور قلعہ سے باہر نکلکر انسے جنگ کرو اگر فتح ہمارے نام ہوئی تو زن و فرزند بہت سے
ہو جاوینگے اور اگر فتح انکو ہوئی تو ہم بدنامی اور ننگ سے نجات پاوینگے انکے یاروں نے کہا کہ ان گناہوں کو ہم کیونکر کریں اور یہ کسطرح ممکن ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنی
زن و فرزند کو ماریں ہمارا یہ کام نہیں کیونکر کرینگے حیی بن اخطب نے کہا کہ تیسرا امر یہ ہے کہ آج کی شب شنبہ ہے اور محمد اور انکے اصحاب جانتے ہیں کہ شب
شنبہ میں کسی کام کو اختیار نہیں کرتے ہیں اس سبب سے وہ بھی غافل ہونگے اور ہم یکبارگی ان پر حملہ کریں شاید کہ کام ہمارا انجام پاوے انکے یاروں نے کہا کہ ہم شنبہ کی
حرمت کو ہرگز نہیں توڑ سکتے اور خلاف طریقہ باپ دادا کے نہیں کر سکتے کہا کہ آج کی شب ہوشیار رہو کل کو دیکھا جائیگا کہ کیا ہوتا ہے دوسرے روز
انہوں نے اپنا قاصد رسول خدا صلعم کے پاس بھیجا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیجو تاکہ کچھ باتیں ہم انسے کریں اور مشورہ کریں حضرت نے ابولبابہ کو
انکے پاس بھیجدیا جب ابولبابہ انکے قلعہ میں داخل ہوئے تو عورتیں اور لڑکے انکے پاس آئے اور زار زار روتے تھے اور نہایت بیقرار تھے ابولبابہ کا دل انپر نرم ہوا
ابولبابہ سے کہنے لگے کہ ہمارے واسطے کیا صلاح ہے کہ ہم محمد کے حکم پر قلعہ سے باہر آئیں کہا کہ کیا مضائقہ ہے اور ہاتھ سے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ اگر باہر نکلوگے تو تمکو مار ڈالینگے
اور بعد اسکے ابولبابہ پشیمان ہوکر کہ میں نے کیوں اشارہ کیا کہ خدا اور رسول کی تونے خیانت کی آنحضرت رسول خدا کے پاس نہ گئے اور مدینہ میں جاکر مسجد نبوی کے ستون
سے اپنے تئیں باندھا اور کہا کہ ہمکو کوئی نہ کھولے جبتک کہ رسول خدا انکو نہ کھولینگے اور رسول خدا کے پاس خبر گئی تو حضرت نے پوچھا کہ ابولبابہ کہاں ہے لوگوں نے انکا حال
بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اسکے واسطے استغفار کرتا اور اب میں اسکے ہاتھوں کو نہیں کھولتا جبتک کہ خدا اسکی توبہ قبول کرے اور بعد چند روز
کے خدا تعالیٰ نے توبہ انکی قبول کی اور جبرئیل صبح کے وقت نازل ہوا اور رسول خدا کو خبر دی کہ توبہ ابولبابہ کی قبول ہوئی اسوقت حضرت ام سلمہ کے حجرہ میں
رونق افروز تھے ام سلمہ نے جو دیکھا کہ رسول خدا کو خوشی ہوئی عرض کی کہ یا رسول خدا ہمیشہ دندان مبارک خنداں ہوں کس سبب سے آپ نے تبسم کیا ہے فرمایا کہ

اپنی شناخت پر رکھیگا نہ پہچانیگا جیسے کہ ملاقات کریگا سلطنت انکی تھا تاب نہیں تیغ کی کہ جب یہ سنکر کہا الٰہی محمد یہ اسی طرح ہو اگر یہ ہوئی مجھکو واسطے ایک کے جو قتل
قتل کے زاری کی تو میں ایمان لاتا اور تیری تصدیق کرتا اور لیکن اب تو میں تیرا دشمن ہوں اپنے دین پر ہوں اسی دین پر زندہ رہونگا اور اسی دین پر مرونگا سو نبی صلعم نے
فرمایا کہ اسکے ہاتھ لیجا کر گردن مارو اسکو بھی قتل کیا خندق میں ڈال دیا یہانتک کہ سب قتل کر ڈالے اور بعد قتل کے انکا مال تقسیم کیا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو
ایک حصہ اور خمس نکالا اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے انکی عورتوں اور بچوں کو نجد کی طرف روانہ کیا اور وہاں انکو فروخت کیا اور انکی قیمت سے ہتھیار اور گھوڑے
خریدے اور حضرت کے پاس خیمہ میں لے آئے اور سعد بن معاذ کو جنگ خندق میں ایک تیر لگا تھا رگ ہفت اندام میں اسکے زخم کے صدمہ سے انہوں نے وفات پائی سو نبی صلعم نے اور
حضرت کے صحابہ نے اُنپر گریہ کیا اور فتح بنی قریظہ کی آخر ذیقعدہ سن پانچ ہجری میں ہوئی اور جنگ خندق شوال سن پانچ ہجری میں واقع ہوئی تھی خدا تعالیٰ
شمار کرتا ہے نعمتوں اپنی کو اور بنی قریظہ سے فتح کی خبر دیتا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ اور نازل کیا خدا نے اور نیچے اتارا ان لوگونکو کہ
ظَاهَرُوهُمْ مدد کی انہوں نے لشکر کی ابو سفیان و غطفان وغیرہ سے مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اہل کتاب میں سے گروہ بنی قریظہ میں
جنہوں نے مدد کی تھی انکی اور نیچے اتارا انکو خدا نے مِنْ صَيَاصِيهِمْ قلعوں انکے سے وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ اور
ڈالا بیچ دلوں انکے رعب کو یعنی ہیبت اور خوف کہ فَرِيقًا ایک فرقہ کو یعنی مردونکو تَقْتُلُونَ قتل کرتے تھے تم وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا
اور قید کرتے تھے تم ایک فرقہ کو یعنی عورتوں اور لڑکونکو وَأَوْرَثَكُمْ اور وارث کیا خدا نے تمکو أَرْضَهُمْ زمین انکی کا یعنی کھیتی اور سکنی کا
وَدِيَارَهُمْ اور گھروں انکے کا اور قلعوں انکے کا وَأَمْوَالَهُمْ اور مالوں انکے کا نقد اور جنس اور مویشی کا وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا
اور اس زمین کا کہ نہیں قدم رکھا ہے تمنے اس پر اور اس زمین پر تمہارا قدم نہیں گیا ہے جیسے کہ زمین خیبر اور فارس اور روم بلکہ ہر زمین کہ مسلمانوں کے تصرف
میں آئی ہی وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا اور ہے خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا پس چاہتی ہے کہ قادر ہے فتح شہروں پر
واسطے غلاموں سرور کائنات اور تابعداروں سید عالم کے اور منقول ہے کہ جسوقت سو نبی صلعم خیبر کو فتح کرچکے تھے اور خزانہ آل ابی الحقیق کا ہاتھ لگا تو
حضرت کی بیبیوں نے کہا کہ جو کچھ تیرے ہاتھ لگا ہے وہ ہمکو دو حضرت نے فرمایا کہ وہ تو نبی مسلمانوں پر تقسیم کردیا موافق حکم خدا کے یہ سنکر سب نے حضرت پر غصہ کیا اور
کہا کہ کیا تو یہ جانتا ہے کہ اگر ہمکو تو طلاق دیگا تو پھر ہماری قوم میں سے ہمکو کوئی شوہر نہ ملیگا پس غیرت دلائی خدا نے پیغمبر اپنے کو اور حکم کیا کہ انسے کنارہ کر
پس کنارہ کیا انسے سو نبی صلعم نے اور قسم کھائی ایک مہینہ تک اُم ابراہیم میں انتیس دن رہے یہانتک کہ بیبیونکو حضرت نے خیر دیا اور بعد اسکے یہ آیت
نازل ہوئی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر قُلْ لِأَزْوَاجِكَ کہہ تو واسطے بیبیوں اپنی کے إِنْ كُنْتُنَّ
تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا اگر ہو تم چاہتی یعنی زندگانی دنیا کو یعنی اسکی نعمتونکو اور زیادہ طلب کرتی ہو دنیا کو وَزِينَتَهَا اور آرایش
دنیا کو کہ پہناکریں نفیس اور زیور گرانقیمت تم چاہتی ہو تو فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ پس آؤ تم کہ متعہ اور فائدہ دوں تمکو جیسے کہ طلاق
دیکے عورتوں کو دیتے ہیں اور متعہ کی تحقیق تفصیل سے سورہ بقرہ میں گزر گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے تمام مہر ہے وَأُسَرِّحْكُنَّ اور
رخصت کروں تمکو سَرَاحًا جَمِيلًا رخصت کرنا اچھا کہ طلاق دوں بغیر ایذا اور جھگڑے کے جو درمیان زوجہ اور شوہر کے ہوتا ہے وَإِنْ
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ اور اگر ہو تم کہ چاہتی ہو رضامندی خدا کو وَرَسُولَهُ اور رسول اسکے کو وَالدَّارَ الْآخِرَةَ اور خانہ آخرت کو تو
فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا نے أَعَدَّ تیار کیا ہی لِلْمُحْسِنَاتِ واسطے نیکی کرنیوالوں کے مِنْكُنَّ تم میں سے جو کوئی کہ دوسرے کو
اختیار کرے أَجْرًا عَظِيمًا اجر بڑا کہ مال دنیا کا اسکے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے بعد نازل ہونے اس آیت کے رسول صلعم نے سب بیبیونکو
بلا کر جمع کیا اور یہ آیت انکو پڑھ سنائی اور انکو اختیار دیا پہلے سب سے ام سلمہ کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے تو خدا کو اور اسکے پیغمبر کو اختیار کیا اور
بعد انکے سب بیبیاں کھڑی ہوئیں اور سب نے کہا کہ ہمنے خدا اور رسول کو اختیار کیا اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ ترجی من تشاء منهن اور کہا
مفسرین نے کہ سبب اس آیت کے نازل ہونے کا یہ ہے کہ حضرت کی بیبیاں حضرت سے مقدور سے زیادہ کھانا اور لباس وغیرہ طلب کرتی تھیں اور رسول خدا کھانے اور پہننے کے

نہیں ہے بلکہ خدا کی اور اسکے پیغمبر کی فرمانبرداری ہے فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ پس نرمی کرو تم اور نہ پست کرو تم آواز کو ساتھ بات کے یعنی
جس وقت تم کسی سے بات کرو تو نرم آواز سے بات نہ کرو جیسے کہ طریقہ اور عورتوں کا ہے کہ بیگانہ مردوں کی طرف رغبت کرتے ہیں اور رجھاتے ہیں فَيَطْمَعَ
الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اسکے کے بیماری ہے بدکاری کی کہ تمہاری بات کو سُنکر اسکا دل تمہاری طمع کرے اور اسکی
طبیعت شاید ہو وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا اور کہو تم بات نیک کہ دور ہو شائبہ تہمت سے کہ آواز تمہاری نہ اکڑ اور نرمی سے ہو جس وقت تم کسی سے
بات کرو اور ایسی ہی مومنین کی عورتوں کو چاہیے کہ اپنی آواز نرم دوسرے مرد کو جو کہ اپنا نہ ہو نہ سنائیں بلکہ بے ضرورت آواز مطلق مرد بیگانہ کو نہ سنائیں
اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو بعضے کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی انکے دروازہ پر آواز دیتا اور مرد دوسرا اُسوقت گھر میں نہ ہوتا تو وہ منہ پر اپنے اُنگلی
رکھکے بڑی سختی اور مکروہ آواز سے جواب دیتی تھیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ اور ٹھیری رہو تم بیچ گھروں اپنے کے اور وقر سے
ہے جو عورتوں پیغمبر کی اور بے ضرورت گھر سے باہر نہ نکلو منقول ہے کہ سودہ زوجہ پیغمبر خدا کو لوگوں نے کہا کہ تو حج اور عمرہ کیوں نہیں ادا کرتی جیسے کہ اور لوگ
کرتے ہیں فرمایا کہ ایکبار مجھپر واجب تھا بجا لائی اور اسکے بعد حج اور عمرہ میرا یہ ہے کہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ اور
ارادہ میرا وہ ہے کہ پاؤں اپنا اس حجرہ سے کہ جسمیں رسول خدا صلعم مجھکو بٹھا گئے ہیں باہر نہ نکالوں یہانتک کہ مر جاؤں پس جنازہ ہی اسکا حجرہ سے باہر نکلا اور
وہ اپنی زندگی میں حجرہ سے نہ نکلی اور اس کلام میں اسکو کنایہ ہے طرف عائشہ کے کہ اُنہوں نے مخالفت کی حکم خدا کی اور اونٹ پر سوار ہو کر واسطے جنگ علی بن ابیطالب علیہ السلام
کے باہر نکلی اور مقابلہ میں آئی اور بعد اسکے خچر پر سوار ہو کر باہر نکلی اور حسن بن علی علیہما السلام کے جنازہ پر تیر لگوائے اور ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم
کہ تحقیق یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ کا تھا بعد موسیٰ کے اور تین برس زندہ رہا اور صفورا بنت شعیب زوجہ موسیٰ نے یوشع سے لڑائی کی اور فوج ہمراہ لیکر اُسپر
یوشع پر چڑھائی کی اور کہا کہ خلافت کی حقدار میں ہوں اور بہت جنگ کی کہ اُسمیں بہت آدمی مارے گئے اور قریب ہے کہ دختر ابو بکر چڑھائی کرے علی پر کئی ہزار
آدمی ہمراہ لیکر میری اُمت کے لوگوں میں سے اور یہی لڑائی کریگی کہ بڑا فتنہ پڑیگا اور حضرت صادق علیہ السلام سے مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ کی تفسیر میں منقول ہے کہ
مراد فاحشہ سے خروج کرنا ہے تلوار لیکر اور قرن کو اہل مدینہ نے بفتح قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے قاف کے کسرہ سے وَلَا تَبَرَّجْنَ اور ظاہر مت کرو تم زینت کو
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ظاہر کرنا جاہلیت پہلے کا سا کہ وہ زمانہ کہتے ہیں داؤد اور سلیمان کا تھا کہ اُس زمانہ میں عورتیں بے دوخت سیا ہوا کپڑا پہنتی
تھیں اور عضو اُنکے ظاہر ہو جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ حضرت ابراہیم کا تھا کہ اُس زمانہ کی عورتیں اپنے لباس میں موتی ٹانکتی تھیں اور مردوں پر اپنی زینت کو
ظاہر کرتی تھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ ادریس سے نوح تک تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ آدم سے نوح تک تھا اور کہتے ہیں کہ مراد تبرج سے یہ ہے کہ عورت اپنی اوڑھنی سر پر
ڈالتی تھی اور بدن کو اُس سے نہیں ڈھانپتی تھی کہ سینہ اور گلوبند اور زیور اسکا پوشیدہ ہو جاتا اور بعضے کہتے ہیں کہ جاہلیت اولیٰ سے مراد قبل اسلام ہے اور جاہلیت اُخریٰ
فسق و فجور ہے اسلام میں اور جاہلیت سے پہلے خروج کرنا صفورا زوجہ حضرت موسیٰ کا ہے یوشع بن نون پر اور جاہلیت کے آخر خروج کرنا عائشہ کا ہے علی بن ابیطالب
علیہ السلام پر وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ اور قائم کرو تم نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتی رہو اسکو اسکے وقتوں پر کہ اصل عبادت بدنی کی ہے وَآتِينَ الزَّكَاةَ اور دو تم
زکوٰۃ کو اور تمکو پیغمبر کی کہ اصل عبادت مالی کی وہ ہے وَأَطِعْنَ اللَّهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی تمام حکموں میں وَرَسُولَهُ اور پیغمبر اسکے کی ہر امر میں
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے خدا لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ تاکہ لیجاوے تم سے ناپاکی کو گناہ سے أَهْلَ الْبَيْتِ
اے اہلبیت وَيُطَهِّرَكُمْ اور پاک کرے تمکو گناہوں سے تَطْهِيرًا پاک کرنا یعنی اے اہلبیت پیغمبر ارادہ الٰہی متعلق ہوا ہے اس امر پر کہ تمکو گناہوں
اور خطاؤں سے دور کرے تاکہ صغیرہ اور کبیرہ سے تم پاک ہو جاؤ یہ آیت باجماع اہلبیت رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی شان میں نازل
ہوئی ہے اور کثیر روایتیں اہلسنت کی بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں الجمع بین الصحیحین میں عائشہ سے منقول ہے اور صحیح ابو داؤد اور موطا
مالک میں انس سے اور مسند احمد حنبل میں ام سلمہ سے اور تفسیر ثعلبی میں ابو سعید خدری سے اور سوا اسکے بہت کتابوں میں اہلسنت کی مذکور ہے کہ یہ آیت شان میں
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے اور مسند احمد حنبل میں ہے کہ عطا بن رباح کہتا ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا کہ ایک روز فاطمہ ہمراہ لیے

مٹی کی ہانڈی میں کھانا پکایا تھا اور وہ کھانا پکا کر رسول خدا صلعم کے پاس لائیں اور اس وقت رسول خدا ام سلمہ کے گھر میں تھے فاطمہ زہرا وہ کھانا حاضر کیا تو رسول خدا
نے فرمایا کہ جاؤ اور بلا لاؤ علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جاکر سب کو پاس لائیں تاکہ سب ہمراہ یہ کھانا کھائیں جس وقت وہ حاضر ہوئے تو پانچوں بزرگوں نے جمع ہو کر
وہ کھانا تناول فرمایا جبرئیل خداوند جلیل کے پاس سے یہ آیت لیکر نازل ہوئے تب جناب رسول خدا نے چادر اپنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام پر ڈالی
اور فرمایا کہ خداوندا یہ ہیں اہلبیت میرے اور خاص میرے خداوندا ان سے دور کر ناپاکی کو گناہ ہو یا کچھ اور جس وقت کہ یہ وہ دعا حضرت سے سنی تو بیبی نے کہا یا رسول خدا
میں بھی تم ہی میں سے ہوں فرمایا کہ تو بھی خیر پر ہے لیکن اہلبیت میں نہیں ہے اور یہ حدیث جامع الاصول میں ہے جو کہ جامع صحاح ستہ کی ہے اور دوسری روایت
ام سلمہ سے ہے کہ میں نے بھی چادر کا گوشہ پکڑ کر داخل ہونا چاہا اور کہا کہ میں بھی تمہیں میں سے ہوں رسول خدا صلعم نے چادر کو میرے ہاتھ میں سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ تو
خیر پر ہے یعنی لیکن اہلبیت میں سے نہیں ہے اور ثعلبی نے عبد اللہ بن جعفر طیار سے روایت کی ہے اور آخر میں اس حدیث کا یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ خداوندا میرے
واسطے اہل ہوتے ہیں اور یہ چاروں اہل میرے ہیں پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی پس وہ جو رسول خدا سے کہا کہ یا رسول خدا میں داخل ہو جاؤں تم میں فرمایا کہ
تو اپنی جگہ ہی تو خیر پر ہے یعنی اہلبیت میں سے نہیں ہے اور ثعلبی نے صحیح روایت کی ہے کہ ایک روز میں اپنی ماں کے ہمراہ عائشہ کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ کیا تو
کہ روز جنگ جمل خروج کیا تم نے اور باہر ہو گئی تو حکم الٰہی ہے کہ فرمایا ہے وقرن فی بیوتکن عائشہ نے کہا کہ وہ قضا و قدر الٰہی سے تھا اور پھر پوچھا عائشہ سے
علی کے حال سے پوچھا کہا تو مجھ سے اس شخص کا حال پوچھتا ہے جس کو سب آدمیوں میں زیادہ رسول خدا دوست رکھتے تھے اور اس شخص کی زوجہ کا جسکو سب سے
زیادہ دوست رکھتے تھے اور قسم ہے خدا کی دیکھا میں نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو کہ رسول خدا صلعم نے چادر میں لیا اور ان کے سر پر ڈالا
اور فرمایا کہ خداوندا یہ ہیں اہلبیت میرے اور یگانہ میرے پس ناپاکی کو ان سے دور کر اور ان کو پاک اور پاکیزہ کر تو آلودگی سے عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول خدا
میں تیری اہلبیت میں سے ہوں فرمایا کہ دور رہو کہ تو میری اہلبیت میں نہیں ہے اور صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یاد دلاتا ہوں میں
تم کو خدا کو بیچ اہلبیت اپنی کے یعنی زید بن ارقم سے پوچھا کہ اہلبیت اسکی کون ہیں کیا عورتیں اسکی ہیں کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی تحقیق عورت ہوتی ہے ہمراہ
مرد کے ایک زمانہ تک پھر طلاق دیتا ہے اسکو تو وہ عورت اپنے باپ اور قوم کے گھر چلی جاتی ہے اور اہلبیت اسکی وہ ہیں کہ جو رشتہ دار اور قرابتی اسکی ہیں جن پر صدقہ
حرام ہے اور صحیح داؤد اور موطاء مالک میں انس نے روایت کی ہے کہ جس وقت رسول خدا صلعم واسطے نماز صبح کے نکلتے تھے تو فاطمہ کے دروازہ پر آواز دیتے
بعد نازل ہونے اس آیت کے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز صبح کو ادا کرو تم ہی اہلبیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یہ حال روایات
اہل سنت کا اور اس آیت میں انما کلمہ حصر کا ہے اور بیت سے مراد بیت نبوت اور رسالت ہے نہ خانہ ازواج اور اہلبیت رسول خدا کی تعیین فرمادی کہ وہ علی
اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام ہیں اور رجس ناپاکی سے مراد ناپاکی گناہ ہونے کی ہے چنانچہ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ناپاکی کو یعنی دور کرے
تم سے گناہ ہونے کو اور پاک کرے تم کو یعنی پہنا دے تم کو خلعت کرامت کا اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ یہاں استعارہ کیا ہے واسطے گناہ ہونے ناپاکی کو اور
واسطے تقویٰ کے تطہیر کو اور مجمع جو لغت کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ تطہیر کے معنی پاک کرنا ہے ہر گناہ اور بدی سے اور راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ تطہیر جسم میں
ہے اور اخلاق اور افعال میں سب میں کہی جاتی ہے فرمایا خدا تعالیٰ نے وثیابک فطہر یعنی اور کپڑے اپنے کو پس پاک کر تو میل اور نجاست سے غسل کر وہ اور پیشاب اور
خون سے یہاں مراد پاک کرنا جسم یا کپڑے کا نجاستوں سے ہے اور فرمایا خدا تعالیٰ کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور ظاہر ہے کہ یہاں
ارادہ پاک کرنے کپڑے اور بدن کا نہیں ہے نجاستوں سے بلکہ یہاں پاک کرنا نفس کا ہے جسکے سبب سے مراد ازواج اور تعریف کا ہے اور لفظ اہلبیت کا اگرچہ عام
سب کو گھر کے شامل تھا لیکن جس وقت رسول خدا نے خاص کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہیں اہلبیت میرے اور کوئی تو سوائے ان چار بزرگوں کے اور سب خارج ہو گئے اور یہی
اہلبیت میں داخل ہیں پس ثابت ہوئی اس سے عصمت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی اگرچہ کوئی متعصب انصاف کو بھی چھوڑ کر لیکن بعض علماء اہلسنت کی عادت
ہے کہ اہلبیت کے فضائل کے ناقص کرنے اور ضعیف کرنے اور وضع کرنے کا اس خیال سے کر لیا ہو کہ فضیلت انکی ثابت کی فضیلت سے زیادہ ہو جاوے لوگ کہتے ہیں کہ
یہ آیت رسول خدا صلعم کے بیبیوں کی شان میں ہے اور اہلبیت سے مراد بیبیاں حضرت کی ہیں اور حال یہ ہے کہ کوئی وجہ ایسی نہیں ہے کہ جس میں بیبیاں مذکور ہوں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہو کہ یہ

آیت سوری عورتوں کی شان میں نازل ہوئی ہے ایک تو یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ غلام ابن عباس کا بازار میں آواز دیتا پھرتا تھا کہ یہ آیت پیغمبر کی عورتوں کے
حق میں نازل ہوئی ہے اور اہلسنت کی کتابوں سے تعلیب الملکا نے کتابوں میں نقل کیا ہے کہ عکرمہ خارجی اور دشمن اہلبیت علیہم السلام کا تھا پس جب اسکا ایسا حال ہے
وہ دشمن ہے اہلبیت کا اور باوجود اسکے وہ بھلا مانس بھی نہیں ہے بلکہ وہ غلام ہے ابن عباس کا تو وہ کیونکر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی شان میں
اس آیت کو کہیگا اسپر تو لازم ہو گیا ہے کہ عداوت کی اور بدذاتی کی جہت سے ازواج رسول کی شان میں کہے اور دوسری روایت جو ابن عباس کی طرف
منسوب کرتے ہیں وہ بھی اسی غلام ہی نے تصنع کی ہوگی کہ مخالف روایات معتبرہ کے ہے اور سوائے اسکے یہ روایات شاذہ مثل روایات صحاح ستہ مثل بخاری
اور ترمذی اور جامع الاصول کے کہ جو سنیوں کی ہیں انکی روایتوں کی مخالف دوسری کتابوں کی روایتیں اہلبیت کے نزدیک اصلا معتبر نہیں ہیں لیکن تعجب ہے علماء
اہلسنت سے کہ عائشہ اور ام سلمہ اور زینب ازواج رسول اور انس اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم و غیرہ کہ اصحاب رسول ہیں انکی روایتوں سے چشم پوشی کرکے
ایک غلام دشمن اہلبیت کی روایت پر عمل کرتے ہیں ان لوگوں کا دستور ہے کہ اگر ایک شخص معتبر اہلبیت کی فضیلت کو بیان کرے اور دوسرا اسکے مقابلہ میں
نہایت غیر معتبر ہو اور اہلبیت سے عداوت بھی رکھتا ہو اور وہ اس روایت کا ضعیف ہونا اگر ہے تو اسکے ضعف پر عمل ہوگا اور اس معتبر کی روایت کا اعتبار نہ کرینگے
اور صحیح صواعق محرقہ میں زید بن ارقم کا قول ہے کہ ازواج حضرت کی اہلبیت میں سے نہیں ہیں بلکہ اہلبیت وہ لوگ ہیں کہ صدقہ جنپر حرام تھا اور اہلبیت کا لفظ عام
ہے کہ بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اور زوجہ کو باعتبار ظاہر کے سب کو شامل ہے اور نساءکم میں نساء کا لفظ ظاہر میں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مراد اس سے زوجہ ہو
نہ اور کوئی پس جس وقت کہ آیۂ نساءنا و نساءکم میں صاف و نساء کے لفظ سے جو کہ مخصوص ازواج کیواسطے تھا اور ظاہر میں ازواج ہی پر دلالت کرتا تھا یہاں حضرت کی
مراد نہ ہوئیں اور وہاں بھی فاطمہ زہرا ہی مقصود ہے تو اہلبیت کے لفظ عام سے کہ گھر کے سب آدمی اس سے سمجھ میں آتے ہیں یہاں حضرت کی کیونکر ارادہ کیجائینگی
اور یہ کیونکر ظاہر ہے کہ رسول خدا صبح کیوقت جسوقت فاطمہ زہرا کے دروازہ پر پہنچتے تو آواز دیتے کہ الصلوۃ اہل البیت انما یرید اللہ الآیہ پس اگر یہاں حضرت
کی اہلبیت میں ازواج بھی تھیں انکے دروازہ پر بھی آواز کرتے کہ الصلوۃ اہلبیت اور مراد جس سے اس آیت میں تو ناپاکی ظاہری ہے یا ناپاکی گناہوں کی یا ناپاکی
ظاہری مثل پیشاب اور خون کے تو ہو نہیں سکتی اسواسطے کہ جو حضرت کی ازواج تھیں وہ اور عورتیں آلودہ تھیں کہ خدا انکو پاک کرے پس مراد اس سے ناپاکی باطنی ہے کہ
وہ معاصی صغیرہ اور کبیرہ ہیں ان سے پاک ہونا گناہوں سے دلالت کرتا ہے معصوم ہونے پر اور ازواج کے معصوم ہونے کا کوئی قائل نہیں ہے مسلمانوں کے فرقوں میں سے
اور کیونکر معصوم ہوں وہ عورتیں کہ جو باغی ہوئی ہوں اور خروج کیا انہوں نے امام زمانہ پر اور سبب نہ پہچاننے امام زمانہ کے جاہلیت کی موت انکو حاصل ہوئی ہو
پس ازواج کسیطرح مراد نہیں ہو سکتیں اس آیت سے اور نہیں ہیں مگر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کہ جنسے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اور یہ جو کہتے
ہیں کہ آیۂ تطہیر کے قبل اور بعد ازواج کا ذکر ہے اسواسطے تطہیر میں بھی وہی مراد ہونگی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو ترتیب ان آیتوں کی موافق نزول کے نہیں ہے کہیں کی آیت
کہیں لکھ کر ڈالدی ہے اور ہم نے تسلیم کیا کہ یہ آیتیں اسیطرح نازل ہوئی ہیں لیکن بہت جگہ قرآن کو کہ تمام قرآن اسطرح کے آیتوں سے پر ہے یعنی ایک مطلب بیان ہونا
شروع ہوا اور بعد اسکے دوسرا مطلب اسکی تفسیر شروع ہوا اور اسکے بعد پھر وہ پہلا مطلب مذکور ہوا ایسا قرآن میں بہت ہے اسیطرح یہ بھی ہے اور تطہیرکم میں کم کی ضمیر صریح
دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے ازواج نہیں ہیں اگر ازواج مراد ہوتیں تو جیسے پہلی اور پچھلی آیتوں میں جمع مونث کی ضمیر آئی ہے یہاں بھی آتی اور یہ کہنا کہ ضمیر
کم کی بلحاظ لفظ اہل کے آئی ہے چنانچہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ لکھتے ہیں کہ یہ نہایت ہیچ اور برخلاف تحریر جمیع مفسرین کے ہے سوائے اسکے کہ اکثر مفسرین اس کم کی ضمیر ہی
کے ملاحظہ سے اہلبیت اہل عبا کو کہتے ہیں اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ بلحاظ لفظ اہل تو جمع مذکر ہو اور مراد اس سے جمع مونث ہو اور آیۂ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ
علیکم اہل البیت انہ حمید مجید میں علاوہ مونث واحد تعجبین سے طرف علیکم جمع مذکر کے نہیں ہے اور نہ مونث واحد کو جمع مذکر کی صیغہ میں بیان کیا ہے بلکہ علیکم میں خطاب
طرف حضرت ابراہیم و غیرہ انکی اہلبیت کے ہے اور سارہ بھی انمیں داخل ہے لیکن سارہ انکی اہلبیت میں اسواسطے داخل ہے کہ وہ انکی خالہ کی یا چچا کی بیٹی تھیں نہ زوجہ ہونیکی
جہت سے اور اتعجبین میں خطاب فقط سارہ کیطرف تھا اور اس آیت کے بھی ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت پیغمبر آخر الزمان کی اہلبیت
کی شان میں تھی اور وہ آیت اسیطرح تھی کہ اتعجبین من امر اللہ انہ حمید مجید لیکن جامع قرآن کو مشتبہ ہو جانیکی وجہ سے حضرت سارہ کے ذکر میں ڈالدیا ہے جیسے کہ ازواج

رسولخدا کے ذکر میں آیت تطہیر کو داخل کر دیا ہے ملتبس ہونیکے واسطے اور یہ آیت کہ ضمیر مؤنث واحد کی کیونکر مطابق ہوگی ضمیر جمع مونث کو کہ مخالف فصاحت کے ہے اور
مؤنث واحد کو جمع مذکر کے صیغہ سے بیان کرنا کہیں نہیں آیا اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر تنہا نازل ہوئی ہے اور ان پہلی و پچھلی آیتوں کے درمیان میں
نازل نہیں ہوئی ہے جامع قرآن نے ان آیتوں کے بیچ میں اس آیت کو ڈال دیا ہے پھر ازواج سے اس آیت کو کیا تعلق ہے اور بیت سے مراد ازواج کا بیت نہیں ہو سکتا
ہے واسطے کہ پہلی اور پچھلی آیتوں میں بیوت ہے بصیغہ جمع کا لفظ اگر ازواج کیواسطے ہوتا تو یہاں بھی جمع کا صیغہ ہوتا تاکہ مطابق ہوتا پہلی اور پچھلی آیتوں کے بس مراد
بیت سے بیت نبوت ہے نہ بیت کل ازواج اور روایات کثرت سے دلالت کرتی ہیں کہ بیت ازواج اس سے مراد نہیں ہے اور ابو القاسم حسکانی نے جابر سے روایت کی ہے
چنانچہ فرماتے ہیں جابر کہ آیہ تطہیر جس وقت رسولخدا پر نازل ہوئی تھی اس وقت حضرت کے حجرہ میں حضرت کے پاس سوا علی و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کے کوئی
نتھا پس حضرت نے فرمایا خداوندا ان لوگوں سے ہے اور اس وقت یہی اہلبیت اطہار تھے ازواج آپکی نہ داخل تھیں اور کتب روایات میں آیا ہے کہ یہ تطہیر پنجتن کی شان میں ہے
اور رسولخدا کے ارشاد کو ترک کر کے اپنی رائے کو دخل دینا اور اپنی طرف سے ایک مضمون ایجاد کرنا قابل التفات نہیں ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ آیہ تطہیر فقط ازواج کے
شان میں ہے اور علی اور فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کو رسولخدا نے اپنی دعا کی وجہ سے داخل کیا ہے یہ قول نہایت لچر اور ردی ہے اور یہ قول اسی شخص کا ہے
مخالف جس کا مفسر ہے اور دعا حضرت کی اس امر پر ثابت نہیں ہے اور اگر دعا تھی تو یہ ہے کہ یہ لوگ اہل ہیں اہلبیت میری اور کوئی انکے واسطے جو
وعدہ کیا ہے انکو وفا کر اور صاحب قول مستحسن کہ سنی ہے وہ بھی صاحب تفسیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ لکھتا ہے اور دعا حضرت کی واسطے دور کرنے نجاست کی ہے نہ
واسطے داخل کرنے ان چاروں بزرگوں کی اہلبیت میں اور اس مسئلہ کو جو عباس میں داخل نہیں کیا ہے واسطے کہ وہ اہلبیت میں نہ تھے اگر کہ وہ اہلبیت میں سے
تھے اور انکو داخل کرنا تحصیل حاصل کی ہوتی تھی اور نہ سب اقارب حضرت کے اہلبیت میں داخل ہیں اور نہ سب کے واسطے دعا کی تھی بلکہ یہی چار شخص ہیں
کہ جنکو عبا میں لیا تھا اور یہی چاروں بزرگ سوا پیغمبر کے ہیں اور کوئی اور یہاں نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالی کسی چیز کا ارادہ کرے اور پھر وقوع میں نہ آئے
خدا تعالی کا فرمانا لغو نہیں ہے کہ کسی چیز کو کہے کہ میں ارادہ کرتا ہوں اور پھر اسکو نہ کرے اور سوا اسکے یہ مقام مدح کا ہے اور یہ قول لا کہتا ہے کہ تطہیر سے ارادہ فقط
ارادہ کرنا ہے نہ کچھ مدح اور تعظیم نہیں ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ آل عبا تو پاک تھے انکو خدا نے کیا پاک کریگا اور اگر ازواج کیواسطے بھی ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ پہلے وہ
ناپاک تھیں کہ اب خدا تعالی انکو پاک کرتا ہے اور یہ لوگ تطہیر کے معنی ہی نہیں سمجھے اسواسطے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ طہارت پر ثابت رکھے انکو جیسے کہ اہدنا الصراط
المستقیم ہے یعنی ثابت رکھ تو ہمکو راہ سیدھی پر اور طہارت نجاست سے بھی ہوتی ہے اور معاصی سے بھی ہوتی ہے اور ایک معنی ہر جگہ مراد نہیں ہو سکتی اس
مقام کو دیکھنا چاہئے کہ یہاں کونسی معنی مناسب ہیں غرض یہ ہے کہ باوجود منقول ہونے اکثر احادیث کے شان میں آل عبا کے پھر جو اس میں اختلاف کرتے ہیں تاکہ
یہ فضیلت آل رسول کیواسطے ثابت نہ ہو بلکہ ازواج کیواسطے ہو اس میں ان لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں ہے بجز اسکے کہ آل رسول فضیلت میں بڑھنے نہ پاویں اور
عصمت انکی ثابت نہ ہو کہ وہ دلیل ہو جاتی انکی خلافت اور امامت کیواسطے اور لوگ انکو خلفا سے زیادہ بزرگ جاننے لگیں لیکن انکی وہی تاویلیں کرنے سے
کچھ نہیں ہوتا اور چاند پر خاک ڈالنے سے چاند پوشیدہ نہیں ہوتا یہی ہے اہلبیت کا ذکر ہوگا تو اس سے مسلمان آل عبا کو سمجھینگے نہ ازواج پیغمبر صلعم کو جس قدر یہ کوشش کرتے
ہیں آل رسول کی فضائل کے گھٹانے میں اسیقدر خدا انکی فضائل کو روشن کرتا ہے اور اسکے بعد خدا تعالی پھر ازواج پیغمبر کیطرف خطاب کرتا ہے کہ **واذکرن**
اور یاد کرو تم اے عورتو پیغمبر کی **ما یتلی فی بیوتکن** آنچیز کو کہ پڑھی جاتی ہے بیچ گھروں تمہارے سے **من آیات اللہ** آیتوں
خدا کی سے **والحکمۃ** اور حکمت کی باتوں سے یعنی وہ کتاب پڑھی جاتی ہے جو کہ شامل ہے دونوں امر و نہی کو اور یا احکام ان ہمیشہ بعض نصیحت اور نیک
انکی باتوں سے نصیحت پکڑو **ان اللہ** بتحقیق کہ خدا **کان لطیفا** ہے لطف کرنیوالا انکو **خبیرا** خبردار تمہاری گفتار اور کردار
سے اور تدبیر کرنیوالا ہے اسکی کہ جس میں تمہاری صلاح ہے اور لکھتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس اپنے شوہر جعفر طیار کے ہمراہ حبشہ سے مراجعت کی اور مدینہ میں آئیں
رسولخدا صلعم کی بیبیوں کے پاس آئی اور پوچھا کہ ہمارے مقدمہ میں یعنی عورتوں کے حق میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے کہا کہ نہیں سو رسولخدا کے پاس
آئی اور عرض کی کہ یا رسولخدا صلعم عورتیں بالکل نا امید ہیں اور بڑے نقصان میں ہیں حضرت نے پوچھا کہ کیوں۔ کہا کہ اسواسطے کہ قرآن میں جابجا مردوں کا ذکر ہے

اور چھوڑ تو نکا کسی آیتمیں ذکر نہیں ہے معلوم ہوا کہ ہم شمار میں نہیں ہیں اور نہ ہماری عبادت اور طاعت مقبول ہے پس خداتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ
تحقیق کہ فرمانبرداری کرنیوالے مرد وَالْمُسْلِمٰتِ اور فرمانبرداری کرنیوالیاں عورتیں وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور ایمان
لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالیاں عورتیں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے کہ جسکے ہاتھ اور زبان سے سلامت ہیں مسلمان اور مومن وہ ہے کہ
سلامت رہے ہمسایہ ایذا اوسکی سے اور نہیں ایمان لایا ہے مجھپر وہ شخص کہ شب کو سیر ہوکر سویا اور ہمسایہ اوسکا بھوکا ہو اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ایمان
معرفت اور عقد ہے دل سے اور اقرار ہے زبان سے اور عمل ہے ارکان سے یعنی بدن پر اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام تو وہ ہے کہ جسکے سبب سے
خون بچ رہتے ہیں اور امانت ادا کیجاتی ہے اور نکاح اسکے جائز ہوتے ہیں اور میراث دیتے لیتے ہیں اور ایمان وہ ہے کہ جو دل میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے
کہ ثواب ایمان پر موقوف ہے اور ایک اعرابی کی صورت میں جبرئیل رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور رسول خدا اونکو نہیں پہچانتے تھے انہوں نے رسول خدا
سے پوچھا کہ یا محمد صلعم کیا ہے ایمان فرمایا کہ عقد کرے تو خدا کا اور آخرت کے دن کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور پیغمبروں کا اور زندہ ہوکر اوٹھنے کا
بعد مرنیکے کہا کہ سچ کہا تو نے یا محمد پس کیا ہے اسلام فرمایا کہ گواہی دیوے تو اسکی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا خدا کے اور محمد بندہ اوسکا ہے اور پیغمبر اسکا ہے اور قائم کرے تو
نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو اور ماہ رمضان کے روزے رکھے تو اور بیت اللہ کا حج کرے تو کہا کہ سچ کہا تو نے یا محمد صلعم اور پھر حق تعالیٰ مرد اور عورت کا ذکر کرتا ہے
وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ اور ہمیشہ عبادت کرنیوالے مرد اور ہمیشہ عبادت کرنیوالیاں عورتیں وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ
اور راست کہنے والے مرد اور راست کہنے والیاں عورتیں بیچ اقرار میں وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالیاں
عورتیں طاعتوں اور عبادتوں پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ اور عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالیاں
عورتیں خدا کے سامنے اور خدا سے ڈرنیوالے مرد اور عورت دل سے اور اعضا سے وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ اور صدقہ دینے والے
مرد اور صدقہ دینے والیاں عورتیں اپنے مالوں سے صدقہ واجب اور صدقہ سنت اور نفل وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ اور روزہ رکھنے
والے مرد اور روزہ رکھنے والیاں عورتیں واسطے خدا کے روزہ واجب اور سنت وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ اور نگاہ رکھنے
والے مرد ستروں اپنے کو حرام سے اور نگاہ رکھنے والیاں عورتیں وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا اور ذکر کرنیوالے مرد خدا کو بہت اور کثیرا صفت
ذکر مقدر کی یعنی ذکرا کثیرا وَّالذّٰكِرٰتِ اور ذکر کرنیوالیاں عورتیں کہ بہت رات اور دن دل اور زبان سے اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کیا ہے
خدا نے واسطے اونکے یعنی اہل مرد کے اور عورت کے مَّغْفِرَةً بخشش کو گناہوں کی وَّاَجْرًا عَظِیْمًا اور اجر بڑے کو اور عطا ابن ابی رباح نے روایت کی ہے
کہ جو کوئی اپنی حاجتیں خدا کے سپرد کرے وہ داخل ہوگا بیچ قول اسکے کہ ان المسلمین والمسلمات ہے اور جو کوئی اقرار کرے خدا کا اور اوسکے رسول کا اور تصدیق کرے
علی بن ابیطالب کی ولایت کی اور اونکی اولاد پاک کی اور دل اوسکا زبان سے موافق ہو تو وہ اس قول میں داخل ہے کہ والمؤمنین والمؤمنات اور جو کوئی
فرمانبرداری کرے خدا کی فرضوں میں اور فرمانبرداری کرے پیغمبر کی سنتوں میں وہ شخص داخل ہوویگا والقانتین والقانتات میں اور جو کوئی زبان کو نگاہ رکھے
دروغ سے وہ شخص داخل ہو جاویگا والصادقین والصادقات میں اور جو کوئی صبر کرے طاعت پر اور معصیت سے پرہیز کرنے پر وہ شخص داخل ہوا ہے والصابرین والصابرات
میں اور جو کوئی نماز پڑھے اور چپ و راست نگاہ نکرے وہ داخل ہووے والخاشعین والخاشعات میں اور جو کوئی ہفتہ میں ایکدرم صدقہ دیوے وہ شخص داخل ہو
والمتصدقین والمتصدقات میں اور جو کوئی ہر مہینہ میں تیرھویں اور چودھویں پندرھویں کو روزہ رکھے وہ داخل ہووے والصائمین والصائمات میں اور جو کوئی اپنے
ستر کو حرام کرنیسے نگاہ رکھے وہ داخل ہووے والحافظین فروجہم میں اور جو کوئی پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرے مع شرائط اور ارکان وہ داخل ہووے والذاکرین
اللہ کثیرا والذاکرات میں اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے ہوئے تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کی پڑھے وہ جملہ والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات سے ہے
ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے زینب بنت جحش کی خواستگاری کی جو کہ آپکی پھوپھی کی بیٹی تھی واسطے زید بن حارثہ متبنی اور آزاد کیے ہوئے
اپنے کی تو زینب نے پہلے تو یہ گمان کیا کہ وہ حضرت اپنے واسطے خواستگاری کرتے ہیں قبول کیا اور جسوقت معلوم ہوا کہ زید کیواسطے چاہتے ہیں تو انکار کیا ہوا تھی کہ

بہت خوبصورت تھی اور حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھی اور قریش کے زنان اشراف میں سے تھی اور کہا کہ میں کس واسطے آزاد کئے ہوئے کی زوجہ ہوں اور اسکا بھائی
عبداللہ بن جحش بھی اسکا متفق ہوا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے کہ زینب نے رسول خدا صلعم کے جواب میں کہا کہ میں اپنے نفس سے اس
میں مشورہ کر لوں آپ منتظر رہیں پس حق تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اور نہیں روا ہے واسطے کسی مومن کے یعنی عبداللہ کے
وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہ واسطے کسی عورت ایمان لانیوالی کی مثل زینب کے اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ جسوقت حکم کریں خدا اور پیغمبر اسکا اَمْرًا کسی
کار کو مثل نکاح وغیرہ کے تو اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ یہ کہ ہووے واسطے انکے اختیار مِنْ اَمْرِهِمْ کام اپنے سے کسی چیز میں بلکہ انکو چاہیئے کہ اپنا
اختیار کو خدا اور رسول کے اختیار کے تابع کریں کہ وہ جسکے امر کو چاہیں یہ آیت اگرچہ خاص ہے لیکن حکم اسکا عام ہے اور اہل خدا و رسول سے یہاں سے پاکوں کو
اور باقیوں کے تابع ہیں وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی نافرمانبرداری کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی تو فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ
ہوا وہ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا گمراہ ہونا ظاہر اور جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو زینب نے رسول خدا سے عرض کی یا حضرت نکاح کا اختیار آپکو ہے میں نے آپکو مختار کیا
جس سے چاہو نکاح میرا کر دو رسول خدا صلعم نے زید سے زینب کا نکاح کیا اور عبداللہ بھی اس پر راضی ہوا اور لکھتے ہیں کہ رسول خدا نے زید کا زینب سے نکاح کیا تو اپنے مال سے مہر اسکا
ادا کیا اور مہر میں دس عدد دینار اور ساٹھ درہم اور چادر اور لحاف اور ایک ازار و مقنعہ اور پچاس مد طعام کے کہ ایک من قریب ہے اور تیس صاع خرما کے کہ دو من
سے کچھ زیادہ ہو عطا فرمائی اور اس سے پہلے اسی سورہ میں وما جعل ادعیاءکم ابناءکم کی تفسیر میں بیان ہوا ہے حضرت صادق علیہ السلام سے جنھوں نے روایت کی ہے کہ
زید نے رسول خدا سے عرض کی کہ اگر آپ زینب سے نکاح کریں تو میں اسکو طلاق دیدوں حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ خدا سے ڈر اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس نگاہ رکھ
اس حال کو خدا تعالی بیان کرتا ہے کہ وَاِذْ تَقُوْلُ اور یاد کر تو اے محمد صلعم جسوقت کہ کہتا تھا تو لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ واسطے اس شخص کے کہ انعام
کیا ہے خدا نے عَلَيْهِ اوپر اسکے کہ اسکو توفیق ایمان کی دی ہے اور تیرا خادم اور تابع اسکو کیا وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اور انعام کیا ہے تو نے بھی اے محمد صلعم
اوپر اسکے کہ تو نے اسکو پرورش کیا ہے اور آزاد کیا ہے اور کہا ہے تو نے اسکو از راہ محبت کہ اَمْسِكْ عَلَيْكَ نگاہ رکھ تو اوپر اپنے زَوْجَكَ زوجہ
اپنی کو کہ وہ زینب ہے وَاتَّقِ اللّٰهَ اور ڈر تو خدا سے زینب کے مقدمہ میں اور طلاق اسکو مت دے بلکہ اپنے پاس اسکو رکھ یہ تو نے زید سے کہا وَتُخْفِيْ فِيْ
نَفْسِكَ اور چھپاتا ہے تو بیچ نفس اور دل اپنے کے مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ اس چیز کو کہ خدا ظاہر کرنیوالا اسکا ہے یعنی زینب سے نکاح کرنا اسکو اگر زید اسکو طلاق دیوے
تیرا جی تو چاہتا ہے وَتَخْشَى النَّاسَ اور ڈرتا ہے تو آدمیوں سے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ محمد نے اپنے پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا ہے وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ
اور خدا زیادہ لائق ہے کہ ڈرے تو اس سے جناب رسول خدا میں حیا زیادہ تھی اور آدمیوں سے زیادہ خوف کرتے تھے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ آنحضرت نے اپنے فرزند کی زوجہ سے نکاح کر لیا ہے
اور پہلے ایام جاہلیت میں پالک کی وجہ سے نکاح کرنیکو حرام جانتے تھے اور جس نکاح کو [illegible] آدمیوں کو [illegible] خوف تھا حضرت نے زید سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو مت چھوڑ اور طلاق مت
دے اور سید مرتضی علم الہدی نے تنزیہ الانبیاء میں لکھا ہے کہ [illegible] پالک کو قائم مقام اولاد کے جانتے تھے [illegible] اور اسکے طلاق دی ہوئی
عورتوں سے نکاح نہیں کرتے تھے پس رسول خدا نے ارادہ کیا کہ بسبب نکاح کرنے زینب کے بعد طلاق کے بالکل اس حکم کو باطل کریں اور جاہلیت کے طریقہ کو منسوخ کریں اور
لیکن اس امر کو پوشیدہ رکھتے تھے اس خوف سے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ پیغمبر نے اپنے پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا اور اسی واسطے زید سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس نگاہ رکھ اور
خدا سے ڈر زینب کے مقدمہ میں کہ اسکو طلاق مت دے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو امر کہ رسول خدا صلعم اپنے جی میں چھپاتے تھے وہ یہ تھا کہ خدا تعالی نے رسول
اپنے کو خبر دی تھی کہ زینب تیری عورت ہوگی اور زید اسکو طلاق دیگا پس جسوقت پیدا ہوا اور زید نے حضرت سے عرض کی کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ زینب کو طلاق دوں تو فرمایا
حضرت نے کہ تو اپنی زوجہ کو نگاہ رکھ اور اسکو طلاق مت دے پس حق تعالی نے فرمایا کہ تو نے کیوں کہا کہ اپنی زوجہ کو نگاہ رکھ اور حال یہ ہے کہ میں نے تجھکو خبر دی ہے کہ وہ تیری
عورت ہوگی اور اب حق تعالی بیان کرتا ہے کہ زید نے زینب کو طلاق دیگا اور رسول خدا کو اس سے نکاح کرنیکا ذکر کرتا ہے کہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا پس جسوقت ادا کیا
زید نے زینب سے وَطَرًا حاجت کو کہ جو اس سے رکھتا تھا نکاح کی اور مجامعت کی اور طلاق دی اسکو اور زینب نے عدت کو پورا کر لیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
ادا کرنے حاجت سے طلاق دینا ہے یعنی جسوقت طلاق دیدی اور زینب نے عدت کو تمام کیا تو زَوَّجْنٰكَهَا نکاح کیا ہم نے تیرے لئے محمد اس سے [illegible]

علیہم السلام کی قرأت میں ہے جبکہ ہو چکا یعنی نکاح کیا تیرا ہم نے زینب سے لِکَیْ لَا یَکُوْنَ تاکہ نہ ہووے عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ اوپر
مومنین کے تنگی یا کوئی گناہ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ بیچ درخواست کرنے عورتوں کے پالکوں اپنے کی کے بعد طلاق کے یا بعد مر جانے
شوہروں کے اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا جس وقت کہ ادا کرلیں وہ اپنی حاجت کو کہ وہ نکاح اور طلاق و عدہ ہو یعنی اے محمد تیرا نکاح ہم نے زینب سے
کیا کہ تمام مومنین تیری پیروی ہو لینے سے پالکوں کی عورتوں سے نکاح کر لیویں آپس میں کچھ تردد نہ کریں سوا اسکے کہ رسم کو جسنے منسوخ کیا وَکَانَ
اَمْرُ اللّٰہِ اور ہے کار خدا کا جسکا کہ وہ ارادہ کرے مَفْعُوْلًا کیا گیا یعنی جس چیز کا کہ خدا ارادہ کرے البتہ وہ ہو کر رہے گی جیسے کہ نکاح زینب کا حضرت
رسالت پناہ سے ہوا اور انس بن مالک سے منقول ہے کہ جب وقت عدت زینب کی منقضی ہوئی تو رسول خدا نے زید سے فرمایا کہ تو جا اور زینب کی خواستگاری میری واسطے
کر زید کہتا ہے کہ میں زینب کے پاس گیا اس وقت وہ آٹے کو خمیر کرتی تھی جس وقت میں نے اسکو دیکھا تو میری نظر میں نہایت عظیم الشان اور بلند مرتبہ معلوم
ہوئی کہ میں نہ ہو سکا کہ اسکی طرف نگاہ کرسکا کہ رسول خدا کی حرمت کی جہت سے میں نے اپنی پشت اسکی طرف کرکے کہا کہ خوشخبری ہو تجھکو اے زینب کہ رسول خدا صلعم تیری
خواستگاری کرتے ہیں سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ میں کچھ کام نہ کروں یہانتک کہ اپنے پروردگار سے اس کام میں مشورہ کروں پھر اٹھکر مسجد کی طرف
گئی اور اپنے خدا سے مناجات کی حق تعالی نے وہ آیت نازل کی اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا بعد نازل ہونے اس آیت کے بے اجازت حاصل کئے زینب
کے گھر میں تشریف لیگئے زینب نے کہا کہ یا رسول اللہ بدون نکاح کے میرے گھر میں کیوں آئے ہو حضرت نے فرمایا کہ خدا نے نکاح کر دیا اور جبرئیل گواہ ہے بعد اسکے زینب اس جہت
سے بیبیوں پر فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ خدا نے میرا نکاح پیغمبر سے کیا ہے اور تمہارا نکاح تمہارے والی کرتے ہیں اور زینب نے رسول خدا سے کہا کہ میں اور بیبیوں سے زیادہ
مرتبہ رکھتی ہوں اور میرا قرب آپ سے زیادہ ہے تین چیزوں کے سبب سے ایک تو یہ کہ جد میرا اور جد تمہارا ایک ہے کہ وہ عبد المطلب ہے اور حق تعالی نے میرا نکاح
آسمان پر کیا اور جبرئیل ایلچی اور گواہ عقد کا ہوا کہ ان تینوں میں کوئی بھی تمہاری بیبیوں کو میسر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے زینب کی عروسی کے واسطے
ولیمہ تیار کیا تھا اور لوگوں کو مہمان کیا اور سوا زینب کے اور کسی کی عروسی میں اپنی بیبیوں میں سے ولیمہ نہیں کیا اور شام تک لوگوں کو کھانا کھلایا اور بعضے مخالفین
اس قصہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ بالکل مخالف شرع کے ہے کہتے ہیں کہ رسول خدا زینب پر عاشق ہو گئے تھے جس وقت کہ وہ زید کی زوجہ تھی اور یہ بات سراسر نہایت
بعید ہے اور انبیا ان سب امور سے پاک ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث اس طرح سے ہے کہ رسول خدا صلعم نے زید سے زینب کا نکاح کیا اور
وہ زید کے پاس ہی بعد اسکے ان دونوں میں نزاع واقع ہوا اور اپنا جھگڑا رسول خدا کے پاس لائی رسول خدا کی نظر زینب پر پڑی تو نہایت تعجب کیا اور خوش
آئندہ معلوم ہوئی زید نے کہا کہ اگر حضرت حکم دیویں تو میں اسکو طلاق دیدوں سو ہو حکم کہ اسمیں کچھ بہت ہے اور یہ اپنی بات مجھکو نہایت ایذا دیتی ہے حضرت نے
فرمایا کہ خدا سے ڈر تو اسکو طلاق کیوں دیتا ہے اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھ اور اس سے نیکی کر بعد اسکے زید نے اسکو طلاق دیدی اور جب عدہ گذر گئی تو خدا تعالی نے
اسکے نکاح کا حکم رسول خدا صلعم سے نازل کیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے عصمت انبیا کی حدیث میں فرمایا ہے کہ قول حق تعالی کا وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ
مراد اس سے یہ ہے کہ حق تعالی نے نام انکی بیبیوں کے جو دنیا میں بھی ہونگی اور جو آخرت میں سب اپنے حبیب کو بتلا دئے تھے اور فرمایا کہ وہ مومنین کی مائیں ہیں
اور ایک کا نام انمیں سے زینب تھا اور وہ آج کے دن زوجہ زید بن حارثہ کی ہے پس رسول خدا نے نام اسکا اپنے جی میں پوشیدہ رکھا اور اسکو ظاہر نہ کیا تاکہ منافقین میں سے
کوئی یہ نہ کہے کہ اسنے ایک عورت کو کہ وہ ایک مرد کے گھر میں ہے اپنی ازواج میں سے کہا اور مومنین کی ماں کہا ہے اور خوف کیا منافقین کے کہنے سے سو خدا نے فرمایا کہ وَتَخْشَی
النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ یعنی خدا زیادہ لائق ہے کہ تو اس سے ڈرے اپنے جی میں ہے کہ آدمیوں سے اور خدا تعالی نہیں متولی ہوا کسیکے نکاح کا اپنی خلقت میں سے مگر
واسطے نکاح آدم و حوا کے اور رسول خدا کے زینب سے چنانچہ فرمایا ہے کہ زَوَّجْنٰکَهَا اور نکاح فاطمہ کا علی سے کہ آسمان پر کیا ہے اور خدا تعالی نے اپنے علم سے جانا کہ قریب ہے کہ
منافقین حضرت کو زینب سے نکاح کرنے میں عیب لگاویں گے سو اسلئے یہ آیت نازل کی کہ مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ نہیں ہے اوپر پیغمبر کے مِنْ حَرَجٍ کوئی
تنگی اور گناہ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ بیچ اس چیز کے کہ مقدر اور مقرر کیا ہے خدا نے واسطے اس کے جیسے کہ عورتیں پالکوں کی اور حلال کی ہیں جس وقت کہ وہ
مر جائیں یا طلاق دیویں اور یہ خصوصیت پیغمبر کی نہیں ہے بلکہ سُنَّةَ اللّٰہِ سنت اور طریقہ مقرر کیا گیا خدا کا بیچ

فی الذین خلوا بیچ ان لوگوں کے گذری ہیں انبیا میں سے من قبل پہلے سے اور سنۃ اللہ منصوب مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی سن اللہ سنۃ مراد اس سے پہلے
انبیا ہیں کہ خدا تعالی نے انکی حرج کو دور کیا تھا اور امر مباح میں جیسے کہ نکاح ہے یا لونڈی عورتوں سے یا اور جس مقدار کہ مباح ہے اور تشویش مثل کثرت ازواج کے داؤد کی
زوجہ تھیں اور سلیمان کی تین سو زوجہ اور سات سو حرم تھیں پس جس وقت کہ پہلے انبیا کو کثرت ازواج کی جائز ہوئی بدون حرج کے پس محمد کہ سردار انبیا کا ہے اسکو کیا
حرج ہے اگر منہ بولے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کرے وکان امر اللہ اور ہے حکم خدا کا قدرا مقدورا ایک حکم ادا کیا گیا اور جاری کیا گیا
یقینا یعنی جو حکم کہ خدا تعالی انبیا پر نازل کرتا ہے وہ قضا و قدر ہے کہ البتہ واقع ہونے والا ہے اس مقدار پر کہ جو موافق حکمت کے ہو اور انبیا گذشتہ الذین
یبلغون وہ لوگ ہیں کہ پہنچاتے ہیں رسلت اللہ پیغام خدا کے اپنی امتوں کو بدون خوف اور سستی کے ویخشونہ اور ڈرتے ہیں
وہ اس سے ولا یخشون احدا اور نہیں ڈرتے ہیں احکام کے پہنچانے میں کسی سے الا اللہ سوائے خدا کے وکفی باللہ حسیبا
اور کافی ہے خدا کفایت کرنے والا اور حفظ کرنے والا مقصد ڈرانے والوں کو جو کہ اس سے ڈرتے ہیں اور یا یہ کہ کافی ہے خدا حساب لینے والا اور شمار کرنے والا اعمال کا پس چاہئے کہ
اسکے سوا کسی اور سے نہ ڈرے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ انبیا کو احکام کے پہنچانے میں تقیہ جائز نہیں ہے غیر تبلیغ احکام میں بھی سوائے تبلیغ احکام کے
اور امور میں تقیہ کرسکتا ہے چنانچہ حضرت موسی نے کیا اور اگر کوئی کہے کہ اگر انبیا کو احکام کے پہنچانے میں تقیہ جائز نہیں ہے تو پھر کیا معنی ہیں وتخشی الناس کے
یعنی اور ڈرتا ہے تو آدمیوں سے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول تبلیغ احکام سے تعلق نہیں رکھتا ہے بلکہ خوف حضرت کو منافقین کی بدگوئی کا تھا کہ وہ طعن کرینگے اور
لوگ بھی بدگوئی کریں گے ہر عاقل پرہیز کرتا ہے اور یہ امر متعلق احکام خدا کے نہیں ہے اور جس امر سے حضرت ڈرتے تھے وہی بعد نکاح کے زینب سے
پیش آیا کہ منافقین نے زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ یہ مرد ہمکو منع کرتا ہے کہ تمہارے فرزندوں کی جوروئیں تم پر حرام ہیں اور آپ اپنے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کیا اور
زید کی زوجہ اور بیٹا انہوں نے سوائے کہا کہ وہ پالک کو مثل بیٹے حقیقی و صلبی کے جانتے تھے سبب جس کے خدا نے انکی غلطی بتانے کو یہ آیت نازل کی ما کان
محمد اور نہیں ہے محمد صلعم ابا احد من رجالکم باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے اگر باپ ہے تو فاطمہ زہرا کا ہے اور وہ مرد نہیں ہے بلکہ عورت ہے اور
اگر قاسم اور ابراہیم کا باپ ہے تو وہ لڑکے تھے اور بالغ نہیں ہوئے تھے پس رجال میں داخل نہ ہوئے اور اگر بالغ بھی ہو گئے تھے تو آنحضرت کے مرد وہ نہیں ہیں بلکہ حضرت
کے مرد وہ نہیں تھے اور حسنین بھی اس وقت میں بالغ نہ ہوئے تھے اور اگر ہوتے تو وہ بھی انحضرت ہی کے مرد وہ نہیں تھے تو امت کے مرد وہ نہیں اور حسنین کو حضرت
نے بارہا فرمایا ہے کہ یہ دونوں بیٹے میرے ہیں اور وہ دونوں امام ہیں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں یعنی دونوں حالت میں امام ہیں خواہ واسطے قیام ہوں یا واسطے
بیٹھنے کے ہوں اور معاویہ کی لڑائی میں جناب امیر نے محمد حنفیہ کو بلا کر کہا کہ تو بیٹا میرا ہے تو کون پوچھا کہ کیا حسنین آپکے بیٹے نہیں ہیں فرمایا کہ وہ رسول خدا کے فرزند ہیں اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ سب کی اولاد باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے لیکن اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے پس یہ کہ امت کے مرد نہیں ہیں تو ان کو حضرت باپ کیونکر ہونگے ولکن
رسول اللہ اور لیکن وہ پیغمبر خدا کا ہے اور لیکن مخففہ ہے لکن مثقلہ کا اور اسم اسکا محذوف ہے اور وہ ضمیر غائب کی ہے اور جس نے کہ رسول کا لفظ
مرفوع پڑھا اور اگر منصوب ہو تو خبر کان مقدر کی ہے یعنی ولکن کان رسول اللہ یعنی اور لیکن ہے وہ پیغمبر خدا کا اور امت کا جو حضرت کو باپ کہتے ہیں وہ اس
جہت سے ہے کہ حضرت نصیحت اور شفقت کرنیوالے امت کے ہیں اور واجب التعظیم اور توقیر کے ہیں اور اطاعت انکی سب پر واجب ہے اور زید باپ آپکا نہیں
تھا بلکہ آنحضرت کا غلام اور آزاد کیا ہوا تھا اور رسول بغیر واسطہ والد و فرزند کے تھا اور وہ حضرت اسکے باپ نہیں ہو سکتے وہ حضرت تو پیغمبر ہیں خدا کے کہ لوگوں کو ہدایت اور
نصیحت کے واسطے حکم کرتے ہیں وخاتم النبیین اور ہے وہ حضرت ختم کرنیوالا پیغمبروں کا کہ بعد انکے کوئی پیغمبر نہ ہو گا اور جن لوگوں نے خاتم کو بفتح تا پڑھا ہے
یعنی آخر ہے وہ مہر پیغمبروں کی کہ بعد انکے کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور انکی نبوت قیامت تک باقی رہیگی اور بعد انکے اس کی کسی کو نبوت نہ پہنچیگی اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیا ہوں اور تو اے علی خاتم الاولیا ہے اور حضرت عیسی جو نازل ہونگے تو ہماری شریعت پر ہونگے اور امتی ہماری شریعت کے ہونگے نہ شریعت منسوخ کرینگے
وکان اللہ اور ہے خدا بکل شیء علیما ساتھ ہر چیز کے دانا اور جاننے والا کہ کون لائق خاتم النبیین ہونے کے ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ

یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی من بعدی یعنی اے علی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے یعنی جو نسبت ہارون کو موسی سے تھی

وہ تجھکو بھیجے ہی مگر یہ فرق ہے کہ نہیں کوئی پیغمبر بعد تیرے اور ہارون پیغمبر بھی تھا مقصود اس سے یہ ہی کہ بعد تیرے پیغمبر نہیں ہے اور اگر ہوتا تو وہ ہی تھا اسواسطے کہ جو فضائل
کہ جائیں وہ تجھ میں مع وجود ہیں عصمت اور علم اور شجاعت اور سخاوت اور حلم اور تمام اخلاق نیک کہ رسول آخری اور کسی میں وہ اخلاق نہیں ہیں اور بعد اسکے
بندونکو خدا تعالیٰ حکم کرتا ہی کثرت ذکر اور تسبیح کا چنانچہ فرماتا ہی کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا
كَثِیْرًا یاد کرو تم خدا کو یاد کرنا بہت یعنی کثرت اوقات خدا کا ذکر کرتے رہو اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہی کہ ہر چیز کی ایک حد
کہ آپہونچے وہ چیز منتہی ہوتی ہی مگر ذکر خدا کا کہ اسکی کوئی حد نہیں ہے اور خدا تعالیٰ ذکر کثیر سے راضی ہوتا ہی اور دوسری روایت میں ہی کہ فرمایا شیعہ ہمارے وہ ہیں
جو خلوت میں ہوتے ہیں تو ذکر خدا کا بہت کرتے ہیں اور تسبیح فاطمہ زہرا کی ذکر کثیر میں داخل ہے اور ذکر کثیر سے مراد یہ ہے کہ کسی وقت اسکو چھوڑے نہیں وَ
سَبِّحُوْهُ اور پاکی سے یاد کرو تم اسکو بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا صبح کو اور شام کو اسواسطے کہ نماز صبح کی اور شب کی زیادہ شاق ہوتی ہی بسبب غلبۂ خواب
کے اور کہتے ہیں کہ خصوصیت انہی دو وقتوں کی ان دو نمازوں کے ساتھ اسواسطے ہی کہ صبح اور شام کی دو ساعت میں حافظان نامۂ اعمال حاضر ہوتے ہیں اور دونوں
وقت تسبیح اور نماز کو نامۂ اعمال میں لکھتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک بکرہ سے مراد نماز صبح کی ہی اور اصیل سے مراد نماز ظہر ہی اور نماز عصر اور مغرب اور
عشا ہی اور نماز کا نام تسبیح اسواسطے رکھا ہی کہ اسمیں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس مذکور ہوتی ہی اور کہتے ہیں کہ مراد ذکر اور تسبیح سے یہ ہے کہ اسکو اسکی صفات عالی
اور اسمائے حسنیٰ سے یاد کرے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد صلعم کہہ تو سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ
واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم عدد ما علم وزنۃ ما علم وملاء ما علم اسواسطے کہ جو کوئی اس تسبیح کو کہے حق تعالیٰ اسکے واسطے چھ خصلتیں ثابت
کرے ایک تو یہ کہ وہ ذکر کثیر کے ذاکرین میں سے ہو اور دوسرے یہ کہ وہ روز قیامت کے ذاکرین میں فضل ہو اور تیسرے یہ کہ بہشت میں سے درخت اسکے واسطے
لگائی جاویں اور چوتھی یہ کہ گناہ اسکے اسطرح گریں کہ جیسے درخت خشک سے پتے گرتے ہیں اور پانچویں یہ کہ خدا تعالیٰ اسپر نظر رحمت کرے اور چھٹے یہ کہ ہرگز اسکو
عذاب نکرے اور فرماتا ہی خدا کہ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ درود بھیجتا ہی اوپر تمہارے اے مومنین یعنی رحمت نازل کرتا ہی تمپر
وَمَلٰٓئِكَتُهٗ اور فرشتے اسکے یعنی بخشش چاہتے ہیں تمہارے واسطے اور یہ رحمت خدا کی اور بخشش چاہنا ملائکہ کا اسواسطے ہے کہ لِیُخْرِجَكُمْ تاکہ نکالے
تمکو خدا مِّنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں کفر اور جہالت اور معصیت سے اِلَى النُّوْرِ طرف روشنی ایمان اور معرفت اور طاعت کے وَكَانَ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ اور ہے خدا ساتھ مومنین کے رَحِیْمًا مہربان کہ خود انپر رحمت نازل کرتا ہی اور ملائکہ کو انکے واسطے بخشش چاہنے کے حکم کرتا ہی زمخشری
نے لکھا ہی کہ اس آیت کے حکم سے ہر ایک مومن پر صلوۃ بھیج سکتے ہیں لیکن شیعوں کے مذہب جو اہل اشعار مقرر کیا ہی کہ وہ اسکے ہر ایک امام پر صلوۃ بھیجتے ہیں اور انکے
غیر پر کیا تَحِیَّتُهُمْ اسمیں اضافت مصدر کی طرف مفعول کے ہی یعنی درود خدا کا ہی ان مومنین پر یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ جسدن کہ ملاقات کریں
یعنی پہنچیں رحمت اسکی کو بعد زندہ ہونیکے قبروں سے باہر نکلکے بہشت میں جانیکے بعد سَلٰمٌ سلام ہی کہ خبر دینے والا ہے ہر خوف اور آفت کی سلامتی سے
یعنی وہ تعالیٰ انپر سلام کرے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ملک الموت جسوقت بندۂ مومن کے پاس آتا ہی تو کہتا ہی کہ سلام ہو تجھپر کہ خدا تعالیٰ تجھکو سلام
پہنچاتا ہی وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہی خدا نے انکے واسطے باوجود سلام بھیجنے کے اَجْرًا كَرِیْمًا اجر بزرگ اور وہ بہشت ہے اور نعمتیں اسکی اور بعد اسکے خطاب کرتا ہی طرف
پیغمبر کے از روے تعظیم کے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ تحقیق ہمنے بھیجا ہی تجھکو اپنے بندوں پر شَاهِدًا گواہ کہ تو
انکے جھٹلانے اور سچا کرنے اور طاعت اور معصیت کی گواہی دیوے وَّمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا رحمت کے سچا کرنیوالونکو وَّنَذِیْرًا اور ڈرانیوالا
جھٹلانیوالونکو وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ اور بلانیوالا طرف خدا کے لوگونکو اسکی توحید اقرار اور اسکی پرستش کیطرف بِاِذْنِهٖ ساتھ حکم اسکے وَ
سِرَاجًا مُّنِیْرًا اور چراغ روشن یعنی ہمنے تجھکو چراغ روشن بنایا ہی کہ لوگونکو تو تاریکی کفر اور جہالت سے باہر نکالتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے
ہمارے حضرت کو چراغ روشن اسواسطے فرمایا ہی کہ جیسے چراغ کی روشنی اندھیرے کو دور کرتی ہی ایسے ہی حضرت کے وجود نے کفر کو جہان سے نابود کردیا اور سورج کو
روشن فرمایا ہے اسواسطے کہ اور چراغ تو کبھی روشن ہوتے ہیں اور کبھی گل اور یہ چراغ ہی کہ ہمیشہ روشن ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور خوشخبری دے تو مومنین کو

اے محمد صلعم بِاَنَّ ساتھ اسکے کہ تحقیق لَهُم واسطے انکے مِّنَ اللّٰهِ خدا کی جانب سے فَضْلًا كَبِيرًا فضل بڑا اور بخشش بے نہایت ہے انکے
اعمال کے عوض میں وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ اور مت فرمانبرداری کر تو کافروں کی اور منافقوں کی بلکہ انکی مخالفت پر ثابت
قدم رہ تو وَدَعْ أَذَاهُمْ اور چھوڑ دے تو آزار دینے انکے کو کہ خدا انکے شر کے دفع کرنیکو کافی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت جہاد
کی آیت سے منسوخ ہو وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور توکل کر تو اوپر خدا کے کہ وہ انکو عذاب میں گرفتار کریگا وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا اور کافی ہے
خدا کارساز اور نگاہ رکھنے والا مومنین کا دشمنوں کے شر سے اور اب خدا تعالیٰ مومنین کی بیبیوں کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو
ایمان لائے ہو إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ جس وقت کہ نکاح کرو تم مومن عورتوں سے ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ پھر طلاق دو تم انکو مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ
پہلے اس کے کہ مس کرو تم یعنی مجامعت کرو تم انکی کہ بعد نکاح کے انکی مجامعت کرو اور مجامعت کرنے سے پہلے انکو طلاق دو فَمَا لَكُمْ پس نہیں ہے
واسطے تمہارے عَلَيْهِنَّ اوپر ان عورتوں طلاق دی گئی کے مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا عدہ کہ شمار کرو تم اسکو یعنی انکی عدت نہیں ہے اسواسطے
بعد طلاق کے بدون اسکے کہ وہ عدہ میں بیٹھیں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہیں اور اگر عقد نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا ہو تو فَمَتِّعُوهُنَّ پس متعہ دو انکو
یعنی کچھ دو ان عورتوں کو کہ جس سے انکو فائدہ ہو اور خالی نہ رہیں اسواسطے کہ مہر اگر انکے واسطے مقرر ہوتا تو آدھا مہر دینا ہوتا اور اگر وہ مہر مقرر نہیں ہوا اگر مجامعت
واقع ہوتی تو بھی مہر دینا آتا مہر مثل یا جسقدر کہ عورت راضی ہو جاوے اور اس صورت میں نہ مہر مقرر ہوا اور نہ مجامعت واقع ہوئی پس عورت کو
موافق اپنی حیثیت کے کچھ دینا چاہیے اور ذکر اسکا سورہ بقرہ میں لیا ہے اور دینا متعہ کا اس عقد نکاح میں واجب ہے کہ جسمیں وقت عقد کے ذکر مہر کا نہوا ہو
ہر عقد میں وَسَرِّحُوهُنَّ اور رہا کرو تم ان عورتوں کو اور چھوڑ دو تم سَرَاحًا جَمِيلًا چھوڑ دینا اچھا بے دل آزار اور ضرر پہنچانے کے اور بعد ان
حق کے بند کرنے کے اور بخیلی کے کہ انکے واسطے عدہ تو ہی نہیں ہے انکو اپنے گھر میں نہ ٹھہراؤ بلکہ بعد طلاق کے جس وقت انکو متعہ دیکر رخصت کرو کہ وہ جہاں چاہیں جاویں
اہل اور دشمن انکے خوش ہوتے ہیں کہ یہ طلاق لیکر آئی ہے اور پیغمبر صلعم بڑا کریم ہے اور حیا کرتا ہے اور حیا والوں کو بہت دوست رکھتا ہے اور تم اپنی بیبیوں کو ...
خدا نے وہ کہ جو کوئی حلال بیبیوں بخشش کرے اور یہی مضمون چلا جاتا ہے اور اب حق تعالیٰ سرور انبیا کی طرف خطاب کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر
إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ تحقیق ہم نے حلال کی ہیں واسطے تیرے أَزْوَاجَكَ عورتیں تیری اللَّاتِي آتَيْتَ وہ عورتیں کہ دیا ہے تو نے ان کو
أُجُورَهُنَّ مہر انکے وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ اور حلال کیا ہے ہم نے عورت کو کہ مالک ہوا ہاتھ تیرا یعنی لونڈیوں کو تیرے حلال کیا ہے مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ
عَلَيْكَ ان سے کہ غنیمت میں بخشش کی ہے خدا نے اور ... صفیہ ... وَبَنَاتِ عَمِّكَ
اور حلال کی ہیں بیٹیاں چچا تیرے کی وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ اور بیٹیاں پھپھوں تیری کے وَبَنَاتِ خَالِكَ اور بیٹیاں ماموں تیرے کی
وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اور بیٹیاں خالاؤں تیری کی اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وہ عورتیں کہ ہجرت کی ہے انہوں نے ہمراہ تیرے اور حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک عورت انصار کی رسول خدا صلعم کے پاس آئی اور لباس نفیس پہنے ہوئی تھی اور کنگھی وغیرہ سے اپنی صورت آراستہ
کی تھی اور رسول خدا اس وقت حفصہ کے حجرہ میں تھے سو وقت اس عورت نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول اللہ عورت خود پیغام اپنا مردوں کو نہیں دیتی ہے اور
میں ایک عورت بے شوہر ہوں کہ بہت مدت شوہر میرا مر گیا ہے اور نہ میرے کوئی فرزند ہے اگر آپکو میری حاجت ہو تو میں اپنا نفس آپکو بخشتی ہوں اگر آپ
قبول کریں سو رسول خدا نے یہ سنکر خیر کہا اور اسکے واسطے دعا کی اور پھر فرمایا کہ اے بہن انصار کی خدا تعالیٰ تمکو رسول خدا کی طرف سے جزائے خیر دے کہ تمہارے مردوں نے
میری نصرت کی اور تمہاری عورتوں نے میری رغبت کی حفصہ نے یہ سنکر کہا کہ کیا کم حیا تو ہے عورت اور کیا بے ادب اور دلیر ہے کہ تو مردوں پر
گری پڑتی ہے رسول خدا نے یہ سنکر حفصہ سے کہا کہ باز رہ تو اس سے اے حفصہ کہ یہ عورت تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے رسول خدا کی رغبت کی ہے اور تو اسکو ملامت
کرتی ہے اور اسکو اس میں عیب لگاتی ہے اور یہی حفصہ کی ... عائشہ نے کہا ہے کہ اس نے اس عورت کو ملامت کی تھی اور رسول خدا نے اس عورت سے فرمایا کہ تو جا
خدا تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرے تحقیق خدا تعالیٰ نے بہشت تجھ پر واجب کیا ہے میری رغبت کرنے کے سبب اور اس سبب سے کہ تو نے مجھے محبت رکھی اور میری خوشی کی

خواہش کی ہو قریب ہے کہ آپکا تیری پاس حکم میرا انشاء اللہ تعالیٰ پس استثناء نے یہ آیت نازل کی کہ وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اور حلال کیا ہے عورت مومنہ کو
اور امرأۃ باعتبار عطف کے منصوب ہے احللنا کا یعنی اور حلال کیا ہے واسطے تیرے اے محمد صلعم عورت مومنہ کو بدون مہر کے اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا
اگر بخشے وہ مومنہ نفس اپنے کو لِلنَّبِيِّ واسطے پیغمبر کے اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اگر ارادہ کرے پیغمبر اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا یہ کہ طالب نکاح کا ہو وہ اس سے
خَالِصَةً لَّكَ کہ خالص رہے واسطے تیرے اے محمد صلعم اور خالصۃ حال واقع ہوا ہے اور تا اس میں واسطے مبالغہ کے ہے اور غیبت طرف خطاب کے رجوع کرنا او
تکرار لانا لفظ نبی کا واسطے اظہار خصوصیت رسولخدا کے ہے بسبب شرافت اور نبوت کے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ سوائے مومنین کے انکو واسطے جائز اور درست
نہیں ہے کہ عورت بدون مہر اور عقد کے اپنے نفس کو ہبہ کرے اور فقط ہبہ کرنے نفس سے وہ زوجہ ہو جاوے مومنین کے واسطے ہرگز
درست نہیں ہے بلکہ مومنین کو واسطے صیغہ عقد ہو جو کہ واقع ہوتا ہے وقت نکاح کرنے کے اور بالطو کہ ہوئی ہبہ سے عورت حلال ہوگی اور بدون عقد اور مہر کے
فقط ہبہ کرنے اور بخشنے نفس کی جہت خاص تھی رسولخدا کی اور حلال ہوتی ہے واسطے محمد صلعم کے اور کسی کے واسطے اور مجمع البیان میں لکھا ہے کہ کہتے ہیں جس وقت
اس عورت نے رسولخدا کو اپنا نفس بخشا تو عائشہ نے کہا کہ کیا حال ہے عورتوں کا کہ اپنے نفسوں کو بغیر مہر کے بخش کرتی ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی اور جس وقت یہ
آیت نازل ہوئی تو عائشہ نے کہا کہ یا رسولخدا اللہ تعالیٰ کو میں دیکھتی ہوں کہ تیری خواہش کے موافق بہت جلدی کرتا ہے رسولخدا نے یہ سنکر فرمایا کہ اگر تو خدا کی
فرمانبرداری کریگی تو تیری خواہش کے موافق بھی وہ بہت جلدی کریگا اور اس عورت میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھی امام زین العابدین علیہ السلام اور
ضحاک اور مقاتل سے منقول ہے کہ وہ قبیلہ بنی اسد سے تھی اور ام شریک بنت جابر اسکا نام تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ میمونہ بنت حرث تھی اور بعضے کہتے ہیں
وہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین ایک عورت انصار میں سے تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خولہ بنت حکیم تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ام سہل تھی اور بعض کہتے ہیں کہ
یہ ہبہ واقع نہیں ہوا اور مشہور یہ ہے کہ وہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین سے واقع ہوا جو کہ انصار سے تھی اور کہتے ہیں کہ ماہ رمضان سن تین ہجری میں واقع ہوا
اور آٹھ مہینے تک حرم محترم میں وہ باقی رہی اور ربیع الآخر سن چار میں اسنے وفات پائی اور حضرت صادق علیہ السلام سے رسولخدا صلعم کی بیبیوں کے شمار میں
اس طرح سے منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا تھا اور تیرہ عورتوں انمیں سے داخل ہوا اور جسوقت حضرت نے وفات پائی تو نو عورتیں
تھیں اور وہ دو عورتیں کہ جنپر داخل نہیں ہوئے وہ عمرہ اور شنبا تھی اور وہ تیرہ کہ جنپر داخل ہوا اول تو انمیں سے خدیجہ بنت خویلد ہے اور بعد انکے سودہ
بنت زمعہ اور ام سلمہ کہ وہ ہند بنت امیہ ہے اور پھر عائشہ بنت ابوبکر اور حفصہ بنت عمر اور زینب بنت خزیمہ بن الحارث ام المساکین اور زینب بنت جحش
اور ام حبیبہ بنت ابوسفیان اور میمونہ بنت حارث اور زینب بنت عمیس اور جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حی بن اخطب اور خولہ بنت حکیم اور ماریہ
قبطیہ اور ریحانہ خندقیہ یہ دو حرم تھیں اور وہ نو عورتیں کہ حضرت کے وفات کے بعد باقی رہی تھیں وہ یہ ہیں ام سلمہ اور عائشہ اور حفصہ اور زینب بنت جحش
اور میمونہ بنت حارث اور ام حبیبہ بنت ابوسفیان اور صفیہ اور جویریہ اور سودہ اور حفصہ کو طلاق دیدی تھی اور افضل انمیں خدیجہ بنت خویلد ہے اور بعد انکے
ام سلمہ ہے اور انکے بعد میمونہ ہے اور اب خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ جو کچھ یعنے مردوں اور عورتوں کے حقمیں مقرر کیا ہے بابت نکاح کے وہ عین حکمت اور مصلحت ہے
چنانچہ فرماتا ہے قَدْ عَلِمْنَا تحقیق جانا ہے ہمنے اے محمد صلعم مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ جو کچھ کہ فرض اور مقرر کیا ہے ہمنے اوپر انکے شرط عقد کی اور نکاح
کی اور معین کرنا مہر کا اور مقرر عورتوں کا اور تقسیم راتوں کی عورتوں کو گھر جانیکے واسطے اور منحصر کرنا چار عورتوں کا ایک وقت کے واسطے فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ بیچ
عورتوں انکی کے وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اور بیچ کنیزوں کہ مالک ہوا ہاتھ انکے یعنی لونڈیوں کہ انکی مہر کی فراخی کے واسطے اور لیکن عورتوں کو بغیر مہر کے تجھی پر
حلال کیا ہے اور یہ خاصہ تیرا ہی ہے لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ تاکہ نہ ہووے اوپر تیرے تنگی اور دشواری وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا اور ہے خدا بخشنے والا
ہر عورتکا کہ پرہیز کرنا اور بچنا اس سے دشوار اور تنگی کے ساتھ ہو رَّحِيْمًا مہربان ہے کہ تنگی کی جگہ فراخی کرتا ہے اور پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ عورتیں رسولخدا
کی حضرت سے مقدور سے زیادہ حضرت سے طلب کرتی تھیں اللہ تعالیٰ نے اختیار کی آیت نازل کی تھی کہ چاہو تم طلاق لیلو اور چاہو تو صبر کرو اور چاہو خدا کو
اور رسول اللہ کو اختیار کرو انہوں نے خدا اور رسول کو اختیار کیا اور اب بھی خدا تعالیٰ اختیار کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ

دی تو جس عورت کو چاہے تو ان میں سے تو نہیں کہ انکے پاس جاوے ستکو وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ اور جگہ دیوے تو طرف اپنی جس عورت کو چاہے کہ تو انکے
پاس جا غرض کو رہ تو یعنی تجھکو اپنی عورتونکی پاس رہنے میں اختیار ہے جسکی پاس تو چاہے رہ اور جسکے پاس چاہے مت رہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے
یہ ہے کہ جسکو چاہے طلاق دیوے اور جسکو چاہے تو رکھ پاس کہ تجھکو اختیار ہے لیکن کہتے ہیں کہ اول قول زیادہ مشہور ہے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے اختیار دیا حضرت
کو کہ انکے پاس جانیکی باری تقسیم مقرر کر یا نہ مقرر کر اور چاہے بعضونکی تقسیم مقرر کر اور بعضونکی مت کر اور نفقہ میں بھی تجھکو اختیار ہے جسکو چاہے کم دے جسکو
چاہے زیادہ اور وہ سب بیبیاں اس پر راضی ہو گئیں اور یہ اختیار حق تعالی نے حضرت صلعم کو دیا اور مومنین کو یہ درست نہیں ہے اور سودہ بنت زمعہ کا
ارادہ طلاق دینے کا کیا تو وہ بھی ترک تقسیم پر راضی ہو گئی اور اپنی نوبت عائشہ کو دیدی اور کہتے ہیں کہ داخل ہیں مرجی میں سودہ اور میمونہ اور جویریہ اور
صفیہ اور ام حبیبہ کہ جسطرح چاہتے تھے انکی تقسیم کرتے تھے اور جگہ دی اپنی طرف عائشہ اور حفصہ اور ام سلمہ اور زینب کو اور انکی تقسیم برابر کرتے تھے اور
کسیکو انمیں سے کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے وَمَنِ ابْتَغَيْتَ اور جسکو طلب کرے تو مِمَّنْ عَزَلْتَ ان عورتوں میں سے کہ کنارہ کیا ہے تو نے انکے
انکے پاس شب کو نہیں رہتا ہے اگر التفات ہے تو کسیکو اپنے پاس بلایا اور اپنے پاس جگہ دی تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ نہیں گناہ ہے اوپر تیرے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ بھی ہے کہ جب ہوا تقسیم کا حضرت پر باقی نہیں رہا ذَٰلِكَ وہ یعنی حالت کہ انکا بعد کنارہ کرنیکے اور برابری کا نہ
اور زیادتی ایک کی دوسرے پر أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ زیادہ نزدیک ہے اسکے کہ روشن ہوویں آنکھیں انکی وَلَا يَحْزَنَّ اور نہ
غمگین ہوں وَيَرْضَيْنَ اور راضی اور شاکر ہوں بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ساتھ اسکے کہ دے تو انکو سب کو یعنی جو نفقہ چاہے انکو دیوے کیونکہ
کنارہ کرنا اور جگہ دینی اور طلب کرنا [illegible] تو نکلا شب باشی کیواسطے خدا کے حکم سے ہے تو وہ آزردہ نہونگی اور فرمانبرداری کرینگی اور اگر یہ امر تیری
طرف سے ہوتا تو البتہ رنجیدہ ہوتیاں اور یہ گمان کرتیاں کہ تیرا میل خاطر بعضے کی طرف ہے اور بعضی کی طرف نہیں ہے وَاللَّهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے
مَا فِي قُلُوبِكُمْ جو کچھ کہ بیچ دلوں تمہارے کے ہے راضی ہونا اور نہ راضی ہونا اور میلان دلوں کا بعضے کی طرف سے بعضے کی وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا اور ہے خدا جاننے والا دلوں کی بات کا حَلِيمًا بردبار کہ جلدی نہیں کرتا ہے گنہگار پر تو عذاب کرنے میں لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ
مِنْ بَعْدُ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے اے محمد عورتیں پیچھے اسکے یعنی بعد ان عورتوں کے کہ حلال کی ہیں تجھ پر آیہ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ
اللاتی آتیت اجورہن میں اور بنات عم وغیرہ کے کہ سوا انکے تجھ پر حلال نہیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں حلال ہیں تیری [illegible]
کی گئی ہیں سورہ نسا میں اور کہتے ہیں کہ معنی انکی یہ ہیں کہ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے یہودی اور نصرانی عورتیں وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ اور نہ
یہ کہ بدل کرے تو ساتھ انکے مِنْ أَزْوَاجٍ دوسری بیبیاں کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوں اسواسطے کہ نہیں لائق ہے یہودیہ اور نصرانیہ کا ام المومنین ہونا
وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اگرچہ تعجب میں ڈالے تجھکو حسن انکا إِلَّا مَا مَلَكَتْ مگر وہ کہ مالک ہوا ہو يَمِينُكَ داہنا ہاتھ
تیرا یعنی عورت یہودی اور نصرانی اگر تیری ملک میں اور لونڈی تیری ہو تو وہ حلال ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت ترجی من تشاء سے اور یہ
ترجی من تشاء اگرچہ ترتیب میں مقدم ہے لیکن نزول میں مؤخر ہے [illegible] آیہ عدد کے اور بعد نزول اس آیت کے حضرت پر حلال ہوئیں عورتیں جتنی کہ چاہتے تھے
کرتے تھے اور عائشہ سے منقول ہے کہ حضرت نے دنیا سے مفارقت نہیں کی یہانتک کہ حلال ہوئیں انکو عورتیں جو کچھ ارادہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ عرب کا
دستور تھا کہ آپس میں عورتوں کو بدل لیتے تھے ایک شخص اپنی زوجہ کو دوسرے کو دیتا تھا اور اسکی عوض میں اسکی زوجہ کو لیتا تھا خدا تعالی نے اسکو منع فرمایا اور
بعضے کہتے ہیں کہ معنی آیہ کے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے عورتیں بعد ان عورتوں کے جو تیرے پاس موجود ہیں یعنی ان نو عورتوں سے زیادہ کوئی اور عورت کہ انکے
ساتھ کسی اور عورت کو بدل لے یعنی خدا تعالی نے نو سے زیادہ کرنیکو اور بدلنے کو منع فرمایا ہے اور [illegible] نہیں فرمایا ہے کہ اگر کسیکو طلاق دے اور بجائے اسکے
کسیکو دے تو مضائقہ نہ تھا لیکن وقت وفات حضرت کے نو تھیں وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور ہے خدا اوپر ہر چیز کے رَقِيبًا نگہبان
پس چاہیے کہ تم اپنی حد کی حفاظت کرو اور جو کچھ تجھ پر حلال نہیں ہے اسکے درپے مت ہو اور منقول ہے کہ جس وقت سے حضرت صلعم نے زینب سے نکاح کیا تو ساتھ انکے

ولیمہ کا کیا اور صحابہ کو واسطے کھانے کے طلب کیا جسوقت صحابہ نے کھانا کھا لیا تو باتوں میں مشغول ہوئے اور زینب حجرہ میں دیوار کیطرف منہ کئے ہوئی بیٹھی تھی اور حضرت
جو زینب کی ہمنشینی کی خواہش رکھتے تھے چاہتے تھے کہ یہ سب آدمی اٹھکر چلے جائیں اور حضرت بسبب حیا کے کسیکو اٹھا نہیں سکتے تھے جب مجلس کو طول ہوا تو حضرت خود اٹھکر
چلے گئے اور حضرت کی پیروی ہو اور سب آدمی بھی اٹھ گئے مگر تین آدمی اسیطرح بیٹھے ہوئے باتیں کرتے تھے اور حضرت دروازہ خانہ پر آئے اور شرم کے سبب سے عذر نہیں
کر سکتے تھے اور پھر انتظار دور کرنے کے جو خلوت ہوئی تو حضرت زینب کے پاس گئے اور انس بن مالک نے چاہا کہ زینب کے حجرہ میں جائیں حضرت نے پردہ حجرہ کے دروازہ پر
ڈالدیا اور آیہ حجاب نازل ہوئی کہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ داخل
ہو تم گھروں میں پیغمبر کے اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ مگر یہ کہ اذن پاجاوے واسطے تمہارے کہ تم کو طلب کریں اِلٰی طَعَامٍ طرف کھانے کی سو تم اسوقت جاؤ
غَیْرَ نٰظِرِیْنَ جسوقت کہ نہ انتظار کرنیوالے ہو اِنٰىهُ وقت پکنے اسکے کہ کھانا پکتا ہو اور تم پہلے ہی سے آبیٹھو اور کھانے کی انتظاری کرو جیسے بیٹھے ہو
کہ جسوقت تمہارے پاس جاتا ہے تم پشیمان کرینگے بلکہ کئے بیٹھے تمکو ہرگز نہ آنا چاہیئے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت کی تھی کہ محافظت طعام کی وقت کی کرتے تھے اور بیٹھے
اشد ہو کر بیٹھے کا حضرت کو واسطے اسیکے معلوم کرتے تھے تو چلے آتے تھے اور بیٹھ جاتے تھے حکم ہوا کہ جسوقت جاؤ تو تم انتظار اسی امر کی مت کرو کہ کسیکو کھانا اپنے وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ
اور لیکن جسوقت بلائے جاؤ تم واسطے کھانیکے فَادْخُلُوْا پس داخل ہو تم فَاِذَا طَعِمْتُمْ پس جسوقت کھانا کھا لیا ہو تو فَانْتَشِرُوْا پس متفرق ہو جاؤ تم اور ٹھہرو
نہیں اور ڈھیل مت کرو یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے کہ کھانے کی انتظاری میں ہونٹ کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور یہ تو کسیکو واسطے تمہارے ہوئے اسکی بھی کہ بدون اذن
حضرت کے دروازہ پر جا کر دیر کیے اور ٹھیرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت جبرئیل رسول خدا کے پاس آتے تھے تو روبرو حضرت کے مثل
غلاموں کے بیٹھتے تھے اور بدون اذن کے حضرت کے دولتسرا میں ہرگز نہیں داخل ہوتے تھے جب ملائکہ مقربین کا یہ حال ہو تو اور آدمی بدون اذن
کیونکر جاسکیں اسواسطے فرمایا ہے کہ بدون اذن کے خانہ رسول میں مت جاؤ اور اگر بعد اذن کے جاؤ تو نہ انتظاری کرنیوالے ہو کھانے کے وقت کی
وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ اور نہ انس پکڑنیوالے اور جی لگا کر بیٹھنے والے ہو لِحَدِیْثٍ واسطے بات کرنیکے اور لا مستانسین کا عطف غیر ناظرین پر
ہے اور یہ دونو حال واقع ہوئے ہیں اِنَّ ذٰلِكُمْ تحقیق کہ یہ ڈھیل کرنی تمہاری بعد کھانا کھانے کے اور دیر تک باتیں کرنی آپس میں كَانَ
یُؤْذِی النَّبِیَّ ایذا دیتا ہے پیغمبر کو بسبب تنگی مکان کے تھا اور اسکے گھر کے لوگوں پر فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ پس شرم کرتا ہے وہ تم سے کہ
تمکو کہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ اور خدا نہیں حیا کرتا ہے مِنَ الْحَقِّ حق سے کہ تمکو فرماتا ہے پس نکالدینا تمہارا حق ہے
اور خدا حق کے کہنے سے حیا نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ تمکو منع کیا ہے اور مجاہد سے منقول ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ میں رسولخدا کے ساتھ کھانا کھاتی تھی کہ ناگاہ عمر
آیا اور رسولخدا نے اسکی دعوت کی وہ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھانے لگا اور کھانے کے وقت عمر کی انگلی میری انگلی میں لگی رسولخدا کو یہ امر بہت مکروہ
معلوم ہوا اور آیت حجاب کی نازل ہوئی کہ بدون اذن رسولخدا کے گھر میں مت جاؤ کہ موجب اذیت اور کراہت رسول کا ہے وَاِذَا
سَاَلْتُمُوْهُنَّ اور جسوقت پوچھو تم ان زنان پیغمبر سے مَتَاعًا کسی فائدہ کی چیز کو مثل کپڑے یا برتن یا کھانیکے تو فَسْـَٔلُوْهُنَّ پس
پوچھو تم انسے مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ پیچھے پردہ کے سے ذٰلِكُمْ وہ سوال کرنا پس پردہ کے اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ پاکیزہ تر ہے واسطے دلوں
تمہارے کے وَقُلُوْبِهِنَّ اور دلوں عورتوں کے کہ تہمت اور وسوسہ شیطان سے محفوظ رہتے ہیں ابن عباس سے منقول ہے کہ طلحہ نے کہا کہ اگر پیغمبر خدا
دنیا سے رحلت فرمائیں تو میں عائشہ سے نکاح کروں سو آگے کہ وہ ہمکو منع کرتا ہے کہ ہم اپنے چچاؤں کی بیٹیوں سے پردہ کے پیچھے سے باتیں کریں واللہ اگر وہ مر جاوے
تو میں عائشہ سے نکاح کروں اور ابو حمزہ ثمالی نے لکھا ہے کہ حضرت کے صحابہ میں سے دو شخصوں نے کہا کہ کیا محمد ہماری عورتوں سے نکاح کرے اور ہم اسکی عورتوں سے
نکاح نکریں واللہ اگر محمد مر جاوے تو اسکی جوروں سے ہم نکاح کرینگے مراد انکی عائشہ اور ام سلمہ سے تھی ایک تو عائشہ سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور دوسرا
ام سلمہ سے یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے خدا وَمَا كَانَ لَكُمْ اور نہیں لائق واسطے تمہارے اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ یہ کہ ایذا دو تم رسولخدا
کو اور جس امر کو وہ مکروہ جانتا ہے اسکے کرنیکے تم درپے ہو وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اور نہیں لائق کہ نکاح کرو تم اَزْوَاجَهٗ بیبیوں اسکی کو سے مِنْۢ بَعْدِهٖٓ

پیچھے وفات آنحضرتؐ کے یا بعد اسکے کہ طلاق دی ہو انکو اَبَدًا کبھی یعنی کبھی انکی عورتوں سے نکاح مت کرو انکی زندگی میں اگر وہ طلاق دی ہوں اور نہ بعد انکی
وفات کے اِنَّ ذٰلِکُمْ تحقیق کہ وہ ایذا پیغمبر کی ہے انکی عورتوں سے نکاح کرنا کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ ہے نزدیک خدا کے عَظِیْمًا بڑی بات
اور گناہ بڑا اور یہ حکم شامل ہے حضرت کے سب بیویوں کو خواہ انپر داخل ہوئے ہوں حضرت خواہ نہ داخل ہوئے ہوں اور منقول ہے کہ دو عورتوں کو حضرت نے
اپنی زندگی میں طلاق دی تھی اور بعد وفات حضرت کے دو شخصوں نے انسے نکاح کیا ایک تو مجذوم ہو گیا اور دوسرا مجنون اور منقول ہے کہ بعضے
صحابہ اپنی زبان سے کہتے تھے کہ ہم بعد رسول خدا کے عائشہ سے نکاح کرینگے جیسے کہ گذرا اور بعضے اپنے دلمیں پوشیدہ رکھتے تھے کہ اگر رسول خدا مر جائینگے
تو انکی زوجہ عائشہ سے ہم نکاح کرینگے لیکن زبان پر نہیں لاتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ اِنْ تُبْدُوْا شَیْئًا اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یعنی بعد رسول خدا کی
بیبیوں سے نکاح کرنیکو زبان سے کہو اَوْ تُخْفُوْہُ یا پوشیدہ رکھو تم اسکو دلمیں اور زبان پر مت لاؤ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ پس تحقیق کہ خدا ہے
بِکُلِّ شَیْءٍ ساتھ ہر چیز کے خواہ ظاہر ہو خواہ پوشیدہ عَلِیْمًا دانا اور جاننے والا اور موافق اسکے تمکو سزا دیگا اور منقول ہے کہ جس وقت آیت پردہ
کی نازل ہوئی تو باپ بھائی اور سب اقارب نے کہا کہ یا رسول خدا جس وقت یہ حکم نازل ہوا کہ عورتیں پردہ نشین ہوں تو ہم بھی انسے اور بہن بیٹی سے
پردہ کے پیچھے سے گفتگو کریں تب یہ آیت نازل ہوئی لَا جُنَاحَ عَلَیْہِنَّ نہیں گناہ ہے اوپر ان عورتوں کے فِیْٓ اٰبَآئِہِنَّ بیچ باپوں انکے
اگر انکو اپنے منہ کھولا دیں اور بدون پردہ انسے گفتگو کریں وَلَآ اَبْنَآئِہِنَّ اور نہ بیچ بیٹوں انکے کے وَلَآ اِخْوَانِہِنَّ اور نہ بھائیوں
انکے کے وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِہِنَّ اور نہ بیٹوں بھائیوں انکے کے وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِہِنَّ اور نہ بیٹوں بہنوں انکے کے وَلَا
نِسَآئِہِنَّ اور نہ عورتوں انکے کے یعنی زنان مومنہ زنان یہود و نصاری اور بعضے کہتے ہیں کہ جمیع زنان مراد ہیں کہ کسی عورت سے پردہ
نہیں چاہیے وَلَا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُنَّ اور نہ وہ عورتیں کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ انکے ان عورتوں سے یعنی لونڈیوں سے بھی پردہ نہیں چاہیے
بخلاف غلاموں کے کہ انسے پردہ چاہیے چنانچہ سورہ نور میں گذر گیا ہے وَاتَّقِیْنَ اللّٰہَ اور ڈرو تم خدا سے اے عورتو اور پردہ میں جو حکم خدا کا ہے اسکو مت ترک کرو
اور تمام گناہوں سے پرہیز کرو اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اوپر ہر چیز کے تمہارے قولوں اور فعلوں سے
شَہِیْدًا گواہ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں گذرتا ہے اس سے خبردار ہے اور ان آیتوں میں خدا تعالی نے چچا اور ماموں کا ذکر نہیں کیا ہے اسواسطے کہ
وہ بمنزلہ ماں اور باپ کے ہیں اور بعد اسکے خدا تعالی ایسی آیت کو بیان کرتا ہے کہ حضرت کے علو شان پر اور بلندی مرتبہ پر اور نہایت مہربانی
اور عنایت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ تحقیق خدا اور فرشتے اسکے یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ درود بھیجتے ہیں اوپر
پیغمبر کے کہ جو برگزیدہ اور بلند مرتبہ ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر صَلُّوْا عَلَیْہِ درود بھیجو
اوپر اسکے وَسَلِّمُوْا اور سلام کہو تَسْلِیْمًا سلام کہنا یا انکی تسلیم کرو یعنی اور انکی فرمانبرداری کی رعایت کرتے رہو اور صلوۃ
جانب خدا سے رحمت مراد ہے اور جانب ملائکہ سے استغفار اور جانب مومنین سے دعا اور یہاں مراد حضرت کی شرف اور بلندی ظاہر کرنے سے مراد ہے
اور کہتے ہیں کہ مراد اللھم صل علی محمد سے یہ ہے کہ خداوندا تعظیم کر تو محمد کی دنیا میں اسکے دین کو بلند کرنے سے اور اسکی شریعت کو باقی رکھنے سے اور آخرت
میں انکی شفاعت قبول کرنے سے اور اولین اور آخرین پر انکے فضل کے ظاہر کرنے سے اور تمام انبیا اور مرسلین پر انکو مقدم کرنے سے اور بعد
نازل ہونے اس آیت کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا صلعم کس طرح آپ پر درود بھیجیں فرمایا کہ کہو اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل
ابراہیم انک حمید مجید و بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ حقتعالی نے دو فرشتے مقرر
کئے ہیں کہ جس جگہ میرا نام لیویں اور مجھپر درود بھیجیں وہ فرشتے کہتے ہیں کہ خدا تجھکو بخشے اور خدا اور فرشتے آمین کہیں اور اگر مجھپر درود نہ
بھیجیں تو وہ فرشتے کہیں کہ نہ بخشے تجھکو خدا اور فرشتے آمین کہیں اور حضرت امام کاظم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ صلوۃ خدا اور صلوۃ ملائکہ اور
صلوۃ مومنین کیا معنی ہیں فرمایا کہ صلوات اللہ رحمت ہے خدا کی جانب سے اور صلوات ملائکہ پاکیزہ کرنا ہے انکی طرف سے اور صلوۃ مومنین دعا ہے انکی جانب سے

اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے اور فرمایا کہ وسلموا تسلیما سے مراد یہ ہے کہ فرمانبرداری کریں اُن امور میں کہ وارد ہوا ہے اُن سے اور کسی نے پوچھا کہ کیا ثواب
ہے اُس شخص کا کہ جو درود بھیجے پیغمبر پر فرمایا کہ نکلنا گناہوں سے واللہ جیسے کہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوتا ہے اور پوچھا کہ کیونکر درود بھیجیں ہم فرمایا کہ
صلوات اللہ وصلوات ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وجمیع خلقہ علی محمد وآل محمد والسلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجلس
مامون میں فرمایا کہ اور تحقیق سب جانتے ہیں معاندین اور دشمن کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو کسی نے پوچھا کہ یا رسول خدا صلعم سلام کو تو ہم نے
جانا ہیں کیونکر بھیجیں صلوات آپ پر او پر فرمایا کہ کہو تم اللہم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید پس ای گروہ
آدمیو کیا آپس میں اختلاف ہے درمیان تمہارے سب نے کہا کہ نہیں اور مامون نے کہا کہ ہرگز نہیں اختلاف نہیں ہے اور یہ اجماع امت کا ہے پس تیرے پاس
آل کے مقدمہ میں اس سے زیادہ واضح کوئی شی ہے قرآن میں فرمایا کہ ہاں خبر دو تم مجھکو قول حق تعالی کے سے یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی
صراط مستقیم پس کون شخص مراد ہے یس سے علما نے کہا کہ یس محمد کا نام ہے اس میں کسیکو شک نہیں فرمایا کہ خدا نے محمد کو اور آل محمد کو ایک بزرگی
دی ہے کہ اُسکی وصف کو کوئی نہیں پا سکتا ہے مگر وہ شخص جسکو خدا نے عقل دی ہو اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالی نے سوا انبیا کے کسی پر سلام نہیں بھیجا ہے پس فرمایا ہے خدا تعالی نے کہ سلام علی نوح
فی العالمین اور فرمایا کہ سلام علی ابراہیم اور فرمایا کہ سلام علی موسی وہارون اور نہیں فرمایا کہ سلام علی آل نوح اور نہ فرمایا سلام علی آل ابراہیم اور فرمایا خدا تعالی نے سلام علی آل یاسین
یعنی آل محمد اور شیخ ابو الفتوح نے مقدمہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے لکھا ہے فرمایا کہ درود بھیجنا پیغمبر پر درجہ ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جسوقت حضرت کا ذکر کریں یا دوسرا
شخص پیغمبر پاس حضرت کا ذکر کرے اور ان میں سے کسی کو تو ہو وقت وہ حضرت پر بھیج تو حضرت موسی سے خدا تعالی نے راز کہا اور محمد صلعم کا ذکر آیا تو فرمایا کہ ای بیٹے عمران
درود بھیج تو محمد پر تحقیق کہ میں درود بھیجتا ہوں اُسپر اور فرشتے اُسپر درود بھیجتے ہیں اور فرمایا رسول خدا صلعم نے اپنی وصیت میں کہ یا علی جو درود بھیجے مجھپر ہر دن یا
ہر رات میں تو واجب ہوئی اُسکے واسطے شفاعت میری اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جسوقت ذکر کیا جاتا ہے پیغمبر خدا صلعم کا پس بہت بھیجو تم درود کو اُسپر
اس واسطے کہ جو کوئی ایکبار درود بھیجتا ہے پیغمبر صلعم پر خدا تعالی ہزار درود بھیجتا ہے اُسپر ہزار صف میں فرشتوں کی اور کوئی باقی نہیں رہتا ہے مخلوق خدا میں سے
مگر کہ درود بھیجتا ہے اُس بندہ پر واسطے درود بھیجنے خدا کے اور فرشتوں کے پس جو کوئی نہ رغبت کرے اسمیں پس وہ جاہل اور مغرور ہے تحقیق کہ بیزار ہوا اُس سے خدا
اور فرشتے اُسکے اور پیغمبر اُسکا اور اہلبیت پیغمبر کے اور فرمایا کہ ہر دعا کہ خدا سے طلب کی جاتی ہے محجوب ہے یہاں تک کہ درود بھیجے محمد پر اور آل محمد پر اور فرمایا کہ جو کوئی
خدا کیطرف حاجت رکھتا ہو پس چاہیے کہ شروع کرے ساتھ درود کے اوپر محمد کے اور آل محمد کے پس سوال کرے حاجت اپنی کا پھر ختم کرے درود پر اسواسطے کہ
خدا تعالی بزرگ ہے اس سے کہ دونو طرف قبول کرے یہ کہ وہ درود ہے اور اُسکے وسط کو کہ وہ حاجت ہے قبول نکرے جسوقت درود بھیجنا محمد اور آل محمد پر
اس سے محجوب نہ ہووے اور فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بلند کرو اپنی آوازوں کو درود کے ساتھ اس واسطے کہ وہ نفاق کو دور کرتا ہے اور فرمایا کہ کوئی چیز درود سے زیادہ
بھاری اور گران میزان میں نہیں ہے ہو گی کہ اعمال بندوں کے میزان میں کھینچے جائینگے تو وہ میزان اوپر کو میل کریگی پس رسول خدا صلعم درود کو جو کہ رسول خدا پر
اور اُنکی آل پر بھیجا تھا اُس میں رکھدینگے اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس کسی کے روبرو میرا ذکر ہووے اور مجھپر درود نہ بھیجے تو پس داخل ہوگا وہ آتش دوزخ
میں پس بعید کریگا اُسکو خدا اپنی رحمت سے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ جسکے روبرو ذکر ہو میرا اور وہ مجھپر درود بھیجنا بھول جاوے تو وہ بہشت کی راہ کو بھول
گیا اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ جو کوئی درود بھیجے مجھپر اور میری آل پر واسطے عظمت اور بزرگی حق میرے کے تو پیدا کرتا ہے خدا اُس درود سے ایک فرشتہ کو کہ
بازو اُسکے مشرق اور مغرب میں ہیں کھینچے ہوئے اور پاؤں اُسکے ساتوں زمین میں ہیں گڑے ہوئے اور گردن اُسکی زیر عرش ہوتی ہے پس فرماتا ہے اُسکو خدا کہ درود بھیج تو
میرے بندہ پر جیسا کہ درود بھیجا ہے اُسنے میرے پیغمبر پر پس وہ فرشتہ درود بھیجتا ہے اُس بندہ پر قیامت تک اور روضۃ الاعمال میں لکھا ہے کہ جو کوئی درود
بھیجے پیغمبر خدا صلعم پر دن میں جمعہ کے تو خدا تعالی ایک فرشتہ کو حکم کرتا ہے کہ اس درود کو پیغمبر کی قبر پر پہنچا دے وہ فرشتہ اس درود کو قبر پیغمبر پر پہنچاتا ہے اور
کہتا ہے کہ یا رسول خدا یہ درود فلانا شخص نے تیری امت میں سے بھیجا ہے پس خوش ہوتے ہیں رسول خدا صلعم اور فرماتے ہیں کہ ای فرشتہ بندہ خدا کے میری طرف سے
اُس شخص کو مہر درود کے عوض میں اس درود کے پہنچا دو فرشتہ قبر مقدس سے پھرتا ہے تو خدا تعالی باوجودیکہ جانتا تھا لیکن اُس فرشتہ سے پوچھتا ہے کہ کیا کہا

آتا ہی اور کہاں کو جاتا ہی وہ فرشتہ کہتا ہی کہ خداوندا تو عالم ہی کہ میں ایک بندہ کے درود کو تیرے رسول کی قبر پر پہنچا گیا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ میرے رسول نے اسکو جواب میں کیا کہا فرشتہ کہتا ہی کہ رسول محمد صلعم نے فرمایا کہ عوض میں ہر ایک کے دس میری طرف سے اُس شخص کو دس درود پہنچا اور فرمایا کہ اگر تو ایک درود مجھ پر بھیجتا تو ہمراہ میرے بہشت میں ہوتا اور جس وقت کہ تو نے دس درود بھیجے اسکی ثواب کی تو کچھ انتہا ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ یہ سنکر کہتا ہی کہ میری طرف سے اس بندہ کو رحمت پہنچا اور اُس سے کہہ تو کہ اگر تو میرے حبیب پر ایک درود پہنچاتا تو میں تجھکو دوزخ میں داخل نہ کرتا اور جس وقت تو نے دس درود بھیجے تو اسکا کیا ذکر ہے اور پھر فرماتا ہی خدا کہ بزرگ کرو تم میرے بندہ کے درود کو علیین میں اور رجوع کرو تم اسکو اُس دن کے واسطے کہ جس دن اسکو احتیاج ہوگی پس اللہ تعالیٰ ہر ایک حرف سے صلوٰۃ کے ایک فرشتہ کو پیدا کرتا ہی کہ اسکے تین سو ساٹھ سر ہوتے ہیں اور ہر ایک سر میں تین سو ساٹھ منہ ہوتے ہیں اور ہر ایک منہ میں تین سو ساٹھ زبانیں ہوتی ہیں اور ہر ایک زبان میں تین سو ساٹھ بولیاں ہوتی ہیں پس ہر ایک بولی سے خدا تعالیٰ کی وہ تسبیح اور حمد کرتا ہی اور ثواب سبکا اُس بندہ کے اعمال میں لکھا جاتا ہی اور انیس الواعظین میں لکھا ہی اور احمد بن ثابت سے روایت ہی کہتا ہی کہ میں نے بیت اللہ کا ارادہ کیا اور ہمراہ میرے ایک مرد تھا کہ وہ سفر میں ہمارا رفیق تھا اور ہر حال میں وہ اُٹھتے اور بیٹھتے اور سوتے اور بیدار ہوتے اور سوا اسکے پیغمبر خدا صلعم پر درود بھیجتا تھا میں نے اُس سے کہا کہ اے شیخ تو سوا اسکے کوئی وظیفہ نہیں جانتا ہی کہ ہر وقت تو درود بھیجتا ہی پیغمبر پر اُس شخص نے کہا کہ سوا درود کے میں اور وظیفہ بھی جانتا ہوں لیکن میں نے درود پڑھنے سے ایک امر عظیم دیکھا ہی اسواسطے اور وظائف چھوڑ دیے اور ہر وقت درود پڑھنے میں مشغول رہتا ہوں میں نے اُس سے کہا کہ مجھکو اُس امر عظیم سے مطلع کر کہا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ تھا سفر حجاز میں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھکو آواز دیتا ہی اور کہتا ہی کہ اے بندہ خدا اُٹھ تو کہ باپ تیرا مر گیا اور منہ اسکا سیاہ ہو گیا میں سنکر اُٹھا اور چراغ کو روشن کیا اور اسکے منہ کو دیکھا تو جیسا کہ اُس شخص نے کہا تھا ویسا ہی تھا وہ اور سیاہ رو پایا یہ دیکھکر میں بہت ڈرا اور کہا کہ بڑی رسوائی ہوئی اور اس ذلت اور خواری کو میں کس طرح پوشیدہ کرونگا جس وقت آدمی صبح کو اسکے غسل کے واسطے حاضر ہونگے اور ایک چادر میں نے اسکے اوپر ڈالدی اور اسکے منہ کو پوشیدہ کر دیا اور بعد اسکے پھر میں سو گیا اور خواب میں میں نے چار مردوں کو دیکھا کہ بہت سخت اور تند مزاج اور بدصورت تھے اور میرے باپ کے نزدیک وہ گئے عذاب کرنیکے واسطے اور ارادہ کیا کہ اسکو آگ کے ہتوڑے سے عذاب کریں کہ اتنے میں ایک مرد نہایت حسین اور خوب صورت سبز لباس پہنے ہوئے آیا اور اسکے چہرہ کے نور سے تمام گھر روشن ہو گیا اور اسکے بدن کی خوشبو سے سب در و دیوار معطر ہو گیا اور وہ مرد بزرگ میرے باپ کے سرہانے جا کر بیٹھا اور اسکے منہ پر سے کپڑا اُٹھایا اور اپنا دست مبارک اسکے چہرہ پر پھیرا فی الفور چہرہ میرے باپ کا مثل چاند کے روشن ہو گیا اور میرے باپ سے فرمایا کہ اُٹھ تو اور رنج مت کر تو اور کسی چیز سے خوف مت کر کہ ہم اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں اور یہ فرما کر اُن مردوں نے ارادہ جانیکا کیا تو میں اُنکے دامن سے لپٹ گیا اور قدموں پر اُنکے گر پڑا اور خدمت میں اُنکے میں نے عرض کی کہ اے دور کرنیوالے سختیوں کے میں آپکے اسم مبارک سے مطلع نہیں ہوا فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ ہوں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نے عرض کی کہ یا رسول خدا میرے باپ کا منہ سیاہ کس واسطے ہو گیا تھا فرمایا کہ تیرا باپ علما سے روگردانی کرتا تھا اور انسے برگشتہ رہتا تھا اور جس وقت حق کا حکم پہنچتا تھا تو وہ خفا ہوتا تھا اور ہمیشہ علما سے نزاع کرتا اور علما سے جھگڑنے کی اور ان سے عداوت اور حسد رکھنے کی سیاہ ہونا منہ کا ہی اور پھر عرض کی کہ یا رسول خدا آپنے اوپر کس واسطے رحم کیا اور کس واسطے اسکو عذاب سے نجات دی فرمایا کہ باپ تیرا ہمیشہ مجھ پر درود بھیجتا تھا یہ سبب اسکی نجات کا جس وقت مجھکو اسکے حال کی خبر ہوئی تو میں آیا اور اسکی رسوائی کو میں نے دور کیا اور قیامت میں اسکی شفاعت کرونگا پس وہ کہتا ہی کہ جس دن سے درود کی یہ عظمت دیکھی تو سب وظائف چھوڑ دیے اور درود میں مشغول رہتا ہوں اور پس یہ کہ اللہ ایک جگہ پہلے مقدمہ میں خبر فرماتا ہی کہ جو دلالت کرتا ہی حضرت کے کمال تعظیم پر اِنَّ الَّذِیْنَ تحقیق کہ جو لوگ کہ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ایذا دیتے ہیں خدا کو اور پیغمبر اسکے کو یعنی اسکا مرتکب ہوتے ہیں جو موجب ناخوشی خدا اور رسول صلعم کا ہی جیسے کہ خدا کی زوجہ اور فرزند مقرر کرنے اور مثل کفر اور عصیان کے اور یا یہ کہ آنحضرت کو ایذا پہنچاتے ہیں زبان کر ناخوش باتیں اُن حضرت کو کہتے ہیں کبھی تو جادوگر کہتے ہیں اور کبھی شاعر کہتے ہیں اور کبھی مجنوں کہتے ہیں یا اور طرح سے حضرت کو ایذا دیتے اور ستاتے ہیں

نہیں ہوتے ہیں حال اُنکا یہ ہو کہ لعنہم اللہ لعنت کی ہو انکو خدا نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہو فی الدنیا والآخرۃ بیچ دنیا اور آخرت کے
واعد لہم اور تیار کیا ہو واسطے انکے آخرت میں عذابا مہینا عذاب خوار کرنیوالا ابوالقاسم حسکانی نے روایت کی ہو کہ فرمایا علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کہ فرمایا مجھسے رسول خدا صلعم نے کہ ای علی جو کوئی تجھکو ایذا پہونچائے تو اسنے مجھکو ایذا پہونچائی اور جسنے مجھکو ایذا پہونچائی اسنے خدا کو ایذا پہونچائی اور جسنے خدا
کو ایذا پہونچائی اوپر اسکے لعنت ہو خدا کی اور یہ حدیث صحیح بخاری اور مسند احمد حنبل وغیرہ میں مذکور ہو پس جسنے کہ علی علیہ السلام کو ایذا پہونچائی کہ انکا حق غصب کیا
یا انسے جنگ و جدال پیش آیا اور یا انکو زبان سے برا کہا اور دشنام دہی کی اور دیگر لوگوں کو انکی دشنام دہی کا حکم کیا اسنے ایذا دی رسول خدا صلعم کو اور جسنے ایذا دی
رسول خدا صلعم کو اسنے ایذا دی خدا کو اور جسنے ایذا دی خدا کو وہ لعنت الٰہی میں گرفتار ہوا اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ فاطمہ پارۂ جگر میری ہو جسنے ایذا پہونچائی اسکو اسنے
ایذا پہونچائی مجھکو اور جسنے ایذا پہونچائی مجھکو اسنے ایذا پہونچائی خدا کو اور دوسری حدیث میں ہو کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسنے ایذا دی
فاطمہ کو بیچ زندگی میری میں مثل اس شخص کے ہو کہ ایذا دی اسکو بعد مرنے میرے کے اور جسنے ایذا دی اسکو بعد مرنے میرے کے وہ مثل اس شخص کے ہو کہ ایذا دی
اسکو بیچ زندگی میری میں اور جسنے ایذا دی اسکو اسنے ایذا دی مجھکو اور جسنے ایذا دی مجھکو اسنے ایذا دی خدا کو اور جسنے ایذا دی خدا کو اسکے حق میں ہو کہ ان الذین
یؤذون اللہ ورسولہ پس جسنے ایذا دی فاطمہ کو اور انکا حق غصب کیا اور انکے حق کا کاغذ اور سند انکی پھاڑ ڈالی اور انکا گھر جلانیکو آگ لیکے گیا اور ہمراہ اپنے
لکڑیاں لیوالے گیا اسنے ایذا دی رسول خدا صلعم کو اور جسنے ایذا دی رسول خدا کو اسنے ایذا دی خدا کو اور جسنے ایذا دی خدا کو اوپر اسکے لعنت ہو خدا کی اور [illegible]
اسکے عذاب ہو رسوا کرنیوالا والذین یؤذون المؤمنین اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مومنین کو کہ انکو مارتے ہیں اور [illegible] لوگوں سے انکو
زدوکوب کراتے ہیں اور انکو انکے وطن سے نکالکر جلاوطن کرتے ہیں والمؤمنات اور مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر ما اکتسبوا
بغیر اسکے کہ کسب کیا ہو انہوں نے یعنی بغیر کئے کسی خیانت یا جرم کے کہ جسکے سبب سے سزاوار انکی ہیں فقد احتملوا پس تحقیق اٹھایا ہو انہوں نے بوجھ
بہتانا بہتان کو واثما مبینا اور گناہ ظاہر کو کہتے ہیں یہ آیت بعضے منافقوں کی شان میں نازل ہوئی ہو کہ وہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو نالائق
باتیں کہکر ایذا اور رنج دیتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت انکی شان میں نازل ہوئی ہو کہ وہ رات کو پھرتے تھے اور راہ چلتے … اور لوگوں کی
لونڈیوں پر کہ باہر نکلتی تھیں بدی کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ قیامت کے دن ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ کہاں
ہیں میرے دوستوں کے ایذا دینیوالے پس ایک قوم اٹھیگی کہ انکے مونہوں پر گوشت نہوگا اس وقت کہا جائیگا کہ یہ ہیں وہ لوگ کہ ایذا دی تھی انہوں نے مومنین کو
اور دشمنی کو انکی قائم کیا تھا اور سختی کی تھی انپر انکے دین میں بعد اسکے حکم ہوگا کہ انکو دوزخ میں لیجاؤ اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جو کوئی ذلیل جانے مومن کو
اور حقیر سمجھے اسکو بسبب مفلسی اور ناداری اسکی کے تو تشہیر کریگا اسکو خدا قیامت کے دن تمام خلائق میں اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسنے ایذا دی مومن کو اسنے ایذا دی
مجھکو اور جسنے ایذا دی مجھکو اسنے ایذا دی خدا کو اور جسنے ایذا دی خدا کو وہ ملعون ہو توریت میں اور انجیل میں اور زبور میں اور قرآن میں اور دوسری حدیث میں ہو کہ اوپر اسکے لعنت
ہو خدا کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی رنج دے کسی مومن کو اور بعد اسکے تمام دنیا اسکو دیدے تو وہ اسکا کفارہ
نہیں ہوسکتا اور اسکو اجر نہ دیا جائیگا اور علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں لکھا ہو کہ عورتیں پانچ وقت مسجد میں جاکر نماز پڑھتی تھیں رسول خدا صلعم کے پیچھے …
تھیں اور جس وقت رات ہوتی تھی تو نماز مغرب اور عشا اور صبح کو جو مسجد میں جاتی تھیں اور بعضے جوان مرد انکے رستہ پر بیٹھتے تھے اور انکو آتے جاتے ایذا دیتے تھے
اور چھیڑتے تھے پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ یا ایہا النبی ای پیغمبر بلند مرتبہ قل لازواجک کہدے تو واسطے عورتوں اپنے کے
وبناتک اور بیٹیوں اپنے کے ونساء المؤمنین اور عورتوں مومنین کے یعنی ان سب عورتوں سے کہدے کہ جب باہر نکلیں یدنین
نزدیک کریں اور چھوڑ دیں علیہن اوپر اپنے یعنی اپنے مونہوں اور بدنوں پر من جلابیبہن چادروں اپنی سے کہ اپنے بدنوں کو
چادروں سے لپیٹ لیں ذلک یہ پوشیدہ کرنا منہ اور بدن کا ادنی ان یعرفن نزدیک تر زیادہ اسکو ہے کہ پہچانے جاویں کہ بیبیاں ہیں اور [illegible]
[illegible] وہ اوباش آدمی انکو پہچانکر فلا یؤذین پس نہ ایذا دی جائیں وہ عورتیں [illegible]

وکان اللہ غفورا اور ہے خدا بخشنے والا گناہوں کا بعد توبہ کے رحیما مہربان اپنے بندوں پر کہ انکی مصلحتوں کو بیان کر دیتا اور بعد اسکے
خدا تعالیٰ منافقوں اور زانیوں کی شان میں بیان کرتا ہے لئن لم ینتہ المنافقون البتہ اگر باز نہ آئینگے منافق لوگ مکر و فریب اور مسلمانوں کے
آزار دینے سے والذین اور وہ لوگ کہ فی قلوبہم مرض بیچ دلوں انکے بیماری بدکاری کی ہے اور طرف فحش کے رغبت رکھتے
ہیں والمرجفون اور خبر اڑانے والے فی المدینۃ بیچ مدینہ کے یعنی مسلمان جو واسطے جہاد کے روانہ ہوئے ہیں اور انکی روانگی کے بعد
انکی خبر اڑانے والے کہ مسلمانوں کو تو شکست ہو گئی ہے اور وہ بھاگ گئے اور قتل ہو گئے ہیں اور یہی خبر وہ اڑاتے ہیں کہ مومن جو مدینہ میں موجود ہیں
یہ خبر سنکر شکستہ دل و غمگین ہوں لیں خلاصہ یہ ہے منافقین اور زانیوں و باغیوں اور خبر اڑانے والوں کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ لنغرینک بہم
البتہ مقرر کرینگے اور پیچھے لگا دینگے ہم تجھکو ساتھ انکے کہ تو انکو قتل کرے اور گھروں سے انکو نکالکر جلا وطن کرے اور تو انکو ایسا تنگ کرے کہ وہ ناچار اور مجبور ہو کر
وطن کو چھوڑ کر ترک کریں ثم لا یجاورونک پھر نہ ہمسائگی اختیار کرینگے تیری فیہا الا قلیلا بیچ اس مدینہ کے مگر تھوڑا زمانہ اور کافی مقدار
ہے زمان مقدر کی یعنی اگر وہ مدینہ میں سکونت بھی کرینگے تو چند روز کیونکہ وہ لوگ کہ تھوڑے سے دنوں میں تجھ سے دور اور تباہ ہو جاوینگے ملعونین
یہ حال واقع ہوا یعنی حال ہے انکا لعنت کئے گئے ہیں وہ اور رحمت خدا سے دور کئے گئے ہیں اینما ثقفوا جہاں پائے جاویں اخذوا پکڑے
جاویں اور گرفتار کئے جاویں وقتلوا اور قتل کئے جاویں یعنی چاہئے کہ انکو گرفتار کریں اور قتل کریں تقتیلا قتل کرنا خواری اور ذلت سے
لکھتے ہیں کہ منافقین نے چاہا کہ اپنے نفاق کو ظاہر کریں لیکن جس وقت اس آیت کو سنا تو ڈر گئے اور پھر اپنا مکر پوشیدہ کیا سنۃ اللہ مفعول مطلق ہے
فعل محذوف کا یعنی سنت کیا گیا ہے سنت کرنا خدا کا یعنی یہ طریقہ خدا کا ہے منافق لوگوں کو قتل کرنیکا اور خبر بد کے مشہور کرنیوالوں کو فی الذین
خلوا بیچ ان لوگوں کے کہ گزرے ہیں من قبل پہلے اس سے یعنی مقرر کیا ہے خدا نے پہلی امتوں میں کہ انبیاء قتل کریں منافقوں کو
ولن تجد اور ہرگز نہ پاویگا تو لسنۃ اللہ واسطے سنت اور طریقہ خدا کے تبدیلا بدل جانا یعنی خدا تعالیٰ اس طرح اپنے طریقہ کو بدلا نہیں
کرتا ہے اور نہ کسی اور کو قدرت ہے کہ خدا کے طریقہ کو بدل کرے اور لکھتے ہیں کہ مشرکین ہنسی کی راہ سے سوال کرتے تھے حضرت صلعم سے کہ قیامت کب
ہوگی حق تعالیٰ نے فرمایا یسئلک الناس سوال کرتے ہیں تجھ سے آدمی یعنی کافر تجھ سے پوچھتے ہیں عن الساعۃ ساعت قیامت سے کہ
کس وقت ہوگی قل کہہ تو اے محمد صلعم کہ انما علمہا سوائے اسکے نہیں کہ علم اس قیامت کا عند اللہ نزدیک خدا کے ہے اور سوا اسکے کسی پیغمبر مرسل اور
فرشتہ مقرب کو اسکے وقت کی خبر نہیں ہے وما یدریک اور کس چیز نے بتایا تجھکو اور آگاہ کیا یعنی تو مطلق نہیں جانتا ہے لعل الساعۃ شاید کہ
ساعت قیامت تکون قریبا ہووے نزدیک یعنی تو ان لوگوں کی ہنسی و ٹھٹھا کرنے سے غمگین مت ہو ان اللہ تحقیق خدا نے لعن الکافرین
لعنت کی ہے کافروں کو جو کہ قیامت کے ہونے کا انکار کرتے ہیں واعد لہم اور تیار کیا ہے واسطے انکے سعیرا آگ سوزاں کو خالدین فیہا
حال ہے کہ ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ اسکے ابدا ہمیشہ کہ کبھی اس سے نکلنے نہ پاوینگے لا یجدون ولیا ولا نصیرا نہ پاوینگے وہ کسی کو دوست اور مددگار
کو کہ وہ انکو عذاب سے نجات دلوائے اور یہ حال انکا اس دن ہوگا کہ یوم تقلب وجوہہم جس دن کہ پھیرے جاوینگے منہ انکے فی النار بیچ دوزخ کے کہ
کبھی تو انکو پشت پر لٹاویں اور کبھی منہ کے بل جیسے کہ گوشت کو بھوننے کے وقت الٹتے پلٹتے ہیں اور یا جیسے جوش کرنے آگ کے کبھی تو منہ اوپر ہوگا اور
کبھی نیچے جیسے کہ گوشت دیگ میں کبھی اوپر ہوتا اور کبھی نیچے اور انکا جب یہ حال ہوگا تو یقولون یالیتنا کہینگے کہ اے کاش ہم اطعنا اللہ فرمانبرداری
کرتے ہم خدا کی اسکے سب حکموں میں واطعنا الرسولا اور فرمانبرداری کرتے ہم پیغمبر کی تاکہ اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتے وقالوا ربنا اور
کہینگے وہ کہ اے پروردگار ہمارے انا اطعنا سادتنا تحقیق ہم نے فرمانبرداری کی ہے سرداروں اپنے کی اور سرداروں اپنے کی اور
سادا تنا الفاظ ... یعنی جنہوں نے فرمانبرداری کی ہے سرداروں اپنے کی وکبراءنا اور بزرگوں اپنے کی فاضلونا پس گمراہ کیا
انہوں نے ہمکو السبیلا راستہ سیدھے سے یعنی طریق حق سے ربنا اے پروردگار ہمارے اتہم دے تو انکو ضعفین من العذاب دو چند عذاب سے

الربع

سے کہ دیا ہے تو نے ہمکو سو انکے کہ وہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کرتے بھی ہیں وَالْعَنْهُمْ اور لعنت کر تو انکو لَعْنًا كَبِيرًا لعنت بڑی کہ نہایت سخت ہو
پھر وہ ہرگز رجوع نہ کر سکیں اور ہمیشہ اُسمیں گرفتار رہیں اور بعد اسکے خدا تعالیٰ ان لوگوں کیطرف خطاب کرتا ہے کہ جو ایمان کو ظاہر کرتے تھے اور پوشیدہ اور باطن
میں طرح طرح کے مکر کرتے تھے تاکہ پیغمبر خدا کو اذیت پہنچائیں چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں لَا تَكُونُوا
كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ ہو تم مانند ان لوگوں کی کہ آزار دیا ہے انہوں نے موسیٰ کو کہ تم مثل انکے محمد کو آزار دینے لگو جیسے کہ انہوں نے موسیٰ کو آزار اور
رنج دیا تھا فَبَرَّأَهُ اللَّهُ پس بری اور پاک کیا اسکو خدا نے مِمَّا قَالُوا اس چیز سے کہ کہا تھا انہوں نے موسیٰ کو کہ یہ نامرد ہے اور یا یہ کہ تہمت زنا کی
انپر رکھتے کہ وہ لوانی چاہی تھی اس عورت سے انکی پاکی کا اقرار کیا چنانچہ قصہ قارون میں اسکا ذکر ہو لیا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
بنی اسرائیل کہتے تھے کہ موسیٰ نامرد ہے اور جو چیز مردوں کی ہوتی ہے وہ اسکے نہیں ہے اور حضرت موسیٰ کا دستور تھا کہ جس وقت غسل کرنیکا ارادہ کرتے تھے
تو ایسی جگہ جاتے تھے کہ وہاں انکو کوئی نہ دیکھے ایکدفعہ نہر کے کنارہ پر غسل کرتے تھے اور کپڑے اپنے پتھر پر رکھدیے تھے خدا تعالیٰ نے پتھر کو حکم کیا وہ کپڑوں کو
انکے لیکر دور جا ٹھیرا اسوقت بنی اسرائیل نے موسیٰ کو برہنہ دیکھا تو جانا کہ جو کچھ ہم انکے حق میں کہتے ہیں غلط ہے اور حضرت علی نے فرمایا ہے کہ
موسیٰ اور ہارون پہاڑ پر چڑھے وہاں ہارون کی قضا آئی پس وہ مر گئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تو نے اسکو مار ڈالا ہے فرشتوں کو
خدا تعالیٰ نے حکم کیا وہ ہارون کا مردہ اٹھا لیگئے اور بنی اسرائیل کیطرف کو گذرے اور فرشتوں نے انکی مرنے کی باتیں کیں یہانتک کہ بنی اسرائیل
جان گئے کہ انکو قتل نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی موت سے مرے ہیں اور بعضی روایتیں ہیں کہ ہارون کو خدا تعالیٰ نے زندہ کیا انہوں نے موسیٰ کو بری کیا اور ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ میں حیا بہت تھی لوگوں کے سامنے
برہنہ نہیں ہوتے تھے اور تنہا ہو کر ایک گوشہ میں غسل کرتے تھے اس سبب سے بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ کچھ عیب رکھتا ہے اسلئے تنہا ہو کر غسل کرتا ہے یا تو اسکے بدن پر سفید داغ ہیں
اور یا انکے خصیے بہت بڑے ہیں ایکدفعہ موسیٰ واسطے غسل کرنیکے نہر پر گئے اور کپڑے اپنے پتھر پر رکھدیے اور برہنہ ہو کر غسل کرنے لگے اور پتھر بحکم خدا
انکے کپڑے لیکر چلا اور موسیٰ انکے پیچھے دوڑے بنی اسرائیل نے انکو برہنہ دیکھا تو جانا کہ موسیٰ کے کوئی عیب نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے انکو بری کیا
اور بعضے اس تہمت کا ذکر کرتے ہیں کہ جو قارون نے ایک رنڈی سے دلوانی چاہی تھی اور قارون کے قصہ میں مذکور ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ کو
انہوں نے اسطرح اذیت دی تھی کہ وہ بعد دیکھنے معجزے کے انکو جادوگر اور مجنون کہتے تھے اور انکو جھٹلاتے تھے وَكَانَ اور تھا موسیٰ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا
نزدیک خدا کے آبرو اور جاہ اور قرب والا اور مستجاب الدعوات کہ جو طلب کرتا تھا خدا تعالیٰ قبول کرتا تھا اور اب خدا تعالیٰ پرہیزگاری کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو تم خدا سے اسکی نافرمانی اور گناہ کرنے میں خصوصاً ایذائے رسول میں وَقُولُوا قَوْلًا
سَدِيدًا اور کہو تم بات درست اور سچ اور دروغ اور لغو بات مت کہو يُصْلِحْ لَكُمْ درست کریگا خدا واسطے تمہارے أَعْمَالَكُمْ عملوں تمہارے کو
کہ تمکو توفیق دیوے نیک اعمال کی وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اور بخشیگا واسطے تمہارے گناہ تمہارے وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور جو کوئی فرمانبرداری
کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی جس چیز کا وہ حکم کرے فَقَدْ فَازَ پس تحقیق مراد کو پہنچا وہ خیر اور خوبی کے ساتھ فَوْزًا عَظِيمًا مراد کو پہنچنا بڑا کہ
دنیا میں نیکبخت مشہور ہوا اور آخرت میں خلد بریں کا ساکن ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فوز عظیم سے رضامندی خدا کی ہے اور قسم قسم کی بخششیں اسکی اور
فرماتا ہے خدا کہ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ تحقیق ہمنے پیش کیا ہے امانت کو کہ وہ احکام خدا کے ہیں کہ جنکے کرنے میں ثواب ہے اور نکرنے میں عذاب ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نگاہ رکھنا زبان کا ہے بیہودہ گوئی سے اور سوائے اسکے اور قول بھی ہیں لیکن
مشہور قول اول ہی غرض یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پیش کیا ہمنے امانت کو عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اوپر آسمانوں اور زمین کے وَالْجِبَالِ اور
پہاڑوں کے بشرط ثواب کے انکی بجا لانے میں اور عذاب اسکی ترک کرنے میں جس وقت کہ عقل اور فہم اور ہوشیاری انمیں پیدا کیا تھا فَأَبَيْنَ پس انکار کیا انہوں نے
أَنْ يَحْمِلْنَهَا اس سے کہ اٹھائیں وہ اس امانت کو وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا اور خوف کیا انہوں نے اس سے باوجود بڑے ہونے جسموں کے اور نہایت عاجزی اور
زاری سے کہا انہوں نے کہ ہم تابع فرمان ہیں اس امر کے لئے کہ جسکے واسطے ہمکو تو نے پیدا کیا ہے اور عذاب کے اٹھانیکی ہم طاقت نہیں رکھتے ہیں اسلئے ترک

ع ۱۰ ۵

کر نہیں سکتے ہیں انکو ان امر میں معذور رکھا اور انکو انکے کام پر چھوڑ دیا کہ جسکے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اہل آسمان اور زمین اور جبال سے
ہیں یعنی صورت میں معنی انکے یہ ہونگے کہ پیش کیا ہمنے امانت کو آسمانوں کے لوگوں پر کہ وہ ملائکہ ہیں اور زمین کے باشندوں پر کہ وہ حیوانات شہری ہیں اور
پہاڑوں کے رہنے والوں پر کہ وہ حیوانات جنگلی ہیں سب نے انکار کیا خوف سے مخالفت کی جہت سے وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ اور اٹھایا اس امانت کو انسان
نے باوجود ضعف اور کم طاقتی کے اور اقرار کیا اسکی ادا کرنے کا اِنَّهُ كَانَ تحقیق کہ وہ آدمی ہے ظَلُومًا ظلم کرنیوالا اپنی جان پر کہ بڑے بڑے جسم
والوں نے اسکی اٹھانے سے پہلو تہی کی اور اسنے باوجود ناتوانی اور کم طاقتی کے قبول کیا اور ہے نہایت جَهُولًا بہت نادان اسکے انجام کار سے نہیں
جانتا کہ اس امانت کی خیانت میں عذاب ہے یہاں بار امانت کو تمثیل و تشبیہ فرضی کے نام میں بیان فرمایا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد امانت سے
عقل اور تکلیف شرع کے احکام کی ہے پس معنی آیت کے یہ ہونگے کہ پیش کیا ہمنے عقل اور تکلیف کو آسمان پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر انہوں نے
اسکے اٹھانے سے انکار کیا بسبب قابلیت نہ رکھنے کے اور انسان نے اپنی قابلیت کی جہت سے اسکو قبول کیا اور وہ ظالم ہے بسبب غالب ہونے قوت غضبی کے اور
اور جاہل ہے بسبب غلبہ قوت خواہش نفس کے اور بعضے کہتے ہیں کہ آدمی نے اسکو قبول کیا بغیر فکر کیے اس امانت میں [illegible] امانت پر اور [illegible]
بیخبر تھا اس امانت کی گرانی اور ثقالت کو فراموش کر دیا [illegible] لطف ربانی نے زبان عنایت سے فرمایا کہ اٹھانا اسکا سہل ہے اور نگاہ رکھنا اسکا مشکل ہے
اور جسوقت رغبت کی تونے امانت میری کو اٹھایا تو سب کے درمیان تجھکو اٹھایا اور مراد انسان سے حضرت آدم نہیں ہو سکتے ہیں کہ خدا نے انکو برگزیدہ
کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ ان اللہ اصطفی آدم اور جو کوئی برگزیدہ ہے وہ ظلوم اور جہول نہیں ہو سکتا اور بعضے روایات ائمہ معصومین علیہم السلام میں آیا ہے
مراد امانت سے امامت ہے اور ولایت ائمہ معصومین علیہم السلام کی اور انسان سے مراد غاصب انکی ہیں جو اس امانت کو نہ نباہ سکے ظالم اور جاہل ہیں [illegible] اٹھایا کہ
لِيُعَذِّبَ اللَّهُ تاکہ عذاب کرے خدا الْمُنَافِقِينَ منافق مردونکو وَالْمُنَافِقَاتِ اور منافق عورتونکو امانت میں خیانت کرنیکی جہت سے
وَالْمُشْرِكِينَ اور مشرک مردونکو وَالْمُشْرِكَاتِ اور مشرک عورتونکو امانت کو اور انکی بیجا جہت سے وَيَتُوبَ اللَّهُ اور تاکہ توبہ قبول کرے خدا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
اور ایمان لانیوالے مردونکو وَالْمُؤْمِنَاتِ اور ایمان لانیوالی عورتوں کے سبب جہالت اور پریشانی امانت کے وَكَانَ اللَّهُ اور ہے خدا غَفُورًا بخشنے والا
توبہ کرنیوالونکا رَحِيمًا مہربان کہ انکو مراد کو پہنچاتا ہے سُورَةُ السَّبَا یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چوّن آیتیں ہیں اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو حمد کو پڑھے یعنی سبا اور فاطر کو تمام کو رات کے وقت تو تمام شب خدا کی امان میں ہوا اور اگر ان دونوکو دن کو پڑھے تو اسکو کوئی
مکروہ ان میں نہ پہنچے اور خوبی دنیا اور آخرت کی اسقدر دی جائے کہ جو اسکے دل میں نہ گذری ہو اور نہ اسکی آرزو کی ہو بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۱ الْحَمْدُ لِلَّهِ جمیع تعریف واسطے خدا کے ہے الَّذِي لَهُ وہ خدا کہ واسطے اسی کے ہے مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے سب مخلوق اور ملک اسکی ہے وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ اور واسطے اسکے شکر اور
تعریف ہے بیچ آخرت کے سو انکی نعمتیں آخرت کی بھی اسکی عطا کی ہوئی ہیں اور وہی مالک ہے ان نعمتوں کا وَهُوَ الْحَكِيمُ اور وہ حکمت والا ہے کہ سب
امور اسکے موافق حکمت کے ہیں الْخَبِيرُ خبردار ہے سب اشیا کے باطن سے يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ جانتا ہے جو چیز کہ داخل ہوتی ہے بیچ زمین
مثل بارانکے اور خزانونکے وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا اور جو چیز کہ نکلتی ہے اس سے مثل پانی اور دفینوں اور درختوں کے وَمَا يَنْزِلُ اور وہ چیز کہ
نازل ہوتی ہے مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے اسکو بھی جانتا ہے مثل ملائکہ اور باران اور بجلی وغیرہ کے وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اور وہ چیز کہ چڑھتی ہے بیچ اسکے آسمان کی جانب
مثل ملائکہ اور اعمال اور دعاؤں اور ارواح پاک کے وَهُوَ الرَّحِيمُ اور وہ مہربان ہے نعمتیں تمام دینے پر الْغَفُورُ بخشنے والا ہے ان لوگوں کو جو تقصیر کرتے ہیں [illegible] و
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہیں لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ نہیں آئیگی ہمکو قیامت قُلْ کہہ تو اے محمد بَلَىٰ ہاں وَرَبِّي قسم
پروردگار میرے کی لَتَأْتِيَنَّكُمْ البتہ آویگی تمکو قیامت [illegible] قسم کھائی آنیکی قیامت پر
اسکی تحقیق فرمایا کہ اے محمد صلعم تو بھی قسم یاد کر کہ بحق پروردگار قیامت جلدی ہونیوالی ہے عَالِمِ الْغَيْبِ جاننے والا ہے غیب کا اور [illegible]

سورۃ السبا ۳۴ ع ۵ ۶

کسائی نے عالم کو مجرور پڑھا ہی لیکن عالم کو علّام کہتی ہیں اور باقیوں نے سوائے اہل مدینہ و شام کے عالم کو مجرور عالم ہی پڑھا ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ
صفت الحمد للہ کی ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بدل ہی ربی سے اور اہل مدینہ اور شام نے عالم کو مرفوع پڑھا ہی خبر مبتدائی محذوف کی یعنی ہو عالم الغیب
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ نہیں دور ہوتا ہی اسکے علم سے یعنی نہیں پوشیدہ ہوتی اُس سے مِثْقَالُ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے چھوٹی سے فِي السَّمٰوٰتِ
بیچ آسمانوں کے وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ بیچ زمین کے وَلَآ اَصْغَرُ اور نہ چھوٹا مِنْ ذٰلِكَ اُس ذرہ سے وَلَآ اَكْبَرُ اور نہ بڑا اِلَّا فِي كِتٰبٍ
مُّبِيْنٍ مگر لکھا ہوا ہی بیچ کتاب روشن کے کہ وہ لوح محفوظ ہی سو واسطے کہ جو کچھ ہونیوالا ہی وہ اُسمیں درج ہی اور ہونا قیامت کا ضروری ہی لِّيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ جزا دیوے خدا اُن لوگوں کو کہ ایمان لائی ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں اُنہوں نے اچھے اُولٰٓئِكَ یہ مومنین
صالحین وہ ہیں لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ واسطے اُنکے بخشش ہے گناہوں سے وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور روزی بزرگ ہی کہ بدون مشقت اور منت غیر سے اور
لیجزی متعلق لایعزب کی ہی وَالَّذِيْنَ سَعَوْا اور جن لوگوں نے کوشش کی ہی فِيْٓ اٰيٰتِنَا بیچ آیتوں ہماری کے یعنی اُنکی باطل کرنیمیں کوشش
کی ہی مُعٰجِزِيْنَ عاجز کرنیوالے ہو کر اپنے گمان باطل میں اور بعضوں نے اسکو معجزین پڑھا ہی اور یہ حال واقع ہوا ہے یعنی اُن لوگوں نے
گمان کیا ہی کہ وہ ہمکو عذاب کرنے میں عاجز کر دینگے کہ ہم انکو عذاب نکر سکینگے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ سعی کرنیوالے لَهُمْ عَذَابٌ واسطے اُنکے عذاب ہے
مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ بدتر عذاب دردناک سے کہ نہایت سخت ہے وہ عذاب اور فرماتا ہی خدا کہ وَيَرَى الَّذِيْنَ اور دیکھتے ہیں یعنی جانتے ہیں وہ لوگ کہ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دیے گئے ہیں وہ علم یعنی کہتے ہیں کہ مراد اُن سے اصحاب رسول ہیں اور یا مومنین اہل کتاب مثل عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار وغیرہ کے اور
یا جمیع مومنین مراد ہیں اور قمی نے لکھا ہی کہ وہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے تصدیق قرآن کی کی ہی غرض یہ ہے کہ جو لوگ کہ
علم دیے گئے ہیں اُنہوں نے جانا ہی کہ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وہ چیز کہ نازل کی گئی ہی طرف تیری مِنْ رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے یعنی قرآن
هُوَ الْحَقَّ وہ حق ہے اور راست اور درست ہے اور الذی مفعول اول یری کا ہی اور حق مفعول ثانی ہی اور ہو فصل کا ہی اور بعضوں نے حق کو مرفوع
پڑھا ہی وَيَهْدِيْٓ اور ہدایت کرتا ہی وہ قرآن اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ طرف راہ خدائی غالب کی کہ الْحَمِيْدِ تعریف کیا گیا اور سراہا
گیا ہی سب فعلوں میں وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے قریش کے لوگوں میں سے یعنی بعضوں نے انمیں سے بعضی کی راہ سے کہا کہ
هَلْ نَدُلُّكُمْ کیا رہنمائی کریں ہم تمکو عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اوپر ایک مرد کے کہ خبر دیتا ہی وہ تمکو یعنی محمد کہتا ہی تمکو کہ اِذَا مُزِّقْتُمْ جسوقت
پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ تم كُلَّ مُمَزَّقٍ ہر پارہ اور ٹکڑا ٹکڑا کرنا یعنی جسوقت تمھارا بدن بعد مرنیکے ریزہ ریزہ ہو جاوے اور خاک ہو کر برابر ہو جاوے تو
اُس وقت اِنَّكُمْ تحقیق تم لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بیچ پیدائش نئی ہوگے یعنی بعد مرنیکے پھر نئے سر سے تم پیدا ہوگے یہ کہتا ہی محمد صلعم اور بطریق
از روئے انکار اور بعید جاننیکے اُنہوں نے کہا کہ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا افترٰی کی اصل ء افتری ہی ہمزہ استفہام کا ہمزہ وصل پر داخل ہوا تو ہمزہ
وصل کا ساقط ہو گیا اور معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ کہا اُن لوگوں نے کہ کیا باندھ لیا ہی اوپر خدا کے جھوٹ کو محمد نے کہ جان بوجھ کر ایسی بات کہتا ہی اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ
یا ساتھ اُسکے جنون ہی کہ وہ جنون اُسکی زبان پر جاری کر دیتا ہی اس امر کو کہ جسوقت ہمارے بدن خاک ہو جائیں اور ہوا اُس خاک کے ریزوں کو اُڑا کر جہاں چاہی وہاں
لیجاوے اور وہ ریزہ ریزہ جمع ہو کر اور ہر جگہ سے آ کر اکٹھے ہوں اور انکا پھر دوبارہ ایک بدن ہو اور اُسمیں روح ڈالی جاوے اور دوبارہ وہ زندہ ہو حق تعالی اُن
ردّ فرماتا ہی جو کہ ایسا کہتے ہیں بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے کہ اُسکو ہونیکو حق
نہیں جانتے ہیں وہ لوگ فِي الْعَذَابِ بیچ عذاب کے آخرت میں وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ اور گمراہی بعید کے حق سے ہیں دنیا میں اور بعد اسکے
نصیحت کرتا ہی خدا کہ اَفَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ طرف اُس چیز کے کہ آگے اُنکے ہے اور طرف اس چیز کے کہ
پیچھے اُنکے ہے مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آسمان و زمین سے یعنی آگے اُنکے بھی آسمان اور زمین ہے اور اُنکے پیچھے بھی آسمان اور زمین ہے کہ اُن دونوں نے
اُنکو گھیر رکھا ہی اور یہ لوگ اُن دونوں کے بیچ میں ہیں اور ان دونوں سے سمجھانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور جب اُنکا ایسا حال ہے تو اِنْ نَّشَاْ اگر چاہیں ہم

نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ دھسا دیں ہم انکو زمین میں اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ یا گرائیں ہم اوپر انکے كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ایک
ٹکڑا آسمان سے بسبب جھٹلانے انکے آیات خدا کو اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس نظر کرنے آسمان و زمین کے اور دھسا دینے کے اور آسمان سے
گرا دینے کے لَاٰيَةً البتہ نشانی نصیحت کی ہے لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ واسطے ہر بندہ رجوع کرنیوالے کے طرف حق کے اسواسطے کہ وہی بندے بہت تامل کرتے
ہیں ہماری قدرت کی دلیلوں میں انکار کرنیوالے ہماری قدرت کے اور اب خدا داؤد اور سلیمان کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا دَاوٗدَ اور البتہ تحقیق دیا ہمنے داؤد کو مِنَّا فَضْلًا نزدیک اپنے سے فضل کہ وہ نعمت نبوت کی ہے یا زبور یا توفیق عدل یا حسن آواز
مناجات یا علم اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے خوش آوازی ہے اسواسطے کہ جس وقت حضرت داؤد زبور پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے تو درندے اور صحرائی جانور
اپنے اپنے مقام سے باہر آکر انکی آواز کو سنتے تھے اور پرندے انکی آواز کے سننے سے بیہوش ہو جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فضل سے یہ ہے کہ بعد اسکے فرماتا ہے کہ کہا ہمنے
يٰجِبَالُ اے پہاڑو اَوِّبِيْ رجوع کرو مَعَهٗ ساتھ اسکے یعنی ہمراہ انکے خدا کی تسبیح کرو اور کہتے ہیں تسبیح کرنا پہاڑوں کا یہ تھا کہ خدا نے انمیں
آواز پیدا کر دی تھی جیسے کہ درخت میں موسیٰ کی بات چیت پیدا کی تھی اور پہاڑوں کی تسبیح سے داؤد کی یہ غرض تھی کہ جس وقت داؤد انکو آواز دیتے تھے تو وہ پہاڑ جواب
میں تسبیح کہتے تھے اسطرح سے کہ پرندہ ... بار بار کہتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت داؤد کو تسبیح سے ملال ہو جاتا تھا تو پہاڑ نہایت ... اور اندوہ سے
آواز کو بلند کرتے وَالطَّيْرَ اور اے پرندو تم بھی تسبیح کرو ساتھ انکے اور پرندوں کو ... پہاڑ والے پرندوں کو ... مانند
کر دیا ہے کہ وہ ہماری تسبیح کریں آواز بلند اور خوش سے یعنی جس وقت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تھے تو پہاڑ آواز کرتے تھے انکی موافقت کرتے تھے اور پرندے
انکے سر پر صف باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور یہ آواز دلربا انکی آواز سے ملاتے تھے اور کبھی حضرت داؤد کے سننے سے بیہوش ہو جاتے تھے اور کہتے ہیں کہ
حضرت داؤد اپنا لباس بدل کر شہر کو چھپ کر پھرتے تھے اور جو کوئی ملتا تھا اس سے پوچھتے تھے کہ داؤد تمہارے ساتھ کیسا ہے سب اوسکی تعریف کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ بڑا عادل ہے اور یہ اسواسطے پوچھتے تھے کہ اگر کسی پر زیادتی ہوئی ہو اور ظلم پہنچا ہو تو اسکا تدارک کریں اسیطرح ایک شب کو جو پھرتے تھے تو خدا
نے ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا اور داؤد نے بدستور اس سے بھی پوچھا کہ حاکم تمہارا کیسا ہے فرشتہ نے کہا کہ بہت اچھا ہے اگر اسمیں ایک خصلت نہ ہو
داؤد نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا کہ بیت المال سے کھاتا ہے داؤد نے یہ سنکر چالیس شب روز گریہ کیا اور حق تعالیٰ سے کسب حلال طلب کیا اللہ تعالیٰ نے لوہے کو انپر
نرم کیا مثل موم کے انکی وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہ قول ہے اور یعقوب اور ابو عبید بن عمیر اور اعرج نے طیر کو مرفوع
پڑھا ہے اوبی کی یا پر عطف کرنے سے اسطرح سے کہ اوبی انت والطیر اور یا یہ کہ جبال کے لفظ پر عطف ہے اور باقی کے قاری طیر کو منصوب پڑھتے ہیں کوئی تو
جبال کے محل پر عطف کرتا ہے کہ وہ منصوب ہے اور کوئی فضلا پر عطف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اٰتینا داؤد فضلا والطیر یعنی سخرنا الطیر اور کوئی الطیر کو
مفعول معہ کہتا ہے غرض یہ ہے کہ داؤد نے کسب کی دعا کی خدا تعالیٰ نے آہن کو انپر مثل موم نرم کر دیا انکی وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے تھے چنانچہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اور نرم کیا ہمنے واسطے اسکے آہن بدون آگ اور ہتھوڑے کے جسطرح چاہتا تھا اسکو موڑ توڑ کر جو
چاہتا تھا بناتا تھا اور زرہ بنانی ہمنے اسکو تعلیم کی اور حکم کیا ہمنے اسکو اَنِ اعْمَلْ یہ کہ بنا تو سٰبِغٰتٍ زرہیں فراخ و تن اور کشادہ
وَّقَدِّرْ اور اندازہ نگاہ رکھ تو فِي السَّرْدِ بیچ پہننے زرہ کے کہ حلقے انکے برابر ہوں اور وضع انکی مناسب ہو اور یا یہ کہ کیلیں انکی اندازہ سے موافق ہوں
نہ بہت باریک ہوں اور نہ موٹی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے اسواسطے کہ آہن کو نرم کیا اور محتاج کیلی کا نہ تھا انکے ہاتھ میں نرم ہوتا تھا جسطرح چاہتے تھے بناتے
اور کہتے ہیں کہ ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور چھ ہزار درہم کو فروخت کرتے تھے اور اسمیں سے چار ہزار درہم راہ خدا میں دیتے تھے اور دو ہزار اپنی عیال کا خرچ
کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور ہزار درہم کو فروخت کرتے تھے اور تمام عمر میں تین سو ساٹھ زرہ بنائیں اور تین سو
ساٹھ درہم کو فروخت کیں اور بعضے کہتے ہیں کہ داؤد نے وفات پائی تھی تو آٹھ ہزار زرہ انکے خزانہ میں تھی اور کہا ہمنے داؤد اور انکی قوم کو کہ وَاعْمَلُوْا
اور عمل کرو تم صَالِحًا نیک کہ خالص اور قربۃً الی اللہ ہو واسطے شکر اس نعمت کے جو ہمنے تمکو دی اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تحقیق میں ساتھ اسکے کہ عمل کرتے ہو تم

بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہوں کہ کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور بموافق عمل کے تمکو جزا دونگا اور بعد اسکے خدا نے خبر دیا ہے اُس فضل کی کہ جو دیا تھا سلیمان کو
دی تھی چنانچہ فرماتا ہے وَلِسُلَيْمٰنَ اور دیا ہمنے واسطے سلیمان کے یعنی حکم میں کیا ہمنے واسطے سلیمان کے الرِّيْحَ ہوا کو غُدُوُّهَا شَهْرٌ صبح کو
چلنا اسکا ایک مہینہ کی راہ تھا وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ اور شام کو چلنا اسکا ایک مہینے کی راہ تھا یعنی ایک رات اور دن میں دو مہینے کی راہ جاتے تھے اور کہتے
ہیں کہ صبح کو شہر تدمر سے نکلتے اور قیلولہ اصطخر میں جو شیراز میں ہے کرتے اور شب کو کابل جاتے اور وہاں شب باشی کرتے اور تدمر ایک شہر تھا ولایت شام میں جنوں نے
انکے واسطے اسکو بنایا تھا اور کہتے ہیں کہ سلیمان ایکروز صبح کو زمین عراق سے مرو میں گئے اور قیلولہ کیا اور نماز دوسری بلخ میں پڑھی اور بلخ سے ترکستان میں
گئے اور وہاں سے چین کو گئے اور اُس وقت پہنچے کنارہ پر گئے جہاں سے آفتاب نکلتا ہے اور قندھار کی زمین تک پہنچے اور اسجگہ سے مکران کے کنارہ میں آئے
اور طرف یمن فارس کے روانہ ہوئے اور دوسری صبح کو کسکر میں آئے اور نماز شام تدمر میں پڑھی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے ایک سواری لکڑی کی
بنائی تھی کہ اسکے ایکہزار گوشے تھے اور ہر گوشہ میں ایکہزار حجرے تھے کہ لشکر جن اور انسان کا اسمیں سماتا تھا اور پیچھے ہر رکن کے ایکہزار دیو بیٹھتے تھے کہ اُس سواری کو
اٹھاتے تھے اور اسوقت ہوا نرم ایک مہینے کی راہ لیجاتی قیلولہ کے وقت تک اور وہاں اتر کر قیلولہ کرتے اور دوسری نماز کے وقت ایک مہینے کی راہ لیجاتی
وَاَسَلْنَا لَهٗ اور جاری کیا ہمنے واسطے اسکے عَيْنَ الْقِطْرِ چشمہ تانبے کا کہ مانند پانی کے کان سے باہر نکلتا اور کہتے ہیں کہ وہ ملک یمن میں قریب
صنعا کے ایک موضع میں تھا اور کہتے ہیں کہ ایک مہینے میں تین روز وہ چشمہ جاری رہتا اور اُس تانبے گداختہ سے جو کچھ چاہتے تھے بناتے وَمِنَ الْجِنِّ اور
جنوں میں سے حکم میں کیا ہمنے واسطے سلیمان کے مَنْ يَّعْمَلُ اُن شخصوں کو کہ کام کرتے تھے وہ بَيْنَ يَدَيْهِ آگے سلیمان کے بِاِذْنِ رَبِّهٖ
ساتھ اذن پروردگار اُسکے کے وَمَنْ يَّزِغْ اور جو کوئی کہ عدول کرتا تھا مِنْهُمْ اُنمیں سے عَنْ اَمْرِنَا حکم ہمارے سے کہ جس کام کا ہمنے اُن دیووں کو
حکم دیا تھا اگر کوئی اُنمیں سے سلیمان کی خدمتمیں وہ کام نہیں کرتا تھا تو نُذِقْهُ چکھاتے تھے ہم اسکو مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ عذاب آتش افروختہ سے اور
جلا ہوا سے آخرت میں یا دنیا میں چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ اُنپر مقرر ہوا تھا اور کوڑا آگ کا اُسکے پاس تھا جو کوئی سلیمان کے حکم سے سرکشی کرتا
تھا وہ کوڑا آگ کا بنا ہوا اُسکو مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا اور کہتے ہیں نزدیک عذاب آخرت مراد ہے يَعْمَلُوْنَ لَهٗ کرتے تھے یعنی بناتے تھے وہ واسطے اُس
سلیمان کے مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ جو کچھ چاہتا تھا وہ بالاخانوں سے کہ نہایت دلکش اور خوشنما تھے اور کہتے ہیں کہ محاریب وہ مکان ہیں کہ جنپر
زینوں سے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محاریب سے مراد اسجگہ مکان حرب یعنی لڑائی کے نیچے مکان ہیں مانند قلعوں بلند کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے
محل اور مسجدیں ہیں اور مفسرین لکھتے ہیں کہ دیووں نے جو واسطے سلیمان کے مکان بنائے تھے اُنمیں سے ایک بیت المقدس بھی ہے اور کیفیت اُسکی بنا کی یہ ہے
کہ حقتعالی نے آل ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی کہ وہ کثرت سے پھیلے اور جس وقت نوبت حضرت داؤد کی پہنچی تو حقتعالی نے اُنپر وحی کی کہ میں نے تمہارے باپ ابراہیم سے
وعدہ کیا تھا کہ میں کثرت سے تیری اولاد پیدا کرونگا کہ کوئی اُنکا شمار نہ کر سکیگا ستاروں کی سی ہے اور یہ اسسبب سے تھا کہ اُنہوں نے اپنے فرزند کو ذبح کیا تھا ہمارے
حکم سے اور میں نے اپنا عہدہ پورا وفا کیا اور یہ نعمت تمام کی کہ اولاد اُنکی کثرت سے پھیلائی اور اُنہوں نے اس نعمت کی ناشکری اور میری نافرمانی اختیار
کی اور اپنی قسم کھائی ہے کہ تین بلاؤں میں سے ایک بلا میں مبتلا کروں یا تو تین سال قحط میں اُنکو مبتلا کروں یا تین مہینے دشمن کو اُنپر غالب کروں
اور یا تین روز اُنکو طاعون میں گرفتار رکھوں کہ وہ ایکقسم وبا کی ہے اور اسمیں آدمی بہت مرتے ہیں داؤد علیہ السلام نے قوم کو اس امر کی خبر کی لوگوں نے کہا کہ
ہم قحط کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور دشمنوں سے مقابلہ بھی نہیں کر سکتے ہیں لیکن موت ہمارے ہاتھ نہیں اسلئے طاعون کو ہمنے اختیار کیا اور غسل کرکے اور کفن پہنکر
مسجد میں گئے اور عورتوں اور لڑکوں کو ہمراہ لیکر صحرا کو روانہ ہوئے اور حقتعالی نے سرکشوں اور رحمد گذرنیوالوں پر طاعون بھیجا اور ایکروز میں اسقدر
آدمی اُنکے مرے کہ اُنکو دفن کرنیسے عاجز ہوگئے اور دوسرے روز حضرت داؤد بیت المقدس کے ٹیلے پر آئے اور مُنہ اپنا خاک پر رکھا اور وہ مقام خیمہ گاہ حضرت
موسی علیہ السلام کا تھا اور بنی اسرائیل سے نیکوں اور صالحوں نے بھی وہاں حاضر ہو کر تضرع اور زاری کی تب سحر وقت خداتعالے نے طاعون اُنپر سے دور کیا
اور جبرئیل نازل ہوا اور کہا کہ اے داؤد حقتعالی فرماتا ہے کہ میں پر دونگا کہ شکر میرا زیادہ کرو اسجگہ میں جہاں تمہاری دعا قبول ہوئی ہو

ایک مسجد بنائیں کہ وہ اور فرزند انکے جو کہ بعد اسکے پیدا ہونگے اُسمیں عبادت کریں جس وقت انہوں نے چاہا کہ مسجد بنائیں ایک گھر دیکھا بنی اسرائیل میں انکی آرزو یہ تھی
کہ یہ گھر ملے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ اسمیں میرا حق ثابت ہے اور میری مرضی نہیں ہے کہ تم بدون میری اجازت کے یہاں گھر لیکر یہاں مسجد بناؤ ان لوگوں نے کہا
اس زمین میں سب آدمیوں کا حق ہے بے اجازت ہی ہو تو بھی ہم تجھ سے درگذر نہ کرینگے اسنے کہا کہ میں محتاج ہوں اگر چاہو مجھ سے خرید کر لو اور جو نہیں تو غصب
ثابت ہوگا وہ لوگ حضرت داؤد کے پاس آئے اور اسکے دعوے سے انکو خبر کی داؤد نے فرمایا کہ اسکو راضی کرنا چاہیئے وہ لوگ گئے اور انکی قیمت مقرر کی وہ
شخص اس قیمت پر راضی نہوا اور کہا کہ میں اس قیمت کو نہیں بیچتا انہوں نے قیمت کو دو چند کیا آخر اسکو بھی قبول نہ کیا یہانتک کہ سو گوسفند یا ایک سو شتر (?) قیمت پہنچائی
ایسپر بھی راضی نہوا بعد اسکے سو گاؤ کہے اور بعد اسکے سو اونٹ کہے لیکن وہ راضی نہوا جب قیمت انکی یہانتک پہنچی کہ گرد اسکے دیوار بنائیں اور اسکو چاندی سے پر کردیں
اس وقت اس شخص نے کہا کہ میں اس قیمت پر راضی ہوں اور جس وقت اسکو یقین ہوا کہ یہ مسجد بنانے پر مستعد ہیں اور قربۃ الی اللہ اسکو بنانا چاہتے ہیں اس وقت
انہوں نے کہا کہ میں اپنے حق سے گذرا اور معاف کیا اور ہر ایک پتھر کی قیمت میں کچھ نہیں لیتا غرض میری قیمت طلب کرنے سے امتحان تمہارا تھا کہ تم امتحان میں پورے
اترو اب مسجد کو بناؤ وہ لوگ مسجد بنانے میں مشغول ہوئے اور حضرت داؤد اور سب صلحاء بنی اسرائیل کے اپنی پشت پر پتھر اٹھاتے تھے اور دیوار بناتے تھے یہانتک کہ
دیوار مسجد کی آدمی کے قد کے برابر بلند ہوئی حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کو وحی کی کہ تیرا حصہ مسجد بنانے میں اس سے زیادہ نہیں ہے اسکو اسطرح چھوڑ دے کہ باقی کو
تیرا بیٹا بنائیگا داؤد نے بنانا موقوف کیا اور سب صلحاء بنی اسرائیل نے اس مسجد میں عبادت کرنی شروع کی اور داؤد کی عمر اسوقت ایکسو ستائیس سال کی ہوئی
تھی اور جس وقت ایکسو چالیس برس کی پہنچی تو انہوں نے وفات پائی اور جس وقت سلیمان بادشاہ ہوئے تیرہ سال کی عمر میں باپ کی جگہ بیٹھے
تو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ مسجد کو تمام کر حضرت سلیمان نے جنوں کو اور آدمیوں کو جمع کیا اور ہر ایک کو موافق طاقت اور قوت کے ایک کام سپرد کیا
اور دیووں کو بھیجا وہ پہاڑوں میں سے پتھر سفید اور زرد اور سبز لاتے تھے اور ایک شہر انکے گرد تیار ہوا اور بارہ محلے تیار کئے اور بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے
وہ بھی بارہ تھے اور جس وقت تیار ہوا تو اسمیں بارہ قوموں بنی اسرائیل کی آباد کیں اور بعد اسکے مسجد بنانی شروع کی اور دیووں کو بھیجا وہ گئے اور چاندی اور
سونا اور یاقوت اور زبرجد اور دریا سے جواہر اور مشک اور عنبر اور کافور وغیرہ خوشبوئی چیزیں لائے اور بیقدر کثرت لاکر جمع کیں بیشمار کرسیں جواہر
اور نہایت جالیاں اور کاریگروں کو جمع کیا حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ گول اور چو پہلو بناؤ اور سوراخ انکے کرو لیکن پتھر بسیار سخت ہونیکی ان کام کو کوئی نہ کرسکا
حضرت سلیمان نے تدبیر انکی دیووں سے پوچھی سب نے کہا کہ اس کام کو صخرہ جن سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ قید میں ہے حکم ہوا کہ وہ حاضر ہو تو حضرت سلیمان
نے ایک ٹکڑا تانبے کا اٹھایا اور اسپر مہر اپنی کی اور دستور تھا کہ جو کوئی دیو سرکش اس مہر کو دیکھتا تھا اسیوقت وہ تابع ہوجاتا تھا جب وہ قاصد سلیمان کا
اس مہر کو صخرہ کے پاس لیگیا وہ اسیوقت کھڑا ہوا اور قاصد کے ہمراہ سلیمان کے پاس حاضر ہوا حضرت سلیمان نے قاصد سے پوچھا کہ صخرہ نے میری مہر کو دیکھکر راہ
میں کیا کیا تھا کہا کہ کچھ نہیں کیا تھا لیکن کبھی خندہ کرتا تھا اور صخرہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں عجب کچھ دیکھتا تھا اسلیے مجھکو خندہ آتا تھا سلیمان نے پوچھا کہ
وہ کیا تھا کہا کہ راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ موزہ سینے والے سے کہتا تھا کہ ایسا موزہ چاہتا ہوں کہ چار برس تک میں پہنوں اور اسکی عقل پر ہنسی آئی کہ
عمر اُسکی ایک روز کی زندگی کا نہیں اور یہ چار سال کو کہتا ہے اور بعد اسکے ایک دیو کو دیکھا کہ لوگوں کو غیب کی خبر دیتا ہے اور جسجگہ وہ بیٹھا تھا وہاں خزانہ
رکھا ہے اور اسکو اسکی کچھ خبر نہیں ہے مجھکو اسپر ہنسی آئی سلیمان نے اس سے پوچھا کہ کوئی ایسی چیز ہے کہ جس سے جواہر کو سوراخ کریں کہا کہ ایک پتھر
ہے سفید کہ اسکو سیامور کہتے ہیں اور الماس یعنی ہیرا بھی کہتے ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کس کان میں ہے وہ لیکن ایک صندوق سنگ سخت کا بناؤ
اور اسمیں عقاب کے بچوں کو کہ وہ ایک جانور شکاری مثل باز کے ہے رکھو اور چاروں طرف اسکو بند کردو کہ اسمیں کوئی سوراخ باقی نرہے [illegible]
کہ اسمیں بچوں کے پاس جانیکی کوئی راہ نہیں ہے تو وہ ضرور اس پتھر کو لاکر صندوق پر ملیگا ایسا ہی کیا اور عقاب اس پتھر کو لایا اور اس سے
صندوق میں سوراخ کیا اور اپنے بچوں کے پاس گیا حضرت سلیمان نے ایک جماعت جنوں کی عقاب کے ہمراہ کی وہ اس پتھر کو لائے سلیمان نے جواہر کو
اور پتھروں کو اس سے ترشوایا اور انمیں سوراخ کئے اور مسجد بیت المقدس کی بنائی شروع کی اور تختیاں یاقوت اور زمرد کی اور رنگ کی قیمتی اور روشن اور سونا اور

چاندی کی اسکی دیواروں میں لگائی اور فرش اسکا فیروزہ کی تختیوں سے کیا اور ستون اسکے یاقوت اور زبرجد کی تختیوں سے بنائے اور چھت اسکی جواہر سے آراستہ کی
رات کے وقت وہ مسجد اسقدر روشن ہوتی تھی کہ محتاج چراغ کی نہ تھی اور جس وقت کہ وہ تعمیر تمام ہوئی تو سب نے اسکی تعریف و تمجید کی اور ایک امر عجیب اسمیں
یہ تھا کہ اگر کوئی مرد صالح اور نیک اسمیں داخل ہوتا تو وہ اپنے منہ کو ان جواہر میں سفید اور روشن دیکھتا اور مرد بدکار اگر داخل ہوتا تو اپنا منہ ان میں تاریک
اور سیاہ دیکھتا اور کہتے ہیں کہ ایک عصا آبنوس کا اسکے گوشہ میں رکھا تھا اگر پیغمبر کی اولاد میں سے کوئی اسپر ہاتھ ملتا تو اسکو کوئی رنج نہ پہنچتا اور اگر کوئی
جھوٹا دعوی کرتا اور کہتا کہ میں پیغمبر کی اولاد میں سے ہوں اور اس عصا پر ہاتھ ملتا تو ہاتھ اسکا جل جاتا اور دس ہزار قاری توریت بنی اسرائیل کے
عابدوں میں سے مقرر کئے کہ انمیں توریت کی تلاوت کیا کریں پانچ ہزار دن کو اور پانچ ہزار رات کو اور یہ مسجد اسی ہیئت اور صورت سے بنی ہوئی تھی یہانتک کہ زمانہ
بخت نصر کا آیا اور وہ بنی اسرائیل پر غالب ہوا انہوں نے تمام مسجد کو خراب کیا اور جواہر سب اکھاڑ کر عراق میں لیگیا جہاں وہ رہتا تھا غرض یہ ہے کہ دیووں نے
سلیمان کے واسطے مسجد بیت المقدس کی بنائی اور سوا اسکے اور بہت مکان بنائے وتماثیل اور تصویریں بنائیں ملائکہ اور انبیا کی تاکہ بندگان خدا
انکی عبادت اور اعمال نیک میں نظر کر کے مثل انکی طاعت خدا میں مشغول ہوں اور منقول ہے کہ تصویر دو شیر کی سلیمان کے تخت کے نیچے بنائی
تھی اور صورت دو گدھ کی تخت کے اوپر اور جسوقت سلیمان چاہتے تھے کہ تخت پر سوار ہوں تو وقت وہ دو شیر بازو اپنے بلند کرتے تھے کہ سلیمان انپر پاؤں رکھکر
اوپر جاتے تھے اور جسوقت تخت پر بیٹھتے تھے تو وہ دو گدھ اپنے پروں سے انپر سایہ کرتے تھے اور سوا سلیمان کے اور کوئی تخت پر نہیں جا سکتا تھا اور بعد سلیمان
کے بخت نصر جسوقت بنی اسرائیل پر غالب ہوا چاہا کہ اس تخت پر سوار ہو جسوقت اسنے پاؤں اپنا اٹھایا شیر کی صورت نے ہاتھ اپنا اٹھا کر ایک پنجہ اسکے
پاؤں پر مارا کہ زخمی ہو گیا اور بخت نصر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا لیکن یہ روایت جاندار کی تصویر بنانیکی صحیح نہیں ہے اور صحیح وہ ہے کہ جو حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قسم ہے خدا کی مراد تماثیل سے صورت مردوں اور عورتوں کی نہیں ہے بلکہ صورت درختوں اور شجرہ کی تھی سوا تصویر جاندار
کے وجفان اور پیالہ چوبیں اور سنگیں بناتے تھے وہ جن سلیمان کے واسطے کالجواب مانند حوضوں بڑے بڑے کی طرح کے ہزار آدمی انکے گرد بیٹھکر اسمیں
سے کھانا کھاتے تھے اور سلیمان ان برتنوں میں اپنے لشکروں کو کھانا کھلاتے تھے وقدور راسیات اور دیگیں بلند اور بڑی بڑی بناتے تھے
پایوں پر رکھتے تھے کہ نہایت بڑی ہونیکی جہت سے کوئی انکو ہلا نہیں سکتا تھا اور جنبش نہیں دے سکتا تھا اور پایوں سے نیچے نہیں اتار سکتا تھا اور ان دیگوں میں
کھانا پکا کے جنوں اور آدمیوں کے لشکر کو کھلاتے تھے اور بارہ ہزار طباخ اور باورچی ان دیگوں میں کھانا پکاتے تھے اور خدا تعالی نے یہ نعمت بزرگ انکو دی تو
حکم کیا اس نعمت کی شکر گزاری کا چنانچہ فرمایا کہ اعملوا آل داؤد شکرا عمل کرو تم اے آل داؤد کی شکر کا کہ خدا تعالی کی نعمت کی عوض
میں اسکا شکر کرتے رہو کہ نعمت تمکو زیادہ ہوتی رہے کہتے ہیں کہ آل داؤد نے شب و روز کو واسطے شکر گزاری کے تقسیم کیا تھا اور ہر ساعت میں ایک شخص
انمیں سے واسطے شکر کے قائم رہتا تھا اور عبادت خدا کی کرتا رہتا تھا اور کم آدمی جو فرمانبردار خواہش نفس کے ہیں وہ شکر کرنیکی طرف رغبت کم رکھتے ہیں اسواسطے
خدا تعالی نے فرمایا وقلیل من عبادی الشکور اور کم ہیں میرے بندوں میں شکر کرنیوالے کہ تمام اوقات دل سے اور زبان سے شکر گزاری میں
اور شاکر وہی ہے کہ جو ہمیشہ شکر کرتا رہے اور باوجود اسکے کہ شب و روز شکر کرتا ہو لیکن پھر اپنے تئیں شکر کے ادا کرنے میں عاجز اور قاصر جانے اسواسطے کہ توفیق شکر کی بھی
ایک نعمت ہے کہ اسکے واسطے بھی ایک شکر چاہیے اسیطرح شکر کی نہایت نہیں ہے پھر کیونکر کوئی اسکے حق کو ادا کر سکیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
حضرت سلیمان نے دیووں کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک محل شیشہ کا بناؤ انہوں نے ایک محل شیشہ کا موجب حکم سلیمان علیہ السلام کے بنایا حضرت سلیمان اس
محل میں عصا اپنا ہاتھ میں لیکے پھرتے تھے اکثر اس محل میں عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہوتے اور دیووں کی طرف دیکھتے تھے کہ وہ کسطرح بناتے ہیں کسطرح کام کرتے
ہیں ناگاہ انکی نظر ایک مرد پر پڑی کہ وہ اس محل میں کھڑا ہے اسکو دیکھکر گھبرائے اور پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ میں وہ ہوں کہ رشوت قبول نہیں کرتا ہوں
اور نہ بادشاہوں سے ڈرتا ہوں میں ملک الموت ہوں غرض روح انکی قبض کی اور وہ اسیطرح عصا پر تکیہ کئے ہوئے کھڑے رہے تھے اور جن انکو کھڑا ہوا دیکھتے
تھے کہ وہ زندہ ہیں کئی ایکسال تک تکیہ کئے ہوئے کھڑے رہے اور جن انکو زندہ جانکر انکے خوف سے کام کرتے رہے اور اللہ تعالی نے دیمک کو پیدا کیا زمین میں کہ

تو عصا کی جڑ کو کھایا اور وہ عصا ٹوٹ گیا اور سلیمان گر پڑے تب دیووں نے جانا کہ سلیمان مر گیا ہے اُس وقت انہوں نے کام کرنا موقوف کیا اور سب بھاگ گئے
چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا قَضَيْنَا یعنی جس وقت مقرر کیا ہم نے عَلَيْهِ الْمَوْتَ اوپر سلیمان کے موت کو اور وہ عصا پر تکیہ کئے ہوئے کھڑا تھا
مَا دَلَّهُمْ نہ رہنمائی کی اُن دیووں کو عَلٰى مَوْتِهٖ اوپر مرنے اُس کے اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ مگر کیڑے زمین کے نے کہ وہ زمین سے پیدا ہوتا
اور وہ دیمک تھا اور زمین سے نکلکر وہ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ کھاتا تھا عصا اُس کو فَلَمَّا خَرَّ پس جس وقت گرا سلیمان تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ
جانا جنوں نے اَنْ لَّوْ كَانُوْا یہ کہ اگر ہوتے وہ جن کہ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ جانتے وہ غیب کو گمان جنوں کا یہ تھا کہ ہم غیب جانتے ہیں اور لوگوں پر
بھی یہ بات ثابت کرتے تھے حق تعالیٰ اُنکے قول کے باطل کرنے کے واسطے فرماتا ہے کہ اگر وہ غیب جانتے تو مَا لَبِثُوْا نہ ٹھیرتے وہ ایک سال تک
فِی الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ بیچ عذاب خوار کرنے والے کے یعنی عمارت کے کام کرنے کی مشقت اور محنت میں انہوں نے جس وقت سلیمان کو مردہ
جانا کہ بہت کال گذرا ہے لیکن اُنکو معلوم ہوا ایک سال تک جبتک کہ سلیمان مرے ہوئے عصا کے سہارے کھڑے رہے معلوم ہوا کہ سلیمان مرے ہوئے ہیں بلکہ عصا ٹوٹنے سے سلیمان
زمین پر گر پڑے تو معلوم ہوا کہ وہ مر گئے ہیں اور یہ بھی انسے معلوم ہوا کہ وہ مر گئے اور پس غیب سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام
اس آیت کی تفسیر میں اس طرح سے منقول ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھکو بادشاہی دی ہے کہ ایسی کسی کو نہیں دیگا اور
وہ میرے بعد کسی کے میسر ہوگا کیونکہ ہوا کو مسخر کیا اور جن اور انسان اور پرندوں اور چرندوں کو میرے تابع کیا اور سکھلائی مجھکو بولی پرندوں کی اور ہر ایک چیز مجھکو دی گئی
باوجود اسکے کہ میں ایسی بادشاہی پا گیا ہوں لیکن ایک روز کی بھی خوشی مجھکو حاصل نہیں ہوئی چاہتا ہوں کہ کل اپنے محل میں داخل ہو کر محل
کے اوپر چڑھوں اور اپنی ملک کی طرف نظر کروں سیر پس تم محل میں کسی کو جانے نہ دینا سب نے کہا کہ بہت خوب دوسرے روز حضرت سلیمان نے عصا ہاتھ
میں لیکر محل میں تشریف لے گئے اور اُسکی اوپر چڑھے اور جو جگہ کہ زیادہ بلند تھی وہاں پہنچے اور عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہوئے اور اپنی ملکوں کی طرف نظر
کرتے تھے خوش ہو کر کہ ناگاہ ایک جوان خوب صورت خوش لباس پر نظر پڑی کہ محل کے کونوں میں سے ظاہر ہوا جس وقت حضرت سلیمان نے اُسکو دیکھا
کہا کہ تجھکو اس محل میں کسنے داخل کیا ہے میں نے تو آج ارادہ مکان کے خالی ہونیکا کیا تھا اُس جوان نے کہا کہ مجھکو اس محل میں اس محل کے پروردگار نے
داخل کیا ہے اور اُسکے اذن سے داخل ہوا ہوں سلیمان نے کہا کہ اسکا پروردگار مجھسے زیادہ حقدار ہے لیکن تو کون ہے کہا کہ میں ملک الموت ہوں
فرمایا کہ تو یہاں کس واسطے آیا ہے کہا کہ تیری جان کو قبض کرنیکے لئے فرمایا کہ جس کام کا تو حکم کیا گیا ہے اُس میں مشغول ہو خدا تعالیٰ کو میری دوستی منظور
نہیں ہے اُسی کی ملاقات چاہتا ہوں ملک الموت نے اُنکی روح قبض کی اور وہ اسی طرح عصا پر تکیہ کئے کھڑے تھے اور بعد روح قبض ہونے کے بھی کھڑے ہوئے عصا
پر تکیہ کئے کھڑے رہے ایک مدت تک آدمی اُنکو دیکھتے تھے اور زندہ جانتے تھے اور آپس میں اختلاف کیا بعضے تو کہتے تھے کہ سلیمان اپنے عصا پر تکیہ کئے ہوئے
مدت دراز تک کھڑا رہا اور نہ تھکا اور نہ سویا اور نہ کھایا اور نہ پیا تحقیق وہ البتہ پروردگار ہمارا ہے کہ واجب ہے ہمپر عبادت اُسکی پس چاہیئے کہ ہم اُسکی
عبادت کریں اور ایک قوم نے کہا کہ سلیمان جادوگر ہے کہ ہمکو اپنے تئیں عصا پر تکیہ کئے ہوئے دکھلاتا ہے اور ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے کہ
ہم اُسکو عصا پر تکیہ کئے ہوئے کھڑا دیکھتے ہیں اور مومنین نے کہا کہ سلیمان بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اُسکا ہے امر کرتا ہے خدا اُسکے امر کو جسطرح کہ چاہتا ہے پس جس وقت
لوگوں میں اختلاف ہوا تو خدا تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا کہ وہ سلیمان کے عصا کو اندر سے کھا گیا اور جس وقت عصا کو کھایا تو وہ ٹوٹ گیا اور سلیمان جو اُسکے سہارے سے
کھڑے تھے وہ گر پڑے اپنے محل پر سے اور دیووں نے دیمک کا شکر کیا اور ابھی تک جہاں دیمک ہوگا وہاں پانی اور مٹی موجود ہوگی اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اس طرح سے نازل نہیں ہوئی ہے کہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا بلکہ اس طرح سے نازل ہوئی کہ فلما خر تبینت الانس
ان الجن لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المهین اور عمر حضرت سلیمان کی ایک سو بارہ برس جناب رسول خدا صلعم سے سات سو بارہ برس پیشتر
کی تھی اور اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ترپن سال کی تھی چالیس برس بادشاہی کی اور جس وقت بادشاہ ہوئے تھے تیرہ برس کی عمر تھی اور شروع
ابتدائے سلطنت چار برس گذرے تو تعمیر بیت المقدس کی شروع کی اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیونکر جائز ہے کہ شیاطین لقد کان

ہی کیا اور ایک بند پتھر اور چونے کا انہیں لگا دیا کہ انکی شہروں میں پانی پہنچے اور اس نہر میں بہت سی موریاں بنا دی تھیں جس وقت پانی کی احتیاج
ہوتی تھی تو ان موریوں میں سے پانی لیتے تھے اور داہنی جانب اور بائیں جانب انکی باغ تھے دس منزل کی راہ تک ایسی گنجان تھی کہ جو کوئی ان باغوں
میں سے گزرتا تو سر پر آفتاب نہ پڑتا تھا پس جس وقت انہوں نے گناہ کرنے شروع کیے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور نبیوں کو جو نصیحت کو آئے انکو منع کیا
اور انکی منع کرنے سے وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالی نے اس بند پر جنگلی چوہے بڑے بڑے بھیجے کہ انہوں نے بند سب سے پہلے اکھاڑ ڈالے اکھاڑ کر پھینکدیے جس وقت
انمیں سے ایک قوم نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جس وقت چوہوں نے تمام بند کو کھاڑ ڈالا تو پانی دریا کا آیا اور وہ لوگ باقی کے
ان میں جو تھے وہ پانی سب کے اسمیں ڈوب گئے اور شہر انکی ڈھا دئیے اور درخت انکی اکھاڑ دئیے اور یہی مراد ہے قول حق تعالی سے اور جس وقت کہ وہ سب باغ
خراب ہو گئے تو خدا تعالی فرماتا ہے وَبَدَّلْنٰهُمْ اور بدلے میں دیے ہمنے انکو بِجَنَّتَيْهِمْ ساتھ عوض ان دو باغوں انکی کے دو باغ جَنَّتَيْنِ
دو باغوں ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ صاحبوں میوے بدمزہ کو مثل پیلو اور پیلو کے وَّاَثْلٍ اور صاحبوں شورہ زمین کے درختوں کو یا
صاحبوں درختوں جھاؤ کے وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ اور ایک شے درخت بیری تھوڑی یعنی انمیں شورہ زمین کے درختوں میں
تھوڑے سے درخت بیری کے بھی تاکہ یاد کریں وہ اس بات کو ان باغوں میوہ دار کو ذٰلِكَ یہ دو باغ جلیلی آنیوالا جَزَيْنٰهُمْ بدلا دیا ہے
ہمنے انکو بِمَا كَفَرُوْا سبب اسکی کہ کفر کیا انہوں نے اور ناشکری کی ہماری نعمت کی وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اور نہیں جزا دیا جاتا ہے اس طرح کی
اِلَّا الْكَفُوْرَ مگر ناشکر نہایت کفر کرنیوالا اور حفص نے نُجٰزِيْ متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور کفور کو منصوب یعنی نہیں جزا دیتے ہیں ہم مگر کفر کرنیوالے کو
اور جزا تو عام ہے مومن اور کافر کی سب کے واسطے ہے اور مجازات خاص کفار کے واسطے ہے اور کہتے ہیں کہ تیرہ آدمی سبا کی اولاد سے جو باقی
رہ گئے تھے وہ اپنے پیغمبر کے پاس آئے اور کہا کہ ہمنے اپنے پروردگار کو پہچانا اور جانا ہمنے کہ سب نعمتیں اسیکی طرف سے ہیں اگر [illegible] ہم کو نعمت دیوے تو ہم
اسکی ناشکری نہ کرینگے اور نہایت شکر کرینگے کہ کسی قوم نے نہ کیا ہوگا پھر حق تعالی نے پھر انکو نعمت عطا کی چنانچہ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ اور کر دی
ہمنے درمیان ان لوگوں کے وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا اور درمیان ان بستیوں کے کہ برکت دی ہے ہمنے بیچ ان بستیوں کے کہ وہ
بستیاں شام کی ہیں مثل فلسطین اور اردن اور اریحا کے اور ایلہ کے قُرًى ظَاهِرَةً دیہات ظاہر متصل آباد درختوں کی نہروں یعنی ان
لوگوں کے مقام سے شام کی بستیوں تک ہمنے انکے واسطے بستیاں آباد کیں قریب قریب کہ ہر بستی سے دوسری بستی دکھلائی دیتی تھی اور ہر بستی سے دوسری
بستی ظاہر ہوتی تھی اور رستہ کے سر پر تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ بارے [illegible] کہ وہ شہر سبا والوں کا تھا شام تک چار ہزار سات سو دیہات تھی وَقَدَّرْنَا
فِيْهَا السَّيْرَ اور اندازہ اور مقرر کیا ہمنے بیچ ان بستیوں کے چلنے کو کہ مسافر ایک بستی میں قیلولہ کرتا تھا اور دوسری بستی میں شب باش ہوتا تھا یہانتک
کہ ملک شام کو آسانی سے پہنچ جاتا تھا اور کہا ہمنے کہ سِيْرُوْا فِيْهَا سیر کرو تم بیچ ان بستیوں کے لَيَالِيَ وَاَيَّامًا راتوں کو اور دنوں کو
جس وقت کہ چاہو اٰمِنِيْنَ امن پانیوالے درندوں اور رہزنوں سے اور پیاس سے اور بھوک سے بسبب کثرت خلقت کے اور کثرت میووں اور
اب شہر میں چاہو رات کو سفر کرو اور چاہو دن کو سب وقت برابر ہیں اور کہتے ہیں کہ سبا کے لوگ جو کچھ باقی رہے تھے انہوں نے تجارت شروع کی اور
یمن سے شام کو جاتے تھے اور ایک بستی میں ایک پہر دن گزرے کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے تو دوسری بستی میں شام کا کھانا کھاتے تھے پھر
دیکھکر تونگروں کو مفلسوں نے حسد کیا کہ انہیں اور ہم میں چلنے میں کچھ فرق نہیں ہے اس واسطے کہ پیادہ اور مفلس اس راہ میں ایسے چلتے ہیں جیسے سوار اور تونگر
فَقَالُوْا پس کہا ان تونگروں نے رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے بٰعِدْ دور کر دے بَيْنَ اَسْفَارِنَا درمیان منزلوں سفروں ہمارے کے یعنی [illegible]
میں جنگل پیدا کر دے ایک منزل سے دوسری منزل تک اور بستیوں میں زیادہ فاصلہ کر دے کہ آدمی بدون سواری اور توشہ کے نہ جا سکیں اور ہم سوار ہوں
سو انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو مفلس نہ جا سکیں گے مثل ہمارے اور ہم اوپر فخر اور تکبر کرینگے وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور ظلم کیا انہوں نے جانوں اپنی کو یعنی دعا کر کے
یا ناشکری کر کے اور گناہ کر کے اور انکی دیہات سب صحرا ہو گئی اور آبادی کی ویرانہ بن گیا فَجَعَلْنٰهُمْ پس کیا ہمنے انکو اَحَادِيْثَ باتیں کہ

اور ہمی بعد انکی تعجب کرے کہانی کہ وہ لوگ آبادی و سیارہ رکھتے تھے اور یا انہ ضرب المثل ہے بیان میں کہ تفصیل سبا و انکی متفرق ہونیکی کہانیں وَمَزَّقْنٰهُمْ اور متفرق
کیا ہمنے انکو كُلَّ مُمَزَّقٍ ہر متفرق کرنا یعنی نہایت متفرق کیا یہانتک کہ وہی مارے مثل ہوا یعنے شام کو چلے گئے اور بعضے انکو اور بعضے مدینہ کو اور بعضے بحرین اور بعضے
عمان کو إِنَّ فِي ذٰلِكَ تحقیق بیچ اس قصہ سبا و انکی لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ واسطے ہر صبر کرنیوالے
بلاؤں اور محنتوں پر شَكُورٍ شکر کرنیوالے نعمتوں کو اور کہتے ہیں سبا کے لوگ خوشحالی و فارغ البالی سے گذارہ کرتے تھے اور لیکن بسبب بے صبری اور
ناشکری کے پہنچا انہیں جو کچھ پہنچا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَقَدْ صَدَّقَ اور البتہ تحقیق راست پایا عَلَيْهِمْ اوپر ان سبا و انکی اور کفار میں
اور سب کافروں کے إِبْلِيسُ ظَنَّهُ ابلیس نے گمان اپنے کو یعنی ابلیس نے گمان کیا تھا کہ اولاد آدم پر بسبب غضب یا خواہش نفس کے کہ انکی ذات میں ہے
غالب ہونگا اور انکو گمراہ کرونگا تو اسکا گمان انکے گمراہ کرنے میں راست ہوا فَاتَّبَعُوهُ پس پیروی کی انہوں نے اس ابلیس کی شرک اور گناہ کرنے میں
إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ مگر ایک گروہ مومنین کا کہ وہ ابلیس کے پیرو نہیں ہیں وَمَا كَانَ لَهُ اور نہیں تھا واسطے ابلیس کے عَلَيْهِم اوپر ان لوگوں کے مِّن سُلْطٰنٍ
کوئی غلبہ إِلَّا لِنَعْلَمَ مگر تاکہ جانیں ہم یعنی جدا کریں ہم درمیان عالم کے لوگوں کو مَن يُؤْمِنُ اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت
مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ مِنْهَا فِي شَكٍّ اس آخرت سے بیچ شک کے ہے یعنی اہل علم پر ظاہر ہو گروہوں کے مومنین ان میں اور مشرک اور
کافر ان میں کون کون ہیں وَرَبُّكَ اور پروردگار تیرا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اوپر ہر چیز کے حَفِيظٌ نگہبان ہے اور کوئی چیز بندوں کی قولوں اور فعلوں
میں سے اس پر پوشیدہ نہیں ہے قُلِ کہہ تو اے محمد صلعم ان مشرکین سے کہ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم پکارو تم ان لوگوں کو کہ گمان کرتے ہو تم ان کو خدا
مِّن دُونِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اور دیکھو کہ وہ نفع کو پہنچا نہیں سکتے اور ضرر کو دفع نہیں کر سکتے تمہاری اور تمہارے پکارنے کو وہ نہیں سنتے ہیں کیونکر تمکو جواب دینگے اور
کیونکر وہ تمہاری مدد کرینگے کہ لَا يَمْلِكُونَ نہیں مالک ہیں وہ معبود تمہارے اور نہیں قدرت رکھتے ہیں مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے
فِي السَّمٰوٰتِ بیچ آسمانوں کے وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ بیچ زمین کے کسی چیز کے وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہے واسطے ان معبودوں تمہارے کے فِيهِمَا بیچ
ان دونوں آسمان اور زمین کے مِن شِرْكٍ کوئی شراکت اور ساجھا خدا کے ساتھ کسی چیز کے پیدا کرنے میں اور تصرف کرنے اور بخشنے میں وَ
مَا لَهُ مِنْهُم اور نہیں ہے واسطے اس خدا کے ان معبودوں میں سے خواہ ملائکہ ہوں خواہ بت یا اور کوئی جو معبود جعلی تمہارا ہے کوئی ان میں سے واسطے خدا کے
نہیں ہے مِّن ظَهِيرٍ مددگار مدد کرنیوالا اللہ سبحانہ کی آسمان اور زمین کے اور کفار کو جو گمان تھا کہ بت اور ملائکہ شفاعت کرینگے انکے گمان کو دفع کرنیکو فرماتا ہے
وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اور نہیں فائدہ بخشتی ہے سفارش کسی کی عِندَهُ نزدیک اس خدا کے یعنی گمان شفاعت کا کہ ملائکہ اور بتونکے ساتھ رکھتے ہو تو
وہ بھی بیفائدہ ہے اسواسطے کہ شفاعت کوئی نہیں کر سکتا ہے کسیکے واسطے إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ مگر واسطے اس شخص کے کہ حکم دیا خدا نے واسطے اسکے کہ انکی شفاعت
کرو مومنین ہیں کہ جن ایمانداروں نے اپنی شامت نفس سے گناہ کیے ہیں اور یا یہ کہ شفاعت کرنیوالے کو پسند کرے چونکہ لیاقت شفاعت کی رکھتا ہو لیکن روز
قیامت شفاعت کرنیوالا اور جسکی شفاعت کرے دونو منتظر ہونگے شفاعت کے اور سہمے ہونگے اور خوف کرینگے انکے حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ
یہانتک کہ جبوقت خوف دور کیا جاویگا دلوں انکے سے اور اجازت شفاعت کی دیویگا قَالُوا کہینگے وہ کہ بعضے بعضے سے کہ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ
کیا کہا پروردگار تمہارے نے شفاعت کے مقدمہ میں قَالُوا الْحَقَّ کہینگے وہ کہ حق اور درست فرمایا کہ مومنین کی شفاعت کرو نہ کفار اور منافقین کی
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ اور وہ خدا بلند اور بزرگ ہے اس سے کہ ہمارا اور ملائکہ بدون اسکے انکی شفاعت کسیکی کر سکیں لیکن ہمارے پیغمبر صلعم کیواسطے
قیامت سے پہلے اذن شفاعت کا حاصل ہو گیا ہے اور بعضے اس آیہ کے معنی اس طرح سے کہتے ہیں کہ درمیان حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر کے فاصلہ پانسو
پچاس سال کا تھا اور حدیث میں آیا ہے کہ اس مدت میں کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے اور وحی آسمان سے زمین پر نہیں آئی اور جسوقت ہمارے پیغمبر صلعم پیغمبر ہوئے تو آسمان کے
فرشتوں نے آواز وحی کی سنی اور گمان کیا کہ قیامت قائم ہوئی انکی خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑے اور جسوقت جبرئیل انکی طرف گذر ہوا تو انہوں نے سر اپنے
اٹھائے اور جبرئیل کو دیکھا تو خوف انکا دور ہوا اور آپس میں کہا کہ کیا کہا پروردگار تمہارے نے اور پھر آپس میں جواب دیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حق فرمایا

فرمایا خدا نے پس جبکہ فرشتوں کا خوف یہ حال ہے تو وہ بدون اذن کے کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں اور بت جو کہ پتھر یا لکڑیاں ہیں وہ کسی کی کیا شفاعت
کرینگے اور یہ ایک صورت ہے کہ قلوبہم کی ضمیر ملائکہ کیطرف پھری اور بعضوں نے کفار کیطرف پھیرتے ہیں اور معنی اسکے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جسوقت کفار کے
دل سے خوف کو دور کریں آخرت میں یعنی بروقت نزع تاکہ وہ کلام ملائکہ کا سنیں اور حجت انپر لازم کیجائے تو ملائکہ انسے کہیں کہ تمہارے خدا نے کیا کہا تھا کفار کہیں
حق کہا تھا یعنی اقرار کریں سب احکام کا کہ جو کہ پیغمبروں پر نازل کیا تھا دنیا میں یعنی رسول کا اور قوم کا سب اقرار کریں اور پھر خدا فرماتا ہے کہ قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار سے کہ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ کون روزی دیتا ہے تمکو مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے مینہ برسا کر اور انکو سبب پیدا کر کے وَالْأَرْضِ
اور زمین سے پیدا کر کے گھاس [illegible] جسوقت کہ خاموش ہوں اور نہ الزام کیا جاوے جواب سے اگرچہ دل میں جانتے ہیں کہ خدا ہی روزی دیتا ہے لیکن بتوں کے سبب سے اقرار نہیں کرتے تو ہی خود
قُلِ اللّٰهُ کہہ تو کہ خدا ہی روزی دیتا ہے فقط آسمان اور زمین سے یعنی کہ سوال کا جواب انکو دے جو انہیں نہیں اور خاموش ہیں انکو کہہ وَإِنَّآ اور تحقیق ہم گروہ مومنین کہ روزی دینے والے کو
ایک جانتے ہیں اور اسیکی پرستش کرتے ہیں أَوْ إِيَّاكُمْ یا تم گروہ کافر کہ پتھروں اور لکڑیوں کو پوجتے ہو اور خدا کے شریک کرتے ہو لَعَلٰى هُدًى البتہ
اوپر ہدایت کے ہیں أَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یا بیچ گمراہی ظاہر کے یعنی ہم میں اور تم میں ایک فرقہ ہدایت پر ہے اور ایک گمراہی پر ہے اور ظاہر ہے کہ توحید والے
حق پر ہیں اور بت پرست باطل پر ہیں اور یہ قول مانند کلام حق والے کے ہے جو جھوٹے کو کہے کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم میں اور تم میں کون سچا ہے اور
کون جھوٹا ہے یا تو میں سچا ہوں اور تو جھوٹا ہے اور یا میں جھوٹا ہوں اور تو سچا ہے باوجود اسکے کہ وہ کہنے والا جانتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور یہ
مخاطب جانے کہ میں کہتا ہوں باطل پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام بطریق لف و نشر کے ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ تحقیق ہم البتہ ہدایت پر ہیں اور تم گمراہی
ظاہر میں ہو قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم انکو کہ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ نہ سوال کیے جاؤگے تم عَمَّآ أَجْرَمْنَا اس سے کہ گناہ کیا ہم نے وَلَا نُسْـَٔلُ
اور نہ سوال کیے جاوینگے ہم عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اس چیز سے کہ عمل کرتے ہو تم بلکہ ہر ایک شخص اپنے عمل سے سوال کیا جاویگا اور موافق اسکے جزا پاویگا قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم انکو يَجْمَعُ بَيْنَنَا جمع کریگا درمیان ہمارے رَبُّنَا پروردگار ہمارا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا پھر حکم کریگا درمیان ہمارے بِالْحَقِّ
ساتھ حق اور انصاف کے اسطرح سے کہ جو حق پر ہے اسکو بہشت میں داخل کریگا اور جو کوئی باطل پر ہے اسکو دوزخ میں داخل کریگا وَهُوَ الْفَتَّاحُ اور وہ
حکم کرنیوالا ہے سب چیزوں میں الْعَلِيْمُ جاننے والا ہے حکم کی کیفیت کو موافق حکمت کے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم انکو کہ أَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ
دکھلاؤ تم مجھکو ان لوگوں کو کہ أَلْحَقْتُمْ بِهٖ لاحق کیا ہے تم نے ساتھ اس خدا کے شُرَكَآءَ شریک کر کے یعنی مجھکو دکھلاؤ تم کہ کس صفت سے بتوں کو
خدا کے شریک کرتے ہو عبادت میں کہ انکا مستحق ہونا عبادت میں مجھ پر واضح ہو اور الحقتم صلہ الذین کا ہے اور عائد موصول کا محذوف ہے اور تقدیر
اسکی الحقتموہم بہ ہے اور شرکاء حال ہے ضمیر محذوف سے كَلَّا ایسا نہیں ہے کہ بتوں وغیرہ میں کوئی صفت ہو کہ جسکے سبب سے وہ مستحق عبادت ہوں اور خدا کے
شریک ہوں عبادت میں بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ بلکہ وہ خدا غالب ہے سب چیزوں پر پس کون اسکا شریک ہو سکتا ہے الْحَكِيْمُ حکمت
والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق مصلحت کے کرتا ہے اور بعد اسکے خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کی نبوت کو بیان کرتا ہے کہ تیری نبوت عام ہے سب خلائق پر چنانچہ فرماتا ہے کہ
وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ اور نہیں بھیجا ہے ہم نے تجھکو اے محمد إِلَّا كَآفَّةً مگر عام اور شامل لِّلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے کل کے کالے کے اور
سفید کے سب کے واسطے اور کافۃ بمعنی مصدر ہے مثل عافیت اور عاقبت کے اور ارسلناک کی کاف سے حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں تقدیم
اور تاخیر ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وما ارسلناک الا للناس کافۃ یعنی اور نہیں بھیجا ہے تجھکو مگر واسطے آدمیوں کے سب کے اور لفظ الناس کافہ بمعنی جمیعا
آیا ہے اور کف سے مشتق ہے اور کف بمعنی باز رکھنے کے ہے یعنی باز رکھیگا باز رکھنا واسطے آدمیوں کے بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا بہشت کی نعمتوں کی
واسطے ایمان لانیوالوں کے وَّنَذِيْرًا اور ڈرانیوالا واسطے شرک کرنیوالوں کے یہ دونوں بھی حال واقع ہوئے ہیں وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی
لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں تیری کمالوں اور فضیلتوں کو اور اپنی جہالت سے تیری مخالفت کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
خدا تعالیٰ نے محمد صلعم کو شریعتیں نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کی عطا کیں اور کل کا پیغمبر کر کے بھیجا جن پر اور انسان پر اور کالے پر اور

گوری اور عربی پر اور عجمی پر اور حضرت صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا کہ خبر دو تم مجھکو پیغمبر خدا کے حال سے کہ عام سب آدمیوں کے واسطے پیغمبر تھے
کیا خدا تعالیٰ قرآن میں نہیں فرماتا ہے کہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس یعنی اہل مشرق اور مغرب پر سب پر پیغمبر کر کے بھیجا تجھکو کیا رسول نے
اپنی رسالت سب کو پہنچا دی ہے اس مرد نے کہا کہ نہیں جانتا ہوں اور کہا کہ رسول خدا صلعم نہیں باہر نکلے مدینہ سے پس کیونکر پہنچائی انہوں
نے رسالت اپنی مشرق و مغرب والوں کو پھر فرمایا کہ حکم کیا خدا نے جبرئیل کو پس انہوں نے زمین کو اکھاڑا اور اپنے پروں پر اٹھا کر رسول کے
روبرو کیا وہ حضرت کے سامنے مثل ہتھیلی کے تھی کہ شوق حضرت کل اہل مشرق اور مغرب کی طرف نظر کرتے تھے اور خدا کی توحید کے
طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور اپنی موت سے طرف پس کوئی شہر اور گاؤں باقی نہ رہا مگر یہ کہ رسول خدا صلعم نے اسکو رسالت اپنی پہنچا دی یہ
روایت اپنی جگہ ہے لیکن آیہ لیست بر تقدیر قول الا الی اخر یہ ہے کہ وہ حضرت کل آدمیوں کے پیغمبر ہیں لیکن حضرت کو سب جگہ جانا اور شہر بشہر
شہر اور ملک میں ضرور نہیں ہے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو عقل دی ہے وہ خود چاہیئے کہ دین حق کو تلاش کر لیویں لیکن لوگوں کو دین کا کچھ
خیال نہیں ہے اور نہ اسکی جستجو منظور ہے بلکہ دنیا کی تلاش میں جابجا پھرتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خدا نے
مجھکو پانچ خصلتیں دی ہیں کہ انبیا سابقین میں سے وہ خصلتیں کسیکو نہیں دی ہیں اور یہ میں اپنا فخر کر کے نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو
شمار کر کے کہتا ہوں اور واسطے ادا کرنے انکے شکر کے کہتا ہوں ایک تو یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوا ہوں ہر کالے اور گورے پر اور ترک اور ہندو اور عرب اور عجم پر
اور دوسرے یہ کہ زمین کو میرے واسطے پاک کیا ہے اور تمام زمین کو مسجد بنایا ہے جس جگہ چاہوں تیمم کروں اور نماز پڑھوں اور تیسرے یہ کہ غنیمت کا مال کسی
ہی اور پہلے مجھسے کسیکو واسطے حلال نہیں کیا تھا اور چوتھے یہ کہ نصرت پائی ہے میں نے دشمنوں پر خوف کے ساتھ کہ ایک مہینے کی راہ مجھسے ڈر کر بھاگتے تھے اور میرے مقابلہ
کی تاب نہیں لاتے تھے اور پانچویں یہ کہ باگ شفاعت کی میرے ہاتھ میں دی ہے کہ ہر بندہ کی میں شفاعت کروں جو کہ شرک نہیں کرتا ہے اور یہ خصوصیت اور بزرگی ہے
حضرت کی کہ پیغمبر ہوئے کل آدمیوں اور جنوں کے اور سوائے آنحضرت کے کوئی پیغمبر تمام جن و انس کا پیغمبر نہیں ہوا ۔ ویقولون اور کہتے ہیں وہ
کفار اپنی جہالت اور عناد اور گمراہی سے کہ متی ہذا الوعد کب ہے یہ وعدہ ثواب و عذاب کا اور قیامت کا ان کنتم صادقین
اگر ہو تم اے پیغمبر اور مومنین راستگو قل کہہ اے محمد صلعم کہ لکم میعاد یوم واسطے تمہارے وعدہ ہے اس دن کا کہ جس وقت پہنچے وہ دن تو لا
تستاخرون نہ تاخیر کر سکو گے تم عنہ اس دن سے ساعۃ ایک ساعت ولا تستقدمون اور نہ آگے بڑھ سکو گے یعنی تم قادر
نہیں ہو کہ روز قیامت کو وقت معین اور مقرر سے پہلے کر دو یا اپنی اجلوں کے دنوں کو کم یا زیادہ کر دو اور صحیح یہ ہے کہ مراد روز قیامت سے ہے
اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے بعضے یہود سے جو کہ ایمان لائے تھے پوچھا محمد صلعم قیامت کو جو کہتا ہے کہ وہ ہو گی یہ سچ ہے یا نہیں ان لوگوں نے کہا کہ
محمد کی تعریف اگلی کتابوں میں بھی ہے کہ وہ پیغمبر حق ہے ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ ہم تمہاری کتابوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے یہ آیت نازل ہوئی وقال
الذین کفروا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے یعنے اہل کتاب سے جو کہ ایمان لائے تھے لن نؤمن ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم اور نہ اعتقاد کریں گے ہم
بہذا القرآن ساتھ اس قرآن کے کہ محمد پر نازل ہوا ہے ولا بالذی اور نہ ساتھ اس کتاب کے کہ بین یدیہ آگے اسکے ہے کہ وہ
توریت اور انجیل ہے اور اب اللہ تعالیٰ انکے انجام کار سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ولو تری اور اگر دیکھے تو اے محمد صلعم اذ الظالمون
موقوفون جس وقت ظالم کہ اپنے نفسوں پر کفر کر کے ظلم کر چکے ہیں کھڑے کئے جاویں گے عند ربہم نزدیک پروردگار اپنے کے واسطے حساب دینے کے تو البتہ
کار سخت اور ہولناک دیکھے گا کہ یرجع رجوع کریگا بعضہم الی بعض بعضا انکا طرف بعض کے القول بات کو کہ ایک شخص دوسرے شخص
کو ملامت کریگا اور جھگڑے کی راہ سے یقول الذین استضعفوا کہیں گے وہ لوگ کہ بیچارے کئے گئے تھے اور پیرو تھے للذین استکبروا
ان لوگوں کو کہ سرکشی اور تکبر کیا ہوئے تھے اور وہ ان بیچاروں ناتوانوں کے پیشوا اور سردار بنے ہوئے تھے پس وہ ناتوان لوگ ان سرکشوں سے کہینگے کہ
لولا انتم اگر نہ ہوتے تم یعنی اگر تم ہمکو نہ بہکاتے لکنا مؤمنین البتہ ہوتے ہم ایمان لانے والوں میں سے خدا اور پیغمبر پر لیکن تمنے ہمکو گمراہ کیا

ع ۳ النصف

کرتے ہیں قرآن کے نازل کئے ہوئے کہ ہم نازل کر سکیں اور یہ گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ انکو قبول کئے ہوئے اور سبھی ایمان لانے سے عاجز کرتے ہیں اور یا
ہمکو عاجز کرتے ہیں اس طرح سے کہ ہمارے قبضۂ قدرت سے نکل جائیں اور یہ کہ ہمارے انبیاء کو عاجز کرتے ہیں اُولٰئِکَ یہ لوگ کہ کوشش کرتے ہوئے
قرآن اور ہماری آیتوں کے باطل کرنے میں فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ بیچ عذاب دوزخ کے حاضر کئے گئے ہیں قُلْ کہو تو اے محمد صلعم اِنَّ رَبِّیْ تحقیق پروردگار
میرا یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ یَّشَآءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ بندوں اپنے میں سے جو کہ مومن اور فرمانبردار
ہیں کہ اپنی رحمت اور عنایت مخصوص سے دیتا ہے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے روزی کو لَهٗ واسطے اسکے اپنی مصلحت سے کہ جانتا ہے تو روزی کو ایک بندہ پر فراخ
کرتا ہے اور دوسرے بار اسی پر تنگ کرتا ہے بطریق مصلحت یہ آیت ایک شخص کے واسطے ہے اور پہلی دو شخص کے واسطے تھی وَمَآ اَنْفَقْتُمْ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو
تم مِّنْ شَیْءٍ کسی چیز میں سے راہ خدا میں فَهُوَ پس وہ خدا یُخْلِفُهٗ عوض دیتا ہے اسکو جلدی یا دیر میں دنیا میں کہ دولت اسکی زیادہ کرتا ہے اور
یا آخرت میں ثواب اسکو عطا کرتا ہے کہ بہشت میں داخل کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ امر اپنا نازل کرتا ہے ہر
شب جمعہ کو آسمان دنیا پر اول رات سے اور ہر شب کو تہائی رات آخیر میں اور آگے اسکے فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ آواز کرتا ہے کہ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ توبہ
اسکی قبول ہو، کیا کوئی گناہوں سے بخشش چاہنے والا ہے کہ گناہ اسکے بخشے جائیں کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ اسکو دیا جائے خداوندا دے تو خرچ کرنیوالے کو
راہ خدا میں عوض اور بدلا اور بخیلی کرنیوالے کا مال تلف اور برباد کر یہاں تک کہ طلوع کرے فجر اور جس وقت فجر ظاہر ہوتی ہے تو امر خدا کا پھر جاتا ہے طرف
عرش کے پس تقسیم کرتا ہے روزی کو درمیان بندوں کے پھر فرمایا کہ یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ اور امیر المومنین علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کشادہ کرے ہاتھ اپنا ساتھ نیکی کے راہ خدا میں کچھ کہ تو وہ جس وقت پاوے خدائے تعالیٰ اسکو اسکا بدلا اور عوض دیگا کہ دنیا
میں خرچ کرے اور آخرت کے لئے واسطے اسکی دو چند ثواب جمع رکھیگا اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک غلام سے فرمایا کہ آج تو نے راہ خدا
میں کچھ خرچ کیا ہے پس کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی فرمایا کہ پس کہاں سے خدا عوض دیگا ہمکو اور جابر بن عبد اللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ہر خرچ کہ
مومن کرے خدائے تعالیٰ اسکا عوض دیتا ہے کہ اسکا ضامن ہوا ہے مگر جو کچھ کہ دنیا میں گناہ میں خرچ کرے کہ اسکا عوض نہ ہوگا پس چاہئے کہ بندہ عیال
کے خوف سے ہاتھ کو اپنے خرچ کرنے سے بند نہ کرے اسواسطے کہ خدائے تعالیٰ روزی اسکو پہنچا دیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور وہ
خدا بہتر روزی دینے والوں کا ہے اور فرماتا ہے کہ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ اور یاد کر تو اس دن کو کہ جمع کریں ہم ان کفار کو اور مراد اس سے بتوں کے
ہیں خزاعہ سے کہ ملائکہ کی پرستش کرتے تھے پس روز قیامت ہم جمع کرینگے جَمِیْعًا سب کو ثُمَّ یَقُوْلُ پھر کہیں ہم اور حفص کی قرأت میں بطور
غائب کا صیغہ ہے دونوں جگہ یعنی خدائے تعالیٰ سب جمع کریگا پھر کہیگا لِلْمَلٰٓئِکَةِ واسطے فرشتوں کے کہ اَهٰٓؤُلَآءِ کیا یہ لوگ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ
تمکو تھے وہ پرستش کرتے یہ سوال مشرکین کے ملامت کرنے کے واسطے ہے اور شفاعت ملائکہ سے انکی ناامید کرنے کے واسطے اور جس وقت ملائکہ کو یہ خطاب ہوگا
قَالُوْا سُبْحٰنَکَ کہیں وہ کہ پاک ہے تو اس سے کہ تیرے غیر کی پرستش کریں اَنْتَ وَلِیُّنَا تو ہی ہے والی اور معبود ہمارا اور ہم تیری بندگی
میں اپنی سعادت مندی جانتے ہیں ہم اپنی نہیں ہم کس طرح معبود مقرر کریں اور یہ کہ تو ہی دوست ہمارا ہے مِنْ دُوْنِهِمْ سوائے انکے پھر ہم کیونکر انکی
پرستش کرنے پر راضی ہوں کہ درمیان ہمارا اور انکی کوئی علاقہ دوستی کا نہیں ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ کفار ہماری پرستش کرتے ہوں بَلْ کَانُوْا
بلکہ تھے وہ کہ جہالت سے یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ عبادت کرتے تھے شیاطین کی کہ غیر خدا کی پرستش میں انکی فرمانبرداری کرتے تھے اور انکے بہکانے اور وسوسوں سے غیر کی عبادت
کرتے تھے اور یا یہ کہ اسطرح کی صورتیں بنا کر کہ جنات ملائکہ کی شیاطین ہیں کہ وہ ملائکہ ہیں تم انکی پرستش کرتے تھے کہ اَکْثَرُهُمْ اکثر ان آدمیوں کے بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ساتھ ان
دیووں کے ایمان لانے والے ہیں یعنی انکی فرمانبرداری کرنے والے ہیں فَالْیَوْمَ پس آج کے دن یعنی دن قیامت کا ہے اور سب جمع ہیں تو الہی خدا کہے ہیں لَا یَمْلِکُ مالک نہیں
ہوتا ہے بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ بعض تمہارا واسطے بعض کے نَّفْعًا نفع کا وَّلَا ضَرًّا اور نہ ضرر کو یعنی جو کہ باطل اور جھوٹے معبود ہیں وہ اپنے پرستش کرنے
والوں کو فائدہ اور انکے غیر کو ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں اسواسطے کہ یہ عالم اعمال کی جزا دینے کا اور جزا دینے والا سوا خدا کے کوئی نہیں ہے وَنَقُوْلُ اور

خلوص میری نیت کا میرے دعوی میں اور نصیحت کرنے کو بیدون طمع اجر کے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان سے کہ اِنَّ رَبِّیْ تحقیق پروردگار میرا
یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ڈالتا ہے حق کو یعنی وحی کو بھیجتا ہے جسکے پاس چاہتا ہے اور یا یہ کہ حق کو پھیلاتا ہے عالم میں یعنی دین اسلام کو ظاہر کرتا ہے
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ جاننے والا غیبوں کا ہے کہ کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے قُلْ کہہ تو اے محمد جَآءَ الْحَقُّ آیا ہے حق یعنی قرآن یا اسلام
یا نبوت پیغمبر آخر الزماں کی وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ اور نہیں پیدا کرتا ہے باطل یعنی ابلیس یا بت وَمَا یُعِیْدُ اور نہ اعادہ کرتا ہے کہ دوبارہ
پیدا کرے اور یا یہ کہ پیدا ہوتا ہے باطل اور نہ دعوی کرتا ہے بلکہ نیست اور نابود ہوتا ہے کہ وہ کفر ہے جسوقت کہ آیا حق کہ وہ دین اسلام ہے اور امام
رضا علیہ السلام اپنے آبا طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم مکہ میں داخل ہوئے اور گرد کعبہ کے تین سو ساٹھ بت رکھے تھے وہ حضرت لکڑی
انکو گرا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ یعنی آیا حق اور گیا باطل تحقیق باطل ہے
جانیوالا اور نہیں پیدا ہوتا ہے باطل اور نہ عود کرتا ہے اور یہ ابن مسعود سے منقول ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد حق
تلوار ہے واسطے جہاد کے کفار سے اور مراد باطل سے ہر معبود ہے سوا خدا کے کہ جسکی پرستش کریں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اِنْ ضَلَلْتُ اگر
گمراہ ہوں میں حق سے جیسے کہ گمان تمہارا ہے فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ پس سوا اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہوں میں عَلٰى نَفْسِىْ اوپر نفس اپنے کے یعنی
وبال گمراہی کا میرے نفس پر ہے نہ کسی غیر پر وَاِنِ اهْتَدَيْتُ اور اگر ہدایت پائی میں نے فَبِمَا يُوْحِىْۤ پس بسبب اسکے ہے کہ وحی بھیجتا ہے
اِلَيَّ رَبِّيْ طرف میرے پروردگار میرا اسواسطے کہ توفیق اور ہدایت اسکی عنایت ہے اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا ہے سَمِيْعٌ سننے والا باتونکی
باتونکا قَرِيْبٌ نزدیک ہے اپنے حال سے پس وہ جانتا ہے حال گمراہ اور ہدایت پانیوالے کے قول اور فعل کا اور اسپر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور
اخفا کسی کا کچھ نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَوْ تَرٰۤى اور اگر دیکھے تو اے محمد صلعم کافروں کو اِذْ فَزِعُوْا جسوقت گھبرائیں خوف سے نزدیک
پہنچنے یا موت کے یا قبر سے نکلنے کے یا روز جنگ بدر تو البتہ اُس وقت امر ہولناک اور عجیب دیکھے تو [illegible] جواب لو محذوف ہے
فَلَا فَوْتَ پس نہ ہوگا کوئی فوت ہونا کہ وہ بھاگ کر کسی قلعہ میں چھپ جائیں اور عذاب سے فوت کر دیویں اپنی ذات کو اور [illegible]
وَاُخِذُوْا اور پکڑے جاینگے وہ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ مکان نزدیک سے قبروں سے یا قدموں کے نیچے سے یا جس جگہ کہ وہ ہوں کہ خدا سے
قریب ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گویا میں دیکھتا ہوں طرف قائم علیہ السلام کے اور تحقیق کہ وہ [illegible] تکیہ کرکے بیٹھا ہے
اور آخر حدیث میں فرمایا ہے کہ پس جسوقت آئیگا وہ صحرا میں تو خروج کریگا طرف اسکی لشکر سفیان کا پس حکم کریگا خدا زمین کو کہ وہ انکو قدموں سے دھنسا لیگی
اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا اور حذیفہ بن الیمان نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فتنہ کا ذکر کیا کہ درمیان اہل مشرق
اور مغرب کے واقع ہوگا اور وہ اسی حال پر ہونگے کہ ناگہ لشکر سفیانی خروج کریگا وادی یابس سے یہانتک کہ جسوقت سفیان پہنچے دمشق میں
دو لشکر روانہ کریگا ایک مشرق کی طرف اور دوسرا لشکر مدینہ کے یہانتک کہ پہنچے زمین بابل میں شہر ملعون بغداد اور تین ہزار سے زیادہ آدمیونکو
قتل کریں اور ایک سو سے زیادہ عورتوں کو فضیحت کرینگے اور تین سو [illegible] بنی عباس [illegible] طرف کوفہ کے اور اسکے گرد و نواح کو خراب اور برباد کریں پھر متوجہ ہونگے طرف
شام کی اور [illegible] اس لشکر کو قتل کریں کہ کوئی خبر دینے والا انمیں سے باقی نہ رہے اور انکے پاس [illegible] جو کچھ ہے [illegible] اور دوسرا لشکر
مدینہ میں آویگا اور تین روز تک اسکو لوٹیں اور تاراج کریں پھر وہ طرف مکہ کے متوجہ ہونگے یہانتک کہ جسوقت وہ جنگل میں پہنچیں تو خدا بھیجیگا جبرئیل کو اور حکم کریگا کہ اے جبرئیل جا اور
انکو ہلاک کر جبرئیل اپنا پاؤں زمین پر ماریگا کہ وہ سب آدمی زمین میں دھنس جاینگے اور کوئی انمیں سے باقی نہ رہیگا مگر دو مرد کہ ایک [illegible] کہ جا کر خبر دیں اور دوسرا [illegible]
کے پاس اور وہ لوگ [illegible] اور یہی مراد ہے مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ قول حقتعالی میں اور یہی کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام خروج کرینگے اور
اس آیت کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے وَقَالُوْۤا اور کہیں گے کہ لشکر سفیانی ہے وقت دھنسنے یا وقت نکلنے قبروں کے اٰمَنَّا بِهٖ ایمان
لائے ہم ساتھ اسکی [illegible] اور یہ کی ضمیر [illegible] طرف پھرتی ہے کہ وہ محمد ہے اور یا خدا کی طرف ضمیر کو پھیرنا چاہیے [illegible]

وہ اس وقت اقرار کرینگے الله کی وحدانیت کا اور رسول پر ایمان لائینگے وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ اور کہاں ہے واسطے انکے لینا ایمان کا مِنْ مَّكَانٍ
بَعِيْدٍ مکان دور سے کہ وہ آخرت ہے یعنی آخرت میں ایمان کیونکر لے سکتے ہیں ایمان تو دنیا میں لینا چاہیئے کہ مقام ایمان کے اعتبار کرنیکا دنیا میں ہے
اور عذاب کے دیکھنے پر جو ایمان لاتے ہیں یہ ایمان فائدہ نہیں بخشتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکان بعید سے مراد بہت دور اور بلند ہے جیسے کہ کوئی چیز کو بہت اونچی
سے ہاتھ اونچا کر کے نہیں لے سکتا ہے کہ محال ہے ایسے ہی عذاب کو دیکھکر ایمان لانا ہے کہ وہ قبول نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ایمان فائدہ ہے اور مراد
دور ہونے مکان سے دور ہونا فائدہ کا ہے کہ اس ایمان میں فائدہ نہیں ہے اور جس وقت فائدہ ہوا تو ایمان لانا اور نہ لانا دونوں برابر ہے اور بعضے کہتے ہیں
عذاب کے دیکھنے پر ایمان لانا کیونکر مقبول ہوگا وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ اور حال یہ ہے کہ تحقیق کفر کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے یعنی خدا کے یا محمد کے یا روز
قیامت کے مِنْ قَبْلُ پہلی اس سے ایمان لانے سے انکار کرتے تھے وَيَقْذِفُوْنَ اور ڈالتے تھے وہ بِالْغَيْبِ ساتھ غیب کے مِنْ مَّكَانٍ
بَعِيْدٍ مکان دور سے یعنی غیب کی باتوں کو مکان دور سے کہتے تھے گمان کرتے تھے کہ ہرگز انکی خبر نہیں ہے کہتے تھے کہ اس سے بہت دور ہے اور کفار اسلام آنحضرت
صلعم کو مجنون اور جادوگر اور شاعر کہتے تھے اور قرآن پر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے نہ قیامت ہے اور
کہتے تھے کہ جیسے ہم کو یہاں آسودگی ہے اگر قیامت ہے تو وہاں بھی ہم کو آسودگی ہوگی اور عذاب نہ ہوگا ہرگز انہوں کا یہ سب باتیں جو سکی ہیں
جنکی کچھ خبر نہیں وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ اور جدائی ڈالی گئی ہوگی درمیان انکے وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ اور درمیان اس چیز کے کہ خواہش
کرینگے وہ یعنی جہان میں ایمان ہمارا قبول ہو یا وقت مرنے کے یعنی انکا ایمان کا قبول کرنا انسے جدا کیا گیا ہوگا اور وہ بڑی آرزو کرینگے کَمَا فُعِلَ
بِاَشْيَاعِهِمْ جیسا کہ کیا گیا ہے ساتھ گروہوں انکی کے قوم کفار میں مِّنْ قَبْلُ پہلے اس سے کہ وہ بھی عذاب کے دیکھنے پر ایمان لائے تھے
قبول نہ کیا گیا اور عذاب سے انکو نجات نہ ملی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسے اصحاب فیل ہیں کہ کعبہ کو ڈھانے آئے تھے اِنَّهُمْ تحقیق وہ كَانُوْا
فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ تھے بیچ شک کے اضطراب میں ڈالنے والے یعنی محمد صلعم کے دین کا اور آخرت میں اور عذاب کے ہونے میں
شک کرتے تھے سُوْرَةُ الْفَاطِرِ یہ سورہ مکی ہے مگر دو آیتیں کہتے ہیں کہ مکی نہیں ہیں ایک تو اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ آخر تک اور دوسری
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ آخر تک اور کل آیتیں اسکی پینتالیس ہیں اور ثواب اسکا سورہ سبا میں گذر گیا ہے اور اس سورہ کو ملائکہ بھی کہتے ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریف واسطے خدا کے ہیں کہ وہی ہے سزاوار تعریف کا ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ کرنیوالا فرشتوں کا رُسُلًا پیغام لیجانیوالے نبیوں کے پاس
اور یہ الہام اولیا کے پاس اور پہنچانے والے خواب نیک مومنین کے پاس اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ کہ صاحبان پروں اور بازوؤں کے ہیں وہ فرشتے کہ وہ بازو مَّثْنٰى
دو دو ہیں وَثُلٰثَ اور تین تین ہیں وَرُبٰعَ اور چار چار ہیں اور ادنیٰ اجنحہ صفت ہے اسکی ہے اور مثنیٰ اور ثلاث اور رباع صفت
اجنحہ کی ہے اور فرق بازوؤں میں فرشتوں کے کسیکے کم ہیں اور کسیکے زیادہ ہیں یہ باعتبار مرتبوں انکے ہے اور ان پروں اور بازوؤں سے فائدہ اترتے
ہیں اور چڑھتے ہیں اور سرعت کرتے ہیں اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعضے فرشتے چھ بازو رکھتے ہیں کہ دو بازو کو تو بدن پر لپیٹتے ہیں
اور دو سے اڑتے ہیں اور دو منہ پر رکھتے ہیں حیا اور خوف خدا سے اس سے معلوم ہوا کہ مراد حق تعالیٰ کی خصوصیت عدد سے نہیں ہے کہ چار سے زیادہ
نہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ زیادہ کرتا ہے بیچ پیدائش کے جو چاہتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ
رسول خدا صلعم نے شب معراج جبرئیل کو دیکھا کہ انکے چھ سو بازو تھے اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل سے کہا کہ
میں چاہتا ہوں کہ تمکو اس صورت پر دیکھوں جس صورت پر تمکو خدا نے پیدا کیا ہے جبرئیل نے چاندنی رات میں کہا آؤ پس آسمان اور زمین کو گھیر لیا
میں انکو دیکھکر بیہوش ہو گیا جسوقت ہوش میں آیا انکی اسقدر بڑی ہیئت سے تعجب ہوا جبرئیل نے کہا یا رسول خدا میری یہ ہیئت دیکھ کر آپ تعجب کرتے ہیں اور جو
آپ اسرافیل کی خلقت کو دیکھو تو کیا حال ہو وہ بارہ بازو رکھتا ہے کہ ایک بازو اسکا مشرق میں اور ایک مغرب میں اور عرش اسکے کاندھے پر ہے

اور پاؤں اُنکے ساتویں زمین پر ہیں اور سر اُنکا عرش سے گذر گیا ہے اور باوجود اسکے کبھی خوف خدا سے مانند چڑیا کے ہو جاتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ
فرمایا حضرت نے کہ خدا کا پیدا کیا ہوا ایک فرشتہ ہے کہ اُسکو دردائیل کہتے ہیں اسکے سولہ ہزار بازو ہیں اور ہر بازو کے درمیان ہوا ہے اور وہ ہوا اسقدر
ہو کہ جیسے زمین سے آسمان ہے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ بعض فرشتے اسقدر بڑے ہیں کہ انکی آنکھوں سے انکے ہونٹوں کے قطرہ میں کشتی کئی سو برس تک چلی جائے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت خدا اپنا سپاہی کو حکم کرتا ہے دنیا میں اُترنیکا ہوتا ہے پاؤں اسکا دہنا ساتوں زمین پر اور دوسرا
پاؤں زمین ساتویں اور بعضی خدا کے فرشتے ہیں کہ آدھے اوپر کے برف ہیں اور آدھے آگ سے اور کہتے ہیں کہ جسنے جمع کیا برف اور آگ کو ثابت
رکھ تو ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر اور فرمایا کہ خدا تعالی کے فرشتے ہیں کہ انکے کان اور آنکھ تک فاصلہ پانسو برس کی راہ کا ہے اور فرشتے ہر کتا
ہیں اور نہیں پہنچے ہیں اور نہ پہنچا معلوم کرینگے اور عرش کی ہوا ... کالی کرتے ہیں اور بعضے فرشتے ایسے ہیں کہ قیامت تک رکوع میں ہیں اور بعضے قیامت
تک سجدہ میں ہیں اور فرشتوں سے زیادہ کوئی خلقت خدا کی نہیں ہے اور ہر دن یا ہر رات ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف
کرتے ہیں پھر رسول خدا صلعم کے پاس جاتے ہیں اور پھر امیر المومنین علیہ السلام پاس پس سلام کرتے ہیں اور پھر حسین علیہ السلام کے پاس آتے ہیں پس
قیام کرتے ہیں اسکی پاس اور بوقت سحر انکے واسطے زینہ رکھا جاتا ہے اور پھر وہ کبھی نہیں آتے ہیں اور پھر امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے خدا تعالی کی قدرت
سے سوال کیا تھا حضرت کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور خدا تعالی کی تعریف بیان کی اور فرمایا کہ خدا تعالی کے ایسے فرشتے ہیں کہ اگر ایک فرشتہ ان فرشتوں میں سے
زمین پر اُترے تو زمین اسکی گنجائش نہ رکھے کہ نہایت بڑا ہے وہ اور ایسے ہی اُسکے پر اور بازو بڑے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر جن اور انسان
کو تکلیف دیجائے کہ انکا وصف بیان کرو تو نہ بیان کر سکیں انکے بدنوں کے جوڑوں کے انکے نہایت دوری سے اور بسبب انکے صورتوں کی حسن ترکیب کی
جہت سے اور کیونکر وصف بیان کرے کوئی ان فرشتوں کا کہ انکے دونوں شانوں کے درمیان سات برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بعضا
انہیں سے ایسا ہے کہ اپنے ایک بازو سے تمام دنیا کو گھیر لیوے اور اسکے بدن کا ذکر کیا کرے ہے اور بعضے انہیں سے ایسے ہیں کہ آسمان انکے پیٹ کی جگہ تک
ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ قدم انکے نیچے کے ہوا پر ہیں کہ انکو قرار نہیں ہے اور ساتوں زمینیں انکے گھٹنوں تک ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر
تمام پانی انکے انگوٹھے کے گڑھے میں ڈالے جائیں تو انہیں سما جائیں اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر کشتی انکے آنسو میں ڈالی جائے تو ہمیشہ جاری
رہے پس بزرگ اور برکت والا ہے خدا بہت نیک پیدا کرنیوالا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد زیادہ کرنے خلقت سے عام ہے خواہ ملائکہ ہوں خواہ جن اور
انسان اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قد اور قدر مخلوق خدا کی ہے اور خدا زیادہ کرتا ہے پیدائش میں جو چاہتا ہے اِنَّ
اللّٰہَ تحقیق خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پیدائش کے زیادہ کرنے پر اور ملائکہ کے بھیجنے پر مَا یَفْتَحِ
اللّٰہُ جس چیز کو کھولتا ہے اور کشادہ کرتا ہے خدا لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے یعنی اُنپر بھیجتا ہے خدا مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت اور بخشش
اپنی میں سے جیسے کہ نعمت اور عافیت اور صحت اور علم اور جو کچھ ہو فَلَا مُمْسِكَ لَهَا پس نہیں ہے کوئی بند کرنیوالا واسطے اسکے اور یہ اشارہ طرف مفعول
فتح کا ہے اور ایسے ہی ہے امساک کا حال ہے وَمَا يُمْسِكْ اور جس چیز کو روکتا ہے خدا اپنی بخشش اور رحمت میں سے واسطے مصلحت کے تو
فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی بھیجنے والا واسطے اسکے مِنْ بَعْدِهٖ پیچھے اسکے کہ خدا جسکو روک رکھے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ
خدا غالب ہے ہر چیز میں جاری کشادہ کرنے اور روک رکھنے کو کوئی اُس سے نزاع کرنیوالا نہیں ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ کشادہ کرنا اور بند کرنا اسکا
موافق حکمت کے ہے اور اب خدا تعالی اپنی نعمتوں کے ذکر اور شکر کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو اُذْكُرُوْا ذکر کرو
اور یاد کرو تم زبان اور دل سے نِعْمَتَ اللّٰهِ نعمت خدا کو کہ تمام کی ہے عَلَيْكُمْ اوپر تمہارے یعنی چاہئے کہ اقرار کرو تم اسکا اور اسکے عطا کرنیوالے کی
طاعت میں مشغول ہو اور بعد اسکے اس امر کا ذکر کرتا ہے کہ جیسے کہ مستحق عبادت کا وہی ہے نہ غیر اسکا چنانچہ فرماتا ہے کہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ کیا ہے
کوئی پیدا کرنیوالا یعنی نہیں ہے غَيْرُ اللّٰهِ سوا خدا کے يَرْزُقُكُمْ روزی دیتا ہے تم کو مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے باران رحمت نازل کرکے

والارض اور زمین سے روزی دیگا لا الٰہ الا ھو کوئی معبود قابل پرستش نہیں ہے مگر وہ خدائے پاک فانّٰی تؤفکون
پس کہاں پھرے جاتے ہو تم توحید سے اور طریق حق سے طرف شرک و گمراہی کے اور تعجب ہے کہ تم خدا کا شریک مقرر کرتے ہو اور ابن عباس
سے منقول ہے کہ مراد اس سے اہل مکہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انکو نعمت امن بخشی تھی کہ وہ حرم محترم میں تھے اور قتل اور قید اور غارت ہونے سے
انکو محفوظ رکھا بخلاف اور عربوں کے جو کہ انکے گردا گرد رہتے تھے کہ دشمن ان پر ظلم کرتے تھے پس خدا تعالیٰ اس نعمت کو یاد دلاتا ہے تاکہ شکرگزاری میں اسکی
مشغول ہوں اور مراد اس سے نعمت عافیت کی ہے اور اب خدا تعالیٰ آنحضرت کی تسلی کرتا ہے کہ وان یکذبوک اور اگر جھٹلاتے
ہیں وہ مکہ والے تجھکو اے محمد صلعم کہ تیری نبوت کو حق نہیں کہتے ہیں فقد کذبت پس تحقیق جھٹلائے گئے ہیں رسل من قبلک
پیغمبر پہلے تجھسے اور انہوں نے صبر کیا ہے تاکہ ثواب کمال کو پہنچیں پس تجھکو بھی انکی پیروی کرکے صبر کرنا چاہیے والی اللہ ترجع الامور اور طرف
خدا کے پھیرے جاتے ہیں سب کام اور تجھکو صبر کرنے میں اور انکو جھٹلانے پر جزا دیگا اور بعد اسکے خدا تعالیٰ لوگوں کو ڈراتا ہے دنیا پر غرور کرنے سے کہ
یا ایہا الناس اے آدمیو ان وعد اللہ حق تحقیق وعدہ خدا کا قیامت اور حشر اور جزا کا حق
ہے اور ہرگز اسمیں خلاف نہیں ہے فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا پس چاہیے کہ فریب نہ دیوے تمکو زندگانی دنیا کی اور بہرہ و نصیب
اسکے فائدے تمکو غافل کردیں آخرت کے طلب کرنے سے اور اسکے واسطے کوشش نہ کرنے سے ولا یغرنکم اور چاہیے کہ فریب نہ دیوے تمکو
باللہ ساتھ کرم اور بخشش اور رحم خدا کے الغرور شیطان فریب دینے والا اس طرح سے کہ خدا کی بخشش پر تکیہ کرکے تم گناہ کرنے لگو اور
خدا کے کرم سے جو بہت بڑا ہے تم اسمیں مشغول ہو اور اپنے دل میں کہو کہ خدا تو بڑا غفور رحیم ہے بخشدیگا اس گناہ کو کرلو پھر توبہ [illegible] شیطان
کہتا ہے کہ جو تمہارے دل میں ڈالتا ہے اور چاہیے کہ شیطان تمکو توبہ کرنے سے باز رکھے اس طرح سے کہ تمہارے دل میں وسوسہ ڈالے اور تم اپنے
دل میں کہنے لگو کہ ابھی تو جوانی ہے آئندہ کو توبہ کرلینگے اور اس خیال سے تم توبہ نکرو اور گناہ ہمیشہ کرتے رہو اور امید میں آئندہ کو توبہ کرلینے کی
لیکن موت کا کیا حال معلوم ہے اگر اچانک آگئی اور توبہ نصیب نہوئی تو پھر کیا ہوگا سب گرفتار عذاب ہی رہا ہو جاؤگے پس شیطان کا
ہے کہ عداوت اور دشمنی کی جہت سے یہ وسوسہ تمہارے دل میں ڈالتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ان الشیطان لکم عدو تحقیق
شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے قدیم سے فاتخذوہ عدوا پس پکڑو اسکو دشمن یعنی خبردار رہو اسکی دشمنی سے اور تم اسکے فریب سے ڈرتے رہو ہرحال میں [illegible]
تمکو فریب دیکر ہمیشہ کو عذاب میں مبتلا کروا دیگا کہتے ہیں کہ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ شیطان سے کیونکر دشمنی کریں کہا اپنے نفس کی خواہش کی پیروی
مت کرو جو کہ مخالف شرع کے ہو اور اپنی آرزو کے مطابق مت کرو اگر شرع میں اسکی اجازت نہو اور جو کچھ کہ موافق شرع کے ہو اور مخالف [illegible]
کرو انما یدعوا حزبہ سوائے اسکے نہیں کہ بلاتا ہے شیطان مخالف شرع کے دنیا کی طرف رغبت دلاکر حزبہ گروہ اپنے کو جو آدمی کہ پیروی اور فرمانبرداری
اسکی کرتے ہیں لیکونوا من اصحاب السعیر تاکہ ہو جاویں وہ یاران دوزخ سے پس اب حال ان لوگوں کا بیان فرماتا ہے جنہوں نے کہ
شیطان کی بات کو قبول کیا ہے اور فرماتا ہے کہ الذین کفروا جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے اور شیطان کے کہنے کو قبول کیا ہے لہم عذاب
شدید واسطے انکے عذاب ہے سخت آخرت میں والذین آمنوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور شیطان کی انہوں نے مخالفت کی ہے
وعملوا الصالحات اور عمل کیے ہیں اچھے لہم مغفرۃ واسطے انکے بخشش ہے پروردگار کی طرف سے واجر کبیر اور اجر بڑا
کہ ہمیشہ بہشت میں رہنا ہوگا اور فرماتا ہے خدا کہ افمن زین لہ کیا پس شخص کہ آراستہ کی گئی ہے واسطے اسکے سوء عملہ برائی عمل اسکے کی
فراٰہ حسنا پس وہ دیکھتا ہے اسکو نیک پس وہ مانند اس شخص کے ہے کہ برے عمل کو برا نہیں سمجھتا ہے بلکہ نیک [illegible] فرق کرتا ہے جواب [illegible]
کا کہ محذوف ہے اور وہ لفظ [illegible] ہے یعنی وہ شخص کہ آراستہ ہوا ہے واسطے اسکے عمل برا کہ وہ اپنے عمل بد کو اچھا جانتا ہے اور باطل کو حق جانتا ہے وہ
برابر اس شخص کے نہیں ہے کہ برے عمل کو برا جانتا ہے اور اچھے کو اچھا اور یہی عقل سے اور دلیلوں سے اچھے اور برے میں فرق کرتا ہے اور [illegible]

ع ۱۳

بُرے عمل کو اچھا دیکھتا تھا وہ ابوجہل تھا کہ شرک کو اور پیغمبر کی تکذیب کو اچھا جانتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہود اور نصاریٰ ہیں کہ عناد و
رسول خدا کو اچھا جانتے تھے اور یا خوارج ہیں اور سوء عمل انکا تاویلیں باطل ہیں فَاِنَّ اللّٰہَ پس تحقیق خدا یُضِلُّ چھوڑ دیتا ہے گمراہی میں
پڑا ہوا مَنْ یَّشَاءُ جسکو چاہتا ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ بسبب اولی عناد اور انکار کے لطف الٰہی سے اس تک نہیں پہنچا ہے اس حیثیت سے خدا اسکو
اسکے حال پر چھوڑ رکھتا ہے اور اس سبب سے وہ بُری کو اچھا اور اچھے کو بُرا دیکھتے ہیں وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اور رہنمائی کرتا ہے
جس شخص کو چاہتا ہے اور وہ وہ شخص ہے کہ طالب حق کا ہوا اور اسکی تلاش کرتا ہوا اور نیک کو نیک اور بد کو بد جانتا ہے خدا تعالیٰ اسکو توفیق اور
لطف عطا کرتا ہے کہ وہ بدی کو ترک کرتا ہے اور نیک پر عمل کرتا ہے فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ پس چاہیئے کہ نہ جاتا رہے نفس تیرا یعنی اے محمد صلعم عَلَیْھِمْ اوپر
انکی گمراہی کے اور جب ایسا ہے تو نہ چاہیئے کہ نفس کو ہلاک کر حَسَرٰتٍ واسطے حسرتوں کے اور افسوس کے کہ انکا ایمان نہ لانے پر تو رکھتا ہے مفعول لہ
واقع ہوا ہے اور یا مفعول ہے فعل محذوف کا یعنی حسرت کرے تو بہت ہی حسرتیں کہ پیچ در پیچ طرح کے بُرے فعلوں پر کہ ہر فعل انکا تقاضا افسوس
کرنیکا کرتا ہے یعنی انکے افعال پر حسرت کر اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا عَلِیْمٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ اسچیز کے کہ
کرتے ہیں وہ اور انکی ان فعلوں پر خدا تعالیٰ انکو سزا دیگا اور اپنی توحید کی دلیل بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ الَّذِیْۤ اور خدا
وہ شخص ہے کہ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بھیجی ہوائیں فَتُثِیْرُ پس اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں سَحَابًا بادل کو فَسُقْنٰہُ پس چلایا ہم نے
اس بادل کو اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ طرف شہر مُردہ کے یعنی طرف زمین خشک کے فَاَحْیَیْنَا بِہٖ پس زندہ کیا ہم نے ساتھ اس پانی کے جو اس بادل سے
نازل ہوا اَلْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِھَا بعد مرنے اسکے کے یعنی زمین کو بعد خشک ہو گئے ہونے اسکے پانی سے تر و تازہ اور ہرا اور سبز کیا ہم نے
کَذٰلِکَ اسی طرح یعنی مثل زندہ ہونے زمین کے بعد مرنے کے اَلنُّشُوْرُ اٹھنا ہے قبروں سے زندہ ہو کر آدمیوں کا بعد مرنے کے یہ دونوں خدا کی قدرت کے
نزدیک برابر ہیں اور دونوں یکساں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تم مردہ زمین کے زندہ ہونیکا تو اقرار کرتے ہو اور آدمیوں کے بعد مرنیکے اقرار نہیں کرتے ہو
مَنْ کَانَ یُرِیْدُ جو کوئی ہووے کہ ارادہ کرے اور چاہے اَلْعِزَّةَ عزت اور بزرگی کو تو خدا سے عزت طلب کرے فَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا پس واسطے
خدا کے ہے عزت ساری اور جمیعا حال واقع ہوا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی عزت سے جو عزت حاصل ہوتی ہے اور پیغمبر اور مومنین انکی عزت سے عزت دار ہیں
سو وہی لوگ عزت انکی فرمانبرداری میں ہے اور ذلت انکی مخالفت میں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ پروردگار عالم ہر روز کہتا ہے کہ میں ہوں
عزت والا پس جو کوئی ارادہ دنیا کی اور آخرت کی عزت کا کرے تو پس چاہیئے کہ وہ عزت والے کی فرمانبرداری کرے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا
ہے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ میں نے پانچ چیزیں پانچ چیزوں میں رکھی ہیں اور آدمی تلاش کرتے ہیں انکو دوسری پانچ میں پس کب پاوینگے وہ یعنی
نہ پاوینگے میں نے رکھا ہے عزت کو اپنی فرمانبرداری میں اور آدمی تلاش کرتے ہیں اسکو بادشاہوں کے دروازوں میں پس کب پاوینگے وہ اور میں نے رکھا
ہے علم اور حکمت کو بھوک میں اور آدمی طلب کرتے ہیں انکو سیری میں پس کب پاوینگے وہ اور میں نے رکھا ہے راحت اور آرام کو بہشت میں اور آدمی
تلاش کرتے ہیں اسکو دنیا میں پس کب پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے تونگری کو قناعت میں اور آدمی طلب کرنا چاہتے ہیں کثرت مال میں پس
کب پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھی ہے رضامندی اپنی مخالفت میں خواہش نفس کی اور آدمی تلاش کرتے ہیں اسکو خواہش طبیعت میں پس کب
پاوینگے وہ اسکو اور فرمایا حضرت نے کہ خداوندا جو کوئی کہ دوست رکھے مجھکو پس روزی دے تو اسکو موافق گزارہ اور حاجت کے اور جو کوئی دشمن رکھے مجھکو پس
کثرت دے تو اسکو مال اور اولاد غرض حضرت کی یہ ہے کہ کثرت مال اور اولاد میں وہ خدا کو بھول جاویگا اور اس سے غافل ہو جاویگا اور ہمیشہ اپنے مال اور
اولاد کے انتظام میں رہیگا اور اس سبب سے جہنم میں داخل ہوگا اور بعد اسکے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس سے عزت حاصل ہو وہ ایمان اور نیک عمل ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ طرف اسی خدا کے چڑھتا ہے کلمہ پاک یعنی قبول ہوتا ہے اسکی درگاہ میں اور کہتے ہیں کہ لفظ کلم جنس
ہے واسطے کلمہ کے اسکی صفت طیب آیا ہے کہ وہ مذکر ہے اور اگر وہ جمع ہوتا تو صفت اسکی طیبة آتی نہ طیب اور کلم کہتے ہیں کہ لفظ کلم جمع ہے کلمہ کی اور جمع

ایسا ہو کہ آئیں اور اسکی واحد میں فقط تا کا فرق ہو تو وہ لفظ مذکر اور مونث کے دونوں کے لیے آتا ہے سو واسطے اسکی صفت طیب واقع ہوا کہ لفظ مذکر ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی تقدیر یصعد الکلم الطیب ہے اس صورت میں طیب صفت بعض کی ہوگا نہ کلم کی اور معنی صعود کے یہاں قبول کرنیکے ہیں اس عمل کا اسکی صاحب
اور جسوقت خدا تعالی طاعت قبول کرتا ہے تو اسکو چڑھنے اور بلند ہونے سے صفت کرتے ہیں اور جو کہ ملائکہ بنی آدم کے اعمال کو لکھتے ہیں اور جس جگہ حکم خدا کا جاتا
بلند کرتے ہیں **والعمل الصالح یرفعہ** اور عمل نیک بلند کرتا ہے اس کلمہ پاک کو اور محل قبولیت کو پہنچاتا ہے اور کلمہ طیب کو کہتے ہیں کہ جمیع
ذکروں کو شامل ہے تکبیر اور تسبیح اور دعا اور قرآن کے پڑھنے کو سب کو اور رسول خدا صلعم روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ تسبیح اربع ہے یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر جسوقت بندہ اسکو کہتا ہے تو ملائکہ اسکو آسمان پر لیجاتے ہیں اور اگر وہ عمل نیک سے خالی ہو تو قبول نہیں ہوتا ہے اور
حدیث میں آیا ہے کہ خدا کسی کا قول نہیں قبول کرتا ہے مگر ساتھ عمل صالح کے اور عمل صالح وہ ہے کہ بہ نیت خالص ہو اور موافق حکم خدا کے اور نبی کے اور اس سے یہ
میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کلمہ اخلاص اور اقرار کرنا ان چیزوں کا جو رسول خدا کی سرکار سے لائے ہیں فرائض اور روایت جناب امیر پر بلند کرتے ہیں
عمل صالح کو طرف خدا کے اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ کلمہ طیب مومن کا زبان سے کہنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و خلیفہ رسول
اللہ اور عمل صالح دل سے اعتقاد کرنا ہے کہ یہ حق ہے خدا کے پاس سے نہیں ہے اس میں شک اور امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ
واسطے ہر قول کے عمل کرنے سے ایک شی حاصل ہوتی ہے کہ سچا کرتی ہے اسکو یا جھوٹا کرتی ہے پس جسوقت ابن آدم زبان سے کہے اور سچا کرے عمل اسکا
قول اسکو تو بلند کیا جاتا ہے قول اسکا سبب عمل کے طرف خدا کے اور جسوقت بندہ کہے زبان سے اور عمل اسکا مخالف ہو اسکے کہنے کے تو رد کیا جاتا
اسکا قول اسکے عمل ناپاک کیطرف اور پھینکا جاتا ہے اسکو دوزخ میں اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ وہ دوستی اہلبیت کی ہے اور اشارہ کیا ہے
اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ کیطرف اور فرمایا کہ جو کوئی نہ دوست رکھے ہمکو تو نہ بلند کریگا خدا اسکے عمل کو اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو
کوئی بہ نیت خالص کہے لا الہ الا اللہ تو ٹوٹ جاتے ہیں گناہ اسکے جیسے کہ ٹوٹ جاتا ہے … پس جسوقت دوسری مرتبہ کہے بہ نیت خالص کہ
لا الہ الا اللہ تو پھٹ جاتے ہیں اور کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور صفیں ملائکہ کی یہانتک کہ بعضا فرشتہ بعضے سے کہتا ہے کہ خشوع اور خضوع کرو تم
واسطے بزرگی حکم خدا کے پس جسوقت تیسری مرتبہ کہتا ہے بہ نیت خالص لا الہ الا اللہ تو خدا تعالی فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ البتہ تیرے
کہنے والے کو میں بخشونگا جو گناہ کہ اسکا ہوئے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ یعنی جسوقت کہ عمل اسکا خالص
ہووے تو بلند ہوگا قول اسکا اور کلام اسکا **والذین یمکرون السیئات** اور جو لوگ کہ مکر کرتے ہیں برائیوں کا یہ مکر قریش کا ہے
نسبت بہ رسول خدا صلعم پوشیدہ تا کہ ضرر اور سختی حضرت کو پہنچائیں اور جبکہ کفار … میں مشورہ کیا کہ یا تو حضرت کو قید کر دو اور یا
قتل کر دو اور یا نکال دو شہر سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے شرک ہے یعنی اور وہ لوگ کہ شرک کرتے ہیں ساتھ خدا کے **لھم عذاب شدید**
واسطے انکے ہے عذاب سخت آخرت میں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اس سے ریا کار آدمی ہیں جو عذاب الیم میں گرفتار ہونگے **ومکر اولئک**
ھو یبور لفظ ھو کا ایسا فصل کا ہے درمیان مبتدا اور خبر کے یعنی اور مکر ان لوگوں کا فاسد اور ہلاک ہوگا بخلاف خواہش انکے کیونکہ خدا نے انکو دیکھ…
وہ وقوع میں آئی اور وہ قتل ہوئے اور انکا اخراج ہوا مکہ سے اور یا یہ کہ ریا انکا کچھ فائدہ نہ بخشے اور فاسد اور باطل ہو جاوے اور اب خدا تعالی توحید کی دلیلیں
بیان کرتا ہے کہ **واللہ خلقکم** اور خدا نے پیدا کیا ہے تمکو یعنی باپ تمہارا آدم کو **من تراب** مٹی سے پس اصل تمہاری مٹی ہے کہ پہلے آدم
مٹی سے پیدا کیا اور وہ پیدایش تمہارے باپ کی ہے **ثم من نطفۃ** پھر پیدا کیا تمکو نطفہ سے کہ وہ پیدایش آدم کے فرزندوں کی شروع ہوئی
ثم جعلکم پھر کر دیا تمکو **ازواجا** جوڑے مرد اور عورت کو باہم کرکے باعث پیدا ہونے اولاد کا ہے **وما تحمل من انثی** اور
نہیں حاملہ ہوتی ہے کوئی عورت **ولا تضع** اور نہیں جنے **الا بعلمہ** مگر ساتھ علم اسکے کہ وہ حمل کو اور جننے کو … اسکی خبر کی
ہوئی ہے اور جو کچھ شکم میں ہے زیادہ سب جانتا ہے **وما یعمر** اور نہیں عمر دیا جاتا ہے **من معمر** کسی عمر دیا گیا **ولا ینقص** …

کم کیا جاتا ہی مِنْ عُمُرِہٖٓ عمر اسکے سے کہ وہ عمر دیا گیا ہے غرض یہ ہے کہ عمر کا بڑھا دینا اور گھٹا دینا نہیں ہے اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مگر بیچ کتاب کے
کہ وہ لوح محفوظ ہے اور یہ نہیں سب لکھا گیا ہی اور اس سے باہر کوئی امر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں نہیں گھٹاتی ہی عمر اور نہ کم ہوتی ہی مگر وہ
لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ اگر فرمانبرداری کریگا خدا کی فلانا فلانے وقت تک باقی رہیگا اور اگر نافرمانی کریگا تو کم کیا جائیگا اسکی عمر میں جو کہ مقرر کی
ہی اور طرف اسکے اشارہ کیا ہے رسول خدا صلعم نے کہ فرمایا ہی کہ صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا آباد کرتا ہے گھروں کو اور زیادہ کرتا ہی عمروں کو اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں جانتا ہوں میں ایسی شے کہ جو زیادہ کرے عمر میں مگر یہ بات کہ رشتہ داروں کے ساتھ یہاں تک کہ ایک آدمی کی عمر مثلاً تین سال
کی ہو اور وہ صلہ رحمی کرے تو خدا تعالی تیس برس اسکی عمر میں بڑھا دیتا ہی پس عمر اسکی تینتیس سال کی ہو جاتی ہی اور بعد اسکے اسکو موت آتی ہی اور اگر عمر
ایک آدمی کی تینتیس سال کی ہو اور وہ آدمی قطع رحمی کرے تو خدا تعالی تیس سال اسکی عمر میں سے گھٹا دیتا ہی اور عمر اسکی تین برس کی رہ جاتی ہی اِنَّ
ذٰلِکَ تحقیق کہ وہ زیادہ اور کم کرنا عمر کا عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ اوپر خدا کے آسان ہی چاہے زیادہ کرے عمر کو چاہے کم کرے اسکو سب قدرت ہی اور
اب اپنی قدرت کاملہ کا ذکر کرتا ہے کہ وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ اور نہیں برابر ہیں دو دریا هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ یہ پانی شیریں
خوش مزہ ہی کہ سَآئِغٌ شَرَابُہٗ خوشگوار ہے پینا اسکا اور آسانی سے حلق کے نیچے اتر جاتا ہی وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ
دوسرا پانی کھاری کڑوا ہی وَمِنْ کُلٍّ اور ہر ایک دریا سے تَاْکُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا کھاتے ہو تم گوشت تازہ یعنی مچھلیوں کو وَ
تَسْتَخْرِجُوْنَ اور نکالتے ہو تم ان دریاؤں سے حِلْیَةً زیور کو یعنی موتی اور مونگا وغیرہ کہ اسکا زیور بنتا ہے تم اور زیور بنا کر تَلْبَسُوْنَهَا
پہنتے ہو تم اسکو یعنی عورتیں تمہاری اسکو پہنتی ہیں وَتَرَی الْفُلْکَ اور دیکھتا ہی تو اے دیکھنے والے کشتیوں کو فِیْهِ بیچ اس دریا کے
مَوَاخِرَ پھاڑتے ہوئے آب دریا کو چلنے سے کہ شدت سے چلتی ہیں لِتَبْتَغُوْا تاکہ طلب کرو تم مِنْ فَضْلِهٖ فضل اس خدا کے سے روزی تجارت
کرکے وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر کرو اس نعمت کا یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ داخل کرتا ہی رات کو بیچ دن کے مثلاً
موسم گرما میں چھ گھنٹے بجے دن ہوتا ہی اور موسم سرما میں چھ گھنٹے بجے رات ہو جاتی ہے اور جو وقت کہ دن کا تھا اس میں رات داخل ہو گئی وَیُوْلِجُ
النَّهَارَ فِی الَّیْلِ اور داخل کرتا ہی دن کو بیچ رات کے مثلاً موسم سرما میں چھ گھنٹے بجے رات ہوتی ہی موسم گرما میں وقت دن ہو گیا ہی
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور حکم میں کیا آفتاب کو اور مہتاب کو کُلٌّ یَّجْرِیْ ہر ایک ان میں سے چلتا ہی اپنے اپنے مقام پر لِاَجَلٍ مُّسَمًّى
واسطے ایک مدت نام رکھی گئی کے جو انکے چلنے کیواسطے مقرر ہے کہ اپنا دورہ پورا تمام کریں یا یہ کہ قیامت تک چلیں اور پھر چلنے سے بیٹھ رہیں ذٰلِکُمُ اللّٰهُ
وہ خدا کہ پیدا کرنے والا ان چیزوں کا ہی رَبُّکُمْ پروردگار تمہارا ہی لَهُ الْمُلْکُ واسطے اسکے ہی بادشاہی وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اور جنکو کہ
پکارتے ہو تم اور قتیبہ نے کسائی سے یدعون پڑھا ہی یعنی غائب کا صیغہ یعنی اور جو لوگ کہ پکارتے ہیں اور پرستش کرتے ہیں مِنْ
دُوْنِهٖ سوائے اس خدا کے اور دوں مثل بتوں اور ستاروں کے مَا یَمْلِکُوْنَ نہیں مالک ہیں وہ بت وغیرہ مِنْ قِطْمِیْرٍ مقدار پوست
تخم خرما کے جو کہ اسپر لپٹا ہوا ہوتا ہی اور وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر پکارو تم انکو جو کہ معبود باطل تمہارے ہیں واسطے مشکل کو
واسطے حاصل کرنے نفع اور دور کرنے ضرر کے تو لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ نہیں سنینگے وہ پکارنے تمہارے کو اسواسطے کہ وہ پتھر اور لکڑی وغیرہ ہیں وہ کیا سنینگے وَ
لَوْ سَمِعُوْا اور اگر سنیں وہ تمہارے پکارنے کو بطور فرض کیا لیکن مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ نہ جواب دینگے وہ تم کو اور تمہاری مراد کو وہ پورا نہ کرینگے اسواسطے کہ
وہ نفع پہنچانے اور ضرر دور کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہیں یا یہ کہ سکوت اختیار کرینگے وہ جواب دینے سے کہ وہ کیسے بیزار ہیں اسسبب کہ تم انکو معبود کہتے ہو اور وہ اس
دعوی کا انکار کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہی کہ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور دن قیامت کے یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ کفر کرینگے وہ معبود ساتھ شرک کرنے تمہارے کے
یعنی اقرار کرینگے وہ اس شرک سے باطل کرینگے کہ جو تم کرتے ہو اور تمہاری پرستش کا انکار کرینگے اور کہینگے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری پرستش کرو تم اور
بروز قیامت خدا انکو گویا کریگا اور وہ اپنی پرستش کرنیوالونکو بہت ملامت کرینگے وَلَا یُنَبِّئُکَ اور نہ خبر دیگا تجھکو تمام امور کی حقیقت سے اور

طرح تو عناد اور سرکشی میں گرفتار ہوں باوجود دیکھنے دلیلوں اور معجزوں ظاہر کے وما انت اور نہیں ہے تو اے محمد صلعم بمسمع سنانیوالا انکا من
فی القبور ان شخصوں کو جو بیچ قبروں کے ہیں یعنی جو لوگ کہ سخت کافر ہیں اور حق کو نہیں سنتے ہیں خدا تعالی نے انکو مردوں سے تشبیہ فرمایا ہے جو کہ قبروں میں
ہوتے ہیں اور یہاں یہ تسلی اللہ رسول محمد صلعم کے ناامید کرنیکا ہے کفار کے ایمان لانے سے یعنی جیسے کہ سنوانا مردوں کا دشوار ہے ویسا ہی انکو سنوانا سخن حق کا دشوار
ہے جو کہ ان لوگوں کو کہ اصرار کرتے ہیں کفر پر اور حق سننے سے نفع جو حاصل ہوتا ہے نہیں لیتے وہ گویا اوسکی سنتے ہی نہیں ہیں اسواسطے فرمایا کہ وہ سننے میں
ہیں مثل مردوں کی جو کہ قبروں میں ہیں پھر فرمایا ان انت نہیں ہے تو اے محمد صلعم الا نذیر مگر ڈرانیوالا کہ تمہارے عذاب سے انکو ڈراتے
اور ایمان واسطے انکے ناچار کرنا تیرے ذمہ نہیں ہے انا ارسلناک بالحق تحقیق کہ بھیجا ہے ہم نے تجکو اے محمد صلعم ساتھ دین حق کے کہ وہ اسلام ہے
بشیرا ونذیرا خوشخبری دینے والا بہشت کی مومنوں کو اور ڈرانیوالا کافروں اور گنہگاروں کو عذاب سے اور بشیر اور نذیر حال واقع ہوئے ہیں وان
من امة اور نہیں ہے کوئی امت پہلی امتوں سے الا خلا فیها مگر کہ گذرا ہو درمیان انکے نذیر ڈرانیوالا کہ وہ پیغمبر ہے یا وصی پیغمبر سو کوئی زمانہ
حجت خدا سے خالی نہیں تہا اور بعد اسکے رسول محمد صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا ہے کہ وان یکذبوک اور اگر جھٹلاویں وہ تجکو اے محمد صلعم یعنی کفار قریش
تو تو انکا تعجب مت کر اور بیچ اپنی رسالت مبارک کے تو سست مت ہو فقد کذب الذین پس تحقیق جھٹلایا ہے ان لوگوں نے کہ من قبلهم پہلے
انسے تہے پیغمبروں اپنے کو جاءتهم رسلهم آئے انکے پاس پیغمبر انکے بالبینت ساتھ معجزوں کے اور دلیلوں روشن کے وبالزبر اور
ساتھ نوشتوں آسمانی کے کہ وہ صحیفہ شیث اور ادریس اور ابراہیم کے تہے وبالکتب المنیر اور ساتھ کتاب روشن کے کہ بیان کرنیوالا حلال اور
حرام احکاموں کے تہی مثل توریت اور انجیل کے اور ان لوگوں نے انکو جھٹلایا اور ایمان انپر نہ لائے ثم اخذت الذین کفروا پھر پکڑا میں نے ان
لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور عذاب میں انکو گرفتار کیا انکے جھٹلانے کے سبب سے فکیف کان نکیر پس کیونکر تہا انکار میرا انپر اور نازل کرنا عذاب کا
انپر اور پھر دلیلیں توحید کی بیان کرتا ہے کہ الم تر کیا نہ دیکھا تو نے اور دیکھنے والے کہ ان اللہ تحقیق خدا نے اپنی قدرت اور رحمت سے انزل
من السماء نازل کیا ہے آسمان سے ماء پانی کو کہ وہ باران رحمت ہے فاخرجنا پس نکالا ہم نے اپنی قدرت سے به ساتھ اوس پانی کے ثمرت
پہلوں کو مختلفا الوانها مختلف ہیں رنگ انکے اور قسم قسم کے ہیں مثل خرما اور انگور اور انار کے اور مختلفا صفت ثمرات کی ہے اور الوانہا فاعل
مختلفا کا ہے ومن الجبال اور پہاڑوں سے کہ پیدا کئے ہوئے ہمارے ہیں جدد رستے ہیں بیض سفید وحمر اور سرخ کہ مختلف
الوانها مختلف ہیں رنگ انکے کہ کوئی زیادہ سرخ ہے اور کوئی کم سرخ ہے وغرابیب سود اور سیاہ نہایت کالے ومن الناس اور
آدمیوں سے والدواب اور زمین پر چلنے والے جانداروں سے والانعام اور چارپایوں سے کہ یہ سب پیدا کئے ہمارے ہیں مختلف الوانه
مختلف اور طرح طرح کے ہیں رنگ انکے کذلک اسی طرح سے جیسے کہ رنگ میووں کے اور پہاڑوں کے مختلف ہیں اور فرماتا ہے کہ انما یخشی اللہ
سوا اسکے نہیں ڈرتے ہیں خدا سے من عباده بندوں اسکے میں سے العلماء علماء سوائے کہ شرط خوف کی ہے جاننا خدا کا اور واقف ہونا اسکی
صفات اور افعال کا ہے اور یہی مقام ہے کہ رسول محمد صلعم نے فرمایا ہے کہ میرا خوف خدا تعالی سے سبھوں سے زیادہ ہے اور یہ فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے خدا کو زیادہ
جانتا ہے وہ خدا سے زیادہ ڈرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علما سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جنکا قول مطابق انکے فعل کے ہے اور جو کوئی
ایسا نہیں ہے وہ عالم نہیں ہے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علم خدا کا اور جاننا اسکا عمل سے ملا ہوا ہے پس جو کوئی کہ پہچانیگا خدا کو تو خوف
کریگا اوس سے اور برانگیختہ کریگا اسکو خدا کا پہچاننا طرف عمل کے کہ وہ مشغول ہو طاعت خدا میں اور علما اور سروری کرنیوالے علم کے وہ لوگ ہیں پہچانتے
ہیں خدا کو پس عمل کرتے ہیں واسطے اوسکے اور رغبت کرتے ہیں طرف اوسکی اور تحقیق فرمایا ہے خدا نے انما یخشی اللہ من عباده العلماء ان اللہ
عزیز تحقیق کہ خدا غالب ہے بدلا لینے میں ان لوگوں سے جو کہ کفر پر اصرار کرتے ہیں اور ضد کرتے ہیں غفور بخشنے والا ہے انکو جو کہ توبہ کرے کفر
اور گناہوں سے ان الذین یتلون کتب اللہ تحقیق جو لوگ کہ پڑہتے ہیں کتاب خدا کی یعنی قرآن کو اور اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں واقاموا الصلوة

ع ۳
۱۲
۱۵

زیادہ ہوں اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ برگزیدہ اور وارث علوم کے ہم اہلبیت ہیں اس میں شبہہ نہیں صحیح اور حق ہے جو ہم کہ
وہی ہیں جانتے حقیقتوں قرآن کی کو اور پہچانتے ہیں حلال اور حرام کو اور تمام علوم کے مالک ہیں اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ میں خدمت میں
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے تھا کہ ایک مرد عراق کے رہنے والے آنحضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے فرزند رسول خدا ہمکو خبر کر
اس آیت کی تفسیر سے فرمایا کہ اے اہل عراق تم کیا کہتے ہو کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے کہا ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام امت محمد بہشت میں داخل ہو
جیسے کہ اس آیت کا ظاہر ہے اور جب حضرت سے یہ سخن سنا تو عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا یہ آیت کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے
فرمایا کہ واللہ ہم اہلبیت کے حق میں نازل ہوئی ہے اور تینوں قسم اسی طرح فرمایا پھر پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا علی بن ابیطالب کی اولاد میں سے ظالم لنفسہ
کون ہے فرمایا کہ جسکی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اور پھر پوچھا کہ مقتصد ان میں کون ہے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مکانوں میں عبادت خدا میں مشغول رہا
اور تلاوت قرآن میں اپنی اوقات کو صرف کرتے رہے ہوں یہانتک کہ انکو موت آئے اور پھر پوچھا کہ سابق بالخیرات کون لوگ ہیں ان میں سے فرمایا کہ جو
راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور لوگوں کو راہ راست کی طرف بلاتے ہیں جیسے کہ علی بن ابیطالب اور اولاد طاہرین انکی کہ معصوم ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ یہ آیت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد کے حق میں ہے لیکن نہیں داخل ہے اس میں فاطمہ کی اولاد میں سے وہ شخص کہ جسنے تلوار کھینچی ہو اور لوگوں کو طرف
گمراہی کے بلایا ہو یعنی جھوٹا دعوی امامت کا کیا ہو کسی نے پوچھا کہ ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھنے والا کہ نہیں پہچانتا ہے حق امام کا اور مقتصد
وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے اور امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ یہ سب حضرت
فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد کے لوگ ہیں سابق بالخیرات امام ہے اور مقتصد امام کا پہچاننے والا ہے اور ظالم لنفسہ وہ ہے کہ جو امام کو نہیں
پہچانتا اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ ظالم لنفسہ ہم میں سے وہ شخص ہے کہ حق امام کا نہیں پہچانتا
اور مقتصد ہم میں سے وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات وہ امام ہے اور یہ سب بخشے جائینگے اور ایک روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے اسطرح
منقول ہے کہ یہ آیت خاص اولاد فاطمہ کے واسطے ہے لیکن جسنے تلوار کھینچی اور آدمیوں کو اپنے نفس کی طرف بلایا اور طرف گمراہی کے کھینچے اولاد فاطمہ میں تو وہ
اس آیت میں داخل نہیں ہے کسی نے پوچھا کہ کون شخص داخل ہے انمیں فرمایا کہ ظالم لنفسہ وہ ہے کہ نہ بلاوے آدمیوں کو طرف گمراہی کے اور نہ طرف ہدایت کے اور مقتصد ہم
اہلبیت میں سے وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہلبیت کے حق میں نازل ہوئی ہے
کسی نے پوچھا کہ ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ جسکی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں ہم اہلبیت میں سے اور مقتصد کون ہے فرمایا کہ عبادت کرنیوالا خدا کی دونو
حال میں آسودگی اور صحت میں بھی اور فقیری اور مرض میں بھی یہانتک کہ آوے اسکو موت اور سابق بالخیرات کو پوچھا تو فرمایا کہ وہ شخص کہ بلاوے لوگوں کو
طرف راہ پروردگار اپنے کے اور حکم کرے نیکی کا اور منع کرے برائی سے اور نہ ہووے واسطے گمراہوں کے مددگار اور نہ راضی ہو حکم فاسقوں سے مگر وہ شخص کہ
خوف کرے اپنے نفس اور دین پر اور نہ پاوے مددگاروں کو اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنکے حق میں آیت ہے وہ سب آل محمد ہیں ظالم لنفسہ
انمیں وہ ہے کہ نہ اقرار کرے امام کا اور مقتصد وہ ہے کہ جو امام کو پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے حاصل کہ مراد ان لوگوں سے اولاد فاطمہ زہرا علیہا السلام
ہیں اسطرح کی حدیثیں بہت اور بھی ہیں غرض اس سے یہ ہے کہ وہ سب بخشے گئے ہیں اور ثابت ہوئی اس سے امامت حضرت علی علیہ السلام کی اور اولاد فاطمہ
کی ہوا کہ جو کوئی برگزیدہ اور وارث ہوا کتاب کا وہی امام ہے ذلک وہ وارث کرنا اور برگزیدہ کرنا ہے جو کہ اوپر کی آیت میں گذرا ہے هو
الفضل الکبیر وہ ہی فضل بڑا اور بزرگ ہے اور وہ فضل کیا ہے کہ اسکو خدا تعالی بیان کرتا ہے کہ جنات عدن بہشتیں ہیں عدن کی
اور جنات عدن فضل کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے اور بدل بھی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مقتصد اور سابق بالخیرات ہیں یدخلونها
داخل ہونگے ان بہشتوں میں اور مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ سابق بالخیرات بدون حساب کے بہشت میں جائینگے اور مقتصد سے تھوڑا سا حساب ہوگا
اور ظالم لنفسہ جو ہے وہ مقام حساب میں دیر تک رہیگا اور بعد اسکے بہشت میں جائیگا یحلون فیها زیور پہنائے جائینگے وہ بیچ ان بہشتوں کے

نہیں ہے قدیر قدرت رکھنے والا ہر چیز پر اور کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے اور اسکی قدرت کو کسی کی قدرت نہیں پہنچتی ہے اور کیونکر برابر ہو قدرت کسیکی اسکی قدرت سے کہ وہ پیدا کرنیوالا قدرتوں کا سب کی ہے اور مخلوق برابر خالق کے کیونکر ہوگا ولو یؤاخذ اللہ الناس اور اگر مواخذہ کرتا خدا آدمیوں سے بما کسبوا ساتھ اس چیز کے کہ عمل کسب کیا ہے انہوں نے شرک اور گناہ اور ظلم کو تو ما ترک علی ظہرھا نہ چھوڑتا اوپر پشت اسکی کے من دابۃ کوئی زمین پر چلنے والا جاندار کیا آدمی اور کیا جن اور کیا حیوان بلکہ آدمی کی شامت گناہ سے سب ہلاک ہوتے اور کوئی باقی نہ رہتا جیسے حضرت نوح کے زمانہ میں لوگوں کی کفر کی شومی سے تمام جانور ہلاک ہوئے غرق ہو کر مگر ایک ایک جوڑا جو کشتی میں تھے وہ بچ رہے پس اسوقت بھی اگر انکو گنہگاروں کے گناہ میں گرفتار کریں تو سب ہلاک ہوں ولکن یؤخرھم اور لیکن ڈھیل دیتا ہے انکو الی اجل مسمی تا وقت معین کے اور وہ وقت ایک مدت نام رکھی گئی ہے کہ وہ قیامت ہے اور ابن ابی روایت کرتا ہے کہ ایک مرد ایک شخص کو نیکی کا حکم کرتا تھا اس شخص کا گذر ایک شہر پر ہوا انہوں نے کہا [illegible] ظالم ہے ظالم سوائے ضرر نہیں پہنچاتا ہے ابو داؤد نے سنکر کہا کہ تو دروغ کہتا ہے قسم ہے خدا کی کہ جان میری جس کے قبضہ میں ہے کہ جانور اپنے آشیانہ میں ستمگر کی شومی سے ہلاک ہوتا ہے اور آدمی بسبب ظلم بنی آدم اور ابو حمزہ ثمالی بیان کرتا ہے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ خدا تعالی دو سو گنہگاروں کی شومی سے پانی نہیں برساتا ہے تاکہ سب جانور مر جاویں اور دوسری روایت میں ابو حمزہ ثمالی سے یہ ہے کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ کسی سال میں بارش کم نہیں ہر سال برابر برستا ہے لیکن خدا تعالی اسکی عوض میں دوسری جگہ برسا دیتا ہے اور جسوقت لوگ گناہ کرتے ہیں تو وہ بارش کہ انکو واسطے مقرر ہوا تھا اس سال میں اوس کو غیر کی طرف پھیر دیتا ہے پہاڑوں اور جنگلوں اور دریاؤں میں برساتا ہے اور انکی زمین میں نہیں پہنچاتا ہے اور خدا تعالی عذاب کرتا ہے جعل کو یعنی سیاہ کیڑے کو جو گوبر میں سکونت کرتا ہے اور اسکو عذاب کرتا ہے باران سے کہ اسکے سوراخ میں پہنچتی ہے اور چاہتی ہے کہ جس زمین میں اسکا سوراخ ہے وہاں نہیں برساتا ہے واسطے لوگوں کے گناہوں کی نحوست سے اور اسکو عذاب بسبب نحوست کرتا ہے کہ وہ گنہگاروں کے محلہ میں کیوں رہا باوجودیکہ قدرت رکھتا تھا وہ اسکے راہ جانے کی اور انہیں میں سے اٹھ جانیکی بتلا دی گئی پھر وہاں سے کیوں نہ گیا اسلئے اسکو عذاب ہوتا ہے اور بعد اسکے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نصیحت پکڑو تم اے عقلمندو لیکن خدا تعالی کسی کو نہیں ہلاک کرتا ہے ایک وقت معین تک قیامت ہے فاذا جاء اجلھم پس جس وقت آئیگی اجل انکی یعنی جسوقت کہ انکی ہلاکت آپہنچی تو فان اللہ کان پس تحقیق کہ خدا ہے بعبادہ ساتھ بندوں اپنے کے بصیرا بینا اور دیکھنے والا اور جانتا ہے کہ مستحق ہلاک ہونیکا کون ہے اور لائق نجات کے کون ہے اور ہر ایک کو موافق اسکی عمل کے جزا اور سزا دیتا

سورۃ یس یہ سورہ مکی ہے اور تراسی آیتیں ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور دل قرآن کا یس ہے اور جو کوئی دن میں اس سورہ کو تلاوت کرے وہ خدا تعالی کی امان میں ہو اور جو کوئی شب کو تلاوت کرے پہلے اس سے کہ خواب کرے تو خدا تعالی ہزار فرشتے مقرر کریگا اسکے واسطے کہ استغفار کریں اسکی وقت تک اور بعد اسکی جنازہ کے ہمراہ جائیں استغفار کرتے ہوئے اور اسکی ہمراہ قبر میں جائیں اور قیامت تک عبادت میں مشغول رہیں اور ثواب اسکا اس بندہ کو بخشیں اور اسکی قبر کو کشادہ کریں جہانتک کہ اسکی نگاہ پہنچتی ہے اور ہمیشہ اسکی قبر سے نور روشن ہوا اور وہاں تک پہنچے قیامت تک اور جسوقت وہ اپنی قبر سے اٹھے تو وہ فرشتے اسکی ہمراہ ہوں اور ہنستے ہوئے اس سے باتیں کریں اور ہر ایک خبر اسکو خوشخبری دیں یہانتک کہ صراط اور میزان سے اسکو گذار کر ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کے مقام پر پہنچا دیں اور اسکا مرتبہ ویسا کریں اور بعد اسکے خطاب رب العزت کا اسکو پہنچے کہ اے بندہ میرے جسکی تو چاہے شفاعت کر شفاعت تیری قبول ہے ان لوگوں کو کہ جنکی تو شفاعت کرے مقبول ہے اور جو کچھ تو مجھ سے چاہے طلب کر کہ تمام مقصود تیرے تجھکو بخشوں پس جس کی کہ وہ بندہ شفاعت کریگا اور جو کچھ طلب کریگا خدا تعالی اسکو عطا کرے اور ہرگز اسکا حساب نہ کریگا اور کسی گناہ کا اس سے مواخذہ نہ کریگا روز قیامت کے لوگ کہیں گے سبحان اللہ ہرگز اس بندہ نے گناہ چھوٹا بھی نہیں کیا ہے تاکہ اسکا مواخذہ ہو اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی قربۃً الی اللہ اس سورہ کو پڑھے تمام گناہوں سے بخشا جاوے اور ثواب بارہ قرآن کے ختم کرنیکا اسکو ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ بائیس قرآن ختم کا ثواب اسکو دیں اور اگر بیمار کے سرہانے اس سورہ کو پڑھیں بشمار حروف کے دس فرشتے اسکے پاس حاضر ہوں اور اسکو واسطے بخشش چاہیں یہانتک کہ روح اسکی قبض ہو تو ہمراہ جنازہ اسکی کے جائیں اور اسپر نماز پڑھیں اور یہانتک کہ اسکو دفن کریں [illegible] انکو نگاہ رکھیں اور جو بیمار کہ وقت نزع کے اس سورہ کو پڑھے یا اور کوئی اسکی پاس پڑھے رضوان اور بہشت کا پیالہ

بہشت کی بشارت کا ایلچی آیا کہ وہ انکو خوش کرے اور انکو بہشت کی خوشخبری دیوے اور شربت بہشت سے وہ سیراب ہو کر مرے اور سیراب ہو کر قبر سے اٹھے اور سیراب ہی بہشت
میں جاوے اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سورہ کو معممہ کہتے ہیں اسواسطے کہ اسکے پڑھنے والے کو اور سننے والے کو بہتری دنیا اور آخرت کی عام کرتی ہے اور اسکو
دافعہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ اسکے پڑھنے والے سے بلائیں دنیا اور آخرت کی دفع کرتی ہے اور اسکو قاضیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ تمام حاجتیں پڑھنے والے کی دنیا اور آخرت
کی ادا کرتی ہے اور جو اسکو ایکبار پڑھے ثواب اسکا برابر بیس حج کے ہو اور جو کوئی اسکو سنے تو مثل اس شخص کے ہو کہ جسنے ہزار دینار اسکے راہ خدا میں دیئے ہوں اور
جو کوئی اسکو لکھے اور پھر دھوکر پیوے تو ہزار شفا اور ہزار نور اور ہزار برکت اور ہزار رحمت اسمیں داخل ہوں اور تمام بیماریاں اسکے بدن کی دفع ہوں اور حضرت صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ جو کوئی اسکو مقبرہ میں پڑھے تخفیف عذاب کی انکے مردوں کی ہو اور بشمار ان کی گنتی کے جو اس مقبرہ میں مدفون ہیں اسکو حسنات حاصل ہوں بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ يٰسٓ ۔ اہل کوفہ نے تمام سے اسکو آیۃ کرکے پڑھا ہے اور باقیوں نے نہیں اور نون کو ابو عمرو اور ابوجعفر اور ابوبکر اور حمزہ اور ابن
کثیر اور نافع یٰسین کی نون کو ظاہر کرتے ہیں نزدیک واو کے اور ابن عامر اور کسائی مخفی کرتے ہیں یٰسین نام ہے سید عالم صلعم کا چنانچہ حضرت امیر المؤمنین
علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یٰسین محمد صلعم کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم کے دس نام ہیں ان میں سے پانچ
سے بارہ نام ہیں … پانچ آیتیں قرآن میں ہیں محمد اور احمد اور عبداللہ اور یٰسین اور نون اور حضرت کی اہلبیت کو آل یٰسین کہتے ہیں … اور
حضرت امام رضا علیہ السلام کی حدیث میں مجلس مامون میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے پوچھا کہ خبر دو مجھکو قول خدا تعالیٰ سے يٰسٓ ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ یٰسین کیا
مراد ہے علما نے کہا کہ یٰسین محمد ہے اسمیں کسیکو شک نہیں اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ یٰسین نام ہے سید محمد صلعم کا … اور معنی اسکے … ہیں اے
سننے والے وحی کے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یا سید الاولین والآخرین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یا انسان ہیں اور بعضے کہتے ہیں یا رجل ہیں اور بعضے کہتے
ہیں کہ یا محمد ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یٰسین نام قرآن کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نام خدا کا ہے اور آیت قرینہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ نام سید محمد صلعم کا ہے اور کفار
کہتے تھے محمد صلعم سے کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہے کہ اسنے کہا ہے خدا تعالیٰ
انکے قول کو رد کرتا ہے کہ اے محمد وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ قسم ہے قرآن حکمت والے کی اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ تحقیق کہ تو البتہ رسولوں میں سے
ہے کہ خدا نے تجھکو بھیجا ہے عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ اوپر راہ سیدھی کے کہ وہ راہ دین اسلام کی ہے جسمیں توحید اور پاکیزگی خدا کی … بیان
کی گئی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یٰسین سید محمد کا نام ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر قول خدا کا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ تَنْزِيْلَ
الْعَزِيْزِ ۔ نازل کرنا غالب کا یعنی یہ قرآن نازل کیا ہوا خدا کا ہے تنزیل خبر ہے مبتدا محذوف کی اور … اہل حجاز اور اہل بصرہ اسکو رفع سے پڑھتے ہیں اور
باقیوں نے منصوب پڑھا ہے اور مفعول مطلق فعل محذوف کا اسکو کہتے ہیں یعنی نازل کیا گیا ہے قرآن نازل کرنا خدا غالب زبردست کا اپنی بادشاہی میں الرَّحِيْمِ ۔
مہربان اپنی مخلوق پر اور تو اے محمد صلعم بھیجا گیا ہے لوگوں کی طرف لِتُنْذِرَ ۔ تاکہ ڈراوے تو عذاب خدا سے قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ ۔ اس قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے ہیں
اٰبَآؤُهُمْ ۔ باپ انکے جو نزدیک کے ہیں بسبب اسکے کہ نہ ہوا کوئی پیغمبر … فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۔ پس وہ لوگ غافل ہیں پیغمبروں اور راہ دین اسلام اور
علم خدا کا جو متعلق ہوا تھا اس امر پر کہ وہ کافر ہونگے … فرمایا ہے لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ ۔ البتہ تحقیق ثابت اور درست ہوا ہے سخن عذاب کا عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ ۔
اوپر اکثر انکے یعنی قول ہمارا لاملان جہنم من الجنۃ والناس اجمعین یعنی البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو جن اور آدمیوں سے سب سے پس اسواسطے کہ حال انکا ایسا ہے تو فَهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ پس وہ ایمان نہ لاوینگے اور اپنے کفر پر باقی رہکر دوزخ میں جاوینگے اور کہتے ہیں کہ ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ اگر پیغمبر کو نماز میں دیکھوں تو پتھر سے انکا سر
کچلدوں … پس ایک روز حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ایک پتھر بڑا سا اٹھا کر لایا اور حضرت کے نزدیک آکر پتھر کو اوپر اٹھایا کہ سر مبارک پر گراوے ہاتھ اسکا گردن
میں چپٹ گیا … اسکے ہاتھوں … جب اپنے یاروں کے پاس آیا تو وہ پتھر اسکے ہاتھوں سے گرا اور ایک دوسرا شخص اسکی گروہ میں سے اٹھا اور کہا
میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو قتل کرونگا … جب حضرت کے نزدیک آیا تو حضرت کی قرات سنکر اسکی … سب … ہوگیا اور … اپنے یاروں کو کہا
مثل … اور … میں حائل ہو گیا کہ وہ … مارتا … میں گئے … تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۔ تحقیق

کر دیا ہیچ گردنوں انکی کے اَغْلَالًا طوقوں اور گردن بند بعض کہا ہے کہ ہاتھ انکے گردنوں میں طوق کے کر دیئے ہیں فَهِيَ پس وہ طوق اِلَى الْأَذْقَانِ ٹھوڑیوں تک پہنچے
ہیں یعنی ٹھوڑیوں تک پہنچ گئے ہیں وہ طوق اور سر اونچے ہو گئے ہیں طوق کے انکے سبب سے فَهُمْ مُقْمَحُونَ پس وہ لوگ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں کہ نیچا نہیں کر سکتے
سر کو اور آنکھیں انکی کھلی رہ گئی ہیں اور دیکھتے ہیں بنی مخزوم کی قوم کے لوگوں نے بہت شوراشوری کی اسکے بعد انہوں نے گردن جدا کیا اور بنی مخزوم میں سے ایک نے اٹھا اور
کہا کہ میں جاتا ہوں اور محمد کو اس پتھر سے ہلاک کرونگا جس وقت حضرت کے نزدیک گیا تو اندھا ہو گیا اور رسول خدا کو نہیں دیکھتا تھا لیکن حضرت کی آواز سنتا تھا وہ نا
امید ہو کر پھر چلا آیا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ محمد کو میں نے نہیں دیکھا اگر آواز انکی سنتا تھا پھر تیسرا شخص گیا تو ایک چیز مثل شتر کے بیٹھے دیکھی کہ اس نے قصد میرا کیا
مجھ کو کھا جاتا اور بعد انکے جبرئیل آئے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ اور کر دیا ہم نے آگے انکے سَدًّا ایک دیوار سی وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
اور پیچھے سے ایک دیوار فَأَغْشَيْنَاهُمْ پس ڈھانک دیا ہم نے آنکھوں کو فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ پس وہ نہیں دیکھتے ہیں کسی چیز کو اور قدرت نہیں رکھتے ہیں
وہ کہ آگے جاویں اور بائیں نظر کریں اور ہاتھ لیے اور پیچھے نظر ڈالیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک گروہ قریش کا جمع ہوئے کہ پیغمبر کہ اب تک نہیں دیکھا ہے جیسے
کبھی صبر کیا ہے جو کہ ہم صبر کرتے ہیں ان امور پر کہ جو کہ محمد سے پہنچتے ہیں ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہتا ہے اور ہمارے باپوں کو گمراہ بتاتا ہے اور ہمارے معبودوں کو عیب لگاتا ہے
اور ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور ہمارے خداؤں کو دشنام دیتا ہے اور باوجود اسکے ہم نے اسکو چھوڑ رکھا ہے اور کچھ نہیں کہتے ہیں پس ہم سب اتفاق کریں کہ جس
جگہ محمد کو دیکھیں زندہ نہ چھوڑیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو انکی مشورہ کی خبر ہوئی تو روتی ہوئیں اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں رسول خدا صلعم نے فاطمہ کو
گریاں دیکھ کر پوچھا کہ اے جان پدر تو کیوں روتی ہے عرض کی کہ قریش نے متفق ہو کر ارادہ کیا ہے حضرت کے مار ڈالنے کا حضرت نے فرمایا کہ تو خوف نہ کر مجھ کو
کوئی نہیں مار سکتا اور پانی طلب کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی اور قدم مبارک مسجد الحرام کے اندر رکھا ان لوگوں نے حضرت کی ہیبت سے آنکھ نیچی کی اور
خوف سے حضرت کی سرنگوں بیٹھے رہے اور حضرت نے ایک مٹھی خاک کی انپر ماری جسکے اوپر وہ خاک پڑی بروز جنگ بدر وہ مارا گیا اور خدا تعالیٰ نے واسطے قطع کرنے
طمع پیغمبر کے ایمان سے انکے یہ آیت نازل کی وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اور برابر ہے اوپر انکے ءَأَنْذَرْتَهُمْ کیا ڈرایا تو نے انکو أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُونَ یا نہ ڈرایا تو نے انکو نہ ایمان لاویں گے وہ بسبب ازلی کفر کے اور تفسیر اس آیت کی سورہ بقر میں گزر گئی ہے اور ڈرانے کفار کے جو کچھ نفع حاصل
نہیں ہوتا تھا اسواسطے خدا تعالیٰ نے ڈرانے کو مومنین کے ساتھ خاص کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّمَا تُنْذِرُ سوائے اسکے نہیں کہ ڈراتا ہے تو فائدہ دیتی ہے مَنِ
اتَّبَعَ الذِّكْرَ اس شخص کو کہ پیروی کرے قرآن کی اور انکی نصیحتوں کو دل سے سنے اور اسپر اعتقاد کرے وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ اور ڈرے خدا سے
ساتھ غیب کے یعنی پوشیدگی اور تنہائی میں یا یہ معنی ہیں کہ غائب ہو کر بخلاف منافقوں کے کہ ظاہر میں کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب مومنین کی نظروں سے
غائب ہو کر اپنے یاروں کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے جو ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انسے ٹھٹھا کرتے ہیں یا یہ کہ آخرت کے امور سے
ڈرتا ہے وہ جو کہ غائب ہیں اور جو آدمی کہ پیرو قرآن کا ہے اور ڈرے خدا سے ایسے وہ ڈرتا ہو اے محمد فَبَشِّرْهُ پس خوشخبری دے تو اسکو بِمَغْفِرَةٍ ساتھ بخشش
گناہوں کے وَأَجْرٍ كَرِيمٍ اور ثواب بڑے کے آخرت میں کہ وہ بہشت ہے بھری ہوئی نعمتوں سے اور کہتے ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے جناب رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ
گھر ہمارے دور ہیں اگر حکم ہو تو ہم مسجد کے قریب اپنے گھر بنائیں حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں ہی میں رہو کہ تمہارے پاؤں کے نشانوں کو کہ تم مسجد کی طرف جاتے ہو فرشتے لکھتے ہیں پس جس وقت کہ راہ
دور ہو تو ثواب اسکا زیادہ ہوگا کہ ہر قدم پر ثواب ہے اور حق تعالیٰ نے پیغمبر کی تصدیق کیواسطے یہ آیت نازل کی إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ تحقیق کہ ہم
زندہ کرینگے مُردوں کو قیامت کے روز اور یا یہ کہ مُردہ دلوں کو ہدایت سے ہم زندہ کرتے ہیں وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا اور لکھتے ہیں ہم جو کچھ کہ آگے بھیجا انہوں نے
اعمال نیک اور بد کہ موافق انکے ہم جزا دیویں وَآثَارَهُمْ اور نشانوں انکے کو لکھتے ہیں ہم کہ وہ انکے قدموں کے نشان ہیں جس وقت کہ وہ طرف مسجد کے جاتے ہیں
وَكُلَّ شَيْءٍ اور ہر چیز کو أَحْصَيْنَاهُ گھیر لیا ہے ہم نے فِي إِمَامٍ مُبِينٍ بیچ دفتر کے کہ پیشوا ہے ظاہر ہے سب کتابوں کا یعنی لوح محفوظ کہ سب کچھ
لکھا ہوا ہے جو کہ عالم میں ہوتا ہے اور کل شیء منصوب ہے بفعل مقدر سے کہ وہ احصیناہ ہے اور تفسیر کرتا ہے اسکی احصیناہ مذکور اور یہ قاعدہ اضمار علی شریطة التفسیر ہے
اور بعض احادیث میں امام مبین سے علی ابن ابیطالب ہیں اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واللہ میں ہوں امام مبین کہ ظاہر کرتا ہوں حق کو باطل سے اور ایسا ہی وارد

ع ١٢
١٨

اور بادشاہ نے کہا کہ وہ معجزے جو انہوں نے دکھلائے ہیں یہ بھی وہ معجزے دکھلا سکتا ہے اور یہ برابر ہیں لیکن ایک شے باقی رہی ہے اگر وہ اسکو کر دیگا تو میں انکے دین میں داخل ہو جاؤنگا
اور کہا کہ میں نے بادشاہ سے سنا ہے کہ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا وہ مر گیا ہے اگر وہ اسکو زندہ کر دیں تو میں انکے دین میں جاؤنگا بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تیرے ہمراہ انکے
دین میں جاؤنگا پھر شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ ایک امر باقی رہا اور وہ یہ ہے کہ بادشاہ کا بیٹا مر گیا ہے تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ وہ زندہ ہو جاوے وہ دونو سجدہ میں
گر پڑے اور سجدہ کو طول دیا اور بعد اسکے سر اٹھایا اور بادشاہ سے کہا کہ اسکی قبر پر آدمیوں کو بھیج کہ وہ وہاں موجود ہو گیا ہے لوگ اسکی قبر پر گئے دیکھا کہ وہ اپنی
قبر سے نکلکر اپنے سر کی خاک کو جھاڑتا ہے اسکو لیکر بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے اسکو پہچانا اور جانا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس سے پوچھا کہ اے فرزند تیرا کیا حال
اس نے کہا کہ میں مر گیا تھا دو آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ پروردگار کے سامنے سجدہ میں تھے اور مجھے زندہ کرنے کا سوال کرتے تھے حق تعالیٰ نے مجھکو زندہ کر دیا بادشاہ
نے کہا کہ اے فرزند اگر تو ان دونوں کو دیکھے تو پہچانے گا کہا کہ ہاں جس وقت دیکھونگا پہچان لونگا بادشاہ سب آدمی جنگل میں لے گیا اور ایک ایک آدمی کو اسکے روبرو
کرتے تھے ان دونوں میں سے ایک شخص اسکے روبرو آیا تو اسنے پہچان لیا اور کہا کہ ان دونو میں سے ایک یہ ہے اور بعد اسکے
پھر ایک ایک آدمی اسکے روبرو کرتے تھے جب وہ دوسرا اسکے روبرو آیا تو اسکو بھی پہچان لیا اور بعد اسکے شمعون نے ان دونو سے کہا کہ میں بھی تمہارے خدا پر ایمان لایا
اور میں نے جانا کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ حق ہے بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تمہارے خدا پر ایمان لایا اور کئی آدمی اسکے ہمراہ ایمان لائے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایمان
نہیں لائے اور ان پیغمبروں کو قتل کا ارادہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جو ایمان نہیں لائے وہ ان پر [illegible] آدمی تھے اور شمعون سے ان دونو کی
ان لوگوں کو خدا کی طرف بلایا چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ فقالوا پس کہا انہوں نے کہ انا الیکم مرسلون تحقیق ہم طرف تمہاری بھیجے گئے ہیں
پیغمبر ہیں اور تمہاری ہدایت کیواسطے یہاں آئے ہیں بادشاہ اور اسکی قوم تو ایمان لائی اور جو لوگ کہ ایمان نہیں لائے تھے ان لوگوں نے [illegible] قالوا کہا انہوں نے کہ
ما انتم الا بشر مثلنا نہیں ہو تم مگر آدمی مانند ہمارے اور صورت و شکل میں اور صفات میں تم کسی چیز میں ہم سے زیادہ نہیں [illegible] رسول کر کے بھیجا وما انزل الرحمٰن
من شیء اور نہیں نازل کیا ہے خدا نے کچھ کہ جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو ان انتم الا تکذبون نہیں ہو تم مگر جھوٹ بولتے ہو پھر ان رسولوں نے بعد
سننے اس کلام کے قالوا کہا انہوں نے کہ ربنا یعلم پروردگار ہمارا جانتا ہے کہ انا الیکم لمرسلون تحقیق ہم طرف تمہاری البتہ بھیجے
گئے ہیں اور موافق اسکے حکم کے معجزے دکھلائے ہیں وما علینا الا البلاغ المبین اور نہیں ہے اوپر ہمارے مگر پہنچانا ظاہر اور ہم اسی
سے باہر ہو گئے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ذمہ تھا وہ ہم نے پہنچا دیا اور معجزے دکھلا دئے اور اگر تم عناد اور دشمنی کی راہ سے قبول نہ کرو تو خدا اپنے حکم کے ساتھ [illegible] قالوا
کہا انہوں نے معجزوں سے منہ پھیر کر انا تطیرنا بکم تحقیق ہم نے فال بد لی ہے ساتھ تمہارے کہ جس روز سے تم یہاں آئے ہو مینہ بند ہو گیا ہے اور
زراعت ہماری اور درخت خشک ہو گئے لئن لم تنتہوا البتہ اگر باز نہ آؤگے تم اور نہ چپ رہوگے لنرجمنکم البتہ سنگسار کرینگے ہم تمکو ولیمسنکم اور
البتہ پہنچیگا تمکو منا ہماری طرف سے عذاب الیم دردناک عذاب قالوا کہا ان رسولوں نے کہ طائرکم معکم فال بد تمہاری
تمہارے ہمراہ ہے کہ تم جو [illegible] اور ہم جو خدا کی توحید کی طرف اور اسکی عبادت کی طرف [illegible]
یہ نہایت خیر اور برکت کا کام ہے ائن ذکرتم کیا اگر نصیحت کئے جاتے ہو تم ہمکو فال بد جانتے ہو اور ارادہ قتل کا کرتے ہو بل انتم قوم مسرفون
بلکہ تم ایک قوم حد سے گذرنیوالی ہو [illegible] اور گناہ کرنے میں [illegible] اور قالون [illegible] ایک ہمزہ سے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور یعقوب [illegible]
نافع نے بھی ایک ہمزہ سے پڑھا ہے لیکن ہمزہ ممدودہ اور باقیوں نے دو ہمزہ سے پڑھا ہے اور جزا ان شرطوں کی محذوف ہے وجاء من اقصا المدینۃ اور آیا
انتہائی شہر سے رجل یسعیٰ ایک مرد دوڑتا ہوا یعنی حبیب نجار [illegible] شہر کے دروازہ کے قریب [illegible]
سنتے ان رسولوں کو [illegible] نصیحت [illegible] جلدی [illegible] قال یا قوم کہا کہ اے قوم میری اتبعوا المرسلین پیروی کرو رسولوں کی
اتبعوا من لا یسئلکم اجرا پیروی کرو تم اس شخص کی کہ نہیں چاہتا ہے تمسے اجر مزدوری کو پیغام پہنچانے پر وھم مہتدون اور وہ راہ
پائے ہوئے ہیں اس [illegible] خیر دنیا اور آخرت کی ہے ان لوگوں نے یہ سنکر حبیب نجار سے کہا کہ کیا تو ہمارے دین کو چھوڑکر انکا دین اختیار کرتا ہے حبیب نے کہا

جواب میں کہا کہ وَمَا لِیَ اور کیا واسطے میرے کہ نہ پوجوں لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْ نہ پرستش کروں اس شخص کی کہ فَطَرَنِیْ پیدا کیا ہے مجھکو وَاِلَیْهِ
تُرْجَعُوْنَ اور طرف اسکی رجوع کروگے تم اور پھروگے تم واسطے جزائے اعمال کے اس سے ڈرنا چاہیے ءَاَتَّخِذُ کیا پکڑوں میں یعنی کیا اختیار کروں میں مِنْ
دُوْنِهٖۤ سوا اس خدا کے اٰلِهَةً معبودوں کو کہ وہ بہت ہیں اور اپنے خدا کو چھوڑ دوں اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ اگر ارادہ کرے میرا خدا بِضُرٍّ ساتھ
ضرر کے یعنی اگر خدا مجھکو ضرر پہنچانا چاہے تو لَّا تُغْنِ عَنِّیْ نہ کام آوے میرے یعنی نہ دفع کرے مجھ سے شَفَاعَتُهُمْ سفارش انکی شَیْئًا کچھ بھی وَّلَا
اگر خدا ضرر پہنچانا چاہے کہ وہ قابل اسکی نہیں ہیں کہ سفارش کریں اور بلا کو دفع کریں وَلَا یُنْقِذُوْنِ اور نہ چھڑا سکیں مجھکو ضرر سے میری
کرنے میں یعنی اگر انکی پرستش کروں تو نہ ضرر کو دفع کر سکیں اور نہ منفعت کو پہنچا سکیں اور انکی عبادت کو ترک کروں کہ وہ کسی طرح کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ قادر نفع کے
پہنچانے پر اور ضرر کے دور کرنے پر تو اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تحقیق کہ میں البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہوں کہ حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف گیا جب قوم نے
یہ سنا انہوں نے قتل کا ارادہ کیا اسنے رسولوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ تحقیق کہ میں ایمان لایا ہوں بِرَبِّكُمْ ساتھ پروردگار تمہارے کے
فَاسْمَعُوْنِ پس سنو تم مجھ سے ایمان میرا کہ کل کو قیامت کے روز میرے ایمان کی تم گواہی دینا بعضے کہتے ہیں کہ یہ خطاب اسنے قوم کو کیا تھا اور وہ لوگ اسکو پتھر مار
تے اور وہ یہی کہتے تھے کہ خداوند میری قوم کو ہدایت کر کہتے ہیں کہ انکو سنگسار کیا اور پیر پکڑ کر کھینچا یہانتک کہ وہ مر گئے اور بازار میں انکو دفن کیا اور بعضے کہتے
ہیں کہ انکو مار ڈالا اور خدا نے انکو زندہ کیا اور بہشت میں لے گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ کو ... اور جب وہ راہ خدا میں مارے گئے تو قِیْلَ کہا
گیا یعنی ملائکہ نے انکو کہا کہ ادْخُلِ الْجَنَّةَ داخل ہو تو بہشت میں اور جس وقت بہشت میں داخل ہوا تو قَالَ کہا یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ اے کاش قوم
میری جانتی اور دانا ہوتی بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ ساتھ اسکے کہ بخشش کی مجھکو واسطے پروردگار میرے نے یعنی جو چیز کہ سبب بخشش میرا ہے جانتی کہ وہ ایمان لانا ہے خدا پر
اور سعی کرنی بیچ ... غرض اسکی یہ ہے کہ حالت زندگی میں وہ اپنی قوم کو نصیحت کرتے تھے ایسے ہی بعد مرنے کے بھی نصیحت کی کہ جس سبب سے بخشا گیا کاش انکو خبر ہو
سبب ایمان لانے کے خدا تعالیٰ نے مجھکو بخشا اور طرح طرح کی نعمتیں مجھکو بہشت میں عطا کیں وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ اور کر دیا مجھکو بزرگوں میں سے
تا کہ اگر وہ میرا حال معلوم ہو تو وہ بھی ایمان لاویں اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ سابق امت میری سے تین آدمی ہیں اور ایک لحظہ انہوں نے کفر نہیں
کیا ہے اور وہ علی بن ابی طالب ہے اور حبیب نجار مومن آل یٰسین اور حزقیل مومن آل فرعون اور یہ تینوں صدیق ہیں اور علی افضل انکا ہے اور ایک روایت میں
حزقیل کی جگہ شمعون کا نام ہے اور یہ سب پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں حضرت کی نبوت سے پہلے مگر علی بن ابی طالب کہ حضرت کے زمانہ میں سب سے پہلے ایمان لائے
اور اب حق تعالیٰ اس قوم کے ہلاک ہونے کی خبر دیتا ہے کہ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ اور نہیں نازل کیا ہم نے اوپر قوم اسکی حبیب نجار کے مِنْۢ بَعْدِهٖ بیچ قتل
اسکے کے مِنْ جُنْدٍ کوئی لشکر مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے واسطے ہلاک کرنے ان لوگوں کے وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ اور نہیں ہیں ہم نازل کرنے والے لشکر واسطے کفار
ہلاک کرنے کے اسلیے کہ ہماری حکمت اور مصلحت تقاضا نہیں کرتی ہے ... لشکر بھیجا تھا ... تعلیم کرنے کو تھا اور کفار کی وہ
مقدار نہیں تھی کہ ہلاک کو لشکر بھیجا جاوے اِنْ كَانَتْ نہ تھا عذاب انکا اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مگر ایک چیخ ایک عذاب کی نہایت آسان اور وہ چیخ
ہے کہ جبرئیل آئے اور اسکے شہر کے دروازہ کے دونوں طرف پکڑ کر ایک چیخ ماری فَاِذَا هُمْ پس ناگاہ وہ خٰمِدُوْنَ بجھے ہوئے تھے یعنی مر گئے مثل آگ کے کہ ایک دفعہ
ہی بجھ جاتی ہے سب کفار ایک دم ہی ہلاک ہو گئے یٰحَسْرَةً اے افسوس و پشیمانی قیامت میں عَلَی الْعِبَادِ اوپر بندوں کے کہ یہی اوقات کہ کفر اور گناہ میں
بسر کیے اور باوجود اسکے مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ نہیں آتا تھا انکے پاس کوئی پیغمبر اِلَّا كَانُوْا بِهٖ مگر تھے وہ ساتھ اسکے یَسْتَهْزِءُوْنَ
ٹھٹھا کرتے اور اب حق تعالیٰ مشرکوں کو خوف دلاتا ہے کہ اَلَمْ یَرَوْا آیا نہیں دیکھا ان کفار نے یعنی نہیں جانا کہ كَمْ اَهْلَكْنَا بہت ہلاک کئے ہیں ہم نے
قَبْلَهُمْ پہلے انکے مِّنَ الْقُرُوْنِ امتوں سے یعنی زمانہ گزشتہ ... اَنَّهُمْ تحقیق وہ ہلاک کئے گئے لوگ اِلَیْهِمْ طرف ان
کے لَا یَرْجِعُوْنَ نہیں پھرتے ... نہیں پھرتے ہیں اور نہیں ... مثل انکی پھر بھی عذاب
نازل ہو وَاِنْ كُلٌّ اور نہیں ہیں کل انکے لَّمَّا جَمِیْعٌ مگر جمع کیے گئے لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ نزدیک ہمارے حاضر کیے گئے واسطے جزائے اعمال کے

یعنی وہ پہلی امتیں ہلاک کی گئیں اور یہ کفار کہ جو پیچھے انکے پیدا ہوئے ہیں سب کے سب انکے ساتھ حاضر ہونگے اور موافق اپنے فعلوں کے جزا اور سزا کو پہنچیں گے اور عذاب
الیم میں گرفتار ہونگے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں انہوں نے کچھ تامل نہ کیا کہ ایمان لاتے اور نشانیاں ہماری توحید اور قدرت کی بہت ہیں اگر وہ
تامل کریں اور اپنی عقل کو کام فرمائیں وَاٰيَةٌ لَّهُمُ اور نشانی واسطے انکے ہماری قدرت کاملہ پر انکی دوبارہ زندگی کی واسطے الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ زمین مردہ ہے
یعنی خشک اور بے گیاہ جس میں سبزہ نہیں ہے اَحْيَيْنٰهَا زندہ کیا ہم نے اسکو وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا اور نکالا ہم نے اس سے حَبًّا دانہ کو یعنی
غلہ کو کہ غذا انسان کی ہے فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ پس اس میں سے کھاتے ہیں وَجَعَلْنَا فِيْهَا اور کیے ہم نے بیچ اسکے جَنّٰتٍ باغ
مِّنْ نَّخِيْلٍ درختوں خرمے کے وَّاَعْنَابٍ اور انگور کے درختوں کے اور باغ اور زراعت جو بدون پانی کے سرسبز نہیں ہوتے ہیں اس واسطے فرمایا ہے
وَفَجَّرْنَا فِيْهَا اور جاری کیے ہم نے بیچ اسکے مِنَ الْعُيُوْنِ چشموں سے تاکہ باغوں اور زراعت کو پانی دیویں اور ہم نے چشمے اس لیے جاری کیے ہیں
لِيَاْكُلُوْا تاکہ کھاویں مِنْ ثَمَرِهٖ میوہ اسکا یعنی سب قسم کے درختوں کے وَمَا عَمِلَتْهُ اور نہیں ہے کہ کام کیا ہو اَيْدِيْهِمْ ہاتھوں انکے نے یعنی انکے
ہاتھوں نے اسے بویا ہو اور میوہ بنایا ہو مثل شیرہ اور سرکہ کے اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ پس کیا شکر نہیں کرتے ہیں بعض [illegible]
پرستش کرتے ہیں سُبْحٰنَ پاک ہے تمام عیبوں اور نقصانوں سے الَّذِيْ وہ شخص اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کہ پیدا کیا ہے اس نے
جوڑوں کو كُلَّهَا سب کو مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ اس چیز سے کہ اگاتی ہے زمین قدرت سے قسم قسم کے درخت وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ
اور نفسوں ان آدمیوں سے کہ ایک نر ہو اور ایک مادہ اور ایک گورا ہو اور ایک کالا ہو وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ اور اس چیز سے کہ نہیں جانتے ہیں یعنی وہ چیزیں
کہ خدا تعالی نے قسم قسم کی پیدا کی ہیں کہ آدمی انکو نہیں جانتے ہیں اور وہ پہاڑوں اور صحراؤں اور دریاؤں میں ہیں وَاٰيَةٌ لَّهُمُ اور نشان
واسطے انکے دو سمجھ کر والا کیونکہ قدرت خدا پر الَّيْلُ رات ہے کہ نَسْلَخُ مِنْهُ کھینچتے ہیں ہم اس سے یعنی دور کرتے ہیں اس سے
النَّهَارَ دن کو یعنی روشنی کو دن کی فَاِذَا هُمْ پس اس وقت وہ لوگ مُّظْلِمُوْنَ اندھیری میں پہنچتے ہیں وَالشَّمْسُ اور آفتاب بھی
اور دلیل قدرت خدا کی آفتاب ہے کہ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا چلتا ہے واسطے ایک قرارگاہ کے کہ واسطے اسکے ہے یعنی ہر روز ایک [illegible] پر چلتا ہے اور
سے تین سو ساٹھ مشرق اور تین سو ساٹھ مغرب ہیں ایک سال میں ہر روز نئے مشرق سے نکلتا ہے اور نئے مغرب میں ڈوبتا ہے اور ہمیشہ حرکت اور سیر میں رہیگا
دنیا تمام ہو جاوے اور ٹھہرنا اسکو واسطے نہیں ہے اور امام زین العابدین و امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام لمستقر لہا کو لا مستقر لہا پڑھا ہے یعنی نہیں ہے
جگہ ٹھہرنے کی واسطے اسکے کہ ہر روز چلتے ہی رہیگا ذٰلِكَ یہ یعنی چلنا آفتاب کا ہر روز اپنی جگہ پر تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ اندازہ کرنا خدا غالب کا ہے جو قدرت کاملہ
الْعَلِيْمِ جاننے والا ہر چیز کا وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ اور چاند کو اندازہ کیا ہے ہم نے یعنی مقرر کی ہیں ہم نے واسطے اسکے مَنَازِلَ منزلیں یعنی واسطے منزلوں کے ہے
اور منازل کا مضاف محذوف ہے اور تقدیر اسکی ذا منازل ہے اور منزلیں اسکی اٹھائیس ہیں اور ہر روز ایک منزل میں رہتا ہے یہاں تک کہ تمام طے کرے اور بڑھنا
اور گھٹنا اسکا باعتبار دوری و نزدیکی آفتاب کے ہے پس جس جگہ اپنی منزلوں میں آفتاب سے دور رہتا ہے تو اسکا نور بڑھتا ہے اور جوں جوں آفتاب کے نزدیک ہوتا جاتا ہے
تو نور اسکا کم ہوتا جاتا ہے حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ یہاں تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند شاخ پرانے خرمے کے یعنی جس وقت کہ آفتاب سے نزدیک ہوتا ہے
باریک ہوتا ہے اور ہر شب بڑھتا ہے اور بعد اسکے کم ہونا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ کم ہو کر مثل شاخ خشک پرانی اور ٹیڑھی خرمے کے ہو جاتا ہے جیسا کہ
پہلے شب میں نکلا اور [illegible] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابو سعید مکاری ایک روز حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور از روئے انکار و عناد کے کہا
تیرا امر یہاں تک پہنچا ہے کہ تو دعوی امامت کا کرتا ہے جیسے کہ تیرے باپ نے کیا تھا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تیرے نور کو بجھاوے اور فقیری [illegible] تیرے گھر میں
داخل کرے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ خدا تعالی نے وحی کی طرف عمران کے کہ میں بخشوں گا ایک لڑکا بخشنے والا [illegible] اور اندھے کو اور سفید داغ والے کو اچھا
کریگا پس خدا تعالی نے عمران کو مریم بخشی اور مریم کو عیسی عطا کیا پس عیسی مریم سے ہوا اور مریم عیسی سے اور عیسی اور مریم ایک شئی ہیں اور [illegible]
فرق نہیں اور میں [illegible] باپ ہوں اور باپ میرا جیسے ہوا اور میں اور باپ میرا دونوں ایک شئی ہیں کچھ فرق نہیں ہے [illegible]

پوچھتا ہوں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پوچھ اگرچہ تو مجھ سے قبول نہ کریگا اور اللہ کا اعتقاد نہ رکھیگا کہ مجھے لگا کہ کیا کہتا ہے تو اس نے کہا کہ جو شخص مرتے وقت کہے کہ جو میرا
غلام قدیم ہے وہ آزاد ہے قربۃً الی اللہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو غلام کہ چھ مہینے سے اسکی ملک میں آیا ہو وہ آزاد ہے اس واسطے کہ اسکی ملک میں چھ مہینے سے جو والا
قدیم ہے اس شخص نے کہا کہ چھ مہینے والے کو تو قدیم کہاں سے کہتا ہے فرمایا کہ اسواسطے کہ خداتعالی قرآن میں فرماتا ہے کہ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون
القدیم اور شاخ خرما کی چھ مہینے کے عرصہ میں پہلی رات کے چاند اور آخر کی شب کے چاند کی شکل ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ قدیم سے مراد چھ مہینے کی مدت ہے
اس شخص نے انکار کیا اور نہ مانا اور جس وقت امام رضا علیہ السلام کے پاس سے نکلا تو اندھا ہو گیا اور تنگدست اور محتاج اس طرح کا ہوا کہ لوگوں کے دروازوں پر جا کر مانگتا
اور گدائی کرتا پھرتا تھا یہاں تک کہ دوزخ کو روانہ ہوا اور پھر خداتعالی اپنی قدرت بیان میں فرماتا ہے کہ لا الشمس ینبغی لہا نہ آفتاب کو سزاوار
واسطے اسکے ان تدرک القمر یہ کہ پا لیوے چاند کو اور اسکے مقام پر جا پہنچے سو ہوا کہ وہ فلک چہارم پر ہے اور چاند فلک اول پر اور درمیان
دونوں فلک کے ہزار پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور یہ کہ آفتاب رفتار اپنی میں ماہتاب کو نہیں پہنچتا ہے کہ ماہتاب بہت زیادہ چلتا ہے آفتاب سے اسواسطے کہ
ماہتاب ایک مہینے میں بارہ برجوں کو قطع کرتا ہے اور آفتاب ایک سال میں قطع کرتا ہے اور اگر آفتاب چلنے کی سرعت میں ماہتاب کے برابر ہو تو فصلیں اپنے موقع پر
باقی نہ رہیں اور حیوانات اور روئیدگی کو خلل پہنچے ولا اللیل سابق النہار اور نہ رات پہلے ہو دن کی طرح کہ رات کے بعد پھر رات آجاوے اور رات کے بعد دن نہ ہو
بلکہ دونوں آگے پیچھے ہیں کہ رات کے بعد دن ہے اور دن کے بعد رات ہے اور دو رات جمع نہیں ہو سکتیں کہ بیچ آگے دن نہ ہو وکل اور سب یعنی آفتاب
اور ماہتاب اور ستارے فی فلک یسبحون بیچ آسمان تیرتے ہیں یعنی آسمانوں میں سیر کرتے ہیں اور پھرتے ہیں جیسے کہ مچھلی دریا میں تیرتی ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا ہے اور قول حقتعالی میں ولا اللیل سابق النہار یہ ہے کہ تحقیق سابق ہوا رات سے
دن اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ پیدا کیا گیا ہے دن پہلے رات کے اور آفتاب پہلے ماہتاب کے اور زمین پہلے آسمان کے اور مجمع البیان
میں تفسیر عیاشی سے لکھا ہے کہ اشعث بن حاتم روایت کرتا ہے کہ میں خراسان میں تھا جس وقت کہ امام رضا علیہ السلام اور فضل بن سہل اور مامون ایک
مجلس میں بیٹھے تھے مرو میں اور دسترخوان بچھایا گیا اور اسوقت آپس میں باتیں کرتے تھے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل میں سے مجھ سے مدینہ میں
پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا پہلے دن پیدا ہوا ہے یا رات تم اس مقدمہ میں کیا فرماتے ہو اور انہوں نے آپس میں بہت کلام کیا لیکن علم اسکا انکے پاس نہ تھا پس فضل نے
کہا کہ اے فرزند رسول خدا اس مسئلہ کو بیان فرماؤ کہ نہایت احسان ہمپر ہوگا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف سے کہوں یا حساب سے فضل نے کہا کہ حساب کی
رو سے فرماؤ فرمایا کہ لیکن حساب کی رو سے اس طرح ہے کہ طالع دنیا کا سرطان تھا اور ستارے اسوقت موضع شرف میں تھے پس زحل میزان میں تھا اور مشتری سرطان
میں اور شمس حمل میں اور قمر ثور میں پس یہ دلالت کرتا ہے ہونے شمس کو حمل میں بیچ دسویں خانہ کے طالع سے وسط آسمان میں یعنی یہ امر پر دلالت کرتا ہے کہ
آفتاب شب میں اسوقت وسط آسمان میں تھا پس دن شب سے پہلے پیدا ہوا ہے اور لیکن قرآن میں پس خدا تعالی فرماتا ہے کہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر
ولا اللیل سابق النہار یعنی روز سابق ہے شب سے اور پھر نعمتوں کو شمار کرتا ہے کہ وآیۃ لہم اور نشانی واسطے انکے جو کہ ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہے
انا حملنا تحقیق کہ ہمنے اٹھایا ہے ذریتہم باپ دادوں کو مراد انکی ذریت سے یہاں باپ دادا ہیں اور ذریت اسواسطے کہا کہ ذریت اسوقت تھے
باپوں کی صلبوں میں اور تشدید کے ساتھ بھی وہ بھی اٹھائی گئی اور اہل مدینہ اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے ذریات پڑھا ہے جمع کا صیغہ یعنی اٹھایا ہے باپ دادوں
انکی کو وقت طوفان کے اور بٹھایا ہمنے انکو فی الفلک المشحون بیچ کشتی بھری ہوئی کے آدمیوں سے اور حیوانات سے وخلقنا لہم اور پیدا
کیا ہمنے واسطے انکے من مثلہ مانند اس کشتی کے ما یرکبون وہ چیز کہ سوار ہوتے ہیں یعنی مثل کشتی نوح کے اور کشتیاں بنائیں واسطے انکے پیدا کیں ہم کہ
وہ ان پر سوار ہوتے ہیں اور یا سواریوں سے مراد حیوانات ہیں مانند گھوڑے اور اونٹ اور خچر کے اور قول پہلا ہی ظاہر ہے وان نشا نغرقہم اور اگر
چاہیں ہم تو غرق کر دیں انکو پانی میں طوفان اور جس جگہ فلا صریخ لہم پس کوئی فریادرس نہو واسطے انکے کہ غرق ہونے سے انکو نجات دیوے
ولا ہم ینقذون اور نہ وہ چھوڑائے جائیں اس سے جس وقت کہ ہم انکا ہلاک کرنا چاہیں الا رحمۃ مگر رحم کریں ہم اور رحم کرنا ہمارا ہے

طرف سے کہ انکو ڈوبنے سے نجات دیویں اور فائدہ دیویں ہم انکو وَمَتَاعًا اور فائدہ دینا اِلٰی حِیْنٍ ایک وقت تک کہ اجل انکی آوے اور ہر ایک مفعول مطلق
فعل محذوف کا ہے اور مفعول لہ بھی ہوسکتا ہے وَاِذَا قِیْلَ اور جس وقت کہا جاتا ہے منکرین کو لَهُمُ واسطے ان کافروں کے اتَّقُوْا ڈرو تم مَا بَیْنَ
اَیْدِیْکُمْ اس سے کہ آگے تمہارے ہوا ہے عذاب پہلی امتوں کا وَمَا خَلْفَکُمْ اور اس سے کہ پیچھے تمہارے ہے عذاب آخرت کا اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتا ہے کہ معنی
اسکے یہ ہیں کہ ڈرو تم گناہوں سے کہ پہلے کئے ہیں اور ڈرو تم عذاب سے کہ پیچھے تمہارے ہے پس پچھلے گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نہ کرو لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ
تم رحم کئے جاؤ اور تمہارے گناہوں سے درگزر کیجاوے اور وہ کفار مومنین کی نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں اور نہیں گوش دل سے سنتے ہیں وَمَا تَاْتِیْهِمْ اور نہیں آتی ہے
انکے پاس مِّنْ اٰیَةٍ کوئی نشانی مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ نشانیوں قدرت پروردگار انکے سے کہ وہ قرآن اور معجزے ہیں اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ مگر
کہ ہیں وہ اس سے منہ پھیرنے والے کہ اسمیں نظر نہیں کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا کہ فقرا صحابہ جو کہ محتاج تھے مشرکین سے کہا کہ جو کچھ کہ تم گمان کرتے ہو کہ مال خدا کا ہمارے پاس ہے
اسمیں سے تم ہمکو دو انہوں نے کہا کہ اگر خدا تمہارا جسکو تم قادر مطلق کہتے ہو کہانا دیتا پر واسطے بندوں کے روزی پہنچاتا ہے تو وہ تمکو کہانا دیتا اور جس وقت کہ تمکو کہانا
نہ دیا تو ہم بھی تمکو نہ دیوینگے ایسا ہے کہ خدا نے جسکو ان سے محروم کیا تو ارادہ خدا کا یہ ہے کہ تم ہمیشہ محروم رہو اور ہم انکے ارادہ کے برخلاف نکرینگے کہ انکو کچھ دیویں پس یہ
آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جس وقت کہ کہا جاتا ہے واسطے ان کافروں کے اَنْفِقُوْا خرچ کرو تم محتاجوں پر فقیروں پر مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ
اس میں سے کہ روزی دی ہے تمکو خدا نے مال و متاع تو قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان
لائے ہیں اَنُطْعِمُ کیا کہانا دیویں ہم مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اس شخص کو اگر چاہے خدا اَطْعَمَهٗ تو کہانا دیتا اسکو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم
اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ مگر بیچ گمراہی ظاہر کے کہ ہمکو خدا کے ارادہ کے برخلاف حکم کرتے ہو اور یہ قول کفار کا محض غلط ہے اسواسطے کہ خدا نے بعضے کو
تونگر کیا ہے اور بعضے کو فقیر واسطے امتحان اور واسطے پہنچنے ثواب کے جہان کے اور حکم فرمایا تونگروں کو کہ مال اپنے سے فقیروں کو دیویں پس ارادہ خدا کا یہ ہے کہ تونگر اور
جو حکم خرچ کرنیکا ہے بجا لاویں پس یہ نظر کرنی بعض غلط ہے اور خدا تعالیٰ سبب کے اسباب پیدا کرتا ہے اپنے ہاتھ سے نہیں دیتا اور تونگروں کو جو دیتا ہے تاکہ
وہ محتاجوں کی خبر لیتے رہیں اور جس وقت کہ ان کافروں کو ڈراتے تھے تو وہ پیغمبر اور مومنین کو ہنسی کی راہ سے کہتے تھے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں کہ مَتٰی هٰذَا
الْوَعْدُ کب ہے یہ وعدہ عذاب کا اور ظاہر ہونا قیامت کا جو ہمکو بتلاتے ہو اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راست کہنے والے تو اللہ تعالیٰ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ
مَا یَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ کفار اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مگر چیخ ایک کا تَاْخُذُهُمْ کہ پکڑے انکو مراد اس سے پہلا صور ہے کہ جسکی چیخ سے سب فنا
ہو جاوینگے اسکی چیخ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ناگہاں انکو پکڑیگی وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ جس وقت کہ وہ جھگڑتے ہونگے اپنے سودوں میں اور معاملوں میں اور لینے اور
دینے میں کوئی تو خرید کرتا ہوگا اور کوئی فروخت کرتا ہوگا اور کوئی اپنے کسی اور کام میں مشغول ہوگا اور کوئی سوتا ہوگا کہ ناگہاں ایکدفعہ ہی صور پھونکا جاویگا
اور سب ہلاک ہو جاوینگے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ پس نہیں طاقت رکھینگے اس حال میں تَوْصِیَةً وصیت کرنیکی کہ جو کوئی انکے پاس حاضر ہے اسکو وصیت کریں
وَلَآ اِلٰٓی اَهْلِهِمْ اور نہ طرف لوگوں اپنے کے اگر گھر سے باہر ہونگے تو یَرْجِعُوْنَ پھر آوینگے بلکہ وہیں فنا ہو جاوینگے اور بازار سے گھر میں آنے پاوینگے
بلکہ لقمہ ہاتھ میں ہوگا اور منہ تک نہ لیجانے پاوینگے کہ ایکدفعہ ہی صور کی آواز سنکر فنا ہو جاوینگے اور جو کہ صور پھونکا جاویگا مطلق خبر نہوگی کہ ایکدفعہ ہی کان
میں اسکی آواز آویگی اور اسی آواز سے ہلاک ہو جاوینگے حدیث میں ہے کہ دو آدمی کپڑے کے تھان کو کھولکر پھیلاوینگے کہ ایک انکو فروخت کرتا ہوگا اور دوسرا
خرید کرتا ہوگا انکو لپیٹنے نہ پاوینگے کہ قیامت قائم ہو جاویگی اور آدمی لقمہ کہانیکا اٹھاکر چاہیگا کہ منہ میں رکھے لیکن ہونٹوں تک نہ پہنچنے پاویگا وہ لقمہ
ہاتھ میں کہ فنا ہو جاویگا اور آدمی چاہیگا کہ اپنی مویشی کو حوض پر لیجا کر پانی پلاوے لیکن پانی نہ پلانے پاویگا اور حیران رہجاویگی وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور
پھونکا جاویگا بیچ صور کے یہ صور دوسرا ہے کہ جسکے پھونکنے سے سب زندہ ہونگے اور ذکر اسکا انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ زمر میں آویگا اور بعضے کہتے ہیں کہ تین مرتبہ
پھونکا جاویگا پہلا صور نفخۂ فزع ہے کہ جسمیں سب گھبرا جاوینگے اور چالیس برس بعد اسکے دوسرا صور پھونکا جاویگا فَاِذَا هُمْ پس اس وقت وہ آدمی مِّنَ
الْاَجْدَاثِ قبروں سے باہر نکلکر اِلٰی رَبِّهِمْ طرف حکم پروردگار اپنے کے یعنی طرف میدان قیامت کے یَنْسِلُوْنَ دوڑے ہونگے اور جس وقت اہل قیامت

ع ۱۸
۲

کی کہینگے قالوا یا ویلنا کہینگے حسرت کہ واہے ہمپر من بعثنا کسنے اٹھایا ہے ہمکو یعنی کسنے بیدار کیا ہے ہمکو من مرقدنا خوابگاہ ہماری سے
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ قبروں میں سوتے ہونگے اور جسوقت اٹھینگے تو گمان کرینگے کہ ہم سوتے تھے اسوقت کہینگے حسرت کہ واہے ہمپر کسنے اٹھایا ہمکو خوابگاہ
ہماری سے اور بعضے کہتے ہیں جسوقت قیامت کی ہول انکو نظر آوی تو قبر کی ہولیں انکو قیامت کی ہولوں کے مقابلہ میں مثل خواب کے معلوم ہونگی اور ... کہ خدا
قبر میں انکے مقابلہ میں عذاب نہ معلوم ہوگا اور حضرت علی نے من کو بفتح میم کا اور بعثنا کو مصدر مجرور پڑھا ہے اور جسوقت وہ کہینگے کہ ہمکو ہمارے مرقدوں
کسنے اٹھایا تو ملائکہ کہینگے کہ هذا ما وعد الرحمن یہ وہ ہے کہ جو وعدہ کیا تھا خدا نے قیامت ہونیکا وصدق المرسلون اور سچ کہا تھا
پیغمبروں نے اور تم اسکا انکار کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مسلمان انہوں سے یہ کلمہ کہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خود کہینگے کہ یہ وہ ہے کہ جسکا وعدہ خدا نے کیا تھا اور پیغمبروں نے
سچ کہا تھا اور ہمنے انکو جھٹلایا اور اسکا انکار کیا اور خدا تعالی انکے اٹھنے کی جلدی کی خبر دیتا ہے ان کانت الا صیحة واحدة نہوگی وہ واقع مگر
چیخ ایک کہ وہ صور دوسرا ہے اور پھونکی آواز پہنچنے کے سب زندہ ہو جائینگے فاذا هم پس اسوقت وہ جمیع سب
یعنی تمام خلقت اگلی اور پچھلی لدینا محضرون نزدیک ہمارے حاضر کئے جائینگے اور سب کا حساب ہوگا اور خدا ... انکو
فالیوم لا تظلم نفس پس آج کے دن نہ ظلم کیا جائیگا کوئی نفس شیئا کسی چیز میں یعنی اعمال میں اور جزا انکی ویسی ہی ملیگی کسیکے ثواب میں
کمی کیجائیگی اور نہ کسیکا عذاب زیادہ کیا جائیگا ولا تجزون اور نہ جزا دئیے جاؤگے تم الا ما کنتم تعملون مگر جو کچھ کہ تم عمل کرتے تھے دنیا میں جیسے
بدکام کئے ہیں وہ مستحق دوزخ کا ہے اور جسکے عمل اچھے ہیں وہ بہشت میں جائیگا ان اصحاب الجنة الیوم تحقیق کہ صاحب بہشت کے اس روز
فی شغل بیچ شغل کے فاکهون مزہ پانیوالے ہیں یعنی بہشت کی نعمتوں میں مشغول ہونگے اور طرح طرح کی لذت پاوینگے اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ باکرہ حوروں کے ساتھ مشغول ہونگے کہ جنکی بہو پہلی رات کے چاند کی مانند ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ راگ کے سننے میں مشغول ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ
قسم قسم کے ثوابوں میں مشغول ہونگے کہ ہر قسم انمیں سے مناسب ایک عضو کے ہے کہ انکو عبادت میں مشغول کیا ہے مثلاً ادخلوها بسلام آمنین ثواب پاؤں کا ہے کہ ان سے
مسجدوں میں آمد و رفت کی ہے طلب علم دین کے گیا ہے یا مومنوں کی اعانت کا سا ثواب ہاتھ کا ہے کہ اپنے مال کو راہ خدا میں دیا ہے اور حور عین ثواب شرمگاہ کا ہے کہ اسکو
زنا اور لواطہ سے محفوظ رکھا ہے اور کلوا واشربوا هنیئا ثواب پیٹ کا ہے کہ اسکو حرام لقمہ سے بچایا ہے اور آخر دعویهم ثواب زبان کا ہے کہ اس سے ذکر خدا اور نصیحت میں
مشغول ہوا ہے و تلذ الاعین ثواب آنکھ کا ہے کہ اسکو نامحرم کی طرف نظر کرنے سے بچایا ہے هم وازواجهم وہ بہشتی اور جورویں انکی جو کہ دنیا میں بوجہ
حلال انکے ساتھ ہمبستر ہوتے تھے اور دنیا میں باایمان گذری ہوں یا حوریں وہاں بہشت کی بہشتی اپنی بیبیوں کے ہمراہ فی ظلال بیچ سایوں کے یعنی ایسے
مقاموں میں ہرگز وہاں حرارت اور گرمی آفتاب کی نہوگی علی الارائک اوپر تختوں کے کہ نہایت آراستہ اور پیراستہ ہونگے متکئون تکیہ
لگائے ہوئے ہونگے لهم فیها واسطے انکے بیچ اس بہشت کے فاکهة میوہ ہر قسم کا ولهم ما یدعون اور انکے لئے وہ ہے کہ جو خواہش کرینگے اور زبان سے
طلب کرینگے کچھ احتیاج نہوگی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جو کچھ بہشتی اپنے دل میں خواہش کرے کہانیکی یا پینیکی بدون اسکے کہ اپنی زبان سے اسکو طلب کرے وہ
اپنے پاس حاضر پاویگا سلام یہ بدل ہے ما سے اور تقدیر یہ ہے ولهم سلام ہے یعنی واسطے انکے سلامتی ہے اور آفتوں سے امن ہے قولا یہ مفعول
مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی کہیگا انکو خدا کہنا کہ وہ من رب رحیم ہے پروردگار مہربان کی طرف سے ہے یعنی سلام کہیگا انکو خدا کہ وہ سلام کہنا پروردگار
مہربان کی طرف سے ہوگا اور عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ بہشتی نعمتوں میں مشغول ہوں کہ ناگاہ ایک نور روشن ہوا اور جسوقت
سر اپنا بلند کریں تو انکو نور بیحد آواز آوے کہ السلام علیکم یا اہل الجنة اور یہ نہایت مدعا انکا ہوگا اور کہتے ہیں کہ فرشتے انکی زیارت کو آویں اور انکو
سلام کریں اسطرح سے کہ السلام علیکم من رب رحیم اور منقول ہے کہ جسوقت بہشتی بہشت کو روانہ ہوں تو کفار بھی ہمراہ انکے چلنے لگیں اسوقت انکو خطاب
پہنچے کہ دور ہو وامتازوا الیوم اور جدا ہو جاؤ تم آج کے دن مومنوں سے ایها المجرمون اے گنہگارو کفر کرنیوالو کہ تمہارے رہنے کی جگہ
دوزخ ہے اور بعد اسکے انکو خطاب پہنچے کہ الم اعهد الیکم کیا نہیں عہد کیا تھا میں نے طرف تمہارے زبانی پیغمبروں کی اور عقل و فہم تمکو عطا کرکے یا بنی آدم

اے اولاد آدم کی اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ یہ کہ پرستش کرو تم شیطان کو اور اسکے کہنے پر مت چلو اور اسکے کہنے سے کفر کو مت اختیار کرو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر اور تمہارے باپ کے ساتھ دشمنی اسکی ظاہر ہے اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی فرمانبرداری کرے
مخلوق کی اس امر میں کہ جسمیں نافرمانبرداری خالق کی ہو اور خدا کا حکم اسمیں نہ ہو تو اس شخص نے اس مخلوق کی پرستش کی ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ اتخذوا
احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله یعنی اختیار کیا ان یہودیوں نے علما اپنے کو اور عابدوں اپنے کو پروردگار سوا خدا کے اور وہ یہودی اپنے علما کو خدا
نہیں جانتے تھے بلکہ جس حرام کو انہوں نے حلال کر دیا تھا وہ اسکو حلال جانتے اور جس حلال کو انہوں نے حرام کر دیا تھا اسکو وہ حرام جانتے تھے غرض یہ ہے کہ ہر امر میں انکی
فرمانبرداری کرتے تھے خلاف حکم خدا کے سوا اسکے خدا نے فرمایا کہ تم انکو اپنا پروردگار جانتے ہو اسیطرح جو کوئی آدمی کسیکے کہنے پر چلے اس امر میں کہ جسمیں خدا کا حکم نہیں ہے
یعنی خدا نے اسکو منع کیا ہو اور وہ اسکے کہنے سے اسکو کرے اور جسکو خدا نے فرض کیا ہو اسکو کسیکے کہنے سے ترک کرے تو اس نے اس آدمی کی پرستش کی اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ جس نے فرمانبرداری کی کسی مرد کی خدا کے گناہ میں اس نے اسکی پرستش کی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے کسیکے کان کو طرف کسی کے کلام کے جھکایا
تو اس نے اسکی پرستش کی پس اگر وہ کہنے والا بیان کرتا ہے خدا کی طرف سے تو اس نے پرستش کی خدا کی اور اگر وہ کہتا ہے شیطان کی طرف سے تو اس نے شیطان کی پرستش
کی پس خدا تعالی نے فرمایا کہ کیا عہد نہ کیا تھا کہ شیطان کی پرستش نہ کرو وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ اور یہ کہ پرستش کرو تم میری هٰذَا یہ یعنی میری
پرستش کرنا اور شیطان کا کہنا ترک کرنا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ راہ سیدھی ہے کہ اسپر چلو تو جنت میں پہنچاتی ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ اور البتہ تحقیق
گمراہ کیا ہے اس شیطان نے مِنْكُمْ تم میں سے آدمیوں جِبِلًّا كَثِيْرًا خلقت بہت کو اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ کیا پس نہ تھے تم کہ عقل سے اپنی
کام کرتے اور سمجھتے اسکے گمراہ کرنے کو کہ اسکی چال میں نہ پھنستے هٰذِهٖ یہ دوزخ کہ دیکھتے ہو تم جَهَنَّمُ الَّتِیْ وہ دوزخ ہے کہ دنیا میں كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ
تھے تم کہ وعدہ کیے جاتے تمہیں داخل ہونیکا اور اس سے ڈرائے جاتے اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ داخل ہو تم اسمیں آج کے دن ہمیشہ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ بسبب اسکے کہ تم
کفر کرتے دنیا میں اور شرک کرتے خدا کے ساتھ اور پیغمبر کو اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ اس دن مہر کرینگے ہم عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ اوپر منہوں انکے کے تاکہ جھوٹ نہ بولیں
ذکر کریں کہ ہمنے کفر اور شرک نہیں کیا اور پیغمبر کو نہیں جھٹلایا وَتُكَلِّمُنَآ اور کلام کریں ہم سے اَيْدِيْهِمْ ہاتھ انکے وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ اور گواہی دیں پاؤں انکے
بِمَا كَانُوْا ساتھ اسکے کہ تھے وہ دنیا میں يَكْسِبُوْنَ کسب کرتے یعنی انکے عضو اور کہ دنیا میں جنکی شان گویائی نہیں ہے ہم انکو گویا کریں آخرت میں کہ
وہ اعضا انکی گواہی دیویں انپر اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہے کہ خدا تعالی قیامت کے دن کافر کو ایسا نشان پیدا کرے کہ اس نشان سے آدمی جانیں کہ یہ کافر ہے
اور جب وہ کفار باوجود اس علامت کے انکار کرینگے فرشتے انپر گواہی دیں اور جب انپر بھی انکار کریں کہینگے خداوندا یہ فرشتے ہیں کہ گواہی دیتے ہیں اور انکار پھر اسپر
کرینگے انبیاء گواہی دیویں اور جب انپر بھی انکار کریں تو ہمسایہ گواہی دیں اور اگر انپر بھی انکار کریں تو اعضا انکے گواہی دیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن
پر اعضا انکے گواہی نہ دیویں اور سوائے اسکے نہیں کہ گواہی دینگے اس شخص پر کہ جسکے لئے ثابت ہوا ہے کلمہ عذاب کا اور لیکن مومن پس دیا جائیگا نامہ اعمال اسکا دست راست میں
اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دیا جائیگا نامہ اعمال اپنا دست راست میں پس یہ لوگ پڑھینگے نامہ اعمال اپنے کو اور نہ ظلم کیے جائینگے برابر تاگہ خرمے کے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مومن کے اعضا انکی طاعتوں پر گواہی دینگے وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر چاہیں ہم لَطَمَسْنَا البتہ مٹاڈالیں عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ اوپر آنکھوں انکی کے
یعنی کھو دیں نشان آنکھوں کا جیسا پانی ہو فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ پس ڈھونڈتے پھریں راستہ کو فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ پس کہاں دیکھیں یعنی نہ دیکھیں گے انکو اندھا کر
وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر چاہیں ہم لَمَسَخْنٰهُمْ البتہ مسخ کر دیں ہم انکو کہ انکی صورت اور طرح کی کر دیں چاہیں ہم انکو پتھر بنا دیں اور چاہیں عَلٰى مَكَانَتِهِمْ
اوپر مکان انکے کے جس جگہ کہ وہ موجود ہوں فَمَا اسْتَطَاعُوْا پس نہ طاقت رکھیں وہ مُضِيًّا آگے جانے کی جگہ سے وَّلَا يَرْجِعُوْنَ اور نہ پھر سکیں
پھر یعنی نہ آگے جا سکیں نہ پیچھے کو آویں اب خدا تعالی بیان کرتا ہے اپنی قدرت کو کہ جس سے اشارہ ہے اسکی قدرت کی طرف جیسا کہ فرمایا ہے وَمَنْ
نُّعَمِّرْهُ اور جسکو کہ عمر دیتے ہیں ہم اور اسکی عمر کو دراز کرتے ہیں ہم نُنَكِّسْهُ الٹا کر دیتے ہیں ہم اسکو فِی الْخَلْقِ بیچ پیدائش کے کہ زیادتی بدلہ کمی کے
کمی سے بدل دیتے ہیں اور قوت کو ضعیفی اور ناتوانی سے اور جوانی اور تازگی کو بڑھاپے اور پژمردگی سے اور دانائی کو نادانی سے اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ پس کیا ارادہ کرتے ہیں

نہیں سمجھتے ہو کہ اور عقل کو کام نہیں فرماتے ہو کہ جو کوئی پھر قادر ہے کیا وہ نہیں کر سکتا اور کہتے تھے کفار یہ جو قرآن کو سلو نظیر اور عجیب ہے شاعر کہا اور کہتے تھے کہ
محمد صلعم شاعر ہے کہ جو اس خوبی کے ساتھ اور روشن ہے کہتا ہے خدا تعالیٰ انکے قول کے رد میں کہتا ہے کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اور نہیں سکھلایا ہے ہم نے محمد صلعم کو
شاعری یعنی جو کچھ کہ ہم نے نازل کیا ہے وہ قبیلہ شعر سے نہیں ہے کہ جسمیں محض تخیلات شاعرانہ ہوتے ہیں کہ اکثر انمیں رغبت دلانی اور نفرت دلانی ہوتی ہے اور دروغ
ہیں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے کلام مقفیٰ اور موزون ہے اور قرآن ایسا نہیں ہے وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اور نہیں سزاوار ہے
واسطے اسکے شعر کہنا اور نظم قرآن میں دلالت نہیں کرتا ہے شاعری پر اور محمد صلعم شعر کہنا نہیں جانتا ہے اور منقول ہے کہ اگر وہ حضرت کوئی بیت اوسکی تمثیل کے ادا کرتے تو
وزن اسکا منحرف ہو جاتی تھی لوگ کہتے تھے کہ یا حضرت یہ موافق وزن کے ادا نہیں ہوئی فرماتے کہ شعر کہنا کام میرا نہیں ہے اور میں شاعر نہیں ہوں اور جو کچھ کہ حضرت کے
کلام میں موافق وزن شعر کے وارد ہوا ہے وہ اتفاقی ہے بدون ارادہ کے چنانچہ فرمایا کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اور صحیح یہ ہے کہ مراد شعر سے اس مقام میں
تخیلات شاعرانہ ہیں اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ قرآن ایسا نہیں ہے اور کلام مقفیٰ اور موزوں میں کچھ قباحت نہیں ہے اور حضرت خود شعر حسان کے سنتے تھے اور انکی
تعریف کرتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام اکثر شعر کہتے تھے اور مذمت اس شعر کی آئی ہے کہ جسمیں خیالات شاعرانہ ہوں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب
رسول خدا صلعم کلام شعراء کو دشمن رکھتے تھے اور فرمایا کہ اگر شکم تمہارا پیپ سے بھرا ہو تو اسکو دوست رکھتا ہوں اس سے کہ شکم تمہارا شعر سے بھرا ہو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ کلام شعراء سے مراد انکا مقفیٰ اور موزوں اور قرآن مقفیٰ اور موزوں کب ہے کہ جو کفار اسکو شعر کہتے تھے بلکہ وہ قرآن کو تخیلات شاعرانہ گمان کرتے تھے اسواسطے کہتے تھے کہ
محمد صلعم شاعر ہے خدا تعالیٰ نے انکے قول کو رد کیا اور اگر حضرت نے کبھی بیت کو وزن سے منحرف بھی کیا تو وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت کی طرف وہم شاعری کا نہو اور کلام کو حضرت کے
شاعرانہ نہ کہنے لگیں اسواسطے حضرت وزن سے منحرف کرتے ہونگے اور خدا تعالیٰ قرآن کے حق میں فرماتا ہے کہ اِنْ هُوَ نہیں ہے وہ قرآن اِلَّا ذِكْرٌ مگر نصیحت وَّ
قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ اور ایک کتاب روشن ہے کہ آسانی سے اسکے معنی کو حاصل کر سکتے ہیں اور ہم نے اسکو نازل کیا ہے لِّيُنْذِرَ تاکہ ڈراوے وہ مَنْ كَانَ حَيًّا
اس شخص کو کہ ہو وے وہ زندہ یعنی مومن کہ ہو وے اسواسطے کہ زندگی جاودانی ایمان کے ساتھ ہے اور کافر حکم مردہ کا رکھتا ہے بسبب تامل نکرنے اور غور نکرنیکے خدا تعالیٰ کی قدرت
کی نشانیوں میں بلکہ مردہ سے بھی زیادہ بدتر ہے اسواسطے کہ مردہ اگرچہ نفع حاصل نہیں کرتا ہے تو ضرر بھی اسکو نہیں پہنچتا ہے بخلاف کافر کے کہ بسبب اختیار نکرنے دین حق کے
کمال ضرر پہنچے اسکو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد زندگی سے عقل ہے یعنی تاکہ ڈراوے وہ قرآن اس شخص کو کہ عقل رکھتا ہے اور اسکو سمجھ سکتا ہے
نہ غافل اور جاہل حکم مردہ کا رکھتا ہے وَيَحِقَّ الْقَوْلُ اور ثابت اور واقع ہو وے کلمہ عذاب کا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اوپر کافروں کے کہ اسکو قبول نہیں
کرتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں حاصل کرتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ يَرَوْا
کیا نہیں دیکھا یعنی کیا نہیں جانا انہوں نے کہ اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے واسطے انکے مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اس چیز میں سے کہ کام کیا ہے ہاتھوں
قدرت ہماری نے بدون شراکت اور مدد وغیرہ کے اور خدا تعالیٰ نے جو فرمایا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے تو مراد اس سے یہی ہے کہ ہم نے خود کیا ہے اور دوسرا اسمیں
شریک نہیں ہے موافق محاورہ لوگوں کے فرمایا ہے کہ ہم نے خود پیدا کیا ہے بدون شریک ہونے غیر کے اَنْعَامًا چوپاؤں کو مانند گھوڑے اور گوسفند اور اونٹ اور گاؤ
اور بھینس کے اور سوا اسکے فَهُمْ لَهَا پس لوگ واسطے ان چوپاؤں کے مٰلِكُوْنَ مالک ہیں کہ اپنی تصرف میں لاتے ہیں وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ اور بس میں کیا ہے
ہم نے ان چوپاؤں کو واسطے انکے فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ پس بعضے ان میں سے سواریاں انکی ہیں مثل اسپ اور شتر اور خچر کے وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ اور بعضوں کو ان میں سے
کھاتے ہیں مثل گاؤ اور گوسفند کے وَلَهُمْ فِيْهَا اور واسطے انکے بیچ ان چوپاؤں کے مَنَافِعُ فائدے ہیں پوست اور پشم وغیرہ کے وَمَشَارِبُ اور پینے
کی چیزیں مثل دودھ اور دہی اور چھاچھ وغیرہ کے اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ کیا پس نہیں شکر کرتے ہیں وہ خدا کا کہ کس طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں اور باوجود حاصل
ہونے ایسی نعمتوں کے خدا تعالیٰ کی پرستش انہوں نے نہ کی وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور پکڑے انہوں نے یعنی اختیار کئے انہوں نے سوا خدا کے کہ پیدا کرنیوالا تمام مخلوقات کا ہے
اٰلِهَةً معبود کہ وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہیں لَّعَلَّهُمْ تاکہ وہ یعنی باامید اسکے کہ يُنْصَرُوْنَ نصرت کئے جائیں کہ وہ معبود انکی مدد کریں اور شفاعت کر کے
دفع عذاب کریں اور حال یہ ہے کہ وہ بت معبود انکے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ نہیں طاقت رکھتے ہیں مدد کرنے انکی وَهُمْ اور وہ بت واسطے انکے

وہ ان بتوں کو جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ لشکر ہیں حاضر کئے ہوئے کہ شیطان انکو بتوں کی نزدیک کئے یا ہیں پرستش کیجئے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قیامت
میں بت پرست بتوں کے ہمراہ دوزخ میں حاضر کئے جاوینگے اور کہتے ہیں کہ قیامت میں بتوں کو آگے کرینگے اور بت پرست پیچھے ہونگے جیسے کہ لشکر سردار کے پیچھے ہوتا ہے
اور سب اسی طرح سے دوزخ میں لیجائینگے اور جس وقت کہ حال انکا ایسا ہوگا تو اے محمد صلعم فَلَا يَحْزُنْكَ پس چاہئے کہ غمگین نہ کرے تجھکو قَوْلُهُمْ کہنا
انکا کہ وہ جو خدا کے شریک مقرر کرتے ہیں بتوں کو معبود کہتے ہیں اور تجھکو شاعر اور جادوگر کہتے ہیں اِنَّا نَعْلَمُ تحقیق کہ ہم جانتے ہیں مَا يُسِرُّوْنَ جو کچھ کہ
پوشیدہ کرتے ہیں وہ کہ تجھسے اور مومنین سے کینہ اور دشمنی رکھتے ہیں وَمَا يُعْلِنُوْنَ اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں وہ کہ کلمۂ کفر کے اپنی زبان پر کہتے ہیں اور
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابی بن خلف مجلس اقدس سرور صلعم میں حاضر ہوا اور اس مجلس میں بعضے شہر اقدس کے بھی حاضر تھے اور وہ ایک استخوان
بوسیدہ اپنے ہمراہ لایا اور ہاتھ اپنے سے اسکو ملا کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گئی اور خاک اسکی ہوا میں اڑ گئی اور بعد اسکے کہنے لگا کہ وہ کون ہے کہ اس خاک ریزہ ریزہ کو جمع کر
اور پھر اسکو زندہ کرے سرور صلعم نے فرمایا کہ پروردگار میرا قادر ہے کہ ریزوں خاک کو جمع کرکے پھر دوبارہ زندہ کریگا اور تجھکو زندہ کرکے دوزخ میں ڈالیگا تو حق تعالی نے
آیت نازل ہوئی اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ کیا نہیں دیکھا اور نہیں جانا اور نہیں دریافت کیا آدمی نے یعنی ابی بن خلف نے اَنَّا خَلَقْنٰهُ کہ تحقیق ہم نے پیدا کیا
ہے اسکو مِنْ نُّطْفَةٍ منی سے اسی طرح کہ منی سے خون بستہ کیا اور خون بستہ سے گوشت بنایا اور اسمیں ہاتھ پاؤں بنائے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ انسان کی صورت بنا کر اسمیں دم
پھونکی اور ماں کے پیٹ میں اسکو پرورش کیا اور ماں کے شکم سے باہر نکالا اور اسکی پرورش کی اور جس وقت کہ بالغ ہوا کہ عقل والا ہوا اور گفتگو کرنے لگا تو
فَاِذَا هُوَ پس وہ اسوقت وہ قیامت کے مقدمہ میں خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ جھگڑنے والا ظاہر کہ ہم سے جھگڑتا ہے اور وہ قائل ہوگیا کہ جس شخص نے قادر ہے
پیدا کرنے پر اسکی نزدیک دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے اور ازراہ عناد اور انکار کے وہ مقدمہ میں جھگڑا کیا اور دوبارہ پیدا کرنے پر تعجب کیا وَضَرَبَ لَنَا
مَثَلًا اور بیان کیا واسطے ہمارے مثل کو کہ کون ہے خاک کے ریزہ ریزہ کو جمع کرکے زندہ کرسکتا ہے اور ہماری قدرت کا انکار کیا کہ مردہ کو کون زندہ کرسکتا ہے جیسا کہ اسکے روبرو
وَنَسِيَ خَلْقَهٗ اور بھول گیا پیدائش اپنی کو کہ کس طرح ہم نے اسکو پیدا کیا تھا اور از روئے سرکشی اور عناد کے قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ کہا کہ کون زندہ کرسکتا ہے ہڈیوں کو
کہ انکو زندہ کرکے پہلی حالت پر پہنچاوے وَهِيَ رَمِيْمٌ جس وقت کہ وہ بوسیدہ ہوں حق تعالی انکو جواب دیتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اس شخص کو کہ جو دوبارہ زندہ کرنے کا
انکار کرتا ہے کہ يُحْيِيْهَا زندہ کرتا ہے ان ہڈیوں کو الَّذِيْٓ وہ شخص کہ اپنی قدرت کاملہ سے اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ پیدا کیا ہے اسنے پہلی مرتبہ وَهُوَ
بِكُلِّ خَلْقٍ اور وہ ساتھ پیدا کرنے ہر مخلوق کے عَلِیْمٌ دانا ہے اور جاننے والا کہ اپنے علم سے ہر چیز کو تفصیل سے جانکر پیدا کیا ہے کہ ہر ایک ٹکڑا ہے اور ریزوں کو اسکے
جانتا تھا اور ہر ایک ریزہ کے دوسرے ریزہ کے ملنے سے بخوبی واقف تھا پس دوسری بار کیا مشکل ہے کہ ایک ریزہ سے دوسرے ریزہ کو ملا کر جمع کرے کہ پہلے سے
جسکا علم رکھتا ہے اور بیشتر یا وہ اپنی قدرت کا حال بیان کرتا ہے اور تعجب ہے پیدا کرنے پر کہ قادر ہے دوبارہ زندہ کرنے پر الَّذِيْ وہ شخص یعنی وہ خدا
جَعَلَ لَكُمْ پیدا کیا ہے واسطے تمہارے مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ درخت سبز سے نَارًا آگ کو فَاِذَآ اَنْتُمْ پس اسوقت تم مِّنْهُ اس سے
تُوْقِدُوْنَ آگ روشن کرتے ہو کہتے ہیں کہ عرب کے جنگل میں دو درخت ہوتے ہیں مرخ اور عفار جس وقت شاخ انکی ہری اور تر و تازہ دوسری شاخ پر رگڑتے
اسمیں سے آگ نکلتی ہے پس جو شخص کہ قادر ہو ہری اور تر و تازہ درخت سے آگ نکالنے پر پس قدرت اسکی زیادہ ہوگی پیدا کی ہوئی چیز کو مار کر پھر اسکے پیدا
کرنے پر اور فرماتا ہے کہ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ کیا نہیں ہے وہ شخص کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پیدا کیا ہے اسنے آسمانوں کو اور زمین کو اس
بزرگی کے ساتھ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ قدرت رکھنے والا اوپر اسکے کہ پیدا کرے یعنی جسنے ایسے بڑے بڑے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ
قادر نہیں ہے پھر کہ پیدا کرے مِثْلَهُمْ مثل انکی کو کہ یہ بنسبت آسمان اور زمین کے نہایت چھوٹے ہیں اور حقیقت میں حق تعالی آپ ہی خود جواب دیتا ہے کہ بَلٰى ہاں وہ
قادر ہے اور انکے زندہ کرنے پر وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اور وہ خلاصہ پیدا کرنے والا جاننے والا ہے ہر ایک کے احوال کا اور پیدا ہونے کی کیفیت کا اور
کسی آلہ اور اوزار سے وہ پیدا نہیں کرتا ہے اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ سوا اسکے نہیں کہ کام اسکا اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا جس وقت کہ ارادہ کرے پیدا کرنے کسی چیز کو
اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ یہ ہے کہ کہے واسطے اس چیز کے کہ كُنْ ہو جا تو حکم سے فَيَكُوْنُ پس ہو جاتی ہے مراد یہ ہے کہ جس وقت حق تعالی جس چیز کا ارادہ کرتا ہے

اسکو کرتا ہے اور یہ عبارت ہے اسکی کہ جس چیز کو کہے کہ ہو جا تو پس وہ ہو جاتی ہے اسی وقت اور جس وقت کہ قدرت اسکی پیدا کرنے میں کسی شئے کی ہو تو فَسُبْحٰنَ پس پاک ہے دوبارہ زندہ کرنیکی قدرت رکھنے والا ہے الَّذِیْ وہ شخص کہ بِیَدِہٖ بیچ ہاتھ قدرت اسکی کے مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ بادشاہی ہر چیز کی ہے کہ سب کا مالک ہے وہ اور ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا ہے اور جو کوئی کہ ایسا ہے پس اسپر دوبارہ زندہ کرنا دشوار نہیں ہے اور بعضوں نے ملکوت کو ملکۃ پڑھا ہے اور معنی اسکے قدرت کی ہیں یعنی پاک ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اسکے ہے قدرت ہر چیز کی ہے وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور طرف اسکی پھیرے جاؤ گے تم واسطے جزائے اعمال کے کہ اقرار کرنیوالا اور فرمانبردار تو بہشت میں جائیگا اور انکار کرنیوالا اور سرکش اور نافرمانبردار دوزخ کو روانہ ہوگا اور عذاب میں گرفتار ہوگا سورۃ الصافات یہ سورۃ مکی ہے اور اسمیں ایکسو بیاسی آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ صافات کو ہر جمعہ کے روز پڑھے تو ہر آفت سے محفوظ رہے اور ہر بلا دنیا میں اس سے دفع ہوگی رہیگی اور روزی اسکی دنیا میں بہت فراخ ہوگا اور شیطان اسکی بدن میں اور اسکی اولاد اور مال میں دخل نہ کریگا اور بادشاہ ظالم اس سے بدی نکر سکیگا اور اگر اس روز مرجائیگا تو خدا تعالی اسکو شہید مارینگا اور شہدا کے ہمراہ ہی میں اسکا حشر ہوگا انشاء اللہ اور درجہ شہدا کا اسکو نامزد کرینگے اور حضرت کاظم علیہ السلام فرمایا کہ اگر وقت نزع کے یہ سورۃ پڑھا جاتا ہے تو خدا اسکے موت کی سختی کو آسان کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ کفار کہتے تھے کہ پیغمبر شاعر ہے ازراہ انکار اور تعجب کے کہا کہ محمد نے سب خداؤں کو ایک خدا کر دیا خدا تعالی نے اسکے ہٹانے کے دفع کرنیکو اور اپنی توحید کے ثابت کرنیکو کئی چیزوں کی قسم کھائی ہے جیسے کہتا ہے بیچ اس سورہ میں کو میں اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصّٰٓفّٰتِ قسم ہے جو کہ اپنی صف باندھتے ہیں فرشتے ہیں کہ ہوا میں اپنی عبادت کی یا درمیان آسمان کے پرونکو بچھائے ہوئے ہیں کہ کیا حکم پہنچے کہ اسکو بجا لاویں یا قسم ہے غازیونکی کہ جہاد میں [illegible] یا قسم ہے ان مومنین کی کہ نماز جماعت میں صف باندھتے ہیں صَفًّا صف باندھنا خاص واسطے رضامندی خدا کے فَالزّٰجِرٰتِ پس قسم ہے ان فرشتوں کی کہ منع کرنیوالے ہیں شیاطین کو آسمان پر چڑھنے سے اور زیادہ فرشتے کہ جو ہانکنے والے ہیں بادلونکو اور یا قسم ہے نمازگزارونکی کہ ہانکنے والے ہیں اپنی نمازوں کی کثرت سے شیاطین کو اور یا قسم ہے ان علماء کی کہ دفع کرنیوالے ہیں اور جھڑکتے ہیں کافروں اور بدکارونکو اور منع کرتے ہیں انکو ہونے سے زَجْرًا منع کرنا خالص یا سیاہ اور خالص واسطے خوشنودی خدا کے فَالتّٰلِیٰتِ پس قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تلاوت کرنیوالے ہیں ذِکْرًا ذکر خدا کو یا تلاوت کرنیوالے وحی کے ہیں انبیاء پر یا تلاوت کرنیوالے کتاب خدا کے ہیں یا قسم ہے ان مومنین کی کہ تلاوت کرنیوالے قرآن کی ہیں یا قسم ہے نماز پڑھنیوالوں کی کہ نماز میں تلاوت قرآن کی کرتے ہیں اور بعضے ان ستاروں کی یا بعد میں تمام کرتے ہیں سب قسمیں کھیں اور جواب قسموں کا یہ ہے کہ اِنَّ اِلٰهَكُمْ تحقیق معبود تمہارا لَوَاحِدٌ البتہ ایک ہے اپنی ذات اور صفات میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پروردگار پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَیْنَهُمَا اور سب چیز کا کہ درمیان ان دونوں کے ہے جمیع مخلوقات وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اور پروردگار مشرقوں کا یعنی پیدا کرنیوالا مشرقوں کے ستاروں کا ہے اور آفتاب کے ایک سال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور ہر روز اسکے واسطے ایک مشرق نیا ہوتا ہے ان سب کا پیدا کرنیوالا خدا ہے اور مشرق پر قیاس سے مغرب بھی معلوم ہو جاتا ہے اسواسطے انکا ذکر نہیں کیا ہے اور فرماتا ہے اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا تحقیق کہ ہمنے آراستہ کیا ہے آسمان کو نزدیک کہ ہے زمین سے یعنی اول آسمان کو بِزِیْنَةِ الْكَوَاكِبِ ساتھ زینت ستاروں کی آراستہ کیا ہے اور عاصم اور حمزہ نے زینت کو تنوین سے اور کواکب کو مجرور پڑھا ہے اور ابوبکر نے کواکب منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے زینت کو مضاف پڑھا ہے طرف کواکب کے اور کہتے ہیں کہ شیاطین جناب رسول خدا صلعم سے پہلے آسمان پر جاتے تھے اور کلام ملائکہ کا سنتے تھے اور زمین پر آکر کاہنوں اور جادوگروں سے کہتے اور کاہن کہتے کہ ہم غیب کی اطلاع رکھتے ہیں اور جو بات سچی کہ وہ جھوٹ کے ساتھ ملاکر لوگوں کو اپنا تابعدار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غیب کی باتوں کو جانتے ہیں اور اس حیلہ سے لوگوں کو گمراہ کرتے تھے جب حضرت رسول خدا صلعم پیدا ہوئے تو شیاطین آسمان پر جانے سے بند ہوگئے جیسا کہ فرماتا ہے وَحِفْظًا اور نگاہ رکھنا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی نگاہ رکھا ہمنے آسمان کو نگاہ رکھنا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ ہر شیطان مَّارِدٍ سرکش اور نافرمان سے کہ لَا یَسَّمَّعُوْنَ نہیں سنتے ہیں وہ شیاطین اور بائل کہ حمزہ اسکو بہ تشدید سین اور تشدید میم پڑھا ہے یعنی وہ شیاطین اپنا کان نہیں لاسکتے ہیں اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی طرف گروہ بلند کے واسطے سننے بات کے یعنی ملائکہ جو بعضی امور لوح محفوظ کے مطلع تھے اور آپس میں اسکا ذکر کرتے تھے اور یہ شیاطین اوپر جاکر چوری سے کچھ سن لیا کرتے تھے اب نہیں سن سکتے ہیں اور ملائکہ کی گروہ کی طرف کان اپنے واسطے سننے باتونکے نہیں لگا سکتے ہیں وَیُقْذَفُوْنَ اور پھینکے جاتے ہیں وہ شیاطین اور مارے جاتے ہیں یعنی ملائکہ انپر ستارے ٹوٹتے ہیں مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

جب وہ پانی انکے پیٹ میں پہنچیگا تو تمام انتڑیاں گل کر پارہ پارہ ہو جائینگی ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ پھر تحقیق جگہ پھرنے انکی کی بعد کھانے زقوم کے اور پینے پانی گرم کے لَاِلَی الْجَحِیْمِ البتہ طرف دوزخ کے ہے اور وہ جو مستحق عذاب کے ہوئے ہیں سبب اسکے ہے کہ اِنَّهُمْ تحقیق وہ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ پایا انہوں نے باپوں اپنے کو ضَآلِّیْنَ گمراہ اور راہ حق سے پھرے ہوئے فَهُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ پس وہ اوپر نشانیوں انکی کے یعنی اوپر راہوں انکی کے يُهْرَعُوْنَ دوڑائے جاتے تھے بدون تامل اور تحقیق کے کہ جو کچھ کہ انکے باپوں کی راہ ہوئی تھی اسکو اختیار کرتے تھے اور اسکو حق جانتے تھے اور دریافت نکرتے تھے کہ یہ مذہب انکا اوپر حق کے ہے یا نہیں اور پہلی امتوں کی حالت سے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وَلَقَدْ ضَلَّ اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے قَبْلَهُمْ پہلے انکے یعنی پہلے قریش کے اَکْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ اکثر پہلے لوگوں کی مانند قوم نوح اور عاد اور ثمود کے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے فِیْهِمْ بیچ انکے مُنْذِرِیْنَ ڈرانے والے یعنی پیغمبر بھیجے کہ انہوں نے عذاب خدا سے انکو ڈرایا لیکن ان لوگوں نے پیغمبروں کا کہنا قبول نکیا فَانْظُرْ پس نظر کر تو عبرت کی آنکھ سے كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ انجام ڈرائے گیوں کا یعنی ان لوگوں کا جنکو پیغمبروں نے ڈرایا تھا اور ان لوگوں نے کہنا پیغمبروں کا نمانا تھا انکی انجام کو دیکھ کہ سبب عذاب کے اور ذلت اور رسوائی میں گرفتار ہوئے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر بندے خدا کے جو خالص کئے گئے ہیں اور کہنا پیغمبروں کا مانا [illegible] فائدہ [illegible] انکو عذاب سے نجات حاصل ہوئی اور انبیا کا اور انکی امتوں کا حال تفصیل سے بیان کرتا ہے وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ اور البتہ تحقیق پکارا ہمکو نوح نے یعنی نصرت کی اور اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کی بعد اسکے کہ انکے ایمان سے نا امید ہوا اور انکی پکار ہمکو سنا فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ پس البتہ خوب جواب دینے والے ہیں ہم کہ انکی مدد کی اور انکی قوم کو طوفان میں غرق کیا وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اور نجات دی ہمنے اسکو اور لوگوں اسکے کو جو کہ اسکے ہمراہ کشتی میں تھے مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ اندوہ بڑے سے اور رنج عظیم سے کہ وہ غرق ہونا یا آزار دینا قوم کا ہے وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے بعد غرق ہونے کے ذُرِّیَّتَهٗ اولاد اسکی کو هُمُ الْبٰقِیْنَ وہی باقی رہنے والی دنیا میں اور سب کے سب ڈوب گئے یا وہ باقی سام اور حام اور یافث تھے تینوں حضرت نوح کے بیٹے اور کہتے ہیں کہ جو بیٹیاں انکی باقی رہیں تھیں تمام آدمی دنیا کے انکی تینوں بیٹوں کی اولاد ہیں اسواسطے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں اور سوا اولاد نوح کے اور جو مومنین جو غرق ہونے سے بچے تھے انکی کسی کی اولاد نہیں رہی پس سب آدمی نوح کے بیٹوں کی اولاد ہیں کہتے ہیں کہ عرب اور فارس کے آدمی اولاد سام کی ہیں اور ترک اور [illegible] اور یاجوج ماجوج یافث کی اولاد ہیں اور سب ہندی حام کی اولاد ہیں اور بعضی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سوا نوح کی اور آدمیوں کی بھی اولاد باقی رہی ہے وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ اور چھوڑا ہمنے اوپر اسکے [illegible] ثنا اور ذکر جمیل کو اور معنی اسکے یہ ہیں کہ چھوڑا ہمنے اوپر نوح کے ذکر نیک کو فِی الْاٰخِرِیْنَ درمیان پچھلے لوگوں کے کہ نوح کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور انکا ذکر نیک کرتے ہیں خصوصاً امت محمد صلعم سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ سلام ہماری طرف سے اوپر نوح کے فِی الْعٰلَمِیْنَ بیچ عالم کے لوگوں کے یعنی ہمنے عالم کے لوگوں کے درمیان نوح پر سلام کرنا باقی چھوڑا ہے کہ تمام جن اور آدمی انپر سلام بھیجتے ہیں اور یہ انکے آزار دینے کی جزا ہے کہ انکو [illegible] طرف سے پہنچی ہیں اِنَّا كَذٰلِكَ تحقیق کہ ہم اسی طرح یعنی جیسے نوح کو جزا دی ہے اسکے اعمال نیک پر کہ لوگ انکی تعریف اور ذکر نیک کرتے ہیں ایسے ہی نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ جزا دیتے ہیں نیکی کرنیوالوں کو اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ نوح مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے تھا اور ہمنے انکو غرق ہونے سے نجات دی اور نام انکا درمیان بندوں کی بلند کیا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ڈبو دیا ہمنے اوروں کو کہ وہ کافر تھے انکی امت کے آدمی اور پھر وہ ایمان لائے تھے اور اسکے بعد حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ اور تحقیق کہ پیروی کرنیوالے نوح کے میں سے لَاِبْرٰهِیْمَ البتہ ابراہیم ہے کہ اصول دین اور طریق حق اور ظلم اٹھانے میں نوح کا پیرو اور انکے موافق تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ شیعتہ کی ضمیر محمد صلعم کی طرف پھرتی ہے یعنی پیروی کرنیوالوں محمد کے ہیں ابراہیم ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ مبارک ہو تمکو انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ شیعہ کہنے کہا کہ لوگ ہمکو اس نام سے [illegible] کرتے ہیں فرمایا کیا نہیں سنا ہے تم نے قول حقتعالیٰ کا وان من شیعتہ لابراہیم اور قول انکا دوسرا فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ یعنی فریاد کی اس شخص نے کہ گروہ موسیٰ کے سے تھا اوپر اس شخص کے کہ دشمنوں انکے سے تھا پس [illegible] قصہ کو ابراہیم کے اور یاد کر اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ جس وقت کہ آیا وہ ابراہیم پروردگار اپنے کے پاس یعنی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوا اور اسکا تقرب چاہتا تھا بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ساتھ دل سلامت کے [illegible] گناہوں [illegible] حضرت صادق علیہ السلام

فرمایا ہے کہ ستا تھا تمام ماسوا اللہ سے اور باسلامت تھا دنیا کی موانع اور آخرت کے علاقوں سے یعنی ابراہیم خلیل نے منہ اپنا طرف پروردگار کے کیا جسوقت کہ وہ نوجوان تھے
حجت سے خالی تھا **اِذْ قَالَ** جسوقت کہ کہا اُسنے **لِاَبِيهِ** واسطے باپ اپنے کے وہ چچا اُنکا تھا اور ابراہیم کو اُسی نے پرورش کی تھی اسواسطے وہ انکو باپ اپنا
کہتے تھے اور نام اُسکا آذر تھا اُس ابراہیم نے کہا **وَقَوْمِهِ** اور کہا واسطے قوم اپنی کے جسوقت کہ اُنکو بتوں کی پرستش کرتے دیکھا کہ **مَاذَا تَعْبُدُونَ**
کیا چیز ہے کہ پرستش کرتے ہو تم **اَئِفْكًا آلِهَةً** کیا جھوٹ بنائے ہوے معبودوں کو **دُونَ اللّٰهِ** سوائے خدا کے **تُرِيدُونَ** ارادہ کرتے ہو تم
افکاً مفعول تریدون کا ہے کہ بسبب اہتمام مقدم ہے اور آلہۃ بدل ہے افکا سے **فَمَا ظَنُّكُمْ** پس کیا گمان تمہارا ہے **بِرَبِّ الْعَالَمِينَ** ساتھ پروردگار عالمون کے
یعنی ہنر اور عبادت کا وہ ہے نہ غیر اُسکا اسواسطے کہ جو کہ سید انبیاء الاعالمین کا ہے وہ مستحق عبادت کا ہے نہ غیر اُسکا جانتے ہو کہ عالمون کے پروردگار کی عبادت کو چھوڑ کر
غیر کی پس کیا ہی گمان تمہارا کہ عبادت کے مستحق کی پرستش کو ترک کر کے بتونکی پرستش کرتے ہو اور اُنکو خدا کے شریک کرتے ہو جسوقت اُنہوں نے یہ دلیل سنی تو
لاجواب ہوے اور کہا کہ کل کو ہماری عید ہے اور ہم صحرا کو جاوینگے اور آج قسم قسم کے کھانے ہم پکاتے ہیں اور بتونکے روبرو رکھتے ہیں اور کل کو صحرا سے واپس آکر بتخانہ میں جب
ہم آوینگے تو ان کھانوں کو بطور تبرک کے آپس میں تقسیم کرینگے تو بھی کل کو ہمارے ہمراہ جنگل کو چل اور سیر ہمارے مجمع اور انبوہ کی کر اور دیکھ جب وہاں سے واپس ہو کر بتخانہ میں
داخل ہو تاکہ تو تجمل اور زینت اور صورت اور شکلیں بتونکی نظر کرے اور ہم جانتے ہیں کہ جسوقت تو بتوں کا تماشا کریگا تو پھر ہمکو ملامت نہ کریگا اور انکی پرستش کو برا نہ کہیگا
حضرت ابراہیم نے یہ کلام اُنکا سنکر کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز انکے چچا آذر نے اور انکے یار دوستوں نے کہا کہ اے ابراہیم چل جنگل کو ہمارے ساتھ **فَنَظَرَ** پس نظر کی ابراہیم نے
نَظْرَةً فِي النُّجُومِ نظر کرنی بیچ ستاروں کے نہ انکے حکم نکالنے کیواسطے سو علم کہ نجومی گمراہ ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ المنجم کالکاہن والکاہن کالکافر والکافر
فی النار یعنی نجومی مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل کافر کے ہے اور کافر دوزخ میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی ایمان لایا ساتھ ستاروں کے وہ کافر ہوا بلکہ سبب
ستاروں کے طرف نظر کرنیکا یہ تھا کہ اُنکو تپ لرزہ آتا تھا اور نشان تپ لرزہ کے آنیکے وقت کا مقام معین ستاروں کے پہنچنے کا تھا کہ جسوقت ستارے اسجگہ پر پہنچتے تو انکو لرزہ شروع
ہوتا تھا اور جسوقت اُنکو صحرا کو لیجاتے تھے وہ ستارے اُس مقام کے نزدیک پہنچے تھے ان ستاروں پر نظر کر کے دیکھا کہ قریب پہنچے ہیں **فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ** پس کہا کہ تحقیق
میں بیمار ہوں یعنی بیمار ہونگا اور وقت تپ کا قریب آیا اور یا یہ کہ قوم انکی نجومی تھی اور ابراہیم نے ستاروں پر نظر کر کے جو کہا کہ میں بیمار ہوں تو مقصود انکا اس سے یہ تھا کہ میں
تمہارے کفر اور عناد کی جہت سے تنگ دل ہوں اور پریشان خاطر اور قوم انکی یہ سمجھی کہ اسنے علم نجوم سے دریافت کیا ہے کہ میں بیمار ہونگا اور حضرت امام باقر علیہ السلام سے بھی مروی ہے
کہ نہ تو حضرت ابراہیم بیمار تھے حقیقت میں اور نہ اُنہوں نے جھوٹ بولا اور جسوقت قوم نے ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ انی سقیم انکو گمان طاعون مرض کا ہوا اسواسطے کہ یہ مرض ان
لوگوں کو لاحق ہوا تھا اور اس سے بہت ڈرتے تھے **فَتَوَلَّوْا عَنْهُ** پس پھر گئے وہ اسکی طرف سے اس بیماری کے خوف سے اس گمان سے کہ ایسا نہو کہ اسکی بیماری ہمکو بھی پہنچ جاوے
مُدْبِرِينَ جسوقت کہ منہ پھیرنے والے پیٹھ کی طرف سے یہ حال واقع ہوا یعنی انکو تنہا چھوڑ کر صحرا کو روانہ ہوے اور جسوقت وہ اپنی عیدگاہ میں پہنچے تو حضرت ابراہیم انکے
بتخانہ میں آئے لوگوں سے چھپ کر چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **فَرَاغَ** پس پوشیدہ ہو کر آیا **اِلٰى آلِهَتِهِمْ** طرف معبودوں انکے کے یعنی طرف بتوں کے جنکی کہ وہ پرستش کرتے تھے
اور جسوقت بتخانہ میں داخل ہوے تو ان بتوں کو دیکھا کہ طرح طرح کی زینت سے آراستہ ہو رہے ہیں اور قسم قسم کے کھانے انکے روبرو رکھے ہیں **فَقَالَ** پس کہا ابراہیم نے ان بتوں
سے ہنسی اور ملامت کی راہ سے کہ **اَلَا تَاْكُلُونَ** کیا نہیں کھاتے ہو تم ان کھانوں کو اور جسوقت جواب انسے نہ سنا تو دوسری بار ہنسی کی راہ سے کہا کہ **مَا لَكُمْ**
لَا تَنطِقُونَ کیا ہے واسطے تمہارے کہ نہیں بولتے ہو تم اور مجھکو جواب نہیں دیتے ہو اور اس کلام سے اشارہ ہے طرف اسکے کہ بت جو قسم پتھر وغیرہ سے ہیں کہ نہ کھاتے ہیں اور
نہ بات کرتے ہیں قابل پرستش کے نہیں ہیں اور بعد اسکے حضرت ابراہیم نے ایک تبر جو اپنے ہمراہ لائے تھے اٹھایا **فَرَاغَ** پس پوشیدہ کیا **عَلَيْهِمْ** اوپر ان بتوں کے اور وہ
تبر تھی اور مارا انکو **ضَرْبًا بِالْيَمِينِ** ساتھ داہنے ہاتھ کے کہ اسکی قوت بائیں ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہے اور ضربا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور وہ متعلق ہے اور باء
متعلق بالیمین سے یعنی حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو تبر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر بڑے بت کو کہ وہ سونیکا تھا اور یاقوت اسکی آنکھوں میں جڑے تھے اسکو نہ توڑا اور وہ تبر اسی بڑے بت کے شانہ پر
رکھدیا اور جسوقت کہ قوم انکی عیدگاہ سے واپس ہو کر آئی اور بتخانہ میں گئی تو اپنے بتوں کا حال خراب دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ حال کسنے کیا ہے اور بعضوں نے انمیں سے کہا کہ یہ کام ابراہیم کا
ہے وہ ہمیشہ ہمارے معبودوں کی مذمت کیا کرتا ہے **فَاَقْبَلُوا اِلَيْهِ** پس منہ کیا انہوں نے طرف اس ابراہیم کے **يَزِفُّونَ** جسوقت کہ جلدی چلتے تھے اور دوڑتے تھے اور یزفون

اور یہ جواب دوستی کا سبب ہے میں نجات عالیات کو پہنچا اللہ تعالی نے وحی کی کہ اے ابراہیم میری مخلوقات میں سے تو زیادہ دوست کسکو رکھتا ہے کہا کہ اے پروردگار تیری
مخلوقات میں سے محمد صلعم کے برابر میں کسیکو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے ابراہیم تو اپنی جان زیادہ دوست رکھتا ہے یا محمد صلعم کو کہا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم محمد صلعم
کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے ابراہیم فرزند تیرا تجھکو زیادہ دوست ہے یا فرزند محمد کا کہا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم محمد کے فرزند کو اپنے فرزند سے
زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے ابراہیم ذبح ہونا محمد کے فرزند کا ہاتھ سے دشمنوں کے ظلم سے ناحق اور بیگناہ تیرے دل کو زیادہ درد میں لائیگا یا ذبح ہونا تیرے فرزند کا تیرے
ہاتھ سے ہماری فرمانبرداری میں کہا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم بلکہ ذبح ہونا انکے فرزند کا انکے دشمنوں کے ہاتھ سے مجھکو زیادہ درد میں لائیگا فرمایا کہ اے ابراہیم ایک گروہ گمان
کریگا کہ ہم امت محمد ہیں اور بعد انکے قتل کرینگے حسین علیہ السلام فرزند محمد صلعم کو بعد انکی وفات کے ظلم اور عداوت سے جیسے کہ ذبح کیجاتی ہے گوسفند اور اس سبب سے وہ
مستحق ہونگے میرے غضب اور عذاب کے پس جزع کیا ابراہیم نے زاری کی اور دل انکا دردمند ہوا پس وحی کی خدا تعالی نے کہ اے ابراہیم تحقیق فدا کیا میں نے تیری زاری کو
جو تیرے فرزند اسمعیل پر تیرا ہاتھ سے ذبح کرنے سے ہوتی ساتھ زاری تیری کے حسین پر اور اسکے قتل ہونے پر اور واجب کئے واسطے تیرے بلند درجے اہل ثواب کے جو کہ مصیبت میں
ہوتی ہیں اور یہی مراد ہے قول حق تعالی سے وفدیناہ بذبح عظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور سرور عالم صلعم نے فرمایا ہیکہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اور وہ
ایک اسمعیل ہیں جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے اور دوسرے عبد اللہ بن عبد المطلب اور جس سبب سے خدا تعالی نے ذبح کو اسمعیل سے دفع کیا ہے اسی سبب سے ذبح دفع کیا ہے
عبد اللہ سے اور وہ یہ ہیکہ جناب رسول خدا صلعم اور آئمہ معصومین انکی اولاد ہونیوالے تھے اسلئے انکے وجود کی برکت سے خدا تعالی نے ذبح کو ان دونوں سے دفع کیا پس جاری ہوئی یہ
سنت آدمیوں میں کہ جو کوئی اولاد کو قتل کرے اور اگر وہ امر ہوتا تو آدمی اپنی اولاد کو قتل کرتے اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ جس حال میں ابراہیم کو حکم ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو
تھے وہ اسحاق تھا کہ جسوقت فرشتوں نے ابراہیم کو خوشخبری دی تھی اسحاق کے پیدا ہونے کی تو انہوں نے نذر کی تھی کہ اسکو راہ خدا میں ذبح کرونگا جب بیٹا ہوا [illegible]
بعضے کہتے ہیں کہ خواب میں اسحاق کو ذبح کرتے دیکھا تھا نہ اسمعیل کو اور بعض کہتے ہیں کہ اسحاق کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اسحاق ذبح ہونے [illegible] علما کہتے ہیں
کہ جبکہ معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے پہلے ذبح کا قصہ بیان کیا ہے اور بعد اسکے اسحاق کی بشارت کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین پس
معلوم ہوا کہ ذبیح اسمعیل ہے نہ اسحاق اور مشہور بھی یہی ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ذبیح کون تھا فرمایا کہ اسمعیل اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا
کہ ذبیح کون تھا فرمایا کہ اسمعیل القصہ جسوقت کہ ابراہیم امتحان میں پاک اور درست ہوئے تو مستحق تعریف اور مدح کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہے وترکنا علیہ اور باقی
چھوڑی ہم نے اوپر ابراہیم کی تعریف عام فی الآخرین درمیان پچھلے آدمیوں کے جسوقت کہ وہ انکا نام لیتے ہیں یا سنتے ہیں انکی تعریف کرتے ہیں اور قیامت
تک انکی تعریف کرینگے وہ امت پیغمبر آخر الزمان کے آدمی ہیں اور جسوقت انکا ذکر ہوگا تو کہینگے کہ سلام علی ابراہیم سلام اوپر ابراہیم کے خدا کیجانب سے
چنانچہ تمام امت کی یہی عادت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلام مبتدا اور جار مجرور خبر اسکی اور یہ جملہ مفعول ترکنا کا ہے اور اسیطرح سے سلام کا حال ہے کذلک جیسا
اجر انکو دیا ہے کہ ابراہیم کو ہمنے بدلا دیا ہے ذکر نیک کا اسی طرح نجزی المحسنین بدلا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو انہ بیشک اللہ تحقیق وہ ابراہیم من
عبادنا المؤمنین بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے ہیں وبشرناہ اور خوشخبری دی ہمنے ابراہیم کو بعد پانچ سال کے خوشخبری اسمعیل کے باسحاق
ساتھ اسحاق کے کہ ہم انکو پیدا کرینگے سارہ کے شکم سے نبیا حال ہے کہ پیغمبر ہوگا وہ من الصالحین نیکوں میں سے نبیا حال واقع ہے یعنی پیغمبر حال
نیکوں میں سے ہوگا وبارکنا علیہ اور برکت دی ہمنے اوپر ابراہیم کے وعلی اسحاق اور اوپر اسحاق کے کہ قسم قسم کی برکتیں دنیا اور آخرت کی انکو
بخشیں اور یہ کہ انکو اولاد بہت بخشی قیامت تک ومن ذریتہما اور اولاد ان دونوں کی سے محسن نیکی کرنیوالا ہے اعمال اچھے اور عمل نیک کرتے ہیں وہ
وظالم لنفسہ اور ظلم کرنیوالا ہے اوپر نفس اپنے کے کفر اور گناہ کرکے مبین ظاہر کفر اور گناہ انکا اور اسمیں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ نسب باپ دادا کا ہرگز
کچھ دخل نہیں ہے اور ظلم انکی اولاد کا انکو کچھ عیب اور نقصان نہ کریگا اور فرماتا ہے ولقد مننا اور البتہ تحقیق احسان کیا ہمنے اور انعام فرمایا ہمنے علی موسی
وہارون اوپر موسی اور ہارون کے کہ وہ دونوں بھائی تھے اور احسان ظاہر کیا کہ نبوت اور رسالت کی نعمت انکو بخشی اور سوائے انکے تمام نعمتیں دنیا اور آخرت کی انکو عطا کیں
ونجیناہما اور نجات دی ہمنے ان دونوں کو وقومہما اور قوم انکی کو کہ وہ بنی اسرائیل ہیں من الکرب العظیم رنج بڑے سے یعنی فرعون اور قوم فرعون کے

آزار دیتے تھے کہ بہت سخت اور مشقت کے کام انسے لیتے تھے وَنَصَرْنٰهُمْ اور مدد کی ہمنے اُن سب کی فرعونیوں کے مقابلہ میں فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ پس تھے وہی
غالب ہونیوالے دشمنوں پر بعد مغلوب ہونیکے وَاٰتَيْنٰهُمَا اور دی ہمنے اُن دونوں کو یعنی موسیٰ اور ہارون کو الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ کتاب کہ نہایت ظاہر ہے یعنی توریت کہ
اسمیں شرع کے احکام تھے وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور دکھلائی ہمنے اُن دونوں کو راہ سیدھی کہ وہ راہ بہشت کی ہے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا اور
باقی چھوڑا ہمنے اُن دونوں کے ذکر نیک کو فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ درمیان پچھلے لوگوں کے خصوصاً امت محمد صلعم میں کہ وہ اُن دونوں کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں سَلٰمٌ
عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ سلام اوپر موسیٰ اور ہارون کے خدا کہتا ہے اِنَّا كَذٰلِكَ تحقیق کہ ہم ایسے ہی یعنی جیسے کہ موسیٰ اور ہارون کو بزرگ کیا ایسے ہی
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو اور دیتے تھے انکو اچھی نعمتیں اِنَّهُمَا تحقیق کہ وہ دونوں یعنی موسیٰ اور ہارون مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ
بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے ہیں اور حضرت الیاس حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھے سو الی بعد ذکر موسیٰ اور ہارون کے انکا ذکر کیا چنانچہ فرمایا کہ وَاِنَّ
اِلْيَاسَ اور تحقیق کہ الیاس بن یاسین بن فنحاص بن عیزار بن ہارون لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ البتہ رسولوں میں سے ہے کہ خدا نے انکو بعلبک والوں کی طرف
ہدایت کرنیکے واسطے بھیجا گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ادریس کا نام ہے یا خضر کا اِذْ قَالَ جسوقت کہ کہا اُس الیاس نے لِقَوْمِهٖ اپنی قوم کو کہ اَلَا
تَتَّقُوْنَ ۝ کیا نہیں ڈرتے ہو تم عذاب خدا سے تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جسوقت حزقیل جو کہ حضرت موسیٰ کے خلفا میں سے تھا وفات پائی تو درمیان بنی اسرائیل کے بڑے
فتنے برپا ہوئے اور عہد کو انہوں نے توڑ ڈالا اور توریت کو ترک کیا اور اُس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا کہ نام اُسکا اجب تھا اول تو وہ مسلمان تھا اور پیچھے اُسکی عورت کے بہکانے سے کہ نام
اُسکا ازبیل تھا اسلام کو چھوڑ کر بت پرست ہوگیا اور رعیت کے لوگ بھی اُسکے ہمراہ متفق ہوکر بیدین ہوگئے اور بت کے پوجنے میں کہ نام اُسکا بعل تھا مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ
وہ بت سونیکا تھا اور بیس گز لمبا تھا اور چار اُسکے منہ تھے اور اندر سے وہ خالی تھا اور چار سو آدمی اُسکی خدمت کیواسطے مقرر تھے اور وہ لوگ اُس بت کے خدا جانتے تھے اور اُسکے
خادموں کو پیغمبر کہتے تھے اور وہ بت شہر بک میں تھا سوالی اُس شہر کا نام بعلبک ہوگیا اور شام کی زمین میں وہ شہر تھا اور شیطان اُس بت کے اندر داخل ہوکر لوگوں کو اُسکی پرستش
کی رغبت دلاتا تھا وہ لوگ نادان گمان کرتے تھے کہ یہ بت ہی بولتا ہے اور وہ بادشاہ کسی دوسرے شہر کو جاتا تو زوجہ اُسکی مردوں کی وضع بنا کر اپنے شوہر کی جگہہ بیٹھتی اور حکم
کرتی اور اُس عورت نے سات شوہر اپنے کئے تھے وہ فرزند سب قتل کئے تھے اور ستر فرزند اُس سے شوہر سے اور دوسرے شوہروں سے ظاہر ہوئے تھے اور ایک عابد اُسکی ہمسایہ میں باغ رکھتا تھا کہ
شہر کی معاش کا ذریعہ ایک باغ تھا اُسکی آمدنی پر وہ قناعت کرکے شکر خدا کا بجا لاتا تھا اُس عورت نے اُسکی باغ کی طمع کی جسوقت اپنے شوہر کے پاس بیٹھتی تو اُس باغ کی تعریف
کرتی اور کہتی کہ اُس عابد کو قتل کرکے اُسکا باغ اپنے تصرف میں ہم لائیں اور شوہر اُسکا اُس ارادہ سے اُسکو منع کرتا تھا ایکمرتبہ شوہر اُسکا کہیں کو گیا تھا اُس عورت بدذات نے اُس عابد بیچارے کو
تہمت مکر کے مروا ڈالا اور تہمت یہ کی کہ اُسنے بادشاہ کو گالی دی تھی اور اُسی بہانہ سے اُسکو قتل کروا کے اُسکا باغ اپنے تصرف میں لائی جسوقت شوہر اُسکا اُس قصہ سے واقف ہوا تو اُسنے اُس
عورت پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ شامت اُس خون ناحق کی ہمپر اثر کریگی اور بادشاہی ہمسے جاتی رہیگی حقتعالی نے الیاس کو پیغمبر کرکے بھیجا اور فرمایا کہ اُس بادشاہ
جاکر کہو کہ بعوض اُس عابد کے میں تجھسے لونگا اور تجکو اور تیری زوجہ کو ظلم اور مرتد ہونیکی جہت سے قتل کرونگا اور اُس باغ میں مار کر ڈالونگا اسطرح سے کہ کوئی تمپر رحم نہ کریگا اور تمکو دفن
نہ کریگا اور درندے تمہارے گوشت کو کھاوینگے اور ذلت سے کہ اُس حضرت الیاس انکے پاس گئے اور پیغام خدا کا انکو پہنچایا اور انکو ملامت کرکے کہا کہ اَتَدْعُوْنَ کیا پکارتے ہو تم
یعنی کیا پرستش کرتے ہو تم بَعْلًا بعل کو خدا مقرر کرکے وَتَذَرُوْنَ اور ترک کرتے ہو تم یعنی پرستش نہیں کرتے ہو تم اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ۝ اچھے پیدا کرنیوالوں کو
یعنی سب صورتوں کے بنانیوالوں سے اچھی صورت بنانیوالے کی پرستش ترک کرتے ہو یعنی اللّٰهَ خدا کو کہ رَبَّكُمْ پروردگار تمہارا اور پیدا کرنیوالا تمہارا وَرَبَّ
اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور پروردگار باپوں تمہارے پہلوں کا ہے اور اہل عراق سوائے ابو عمرو اور ابوبکر کے اللہ کو منصوب پڑھتے ہیں احسن الخالقین سے بدل اقرار کر اور رب صفت
اُسکی ہے اور اللہ کو بمعنی صفت ابا کی اور باقی کے قاری اللہ کو مرفوع پڑھتے ہیں مبتدا ٹھہرا کر اور ربکم کو خبر اُسکی کہتے ہیں اس وقت خدا تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پیدا
کرنیوالا اور انکو چاہئے کہ اُسکی پرستش کریں وہ نہ اُسکے غیر کی وہ بادشاہ اُس کلام کو الیاس سے سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ تو پیغمبری کے دعوے میں جھوٹا ہے اور ہم بت پرستی کے طریق میں
حق پر ہیں پس ہر مرتبہ الیاس نے ہمکو طرف حق کے بلانا شروع کیا بادشاہ نے ارادہ انکے قتل کا کیا الیاس نے دعا کی کہ خداوند اُس بادشاہ کو مبتلا کر ایسی بلا میں کہ اُسمیں
مشغول ہو اور میری تلاش سے غافل ہوجاوے حقتعالی نے دعا اُنکی قبول کی اور بادشاہ کے بیٹے کو بیمار کردیا وہ اپنے بیٹے کی بیماری میں مشغول ہوا اور بیقرار ہوکر بتوں کے پاس آیا اور خدمت

بیٹے کی شفا کیواسطے دعا کی لیکن کچھ فائدہ نہوا بعد اسکے الیسع کے پاس آیا کہ وہ سب سے بڑا ایک تھا اور جب دعا کی کچھ فائدہ نہوا الیسع نے خادموں سے کہا کہ شاید الیسع ہی خفا ہو گیا ہے کہ
دعا ہماری قبول نہیں ہوتی تم شام کو جاؤ اور وہاں کے خداؤں سے میرے بیٹے کیواسطے شفا کو طلب کرو وہ شام کو گئے اور جسوقت پہاڑ کے دامن میں پہنچے جہاں کہ الیاس تھا الیاس کو
اسکی خبر ہو گئی اسوقت وہ باہر نکل آئے اور ان لوگوں کو طرف اپنی بلایا اور فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ عبادت خدا میں مشغول ہو تاکہ میں دعا کروں اور خدا تعالی اسکے بیٹے کو شفا بخشے وہ
لوگ الٹے پھر گئے اور بادشاہ سے جا کر انہوں نے بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو میرے پاس کیوں نہ بلا لائے کہا ایک مدت سے میں اسکی تلاش میں ہوں اور ارادہ اسکی ہلاک کا رکھتا ہوں
ان لوگوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہم ان کے آگے ایسے ہیبت ناک ہو گئے اور اسقدر ہمکو وہاں خوف ہوا کہ طاقت بات کی بھی ہم میں نہ رہی بادشاہ نے لشکر اسطرف کو روانہ کیا ہر چند الیاس کو ڈھونڈے تلاش
کیا لیکن کہیں نشان اسکا نہ ملا آخر پھر چلے آئے بادشاہ نے کہا کہ حیلہ سے اسکو پکڑنا چاہیے اور پچاس آدمی ادھر کو روانہ کیے ان لوگوں نے جا کر ظاہر کیا کہ ہم مومن ہیں الیاس کے
پاس آئے تو انکو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لاویں الیاس نے دعا کی کہ خداوندا اگر یہ قصد میری ہلاکت کا رکھتے ہیں تو ان سب کو ہلاک کر اسوقت آگ آئی اور سب کو جلا دیا بادشاہ نے پچاس آدمی اور
بھیجے انکو بھی جلا دیا اسیطرح پچاس آدمی کو وہ بھیجتا تھا اور آگ انکے بدنوں کو جلا دیتی تھی یہانتک کہ ایک ہزار آدمی آگ نے جلا دی اور منقول ہے کہ اس بادشاہ کا ایک منشی پرہیزگار
اور مسلمان آدمی تھا بادشاہ نے اسکو الیاس کیطرف بھیجا کہ الیاس کو کسی حیلہ سے گرفتار کر کے لاؤ جسوقت وہ وزیر پہاڑ کے نزدیک پہنچا آواز دی الیاس کو اور الیاس نے آواز
سنی تو باہر آئے اور اسکو بغل میں لیا اور دونوں بہت روئے وزیر نے کہا کہ اے الیاس اگر صلاح ہو تو میں تیرے ہمراہ رہوں اور نہیں تو الٹا پھر جاؤں حضرت الیاس کو
وحی آئی کہ مصلحت یہ ہے کہ وہ تیرے ہمراہ رہے اور میں تمہارا نگہبان ہوں اور اسکی شر سے تمکو محفوظ رکھونگا اور اس بادشاہ کو فرزند کی موت میں مشغول کرتا ہوں کہ وہ انکی تلاش سے باز رہے
ہوا اور وہ ہی روز پہاڑ سے باہر نکلکر روانہ ہوا اور راہ میں ایک بیابان کے گھر میں جا کر ٹھہرے کہ نام اسکا [illegible] تھا اور وہ حضرت یونس کی ماں تھی یونس الیاس کے بچہ تھا وہ
انکی خدمت کرتی اور ایک مدت تک ہمراہ رہے بعد اسکے الیاس باہر نکلے اور یونس مر گئے ماں انکی مضطرب ہو کر الیاس کے پاس آئی اور کہا کہ خدا سے دعا کر کہ میرے فرزند کو زندہ کرے
الیاس نے بحکم خدا دعا کی یونس کو خدا تعالی نے زندہ کیا اور الیاس وہاں سے پھر اپنے مقام میں آئے اور دعا کی کہ خداوندا میں ان کافروں سے بہت تنگ آیا اور ان سے مجھے رہائی
دے یا سات برس ان لوگوں کو قحط میں مبتلا کر حق تعالی نے فرمایا کہ سات برس بہت ہیں کہا پانچ برس کا قحط کر دے فرمایا کہ پانچ برس بھی بہت ہیں پھر الیاس نے کہا کہ تین برس کا کر
خطاب آیا کہ اچھا الیاس نے دعا کی خدا تعالی نے بارش کو ان پر بند کر دیا اور الیاس نے دعا کی کہ میری روزی کہاں سے لیگی فرمایا کہ ایک جانور پہونچائیگا وہ تجھکو روٹی ہر
جگہہ سے لاکر پہونچائیگا اور وہاں ایسی شدت کا قحط ہوا کہ آدمی اور چوپائے ہلاک ہونے لگے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ آخر سال میں الیاس ایک زن [illegible] کے دروازہ
پر پہنچے اور کہا کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے کہا کہ قدر آٹا اور روغن [illegible] موجود ہے اور اس عورت نے اسکی روٹیاں پکائیں اور روغن [illegible] پھر انکو دیا الیاس وہ روٹیاں
تناول فرما کر [illegible] دعا برکت کی حق تعالی نے اسکے برتنوں کو آٹے سے پر کر دیا اور وہاں حضرت الیسع بن اخطوب [illegible] اور انکو قحط نے ناتوان اور دبلا اور بیمار
کر رکھا تھا الیسع کی ماں نے الیاس کو آواز دی اور درخواست کی کہ الیسع کیواسطے دعا کر کہ حق تعالی اسکو شفا بخشے الیاس نے انکو دعا کی وہ اچھی طرح ہو گیا اور ماں بیٹا
دونوں الیاس پر ایمان لائے اور بعد اسکے الیاس اپنی قوم میں آئے اور کہا کہ اے قوم قحط حد سے زیادہ گذر گیا ہے خدا تعالی کے ایک ہونیکا اقرار کرو اور خالص دل سے اس پر ایمان لاؤ
تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤ ان لوگوں نے قبول نہ کیا الیاس نے فرمایا کہ اگر تم اپنا باطل اور گمراہی پر ہونا جاننا چاہتے ہو تو بتونکو حاضر کرو اور انکے پاس جا کر سینہ سے انکی دعا
کرو اگر وہ تمہاری دعا کو قبول کریں تو تم اپنے دین سے مت پھرو اور اگر میں دعا کروں اپنے خدا سے اور خدا میری دعا کو قبول کرے تو تم میری پیروی اختیار کرو سب نے قبول کیا
اور بتونکو آراستہ کر کے سینہ سے انکی دعا کی اور بارش کو بتوں سے طلب کیا دعا انکی قبول نہوئی الیاس نے دعا کی اپنے خدا سے اور بارش یعنی باران رحمت کو طلب کیا اسیوقت
دعا انکی قبول ہوئی اور مینہ آیا لیکن وہ لوگ اپنے عہد سے پھر گئے اور انہوں نے زیادہ انکار کیا **فَكَذَّبُوهُ** پس جھٹلایا انہوں نے الیاس کو اور خدا تعالی نے انکو وحی کی کہ تو قوم سے باہر
کہیں کو چلا جا **فَإِنَّهُمْ** پس تحقیق کہ وہ لوگ **لَمُحْضَرُونَ** البتہ حاضر کیے گئے عذاب کے بیچ وہ عذاب میں گرفتار ہونگے **إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ**
مگر بندے خدا کے کہ خالص کیے گئے ہیں کفر اور شرک سے وہ عذاب سے محفوظ رہینگے حضرت الیاس موجب حکم خدا وہاں سے چلے اور حکم پہنچا کہ فلانے مقام میں جا وہاں
جو چیز تمکو سواری کی قسم سے ملے اسپر سوار ہو الیاس اسی مقام پر گئے اور ایک صورت شیر کی یا گھوڑے کی یا اونٹ کی آگ کی دیکھی اسی پر سوار ہو کر چلے اور الیسع کو اپنا خلیفہ کیا
اور حق تعالی نے انکو پر اور بازو بخشے اور کھانے پینے کی لذت اٹھالی ملائکہ کے ہمراہ وہ پرواز کرتے ہیں اور [illegible] جنگلوں [illegible] حضرت خضر دریا [illegible]

خضر جنگلوں پر موکل ہیں اور الیاس بیابانوں پر اور خضر اور الیاس ہر حج کے موسم میں عرفات میں ملاقات کرتے ہیں آپس میں اور ماہ رمضان میں بیت المقدس میں نوبہ نوبت ہو کر روزہ رکھا کرتے ہیں اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ الیاس ہی کو وہ کہتی ہے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ میں ایک دن کو جاتا تھا درمیان وادی کے کہ وقت آفتاب نہایت گرم تھا ایک مرد کو میں نے دیکھا کہ صحرا میں کھڑا ہے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کچھ جواب نہ پایا دوسری بار میں نے پوچھا کچھ نہ کہا تیسری مرتبہ جو میں نے پوچھا تو کہا کہ میرا نام الیاس ہے جس وقت میں نے الیاس کا نام سنا تو ایک خوف مجھ پر غالب ہوا اور میں لرزنے لگا اس قسم کہ اپنی عقل میں ضبط نہ کر سکا اور اس سے میں نے کہا کہ دعا کر کہ میرا خوف دور ہو تو وہ دعا کی میں اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور وقت دعا کرنے کے میں نے سنا کہ یہی آٹھ نام خدا تعالیٰ کے الٰہی بار پروردگار یا رحیم یا حنان یا منان یا حی یا قیوم اور تین نام میرے یاد نہ تھے اور بعد اسکے ہاتھ میرے شانہ پر رکھا اس طرح سے کہ خنکی اور راحت مجھ کو پہنچی اور اس سے میں نے پوچھا کہ وحی تجھ کو آتی ہے کہا کہ جب سے کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزمان کو بھیجا وحی مجھ سے منقطع ہو گئی ہے پھر میں نے پوچھا کہ اب کے پیغمبر زندہ ہیں فرمایا کہ چار ہیں دو آسمان پر ادریس اور عیسیٰ اور دو زمین پر خضر اور میں پھر میں نے پوچھا کہ خضر کہاں ہیں کہا کہ دریا کے جزیرہ میں میں نے پوچھا کہ تو انکو دیکھتا ہے کہا کہ ہاں موسم حج میں ہم ملتے ہیں اور میں نے سنا ہے درمیان وادی اور اہل شام کے لڑائی ہوتی تھی میں نے پوچھا کہ تو حق میں ان کے کیا کہتا ہے کہا وہ ظالم ہیں اور مخالف کرنیوالا جو لوگ کہ انکے ہمراہ ہیں قاتل اور مقتول سو دونوں دوزخی ہیں پھر کہا کہ میں بھی اس جماعت میں تھا لیکن میں کسی کی لڑائی میں نہیں اور اب میں نے توبہ کی ہے توبہ میری قبول ہے فرمایا کہ ہاں لیکن بعد آج کے اس معرکہ میں داخل نہ ہونا اور درمیان ہمارے کلام کے دو روٹیاں کسی نے تر کر کے رکھیں کہ وہ دودھ سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سفید تھیں مجھکو فرمایا کہ یہ روزی کھا میں نے دو روٹی اسمیں سے کھائی اور آدھی روٹی پھیر کے رکھ دی اٹھالی نہیں معلوم کہ کسنے وہ روٹی رکھی تھی اور کسنے اٹھالی اور ایک اونٹ اس صحرا میں چرتا تھا الیاس کے پاس آیا اور خود بخود بیٹھ گیا الیاس اس پر سوار ہوا میں نے کہا کہ میں بھی تیرے ہمراہ چلوں کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ میں مجرد ہوں اور زن و فرزند کچھ نہیں رکھتا فرمایا کہ جا اور نکاح کسی عورت سے کر میں نے پوچھا کہ تجھکو میں کہاں دیکھوں فرمایا کہ حج کی جگہ کہ اتفاق ہوا اور آنکھ سے میری پوشیدہ ہو گیا اور پھر اسکو کبھی میں نے نہ دیکھا القصہ جس وقت الیاس اپنی قوم میں سے باہر آیا تو حق تعالیٰ نے ایک دشمن زبردست کو اس بادشاہ پر غالب کیا یہاں تک کہ اسنے اس بادشاہ اور اسکی جورو کو قتل کر کے اس باغ میں ڈال دیا اور درندوں نے جمع ہو کر انکو کھایا اور ہڈیاں انکی باقی چھوڑیں اور بعد اسکے یسع درمیان بنی اسرائیل کے آیا اور انکو طرف حق کے بلایا بعضے اس سے ایمان لائے اور وہ احکام خدا کے لوگوں کو پہنچایا کرتے تھے کہ اجل انکی آگئی وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ اور باقی چھوڑا ہم نے اوپر اسکے فِي الْآخِرِينَ ۝ درمیان پچھلے لوگوں کے تعریف اور درود کو کہ وہ کہتے ہیں کہ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ سلام اوپر الیاس کے کہ آخر زمانے کے لوگ اسپر سلام پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الیاسین الیاس کا نام ہے جیسے کہ سیناء سینین پہاڑ کا نام ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جمع ہے الیاس کی اور مراد اس سے الیاس اور جو لوگ کہ اسکی پیروی کرتے ہیں لیکن اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ وہ معرف بلام ہوتا اور ابن عامر اور نافع اور روایت یعقوب نے آل یاسین پڑھا ہے اور باقیوں نے الیاسین اور آل یاسین کی قرأت کے موافق بعضے کہتے ہیں کہ یاسین الیاس کے باپ کا نام ہے تاکہ مناسب ہو ما بعد اور ما قبل کو اور اہلبیت علیہم السلام کا مذہب یہ ہے کہ یاسین سرور محمد کا نام ہے اور آل یاسین سے مراد آل محمد ہیں کہ وہ ائمہ علیہم السلام ہیں چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے باپ سے اور انکے باپ نے انکے باپ سے یہاں تک کہ حضرت علی سے روایت کی ہے فرمایا کہ اسی یاسین یعنی یاسین محمد کا نام ہے اور ہم آل یاسین ہیں اور اہلسنت کی روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آل یاسین آل محمد ہیں چنانچہ سفیان ثوری نے روایت کی ہے منصور سے اور اسنے مجاہد سے کہ عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے لغت میں یاسین بمعنی یا انسان کو کہتے ہیں اور مراد انسان سے حضرت سرور صلعم ہیں اور آل یاسین اہلبیت ہیں انکی اور سدی نے کہ اہلسنت کے راویوں میں سے ہے کسنے روایت کی ہے کہ مراد اس سے محمد اور آل محمد ہیں اور سلیمان بن نافع نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ شاہ اولیا علی مرتضیٰ سے سوال کیا گیا تھا اس آیت کے معنی سے فرمایا کہ یاسین محمد ہے اور ہم آل یاسین ہیں إِنَّا كَذَٰلِكَ تحقیق کہ ہم اسی طرح یعنی جیسے کہ اہل زمانہ کے درمیان الیاس کا نام ہم نے بلند کیا ایسے ہی نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالوں کو اور مرتبہ انکا بلند کرتے ہیں إِنَّهُ تحقیق کہ وہ الیاس مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے ہے اور ابحضرت لوط کا قصہ بیان کرتا ہے کہ وَإِنَّ لُوطًا اور تحقیق کہ لوط بن ہرون برادر زادہ ابراہیم لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ البتہ رسولوں میں سے ہے إِذْ نَجَّيْنَاهُ یاد کرو اے محمد صلعم جس وقت کہ نجات دی ہمنے اسکو وَأَهْلَهُ اور لوگوں اسکے کو جو کہ ایمان لائے تھے أَجْمَعِينَ ۝ سب کو یعنی نجات دی ہمنے سب کو إِلَّا عَجُوزًا مگر ایک بڑھیا کو کہ وہ زوجہ لوط کی تھی اور یہاں میں اسنے لوط کی پیروی نہ کی تھی اور وہ اپنے کفر کی جہت سے پیچھے رہ گئی تھی فِي الْغَابِرِينَ ۝ درمیان باقی رہنیوالوں عذاب کے

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہلاک کیا ہمنے اوروں کو یعنی انکی قوم میں سے جو کہ کافر اور بدکار تھے وَاِنَّكُمْ اور تحقیق کہ تم اے قریش لَتَمُرُّوْنَ البتہ گزرتے ہو عَلَيْهِمْ اوپر انکی بستیوں کے جس وقت واسطے تجارت کے شام کو جاتے ہو مُّصْبِحِيْنَ جس وقت کہ صبح کرنیوالے ہوتے ہو وَبِاللَّيْلِ اور بیچ رات کے یعنی رات اور دن انکے شہروں پر گزرتے ہو اور انکو خراب دیکھتے ہو تم دیکھتے ہو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم اور عقل کو کام نہیں فرماتے ہو اور اب حضرت یونس کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنَّ يُوْنُسَ اور تحقیق یونس بن متی لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ البتہ رسولوں میں سے ہے کہ انکو نینوا کے لوگوں پر ہمنے پیغمبر کرکے بھیجا تھا اور جس وقت انکی قوم نے انکو جھٹلایا اور ایمان نہ لائی اور عذاب کے آنے کی وعید ہوئی تو یونس شہر سے باہر نکل گئے اور روانہ ہوئے چنانچہ ذکر اسکا مفصل سورۂ یونس میں ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے یاد کر تو اے محمد صلعم اِذْ اَبَقَ جس وقت کہ بھاگا وہ یونس قوم اپنی سے اور پناہ لایا اِلَى الْفُلْكِ طرف کشتی کے الْمَشْحُوْنِ کہ بھری ہوئی تھی آدمیوں سے اور اسباب سے اور اَبَقَ کا لفظ اس میں غلام کے آقا سے بھاگ جانے کو کہتے ہیں اور حضرت یونس بدون اذن پروردگار کے اپنی قوم سے بھاگ گئے تھے ابق کا لفظ فرمایا اور بیان اسکا یہ ہے کہ جب حضرت یونس کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی بیچ دریا کے اندر ٹھہر گئی اور آگے نہ چلی تب ملاحوں نے کہا کہ کوئی غلام بھاگا ہوا اس کشتی میں ہے اسی واسطے کشتی جاری نہیں ہوتی اور عادت تھی کہ جب کسی کی کشتی ٹھہر جاتی تو غلام کو دریا میں ڈال دیتے تاکہ کشتی جاری ہو حضرت یونس نے کہا کہ غلام بھاگا ہوا میں ہوں لوگوں نے کہا کہ تو غلام بھاگا ہوا ہرگز نہیں ہے اور آثار آزادی کی اور بزرگی کی تیرے چہرے سے ظاہر ہیں یونس نے بہت مبالغہ کیا اور کہا کہ غلام بھاگا ہوا میں ہی ہوں اور میں اپنے مالک سے بھاگا ہوں تب یونس نے قول میں بہت مبالغہ کیا اور ان لوگوں نے انکار کیا کہ تو غلام نہیں تب ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ قرعہ ڈالنا چاہیے جسکا نام قرعہ میں نکلے اسکو دریا میں ڈالو فَسَاهَمَ پس قرعہ ڈالا ان کشتی والوں نے تین مرتبہ اور تینوں بار یونس کے نام پر نکلا پس قرعہ ڈالا اور تینوں مرتبہ یونس ہی کا نام نکلا چنانچہ فرماتا ہے خدا فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ پس ہو گیا وہ یونس قرعہ میں نام نکلنے والوں سے کشتی والوں نے چاہا کہ انکو دریا میں ڈالیں حق تعالیٰ نے مچھلی کو حکم کیا کہ یونس نے ایک بہتر امر کو ترک کیا ہے کہ بدون ہمارا اذن اپنی قوم میں سے چلا آیا ہے تم جا کر ان چند روز انکو ہمارے حکم میں قید کر رکھو چاہیے کہ انکی نگہبانی اچھی طرح کریو ایسا نہ ہو کہ کوئی زخم انکو پہنچے اور انکی غذا میں خلل آئے جبتک انکا امتحان ہو ان کا بدن تمہارے پیٹ میں سلامت رہے جب یونس کشتی کے کنارہ پر آئے اور منہ اپنا انہونے کھولا ملاح انکو دوسری طرف لیگئے وہ مچھلی ادھر بھی منہ کھولے ہوئے آئی اور وہاں سے اور طرف کو لیگئے تو وہاں بھی وہ مچھلی منہ کھولے ہوئے آئی یونس نے جانا کہ یہ امر حکمت خدا ہے توکل کر کے دریا میں گر پڑے فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ پس لقمہ کر گئی انکو مچھلی وَهُوَ مُلِيْمٌ اور وہ ملامت کیے ہوئے تھے اپنے نفس کو اس سبب سے کہ بدون اذن خدا کے اپنی قوم میں سے چلا آیا تھا اور وہ مچھلی یونس کو اس طرح سے محافظت کرتی تھی جیسے کہ ماں اپنے فرزند کو محافظت کرتی ہے اور حضرت یونس ذکر خدا کرتے تھے اور وہ مچھلی پانی سے منہ اپنا باہر نکالتی تھی اور پھر پانی میں لیجاتی تھی کہ یونس سانس لیتا رہے اسی طرح سے تین دن یا سات دن یا بیس دن اور چالیس دن وہ مچھلی کے پیٹ میں رہے اور مچھلی نے انکو سات دریا میں پھرایا تاکہ عجائبات دریا کے دیکھیں اور جس وقت دریا کی تہ میں پہنچے اور دریا کے جانوروں کی تسبیح کی آواز سنی تو انکی موافقت سے تسبیح خدا میں مشغول ہوئے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلَوْلَا اَنَّهٗ پس اگر نہ ہوتا یہ کہ تحقیق وہ یونس كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ تھا تسبیح کرنیوالوں سے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ مچھلی کے پیٹ میں کہتا تھا یا تسبیح مطلق کرتا تھا یعنی یونس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا کی کرنیوالا نہ ہوتا اور ذکر خدا کا نہ کرتا تو لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖ البتہ دیر کرتا درمیان پیٹ اس مچھلی کے اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ طرف اس دن کے کہ اٹھائے جاوینگے زندہ کرکے سب آدمی یعنی قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں قید رہتا لیکن برکت تسبیح کے ہمنے انکو نجات دی فَنَبَذْنٰهُ پس ڈالا ہمنے انکو یعنی حکم کیا ہمنے مچھلی کو کہ یونس کو کنارہ پر ڈالدے بِالْعَرَاۗءِ اوپر جنگل کے کہ وہ میدان تھا اور کوئی درخت وہاں نہ تھا وَهُوَ سَقِيْمٌ اور وہ یونس بیمار تھا اس وقت یعنی نہایت ناتوان تھا اور کھال انکی بوسیدہ اور سرخ ہو گئی تھی وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ اور اگایا ہمنے اوپر انکے یعنی انکے بدن کے اوپر شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ایک درخت کدو کہ اسکی پتوں کا سایہ انپر تھا تاکہ آفتاب سے انکا بدن محفوظ رکھتا تھا اور کہتے ہیں کہ تاثیر کدو کے درخت کی یہ ہے کہ مکھی اسکے پاس نہیں آتی ہے اور خدا تعالیٰ نے کدو کو اگایا کہ آفتاب سے اور مکھی سے وہ محفوظ رہے اور کہتے ہیں کہ کسی نے جناب سید عالم صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو کیا سبب ہے کہ کدو کو بہت دوست رکھتے ہیں فرمایا اسواسطے کہ وہ درخت میرا اور میرے بھائی یونس کا ہے اور ایسا بھی ہے کہ جیسے بچہ پیدا ہوا ہو تو مانند مرغ کے بچے کے ہر گز وہ پڑا رہتا ہو اور زمین پر پڑے ہوئے تھے اور کانپتے تھے حق تعالیٰ نے ایک پہاڑی بکری کو حکم کیا انکے پاس جا کر انکو دودھ پلایا اور ہر گاہ

دو وہ اسکے نیچے پرورش پائی اور جسطرح کہال انکی بدن کی نرم ہوگئی تھی ویسی ہی پہنچی تو ایک دن کسی کام کیواسطے کہیں کو چلے گئے تھے جب پھر آئے تو وہ درخت کدو کا خشک ہو گیا تھا اُنکو
خشک دیکھکر بہت ملول ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یونس درخت خشک دیکھکر تو تنگدل ہوتا ہے اور ایک لاکھ کئی ہزار آدمیوں کا ہلاک ہونا تیرا دل تنگ نہوا کہ تو نے عذاب کی خواہش
کی تھی اور میں اگر ایک لاکھ آدمیوں کو بخشدوں تو تیرے نزدیک زیادہ دوست ہے اس سے کہ ایک آدمی کو عذاب کروں اور تو جلدی چلا تیری قوم کے آدمی ایمان لائے ہیں اور تیری
دیدار کے آرزومند ہیں اور عذاب انسے دفع کردیا جب یونس یہ حکم سنکر اپنی قوم کیطرف روانہ ہوئے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَأَرْسَلْنَاهُ اور بھیجا ہم نے یونس کو
دوسری بار إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ طرف سو ہزار یعنی طرف ایک لاکھ آدمی کے أَوْ يَزِيدُونَ یا زیادہ تھے کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے یا ایک لاکھ تیس ہزار
یا ایک لاکھ ستر ہزار تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسطرح کا کلمہ واسطے کثرت کے آتا ہے یعنی ان لوگوں کی اسقدر کثرت تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا تو کہتا کہ ایک لاکھ ہیں یا زیادہ ہیں اور خدا تعالیٰ کو
ہر چیز انکی گنتی کا علم تھا اور جانتا تھا کہ وہ کتنے ہیں اور تردد و شبہ انکی شمار میں ہرگز نہ تھا لیکن خدا تعالیٰ نے عرب کے محاورہ کے موافق ایسا کلمہ فرمایا ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام کی قرأت میں أو کا لفظ نہیں ہے بلکہ فقط واو ہے یعنی اور بھیجا ہم نے یونس کو طرف ایک لاکھ کے اور زیادہ اور معنی اسکی بالاتر و ظاہر ہیں اور دوسری روایت میں
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد زیادہ تیس ہزار آدمی ہیں کل آدمی قوم یونس کے ایک لاکھ تیس ہزار تھے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت یونس
کے حال میں لکھا ہے کہ یونس تین روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور ظلمات میں انکو پکارا یعنی تین اندھیروں میں کہ ایک اندھیرا مچھلی کے پیٹ کا تھا اور ایک اندھیرا رات کا اور ایک اندھیرا
دریا کا تھا خدا کو پکارا اسطرح سے کہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پس خدا تعالیٰ نے انکی دعا کو قبول کیا اور مچھلی نے انکو کنارہ پر ڈالدیا اور خدا تعالیٰ نے
درخت کدو کا انکے اوپر اگایا انکو دھوپ سے بچاتے تھے اور سایہ کرتے تھے اور بال انکے گر گئے تھے اور جلد بہت باریک ہوگئی تھی اور یونس رات دن تسبیح خدا کرتے تھے جب
انکی قوت آئی تو خدا تعالیٰ نے ایک کیڑے کو بھیجا اسنے اس درخت کی جڑ کو کھالیا وہ خشک ہوگیا یہ امر یونس کو بہت شاق ہوا اور اسکا نہایت رنج کیا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ
اے یونس کس واسطے رنج کرتا ہے کہا کہ اے پروردگار میرے یہ درخت کہ مجھکو نفع بخشتا تھا تو نے کیڑا بھیجا اسکو خشک کردیا کہ وہ اسکی جڑ کو کھا گیا ہے فرمایا کہ اے یونس تو درخت
کیواسطے رنج کرتا ہے کہ تو نے اسکو نہ بویا تھا اور نہ تو نے اسکو پانی دیا تھا اور نہ رنج کیا تو نے نینوا کے آدمیوں پر کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے اور ارادہ کیا تو نے کہ ان پر عذاب
نازل ہو اور اب وہ ایمان لائے ہیں اور ڈرے ہیں تو انکے پاس جا یونس یہ حکم سنکر اپنی قوم کیطرف روانہ ہوئے جس وقت انکی شہر نینوا کے قریب پہنچے تو شہر میں داخل ہونے سے انکو حیا
اور شرم آئی ایک چرواہا انکو ملا اس سے کہا کہ تو شہر میں جا اور انکی لوگوں سے جا کر کہہ کہ یونس آیا ہے اس چرواہے نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور جھوٹ بولنے سے تو شرم نہیں
کرتا ہے یونس تو دریا میں غرق ہوگیا ہے حضرت یونس نے دعا کی کہ خداوندا اس گوسفند کو گویا کردے کہ یہ میری گواہی دے اور کہے کہ یونس یہی ہے دعا انکی قبول ہوئی
اور اس گوسفند نے گویا ہو کر جواب دیا ہے بزبان فصیح کہا کہ یونس یہی ہے وہ چرواہا گوسفند کو ساتھ لیکر شہر نینوا میں گیا اور یونس کی قوم کو خبر کی وہ لوگ آئے اور اسکو گرفتار کیا
اور ارادہ کیا کہ اسکو ماریں اس گمان سے کہ یہ جھوٹ کہتا ہے یونس کہاں ہے یونس تو غرق ہوگیا ہے اس چرواہے نے کہا کہ میں اپنے قول کا گواہ رکھتا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ کون تیرا گواہ کہا کہ
یہ گوسفند میرا گواہ ہے اس گوسفند نے گواہی دی کہ یہ سچ کہتا ہے اور یونس کو خدا تعالیٰ نے پھر بھیجا ہے وہ لوگ باہر نکلے اور یونس کو لائے فَآمَنُوا پس ایمان لائے وہ آدمی باشندے نینوا
کے کہ انکی ہاتھ پر انہوں نے ایمان پھر نیا کیا فَمَتَّعْنَاهُمْ پس فائدہ دیا ہم نے انکو لذتوں اور مالوں دنیا کا إِلَىٰ حِينٍ طرف ایک وقت کے یعنی وقت
تمام انکی عمروں تک فائدہ دیا اور اب پھر مشرکوں کو تنبیہ کرتا ہے اور انکے عقائد بد کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ ملائکہ کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد صلعم فَاسْتَفْتِهِمْ
پس حکم طلب کر ان سے یعنی پوچھ تو ان سے بنی خزاعہ اور بنی ملیح اور بنی جہینہ سے کہ وہ ملائکہ کو دختران خدا کہتے ہیں اور انکو ملامت کر کے سوال کر أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ کیا
واسطے پروردگار تیرے کے اے محمد صلعم بیٹیاں ہیں وَلَهُمُ الْبَنُونَ اور واسطے انکے بیٹے ہیں یعنی انسے پوچھ کہ کیا واسطے خدا کے تو بیٹیاں ہیں جو کہ کمتر چیز ہیں اور تم انسے بہت عار
اور ننگ رکھتے ہو یہاں تک کہ زندہ درگور انکو کرتے ہو اور پسر جو کہ اچھی چیز ہے وہ تمہارے واسطے مقرر کئے ہیں کہ وہ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ یا پیدا کیا ہم نے فرشتوں کو إِنَاثًا
عورتیں وَهُمْ شَاهِدُونَ اور وہ حاضر ہوتے تھے پیدا کرنے کے وقت یہاں تک کہ یہ حال ان دیکھنے سے اپنی آنکھ سے معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ جسمیں یقین کیا جاوے جسوقت
کہ وہ وقت پیدا کرنے ملائکہ کے حاضر نہ تھے تو کیونکر وہ انکی عورتیں ہونیکا حکم کرتے ہیں أَلَا إِنَّهُمْ خبردار ہو کہ تحقیق وہ کفار مِنْ إِفْكِهِمْ دروغ اور افترا اپنے سے
لَيَقُولُونَ البتہ کہتے ہیں کہ وَلَدَ اللَّهُ بچہ لایا ہے خدا یعنی خدا نے بچہ پیدا کیا ہے اس سے کہ وہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں وَإِنَّهُمْ اور تحقیق وہ کفار اس

قول ہی ایسے کہ ملائکہ خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لَكَاذِبُونَ البتہ دروغ گو ہیں أَصْطَفَى الْبَنَاتِ اسکا اول ہمزہ استفہام کا ہے اور اسکے بعد کا ہمزہ وصل ساقط
ہوگیا ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ برگزیدہ کیا ہے خدا نے بیٹیوں کو جنکو تم مکروہ جانتے ہو عَلَى الْبَنِينَ اور بیٹوں پر کہ باعث تمہارے فخر اور ناز کا ہے یعنی تم باوجود عاجز اور
ناقص ہونے کے پست اور گھٹیا چیز کو تو اختیار کرتے نہیں ہو اور جو شخص سب طرح قدرت رکھتا ہے اور مالک اور حاکم ہر شے کا ہے وہ پست اور ناقص چیز کو کیونکر اختیار کرے گا مَا لَكُمْ
کیا واسطے ہے تمہارے كَيْفَ تَحْكُمُونَ کیونکر حکم کرتے ہو تم واسطے خدا کے خلاف عقل اسکے واسطے تجویز کرتے ہو أَفَلَا تَذَكَّرُونَ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے
ہو تم اور نہیں سمجھتے ہو تم کہ ذات پروردگار کی جورو اور فرزند سے پاک ہے اسواسطے کہ فرزند چاہیے کہ مشابہ باپ کے ہو اور حق تعالیٰ کا کوئی مشابہ اور مانند نہیں رکھتا ہے پس فرزند
اسکے کیونکر ہوگا أَمْ لَكُمْ کیا واسطے تمہارے اس امر میں سُلْطَانٌ مُبِينٌ کوئی دلیل ظاہر اور کوئی حجت ہے کہ وہ نازل ہوئی ہے تمہارے اوپر تمہارے قول کی دلالت پر ایسی
فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ پس لاؤ تم کتاب اپنی کہ جو کہ تمہارے دعوے میں آسمان سے نازل ہوئی ہو اور اسمیں لکھا ہو کہ ملائکہ خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
اگر ہو تم راست گو اس دعوے میں اور کہتے ہیں کہ بعضے کفار عرب مثل بنی خزاعہ کے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اشراف جن کی عورتوں سے صحبت کی ہے ملائکہ پیدا ہوئے ہیں اور
مجوس کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور شیطان دو بھائی ہیں یعنی خدا پیدا کرنیوالا نور کا اور خیر کا اور فائدہ بخشنے والا حیوان کا ہے اور شیطان پیدا کرنیوالا تاریکی کا اور بدی اور ضرر
کرنیوالا حیوان کا ہے خدا تعالیٰ انکے اعتقاد میں خبر دیتا ہے کہ وَجَعَلُوا اور مقرر کیا ان کافروں نے بَيْنَهُ درمیان اسکے یعنی حق تعالیٰ کے وَبَيْنَ الْجِنَّةِ اور
درمیان جنوں کے کہ شیطان بھی انہیں سے ہے نَسَبًا ناتا اور رشتہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جن اور پری إِنَّهُمْ تحقیق وہ مشرکین
کہنے والے ایسی باتوں کے لَمُحْضَرُونَ البتہ حاضر کئے گئے ہیں دوزخ میں سُبْحَانَ اللَّهِ پاک ہے خدا عَمَّا يَصِفُونَ اس چیز سے کہ بیان
کرتے ہیں وہ کفار کہ رشتہ اور ناتا طرف خدا کے منسوب کرتے ہیں اور سب کفار ایسی ہی باتیں کرتے خدا کی پاک ذات کے حق میں کہتے ہیں إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ
مگر بندے خدا کے جو کہ خالص اور پاک کئے گئے ہیں ایسی باتوں نالائق اور کفر اور شرک سے اور جو کچھ کہ مناسب اور سزاوار ذات پاک حق تعالیٰ کے ہے وہی زبان پر لاتے ہیں پھر
خدا تعالیٰ تمام مشرکوں کو خطاب کرتا ہے کہ فَإِنَّكُمْ پس تحقیق تم اے کافرو وَمَا تَعْبُدُونَ اور وہ چیز کہ پرستش کرتے ہو تم اسکی مَا أَنْتُمْ نہیں ہو تم عَلَيْهِ
بِفَاتِنِينَ اوپر خدا کے فساد کرنیوالے اسکے بندوں کو بہکا کر اور گمراہ کرکے إِلَّا مَنْ هُوَ مگر اس شخص کو کہ وہ صَالِ الْجَحِيمِ داخل ہونیوالا آگ جلانیوالی
کا ہے یعنی تم اور تمہارے معبود خدا پر غالب ہو کر اسکے بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتے ہو مگر ان لوگوں کو کہ علم الہی متعلق ہوا اس پر کہ وہ لوگ کافر اور گنہگار ہو کر دوزخ میں
جائیں اور صاحب ... حق تعالیٰ ان لوگوں کی جو کہ ملائکہ کو پرستش کرتے تھے جبرئیل کو حکم کرتا ہے کہ اپنے حبیب صلعم سے یہ کہ بیان کرکے ہم سب فرشتے بندے ہیں
خدا کے اور کہہ وَمَا مِنَّا اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی إِلَّا لَهُ مگر واسطے اسکے ہے عبادت کرنیکے لئے مَقَامٌ مَعْلُومٌ ایک جگہ معلوم اور مقرر یعنی
بقدر مرتبہ ہر فرشتہ کیواسطے ایک مقام ہے عبادت کرنیکے واسطے کہ اس مقام سے گذر نہیں سکتا ہے کہ بعضے تو ایسے ہیں کہ ہمیشہ کھڑے ہی رہتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ
ہمیشہ رکوع میں ہیں اور بعضے ہمیشہ سجدہ میں ہیں اور اپنی اس حالت سے دوسری حالت میں مشغول نہیں ہو سکتے ہیں پس جس وقت کہ ہمارا ایسا حال ہے تو ہم کیونکر ہمسر اور شریک
اسکے اور پروردگار ہونیکے ہو سکتے ہیں کہ کوئی ہمکو معبود اپنا مقرر کرے اور مخلوق برابر خالق کے کیونکر ہو سکتا ہے وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ اور تحقیق ہم البتہ صف باندھنے
والے ہیں طاعت اور عبادت کے مقام میں اور صف باندھے ہوئے ہیں اپنے پروں واسطے عاجزی کے اور اگر معاذ اللہ کسی طرح کی سستی اور غفلت اپنے عمل میں ہو تو باعث غضب خدا اور
ہمیشہ کے عذاب میں ہم گرفتار ہوں وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ اور تحقیق ہم البتہ تسبیح کرنیوالے ہیں اور پاکی بیان کرنیوالے ہیں عیبوں سے اور ان چیزوں سے کہ
لائق اسکی ذات پاک کے نہیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پیغمبر خدا اور مومنین ہیں اور یہ کلام انہیں کا ہے یعنی ہر ایک ہم میں سے بہشت میں مقام معلوم رکھیگا بقدر اعمال
کے اور آج ہم صف باندھنے والے ہیں اور خدا کو پاکیزگی سے بیان کرنیوالے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت چہاردہ معصومین علیہم السلام کی شان میں ہے اور تحقیق تھے کفار مکہ
جناب رسول خدا صلعم کے پیغمبر ہونے سے پہلے کہتے تھے کہ اگر کوئی کتاب آسمان سے نازل ہو تو ہم کفر کو ترک کرکے ایمان اختیار کریں اور جس وقت قرآن نازل ہوا کہ وہ سب کتابوں
سے زیادہ بزرگ ہے تو پیغمبر پر ایمان نہ لائے اور اپنے کفر پر قائم رہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِنْ كَانُوا اور تحقیق تھے وہ کفار قریش پیغمبر کے پہلے لَيَقُولُونَ
لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا البتہ کہتے تھے کہ اگر تحقیق ہوتی نزدیک ہمارے کوئی کتاب مِنَ الْأَوَّلِينَ پہلے لوگوں کی کتابوں کی جنس سے یعنی اگر ہمارے پاس کوئی کتاب

رکھتی ہے اور ہر روز جبرئیل اس چشمہ میں داخل ہوتے ہیں اور سوائے ستر ہزار پر کے اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں اور ہر قطرہ سے جو کہ پروں سے جھڑتا ہی ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی کہ وہ قیامت تک
خدا کی تسبیح کرتا ہی اور حمد اور تکبیر میں مشغول رہتا ہی اور ایک روایت ہی حضرت صادق علیہ السلام سے کہ شب معراج خدا تعالی نے حضرت صلعم کو وحی کی کہ یا محمد نزدیک ہو تو
صاد سے اور غسل کر تو اپنے سجدہ کرنیکی جگہوں کا اور پاک کر تو انکو اور نماز پڑھ تو واسطے پروردگار اپنے کی پس نزدیک ہوئے حضرت صلعم صاد سے اور وہ پانی ہی کہ جاری ہی نیچے عرش کے جانب
راست سے اور حضرت کاظم علیہ السلام کی حدیث میں ہی وہ یہ ہی کہ جس صاد سے حضرت صلعم کو غسل کرنیکا حکم ہوا تھا وہ چشمہ ہی کہ جاری ہی عرش سے ایک رکن سے اور اسکو ماء الحیوۃ کہتے
ہیں اور وہ چشمہ وہ ہی کہ خدا تعالی نے قرآن میں فرمایا ہی ص والقرآن ذی الذکر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ص سے یہ ہی کہ قسم ہی صاد صمد کی اور صمدیت کی ازل سے ابد تک اور خدا کی صمدیت
کی ازل سے ابد تک رہنیوالی صمدیت کی ازل سے ابد تک یعنی معنی آیت یہ ہی کہ قسم ہی صادق کی **والقرآن ذی الذکر** اور قرآن صاحب ذکر کی جو ذکر
ذکر ہی حلال کا اور حرام کا اور بیان امر کا اور نہی کا اور ذکر ہی بہار رکھنے مقصود کا اور [illegible] خبروں کا اور احوال قیامت کا اور اگلی خبروں کا کہ جنکی طرف محتاج
ہیں سب لوگ دنیا اور آخرت میں اور جواب قسم کا محذوف ہی یعنی قرآن معجزہ ہی اور حق ہی اور پیروی اسکی [illegible] کرنا واجب ہی اور کفار ایمان نہیں لائے
ہیں اسواسطے کہ انہیں کچھ خلل اور قصور ہی **بل الذین کفروا** بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے وہ ایمان لاتے قرآن پر نہیں **فی عزۃ** بیچ غرور اور سرکشی کی
ہیں جو قبول حق سے ہی **و شقاق** اور مخالفت بیچ ہیں اور اسی سبب سے ایمان نہیں لاتے ہیں اور پیغمبر کی تابعداری نہیں کرتے اور مخالفت کرتے ہیں [illegible] اور
نہیں سمجھتے ہیں **کم اهلکنا** بہت ہلاک کئے ہم نے **من قبلهم** پہلے ان مشرکوں کے **من قرن** زمانہ کے لوگوں [illegible]
تکبر اور مخالفت کے سبب پہلے ان کفار مکہ کے بہت ہلاک کئے ہیں [illegible] خیال [illegible] اور جس وقت [illegible] عذاب [illegible] **فنادوا** پس آواز دی [illegible]
اور فریاد کی پیغمبروں نے عذاب کو دیکھکر تاکہ انکی فریاد کو پہنچیں اور عذاب انسے دور کریں ان پیغمبروں نے انکی [illegible] **ولات** اور نہ تھا وقت **حین**
مناص وقت بھاگنے کا عذاب خدا سے اور کہتے ہیں کہ عادت کفار مکہ کی یہ تھی کہ جس وقت لڑائی انپر سخت ہوتی تو کہتے تھے کہ مناص مناص یعنی بھاگو اور [illegible]
پناہ لیجاؤ خدا تعالی خبر دیتا ہی کہ جیسے پہلی امتوں کے آدمی وقت عذاب کے بھاگنے کی جگہ نہیں پاتے تھے ایسے ہی کفار مکہ بدر کی لڑائی میں مناص کہینگے اور لات [illegible]
ہوئی ہی اور یہ دونوں کلمہ ملکر لیس کے ہیں اور نصب حین کا [illegible] ہی کہ وہ خبر ہی لات کی یعنی لیس ہی اور تقدیر اسکی یہ ہی کہ لیس الوقت حین مناص [illegible]
لات تنہا حرف ہے اور یہ تا حین سے ملی ہوئی ہی یعنی ولاتحین اور تحین معنی حین ہے **وعجبوا** اور تعجب کیا ان کافروں نے **ان جاءهم منذر**
اس سے کہ آیا ان کے پاس ڈرانیوالا عذاب خدا سے **منهم** انہیں میں سے اور کہا کہ یہ تو مثل ہمارے آدمی ہی اور ہماری قوم کا ہی پس کیونکر پیغمبر ہو سکتا ہے **وقال**
الکافرون اور کہا کافروں نے کہ **هذا ساحر** یہ ڈرانیوالا ساحر جادوگر ہی اور جو کچھ یہ معجزہ دکھلاتا ہی وہ جادو دکھلاتا ہے **کذاب** بڑا جھوٹا ہی کہ دعوی
نبوت کا کرتا ہی اور قرآن کو کہتا ہی کہ یہ خدا کے پاس سے نازل ہوتا ہی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت حمزہ ایمان لائے تو اسلام کو بہت قوت ہوئی اور پچیس آدمی قریش سے کہ ولید
بن مغیرہ اور ابو جہل اور ابی اور امیہ اور عتبہ اور شیبہ اور نضر بن حارث اور ہشام اور عاص بن وائل وغیرہ کہ یہ سب اشراف اور سردار قریش سے تھے اکٹھے ہو کر حضرت ابو طالب کے پاس
آئے اور کہا کہ تو بہتر اور سردار ہمارا ہی ہم تیرے پاس ایک حاجت اور فریاد لائے ہیں تو ہمارا اور اپنے بھتیجے محمد کے درمیان حکم کر کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہی اور
ہماری عقلوں کو بیوقوف کہتا ہی اور ہمارے بیٹوں کو بہکا کر اپنے دین میں لیجاتا ہی جو دین کہ اس نے ایجاد کیا ہی اور ان باتوں سے تفرقہ ہمارے درمیان ڈالا ہے ابو طالب
نے حضرت صلعم کو طلب کیا اور کہا کہ ای برادر زادہ یہ لوگ تیری قوم کے آدمی ہیں اور یہ تجھسے ایک آرزو رکھتے ہیں بالکل انکو نا امید نہ کر [illegible]
حضرت نے فرمایا کہ ای قریش کے لوگو مطلب تمہارا مجھسے کیا چیز ہی کہا کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر تاکہ ہم کچھ تجھسے اور تیرے تابعداروں سے نہ کہیں حضرت نے فرمایا کہ
میں بھی تمسے ایک آرزو رکھتا ہوں کہ ایک کلمہ میں میری مدد کرو اسکے سبب سے تم مالک عرب اور عجم کے ہو جاؤ ابو جہل نے کہا کہ اگر چہ درمیان ہمارے اور تیرے [illegible] ہی لیکن سوال
ہمارا [illegible] ہم نہیں پہنچا کہ ایک کلمہ میں ہم تجھسے مضائقہ کریں بلکہ دس کلمہ میں ہمیں مضائقہ نہ کرینگے وہ ایک کلمہ کون سا ہی بیان کر فرمایا کہ کہو لا اله الا الله [illegible]
سب [illegible] منہ پھیر کر [illegible] کہا کہ سب خداؤں کو [illegible] ایک خدا کر دیا اور منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلعم [illegible] اور فرمایا کہ [illegible] آفتاب میرے [illegible]
اور مہتاب میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے تو میں اس کہنے کو ترک نہ کرونگا یہاں تک کہ [illegible] یا قتل کیا جاؤں ابو طالب نے کہا کہ تو اپنے امر کو جاری رکھ قسم خدا کی کہ [illegible]

تجھے کبھی مواخذہ اسکا کرونگا اور جسوقت قریش کا کلیہ آٹھو کہ اپنے سب خداؤنکو ایک خدا کرلیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ کیا کر دیا معبودونکو
محمد نے ہمارے بہتو إِلَٰهًا وَاحِدًا معبود ایک إِنَّ هَٰذَا تحقیق یہ قول محمد کا کہ خدا ایک ہے لَشَيْءٌ عُجَابٌ البتہ ایک چیز ہی بہت تعجب لانیوالی
ہے اسلئے کہ یہ امر مخالف ہی ہمارے باپ دادوں کے عقائد کے اور تین سو ساٹھ خدا جو ہم کہتے ہیں وہ ایک شہر مکہ کا انتظام نہیں کرسکتے ہیں ایک خدا تمام عالم کے کاموں کو کیونکر
درست کریگا وَانطَلَقَ الْمَلَأُ اور چلی سردار قریش کے ابوطالب کی مجلس سے مِنْهُمْ ان میں سے اور کہتے تھے یہ أَنِ امْشُوا کہ
چلو تم وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ اور صبر کرو تم اوپر پرستش معبودوں اپنے کے اور رہو ثابت قدم إِنَّ هَٰذَا تحقیق یہ یعنی مخالف محمد کا ہمسے اور زیادہ
ہونا اسکا ہمپر لَشَيْءٌ البتہ ایک شے ہے زمانہ کی سختیوں اور حوادثوں سے يُرَادُ ارادہ کی گئی ہے ہمارے ساتھ یعنی یہ ارادہ ہے کہ ہمپر واقع ہووے اور جو کہ یہ ہمپر
واقع ہونیوالی ہے تو اسکا علاج ہمسے کچھ نہیں ہوسکتا اور اسکا دفع کرنا ہمسے ہرگز ممکن نہیں ہے مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا نہیں سنا ہے ہمنے اسکو جو کہ محمد کہتا ہے کہ خدا ایک ہے
اور اسکا شریک نہیں ہے فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ بیچ مذہب پچھلے کے کہ وہ مذہب ہمارے باپونکا ہے اور یا یہ کہ مذہب عیسیٰ کا کہ آخر مذہب ہو سکا ہی اس مذہب میں بھی یہ بات
نہیں ہے وہ بھی تین خداکے قائل ہیں ایک خدا کے إِنْ هَٰذَا نہیں ہے یہ جو محمد کہتا ہے کہ خدا ایک ہے إِلَّا اخْتِلَاقٌ مگر جھوٹ بنالیا اپنی جی سے اور
قریش جو اپنے تئیں زیادہ بزرگ جانتے تھے رسول خدا صلعم سے تو اس سبب سے انکار قرآن کا اور حضرت کی نبوت کا کرکے کہا کہ أَأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ کیا نازل کیا گیا
اوپر اسکے قرآن مِن بَيْنِنَا درمیان ہمارے سے یعنی ہم جو یا سردار بزرگی میں اس سے زیادہ ہیں ہمپر نازل ہونا قرآن کا چاہئیے تھا نہ اسپر کہ وہ مرتبہ میں ہم سے کم ہے حق تعالیٰ فرماتا
ہے کہ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي بلکہ وہ لوگ بیچ شک کے ہیں ذکر میرے کہ وہ قرآن ہے اور یقین اسکا نہیں کیا ہے کہ میں نے اسکو نازل کیا ہے بَل لَّمَّا
يَذُوقُوا بلکہ نہیں چکھا ہے انہوں نے ابتک عَذَابِ عذاب میرا کہ بعد اسکا مقرر یعنی ابتک ان کفار نے عذاب میرا نہیں چکھا ہے اور اس سے تمہارے حرف سکو کہ
عذاب چکھینگے وہ جسوقت دیکھیں وہ عذاب کو تو حسد انکی دلوں سے بالکل جلا جاتا رہے اور اسوقت تجھکو اور قرآن کو سب سچا کہنے لگیں لیکن اسوقت کا اقرار کچھ فائدہ انکو نہ بخشے اور وہ
جو نبوت کا انکار کرتے تھے اور نبوت کیواسطے حضرت کو خاص نہیں جانتے تھے انکی جواب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ أَمْ عِندَهُمْ کیا نزدیک انکے خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ
خزانے رحمت پروردگار تیرے کے ہیں الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ غالب بے علاقہ بخشنے والا ہے اور جسکو دیتا ہے انکو موافق مصلحت دیتا ہے مستحق جانکر نبوت بھی
جسکو چاہتا ہی اپنی مصلحت سے اختیار کرتا ہے اس میں کفار کو کچھ دخل نہیں کہ اپنی رسول جسکو چاہیں ٹھیرادیں اور اپنی پسند کریں بلکہ یہ ایک نعمت اور بخشش ہے خدا کیجانب سے کہ جو کوئی
اسکا مستحق ہی اسکو عطا کرے أَمْ لَهُم یا واسطے انکے مُّلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہے وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ
کہ درمیان انکے ہے کہ جو کچھ جسکو چاہیں بخشش کریں اور نبوت بھی جسکو چاہیں بخشدیویں اور جسوقت انکو بادشاہی ہر چیز کی اور تصرف کرنا آسمان اور زمین میں حاصل ہے تو
فَلْيَرْتَقُوا پس چاہئیے کہ چڑھیں وہ فِي الْأَسْبَابِ بیچ زینوں کے اور آسمانوں پر اور تہہ عرش تک چڑہ چلے جائیں اور وہاں بیٹھکر عالم کے انتظام میں اور بندوں
کے امورکی تدبیر میں مشغول ہوں اور جسکو چاہیں وحی بھیجا کریں اور منصب رسالت جسکو چاہیں عطا کریں لیکن یہ تو قدرت نہیں رکھتے ہیں اور باوجود اسکے کہ جُندٌ ایک گروہ ہیں بہت
پستی اور بے قدری میں مَّا هُنَالِكَ اسجگہ یعنی بدر میں کہ مقام ہلاکت انکا ہے مَهْزُومٌ شکست دئے گئے ہیں اور مغلوب ہونیوالے اور وہ لوگ مِّنَ الْأَحْزَابِ
انگروہوں سے ہیں کہ جناب رسول خدا سے وہ لڑے یعنی عنقریب جنگ بدر میں یا جنگ خندق میں جیسے وہ جمع ہوکر مقابلہ کریں اور شکست کھاکر وہاں سے بھاگیں اور تو اے محمد ان پر
غالب ہو اور تاکید مالین ہوا اور بسبب جھٹلانے حضرت کے رنج جو حضرت کو ہوتا تھا حق سبحانہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے اور فرماتا کہ اے محمد صلعم یہ جھٹلانا خاص تیرے واسطے
نہیں ہے بلکہ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا ہے پہلے ان مشرکین سے قَوْمُ نُوحٍ قوم نوح نے نوح کو وَعَادٌ اور عاد نے ہود کو وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ
اور فرعون صاحب میخوں نے موسیٰ اور ہارون کو اور میخوں والا فرعون کو اسواسطے کہتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت وہ کسیکو عذاب کرتا تھا تو اسکو
اوندھا منہ کے بل زمین پر لٹاتا تھا اور دونو ہاتھ اور دونو پاؤں اسکی زمین پر پھیلاکر چاروں ہاتھ اور پاؤں میں چار میخیں ٹھونکتا تھا اور کبھی اسکو لکڑی پر لٹاکر چاروں ہاتھ اور
پاؤں میں چار میخیں ٹھونکتا تھا اور بعد اسکی اسکو اسیطرح زمین پر پڑا رہنے دیتا تھا یہانتک کہ وہ مرجاتا تھا اسواسطے خدا تعالیٰ نے اسکا نام فرعون ذوالاوتاد رکھا ہے اور بعضے کہتے ہیں
مراد ذوالاوتاد سے یہ ہے کہ اسکی خیمے بہت تھے بسبب کثرت لشکر کے اور خیموں کی میخیں بہت تھیں اسواسطے اسکو میخوں والا فرماتا ہے وَثَمُودُ اور جھٹلایا قوم ثمود نے صالح کو

وَقَوْمُ لُوْطٍ اور قوم لوط نے لوطؑ کو وَاَصْحٰبُ لْئَیْکَةِ اور صاحبوں ایکہ نے شعیبؑ کو اور ایکہ بن کو کہتے ہیں اور وہ لوگ بن میں رہتے تھے اور ایکہ انکی
بستی کا بھی نام ہے وہ بستی ایک بن میں واقع تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ انکی بستی کا نام ایکہ ہے اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ یہ گروہ جھٹلانیوالے تیرے وہ گروہ ہیں کہ
جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہی یعنی یہ گروہ جھٹلانیوالے تیرے انہیں گروہوں میں سے ہیں جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہی اِنْ کُلٌّ نہ تھے سب لوگ بیچ انکے
اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ مگر کہ جھٹلاتے تھے پیغمبروں کو فَحَقَّ عِقَابِ پس ثابت ہوا اور لازم ہوا عذاب میرا اُنپر کہ انکو عذاب میں گرفتار کروں وَمَا یَنْظُرُ
هٰٓؤُلَآءِ اور نہیں انتظار کرتے ہیں کفار قریش اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مگر ایک آواز کا کہ وہ پہلی صور کی آواز ہی اور اسی آواز سے وہ سب جائیں اور وہ
آواز ایسی ہے کہ مَا لَهَا نہیں ہے واسطے اُسکے مِنْ فَوَاقٍ افاقہ اور مہلت کہ وہ آواز ہوش لینے کی اور دم لینے کی مہلت دیگی اور کہتے ہیں کہ جب قرآن میں یہ آیہ
واما من اوتی کتابہ بشمالہ نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا کہ محمد دعوی کرتا ہی کہ قیامت میں نامہ اعمال ہمارے دست چپ میں ہونگے ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے انہوں نے
دعا کی وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ رَبَّنَا ای پروردگار ہمارے عَجِّلْ لَّنَا جلدی کر تو واسطے ہمارے قِطَّنَا نامہ اعمال ہمارا اگرچہ ہمارا حصہ عذاب سے ہی
قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ پہلے دن حساب کے یعنی جو کچھ کہ ہمارا حصہ عذاب میں سے ہے وہ ہمکو جلدی دے قیامت سے پہلے ہی اور حضرت کو بار بار ایسی ڈراتا ہی اور جناب
رسول صلعم کی خاطر عاطر جو انکی باتیں کفار کی سنکر آزردہ ہوتی تھی خدا تعالیٰ نے واسطے تسلی خاطر اقدس کے فرمایا کہ اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ صبر کر اوپر
اُسکے کہ کہتے ہیں وہ کفار کہ تجھکو جھٹلاتے ہیں اے پیغمبر باتوں سے یہاں تک کہ حکم جہاد کا صادر ہو وَاذْکُرْ اور یاد کر تو عَبْدَنَا دَاوٗدَ
بندہ ہمارے داؤدؑ کو یعنی داؤدؑ کے قصہ کو یاد کر کہ تھا وہ داؤد ذَا الْاَیْدِ صاحب قوت کا دین میں اور مشقتوں کے اٹھانیکا واسطے عبادت کے اور عبادت میں بہت مشغول
رہتا تھا کہ اپنی قوت کو عبادت کی مشقت میں خرچ کرتا تھا کبھی ایک آدھی رات سوائی عبادت کے اٹھتا تھا اور ایک دن روزہ رکھتا تھا اور ایک دن نہ رکھتا تھا اور یہ
زیادہ مشقت ہے ہر روز روزہ رکھنے سے اور بدن میں اس حضرت کے بہت زور تھا کہ لڑائیوں میں دشمنوں پر غالب آتا تھا اور جہاد میں قوت اسی قدر تھی کہ اگر کسی کے
میں پتھر مارتا تھا تو وہ اسکی پشت سے باہر نکل آتا تھا اور دو تین آدمی کے بیچ وہ پتھر جا لگتا تھا تو انکو بھی ہلاک کرتا تھا اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ تحقیق وہ رجوع کرنیوالا تھا
اپنی پروردگار کی مرضیوں کی طرف اور تمام نعمتوں سے کہ ہمنے انکو عطا کی تھیں ایک نعمت یہی اِنَّا سَخَّرْنَا تحقیق ہمنے حکم میں کیا تھا الْجِبَالَ مَعَهٗ
پہاڑوں کو ہمراہ اُسکے کہ جس جگہ وہ چاہتا تھا پہاڑ بھی ہمراہ اُسکے جاتے تھے یُسَبِّحْنَ تسبیح خدا کی کرتے تھے ساتھ اُسکے بِالْعَشِیِّ بیچ پچھلے پہر کے وَالْاِشْرَاقِ
اور دن نکلنے اور تسبیح پہاڑوں کی یا تو اس طرح ہے کہ انمیں آواز پیدا کر دی تھی اور پیدا کرنا زبان کا ہی کہ جس سے تسبیح حال ہو وے اور یہ قسم ہی تسبیح سنگریزوں کی تھی کہ حضرت کے دست مبارک میں سبحان کہا کرتے تھے
وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً اور مسخر کیا عطف جبال پر ہے یعنی اور حکم میں کیا ہمنے پرندوں کو کہ جمع کیے گئے نزدیک داؤد کے صف باندھکر انکے سر پر اور اسکے ساتھ تسبیح کرتے
تھے اور محشورہ حال واقع ہوا ہے کُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ہر ایک پہاڑوں اور پرندوں میں سے واسطے تسبیح اُسکے رجوع کرنیوالا تھا یعنی جس مقام میں کہ داؤد تسبیح کرتا تھا
تمام پہاڑ اور پرندے اسکی طرف رجوع کرکے تسبیح میں مشغول ہوتے تھے وَشَدَدْنَا مُلْکَهٗ اور مضبوط کیا ہمنے بادشاہی انکی داؤدؑ کی کثرت سے لشکر اور پاسبان کے گرد
ویکر کہتے ہیں کہ چھتیس ہزار آدمی انکے گھر کی نگہبانی اور پاسبانی کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ مضبوطی انکے ملک کی اس سبب سے تھی کہ خدا تعالیٰ نے ایک زنجیر آسمان سے داؤد کے
محکمہ میں لٹکائی اور مدعی اور مدعا علیہ میں سے جو کوئی کہ حق پر ہوتا تھا اُسکا ہاتھ اُس زنجیر پر پہنچتا تھا اور جس دوسرے کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا اور عکرمہ غلام ابن عباس
ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو آدمی بنی اسرائیل سے مدعی اور مدعا علیہ داؤد کے پاس آئے اور ایک نے دوسرے پر دعوی گائے کا کیا اور مدعا علیہ نے دعوی کا انکار کیا
داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ اپنے دعوے کے ثابت کرنے کے واسطے گواہ انکو حاضر کر وہ آدمی کہا کہ میں گواہ نہیں رکھتا ہوں داؤد نے کہا کہ آج جاؤ کل کو آنا کہ تمہارے مقدمہ میں کچھ سوچوں
وہ تو چلے گئے اور داؤد نے شب کو خواب میں دیکھا کہ انکو حکم ہوا کہ کل کو مدعا علیہ کو قتل کر جس وقت صبح ہوئی تو داؤد نے سبب ثابت نہ ہونیکے جرم کے اُسکو قتل کرنے پر خواب کے
عمل میں لانے میں تامل کیا دوسری شب کو بھی داؤد کو اسکے قتل کا خواب میں حکم ہوا داؤد نے پھر بھی قتل نہ کیا اور اسکے قتل میں تامل کیا کہ سبب قتل کا واضح نہ ہوا پھر تیسری شب کو
خواب میں داؤد پر عتاب ہوا کہ کیوں نہیں قتل کرتا ہی تو صبح کو داؤد نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اسکے قتل کا حکم دیا مدعا علیہ نے کہا کہ تو مجھکو بدون ثبوت جرم کے قتل کرتا ہے
داؤد نے فرمایا کہ تین شب سے مجھکو خواب میں تیرے قتل کا حکم ہوتا ہی میں جانتا ہوں کہ گواہی تیری مجھکو نہیں اور تجھ جرم کے ثابت کرنیکی مجھکو ضرورت ہے مدعا علیہ نے سوچا کہ البتہ تو

علیہم السلام کے حق میں بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے حضرت داؤد کی خطا میں یوں منقول ہے کہ داؤد نے گمان کیا تھا کہ پیدا نہیں کیا خدا تعالیٰ نے
کوئی زیادہ عالم مجھ سے پس خدا تعالیٰ نے ان کی آزمائش کو دو فرشتے بھیجے اور جو کچھ اس آیت میں لکھا ہے وہ سب امام علیہ السلام نے فرمایا اور فرمایا کہ داؤد نے
حکم دینے میں جلدی کی اور مدعی سے کہا کہ تجھ پر مدعا علیہ نے ظلم کیا کہ تیری بکری بھی اپنا چاہا اور نہ مدعی سے گواہ طلب کئے اور نہ مدعا علیہ سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اور یہ حکم
ظاہر با ثبوت ہو سکتی ہے یہ تھی خطا انکی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں جو کہ داؤد کے پاس ایسا بے پروا آئے تھے وہ حقیقت میں دو آدمی تھے اور وہ دونوں فرشتے نہ تھے اور
ان دونوں کو داؤد نے سمجھا مگر انکی حقیقت میں چور ہی ہے قصد میں تھا اور خوف داؤد کو ہوا اس واسطے کہ بدون اذن کے بغیر راہ سے کہ جو عادت نہیں ہے وہ داؤد کے پاس آئے
اور عتاب اس وجہ سے ہوا کہ داؤد نے مدعا علیہ پر بغیر دعوی ثابت ہوئے ظلم کا حکم کر دیا پہلے اس کے کہ وہ مدعا علیہ سے مقدمہ میں سوال کرے اور جناب امیر علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو
کوئی گمان کرے کہ داؤد نے زوجہ اوریا سے نکاح کیا ہے بدیں اسکی دو حد لگاؤں گا ایک حد تو داؤد کی نبوت کو عیب لگانے کی اور ایک حد اسکے اسلام کو عیب لگانے کی اور ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ
فرمایا ہے حضرت نے جو کوئی وہ بیان کرے داؤد کی اس طرح کہ جیسے قصہ گو بیان کرتے ہیں اسکو ایک سو ساٹھ دُرے لگاؤں گا اور جو حقیقت داؤد نے بالکل اپنی مولیٰ کی طرف
رجوع کی اور سوا خدا کے سب سے الگ ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے منصب خلافت انکو عطا فرمایا چنانچہ فرماتا ہے کہ **یا داؤد انا جعلناک** اے داؤد
تحقیق ہم نے کیا تجھ کو **خلیفۃ فی الارض** جانشین بیچ زمین کے یعنی تجھ کو بادشاہ زمین کا کیا اور انتظام اپنے بندوں کے امور کا تیرے سپرد کیا اور تدبیر انکے
بند و بست کی تیرے ہاتھ میں دی اور اسطرح سے کہ بادشاہ اپنے غیر کو جانشین کرتے ہیں شہروں کی تدبیر کے واسطے اسی طرح ہم نے تجھ کو اپنے بندوں کی تیرے سپرد کی **فاحکم**
بین الناس پس حکم کر تو درمیان آدمیوں کے **بالحق** ساتھ حق کے اور موافق مرضی ہماری کے **ولا تتبع الہوی** اور نہ پیروی کر تو خواہش
نفس اپنے کی اور اگر تو پیروی خواہش نفس کی کریگا برخلاف حکم حق **فیضلک** پس گمراہ کر دیگی تجھ کو وہ خواہش **عن سبیل اللہ** راہ خدا کی سے
ان الذین یضلون عن سبیل اللہ تحقیق جو لوگ کہ گمراہ ہوتے ہیں راہ خدا سے اور طریق حق سے **لہم عذاب شدید** واسطے انکے ہے
عذاب سخت **بما نسوا** بسبب اسکے کہ فراموش کیا ہے انہوں نے **یوم الحساب** روز حساب کو یعنی قیامت کے دن کو وہ بھول گئے حق کی مخالفت اور
خواہش نفس کی جہت سے اور اس دن کو یاد نہ کیا کہ اس روز اعمال کی جزا ملیگی اور اگر اس دن کو یاد رکھتے تو حق کی مخالفت اور خواہش کی پیروی نہ کرتے پس پیروی
حق کی طریق عدل کا ہے اور پیروی گمراہی راہ باطل کی ہے تا کہ مخالف ارادہ الہی کے ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وما خلقنا السماء والارض**
اور نہیں پیدا کیا ہے ہم نے آسمان کو اور زمین کو **وما بینہما** اور چیزوں کو کہ درمیان ان دونوں کے ہیں **باطلا** بیفائدہ اور عبث کہ اسمیں کچھ غرض نہ ہو اور انکے پیدا کرنے میں
کوئی حکمت اور مصلحت نہ ہو بلکہ ان کو دلیل لائے ہیں خدا تعالیٰ کے وجود پر اور اسکی قدرت کاملہ پر اور طرح طرح کی اسمیں نفع ہیں واسطے آدمیوں کے اور اس آیت سے رد ہوا
قول فرقہ جبریہ کا کہ وہ کہتے ہیں کہ باطل اور گمراہی خدا کا فعل ہے **ذلک** یہ پیدا کرنا باطل اور عبث کا بدون حکمت اور مصلحت کے **ظن الذین کفروا** گمان
ان لوگوں کا ہے کہ کفر کیا ہے انہوں نے **فویل للذین کفروا** پس خرابی ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انہوں نے **من النار** آگ سے بسبب اس گمان کے یعنی کفار
گمان کرتے ہیں کہ ہم نے آسمان اور زمین کو باطل پیدا کیا ہے اور اسکے پیدا کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نیکی کرنیوالا اور فساد کرنیوالا اور پرہیزگار اور بدکار
سب برابر ہوں اور ایسا نہیں ہے **ام نجعل الذین امنوا** کیا کر دیں گے ہم ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں **وعملوا الصالحات** اور عمل کئے
ہیں انہوں نے نیک **کالمفسدین فی الارض** مانند فساد کرنیوالوں کے بیچ زمین کے یعنی کیا مومنین نیک عمل کرنیوالے مانند کافروں بدکاروں کے ہیں
ام نجعل المتقین یا کر دیں گے ہم پرہیزگاروں کو **کالفجار** مانند بدکاروں کے یعنی ہرگز ہم مشرکوں اور کافروں کو مانند مومنین پرہیزگار کرنیوالوں کے نہ کرینگے
بلکہ اہل تقوی کے درجے بلند ہیں اور واسطے کافروں کے آگ دوزخ کی ہے اور اخبار اعتقاد اور رغبت پیروی کرنے قرآن کے فرماتا ہے کہ **کتاب** یہ کتاب **انزلناہ**
الیک نازل کیا ہے ہم نے اسکو طرف تیرے **مبارک** برکت دی گئی ہے کہ اس میں بہت فائدے کثیر ہیں ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے **لیدبروا** تاکہ غور کریں
آیاتہ آیتوں اسکی کو یعنی تامل کریں انکے معنی میں اور تفسیر حق کو موافق مراد حق تعالیٰ کے ہے اور ابو جعفر نے لیدبروا کو تا سے اور تخفیف دال سے پڑھا ہے اور باقیوں نے یا سے
اور تشدید دال سے **ولیتذکر** اور تا کہ نصیحت پکڑیں **اولوا الالباب** صاحب عقلوں کے کہ وہی سمجھتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں اور جو لوگ ایسا نہیں

نثار ہند سے غافل ہو گئے ہو تو پشیمان ہوئے **ثُمَّ اَنَابَ** پھر رجوع کیا طرف خدا کے سو شغل ہند کے سبب سے علوم ہو گئی اور پھر ان سے اپنی طرف منصرف ہو کر نماز اور دعا میں مشغول ہوئے
اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمد کی اسکے دست قدرت میں ہے کہ اگر سلیمان انشاء اللہ کہتا تو خدا تعالی اسکو ایک بیٹا عطا
کرتا کہ وہ سب راہ خدا میں جہاد کرتے اور یہ ان تہہ ہر کو جو ترک کیا تو خدا تعالی کا اسپر عتاب ہوا اور اس سعادت سے محروم رہے لیکن ترک کرنا کلمہ انشاء اللہ کا گناہ نہیں ہے
اور ہو سکتا ہے کہ اگرچہ سلیمان نے زبان سے وہ کلمہ نہیں کہا تھا مگر دل میں کہا ہو سو لایق ہے وہ اپنے منظور نہ تھے درخ سے ظاہر میں اسکے لیے سنت اور بہتر تھا کہ اس کلمہ کو کہتا اور حضرت
صادق علیہ السلام اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جسوقت سلیمان کے بیٹا پیدا ہوا تو جن اور شیاطین نے آپس میں کہا کہ اگر اسکا بیٹا زندہ رہیگا تو اس سے بھی ہمکو وہی بلا پہنچیگی جو کہ
اسکے باپ سے پہنچی ہے حضرت سلیمان کو ان شیاطین سے خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ اسکو مار ڈالیں اس لڑکے کو واسطے پرورش کے ایک ابر کے سپرد کر دیا اور جس وقت وہ لڑکا مر گیا تو اسکو
سلیمان کے تخت پر ڈالدیا بے اطلاع سلیمان اس سے تنبیہ ہوا کہ خوف کرنا قضا سے کچھ فائدہ نہیں بخشتا اور عتاب سلیمان پر اسواسطے ہوا کہ انہوں نے شیاطین سے خوف کیا اور
بعضے کہتے ہیں کہ اسکے تخت پر شیطان ڈال گیا تھا اور نام اسکا صخر تھا اور وہ بڑا سرکش تھا اور تمام شیاطین بلکہ اسپر غالب نہیں ہو سکتے تھے اور سلیمان جسوقت پاخانہ میں
جاتے تھے تو انگشتری کو نہیں لیجاتے تھے صخر جن سلیمان کی صورت بنکر آیا اور سلیمان کی بی بی سے اس انگشتری کو لیگیا اور چالیس روز تک انکی بادشاہی کی اور سلیمان
بھاگ گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ شیطان صخر ان سے پوچھا تھا سلیمان نے اس سے کہا کہ تم کسطرح فتنہ میں ڈالتے ہو آدمیونکو اور انکی عقلوں کو کیونکر لیجاتے ہو کہا کہ اپنی
انگشتری مجھکو دو کہ بتاؤں تاکہ تمکو خبر دوں جسوقت سلیمان نے اسکو اپنی انگشتری دی تو اس نے اسکو دریا میں ڈالدیا اسیوقت سلیمان کی بادشاہی جاتی رہی اور وہ شیطان
انکے تخت پر بیٹھا اور خدا تعالی نے اسکو منع کیا کہ سلیمان کی عورتوں کی پاس جانا اور سلیمان کھانا مانگتا پھرتا تھا کوئی انکو کھانا نہیں دیتا تھا یہانتک کہ
انکو ایک عورت نے مچھلی دی جسوقت اس مچھلی کا پیٹ چیرا تو دیکھا کہ اسکی انگشتری نکلی خدا نے پھر انکو بادشاہی دی اور بعضے کہتے ہیں کہ نام اس شیطان کا حبیق تھا
اور بعضے اسکا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالی نے سلیمان کو منع کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سوا کسی عورت سے نکاح نکرنا سلیمان نے سوا بنی اسرائیل کے بھی
کسی عورت سے نکاح کیا سو شیطان نے انکی بادشاہی لی اور بعضے سبب اسکا یوں بیان کرتے ہیں کہ سلیمان نے ایک عورت سے حالت حیض میں صحبت کی اور اسکا
خون جاری ہوا اور سلیمان انگشتری کو رکھکر حمام میں گئے شیطان انکی انگشتری کو لیگیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سلیمان نے ایک عورت مشرکہ سے نکاح کیا اور زبردستی اسپر
جبر کر کے مسلمان کیا کسیکی قدرت نہیں کہتا تھا اس عورت نے سلیمان کے گھر میں چالیس روز بت پرستی کی خدا تعالی نے چالیس روز تک انکو بلا میں مبتلا کیا کہ انگشتری انکی شیطان نے
لی اور اسکی عوض بادشاہی کی یہ جتنے قول ہیں سب جاہلی ہیں اور بیہودہ ہیں اور قابل اعتبار نہیں ہیں سو کیونکہ بادشاہی اور پیغمبری سلیمان کی انگشتری میں نتھی اور
خدا تعالی پیغمبری کو چھین نہیں سکتا ہے اور شیطان پیغمبر کی صورت نہیں بن سکتا ہے اور پیغمبر کے تخت پر بیٹھکر اسکے بندوں پر حکمرانی نہیں کر سکتا ہے القصہ سلیمان
نے اس ترک اولی کے سبب سے نادم ہو کر رجوع طرف پروردگار اپنے کے کی اور زبان عاجزی سے مناجات کر کے کہا **قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِی** کہا اے پروردگار
میرے بخش تو واسطے میرے جرم ترک اولی کو **وَہَبْ لِی مُلْکًا** اور بخش تو واسطے میرے بادشاہی کو کہ **لَا یَنْبَغِی** نہ سزاوار ہو وہ **لِاَحَدٍ مِّنْۢ**
بَعْدِی واسطے کسی کے پیچھے میرے کہ یہ بادشاہی معجزہ میرا ہو **اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ** تحقیق تو ہی بخشنے والا کہ جو کچھ چاہے عطا کرے اور اس
واسطے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان بخیل تھے کہ انہوں نے خاص اپنی ذات کے واسطے بادشاہی کو طلب کیا اور دوسرے کیواسطے اسکا نہونا چاہا سوا اسکے کہ انبیاء سوال کرتے
ہیں مگر بحکم خدا کے کہ خدا تعالی نے ان سے کہا ہو کہ اسکا سوال کرینگا اور دیدونگا اور ہو سکتا ہے کہ خدا تعالی نے سلیمان کو خبر کی ہو کہ اگر وہ واسطے اپنے ایسی بادشاہی کا سوال کرے کہ مثل
اسکی غیر کیواسطے نہو تو یہ انکے واسطے بہت مناسب ہے اور صلاحیت کیسے امور دین میں اور انکے غیر کیواسطے اس طرح سے سزاوار نہو سو اسواسطے سلیمان نے اسطرح سوال کیا
اور یا یہ کہ انہوں نے جو فرمایا کہ بعد میرے کسیکو نہو تو مراد انکی اس سے یہ ہو کہ جن لوگوں میں پیغمبر ہو کر آیا ہوں ان میں سے کسی کو بعد میرے بادشاہی ایسی نہو اور یا یہ کہ انہوں نے سوال
ملک آخرت کا کیا ہو اور یا یہ چاہا انہوں نے کہا ہو کہ بعد میرے کسیکو نہو تو مراد اس سے یہ ہو کہ بعد پہنچنے میرے کے بہشت میں پھر کوئی ایسا عمل نکرے کہ مستحق ملک بہشت کا
ہو سو اسواسطے کہ پھر زمانہ عمل کرنیکا باقی نہیں رہتا ہے کہ جس عمل کر کے بہشت میں جائے اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا ہو سکتا ہے کہ
کوئی پیغمبر بخیل ہو فرمایا کہ نہیں سائل نے کہا کہ کیا معنی ہیں قول حق تعالی کی کہ سلیمان نے دعا کی کہ خداوندا مجھکو ایسی بادشاہی دے کہ بعد میرے وہ واسطے کسیکے سزاوار نہ

فرمایا کہ بادشاہی دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو وہ غلبہ اور ظلم سے آدمیوں کو زیر کرکے لیجاتی ہے اور ایک بادشاہی وہ ہے کہ جو خدا تعالی کی طرف سے انعام ہوتی ہے
جیسے کہ بادشاہی آل ابراہیم کی اور طالوت کی اور ذوالقرنین کی اور یہ جو کہا ہے کہ نہ سزاوار ہو کسی کے واسطے بعد میری مراد اوسکی یہ ہے کہ نہ سزاوار ہو کسی کے
واسطے پیچھے میرے یہ کہ کہے کہ وہ بادشاہی لیگیا ہے غلبہ سے اور قہر سے اور آدمیوں کی زبردستی کرکے پس حکم میں کیا خدا تعالی نے ہوا کو کہ انکے حکم سے چلتی تھی
صبح کو ایک مہینے کی راہ پہنچاتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ پہنچاتی تھی اور حکم میں کیا خدا تعالی نے شیاطین کو کہ عمارتیں بناتے تھے اور دریا میں غوطہ
مارکر جواہر لاتے تھے سلیمان کے واسطے اور پرندوں کی بولی انکو تعلیم کی اور زمین میں انکو قدرت دی جس وقت انکا ایسا حال ہوا تو آدمیوں نے انکے زمانے کے اور بعد کے
نے جانا کہ بادشاہی سلیمان کی ان بادشاہوں کی بادشاہی سے مشابہ نہیں ہے کہ جو آدمیوں پر ظلم اور زبردستی کرکے بادشاہ ہو جاتے ہیں جس وقت سلیمان نے ایسی بادشاہی کے
واسطے دعا کی تو خدا تعالی نے دعا انکی قبول کی چنانچہ فرماتا ہے کہ فَسَخَّرْنَا پس حکم میں کیا ہم نے لَهُ الرِّيحَ واسطے اس سلیمان کے ہوا کو تَجْرِي چلتی تھی
بِأَمْرِهِ ساتھ حکم انکے رُخَاءً نرمی سے یعنی واقع ہوتی تھی یا حال واقع ہوا ہے یعنی نرمی اور خوشی سے وہ ہوا چلتی تھی مراد انکی بدون کسی زور کے
حَيْثُ أَصَابَ جس جگہ کہ پہنچنا چاہتا تھا وہ سلیمان وَالشَّيَاطِينَ اور شیاطین کو حکم میں کیا بیچ انکی كُلَّ بَنَّاءٍ ہر عمارت بنانے والے کو بڑے بڑے
شہر اور قلعے اسکے واسطے بناتے تھے وہ وَغَوَّاصٍ اور ہر غوطہ مارنے والے کو دریا میں کہ دریا میں سے اسکے جواہر نکال لاتے تھے اور کل بناء بدل واقع ہوا ہے شیاطین سے
وَآخَرِينَ اور حکم میں کیا سامنے انکے اور دیوؤں کو نہیں کہ مُقَرَّنِينَ نزدیک کیا گیا تھا بعضنا ساتھ بعضے کے یعنی جکڑے گئے تھے وہ فِي الْأَصْفَادِ
بیچ زنجیروں لوہے کے یعنی جو شیاطین کہ نرم تھے انسے کام لیتے تھے اور جو کہ سرکش تھے انکو قید کر رکھا تھا کہ انکی بدی آدمیوں کو نہ پہنچے اور خدا تعالی نے ایسی بادشاہی
جو سلیمان کو دی تھی کہ جسمیں خوبی دنیا اور آخرت کی دونوں تھی اسی واسطے فرماتا ہے کہ هَذَا یہ بادشاہی جو دی اور مرتبہ سا تہ جو سرفراز کیا ہم نے تجھکو عَطَاؤُنَا
بخشش ہماری ہے جو کہ اے سلیمان فَامْنُنْ پس بخش تو آدمیوں کو جو کچھ چاہے تو اور جسکو چاہے تو أَوْ أَمْسِكْ یا بند کر تو کہ کسیکو نہ بخش تو یعنی اختیار ہے تجھکو فکر نہ تیری
ارادہ اور خواہش پر موقوف ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بدون حساب کے کہ قیامت میں تجھ سے کچھ حساب لیا جائیگا چاہو تو بخش اور چاہو تو نہ بخش وَإِنَّ لَهُ اور تحقیق
کہ واسطے اس سلیمان کے عِنْدَنَا نزدیک ہمارے لَزُلْفَى البتہ قربت اور مرتبہ ہے یعنی وہ ہماری درگاہ کے مقربوں اور ہمارے [illegible] سے ہے باوجود
ان بادشاہی کے کہ وہ شہنشاہ ملک دنیا کا تھا وَحُسْنَ مَآبٍ اور نیکی بازگشت ہے ہماری طرف کہ واسطے اسکے آخرت میں جیسے بلند مکان اور [illegible] خدا تعالی حضرت ایوب
کے مبتلا ہونے کی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ اور یاد کر تو اے محمد صلعم بندہ ہمارے ایوب کو کہ وہ بندہ ہمارا صابر تھا بیٹا عیص کا اور
داماد یعقوب کا اور اسکی زوجہ کا نام لیا تھا اور یا وہ داماد یوسف کا تھا اور نام انکی زوجہ کا رحمت یا رحیمہ تھا حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سبب بلا میں کہ
ایوب مبتلا ہوئے تھے دنیا میں وہ نعمت کی جہت سے تھی کہ خدا تعالی نے انکو دنیا میں دی تھی اور انہوں نے انکا شکر ادا کیا تھا اور ابلیس اس زمانہ میں عرش تک جاتا تھا پس جس وقت
ایوب کے شکر کا عمل آسمان پر گیا ابلیس نے انکو دیکھکر حسد کیا اور خدا تعالی سے کہا کہ اے پروردگار ایوب جو تیرا شکر کرتا ہے یہ سبب اسکے ہے کہ انکو دنیا تو نے بہت سی دی اور
اگر دنیا کی نعمتیں اسکے پاس سے جاتی رہیں تو وہ ہرگز تیرا شکر نہ کریگا مجھکو تو اسپر غالب کردے تو تو پہچانے کہ وہ شکر تیرا ادا نہیں کرتا ہے فرمایا کہ میں نے تجھکو انکی دنیا پر غالب
کیا ابلیس نے کوئی چیز دنیا کی انکے پاس نہ چھوڑی نہ مال اور نہ فرزند اور سب کو ہلاک کیا اور ایوب خدا کا شکر ادا کرتے رہے پھر ابلیس نے کہا کہ اے پروردگار ایوب جانتا ہے کہ تو انکی
دنیا کو جو کچھ کہ تو نے لی ہے پھر تو انکو پھیر دیگا اور عطا کریگا تو مجھکو انکے بدن پر قابض کردے تاکہ جانے تو کہ وہ تیری نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا ہے فرمایا کہ میں نے غالب کیا تجھکو انکے بدن پر
سوا انکے دل کے اور آنکھوں اور کانوں کے ابلیس نے انکی نتھنوں میں پھونک ماری کہ وہ قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے لیکن پھر بھی خدا کا شکر کرتے رہے اور [illegible]
آیا ہے کہ بدن ایوب کا شیطان کی پھونک مارنے سے مثل پھوڑے کے ہو گیا اور چار ہزار کیڑے اسکے بدن میں پڑ گئے اور اسکے بدن کو وہ کھاتے تھے اور بدن انکا متعفن ہو گیا اور
بدبو انمیں سے آتی تھی اور سات برس تک وہ بنی اسرائیل کے مزبلہ پر پڑے رہے لوگوں نے انکو وہاں ڈالدیا تھا اور تمام نزدیک اور بیگانے انکی [illegible]
سوا رحمت کے کہ زوجہ انکی تھی اور وہ انکی خدمت میں حاضر رہتی تھی اس طرح کی روایتیں قابل اعتبار کے نہیں اسواسطے کہ شیطان راندہ درگاہ الہی اور دشمن خدا ہے انکو خدا تعالی
اپنے دوستوں پر غالب نہیں کرتا ہے اور نہ انکا ایسا حال کرتا ہے کہ خلقت انسے نفرت کرے اور یہ [illegible] کہ وہ ہدایت کیواسطے آئے ہیں جس وقت خلقت انسے نفرت کرے گی تو [illegible]

یہاں تک انکی بدن میں کیڑے پڑے تھے اور نہ اس میں بدبو آتی تھی کہ موجب نفرت کا ہو اور نہ انکی صورت بگڑی تھی چنانچہ روایات اسپر دلالت کرتی ہیں اللہ تعالیٰ قسم قسم کی سخت بیماریوں میں خدا تعالیٰ
نے انکو مبتلا کیا تھا اور گناہ انسے نہیں ہوا تھا اور آدمی جو انکی کھانے گئے تھے وہ آنحضرت کی فقیری اور محتاجگی کی جہت سے بھاگ گئے تھے اپنی جہالت کے سبب سے اور قصہ انکی مبتلا ہونیکا
سورۂ انبیاء میں گذر گیا ہے اور شیطان کی جو ایوب نے شکایت کی ہے کہ وہ مجھکو رنج پہنچاتا ہے تو سبب اسکا یہ تھا کہ شیطان وسوسے ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھا اے ایوب خدا نے تیری ساتھ کیا کیا کہ تیرے
فرزند اور مال ہلاک کئے اور تجھکو بلاؤں میں مبتلا کیا اور مقصود اسکا اس سے یہ تھا کہ ایوب اپنی مرض کی شکایت کرے سوا خدا کے ایوب نے خدا سے کہا کہ شیطان مجھکو رنج پہنچاتا ہے چنانچہ
بعد اسکے مذکور ہوگا اور کہتے ہیں کہ جسوقت ایوب بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے تو ایک شخص نے انکے صحابہ میں سے کہا کہ ایوب سے کوئی امر عظیم صادر ہوا ہے کہ جس میں مرضی خدا کی نہ تھی
اسواسطے خدا اسپر رحم نہیں کرتا ہے دوسرے جوان نے کہ وہ بھی انکے صحابہ میں سے تھا اس شخص کو جواب دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ وہ پیغمبر خدا ہے اور حقتعالی واسطے امتحان انکے اور سلوک کے
طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ صبر انکا لوگوں پر ظاہر کرے اور واسطے گناہ کے انکو بلاؤں میں گرفتار نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ گناہوں سے وہ پاک ہیں پہلے تو انکو نعمت کی
کثرت سے امتحان کیا کہ انہوں نے تمام شکر کیا اور بعد اسکے بلاؤں میں اسکو گرفتار کر کے امتحان کرتا ہے تم خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمنے کہا ہے اس سے توبہ کرو اور گمان پیغمبر کے
حق میں مت کرو حضرت ایوب بھی ان باتونکو سنتے تھے سو وقت انہوں نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے اور کہا کہ خداوندا تو واقف ہے اور پوشیدہ کو سب جانتا ہے کہ میں کبھی سیر ہو کر
کھانا نہیں کھایا ہے اگر میری طرف اور جوانب میں کوئی گرسنہ ہو اور کھانا انکو پہنچتا نہ پایا ہو اور ہرگز میں نے کپڑے نہیں پہنے ہیں اگر مجھکو معلوم ہوا ہے کہ فلانا برہنہ ہے اور میں نے انکو کپڑے
نہ پہنائے ہوں اور اگر دو مرد میرے پاس جھگڑا لائے اور ایک شخص انمیں سے غصے اور رونتگ ہو کر قسم کھاتا میں کفارہ اسکا اپنے پاس سے دیتا کہ اگر اسنے جھوٹی قسم کھائی ہے تو یہ
کفارہ اسکا ہو جائے اور تو جانتا ہے کہ میں نے ہرگز تیری نافرمانی نہیں کی ہے اور ہمیشہ تیری فرمانبرداری اور عبادت کرتا رہا ہوں اور غرض میری اس سے فقط رضامندی تیری ہوتی تھی
خطاب پہنچا کہ اے ایوب کس نے دوست کیا ہے تیرے واسطے طاعت کو اور کس نے تجھکو توفیق دی تھی ایوب نے خاک کی مٹھی زمین سے اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی اور کہا کہ تو نے اے پروردگار میرے
جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے ایوب زمانہ محنت و بلا کا آخر ہو گیا ہے دعا کر تو خدا تعالیٰ سے کہ تجھکو شفا بخشے حضرت ایوب نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے چنانچہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ یاد کر تو اے محمد صلعم **اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ** جسوقت کہ پکارا ایوب نے پروردگار اپنے کو **اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ** یہ کہ تحقیق پہنچایا ہے مجھکو شیطان نے
بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ رنج بدن اور عذاب کہ وسوسہ دل میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے کیا کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے تیری نعمت بدن کی اور مال کی تجھ سے لی اور
محنت اور تنگی تجھکو پہنچائی اور یہ جو حضرت ایوب نے فرمایا کہ مجھکو رنج پہنچایا ہے یہ بے صبری کی راہ سے نہیں بلکہ اس سبب سے فرمایا تھا کہ لوگ انپر طعن کرتے تھے کہ انسے کوئی
گناہ کیا ہے کہ جسکے سبب سے یہ مبتلا ہوا اور وہ اس کلام سے تسلی کی باتیں لائے اور اسی طرح سے دعا کی اور بعضے کہتے ہیں کہ شیطان نے کہا تھا کہ اے ایوب تو نے دیکھا کہ اتنی مدت تو نے خدا کی عبادت
کی اور آخر تجھکو انہی بلاؤں میں مبتلا کیا اگر تو مجھکو ایک سجدہ کرے تو میں تجھکو ان بلاؤں سے باہر نکالوں اور جو تیرا اسباب ہے تجھکو پھر لادوں ایوب نے اپنے خدا سے شکایت کی کہ انی
مسنی الشیطان الخ اور کہتے ہیں کہ بیماری ایوب کی جسقدر زیادہ ہوتی تھی اسیقدر وہ صبر اور شکر زیادہ کرتے تھے اور رحمت انکی زوجہ انکی خدمت کرتی تھی
شیطان نے ہر چند چاہا کہ انکے صبر اور شکر میں رخنہ ڈالے لیکن اسکا مکر اور حیلہ پیش نہ چل سکا انکے صحابہ سے اس امر میں مشورہ کیا سب نے متفق ہو کر کہا کہ تو ہمارا آقا اور سردار ہے
اور ہر ایک مکر اور حیلہ ہم نے تجھ سے سیکھا ہے اور کہاں وہ حیلہ کہ جس سے تو نے آدم کو وسوسہ کیا تھا کہا کہ انکی زوجہ کے وسیلے سے میں نے انکو وسوسے کے جال میں پھانسا تھا
کہا کہ ایوب کی بھی بی بی ہے لیکن اسکے پاس کہا خوب کہا تم نے پس وہ رحمت کے پاس آیا اور کہا کہ بیچارا کہاں گیا ہے کہا کہ اے کنیز خدا شوہر تیرا کہاں ہے فرمایا کہ فلانی جگہ بیمار پڑا ہے
اور مدت سے بیمار ہے شفا اسکو نہیں ہوتی شیطان نے کہا کہ اسکو شوہر کی بیماری کا بہت رنج ہے اسوقت کہا کہ اے رحمت تجھکو یاد نہیں آتا ہے وہ مال اور جمال اور
فرزند کہ مثل اسکے کسیکے پاس نہ تھے اور طرح طرح کی باتیں مکر کی کرکے رحمت کو رنج میں لایا یہانتک کہ وہ بھی باتیں سنکر رونے لگی اور یہ باتیں سنکر کہا کہ اے رحمت رنج مت
کر میں اسکا علاج جانتا ہوں اگر میری [illegible] پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا کہ ایک گوسفند کو لیجا کہ وہ میرے نام کی قربانی کریں خدا انکو اسیوقت شفا بخشیگا اور تمام
بیماریاں انکی جاتی رہینگی رحمت اس گوسفند کو لیکر ایوب کے پاس آئی اور کہا کہ یا نبی اللہ کب تک بیماری اور رنج میں رہیگا ایک طبیب آیا ہے اور اسنے مجھکو علاج بتلایا ہے
اور جو کچھ بیان کیا ایوب نے کہا کہ اے رحمت افسوس ہے شیطان کے حیلے میں آئی ہے وہ اسلئے آیا ہے کہ تجھکو بہکا کر کافر کرے اور تو نہیں جانتی ہے کہ سب دولت اور نعمت اور رنج اور محنت
خدا کی طرف سے ہے اگر خدا نعمت دیتا ہے تو اور اگر وہ بلا میں مبتلا کرے شیطان اس مکر سے تیرے کام نہ کیا تب اپنا حیلہ کیا کہ پھر خوب صورت کی شکل میں

برسول انکی صحبت میں رہی حق نے فرمایا کہ انکی صورت اوسی شکل کی ہے کہا کہ جیسے جوان تھا وہ تو تیری شکل تھا فرمایا کہ میں ہی ہوں ایوب پھر اوسپر احسان کیا اور سارے
بچے اور رو رو کے نیز دور کیے اور حالت جوانی پھر مجھکو بخشی دونون گدونمیں ایک دانہ اور ایک میں جو نہایت خوشی سے بہت روئے اور سجدہ شکر کیا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بخشا اور ہم نے
ایوب کو اپنا وَوَهَبْنَا لَهُ اور بخشا ہمنے واسطے اسکے أَهْلَهُ لوگوں اسکے کو یعنی اسکی اولاد کو ہمنے زندہ کیا وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ اور مثل انکی ہمراہ انکے اور
بخشے کہ جو پھر زندہ کیا اور مثل انکی رحمت کی شکل سے اور یہ روایت ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکی اہل اور مال کو دو چند کیا یعنی انکی رحمت کی
عوض میں ... ایک فرزند کے عوض دو فرزند دیے اور ایک مال کے عوض دو مال دیے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حقتعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے ایوب کی اولاد کو
جو پہلے کہ انکی بیماری میں مر گئے تھے اور جو پیچھے کہ اٹھا لیے تھے سبکو زندہ کیا اور انکو دو چند کیا اور یہ سب ہمنے انکو بخشا رَحْمَةً مِّنَّا واسطے رحمت کے بخشش
ہماری جانب سے وَذِكْرَىٰ واسطے نصیحت کے لِأُولِي الْأَلْبَابِ واسطے صاحبان عقل کے تا کہ صبر انجام پر نظر کرکے وقت مصیبت کے صبر کریں اور اسکو وسیلہ
فرحت اور رحمت حاصل کریں اور رحمۃ اور ذکری دونوں مفعول لہ واقع ہوئے ہیں وہبنا کے اور کہتے ہیں کہ ایوب نے بعد صحت کے سات روز تک اپنی ... لوگونکو کھانا کھلایا اور
مصیبت میں صبر کرنیکی انکو بہت تاکید کی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حقتعالیٰ نے تمام مال اور اولاد اور مواشی انکو دو چند دی اور ابر برسا اور سفید ... انکے گھر برسا کہ انکی
سبکی ٹڈیاں تھیں اور جس وقت ہوا کسی ٹڈی کو اڑا لے جاتی تو وہ اسکے پیچھے دوڑکر اسکو پکڑتے تھے اور ڈھونڈ لاتے تھے جبرئیل نے کہا کہ اے ایوب تو ابھی سیر نہیں ہوا ہے اور تو
سیر نہیں ہوتا ہے کہ اسکے پیچھے دوڑتا ہے کہا کہ خدا تعالیٰ کی روزی سے کون سیر ہوتا ہے اور پیٹ بھرتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایوب نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی زوجہ کو سو
لکڑیاں ماروں گا بعد صحت کے انکو تردد ہوا کہ اس قسم سے کیونکر پاک ہونا چاہیے کہ قسم سے تو چھوٹ جاوے اور میری بی بی کو بھی آزار نہ پہنچے حقتعالیٰ نے بہت آسانی سے ایوب
کو قسم سے پاک کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَخُذْ بِيَدِكَ اور لے تو ایسے ہاتھ اپنے ضِغْثًا مٹھا سو لکڑیوں یا سو سینکوں کا یا سو سینکوں کا مٹھا یا جھاڑو
فَاضْرِب بِّهِ پس مار تو ساتھ اسکی اپنی زوجہ کو ایکبار کہ قسم سے تو پاک ہو جاوے وَلَا تَحْنَثْ اور نہ مخالفت کر تو قسم کی پس حضرت ایوب نے سو لکڑیوں یا سینکوں کا
ایک جھاڑو سی بنا کر ایکبار اپنی زوجہ کو مارا کہ سو لکڑیوں کا مارنا صادق آیا اور وہ قسم سو لکڑیوں کی مارنے کی انکے ذمہ سے اتر گئی اور یہ حکم آئندہ کو بھی جاری رہا
اور عیاشی کی روایت میں ہے کہ سفیان ثوری نے کہا کہ حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے حق میں کہ جو مریض ہوا اور اس نے زنا کیا ہو سبب حد مارنے کے
خوف انکی مرنیکا ہو پس حضرت نے فرمایا کہ استسقاء کی بیماری والا مرد رسول خدا صلعم کے پاس لایا گیا کہ اسنے ایک عورت سے زنا کیا تھا حضرت صلعم نے حکم دیا کہ سو لکڑیاں
کہ اسکی حاضر کرو جیسے وہ لکڑیاں آئیں تو حضرت نے ایک جھاڑو سی بنا کر ایکبار اسکو ماری اور اسپر حد جاری کی اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ
خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث إِنَّا وَجَدْنَاهُ تحقیق ہمنے پایا ہے اسکو صَابِرًا صبر کرنیوالا اپنے رنجوں میں نِّعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ
ایوب ہے إِنَّهُ أَوَّابٌ تحقیق کہ وہ ایوب رجوع کرنیوالا ہے ہماری درگاہ کیطرف اور بعد اسکے خدا تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کی نیک عادتوں کو بیان کرتا ہے
تا کہ آدمی انکی عادتوں کی پیروی کریں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اور یاد کر تو اے محمد صلعم بندوں ہمارے کو إِبْرَاهِيمَ ابراہیم خلیل کو وَإِسْحَاقَ
اور اسحاق نبی کو وَيَعْقُوبَ اور یعقوب پسر اسحاق بن ابراہیم کو أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ صاحب قوتوں کے بیچ عبادت میں اور صاحب بینائیوں اور
سمجھوں کے یعنی دین میں اور عمل میں اور علم میں وہ قوی کامل تھے اور یا یہ کہ صاحب قوت تھے خدا کے بندوں پر کہ انکو دین کیطرف بلاتے تھے اور صاحب عقلوں کے
اور ابن کثیر نے عبادنا کو عبدنا پڑھا ہے اور یہ سب نام ہمارے بدل ہیں عبدنا سے إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم تحقیق کہ ہمنے خالص کیا ہے انکو واسطے اپنے بِخَالِصَةٍ سبب
خالص ذِكْرَى الدَّارِ ذکر کے دار آخرت کے یعنی ہمنے انکو خالص کیا ہے واسطے کہ وہ خالص ہو دن آخرت کو یاد کرتے ہیں اسلئے کہ خلوص انکا
میں آخرت کے ذکر کے واسطے ہے اور خالصۃ خلوص کے معنی میں ہے اور ذکری تذکیر کے معنی میں اور اہل مدینہ نے خالصۃ کو مضاف پڑھا ہے بدون تنوین کے وَإِنَّهُمْ عِندَنَا
اور تحقیق وہ نزدیک ہمارے لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ البتہ برگزیدہ کیے گئے نیکوں میں سے ہیں کہ ہمنے انکو نعمت نبوت کی دی ہے اور وہ ہماری درگاہ کے مقرب اور
نزدیک کیے گئے ہیں اور مصطفین بفتح فا جمع مصطفی کی ہے وَاذْكُرْ اور یاد کر تو اے محمد صلعم إِسْمَاعِيلَ اسمعیل کو کہ وہ ذبیح اللہ تھا وَالْيَسَعَ اور الیسع کو
وہ بیٹا اخطوب کا تھا خلیفہ الیاس کا تھا بنی اسرائیل پر اور آخر کو پیغمبر ہوا وَذَا الْكِفْلِ اور ذوالکفل کو کہ الیسع کے چچا کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر تھا کہ قتل سے بھاگ کر ...

کفارات ہیں اور درجات ہیں لیکن کفارات تو پورا اور کامل کرنا وضو کا ہے صبح کے وقت سردی میں اور قدم ہونا اٹھانا طرف جماعتوں نماز کی اور بعد ادا کرنے ایک نماز کے دوسری نماز کا
منتظر ہونا اور لیکن درجات ظاہر کرنا اسلام کا ہے اور کھلانا کھانا ہے اور پڑھنا نماز کا شب کو جس وقت کہ آدمی سوتے ہیں یعنی وہ پہلی چیزیں تو گناہوں کا کفارہ ہیں اور پچھلی چیزوں سے درجے
بلند ہوتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حدیث معراج کے خبر میں منقول ہے کہ رسول خدا صلعم سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو جبرئیل آگے چلنے سے رہ گئے حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل اس جگہ پر مجھکو
تنہا چھوڑتا ہے کہا کہ تشریف لیجاؤ آگے کو قسم ہے خدا کی اس مقام پر پہنچے ہو تم اور نہ تھا کہ مخلوقات خدا میں سے کوئی اس مقام پر نہیں پہنچا ہے اور پروردگار کے نور میں سے میں نے
دیکھا اور میرے اور اسکے درمیان ایک سبحہ حائل ہوا کہ امام علیہ السلام سے پوچھا کہ سبحہ کیا چیز ہے پس اپنی منہ مبارک زمین اور ہاتھ طرف آسمان اشارہ کیا اور تین بار فرمایا کہ
جلال ربی اور حضرت سو فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ محمد میں نے کہا کہ لبیک اے پروردگار میرے فرمایا کہ کس چیز میں جھگڑا کیا ملاء اعلیٰ نے میں نے کہا کہ پاک ہے تو ای پروردگار میرے
مجھکو اسکا علم نہیں ہے اور میں جانتا ہوں مگر جو تو نے مجھکو سکھلایا اور دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا کہ میں نے اسکی خنکی کو اپنے سینے کے درمیان پایا میں فرمایا کہ جو پوچھیگا
تجھ سے اس چیز کو کہ گذر گئی ہے اور اس چیز کو کہ باقی رہی ہے مگر تعلیم کرونگا میں تجھکو اور بتلا دونگا وہ تجھکو پس فرمایا کہ اے محمد کس چیز میں جھگڑا کیا ملاء اعلیٰ نے میں نے کہا کہ
کفارات میں اور درجات میں اور حسنات میں پس فرمایا کہ اے محمد منقطع ہوا کھانا تیرا اور گذر گئی نبوت تیری پس کون شخص ہے وصی تیرا میں نے کہا کہ ای پروردگار میرے
خلقت کو میں نے آزمایا پس کسی آدمی کو علی سے زیادہ فرمانبردار نہ پایا اور زیادہ علم کے سوا اور دیکھا فرمایا کہ میرا زیادہ فرمانبردار بھی وہی ہے اور پھر سوچ کہا کہ ای پروردگار میرے
تیری خلقت کو آزمایا زیادہ دوست رکھتا ہو سوائے اسکے کسی کو نہ پایا فرمایا کہ میرا بھی زیادہ دوست ہے پس خوشخبری دی تو اسکو کہ وہ علم ہے میرا اور امت کا اور
اور امام ہے میرے دوستوں کا اور نور ہے اس شخص کا کہ جو فرمانبرداری کرے میری اور وہ کلمہ لازم کیا ہے میں نے اسکو متقیوں کو جو شخص کہ دوست رکھے اسکو وہ دوست رکھیگا مجھکو
اور جو کوئی دشمن رکھے اسکو وہ دشمن رکھیگا مجھکو اور خاص کیا میں نے اسکو تیرے ساتھ میں نے کہا کہ ای پروردگار وہ بھائی میرا ہے اور صاحب میرا اور وزیر میرا اور
وارث میرا اور فرمایا کہ کہہ تو اے محمد صلعم اِنۡ یُّوۡحٰۤی اِلَیَّ نہیں وحی کیجاتی ہے طرف میری اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا مگر یہ کہ میں نہیں ہوں میں مگر
نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ڈرانیوالا ظاہر تاکہ تمکو تاریکی گمراہی سے باہر نکالوں اور آگے بیان کرتا ہے کہ یاد کرو ای محمد صلعم اِذۡ قَالَ رَبُّکَ
جس وقت کہ کہا پروردگار تیرے نے لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ واسطے فرشتوں کے کہ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہوں آدمی کو کہ صفات اسکی
پہلے بیان کی تھی اور کہا تھا کہ پیدا کرونگا میں اسکو اور پیدا کرونگا میں اسکو مِّنۡ طِیۡنٍ مٹی سے اور مراد اس بشر سے آدم ہے فرمایا کہ
فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ پس جس وقت کہ درست کر لوں اسکو بنا کر وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ اور پھونکوں بیچ اسکی روح اپنی سے کہ جو میں نے پیدا کی ہے
اور خاص کیا ہے اسکو فَقَعُوۡا لَہٗ پس گر پڑو تم واسطے اسکے سٰجِدِیۡنَ سجدہ کرنیوالے یعنی آدم کو تعظیم کا سجدہ کرو اور جس وقت خدا نے
آدم کا پتلا بنا کر اسمیں روح کو پھونکا اور زندہ کیا تو فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ پس سجدہ کیا فرشتوں نے کل انکے سب نے آدم کو
اور کسی نے انکار نہ کیا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ مگر ابلیس شیطان اِسۡتَکۡبَرَ تکبر کیا اور اپنے تئیں بڑا جانا اور سجدہ کرنے سے انکار کیا وَ کَانَ اور تھا وہ شیطان پہلے سے
اور یا ہوگیا حکم کے نہ بجا لانے سے مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ کفر کرنیوالوں میں سے کہ خدا کا کہنا نہ مانا اور جس وقت شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو قَالَ کہا
خدا تعالیٰ نے اس سے کہ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ ای ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھکو اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ یہ کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے
پیدا کیا ہے میں نے اسکو بِیَدَیَّ ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے یعنی میں نے خود اسکو پیدا کیا ہے بدون ماں اور باپ کے اور بے مدد غیر کے اور یا یہ کہ میں نے اسکو اپنے
دست قدرت سے پیدا کیا ہے اَسۡتَکۡبَرۡتَ کیا تکبر کیا تو نے اور اسمیں کبھی ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصلی ساقط ہو گیا ہے یعنی کیا بدون استحقاق تکبر کیا
تو نے اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَ یا ہے تو بلند مرتبہ ہونیوالوں میں سے کہ وہ استحقاق بلندی کا رکھتے ہیں قَالَ کہا ابلیس نے کہ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ
میں بہتر ہوں اس آدم سے خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے کہ وہ لطیف نورانی ہے وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ اور پیدا کیا تو نے اسکو مٹی
سے کہ وہ نہایت کثیف اور تاریک ہے اور جس وقت کہ آگ افضل ہوئی مٹی سے تو افضل کیونکر سجدہ کرے اپنے سے کم مرتبہ والی چیز کو اور ابلیس لعین نے یہی غلطی کی کہ اگر
اس مٹی کی نورانیت کی طرف ملاحظہ کرتا تو کبھی ایسا نہ کہتا اور ذکر اسکا سورۂ اعراف میں گذر گیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سنکر قَالَ کہا فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا پس نکل

ان فرشتوں میں سے یا بہشت سے فانک رجیم پس تحقیق تو راندہ ہوا ہے رحمت سے اور کرامت سے ہے وان علیک لعنتی اور تحقیق کہ اوپر تیرے لعنت
میری ہے الی یوم الدین تا روز جزا یعنی ہمیشہ تجھ پر لعنت میری ہے اور قیامت میں لعنت اوپر عذاب کے ہوگی پس جس وقت یہ سنا تو قال کہا کہ
رب اے پروردگار میرے جس وقت کہ اپنی رحمت سے تو نے مجھ کو ناامید کیا ہے تو فانظرنی پس مہلت دے تو مجھ کو یعنی زندہ رکھ تو مجھ کو الی یوم
یبعثون اس روز تک کہ اٹھائے جاویں زندہ کر کے یعنی قیامت تک مجھ کو موت مت دے قال کہا خدا نے اسکے جواب میں کہ فانک من المنظرین
پس تحقیق تو مہلت دئے گیوں میں سے ہے الی یوم الوقت المعلوم تا روز وقت معلوم کہ وہ پھونکنا صور اول کا ہے کہ اس وقت سب مر جاوینگے اور جس وقت اس نے
وعدہ مہلت کا سنا تو قال کہا فبعزتک پس قسم ہے غالب ہونے تیری کی جس طرح کہ مجھ سے ہو سکیگا لاغوینهم کہ البتہ گمراہ کرونگا میں اولاد آدم کو
یعنی آدمیوں کو میں گمراہ کرونگا اجمعین سب کو الا عبادک منهم مگر بندوں تیرے کو ان میں سے کہ المخلصین جو خالص کئے گئے ہیں کفر اور
گناہوں سے اور جنہوں نے دل سے تجھ پر ایمان لائے ہیں اور خالص تیرے ذکر میں ہیں ان پر میرا قابو نہ چلیگا مراد ان لوگوں سے انبیاء اور ائمہ ہیں علیہم السلام کہ
معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں قال کہا خدا نے اسکے جواب میں کہ فالحق پس میں حق ہوں باطل اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور یا یہ کہ خبر
اسکی محذوف ہے پس حق قسم میری ہے والحق اقول اور حق کہتا ہوں میں اور یہ حق مفعول ہے اقول کا اور بعضوں نے حق اول کو بھی منصوب پڑھا ہے فعل مضمر
اور اسم قسم کو بیان کرتا ہے کہ لاملان جہنم البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو منک تجھ سے یعنی ابلیس اور سارے شیطانوں سے وممن تبعک اور ان لوگوں کہ
پیروی کی ہے انہوں نے تیری منهم ان میں سے یعنی آدمیوں میں سے اجمعین سب یعنی جن آدمیوں نے کہ تیری پیروی کی ہے اور تیرے کہنے کو مانا کہ تیرے کہنے پر چلے ہیں
ان سب سے دوزخ کو بھرونگا تیرے ہمراہ اور اب خدا تعالی اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے قل کہو تو اے محمد صلعم کفار مکہ کو کہ ما اسئلکم علیہ نہیں سوال کرتا ہوں میں
تم سے اوپر اس رسالت کے یعنی جو کام خدا کے پہنچانے پر اور راہ حق کے بتلانے پر میں تم سے طلب نہیں کرتا ہوں من اجر کوئی اجرت اور مزدوری کہ اسکے عوض میں تم
مجھ کو کچھ مال دو وما انا اور نہیں ہوں میں من المتکلفین تکلف والوں اور بناوٹ کرنیوالوں سے کہ جو چیز میں لیاقت اسکی نہ ہو اور میں اسکا دعوی
کروں میں لیاقت رسول ہونے کی رکھتا ہوں اور تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں رسول خدا کا ہوں اور یہ قرآن کی آیتوں کو اپنی جی سے بنا لاؤں ہرگز نہیں ہے ان هو
نہیں ہے وہ قرآن الا ذکر مگر نصیحت خدا کی جانب سے للعالمین واسطے عالم کے لوگوں کے جن اور انسان میں اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ واسطے تکلف کرنیوالے کے تین علامتیں
ہیں ایک تو یہ کہ جو کوئی اس سے مرتبہ میں فوقیت رکھتا اور بلند ہے اس سے وہ نزاع رکھتا ہے اور دوسری یہ کہ لیتا ہے اس چیز کو کہ جس کے لینے کی قدرت نہیں رکھتا ہے اور تیسری یہ کہ کہتا ہے
آدمیوں سے اس امر کو کہ نہیں جانتا ہے جس کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعضے علماء وہ ہیں کہ فتوی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے سوال کرو اور ایک حرف بھی درست نہیں
کہہ سکتے ہیں اور خدا تعالی نہیں دوست رکھتا ہے تکلف کرنیوالوں کو اور ایسے لوگ بیچ طبقہ چھٹے دوزخ کے ہیں ولتعلمن نبأه اور البتہ جانوگے تم خبر اس قرآن کی یعنی سچی
اور حق ہونا ان باتوں کا کہ جو اس میں کہی ہیں کہ جانوگے تم اور اسکی صدق سے مطلع ہوگے تم بعد حین بعد ایک وقت کے کہ وہ وقت موت کا ہے یا روز قیامت یا وقت ظاہر ہونے
مہدی آل محمد صلعم کے سورة الزمر یہ سورہ مکی ہے اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ زمر کو پڑھے خدا تعالی اسکو بزرگی
دنیا اور آخرت کی بخشے اور غالب کرے اسکو بدون مال اور کنبہ کے آدمیوں پر اس واسطے کہ جو کوئی اسکو دیکھے ہیبت اسکی اسکے دل پر غالب ہو اور اسکے بدن کو دوزخ پر حرام
کرے اور ہزار شہر بہشت میں اسکے واسطے بنا کہ ہر شہر میں ہزار محل ہوں اور ہر محل میں ہزار حوریں اور یا حوروں اسکے واسطے دو چشمہ جاری ہوں اور دو چشمہ جوش کرنیوالے
ہوں اور دو بہشت نہایت سبز ہوں بسم الله الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب نازل کرنا کتاب کا یعنی قرآن کا نازل کرنا
محمد صلعم پر من الله خدا کی جانب سے العزیز کہ غالب ہے تمام خلقت پر الحکیم حکمت والا ہے امر میں اور تنزیل الکتاب مبتدا ہے اور من الله
خبر اسکی ہے اور یا تنزیل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی هذا تنزیل الکتاب اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے فعل محذوف کا انا انزلنا تحقیق ہم نے نازل کیا ہے
الیک الکتاب طرف تیری کتاب کو کہ وہ قرآن ہے بالحق ساتھ حق کے اور راستی کے نہ ساتھ باطل و لغو کے فاعبد الله پس پرستش کر تو خدا کی
مخلصا له الدین خالص کرنیوالا ہو واسطے اسکے دین کو شرک اور ریا سے یعنی عبادت خالص واسطے خدا کے کر بدون آمیزش کسی دوسری چیز کے اور یہ خطاب

یعنی تینوں اندھیریوں میں اور بعد پیدا ہونے کے اسکو پیٹ سے نکالتا ہے ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ یعنی وہ کہ جس نے یہ چیزیں پیدا کیں ہیں خدا ہے پروردگار تمہارا اور پیدا کرنیوالا تمہارا اور ذالکم مبتدا ہے اور
اللہ خبر ہے اسکی اور ربکم بدل ہے لَہُ الْمُلْکُ واسطے اسکے ہے بادشاہی تمام مخلوقات پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش کے سوا
اسکے فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ پس کہاں تم پھیرے جاتے ہو راہ حق سے کہ وہ توحید خدا کی ہے اور شرک کیطرف جھکتے ہو اور رغبت کرتے ہو اِنْ تَکْفُرُوْا اگر کافر ہو جاؤ تم اسکی
وحدانیت اور ناشکری اسکی نعمتوں کی کرو تم جو چاہو کرو فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ پس تحقیق کہ خدا بے پرواہ ہے عَنْکُمْ تمہارے ایمان سے اور شکرگزاری تمہاری سے پس
کفر اور ناشکری تمہاری اسکو ضرر نہیں کرتی ہے بلکہ ضرر اسکا تمہاری ہی جانوں پر ہے وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ اور نہیں پسند کرتا ہے خدا واسطے بندوں
اپنے کے کفر کو اور جسوقت کہ کفر پسند نہ کیا تو بندوں کے کفر کا خالق بھی نہ ہوگا اسواسطے کہ کب ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو پسند نہ کرے اسکو پیدا کرے پس باطل ہوا قول ان لوگوں کا کہ
جو کہتے ہیں کہ خالق کفر کا بھی خدا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ارادہ نہیں کرتا ہے اس کفر کا کہ جو بندہ سے واقع ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر اسکا ارادہ کرتا تو جسوقت وہ بندہ سے
واقع ہوتا اسوقت بندہ کے واسطے اسکو پسند بھی کرتا اسواسطے کہ جسوقت ہمارا ارادہ ہو کہ کسی آدمی سے کفر واقع ہو تو ہم اس سے راضی بھی ہونگے اور خدا تعالیٰ تو پسند نہیں کرتا ہے واسطے بندہ
کے کفر پس ارادہ بھی نہ کریگا بندہ کے کفر کا وَاِنْ تَشْکُرُوْا اور اگر شکر کرو تم خدا کی نعمتوں کا خصوصاً ایمان کی نعمت کا تو یَرْضَہُ لَکُمْ پسند کریگا اسکو
واسطے تمہارے کہ وہ موجب زیادتی نعمت کا ہے اور یرضہ میں ضمیر سے الف ساقط ہو گیا ہے جزا ہونیکی جہت سے اور ابوعمرو نے اسکی ہا کو ساکن پڑھا ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر اور
خلف اور نافع نے ہا کو مضموم پڑھا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ اور نہیں بوجھ اٹھاتا ہے کوئی بوجھ اٹھانیوالا وِّزْرَ اُخْرٰی بوجھ دوسرے نفس کا یعنی ایک آدمی
دوسرے آدمی کا گناہ نہیں اٹھا سکتا ہے کہ اپنے ذمہ کسی دوسرے کے گناہ کرلے اور نہ ایک کی عوض دوسرے کو سزا ہو سکتی ہے کہ عدل کے برخلاف ہے پس جس شخص سے مواخذہ اسی
گناہ کا ہوگا نہ دوسرے کے گناہ کا ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ پھر طرف پروردگار تمہارے کے ہے جگہ پھر جانے تمہارے کی واسطے جزائے اعمال نیک اور بد کے فَیُنَبِّئُکُمْ
پس خبر دیگا تمکو بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں اِنَّہٗ تحقیق کہ وہ سبحانہ تعالیٰ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ دانا ہے
جاننے والا اور عالم ہے ساتھ سینوں کی باتوں کے پس اعمال تمہارے اس سے کیونکر پوشیدہ ہونگے اور کہتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اور یا ابوحذیفہ ایک بلا میں گرفتار ہوئے اور بعد اسکے
انہوں نے خدا کیطرف رجوع کی اور بت پرستی کو ترک کیا اور جسوقت بلا دفع ہوئی اور نعمت حاصل ہوئی تو پھر مرتد ہوگئے اور کفر اور شرک کو اظہار کیا اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگے خدا تعالیٰ
نے یہ آیت نازل کی وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ اور جسوقت پہنچتا ہے آدمی کو یعنی عتبہ کو یا ابوحذیفہ کو ضُرٌّ کوئی ضرر مثل بیماری یا قحط یا فقیری تو دَعَا رَبَّہٗ
پکارتا ہے پروردگار اپنے کو مُنِیْبًا اِلَیْہِ کہ رجوع کرنیوالا طرف اسکی اور فریاد کرنیوالا ہے اور توبہ کرنیوالا غیر کی عبادت کو ترک کرکے اور جیسا حال واقع ہوا ہے ثُمَّ
اِذَا خَوَّلَہٗ پھر جسوقت دی اسکو خدا نے بخشی نِعْمَۃً مِّنْہُ نعمت اپنی پاس سے یعنی اس بلا کو نعمت سے بدل کیا نَسِیَ مَا کَانَ بھول گیا اسچیز کو یعنی اس
ضرر کو کہ تھا یَدْعُوْٓا اِلَیْہِ پکارتا تھا طرف اسکی خدا کو مِنْ قَبْلُ پہلے اس کے کس طرح اس ضرر کو دور کردے وَجَعَلَ لِلّٰہِ اور کردیے ٹھہرائے واسطے
خدا کے اَنْدَادًا شریک لِّیُضِلَّ تا کہ گمراہ کرے آدمیوں کو عَنْ سَبِیْلِہٖ راہ اسکی سے یعنی خدا کی راہ سے کہ وہ دین اسلام ہے اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ یہ آیت ابوفصیل کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسول خدا کو ساحر جانتا تھا اور جسوقت اسکو کوئی ضرر پہنچتا تھا تو خدا کیطرف رجوع کرتا تھا اور جو کچھ سو محمد کو
کہتا تھا اس سے توبہ کرتا تھا اور جسوقت اسکو کوئی نعمت مثل عافیت کے حاصل ہوتی تھی تو اس توبہ کو بھول جاتا تھا اور رسول خدا کو پھر جادوگر کہنے لگتا تھا فرماتا ہے خدا کہ قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم اس کافر کو تَمَتَّعْ فائدہ اٹھا تو بِکُفْرِکَ ساتھ کفر اپنے کے قَلِیْلًا تھوڑا سا یعنی تھوڑے سے دنوں تک کہ وہ دن دنیا میں اور قلیلا صفت مصدر
محذوف کی یعنی تمتعا قلیلا اور وہ مفعول مطلق تمتع کا ہے یعنی چند روز دنیا کے مال سے فائدہ اٹھا کہ عنقریب فنا ہونیوالا اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ تحقیق کہ تو
صاحبوں دوزخ کے سے ہے پس کیا کافر بہتر ہے اَمَّنْ ھُوَ یا وہ شخص کہ وہ قَانِتٌ دعا کرنیوالا نماز میں کھڑے ہو کر یا ہمیشہ عبادت کرنیوالا اٰنَآءَ الَّیْلِ
ساعتوں رات میں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے کہ نماز تہجد پڑھنے والا کہ نماز شب ہیں سَاجِدًا سجدہ کرنیوالا وَّقَآئِمًا اور
کھڑا ہونیوالا شب کو عبادت خدا میں کہ کبھی سجدہ کرنیوالا اور کبھی کھڑے ہو کر ذکر خدا کرنیوالا ہے اور ساجدا اور قائما حال واقع ہوئے ہیں اور باوجود اسکے رات کو
یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ ڈرتا ہے وہ عذاب آخرت سے وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ اور امید رکھتا ہے رحمت پروردگار اپنے کی یعنی اسقدر تو عبادت کرتا ہے پھر بھی

غازیوں کی جماعت کو کہ دنیا میں وہ خدا کی راہ میں شہید ہوئے ہیں بہشت میں جانے کا حکم ہو فرشتے کہیں گے کہ دروازہ پر ٹھہرو تب یہ جماعت کہے گی کہ ہم کس بات میں بہشت کی بلند درجہ پر بیٹھیں ہم تو انکو دیکھ کر
کہیں گے کہ خدا اور اسکے رسول کے واسطے اپنے فرزند و مال کو یتیم کیا اور تیری راہ میں ہم نے اپنی جانوں کو فدا کیا یہ کون ہیں کہ ہم سے پہلے بہشت میں پہنچے پس حکم آوے گا کہ یہ فقرا آل محمد صلعم سے ہیں
تمام عمر طلب آخرت میں تنگ معاش کی تلوار سے کشتہ شہادت پائی ہے اور یہ لوگ ایک روز میں شمشیر تیغ بلا اور تیر آزمائش کے کشتہ ہوتے تھے اور مرتبہ شہادت کا انکی مرتبہ کو نہیں پہنچتا ہے
اور کافروں نے کہا کہ اے محمد تم ہمکو کہتے ہو کہ اپنے باپ دادوں کے دین کو چھوڑو اور اپنے نئے دین کی طرف آؤ اور تم تو اپنے باپ دادا کے طریقہ کے برخلاف ہو اور تمہارے موافق کوئی نہیں ہے
تابعداری کی طرف تمکو رغبت نہیں کرتا ہے تا کہ ہم محنت اور تشویش میں پڑیں پس یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ **قُلْ** کہدے اے محمد صلعم کہ **إِنِّي أُمِرْتُ**
تحقیق میں حکم کیا گیا ہوں خدا کی جانب سے **أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ** یہ کہ پرستش کروں خدا کو **مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ** جس وقت کہ خالص کرنیوالا ہوں اسکے واسطے
دین کو اور شرک سے یعنی خدا کی عبادت میں نہیں ملاتا ہوں کسیکو **وَأُمِرْتُ** اور حکم کیا گیا ہوں میں **لِأَنْ أَكُونَ** واسطے اسکے کہ ہوؤں **أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ** اول فرمانبرداری کرنیوالوں کا یعنی
سب سے پہلے میں فرمانبرداری کروں اور اسلام میں سب سے مقدم ہوں **قُلْ** کہدے اے محمد صلعم ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ تم اپنے باپ دادوں کے دین پر پھر آؤ **إِنِّي أَخَافُ** تحقیق کہ
میں ڈرتا ہوں **إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي** اگر نافرمانی کروں میں پروردگار اپنے کی اسطرح سے کہ دین حق کو چھوڑ کر تمہارے دین کو اختیار کروں اگر میں ایسا کروں تو ڈرتا ہوں
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ عذاب دن بڑے سے کہ وہ دن قیامت کا ہے **قُلِ اللَّهَ** کہدے اے محمد صلعم کہ خدا کو **أَعْبُدُ مُخْلِصًا** پرستش کرتا ہوں میں جس وقت کہ
خالص کرنیوالا ہوں **لَهُ دِينِي** واسطے اسکے دین اپنے کو شرک اور کفر سے **فَاعْبُدُوا** پس پرستش کرو تم اے مشرکو **مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ** جس چیز کو کہ چاہو
سوائے اسکے بتوں وغیرہ کو اور یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہے اور مشرکوں نے بعد سننے اس کلام کے حضرت سے کہا کہ اے محمد صلعم ہمارا نقصان کیا ہوا کہ ہمارا دین تم نے چھوڑ دیا کہ اختیار کیا اور
تازہ مذہب تم نے اختیار کیا خدا فرماتا ہے کہ **قُلْ** کہدے اے محمد صلعم کہ **إِنَّ الْخَاسِرِينَ** تحقیق نقصان والے **الَّذِينَ خَسِرُوا** وہ لوگ ہیں کہ نقصان کیا ہوں نے
أَنْفُسَهُمْ جانوں اپنی کو **وَأَهْلِيهِمْ** اور لوگوں اپنوں کو **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** دن قیامت کے کہ اپنی نفسوں کو دوزخ کی آگ میں جلایا اور جو کہ انکے لوگ تھے کافر تھے وہ
دوزخ میں جلائے جاوینگے **أَلَا ذَلِكَ** خبردار ہو کہ وہ نقصان کو کفار کا حقیقت میں **هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ** وہ نقصان ظاہر ہے کہ قیامت کے دن لوگوں پر پوشیدہ
نہوگا **لَهُمْ** واسطے ان نقصان والوں کے **مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ** اوپر انکے سے سائبان ہیں آگ سے **وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ** اور نیچے انکے سے سائبان
ہیں آگ کے یعنی آگ کو کہ جو نیچے لگتی ہے انکے نیچے کے طبقہ میں اور بستر بھی آگ کے ہیں **ذَلِكَ** وہ عذاب کہ مذکور ہوا **يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ** ڈراتا ہے خدا ساتھ
اسکے **عِبَادَهُ** بندوں اپنے کو اپنی رحمت کی جہت سے تا کہ پرہیز کریں اور اس عذاب سے خوف کریں **يَا عِبَادِ** اے بندو میرے جو سمجھو کہ یہ عذاب تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے تو
فَاتَّقُونِ پس ڈرو تم مجھ سے اور میرے عذاب کا خوف کرو اور کہتے ہیں کہ زمانہ کفر میں زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری نے زبان پر کلمہ طیبہ لا اله الا الله جاری
کیا تھا اور خدا کے واحد ہونیکا اقرار کیا اور اپنے باپ دادوں کے مذہب سے بیزار ہوئے خدا تعالے نے انکی شان میں فرمایا کہ **وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ** اور وہ لوگ کہ
پرہیز کیا ہے انہوں نے شیطان سے **أَنْ يَعْبُدُوهَا** یہ کہ عبادت کریں اسکو اور اسکی پیروی کریں یعنی شیطان کی وہ پیروی نہیں کرتے ہیں اور اسکے کہنے پر وہ نہیں چلتے ہیں یا
برخلاف اسکی مرضی کے وہ کرتے ہیں کہ شرک اور کفر کو وہ ترک کرتے ہیں **وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ** اور رجوع کی انہوں نے طرف خدا کے یقین کامل سے **لَهُمُ الْبُشْرَى**
واسطے انکے خوشخبری ہے ثواب کی کہ خوشخبری کی زبان فرشتوں سے وقت مرنیکے سننگے **فَبَشِّرْ عِبَادِ** پس خوشخبری سنا تو اے محمد صلعم بندوں میرے کو **الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ**
الْقَوْلَ کہ سنتے ہیں بات حق کو کہ وہ قرآن ہے **فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ** پس پیروی کرتے ہیں بہت نیک یا زیادہ اچھی بات کی یعنی جو عمل کرتے ہیں سنکر اور ان میں جو زیادہ
نیک ہے اسکو اختیار کرتے ہیں مثلاً بخشنے و قصاص کو اختیار کرتے ہیں بخشنے پر چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ **وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى** اور راہ خدا میں پوشیدہ دینے کو اختیار کرتے ہیں
ظاہر میں دینے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ** اور اسیطرح ہر چیز کو اختیار کرتے ہیں **أُولَئِكَ** گروہ جو بہتری کو خواہ زیادہ نیک عمل کو ہیں
الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وہ لوگ ہیں کہ رہنمائی کی ہے انکو خدا نے طرف راہ نجات کے اس سبب سے وہ اپنے مقصود کو پہنچے ہیں **وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ** اور
وہ لوگ وہی ہیں صاحب عقلوں کے کہ اپنی عقلوں کی صفائی سے طرف حق کے راہ پاتے ہیں اور واسطے تنبیہ کفار کے فرماتا ہے کہ **أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ** کیا پس
شخص کہ ثابت اور واجب ہوا اوپر اسکے کلمہ عذاب کا یعنی بات عذاب کی بسبب اسکے کفر کے مانند اس شخص کے ہے کہ سزاوار بہشت کا ہے اور خدا تعالے اس سے راضی ہے **أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ**

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ أُولَٰئِكَ یہ لوگ سنگدل جنکے دل خدا کی ذکر کی طرف سے نرم نہیں ہوتے اور نصیحت انکو اثر نہیں کرتی ہے زیادہ سخت ہوتے ہیں قول انکی اور جسقدر خدا کا ذکر کرتے ہیں اور
بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں انکی گمراہی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اپنی حاجت کو میری امت کے نرم دل لوگوں سے طلب
کرو کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت انکے دلون میں رکھی ہے اور سخت دل لوگوں سے حاجت کو طلب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اپنا غضب اور غصہ انکے دلون میں داخل کیا ہے اور دوسری
روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خدا دوست رکھتا ہے اُس شخص کو کہ ڈرنیوالا اور غمگین اور مہربان ہو اور آدمیونکو نیکی کی تعلیم کرے اور دشمن رکھتا ہے
اُس دل کو کہ غافل ہو اور اپنی اوقات کھیل اور لہو و لعب میں بسر کرے اور تمام شب سوتا رہے اور ذکر خدا نکرے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے عرض کیا کہ کچھ بہت سی باتیں ہماری خواہش ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے فرماؤ کہ غم ہمارا دور ہو اور دلوں کو فرحت اور کشادگی حاصل ہو یہ آیت نازل
ہوئی کہ اَللّٰهُ نَزَّلَ خدا نے نازل کیا ہے اَحْسَنَ الْحَدِيثِ بہتر باتوں کو یعنی قرآن کو كِتَابًا مُّتَشَابِهًا کتاب مشابہ بعض کی
بعض سے خوبی لفظ اور معنی میں اور معجزہ ہونے پر دلالت کرنے میں یعنی اُس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے کتاب بدل احسن الحدیث سے مَّثَانِيَ مکرر ہے یعنی قصص اور حکم
اور نہی اور نصیحت اور وعدہ اور وعید اسمیں مکرر مذکور ہوئی ہیں اور مکرر ہونا واقع ہوئے ہیں کہ لوگ بہت بھولتے ہیں مگر جبکہ بار بار ثواب اور نصیحت اور رغبت دلانے
ذکر خدا کے مکرر ہوں اور مذکور ہوں تو دلمیں اثر نہیں کرتے ہیں اور روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر نصیحت کو تین تین چار چار مرتبہ صحابہ کے روبرو بیان کرتے تھے اور
کوشش کرتے تھے تاکہ دلونمیں بیٹھ جاوے جگہ پکڑے اور مثانی کو وصف کتاب کا وصف اسلئے ٹھیرایا ہے کہ کتاب ایک جملہ ہے بہت سی تفصیلوں کا اور وصف دیگر قرآن کا یہ ہے کہ تَقْشَعِرُّ
مِنْهُ کانپتے ہیں اُسکے سننے سے یعنی عذاب کے وعدے جو اُسمیں مذکور ہیں اُنکے سننے سے کانپتے ہیں جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ پوستیں اُن لوگونکی کہ
ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور روز قیامت کی ہول سے لرزاں ہیں ثُمَّ تَلِينُ پھر نرم ہوتے ہیں جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ پوستیں انکی اور دل انکے
إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ طرف ذکر خدا کے یعنی جسوقت آیتیں رحمت اور مغفرت اور بخشش کی سنتے ہیں تو دل انکے نرم ہوتے ہیں ذکر خدا کے واسطے اور چاہتے ہیں کہ خدا کی یاد میں رہنا
چاہئے اور وہ لرزہ جو انکے دلوں میں عذاب کی آیتوں کے سننے سے تھا وہ سب دور ہو جاتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی مومن ایسا ہو کہ اُسکی پوست
خوف خدا سے کانپے تو گناہ اُسکے اس طرح جھڑتے ہیں کہ جیسے پتے درخت سے جھڑتے ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آنکھ قیامت کی ہول دیکھکر گریاں اور نالاں
ہوگی مگر تین آنکھیں کہ وہ اُس روز خنداں ہونگی ایک وہ آنکھ کہ جو روئی ہے دنیا میں خوف خدا سے اور ایک وہ آنکھ کہ جو پست اور نیچی ہوئی ہے اُن چیزوں کے دیکھنے سے کہ
جنکے دیکھنے کو خدا نے حرام کیا ہے اور ایک وہ آنکھ کہ جو بیدار رہی ہے راہ خدا میں اور منقول ہے کہ ہر چیز کا وزن اور پیمانہ ہوتا ہے مگر آنسو کہ تحقیق بجھاتا ہے خدا اُس سے آگ کے
دریاؤں کو اور اگر بندہ کسی امت میں روئے تو خدا اُس امت پر رحم کرتا ہے اُس بندہ کے رونے سے خوف خدا سے اور منقول ہے کہ درمیان دوزخ اور بہشت کے گھاٹیاں ہیں نہیں
گذر سکتے ہیں اُنسے مگر رونے والے اور فرمایا حضرت صلعم نے اپنی وداع کے خطبہ میں کہ وہ شخص کہ بہائیں آنکھیں اُسکی خوف خدا سے تو ہوگا واسطے اُسکی ہر قطرہ اشک کی عوض میں ایک
کوہ احد کے اعمال کی ترازو میں اجر اور ثواب اور رہیگا بیچ ہر قطرہ آنکھ کے بہشت میں شہر اور محل کہ نہ دیکھی ہیں کسی آنکھ نے اور نہ سنی ہیں ایسی کسی کان نے
اور نہ گذرے ہیں دلمیں کسی آدمی کے مانند انکی اور فرمایا حضرت باقر علیہ السلام نے کہ حضرت امام حسین اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عابد تھے اور سب سے زیادہ زاہد اور بزرگ تھے اور
جب حج کرتے تھے تو پیدل مدینہ سے مکہ کو جاتے تھے اور سنگریزے کبھی جمرات کو پیادہ ہوکر مارتے تھے اور کبھی پا برہنہ چلتے تھے اور یہ حال تھا اُن حضرت کا کہ جسوقت کا
ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جسوقت زندہ ہوکر اٹھنے کا اور حشر کے میدان میں جانیکا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جسوقت پل صراط پر گذرنیکا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جسوقت خدا کے روبرو
پیش ہونیکا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور روتے روتے بیہوش ہو جاتے تھے اور غش ہو جاتا تھا اور جسوقت نماز کیواسطے کھڑے ہوتے تھے تو تھرتھر کانپتے تھے خوف خدا سے اور جسوقت بہشت اور
دوزخ کا ذکر ہوتا تھا تو بیقرار ہوتے تھے مانند اُس شخص کے کہ جسکو سانپ یا بچھو کاٹتا ہے اور بہشت کا خدا سے سوال کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے ذَٰلِكَ یہ کتاب کہ جسکی
اوصاف مذکور ہوئے ہیں هُدَى اللَّهِ راہ دکھلانا خدا کا ہے بندوں کو طرف حق کے يَهْدِي بِهِ راہ دکھلاتا ہے بسبب اُسکے یعنی توفیق بیان کی بتاتا ہے
مَن يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے اُن لوگونمیں سے کہ تامل کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی معرفت کی دلیلوں میں وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ اور جسکو کہ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے
خدا واسطے انکی عناد اور انکار سے اور دیدہ و دانستہ معجزوں اور خدا کی قدرت کی نشانیوں کے انکار کرنے سے توفیق اُسکو عطا نہیں کرتا ہے تو فَمَا لَهُ پس نہیں ہے واسطے اُسکے مِنْ هَادٍ

یکجانی ہو اور یہ بات کہ مستحق تعریف کا خدا ہی ہے کہ اسکا شریک کوئی نہیں کہتا ہے اور اپنی ذات سے تعریف کرتا ہے الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون بلکہ اکثر انکے نہیں جانتے
ہیں اس مطلب کی حقیقت کو اور عناد کی بادی کی جہت سے دوسرے کو شریک اسکا کرتے ہیں کہتے ہیں کفار کہ کہتے تھے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ محمد مر جاوے تو انکی محنت سے ہم
نجات پاویں تب یہ آیت نازل ہوئی انک میت تحقیق تو مرنے والا ہے اے محمد صلعم وانہم میتون اور تحقیق وہ کفار بھی مرنے والے ہیں آخر وہ بھی سب مرینگے ایسے ہی موت سے اپنی
انکی اجل [illegible] تیری موت کا انتظار بے فائدہ ہے انکے واسطے اور وہ کیا ہمیشہ رہینگے تیرے مرنے کا جو وہ انتظار کرتے ہیں ثم انکم پھر تحقیق تم اے مسلمانو
اور کافرو یوم القیامۃ روز قیامت کے عند ربکم نزدیک پروردگار اپنے کے تختصمون جھگڑو گے تم دین امر میں پس تو کہیگا اے محمد صلعم کہ میں تو پیغمبر
اور تم کو شرک سے منع کیا تھا اے کافرو اور کفار عذر کرینگے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کی پیروی کی تھی اور اپنے باپوں کو اس مذہب پر دیکھا تھا اور تو کہیگا کہ میں نے کلام خدا کا تمکو پہنچایا اے کافرو اور راہ حق
دکھلایا تمکو بلایا اور تم نے میرا کہنا نہ مانا اور جادوگر اور شاعر مجھکو کہا اور کافر یہ سنکر سرنگوں ہونگے اور کہتے ہیں کہ یہ خطاب خاص مسلمانوں کی طرف ہے اور وہی آپس میں جھگڑینگے اور
مظلوم ظالم کی شکایت کریگا کہ اسنے مجھ پر زیادتی کی اور حق کو میرے چھین لیا اور ابو العالیہ کہتا ہے کہ یہ جھگڑا خاص اہل قبلہ کے یعنی مسلمانوں کے درمیان ہوگا اور
ابن عمر کہتا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یہ آیت ہمارے اور اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے اور ہم کہتے تھے کہ ہم میں جھگڑا کیونکر ہوگا کہ خدا ہمارا ایک ہے
اور پیغمبر ہمارا ایک ہے اور کتاب ہماری ایک ہے یہاں تک کہ دیکھا میں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑتے ہیں اور بعض گردن بعض کی تلوار سے کاٹتا ہے سو معلوم ہوا کہ یہ آیت ہم مسلمانوں ہی کے
حق میں نازل ہوئی ہے اور ابو سعید خدری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہم بعد نازل ہونے اس آیت کے کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا ایک ہے اور پیغمبر ہمارا ایک ہے اور
دین ہمارا ایک ہے پس یہ جھگڑا کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں واقع ہوگا پس جب جنگ صفین کا روز آیا تو ہم نے کہا کہ ہاں وہی جھگڑا ہے اور بعضوں نے روز جمل اور صفین دونو
لکھے ہیں اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ جھگڑا ہوگا علی ابن ابیطالب اور وہ شخص کہ جسنے انکا حق غصب کیا ہے اور اہلسنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے وفات پائی تھی
عمر نے کہا کہ پیغمبر خدا مرے نہیں ہیں اور وہ پھر آوینگے اور پیغمبر مرا نہیں ہے اور جو کوئی کہیگا کہ پیغمبر مر گیا ہے تو میں اسکو سزا دونگا جسوقت ابو بکر نے سنا تو کہا کہ تیری بات خبر
نہیں ہے کہ پیغمبر نے وفات پائی ہے اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ انک میت وانہم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون جب ابو بکر سے سنا تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں
پیغمبر خدا نے وفات پائی ہے اور ابو بکر نے کہا کہ گویا کہ یہ آیت میں نے کبھی سنی ہی نہ تھی اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود ناواقف ہونے کے اپنے امور ولایت سے اور نہ مطلع ہونے آیات
خدا سے کہتے ہیں قرآن عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا فمن اظلم ممن کذب علی اللہ پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ جھوٹ کہے
اوپر خدا کے کہ اسکے شریک اور فرزند اور زوجہ مقرر کرے وکذب بالصدق اور جھٹلاوے اور تکذیب کرے سچ کو یعنی توحید اور قرآن کو جو راست اور حق ہے
اذ جاءہ جسوقت کہ آیا وہ قرآن اسکے پاس اور تامل اسکے معنی میں نکرے الیس فی جہنم کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے یہ استفہام اقراری ہے
یعنی البتہ بیچ دوزخ کے مثوی للکافرین جگہ رہنے کی واسطے کافروں کے انکے اعتقاد باطل کی سزا میں کہ انہوں نے جھوٹ باندھا ہے خدا پر اور اسکی وحدانیت کا
انکار کیا ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون اور وہ شخص کہ لایا راستی اور حق کو اور راست
جانا اور تصدیق کی جنہوں نے ساتھ اس کے یہ لوگ وہی پرہیزگار ہیں بعضے کہتے ہیں کہ وہ جو راستی اور حق ہے وہ تو قرآن ہے اور لانیوالا اسکا محمد صلعم ہے اور
تصدیق کرنیوالے اسکے مومنین ہیں یہ قول قتادہ کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ محمد صلعم لایا کلمہ لا الہ الا اللہ کو اور سچی ہے اسنے انکی تصدیق کی اور طرف خلقت کے اسکو
پہنچایا یہ قول ابن عباس کا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ قول زیادہ قوی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ راستی اور حق کہ جسکو لائے ہیں وہ پیغمبر علیہم السلام ہیں اور تصدیق
کرنیوالے انکے پیرو ہیں اور یہ قول عطا کا ہے لیکن اسصورت میں والذی جنس ہوگی اسواسطے کہ خبر اسکی جمع ہے اور وہ اولئک ہم المتقون ہے اور ابو العالیہ کلبی کے نزدیک
جو کوئی راستی کو لایا وہ تو محمد رسول اللہ صلعم ہے اور تصدیق کرنیوالا اسکا ابو بکر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لانیوالا راستی اور حق کا محمد رسول اللہ صلعم ہے اور تصدیق
کرنیوالا اسکا علی بن ابیطالب ہے اور یہ قول مجاہد کا ہے اور ضحاک نے اس قول کی روایت ابن عباس سے کی ہے اور یہی قول آئمہ معصومین علیہم السلام کا ہے اور منقول ہے کہ
شب معراج کو حضرت صلعم کو آسمان پر لیگئے اور تمام آسمانوں کا حضرت کو دکھلایا تو حکم ہوا کہ تو جا اور جو کچھ تونے دیکھا ہے اپنی قوم کو اسکی خبر کر حضرت نے عرض کی کہ خداوندا
لوگ میری تصدیق نکرینگے فرمایا کہ علی تیری تصدیق کریگا اور منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ صدیق تین شخص ہیں حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب نجار مومن آل یٰسین

اور محمد کوشش کرنیوالا ہوں یعنی ظاہر کرنیمیں کلمہ توحید اور بلند کرنیمیں دین اسلام کو فسوف تعلمون پس قریب ہے کہ جانو گے تم من یاتیہ اس شخص کو کہ آویگا اسکو
عذاب یخزیہ عذاب کہ رسوا کریگا اسکو مراد اس عذاب سے جنگ بدر ہے کہ خدا تعالے نے کفار کو قتل اور قید کر کے رسوا کیا ویحل علیہ اور نازل ہوگا اوپر اسکے
عذاب مقیم عذاب ہمیشہ رہنے والا کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اسکو بھی قریب ہے کہ جانو گے تم ای کافرو انا انزلنا تحقیق ہمنے نازل کیا ہے علیک الکتاب
للناس اوپر تیرے کتاب یعنی قرآن واسطے آدمیونکے بالحق ساتھ حق کے تاکہ اسپر ایمان لاویں فمن اہتدی پس جو کوئی کہ راہ پاوے طرف قرآن کے اور
ایمان لاکر اسکے احکام پر عمل کرے فلنفسہ پس واسطے نفس اسکے ہے فائدہ اسکا ومن ضل اور جو کوئی کہ گمراہ ہووے کہ قرآن کا معتقد نہ ہو اور نہ اسکے احکام پر چلے
فانما یضل پس سوا اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے وہ علیہا اوپر اپنے نفس کے ضرر گمراہ ہونیکا اسکے نفس کو واسطے ہے وما انت علیہم بوکیل اور نہیں تو اوپر انکے
محمد صلعم او نگہبان کفار کے نگہبان فعل ایمان لانیکے تو انپر زبردستی کرے اور ایمان انکو نہیں تو نگاہ رکھے کہ وہ گمراہ نہو پاویں اور آنکی یہ تیری قدرت سے باہر ہے اور تجھپر تو فقط ابلاغ
ہے سب احکام کا ہے اور اب انکے دوبارہ زندہ کرنیکی قدرت کو بیان کرتا ہے کہ اللہ یتوفی الانفس خدا قبض کرتا ہے نفسوں کو حین موتہا وقت مرنے انکے کے جب
انکی اجل آتی ہے تو زندگی کو انکی قطع کرتا ہے والتی لم تمت اور قبض کرتا ہے اس نفس کو کہ نہیں مرا ہے فی منامہا بیچ سونے انکے یعنی وقت سونیکے جان کو قبض کرتا ہے اسطرح
کہ اسکا تعلق اور تصرف بدن سے اٹھا لیتا ہے اور تدبیر انکی بدن میں سے موقوف کر دیتا ہے لیکن جان کو بدن سے نکالتا نہیں ہے فیمسک التی پس نگاہ رکھتا ہے خدا اس نفس کو
کہ قضی علیہا الموت مقرر کیا ہے اوپر اسکے مرنیکو اور اسکے مرنیکو کہ پھر اسکو بدن کی طرف نہیں پھیرتا ہے دنیا میں ویرسل الاخری اور بھیجتا ہے دوسرے نفس
کو بدن میں کہ جس سے زندگانی ہے وقت بیداری کے الی اجل مسمی طرف ایک مدت نام رکھی گئی کے یعنی مرنیکے وقت تک اور اہل کوفہ نے سوا عاصم کے قضی کو بضم قاف
پڑھا ہے صیغہ مجہول کا اور موت کو منصوب پڑھا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ آدمی کی بدن میں ایک تو روح ہے اور ایک نفس ہے اور درمیان ان دونو کے ایک شعاع ہے
مثل شعاع آفتاب کے پس نفس تو وہ ہے کہ جس سے عقل اور تمیز ہے اور روح وہ چیز ہے کہ جس سے نفس اور حرکت کرتا ہے پس جس وقت آدمی سو جاتا ہے تو خدا اسکے نفس کو قبض کرتا ہے اور روح اسکی
باقی رہتی ہے کہ اسکو نہیں نکالتا ہے اور جس وقت مر جاتا ہے تو روح کو اور نفس کو دونو کو قبض کرتا ہے پس روح نکلتی ہے تو نفس بھی نکل جاتا ہے اور نفس کے نکلنے سے روح کا نکلنا لازم نہیں
اور ایسا ہی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی نہیں سوتا ہے مگر یہ کہ نفس اسکا آسمان کو چڑھتا ہے اور روح بدن میں رہتی ہے اور درمیان روح اور نفس کے ایک شعاع
پیدا ہوتی ہے مثل شعاع آفتاب کے پس اگر حکم الہی تعالی کا پہنچتا ہے روح کے قبض کرنیکا تو قبول کرتی ہے روح نفس کو اور اگر حکم دیتا ہے خدا روح کے باقی رہنیکا تو قبول کرتا ہے
نفس روح کو تو قول حق تعالے کا اللہ یتوفی الانفس حین موتہا اور جس وقت نفس سونے والے کا ملاحظہ کرتا ہے آسمانوں کے
ملکوت کو جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے اسکی تعبیر ہے اور اگر درمیان آسمان اور زمین کے دیکھتا ہے تو اسکی تعبیر نہیں ہے اور وہ خیالات شیطانی ہیں ان فی ذلک تحقیق
بیچ اس معاملت کے نگاہ رکھنے اور بھیجنے نفس کے لایات البتہ نشانیاں قدرت خدا کی اور زندہ کرنے مردونکی ہیں لقوم یتفکرون واسطے اس قوم کے کہ
فکر کرتے ہیں نشانیوں قدرت خدا میں اور بغور سوچتے ہیں اور تامل کرتے ہیں اور تجربہ کیا ہیں کو یہ کہ ای فرزند آدم کے جسطرح تو سوتا ہے اسیطرح مریگا اور جسطرح تو بیدار ہوتا ہے
اسیطرح تو زندہ ہوگا اور کفار باوجود دیکھنے ان دلیلوں قدرت خدا کے دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کرتے ہیں ام اتخذوا بلکہ پکڑے ہیں انہوں نے یعنی مقرر کئے ہیں انہوں نے
من دون اللہ سوائے خدا کے شفعاء شفاعت کرنیوالے کہ خدا کے نزدیک انکو سفارش کر کے نجات دلوائیں قل کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار کو کہ کیا
سفارش کرینگے وہ اولو کانوا کیا اگرچہ ہوویں وہ کہ لا یملکون شیئا نہ مالک ہوویں کسی چیز کو سفارش سے ولا یعقلون اور نہ عقل
رکھتے ہوں اور نہ جانتے ہوں اپنی پرستش کرنیوالوں کو جس وقت کہ ایسے بے خبر ہوویں وہ کیا اس وقت بھی وہ سفارش کرینگے تمہاری کہ نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ کچھ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ پتھر ہیں
تراشے ہوئے قل کہہ تو اے محمد صلعم کہ للہ الشفاعۃ جمیعا واسطے خدا کے ہے شفاعت تمام کہ وہ مالک شفاعت کا ہے اور بدون اذن اور حکم خدا کے کوئی قدرت شفاعت
کی نہیں رکھتا ہے اور شفاعت کرنیمیں دو امر چاہیں ایک تو اذن خدا کا شفاعت کرنیوالے کو اور دوسرے یہ کہ جسکی شفاعت کرے وہ بھی قابلیت سفارش کی رکھتا ہو اور یہاں
دونو امر گم ہیں اسواسطے کہ سفارش کرنیوالے تو بت ہیں وہ پتھر کیا سفارش کرینگے کسی کی اور اسکو کس وجہ سے سفارش کرنیکا حکم ہوگا خدا کے نزدیک کوئی مرتبہ نہیں رکھتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں اور
نہ کچھ سمجھتے ہیں اور جنکی سفارش یہ کرینگے وہ کافر ہیں اور نافرمانبردار خدا کے ہیں تو قابلیت اسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کوئی انکی سفارش کرے اور خدا ہی مالک شفاعت اور سب چیز کا ہے کہ

ع ۱۰

اور بلا اور نعمت ہوتی نہیں کہتے ہیں قد قالہا الذین تحقیق کہ کہا تھا اسی کلمہ کو یعنی کلمہ انما اوتیتہ علی علم کو ان لوگوں نے کہ من قبلہم جو پہلے انکے تھے
مثل قارون کے فما اغنی عنہم پس نہ بے پروا کیا انکو عذاب سے اس چیز نے ما کانوا یکسبون جو تھے کہ کسب کرتے کہ مال و دولت
کو جمع کرتے تھے بلکہ سبب انکے عذاب کا ہوا وہ مال فاصابہم پس پہنچا انکو سیئات ما کسبوا عذاب برائیوں اس چیز کا کہ کسب کیا تھا انہوں نے والذین
ظلموا اور وہ لوگ کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنے نفسوں پر کفر سے من ہؤلاء ان لوگوں میں سے کہ جو ہیں زمانہ کے کفار سیصیبہم قریب ہے کہ پہنچے انکو
سیئات ما کسبوا عذاب برائیوں اس چیز کا کہ کسب کیا ہے انہوں نے جیسا کہ پہلے انہوں کو پہنچا وما ہم بمعجزین اور نہیں ہیں وہ کفار عاجز کرنیوالے ہمکو
عذاب کرنے سے ہمیں یا اسکی کہ بیچ تفسیر علی بن ابراہیم کے منقول ہے کہ یہ نازل ہوئی ہے مکہ میں کہ خدا تعالی نے سات برس انکو قحط میں مبتلا رکھا اور بڑے بڑے ناامی سے اکثر
میں مار ڈالے گئے بعد انکے سات برس پھر ارزانی اور آسودگی انکو بخشی تا کہ جانیں کہ تنگ کرنا اور کشادہ کرنا روزی کا خدا کے ہاتھ میں ہے بعد اسکے فرمایا کہ اولم یعلموا
کیا نہ جانا انہوں نے کہ ان اللہ یبسط الرزق تحقیق خدا کشادہ کرتا ہے روزی کو لمن یشاء واسطے جسکے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے محض اپنے فضل اور کرم سے
کچھ اس میں لیاقت اور قدر اور استحقاق ہونے کی جہت سے نہیں ویقدر اور تنگ کرتا ہے روزی کو جسکے واسطے چاہتا ہے اپنی مصلحت سے نہ واسطے ذلت اور خواری بندہ کے ان فی ذلک
تحقیق بیچ اس کشادہ اور تنگ کرنے روزی کے لآیات البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لقوم یؤمنون واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے
ہیں خدا پر اور پیغمبر پر اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ دینے والا روزی کا خدا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت مشرکوں کی کہ قتل اور زنا بہت کرتے تھے اور طرح طرح کے گناہ کرتے تھے ان لوگوں نے
جناب رسول خدا سے عرض کی کہ ہم سے بہت سے گناہ ہوئے ہیں اور تو دعوی کرتا ہے کہ جو کوئی شرک کرے اور ناحق کسی کو قتل کرے اسکو خدا نہیں بخشتا ہے پس ہم ایمان
نہیں لاتے ہیں مگر اس شرط سے کہ خدا تعالی ہمارے گناہوں کو بخشدے بعد مسلمان ہونیکے یہ آیت نازل ہوئی کہ قل کہہ اے محمد صلعم یا عبادی اے بندو میرے
الذین اسرفوا جنہوں نے کہ زیادتی کی ہے گناہ کرنے کی علی انفسہم اوپر نفسوں اپنے کے یعنی حد سے گزری ہیں گناہ کرنے میں اور بہت سخت گناہ کئے ہیں انہوں نے
لا تقنطوا نہ ناامید ہو تم من رحمۃ اللہ رحمت خدا کی سے ان اللہ تحقیق کہ خدا یغفر الذنوب بخشتا ہے گناہوں کو جمیعا
سب کو صغیرہ کو اور کبیرہ کو اگرچہ انکی کثرت ہو اور حد سے زیادہ ہوں انہ تحقیق کہ وہ خدا ہو الغفور وہی بخشنے والا گناہوں کا الرحیم مہربان
ہے بندوں پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں کوئی آیت برابر رحمت کشادہ اور مغفرت فراخ والی کوئی آیت نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت وحشی
قاتل حمزہ کے شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ اس وقت کہتا تھا کہ توبہ میری قبول نہ ہوگی مسلمان نہ ہوتا تھا یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہوا اور بعد اسکے اصحاب نے پوچھا کہ یا رسول خدا
یہ آیت خاص وحشی کے واسطے ہے یا سب مسلمان اس میں شریک ہیں فرمایا کہ یہ آیت عام ہے اور سب مسلمانوں کو شامل ہے لیکن اس آیت کے خاص وحشی کے اسلام کے واسطے ہونے میں کلام ہے واسطے
کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے اور وحشی اس آیت کے نازل ہونیکے کئی برس بعد مسلمان ہوا البتہ ہو سکتا ہے کہ جسوقت سنی یہ آیت سنی ہو تو اسکو سنکر مسلمان ہوا اگرچہ بعد نزول
ہونیکے کئی برس بعد سنا ہو اور کہتے ہیں کہ زید بن اسلم کہ اپنے زمانہ میں زاہد مشہور تھا اور کثرت سے عبادت کرتا تھا وہ آدمیوں کو عذاب خدا سے بہت خوف دلاتا تھا اور رحمت سے ناامید
کرتا تھا جسوقت وہ مرا تو کہا کہ خداوند عالم نے نزدیک اپنے اسکو اسقدر مرتبہ سے جواب دیا کہ دوزخ ہی میں رہو اور کہا کہ اسقدر یہ عبادت جو میں نے کی ہے اسکا ثواب کہاں ہے فرمایا کہ تو نے میرے بندوں کو
میری رحمت سے ناامید کیا آج میں تجھکو اپنی رحمت سے ناامید کروں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالی نے اس آیت کو اولاد فاطمہ کے شیعوں کے حق میں نازل کیا ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے شیعوں سے کہ نہیں ہے البتہ انہیں پر سوا تمہارے کوئی اور نہیں قبول کرتا ہے خدا اگر تم سے اور نہ بخشیگا گناہ مگر تمہارے یہ امام نے فرمایا ہے کہ بدون
محبت علی کے اور انکی اولاد طاہرین کے بخشش گناہوں کی نہ ہوگی اور محبت علی کی سوا اس فرقہ شیعہ کے کسی میں نہیں ہے واسطے کہ محبت انکی اسوقت ثابت ہو کہ انکے دشمنوں سے
بیزاری بھی دل میں ہو اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ انکو بھی دوست رکھیں اور انکے دشمنوں کو بھی دوست رکھے یہ دوستی انکی نہیں ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری دوستی اور
ہمارے دشمنوں کی دوستی ایک دل میں نہیں سما سکتی جیسے کہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سما سکتیں اور حدیث قدسی میں فرمایا ہے خدا تعالی نے کہ علی بن ابیطالب حجت ہے میری
خلافت میری پر کہ میں نے اسکو خلیفہ اور حاکم کیا ہے واسطے ہدایت اور امانت اور ہیں میرے علم کے خزانوں کا بہشت میں لیجاؤنگا میں اسکو کہ جو کوئی کہ اسکو دوست رکھے اگرچہ
میری نافرمانی کرتا ہو اور نہ لیجاؤنگا میں بہشت میں جسنے اس سے دشمنی کی اگرچہ میری فرمانبرداری کی ہو اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خداوند عالم دوست رکھتا ہے اسکو

ع ۱۱ ۲

جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھے تو انکو جو دشمن رکھے علی کو اور رشد کرے دشمن کی ہرگز نجات نہیں ہے اور آئمہ معصومین علیہم السلام فرمایا ہے کہ دوستی ہم اہلبیت کی گرا دیتی ہے
گناہوں کو بندوں سے جیسے کہ گرا دیتی ہے ہوا سخت پتوں کو درخت سے اور امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کہ جو کوئی کہ شیعہ ہمارا ہے قیامت کے دن انکو مقام حساب میں کھڑا
کرینگے اور جتنے انکے گناہ ہونگے انکو خبردار کریگا اور جسوقت وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریگا تو انکے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور لوگوں کو وہ نیکیاں انکی دکھلائیگا اور جسوقت وہ
دیکھینگے تو تعجب کرینگے کہیں ان بندوں سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا اور بعد اسکے حکم ہوگا انکو بہشت میں داخل کرینگے اور یہی معنی ہیں قول حقتعالی کے اولئک یبدل اللہ
سیئاتہم حسنات اور صواعق محرقہ وغیرہ کتب احادیث اہل سنت میں موجود ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ یا علی خدا نے بخشا ہے تجھکو اے علی تو اور شیعہ تیرے بہشت میں
ہیں اور رشتی اپنے تئیں الیسی الیسی باتیں دیکھکر کہ میں شیعہ ہوں یہ آیا کہ جیسے بہشتی اپنے تئیں کہہ کر میں ترکی ہوں اندر سے دم نکیر و منکر دیدہ ام گنہگار
مرا بو سید ها چوں حیدر علی سینہ ام لودکو ها آخر بخشش ہمہ بخشیدند ها اور فرمایا خدا نے وانیبوا اور رجوع کرو تم شرک اور گناہوں سے نہایت کوشش کرکے اور جھکو تم
الی ربکم طرف پروردگار اپنے کے یعنی واحد جانو اور طاعت اور وسیلہ سے واسلموا لہ اور فرمانبرداری کرو تم واسطے اسکے من قبل
ان یاتیکم العذاب پہلے اس سے کہ آئے تم کو عذاب خدا کا ثم لا تنصرون پھر مدد نہ کیے جاؤ تم یعنی کوئی ایسا نہو کہ تمہاری نصرت اور مدد کرکے عذاب کو
تم سے دفع کرے واتبعوا احسن ما انزل الیکم اور پیروی کرو تم بہتر چیز کی کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے من ربکم پروردگار تمہارے
کی طرف کہ وہ ہے مقدم رکھو سنت پر اور معاف کرنیکو مقدم رکھو بدلا لینے پر اور پیروی بہتر کی کرو کہ جہاں تک زیادہ قریب ہو من قبل ان یاتیکم العذاب
پہلے اس سے کہ آئے تم کو عذاب خدا کا بغتۃ اچانک جیسے انکی امید نہو وانتم لا تشعرون اور تم نہ جانو یعنی ایسا ہو کہ آپکی کسی پیروی یادہ
نہ کرو ان تقول نفس ایسا نہو کہ کہے نفس وقت دیکھنے عذاب کے یا حسرتی اے حسرت اور پشیمانی میری علی ما فرطت اوپر اسکے تقصیر کی
فی جنب اللہ بیچ جانب خدا کے یعنی انکے حق میں اور انکی طاعت میں اور آئمہ معصومین علیہم السلام منقول ہے کہ مراد جنب اللہ سے وہ طریقہ ہے کہ جو پہنچایا ہے الا
طرف خدا کے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کہ ہم ہیں جنب اللہ یعنی ہم وہ طریق ہیں کہ جو پہنچا ہوا ہے طرف خدا کے ہیں جو کوئی کہ ہماری پیروی نکریگا وہ کل روز
قیامت کے روز کہیگا کہ ہائے افسوس میری تقصیر کی آل محمد کے طریقہ میں اور امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کہ میں ہوں جنب اللہ اور امام کاظم علیہ السلام فرمایا کہ جنب اللہ
امیرالمومنین ہیں اور یہی جو کوئی کہ بعد انکے ہو اوصیا میں اور یہی مقصود ہے حدیث ثقلین سے چنانچہ رسول خدا نے فرمایا کہ دو چیزیں میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور
اہلبیت اگر ان دونو کو پکڑے رہوگے تم تو گمراہ نہوگے یعنی اگر ان دونو کی پیروی کروگے تو گمراہ نہوگے پس جسنے کہ انکی پیروی نکی ہوگی تو وہ امروز افسوس کریگا اور کہیگا کہ
انکی پیروی کیوں نہ کی لیکن اسروز کی پشیمانی کچھ فائدہ نہ بخشیگی اور کہیگا کہ وان کنت اور تحقیق کہ تھا میں دنیا میں لمن الساخرین البتہ
ٹھٹھا کرنیوالوں سے کتاب خدا اور رسول خدا اور آئمہ ہدی پر کہ نہ انکی پیروی کی اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عالم تھا کہ وہ تمام اوقات اپنے علوم کے حاصل
کرنے میں صرف کرتا تھا ابلیس اسکے پاس آیا اور کہا کہ تو نے واسطے اپنے نفس کے کیا کمال طلب کیا ہے ان مشقتوں اور محنتوں اور دنیا کی فائدوں اور مزوں سے تو محروم رہتا ہے چاہیے کہ
دنیا کی لذتوں سے فائدہ مند ہو کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے آئندہ کو توبہ کر لینا کہ دونو جہان کی لذتوں سے فائدہ اٹھائے وہ شخص ابلیس کے فریب میں آگیا اور
فسق و فجور اور بدکاریوں کو اختیار کیا اور جسوقت کہ لذت دنیا میں مشغول تھا اسوقت ملک الموت اسکے پاس آیا اور جسوقت اسنے آثار موت کے دیکھے تو کہا اے پشیمانی میری
اوپر اسکے کہ تقصیر کی بیچ طاعت خدا میں اور شیطان کی پیروی میں اور اسی حسرت اور پشیمانی میں روح اسکی قبض ہوئی اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوا خدا ہم سب کو بچاوے
اسی حیثیت کو خبر دی کہ ایسا نہو کہ ابلیس فریب دیوے کہ تم بھی اپنی لوگوں کو ... کہ طاعت خدا میں قصور کرو اور کل کو کہنے لگو کہ ہائے پشیمانی میری کہ میں نے جانب خدا میں قصور کیا اور
احکام پر ٹھٹھا کرنیوالا تھا او تقول یا کہے وہ نفس لو ان اللہ ہدانی اگر تحقیق کہ خدا رہنمائی کرتا مجھکو توفیق عطا کرکے طرف حق کے تو
لکنت من المتقین البتہ ہوتا میں پرہیزگاروں میں اور شرک اور گناہ میں آلودہ نہوتا غرض یہ ہے کہ بوقت ... کی آرزو اور عذر کریگا لیکن کچھ فائدہ
نہوگا او تقول یا کہیگا وہ نفس افسوس کرکے حین تری العذاب جسوقت دیکھیگا عذاب کو لو ان لی کرۃ اگر تحقیق کہ واسطے میرے بار دیگر پھرنا طرف دنیا کے
فاکون پس ہوتا میں بیچ اسکے من المحسنین نیکی کرنیوالوں کے نیچے اور خدا تعالی انکے قول کو رد کرکے کہیگا کہ بلی قد جاءتک آیاتی آگاہ رہ کہ

آتیں میری کتابیں کہ قرآن کی آیتیں تھیں جو اُسکو راہ حق کی دکھلائیں فَكَذَّبْتَ بِهَا پس تکذیب کی تو نے ساتھ اُن آیتوں کے اور جھٹلایا تو نے وَاسْتَكْبَرْتَ
اور تکبر اور سرکشی کی تو نے اُنکے قبول کرنے سے لیکن انکار اور عناد اور گمراہی کو تو نے ہدایت پر اختیار کیا وَكُنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ اور تھا تو کافر ہونیوالوں میں
اور خدا پر جھوٹ باندھنے والوں میں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ اور دن قیامت کے تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا دیکھیگا تو ان لوگوں کو کہ جھوٹ باندھا
انہوں نے عَلَى اللَّهِ اور نسبت کیا اسکی طرف فرزند اور شریک اور اسکے واسطے شریک ٹھیرائے اور کہا کہ یہ ہماری سفارش کرینگے خدا کی درگاہ میں پس ان جھوٹ باندھنے والوں کا
یہ حال ہوگا کہ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ منہ اُنکے سیاہ ہونگے ایسے کہ اُنکو دور سے پہچان لیں تا کہ قیامت کے لوگ اس علامت سے اُنکو جانیں کہ یہ دوزخی ہیں أَلَيْسَ
فِي جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ جگہ ان متکبروں کی جو سرکشی کرتے تھے اپنے تکبر کی جہت سے خدا کی اور رسول کی فرمانبرداری سے
نہ کی اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے ہر امام ہے کہ اپنی امامت کو طرف خدا کے منسوب کرتا ہو اور حال یہ ہے کہ خدا نے اُسکو منصب امامت کا نہیں دیا ہے راوی کہتا ہے کہ
میں نے پوچھا اگر وہ فاطمی ہو فرمایا کہ اگرچہ وہ فاطمی ہو اور اسکے بعد پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہے وَيُنَجِّي اللَّهُ اور نجات دیگا خدا الَّذِينَ اتَّقَوْا
ان لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اور پرہیز کرتے ہیں کفر اور گناہوں سے بِمَفَازَتِهِمْ سبب نجات اور مراد پانے کے ایمان اور طاعت کی جہت سے اور اہل کوفہ نے سوائے
حفص کے مفازات پڑھا ہے جمع کا صیغہ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ نہ پہنچیگی اُنکو کوئی برائی اور سختی وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہونگے نعمت اور
لذت کے چھٹ جانے سے اور اپنی قدرت کا حال بیان کرتا ہے اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ خدا پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ہے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور وہ اوپر ہر چیز
وَكِيلٌ نگہبان ہے کہ اُسکا دخل اور تصرف ہر چیز میں ہے لَّهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ واسطے اسکے ہیں کنجیاں خزانوں آسمانوں اور
زمین کی یعنی وہ مالک تمام امور آسمانوں اور زمین کا ہے اور اسکے غیر کو کسیطرح دخل اُنمیں نہیں ہے جیسے کہ کسیکے پاس کنجی خزانہ کی ہو تو وہ اسکا صاحب ہے غیر کو اُسمیں دخل نہیں دیتا ہے اور
ابن عباس سے منقول ہے کہ کنجیاں روزیوں کی اُسکے پاس ہیں یعنی وہ روزی دیتا ہے جسکے واسطے چاہتا ہے کھولتا ہے اور جسکے واسطے مصلحت دیکھے روزی کا تنگ کرنا تو وہ
روزی اُسکے بند کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ خزانے آسمان کے باران رحمت ہے اور خزانے زمین کے روئیدگی اور کنجی ان خزانوں کی اُسکا تصرف ہے جسقدر چاہتا ہے برساتا ہے اور جسقدر چاہتا ہے
اُگاتا ہے اور حارث ہمدانی نے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے پوچھا کہ کنجیاں آسمانوں اور زمین کی کیا ہیں فرمایا کہ

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہو الاول والآخر والظاہر والباطن لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت
بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر یہ کلمے کہ انمیں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور حمد اور تکبیر کا بیان ہے یہ کنجیاں ہیں آسمانوں اور زمین کی خیر اور برکت کی اور جو کوئی صبح کو وقت ان
کلموں کو پڑھے اسکو دس خصلتیں خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے اول یہ کہ اُسکو بلاؤں سے اور اُنکی لشکر سے محفوظ رکھے اور دوسری یہ کہ کثرت ثواب اُسکو دیوے کہ کوئی احدی زیادہ ہو اور تیسری
یہ کہ اُسکو بہشت کے درجہ کو پہنچاوے اور چوتھی یہ کہ حور العین سے زوجہ اُسکی کرے اور پانچویں یہ کہ بارہ ہزار فرشتوں کو خدا تعالیٰ حکم فرمائے کہ ان کلموں کو اس سے سنکر ایک ورق پر لکھیں
تا کہ قیامت کے دن اُسکی واسطے گواہی دیویں اور چھٹے یہ کہ ثواب توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن پڑھنے کا اُسکو دیویں اور ایسا ہو کہ حج اور عمرہ مقبول اُسنے کیا ہو اور
اگر اس دن یا رات میں مرے تو شہید اٹھے ہو اور اسکے بعد کافروں کا حال بیان فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور انکار کیا انہوں نے
بِآيَاتِ اللَّهِ ساتھ نشانیوں قدرت خدا کی أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ یہ لوگ وہی نقصان پانیوالے ہیں قیامت کے دن کہ انہوں نے بہشت کی نعمتوں
کے عوض میں عذاب دوزخ کو خرید کیا ہے اور حکم کرتا ہے کہ قُلْ کہدے تو اے محمد ان مشرکوں سے کہ جو تجھکو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں أَفَغَيْرَ اللَّهِ کیا پس غیر خدا کو
تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ حکم کرتے ہو تم مجھکو کہ پرستش کروں میں باوجودیکہ دلیلیں وحدت اُسکی توحید اور قدرت پر دلالت کرتی ہیں أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ
اے جاہلو اور نہ جاننے والو انجام کار کو اور اہل مدینہ نے تامرونی نون خفیفہ سے پڑھا ہے اور یا کو فتح سے اور ابن عامر نے دو نون تامرونني پڑھا ہے اور یا کو ساکن
اور ابن کثیر نے نون مشدد اور یا مفتوحہ پڑھا ہے اور باقیوں نے نون مشدد اور یا ساکن پڑھا ہے اور اسکے بعد پیغمبر کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ
اور البتہ تحقیق وحی کی گئی ہے طرف تیری وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اور طرف ان لوگوں کے کہ پہلے تجھسے تھے یعنی جو پیغمبر تجھسے پہلے تھے مثل تیرے اُنکی طرف بھی
وحی کی گئی ہے اور تیری طرف بھی قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لہذا اگر شرک کرے تو بر سبیل فرض اگرچہ تجھسے محال ہے تو اس صورت میں

لیحبطن عملک لہٰذا نابود ہو جاوے عمل تیرا ولتکونن من الخاسرین ۝ اور ہوئیگا تو نقصان پانیوالوں سے یعنی اگر تو شرک کریگا تو تیرا کوئی وقت تک نہ ہو
کوئی عمل تیرا قبول نہوا اور ثواب اس عمل کا تجھکو حاصل نہو پس پیروی شرکوں کی مت کر اور انکے بہکانے سے اپنا طریق کو مت چھوڑ اس کلام میں اگرچہ خطاب حضرت کی
طرف ہے لیکن تنبیہ اپنے بندوں کو کرتا ہے کہ جو کوئی شریک کریگا کسی عبادت میں سوا خدا کے اگر غیر کو تو اس عبادت مستحق ثواب کا نہوگا سوا اسکے کہ ثواب کا حاصل ہونا موقوف
عمل بیجا خالص واسطے خدا کے ہونے پر نہ یہ کہ وہ شرک کی کچھ آمیزش نہیں ہوا اور مراد عمل کے حبط اور نابود ہونے سے یہ بات ہے کہ اس عمل کے کرنیسے مستحق ثواب کا نہ ہوگا
بل اللہ فاعبد بلکہ خدا کو پس عبادت کر تو وکن من الشاکرین ۝ اور ہو تو شکر کرنیوالوں سے نعمت توحید اور عمل خالص پر وما قدروا
اللہ حق قدرہ اور نہ بزرگی کی انہوں نے خدا کی حق بزرگی کا یعنی جیسا چاہئے ہو کہ وہ لائق بزرگی کرنے کے ہے بلکہ انکی عبادت میں انکے غیر کو انہوں نے
شریک کیا اور یا یہ کہ نہ تعریف کی انہوں نے اسکی جیسے کہ وہ سزاوار تعریف کا ہے اسواسطے کہ انہوں نے انکار کیا اسکی قدرت کا کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا ہے اور
حق میں اسکی بیان کیا انہوں نے کہ خلقت کو اس نے عبث پیدا کیا ہے اور وہ عاجز ہے دوبارہ انکے پیدا کرنیسے والارض جمیعا اور زمین سب قبضتہ
یوم القیامۃ قبضہ میں اسکی ہے دن قیامت کے اور یہ بیان حال واقع ہوا اور حال انکا فی نفسہ والسموات مطویات بیمینہ اور آسمان
لپٹے ہوئے ہیں ساتھ ہاتھ قدرت انکی کے مقصود اس سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین انکی قدرت کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی زمین باوجود قدر بڑی ہونیکے اسکی آگے ایسی ہے جیسے
کوئی کسی چیز کو مٹھی میں پکڑ لے اور آسمان ایسے ہیں جیسے کوئی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے لپیٹ لیوے اور اس طرح سے بیان کرنا واسطے تمثیل کے ہے اور مراد اس سے ظاہر
کرنا اپنی قدرت کا ہے اور حقیقت کو وہ کہا ہے تو سبحانہ پاک ہے وہ خدا وتعالیٰ اور بلند مرتبہ ہے عما یشرکون ۝ اس سے کہ شریک کرتے ہیں
مشرک ہیں کہ انکی غیر کو انکا شریک کرتے ہیں اور اب قیامت کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ونفخ فی الصور اور پھونکا جاویگا صور میں پہلا نفخہ کہ
جسکو اسرافیل پھونکینگے اور ذکر اسکا سورہ یسین میں ہو لیا ہے فصعق پس بیہوش ہو جاوینگے یعنی مر جاوینگے انکی سخت آواز کے سننے سے من فی السموات
جو کوئی کہ بیچ آسمانوں کے ہے ملائکہ وغیرہ ومن فی الارض اور جو کوئی کہ بیچ زمین کے ہے الا من شاء اللہ مگر جسکو چاہے خدا وہ اس آواز سے نہ مریگا
جیسے کہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور حاملان عرش اور بعضے وانہیں حساب سے بعد مخدوم ہے کہ شہدا اور یہی تلوار لٹکائے ہوئے گرد عرش کے
یہی اس آواز سے نہ مرینگے ثم نفخ فیہ اخری پھر پھونکا جاویگا بیچ اس صور کے دوسری پھونک اور یہ صور دوسرا ہے کہ سب زندہ ہو جاوینگے اور کہتے ہیں کہ
درمیان دونوں صوروں کے چالیس برس کا فاصلہ ہوگا جس وقت دوسرا صور پھونکا جاویگا فاذا ہم قیام پس ناگاہ وہ کھڑے ہو جاوینگے اور قبروں سے اٹھینگے
ینظرون نظر کرینگے اور دیکھینگے اپنے چاروں طرف حیران ہو کر کہ اس وقت انتظار کرینگے کہ دیکھیں ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے اور ہمکو کیا حکم ہوتا ہے اور منقول ہے کہ حضرت
سجاد علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ درمیان دونوں پھونکوں کے کتنا فاصلہ ہوگا فرمایا کہ جسقدر کہ خدا چاہے اور پوچھا کسی نے کہ اے فرزند رسول خدا
کیونکر پھونکا جاویگا صور فرمایا کہ جسوقت پہلا صور پھونکا جاویگا تو اسکی کیفیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسرافیل کو حکم کریگا وہ دنیا میں آویگا اور آسمان پر ہو اور انکے پاس صور ہوگا
اور اسکے دو سر ہونگے ایک اوپر اور ایک نیچے اور فرق درمیان دونوں سروں کے ایسا ہوگا جیسے زمین و آسمان میں فرق ہے اور جسوقت ملائکہ اسرافیل کو دیکھینگے کہ
دنیا کی طرف جاتا ہے اور ہمراہ اسکے صور ہے تو کہینگے کہ خدا تعالیٰ نے زمین اور آسمان کے باشندوں کی موت کا حکم دیا پس اسرافیل بیت المقدس کے حضرہ پر اتریگا اور
کعبہ کی طرف منہ ہوگا اور جس وقت زمین کے رہنے والے انکو دیکھینگے تو کہینگے کہ خدا تعالیٰ نے زمین کے باشندوں کی موت کا حکم دیا ہے پس اسرافیل صور میں ایک پھونک ماریگا
اور اس صور میں سے آواز اس طرف سے نکلیگی زمین کی جو طرف کہ زمین سے متصل ہے پس کوئی جاندار زمین پر باقی نہ رہیگا جسقدر زمین پر سب مر جاوینگے اور بعد اسکے اس طرف سے آواز
نکلیگی جو طرف کہ اس صور کی آسمان سے متصل ہے اور اس آواز سے جسقدر کہ جاندار آسمان پر ہیں سب مر جاوینگے مگر اسرافیل کہ وہ باقی رہیگا پس فرمایگا خدا تعالیٰ اسرافیل کو کہ
مر جا تو وہ بھی مر جاویگا اور دیر کرینگے سب اسی طرح مردہ رہینگے جس قدر کہ خدا چاہیگا پھر حکم کریگا خدا تعالیٰ آسمانوں کو پس مضطرب ہونگے اور حرکت کرینگے اور حکم کریگا پہاڑوں کو
پس روانہ ہونگے اور چلینگے اور یہ مراد ہے اس قول سے کہ یوم تمور السماء مورا وتسیر الجبال سیرا اور بدلی جاویگی زمین اور زمین سے کہ جسپر گناہ نہیں ہوئی ہو اور ظاہر اور کھلی
ہوئی ہوگی کہ اوپر نہ پہاڑ ہونگے اور نہ درخت ہونگے جیسے کہ پہلی مرتبہ بچھائی گئی تھی اور ہو جاویگا عرش اسکا پانی پر جیسے کہ اول مرتبہ تھا انکی قدرت اور عظمت سے وقت

خدا کہیگا مذاکر کیگا اور طرح کہ آسمان کے طومار لپیٹ لیگی اور کہیگا کسکے واسطے ہے آج بادشاہی پھر کوئی جواب دینے والا نہوگا اور اپنی قدرت سے آپ ہی کہیگا کہ واسطے خدا کے ہے جو یکتا غالب ہے
مارڈالا میں ہی ہوں خدا نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوا میرے کوئی میرا شریک ہے اور نہ وزیر ہے اور میں نے اپنے دست قدرت سے خلقت کو پیدا کیا تھا اور میں ہی انکو
مارڈالا اور میں ہی انکو زندہ کرونگا اپنی قدرت سے اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ لیکن پھونکا جائیگا صور دوسری بار اور انکی طرف جو کہ متصل آسمان ہے جتنے
باشندے آسمان و زمین کے ہیں سب زندہ ہو جائینگے اور زندہ ہونگے حاملان عرش اور حاضر ہونگی بہشت اور دوزخ اور خلقت حساب کے لئے جمع ہوگی راوی کہتا ہے کہ میں نے امام زین العابدین
علیہ السلام کو دیکھا کہ یہ فرما کر بہت شدت سے روئے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پہلے جو صور پھونکا جائیگا تو زمین کے باشندے سب مر جائینگے اور بعد اسکے
آسمان کے باشندے سب مر جائینگے اور کوئی باقی نہ رہیگا مگر ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیل اور میکائیل اور ملک الموت خدا کے آگے کھڑا ہوگا اور کہا جائیگا کہ کون
باقی رہا ہے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ کون کون باقی رہا ہے لیکن ملک الموت سے پوچھیگا تو وہ جواب میں کہیگا کہ کوئی باقی نہیں ہے مگر ملک الموت اور حاملان عرش اور
جبرئیل اور میکائیل حکم ہوگا ملک الموت کو کہ کہدو جبرئیل اور میکائیل کو کہ مر جائیں اسوقت فرشتے کہینگے کہ خداوندا یہ تیرے رسول اور امین ہیں کہ تیرا حکم لیکر جاتے
تھے فرمائیگا کہ میں نے سب جانداروں کی طرف حکم مرنیکا دیا ہے اور بعد مرنے جبرئیل اور میکائیل کے پھر ملک الموت خداوند تبارک کے آگے کھڑا ہوگا فرمائیگا خدا کہ اب کون
باقی رہا ہے ملک الموت عرض کریگا کہ ملک الموت اور حاملان عرش کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ہے فرمائیگا کہ کہدو تو کہ وہ بھی مر جائیں جسوقت کہ حاملان عرش بھی مر جائینگے تو
ملک الموت غمگین اور بدحال ہو کر کے کھڑا ہوگا اور آنکھ اپنی اوپر کو اٹھائیگا فرمائیگا خدا تعالیٰ اے ملک الموت کون باقی ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار سوائے ملک الموت کے
کوئی باقی نہیں رہا ہے فرمائیگا کہ مر جا تو وہ بھی مر جائیگا اور زمین کو اور آسمان کو اپنی دست قدرت میں پکڑ کر فرمائیگا کہاں ہیں وہ لوگ کہ ہمراہ میرے شریک مقرر کرتے تھے اور
کہاں ہیں آج وہ لوگ کہ دوسرا معبود میرے سوا کہتے تھے اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جسدن کہ مقدار اسکی پچاس ہزار برس کا ایک دن ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
کہ جسوقت خدا چاہیگا خلقت کو زندہ کر کے اٹھانیکا ارادہ کریگا تو چالیس صباح مینہ برسائیگا سب بند بند جمع ہو کر اپنی اپنی جگہ ملجائینگی اور گوشت اور پوست اگینگے اور دوسری روایت میں
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روح اپنے مکانوں میں مقیم ہوگی روح نیک آدمی کی تو روشنی اور کشادگی میں ہوگی اور روح بد آدمی کی تنگی اور تاریکی میں ہوگی اور بدن
مٹی ہو جائیگا مثل انکے جیسے کہ پہلے پیدا ہوا تھا اور جو کچھ کہ درندوں اور جانوروں نے کھا کر اپنے پیٹوں سے باہر ڈالا ہے وہ مٹی میں خدا کے پاس سب محفوظ ہے اور
ہر ایک ریزہ کو جانتا ہے وہ شخص کہ جس سے پوشیدہ نہیں ہے تاریکی میں برابر ذرہ کے زمین کی تاریکیوں میں اور جانتا ہے گنتی کو چیزوں کی اور وزن انکا اور مٹی روح والی چیزوں کی
بمنزلہ سونے کے ہوگی خاک میں اور جسوقت خدا زندہ کرنا چاہیگا تو زمین پر مینہ برسیگا اور مٹی زمین کی مثل مشک کے بو دی جائیگی پس مٹی آدمی کی مثل سونے کے نکل آئیگی
جیسے کہ سونا مٹی میں دھو کر نکالتے ہیں اور مسکہ کو شیر سے بلو کر نکالتے ہیں پس مٹی ہر بدن کی جمع ہو کر اپنے بدن میں ملجائیگی اور قدرت خدا سے جو صورت کہ پہلی تھی ہو جائیگی
اور روح اسمیں داخل ہو جائیگی **وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ** اور روشن ہو جائیگی زمین یعنی میدان محشر کا روشن ہو **بِنُورِ رَبِّهَا** ساتھ نور پروردگار اپنے کے مراد نور سے
یہاں عدل اور انصاف ہے یعنی جیسے کہ ظلم کو تاریکی کہتے ہیں ایسے ہی عدل کو نور کہتے ہیں اور یہاں سے مراد عدل کو نور کہا کہ حق ظاہر ہو جائیگا اور یا مراد نور سے یہ ہے کہ
خدا پیدا کریگا ایک نور کہ جس سے روشن ہو جائیگی زمین محشر کی بدون آفتاب اور ماہتاب کے روشن ہو جائیگی **وَوُضِعَ الْكِتَابُ** اور رکھی جائیگی کتاب یعنی اعمال کی
کتابیں حساب کے واسطے رکھی جائینگی **وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ** اور لائے جائینگے پیغمبر جو دعوے پہنچانے احکام خدا کے امتوں پر اور امتوں پر حجت پکڑنے کے واسطے **وَالشُّهَدَاءِ**
اور گواہ لائے جائینگے انکے صحیح کرنے دعوے پیغمبروں کے اور جھٹلانے امتوں کے لوگونکے اور مراد ان گواہوں سے یا ملائکہ ہیں کہ آدمیوں پر مقرر ہیں انکے اعمال بد اور نیک لکھنے کے واسطے اور
یا مومنین عادل مراد ہیں اور پہلے اس سورہ بقرہ میں گذرا ہے کہ مراد انسے آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں **وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ** اور حکم کیا جائیگا درمیان ان بندونکے
ساتھ حق کے یعنی ساتھ عدل اور راستی کے **وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ** اور وہ ظلم نہ کئے جائینگے کہ ثواب انکا کم کیا جائے یا عذاب انکا زیادہ کیا جائے بلکہ ثواب عمل سے زیادہ
ملیگا اور عذاب موافق گناہ کے ہوگا **وَوُفِّيَتْ** اور پورا دیا جائیگا **كُلُّ نَفْسٍ** ہر نفس **مَا عَمِلَتْ** جزا اس چیز کی کہ عمل میں لایا ہے وہ نیکی یا بدی **وَهُوَ**
أَعْلَمُ اور وہ خدا زیادہ جاننے والا ہے اور عالم ہے **بِمَا يَفْعَلُونَ** ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ بندے نیک یا بد اور اس پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور ہر ایک کو جزا دیگا
اس تفصیل سے کہ خدا بیان کرتا ہے **وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا** اور ہانکے جائینگے وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے ذلت اور خواری سے **إِلَىٰ جَهَنَّمَ** طرف دوزخ کے

ع ۷

جسوقت محلوں میں داخل ہونگے تو دیکھینگے کہ تخت جڑاؤ طرح طرح کے جو آراستہ کئے ہوئے ہیں اور فرش ریشمی بچھے ہوئے ہیں اور تکئے برابر رکھے ہوئے ہیں اور دیواریں اُن محلوں کی ایک اینٹ سونے کی اینٹ سے اور ایک چاندی کی اینٹ سے اور یاقوت سرخ اور موتی اور زبرجد سے چنی ہوئی ہیں اور جسوقت وہ بہشتی وہاں پہنچیں اور تختوں پر مثل بادشاہوں کی بیٹھیں اور بہشت کی نعمتیں دیکھیں تو کہیں الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ فرشتے انکو کہیں کہ تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون اور کہیں گے وَقَالُوا اور کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریف اور شکر واسطے خدا کے ہے الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ جس نے سچا کیا ہمسے وعدہ اپنا [illegible] وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور وارث کیا ہمکو زمین بہشت کا کہ ہم اپنی قدرت اور اختیار سے نَتَبَوَّاُ جگہ پکڑتے ہیں ہم مِنَ الْجَنَّةِ بہشت میں حَیْثُ نَشَآءُ جس جگہ کہ چاہیں ہم اس میں اشارہ طرف کثرت محلوں اور مکانوں کی اور حدیث میں آیا ہے کہ کم مرتبہ کا وہ مومن کہ جسکے پاس ایک دنیا کے برابر بہشت ہوگا اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ ایسا کوئی نہیں ہے کہ جسکے واسطے بہشت میں مکان نہو خواہ مومن خواہ کافر اور اگر کافر مرتے وقت ایمان کو اختیار نکرے اور حالت کفر میں مرجائے تو بندہ مومن اسکے مکان کا وارث ہوتا ہے پس معنی آیت یہ ہونگے کہ حق تعالی وارث کرتا ہے مومن کو کافر کے مکان کا فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ پس اچھی ہے مزدوری کام کرنیوالوں کی اور ثواب ہے بدلا نیک عمل کرنیوالوں کا کہ وہ بہشت کی نعمتیں ہیں وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ اور دیکھیگا تو اے محمد صلعم فرشتوں کو گھیر بیٹھے مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ گرداگرد عرش کے یعنی جسوقت کہ تو آخرت میں اپنے مقام نبوت اور رسالت سے مرتبہ قرب کو پہنچیگا تو فرشتوں کو گرد عرش کے طواف کئے ہوئے دیکھیگا لذت سے نہ تکلیف کی راہ سے کہ وہاں تکلیف نہیں ہے اور وہ فرشتے وقت پھرنے گرد عرش کے يُسَبِّحُوْنَ پاکی سے یاد کرینگے خدا کو کہ وہ پاکیزگی نزدیک کی گئی ہوگی بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے یعنی کہینگے کہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ اور خدا تعالی کی پاکیزگی بیان کرینگے ہر عیب اور نقصان سے کہ جو لائق اسکی ذات پاک کے نہیں ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ اور حکم کیا جاوے درمیان انکے یعنی خدا تعالی درمیان بندوں کے حکم کرے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے کہ جو کوئی سزاوار جس مقام کا ہے بہشت کا یا دوزخ کا وہاں انکو بھیجے وَقِيْلَ اور کہا جاوے یعنی مومنین کہیں الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سب تعریف واسطے خدا کے ہے پروردگار عالم کے لوگوں کا ہے اسکے حکم کرنے پر درمیان ہمارے حق اور راستی سے کہ ہر ایک کو موافق عمل اسکے مناسب مقام میں لایا سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں پچاسی آیتیں ہیں اور حم سات سورتیں ہیں اور یہاں سے شروع ہوئی ہیں اور جمیع حم کی حوامیم ہے اور منقول ہے کہ حوامیم زیور قرآن کا ہے اور دوسری روایت ہے کہ ہر چیز کا ایک میوہ ہوتا ہے اور میوہ قرآن کا حوامیم ہے اور جو کوئی چاہے کہ بہشت کے باغ میں میوہ کھائے چاہیے کہ حوامیم کو پڑھے اور ایک روایت ہے کہ نماز شب میں پڑھے اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ حوامیم ریحان قرآن ہیں پس چاہیے کہ انکی تلاوت پر شکر خدا کا کرو اور روایت ہے کہ جو بندہ مومن کہ ان سورتوں کو پڑھے انکے منہ میں خوشبو مشک اور عنبر کی آئے اور حق تعالی اسپر رحمت کرے اور اسکے تمام ہمسایوں کو انکی تلاوت کی برکت سے رحمت میں غرق کرے اور عرش اور کرسی اور ملائکہ مقربین اسکے واسطے بخشش چاہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حوامیم سات ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں کہ وہ جہنم اور حطمہ اور لظی اور سعیر اور سقر اور جحیم اور ہاویہ ہیں پس جو کوئی کہ ان سورتوں کو پڑھے ہر سورت ایک صورت میں بنکر دوزخ کے دروازہ پر کھڑی ہو اور اسکے پڑھنیوالے کو دوزخ میں نہ جانے دے اور منقول ہے کہ ہر چیز کا ایک خلاصہ ہے اور خلاصہ قرآن کا حوامیم ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو کوئی سورہ مومن کو پڑھے تین دن میں ایکبار حق تعالی اسکے تمام گناہ پہلے اور پچھلے بخشے اور تقوی اور پرہیزگاری کو اسکا لازم کرے اور نعمتیں بہشت کی انکو بخشش فرماوے اور اسکی آخرت کو دنیا سے بہتر کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ابن عباس سے منقول ہے کہ حم بزرگترین نام خدا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جن ناموں کے اول میں حا اور میم ہے ان ناموں کا شروع ہے مثل حلیم اور حامد اور حمید اور حی اور حق اور حکیم اور حاکم اور حفیظ اور حافظ اور حنان کے اور مثل مالک اور ملک اور [illegible] المجید اور ماجد اور مبدی اور معید اور معز اور مہیمن اور منان کے اور انس ابن مالک سے روایت کی ہے کہ ایکروز ایک اعرابی نے رسول خدا سے پوچھا کہ حم کیا چیز ہے کہ ہماری لغت میں نہیں ہے فرمایا کہ شروع ناموں پاک خدا کا اور سورتوں کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حا اور میم درمیان [illegible] اور محمد کے پس اشارہ ہے طرف رابطہ کے درمیان خدا اور پیغمبر کے اور کوئی پیغمبر مرسل سوائے خاتم النبیین اور ملائکہ مقربین کے اسکو نہیں جانتا ہے اور سوا اسکے اور قول بھی آئے ہیں لیکن سورہ بقر کے اول میں اسکی تحقیق ہو چکی ہے کہ حروف مقطعہ سے کیا مراد ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد اس سے

ربع

ع ۸

سورۃ المؤمن

الحمید مجید ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حم نام سورہ کا ہے اور اہل کوفہ سوائے عاصم کے الف کو امالہ سے پڑھتا ہے اور باقیوں نے فتح سے **تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ** یہ نازل کرنا
کتاب کا ہے **مِنَ اللّٰہِ** جانب خدا سے اور تنزیل خبر مبتدا محذوف کی ہے اور مبتدا بھی ہوسکتا ہے اور من اللہ خبر اسکی یعنی نازل کرنا کتاب کا خدا کی جانب سے ہے
الْعَزِیْزِ کہ غالب ہے وہ اپنی بادشاہی میں **الْعَلِیْمِ** جاننے والا ہے ہر چیز کا **غَافِرِ الذَّنْبِ** بخشنے والا گناہ کا اس شخص کے کہ جو نیت خالص اور رسول
سے عقائد رکھتا ہو اور خدا کی طاعت میں مصروف ہو **وَقَابِلِ التَّوْبِ** اور قبول کرنیوالا توبہ کا واسطے مومن گنہگار کے ہے اور واسطے مشرک کے ہے اگر شرک کو اپنی ترک
کرکے خدا اور پیغمبر پر ایمان لاوے اور توب جمع توبہ کی ہے یا مصدر ہے **شَدِیْدِ الْعِقَابِ** سخت کرنیوالا عذاب کا واسطے اس شخص کے کہ جو ایمان لانیسے انکار کرے
اور گناہوں سے توبہ نہ کرے اور اس صفت کا ذکر بعد مغفرت صفت کے واسطے ہے کہ بندہ مغفرت پر تکیہ کرکے گناہوں میں مشغول نہو بلکہ چاہیئے کہ امید اور خوف دونوں رکھے
ذِی الطَّوْلِ صاحب فضل و احسان کا اوپر بندوں کے کہ طرح طرح کی نعمتیں بخشتا ہے اور یہ سب اللہ کی صفتیں بعد واقع ہوئی ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ
خدا بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ کہے لا الہ الا اللہ اور سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اس شخص کو کہ جو نہ کہے لا الہ الا اللہ اور صاحب طول ہے یعنی بے نیازی میں ہے کہ شرک
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوائے اس خدائے حق کے جس میں وہ صفات مذکورہ ہیں **إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** طرف اسی کے پھرنا ہے سب کا
واسطے جزائے اعمال کے کہ فرمانبردار کو تو درجات بلند عطا کرے اور نافرمان کو عذاب میں گرفتار کرے اور جب معلوم ہوا کہ قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے تو
اسکی پیروی واجب ہے اور اسکے احکام پر عمل کرنا لازم ہے اور اس میں جھگڑا اور جھوٹ جاننا حرام ہے **مَا یُجَادِلُ** نہیں جھگڑا کرتے ہیں **فِیْ آیَاتِ اللّٰہِ**
بیچ آیتوں خدا کی کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں **إِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** مگر وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور خدا کی نعمت کا انہوں نے انکار کیا اور مراد اس جھگڑے سے وہ ہے کہ جو کفار
قرآن کی دلیلوں کے دفع کرنیکے واسطے عناد اور انکار سے جھگڑا کرتے تھے اور حق کو ڈھانا چاہتے تھے نہ وہ جھگڑا کہ جو علما اسکے معانی کی تحقیق میں کرتے ہیں اور
اسکے احکام کے نکالنے میں اور بیچ راہ کے دفع کرنیکے واسطے گفتگو کرتے ہیں اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ امت کیسے گمراہ ہوئی ہیں جب جھگڑا کرنیوالے دین میں بعد اپنے
پیغمبر کی اور جو کوئی کہ جھگڑا کرے آیات خدا میں وہ کافر ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جھگڑا کرنا قرآن میں کفر ہے اس سے
بھی وہ جھگڑا باطل ہے نہ وہ جھگڑا کہ جو دین کے ثابت کرنیکے واسطے ہو اور عناد اور انکار والے لوگ باوجود حاصل ہونے نعمتوں الٰہی کے جو انکی کفر اور انکار پر ہے تکبر
اسی سبب فرماتا ہے کہ **فَلَا یَغْرُرْکَ** بس چاہیئے کہ نہ فریب دیوے تجھکو اے محمد صلعم **تَقَلُّبُهُمْ** پھرنا ان کافروں کا **فِی الْبِلَادِ** بیچ شہروں کے واسطے
تجارت کے کہ جیسے شام کے اور یمن کے شہروں میں جاتے ہیں اور بڑے بڑے منافع حاصل کرتے ہیں اور تیری خاطر میں انکی تونگری اور مالداری سے یہ گمان ہو کہ عذاب انکو کچھ نہ
پہنچیگا اور انکی چند روزہ خوشی سے یہ نہ جاننا چاہیئے کہ میں انکو عذاب نہ کرونگا بلکہ یہ انکے واسطے باعث زیادتی عذاب کا ہے اور انکا وہی حال ہوگا جیسے کہ
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلایا پہلے انکی قوم نوح نے **وَالْأَحْزَابُ** اور گروہوں نے **مِنْ بَعْدِهِمْ** پیچھے انکے پیغمبروں کو مثل قوم عاد اور ثمود کے
اور غیر انکے **وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ** اور قصد کیا ہر امت نے **بِرَسُوْلِهِمْ** ساتھ پیغمبر اپنے کے **لِيَأْخُذُوْهُ** تاکہ پکڑیں اسکو اور سزا دیویں اور
قتل کریں **وَجَادَلُوْا** اور جھگڑا کیا انہوں نے پیغمبروں سے **بِالْبَاطِلِ** ساتھ باطل گفتگو کے کہ تم پیغمبر نہیں ہو اور تم مثل ہمارے آدمی ہو اور فرشتوں کو
پیغمبر کرکے کیوں نہ بھیجا اور یہ جھگڑا انکا سبب انکار کے تھا پیغمبروں کے **لِيُدْحِضُوْا بِهِ** تاکہ باطل کردیں ساتھ اس باطل گفتگو کے **الْحَقَّ** سخن
حق کو کہ جسکی پیروی واجب ہے **فَأَخَذْتُهُمْ** پس پکڑ لیا میں نے انکو جو کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے عذاب میں اور یہ امت کو انکا قصہ اور عذاب یاد ہے تو کہو
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کیونکر تھا عذاب میرا انکو اور عقاب کے بعد یائے متکلم محذوف ہے **وَكَذٰلِكَ** اور ویسا ہی یعنی جیسا کہ ہم نے
پہلی امتوں پر ایسا ہی **حَقَّتْ** ثابت ہوا ہے **كَلِمَتُ رَبِّكَ** سخن عذاب پروردگار تیرے کا **عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں
تیری قوم میں سے اور تجھکو نہیں جھٹلایا **أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ** اسلئے کہ تحقیق وہ صاحب آتش دوزخ کے ہیں یعنی تحقیق وہ دوزخی ہیں اور انہم اصل
میں لانہم ہے اور کلمۃ ربک کو اہل مدینہ اور ابن عامر نے کلمات بصیغہ جمع پڑھا ہے یعنی کفار پہلی امتوں کو اور حال سب دوزخی ہیں جانیں گے تیری قوم جو جھٹلاتے ہیں اور جھگڑا کرنے سے
کچھ نقصان نہیں ہے اور خدا کی طاعت و عبادت اور تسبیح کرنیوالے بہت ہیں **الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ** وہ ہیں کہ اٹھاتے ہیں عرش کو بموجب حکم خدا کے

وَمَنْ حَوْلَهٗ اور جو کوئی گرد اس عرش کے ہیں کہ ہمیشہ طواف اسکا کرتے ہیں سب يُسَبِّحُوْنَ پاکی کو یاد کرتے ہیں خدا کی اور تسبیح کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ساتھ
تعریف پروردگار اپنے کے وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور ایمان لاتے ہیں ساتھ اس خدا کے اور اعتقاد کرتے ہیں اسکی وحدانیت اور قدرت اور پروردگاری کا یہ کہ سب
مخلوقات پاکیزہ اور تمام ملائکہ میں برگزیدہ اور خاص ہیں اور جو کہ خدا میں اپنی بات کہ ترک کرتی ہیں پس جاننا چاہیئے اور ترک عبادت کرنے سے ان کفار کیسی کہ بدترین خلائق کے
ہیں اسکو نقصان نہیں اور عرش کو ابھی چار فرشتے اٹھاتے ہیں قیامت کے روز آٹھ اٹھاوینگے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حکم کرتا ہے سب فرشتوں کو کہ وہ ہر صبح اور شام عرش
کے اٹھانے والے فرشتوں کو سلام کرتے ہیں انکی تعظیم اور بزرگی کی جہت سے اور کہتے ہیں کہ پاؤں انکے عرش کے اٹھانے والوں کے ساتویں زمین میں ہیں اور سر انکے آسمان سے اوپر گذر گئے ہیں
اور ہاتھ انکے اطراف سے باہر نکل گئے ہیں اور عاجزی اور زاری میں مشغول رہتے ہیں اور نہایت عاجزی سے سر اپنے نیچے کیے ہوئے ہیں اور نظر اپنی ہرگز اوپر کو نہیں
کرتے ہیں اور حاملان عرش کہتے ہیں کہ سب فرشتوں سے زیادہ عاجزی کرنیوالے ہیں اور ساتویں آسمان کے فرشتے چھٹے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ عاجزی کرتے
ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور چھٹے آسمان کے فرشتے پانچویں آسمان کے فرشتوں سے اور پانچویں آسمان کے فرشتے چوتھے آسمان کے فرشتوں سے اسیطرح اول آسمان تک اور حجاب مقبول
ہے کہ درمیان ملائکہ کے اور عرش الٰہی کے ستر ہزار حجاب ہیں اور تمام ملائکہ پیچھے ان حجابوں کے تسبیح خدا میں مشغول ہیں اور آسمان کے طبقوں میں اسقدر فرشتے ہیں کہ شمار انکی
سوائے خدا تعالیٰ کے کسیکو معلوم نہیں ہے اور نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ بعضے فرشتے ایسے ہیں کہ ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں اور سب سے زیادہ مقرب درگاہ خدا ہیں اور بعضے
ایسے ہیں کہ رکوع میں رہتے ہیں اور کبھی کھڑے نہیں ہوتے اور حاملان عرش ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ صف باندھے کھڑے ہیں اور یہ وہ ہیں کہ جو گرد عرش کے رہتے ہیں اور بعضے تسبیح
کرتے ہیں کہ ملائکہ عرش کی طرف نہیں دیکھتے ہیں اور یہ ایک لاکھ صف فرشتوں کی ہے کہ پیچھے ان فرشتوں کے ہیں کہ جو عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ ہاتھ پر
ہاتھ دھرے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عرش کو ایک جوہر سبز سے پیدا کیا ہے اور ایک پایہ عرش کے سے دوسرے پایہ تک اسقدر فاصلہ ہے کہ اگر پرندہ بہت تیز اڑنے والا
دو لاکھ برس اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ لاکھ برس تک اڑے تو ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک پہنچے اور منقول ہے کہ حقتعالیٰ نے جس وقت عرش کو پیدا کیا تو تمام فرشتوں کو
حکم پہنچا کہ اسکو اٹھاؤ اور حاملان عرش کے کاندھے پر رکھو جبرئیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ سبحان اللہ اور میکائیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ الحمد للہ اور
اسرافیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ لا الہ الا اللہ اور عزرائیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ اللہ اکبر اور عرش کو ملائکہ نے اٹھا کر حاملان عرش کے کندھے پر رکھا اور جس وقت
حاملان عرش کو اسکا بوجھ بہت بھاری معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وہ گرانی انکی نہایت سبک ہوگئی پس جو مومن بندہ کہ ان
کلمات کو ایکبار کہے تو حاملان عرش کا اور سب فرشتوں کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں لکھیں اور گرانی دنیا اور آخرت کی اسپر سبک ہوجائے اور رحمت خدا میں وہ غرق ہو اور
جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھکو اذن دیا ہے کہ کچھ احوال عرش کا اور اسکے اٹھانیوالوں کا تم سے بیان کروں
جانو تم کہ خدا تعالیٰ نے عرش کو جوہر سبز سے پیدا کیا ہے اور اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار سر ہیں اور ہر سر میں اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار منہ ہیں
اور ہر منہ میں اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے وہ سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار لغت میں تسبیح خدا کرتا ہے اور ثواب اسکا میری امت کو
بخشتا ہے اور اسقدر بڑا عرش کہ خرقائیل کہ ایک فرشتہ ہے اور اسکے اسی ہزار پر ہیں اور ہر پر سے دوسرے پر تک اسی ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے انکی خاطر میں گذرا کہ
طول اور عرض عرش کا دریافت کروں خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ پروں کو میرے دو چند کر دے حقتعالیٰ نے قبول کیا اور وہ ایک لاکھ اور ساٹھ ہزار برس کی راہ اڑا اور
اسی ہزار مرتبہ شکستہ ہوا اور پھر خدا تعالیٰ سے مدد چاہی خطاب پہنچا کہ اے خرقائیل اگر تو تمام عالم کے گذر جانے تک پرواز کرے تو ایک پایہ عرش کے تک بھی تو نے
پرواز نہ کیا ہو خرقائیل نے کہا کہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ حقتعالیٰ نے حکم کیا میری امت کو کہ اس تسبیح کو سجدہ میں کہیں تاکہ ثواب خرقائیل کا انکو حاصل ہو
اور حاملان عرش یعنی عرش کے اٹھانیوالے فرشتے اسقدر بڑے ہیں کہ ایک کان سے دوسرے کان تک ستر ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ کوئی چیز عرش سے زیادہ خوف کرنیوالی خدا سے نہیں اور انکی تسبیح میں ایک یہ ہے کہ اعوذ باللہ من غضب اللہ و اعوذ باللہ من سخط اللہ و اعوذ باللہ من
نقمۃ اللہ اور کہتے ہیں کہ جس وقت خدا تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو فرشتوں کی خاطر میں گذرا کہ کوئی چیز عرش سے زیادہ بھی بڑی ہوگی حقتعالیٰ نے ایک سانپ کو
پیدا کیا کہ حکم اپنی سے عرش کو چاروں طرف سے بیچ میں لیلیا اور ہنوز وہ عرش سے دو تہائی زیادہ تھا اور وہ ستر ہزار بازو رکھتا ہے اور ستر ہزار سینہ

ذکر حاملان عرش اور حالات عرش کا

اور ہر سینہ میں ستر ہزار دہن اور ہر دہن میں ستر ہزار زبان اور ہر زبان ستر ہزار لغت میں تسبیح کرتا ہے اور ثواب اسکا آل محمد کے شیعوں کو بخشتا ہے اور حاملان عرش
تسبیح خدا کے مومنین کیواسطے عاقبت بخیر کو خدا سے طلب کرتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَيَسْتَغْفِرُونَ اور بخشش چاہتے ہیں وہ فرشتے خدا سے لِلَّذِينَ
آمَنُوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اور بخشش چاہنے میں نہایت عاجزی سے اسطرح سے کہتے ہیں رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَسِعْتَ
كُلَّ شَيْءٍ شامل کیا ہے تو نے ہر چیز کو رَحْمَةً وَعِلْمًا رحمت میں اور علم میں اور یہ دونوں تمیز واقع ہوئے ہیں یعنی تیری رحمت اور علم تیرا سب چیز کو
پہنچا ہوا ہے فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا پس بخش تو واسطے ان لوگوں کے کہ توبہ کی ہے انہوں نے اور گناہوں سے پرہیز کیا ہے وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ اور
پیروی کی ہے انہوں نے راہ تیری کی کہ وہ راہ ایمان کی ہے وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ اور بچا تو انکو عذاب آگ جلانیوالی سے رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے رحم کر تو
توبہ کرنیوالوں پر وَأَدْخِلْهُمْ اور داخل کر تو انکو جَنَّاتِ عَدْنٍ بہشتوں عدن کی میں الَّتِي وہ بہشتیں کہ تو نے محض اپنے فضل و کرم سے وَعَدْتَهُمْ
وعدہ کیا ہے تو نے انہی بابت پیغمبروں کی وَمَنْ صَلَحَ اور اس شخص کو کہ نیکی کی ہے آپس میں مِنْ آبَائِهِمْ باپوں انکے میں سے انکو داخل کر تو بہشت میں انکی اور گناہ
انکے بخش تو وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ اور عورتوں کی انکی اور اولاد انکی کو داخل کر تو بہشتوں میں ان کے کہ وہ انکے ہی انکے پاس اور سبب انکی خوشی کا اور باعث
انکی چشم کی روشنی کا اور خنکی کا ہو إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ تحقیق کہ تو ہی ہے غالب کہ کسی مقدور والا پر عاجز نہیں ہوتا ہے الْحَكِيمُ حکمت والا ہے کہ جو حکم
کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ اور نگاہ رکھ تو انکو برائیوں سے یا عذاب سے کہ باعث انکا برائیاں اور گناہ ہیں وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ
اور جسکو بچاویگا تو عذابوں سے کہ وہ جزا انہیں برائیوں کی ہیں يَوْمَئِذٍ اس دن کہ وہ روز جزا کا ہے فَقَدْ رَحِمْتَهُ پس تحقیق رحم کیا تو نے اسپر اور بخشش کی تو نے کہ
جنت میں پہنچایا تو نے انکو اور یا یہ کہ جسکو بچایا تو نے گناہوں سے توفیق عمل کی دنیا میں تو پس رحم کیا تو نے اسپر اور روز جزا میں اور رہائی عذاب سے نجات دی تو نے ہے وَذَٰلِكَ
اور وہ بچانا تیرا گناہ اور عذاب سے اور داخل کرنا بہشت میں هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وہی ہے مراد پانا بڑا ہے کہ وہ باعث راحت اور عیش ہمیشہ کا ہے اور بعد اسکے
مشرکین کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں اور نہ ایمان لائے ہیں خدا کی وحدانیت اور پیغمبری کی يُنَادَوْنَ
پکارے جاوینگے یعنی جسوقت کفار دوزخ میں جاوینگے تو اپنے نفسوں کو ملامت کریں گے اور اپنے نفسوں سے دشمنی کرینگے کہیں گے ہم کیوں نہ ایمان لائے جسوقت کہ ہمکو خدا بلاتا تھا ایمان لانیکو
وہ کفار پکارے جاوینگے اور ملائکہ اسوقت انکو پکارینگے اور انکو اپنے نفسوں کے ساتھ دشمنی کرتے ہوئے دیکھ کر کہیں گے کہ لَمَقْتُ اللَّهِ البتہ دشمنی خدا کی ہے أَكْبَرُ بہت
بڑی مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ دشمنی تمہاری سے اپنے نفسوں کو إِذْ تُدْعَوْنَ جسوقت کہ بلائے جاتے تھے تم إِلَى الْإِيمَانِ طرف
ایمان کے فَتَكْفُرُونَ پس کفر کرتے تھے تم اور ایمان نہیں لاتے تھے تم اسوقت تم ایمان کیوں نہ لائے کہ خدا انکو دشمن رکھتا اور اسوجہ تم اپنے نفسوں سے دشمنی
کرتے ہو پس دشمنی تمہاری سے خدا کی دشمنی تمہارے ساتھ بہت بڑی ہے کہ جسوقت وہ تمکو ایمان لانیکو کہتا تھا اور تم کفر کرتے تھے قَالُوا رَبَّنَا کہینگے وہ کفار کہ
اے پروردگار ہمارے أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ مارا تو نے ہمکو دو مرتبہ ایک مرتبہ تو جبکہ دنیا میں ہمکو تو نے موت دی اور دوسرے مرتبہ قبر میں بعد سوال و جواب منکر نکیر کے زندہ
کر کے موت دی وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ اور زندہ کیا تو نے ہمکو دو مرتبہ اول تو قبر میں اور دوسرے مرتبہ قیامت کے روز اور ابن عباس کے نزدیک پہلا مارنا باپ کی
پشتوں میں ہے جسوقت کہ نطفہ تھے اور دوسری بار مارنا وہ ہے کہ جو دنیا میں اپنی اجل سے مرے اور پہلا زندہ کرنا دنیا میں پیدا کرنا ہے اور دوسرا زندہ کرنا قیامت کے روز کا ہے
واسطے ثواب اور عذاب کے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا مارنا وہ تھا کہ اولاد آدم کو خدا تعالیٰ بروز الست آدم کی پشتوں سے باہر لایا تھا اور اقرار کروانے کے بعد پھر
انکو مار ڈالا اور دوسرا مارنا دنیا میں وقت آنے اجل کے تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلا مارنا دنیا میں وقت آنے اجل کے ہوا اور دوسرا مارنا رجعت میں بعد زندہ کرنے کے ہو
اور پہلا زندہ کرنا وقت رجعت کے ہوا اور دوسرا زندہ کرنا قیامت کے روز ہو غرض یہ ہے کہ کفار عذاب کو دیکھ کر ان چیزوں کا اقرار کرینگے کہ دنیا میں انکار کرتے تھے کہ سوال قبر
نہ ہوگا اور خدا تعالیٰ پھر زندہ کر کے نہ اٹھائیگا اور رجعت نہ ہوگی کہینگے کہ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا پس اقرار کیا ہمنے ساتھ گناہوں اپنے کے کہ انکار کرتے تھے پہلا عذاب پھر زندہ
اور زندہ کرنا قیامت کے روز کا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ پس کیا ہے طرف نکلنے کی دوزخ سے مِنْ سَبِيلٍ کوئی راہ کہ اب ہم ایمان لاتے ہیں اور اپنے
قصوروں کا اقرار کرتے ہیں ہمکو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر پھر فرشتے انکے جواب میں کہینگے انکو کہ ذَٰلِكُمْ یہ عذاب تمکو لازم ہے بِأَنَّهُ بسبب اسکے کہ تحقیق

اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ جسوقت کہ پکارا جاتا تھا خدا وَحْدَهٗ تنہا بدون شرک جیسے کہ مسلمان کہتے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ تو اسوقت كَفَرْتُمْ انکار کرتے تھے تم اور
اسکے ایک ہونیکا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کو ایک کر دیا اور وحدہ حال واقع ہوا ہے وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ اور اگر شرک کیا جاتا تھا ساتھ
اس خدا کے کہ تمہاری رسم طریق شرک کرنیکی تھی تو تُؤْمِنُوْا ایمان لاتے تھے تم اور اسکے کہنے کا اعتقاد کرتے تھے فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ پس حکم واسطے خدا کے ہے آج کے
دن حق اور باطل کے فیصلہ کرنے میں جو فرمانبردار تھے انکو بہشت میں داخل کیا اور تم اپنے کفر کی جہت سے عذاب دوزخ میں گرفتار ہوئے اور اسوقت عذاب دیکھکر
گناہ ہونیکی اقرار کرنے اور ایمان لانیسے کچھ فائدہ نہیں آج خدا نے اپنی عدالت سے تمکو سزا دی ہے تمہارے جرم کی عوض میں الْعَلِيِّ بلند مرتبہ ہے وہ خدا
اس سے کہ اسکا کوئی شریک ہو الْكَبِيْرِ بزرگ ہے کہ کوئی چیز بزرگی میں اسکی برابر نہیں ہے پس سزاوار عبادت کا وہی ہے کہ جو ہو وہ غیر اسکا اور اب اپنی
قدرت کو بیان کرتا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کا ایسے يُرِيْكُمْ دکھلاتا ہے تمکو اٰيٰتِهٖ نشانیاں اپنی قدرت کی کہ دلالت
کرتی ہیں اسکی توحید پر وَيُنَزِّلُ لَكُمْ اور نازل کرتا ہے واسطے تمہارے مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا آسمان سے روزی کو یعنی باران رحمت کو کہ سبب روزی کا ہے اور یا
ملائکہ کو آسمان سے نازل کرتا ہے کہ وہ تدبیر روزی کی کرتے ہیں وَمَا يَتَذَكَّرُ اور نہیں نصیحت پکڑتا ہے اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ مگر وہ شخص کہ رجوع کرتا ہے طرف
خدا کے کہ انکار اور گناہ سے توبہ کرکے طاعت اور عبادت خدا میں مشغول ہوتا ہے فَادْعُوا اللّٰهَ پس پکارو تم خدا کو عبادت کرکے مُخْلِصِيْنَ خالص
کرنیوالے ہو لَهُ الدِّيْنَ واسطے اسکے دین کو کہ عبادت کرتے نہیں کسیکو اسکا شریک نکرو اور نہ ریا کو اسکی عبادت میں دخل دو کہ بدون شرک کے خالص واسطے اسکے
عبادت کرو وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں کفار اور ناخوش ہوں تمہاری خالص عبادت سے جو کہ خدا کیواسطے تم کرتے ہو رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ
وہ بلند کرنیوالا درجوں کا مخلوقات کے ہے معرفت اور طاعت کی جہت سے اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہو رفیع الدرجات اور رفیع بمعنی رافع ہے اور ہرچند اسکی
معرفت اور عبادت بہت زیادہ ہے کہ جو حق اسکا ہے وہ کسی سے ادا نہیں ہو سکتا لیکن جسقدر زیادہ ہوگی اسیقدر درجہ بلند ہوگا اور اسیواسطے درجے انبیا کے بلند
ہیں اولیا سے اور درجے اولیا کے بلند ہیں عام مومنین سے اور اسیطرح سب مومنین کے درجوں میں فرق ہے کہ کوئی تو اعلیٰ درجہ کا ہے اور کوئی اس سے کم کا اور کوئی اس سے بھی
کم مرتبہ کا اور یہ فرق باعتبار طاعت اور پرہیزگاری کے ہے اور یا مراد درجات سے آسمان ہیں یعنی بلند کرنیوالا آسمانوں کا ہے ایک آسمان دوسرے آسمان پر عرش تک
ذُو الْعَرْشِ صاحب عرش کا اور بادشاہی کا يُلْقِي الرُّوْحَ ڈالتا ہے روح کو یعنی روح القدس کو یا جبرئیل کو مِنْ اَمْرِهٖ حکم اپنے سے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد روح سے وحی ہے اور روح اسکو اسواسطے کہا کہ دل اس سے زندہ ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے یہاں نبوت ہے کہ ڈالتا ہے اسکو حکم اپنے سے عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ اوپر جس شخص کے کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ بندوں اپنے میں سے لِيُنْذِرَ تاکہ ڈراوے وہ شخص کہ جسپر وحی یا فرشتہ نازل ہوتا ہے يَوْمَ
التَّلَاقِ دن ملاقات کرنے روحوں کے جسموں سے یا آسمان اور زمین والوں کے ملاقات کرنے اولین اور آخرین کے سے اور یا آسمان والوں اور زمین والوں کے سے اور یا ظالموں اور
مظلوموں کے سے اور مراد اس سے قیامت کا روز ہے يَوْمَ هُمْ جسدن کہ وہ آدمی بٰرِزُوْنَ ظاہر ہونیوالے ہونگے اور نکلنے والے قبروں سے اور کہتے ہیں کہ برہنہ
ہونگے کہ کوئی چیز انکی پوشیدہ نہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ برہنہ بدون ختنہ کئے ہوئے قبروں سے اٹھینگے لَا يَخْفٰى نہ پوشیدہ ہوگی اس روز عَلَى اللّٰهِ
اوپر خدا کے مِنْهُمْ ان آدمیوں میں سے شَيْءٌ کوئی چیز نہ بدن انکے اور نہ اعمال انکے باوجود کثرت کے کہ علم خدا کا ہر چیز کو پہنچیگا اور موافق اعمال کے
سب کو جزا دیگا اور منقول ہے کہ خدا سب روحوں کو ایک جگہ جمع کریگا اور آواز کریگا اس طرح کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ واسطے کس شخص کے ہے بادشاہی
آج کے دن کی اور روایات سے ثابت ہے کہ بعد صور اول کے اور پہلے صور دوسرے کے بھی اسیطرح آواز کریگا اور جب کوئی جواب نہ دیگا تو خود ہی خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ واسطے خدا ایک کے کہ جو اپنی ذات میں یکتا ہے آج کے دن بادشاہی ہے الْقَهَّارِ قہر کرنیوالا اور توڑنیوالا بادشاہی سب دعوی کرنیوالوں اور
جھگڑا کرنیوالوں کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مومن و کفار بھی اور تمام اہل مذہب بھی خدا کی بادشاہی کا اقرار کرینگے اسواسطے کہ سب متفق ہوکر کہینگے کہ خاص اسی خدا کے ہے
بادشاہی اور اگرچہ بادشاہی ہمیشہ خدا کے واسطے ہے لیکن دنیا میں بعضے آدمی بھی بعضی امور میں بادشاہ ہوتے تھے اور اس روز سوا خدا کے کسیکو بادشاہی نہوگی اس واسطے تخصیص کیا
اور فائدہ اس کے ذکر کرنیکا ظاہر کرنا اپنی حد سے زیادہ اور سلطنت کامل کا ہے اور اس روز کوئی دعوی بادشاہی کا نہ کریگا جیسا کہ بحسب ظاہر دنیا میں بعضے آدمی دعوی بادشاہی کا کرتے تھے

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى آج کے دن بدلا دیا جائیگا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس بِمَا كَسَبَتْ ساتھ اُس چیز کے کہ کسب کیا ہے اُسنے اور عمل کیا ہے نیک یا بد لَا
ظُلْمَ الْيَوْمَ نہیں ظلم ہے آج کے دن کہ نہ ثواب کسیکا کم کیا جائیگا اور نہ عذاب کسی پر زیادہ کیا جائیگا بلکہ موافق عمل کے جزا ملیگی اور نہ کسیکو دوسرے کے
گناہ میں گرفتار کرینگے اور نیکی کی بدی جزا دینگے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا سَرِيْعُ الْحِسَابِ جلد لینے والا حساب کا ہے کہ ایکبارگی ہی سب کا
حساب لیگا کسینے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ ایکبارگی ہی سب کا حساب کیونکر لیگا فرمایا کہ جیسے کہ ایکبارگی سب کو روزی دیتا ہے اور ایک شخص کا
حساب دوسرے شخص کے حساب کو منع نکریگا اور منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حقتعالی اُس روز کہیگا کہ میں بادشاہ جزا دینے والا ہوں سزاوار
نہیں ہے کسیکو بہشتیوں اور دوزخیوں سے کہ کسی پر ظلم کیا ہو اور وہ بہشت میں یا دوزخ میں داخل ہو یہانتک کہ میں ظالم کا اُس سے لوں اور یہ اُسکو
یہ آیت تلاوت فرمائی کہ الیوم تجزی کل نفس اور اب بندوں کو انکے خوف دلاتا ہے کہ وَاَنْذِرْهُمْ اور ڈرا اے محمد صلعم کافروں کو يَوْمَ
الْاٰزِفَةِ دن نزدیک آنیوالے سے یعنی قیامت کے دن کہ وہ نزدیک ہے اُن کافروں کو ڈرا اِذِ الْقُلُوْبُ جسوقت کہ دل لوگوں کے خوف اور
دہشت سے اُس وقت کے لَدَى الْحَنَاجِرِ نزدیک حلقوں کے ہونگے نہ باہر نکلینگے اور نہ نیچے کو پھرینگے كٰظِمِيْنَ کہ غم اور غصہ میں بھرے ہوئے ہونگے
اُس روز اور یہ حال واقع ہوا ہے مَا لِلظّٰلِمِيْنَ نہیں ہے واسطے ظالموں کے یعنی واسطے قیامت کے دن مِنْ حَمِيْمٍ کوئی یگانہ مہربان کہ عذاب
اُنسے دفع کرے وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ سفارش کرنیوالا کہ کہا مانا جاوے وہ یعنی ایسا شفیع کہ سفارش اسکی قبول کیجائے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ گناہ کرے اور بعد اسکے وہ گناہ اسکو برا نہ معلوم ہو اور اُسپر نادم نہ ہو اور تحقیق فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ کفایت کرتی ہے توبہ کو
ندامت اور پشیمانی بعد گناہ کے اور فرمایا کہ جس شخص کو خوش کرے نیکی اسکی اور رنجیدہ اور پشیمان کرے بدی اسکی پس وہ مومن ہے سو جو کوئی کہ نہ پشیمان ہو
اپنے گناہ پر کہ جو اسنے کیا ہے تو پس وہ مومن نہیں ہے اور نہیں واجب ہے واسطے اُسکے شفاعت اور وہ ظالم ہے اور حقتعالی فرماتا ہے کہ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع
يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ جانتا ہے خدا چوری سے نظر کرنی آنکھوں کی اور خائنہ مصدر ہے مثل کاذبہ کے اور بعضے کہتے ہیں کہ خائنہ صفت ہے نگاہ کی ہے اسکو
مضاف کر دیا ہے طرف اعین کے یعنی خدا جانتا ہے آنکھوں خیانت کرنیوالیوں کو جو کہ چوری سے نظر کرتے ہیں اسچیز پر کہ جس پر نظر کرنی حرام ہے اور ابن عباس سے منقول
ہے کہ خیانت اور چوری آنکھ کی وہ ہے کہ ایک مرد درمیان ایک جماعت کے بیٹھا ہو اور کوئی عورت سامنے اُسکے گذرے وہ مرد اس عورت کی طرف پوشیدگی سے نظر کرے اور
کن انکھیوں سے اسکو دیکھے اور حضرت صادق علیہ السلام سے خائنۃ الاعین کے معنی میں منقول ہے کہ کسی چیز کی طرف اسطرح سے نظر کرے کہ گویا کہ نہیں نظر کرتا ہے پس خدا پر
کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے وہ جانتا ہے چوری سے نظر کرنیکو وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اور اُس چیز کو کہ پوشیدہ رکھتے ہیں سینہ میں یعنی جو چیز کہ
آدمی کے دل میں ہے اسکو بھی جانتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ اور خدا حکم کرتا ہے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی ہر ایک کو جزا دیگا اعمال نیک
اور بد کی اور ظلم کسی پر نہیں کرتا ہے وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اور وہ لوگ کہ پکارتے ہیں یعنی پرستش کرتے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اُس خدا کے یعنی بتوں کو وہ لوگ
لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ نہیں حکم کرتے ہیں ساتھ کسی چیز کے اسلئے کہ وہ پتھر ہیں وہ کیا حکم کرینگے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا هُوَ السَّمِيْعُ وہ
سننے والا ہے بندوں کی باتوں کو الْبَصِيْرُ دیکھنے والا ان کے فعلوں کو کہ از انجملہ چوری سے نظر کرتے ہیں اور پوشیدہ رکھتے ہیں شرک کو فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا
نہیں چلے پھرے ہیں وہ کفار قریش فِي الْاَرْضِ بیچ زمین شام اور یمن کے واسطے تجارت کے فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ انجام اُن لوگوں کا کہ تھے وہ پہلے اُن سے کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے مثل عاد اور ثمود کے کہ شہر اُنکے ان کو راستہ میں نظر آتے ہیں كَانُوْا
هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ تھے وہ زیادہ سخت اور قوی اُن مکہ والوں سے قُوَّةً قوت میں وَّاٰثَارًا اور نشانیوں میں فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے جیسے
بڑے قلعہ اور مکان اور شہر بنائے تھے اور قوۃ اور آثار تمیز واقع ہوئے ہیں یعنی ایسے قوی اور زبردست آدمی تھے اور ایسی نشانیاں انکی ہیں مگر اسکا جس وقت عذاب انپر
نازل ہوا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑ لیا اُنکو خدا نے عذاب میں بِذُنُوْبِهِمْ سبب گناہوں اُنکے کے اور کسطرح کے عذاب میں انکو گرفتار کرکے ہلاک کیا
وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہ تھا واسطے اُنکے مِّنَ اللّٰهِ عذاب خدا سے مِنْ وَّاقٍ کوئی بچانیوالا کہ عذاب اُنسے دفع کرے ذٰلِكَ وہ پکڑنا اور عذاب

ع ۱۱

بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ سبب اسکے تھا کہ تحقیق وہ تھی کہ آتے تھے انکے پاس رُسُلُهُمْ پیغمبر انکے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں اور معجزوں کے
فَكَفَرُوْا پس کفر کیا ان لوگوں نے اور ان پیغمبروں کا انکار کیا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑا انکو خدا نے عذاب میں اِنَّهٗ قَوِيٌّ تحقیق کہ وہ خدا
زبردست ہے اور ہر ایک امر کی قدرت رکھتا ہے پکڑنے کی اور ہلاک کرنے کی شَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اور بعد اسکے واسطے تنبیہ مشرکوں کے قصہ
موسیٰ اور فرعون کا بیان کرتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ کو بِاٰيٰتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت اپنی کے کہ وہ
نو معجزے ہیں جنکا ذکر سورۂ اعراف میں ہوگیا ہے یعنی ان معجزوں کے ساتھ بھیجا ہمنے موسیٰ کو وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور ساتھ حجت ظاہر اور معجزہ روشن کے کہ وہ سانپ
ہوجانا عصا کا تھا یا ہاتھ کا چمکنا اور یا کہا یا دوسری دلیلیں توحید کی کہ بیان الیسے کامل تھیں دیکھئے موسیٰ کو بھیجا اِلٰى فِرْعَوْنَ طرف فرعون کے کہ
بادشاہ مصر کا تھا اور دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اور بہکاتا تھا اسکی طرف ہمنے موسیٰ کو بھیجا وَهَامٰنَ اور ہامان کیطرف کہ وہ وزیر فرعون کا تھا
وَقَارُوْنَ اور قارون کیطرف کہ وہ چچا اور خزانچی فرعون کا تھا اور عناد اور تکبر ان تینوں کا سب سے زیادہ جو تھا تو واسطے اسکے ان تینوں کو ذکر میں
خاص کیا پس جسوقت موسیٰ مصر میں آئے اور ان لوگوں کو معجزے دکھلائے تو انہوں نے سرکشی کی اسکا انکار کیا فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے کہ وہ موسیٰ سٰحِرٌ
جادوگر ہے اور جو کچھ کہ ہمکو خلاف عادت کے دکھلاتا ہے جادو کی قسم سے ہے كَذَّابٌ دروغ گو ہے اپنے دعویٰ میں کہ کہتا ہے کہ ایک خدا ہے اور میں اسکا رسول
ہوں اور اسنے مجھکو تمہاری طرف بھیجا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ پس جسوقت لایا وہ انکے پاس حق کو اور دین درست اور راستی مِنْ عِنْدِنَا
نزدیک ہمارے سے تو اسوقت قَالُوا کہا ان لوگوں نے کہ اقْتُلُوْٓا قتل کرو تم اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بیٹوں ان لوگوں کو کہ ایمان لائے
ہیں ہمراہ اسکے موسیٰ کے اور پہلے اس سے مذکور ہوچکا ہے کہ نجومیوں نے فرعون سے کہا تھا کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ اسکے ہاتھ سے تیری ہلاکت ہوگی
اسواسطے اسنے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو اور جسوقت موسیٰ مصر میں آئے تو اسوقت بھی اسکے مصاحبوں نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل سے اگر
بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو تاکہ وہ بدحال ہوں اور موسیٰ کی مدد نکرنے پائیں اس سبب سے بنی اسرائیل کے لوگوں میں جسوقت بیٹا پیدا ہوتا تھا تو وہ قتل
ہوتا تھا لیکن انکو یہ خبر نہ تھی کہ وہ شخص کہ جس سے خوف تھا فرعون کی ہلاکت کا اور اسکی سلطنت کے جاتے رہنے کا وہ یہی موسیٰ ہے پس فرعون کے مصاحبوں نے
مشورہ دیا کہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرو جو پیدا ہوتے ہیں وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ اور زندہ رکھو تم لڑکیوں انکی کو تاکہ قبطیوں کی عورتوں کی خدمت
کریں پس جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا تعالیٰ نے انپر خون اور مینڈکیاں اور ٹڈیاں وغیرہ بھیجیں کہ جسکا ذکر سورۂ اعراف میں ہوگیا ہے اور مکر اور فریب انکا چلنے
نہ پایا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں ہے مکر کافروں کا نسبت موسیٰ کے اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مگر بیچ گمراہی اور باطل
ہونے کے یعنی مکر انکا باطل اور برباد ہوگیا اور اس مکر سے کوئی فائدہ انکو حاصل نہوا اور فرعون باوجودیکہ جانتا تھا کہ موسیٰ پیغمبر ہے اور اسکے
قتل کرنے سے بالکل نفرت تھی لیکن اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہو کہ لوگوں پر اسکا معجزہ ظاہر ہوجائے جرأت اور دلیری کرکے کہتا تھا کہ موسیٰ کو قتل کرنا چاہئے اور مصاحب اسکے
اس حرکت کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ شخص نہیں ہے کہ جسکا خوف ہے بلکہ ایک جادوگر ہے وہ کیا کرسکتا ہے اور اگر تو اسکو مار ڈالیگا تو مصر کے لوگ کہینگے کہ
فرعون اسکا مقابلہ نکرسکا اور جسوقت عاجز ہوا اسکے مقابلہ سے تو اسکو مار ڈالا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے اپنی قوم سے کہ
ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى چھوڑو تم مجھکو کہ قتل کروں میں موسیٰ کو اور لوگوں نے کہا کہ ایسا نہو کہ وہ شکایت اپنی خدا سے کرے اور اسکی جانب سے تجھکو ضرر پہنچے
فرعون نے کہا کہ میں اسکو قتل کرونگا اگرچہ وہ شکایت میری کرے وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اور چاہئے کہ پکارے وہ پروردگار اپنے کو تاکہ مجھکو ضرر پہنچاوے یا مجھکو
اسکے قتل کرنے سے منع کرے اور اگر میں اسکو قتل نکروں تو اِنِّيْٓ اَخَافُ تحقیق میں ڈرتا ہوں اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اس سے کہ بدل دیوے وہ
دین تمہارے کو اور میری پرستش سے لوگوں کو منع کرے اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ یا یہ کہ ظاہر کرے لوگوں کو اپنی طرف بلا کر اور ایک جماعت کرکے فِي
الْاَرْضِ الْفَسَادَ بیچ زمین مصر کے فساد اور فتنہ کو اسواسطے کہ جسوقت اسکے ہمراہ بہت آدمی ہوجائینگے تو وہ مجھسے مقابلہ پیش آئیگا اور جسوقت
وہ لوگ فوج میں جنگ اور جدال واقع ہوگا تو بیشبہ بیکار کھیتی اور زراعت ہوجائیگا اور کسب اور کار معاش کا بند ہوجائیگا اور باعث پریشانی اور خرابی کا ہوگا اور اہل مصر اور عجم

وان یظہر بغیر الف کے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر نے وان یظہر بفتح یا اور رفع فساد پڑھا ہے اور حفص اور یعقوب نے اوان یظہر بضم یا اور نصب فساد پڑھا ہے اور باقیوں نے
اوان یظہر بفتح یا اور رفع فساد پڑھا ہے اور جس وقت خبر موسیٰ کے قتل کی مشہور ہوئی تو بنی اسرائیل اسکو سنکر غمگین ہوئے اور قبطی خوش ہوئے وقال موسیٰ اور
کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ انی عذت بربی وربکم تحقیق میں نے پناہ پکڑی ہے ساتھ پروردگار اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے من کل
متکبر ہر تکبر کرنے والے سے کہ وہ اپنی سرکشی کے سبب سے لا یؤمن نہیں ایمان لاتا ہے بیوم الحساب ساتھ دن حساب کے یعنی ساتھ دن
آخرت کے تاکہ انکی شر کو مجھ سے دفع کرے اور فرعون نے بہت ایذا دی تو بنی اسرائیل بہت ہراساں ہوئے اور صبر کرتا جاتا تھا وقال رجل مؤمن اور کہا ایک مرد
مومن نے من آل فرعون لوگوں فرعون میں سے کہ وہ قبطی تھا اور نام اسکا خرقیل تھا اور موسیٰ پر وہ ایمان لایا تھا یکتم ایمانہ چھپاتا تھا
وہ ایمان اپنے کو فرعون سے اور اسکے گروہ کے آدمیوں سے جو کہ انکے دین پر تھے اور کہتے ہیں کہ وہ شخص مومن آل فرعون چچا کا بیٹا تھا اور ایک روایت میں امام رضا علیہ السلام
سے ہے کہ وہ فرعون کے ماموں کا بیٹا تھا اور کہتے ہیں کہ سو برس تک چھ سو برس ایمان اپنے کو پوشیدہ رکھا تھا اور تقیہ میں وہ بسر کرتا تھا اور حضرت صادق علیہ السلام
فرمایا ہے کہ تقیہ دین میرا ہے اور دین باپوں میرے کا ہے نہیں ہے دین اس شخص کا کہ جو تقیہ نہیں کرتا ہے اور تقیہ سپر خدا کی ہے زمین میں اور جو کہ مومن آل فرعون
اگر اسلام کو ظاہر کرتا تو قتل کیا جاتا اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ صدیق تین شخص ہیں مومن آل فرعون کہ نام اسکا خرقیل ہے اور مومن آل یٰسین کہ نام اسکا
حبیب نجار ہے اور علی بن ابیطالب اور ان تینوں نے تقیہ کیا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ قبطیوں میں سے سوا خرقیل اور آسیہ زن فرعون کے کوئی ایمان لایا
تھا اور خرقیل مومن آل فرعون نے دیکھا کہ قبطی موسیٰ کے قتل کے درپے ہیں اور منع کرتا انکو کہ اتقتلون رجلا کیا قتل کرتے ہو تم یعنی ارادہ
مار ڈالنے کا کرتے ہو تم ایک مرد کا ان یقول ربی اللہ سوا اسکے کہ کہتا ہے وہ کہ پروردگار میرا خدا ہے نہ غیر اسکا وقد جاءکم اور حال یہ ہے کہ
تحقیق لایا ہے وہ تمہارے پاس بالبینات معجزے روشن من ربکم پروردگار تمہارے کے پاس سے کہ دلالت کرتے ہیں صدق پر انکی اور ایسے
ایسے ظاہر معجزے جیسے کہ عصا سانپ ہو جاتا ہے اور ہاتھ کا مثل آفتاب کے روشن ہوتا ہے تم چھپا نہیں سکتے ہو وان یک کاذبا اور اگر ہو وہ دروغگو
پس اوپر اسکے ہے کذبہ وبال جھوٹ اسکا اور عذاب اسکا وان یک صادقا اور اگر ہے وہ راست گو اپنے دعوی میں تو
پہنچے گا تمکو یصبکم بعض الذی یعدکم بعضا اسچیز کا کہ وعدہ کرتا ہے وہ تمسے یعنی وہ سختی بلا کی دنیا اور آخرت کا اور طرح طرح
عذاب کا وعدہ کرتا ہے اور اگر بالفرض وہ سب تمکو نہ پہنچے تو بے شبہ بعضا اسکا کہ وہ بلا کہتا ہے وہ تو ضرور تمکو پہنچے گا اور یہ نہایت ملائمت ہے ساتھ کلام
کرنے میں تمہارے اور پہلے کاذب ہونیکو پہلے بیان کیا ان اللہ تحقیق خدا لا یہدی نہیں ہدایت کرتا ہے یعنی توفیق نہیں دیتا ہے
طرف راہ نیک کے معجزوں کے وسیلہ بلکہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے من ہو مسرف اس شخص کو کہ وہ حد سے گزر جانیوالا کذاب دروغگو
خدا کے دعوے میں اور پایہ کہ نہیں دکھلاتا ہے راہ نیک اس شخص کو کہ وہ حد سے گزر جانیوالا اور جھگڑنے والا ہے یعنی اگر بالفرض موسیٰ حد سے گزر جانیوالا اور جھگڑنے والے
ہوتے دعوی میں تو خدا اسکو راہ راست نہ دکھلاتا اور اسکو رسوا کریگا پس احتیاج انکے قتل کی کیا ہے یہ تمہیدی دلیل خرقیل کی ہے یا قوم اے گروہ میری
لکم الملک الیوم واسطے تمہارے ہے بادشاہی آج کے دن کی ظاہرین کہ غالب ہونیوالے ہو فی الارض بیچ زمین مصر کے کہ سب تمہارے
فرمانبردار ہیں کیا بنی اسرائیل اور کیا غیر انکے اور ظاہر ہے حال واقع ہوا فمن ینصرنا پس کون مدد کریگا ہماری من باس اللہ عذاب خدا کے سے
ان جاءنا اگر آوے ہمارے تئیں موسیٰ کے قتل کرنیکے سبب سے پس چاہئے کہ انکی آزار کے درپے نہو اور انکو قتل مت کرو پس جس وقت نصیحت انکی سنا تو قال فرعون
کہا فرعون نے خرقیل کو اور ان لوگوں کو کہ انکے پاس تھے ما اریکم نہیں دکھلاتا ہوں میں تمکو الا ما اری مگر وہ راہ کہ دیکھتا ہوں میں مصلحت انکو کہ موسیٰ کو قتل
چاہئے اور قتل کرنا چاہئے اور میری خدائی پر اعتقاد رکھنا چاہئے اپنے گمان میں کہ میں بہتر دیکھتا ہوں وہی تمسے کہتا ہوں وما اہدیکم اور نہیں راہ
دکھلاتا ہوں میں تمکو الا سبیل الرشاد مگر راہ حق اور راستی کی تاکہ تم واقف اور خبردار ہو جاؤ اور فرعون دل میں موسیٰ کو نبی راست جانتا تھا اور ڈرتا
تھا لیکن ظاہر میں ایسا کہتا تھا تاکہ لوگوں کو خوف اسکا ظاہر ہو اور اگر یہ نہ ہوتا تو وہ قتل کا مشورہ کاہے کو کرتا

موسیٰ ایک آدمی تھا اور سچ کہا نہ خوف بتلایا فرعون کو یعنی خوف تھا کہ ایسا نہو یہ تیری بادشاہی کو بگاڑ دے اور حزقیل نے فرعون کا کلام سنا تو اللہ کی نصیحت کرنی شروع کی
وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے کہ ایمان لایا تھا یعنی حزقیل نے کہا کہ یٰقَوْمِ اے قوم میری اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ تحقیق
میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے موسیٰ کے جھٹلانے کے سبب سے اور انکو قتل کرنیکے باعث سے مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مثل دن ہلاک ہونے گروہوں
گذری ہوئی کے یعنی میں خوف کرتا ہوں کہ جو عذاب پہلی امتوں پر جھٹلانے اور قتل کرنیکے باعث سے نازل ہوا تھا کہیں تم بھی مثل انکی اس عذاب میں گرفتار ہو جاؤ
مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ مثل عادت قوم نوح کے کہ طوفان جزا انکی تھا وَّعَادٍ اور مثل عادت عاد کے کہ جزا انکی ہوا سخت تھی جس سے وہ ہلاک ہوئی
وَّثَمُوْدَ اور مثل ثمود کے کہ وہ آواز سخت جبریل سے ہلاک ہوئے وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور وہ لوگ کہ پیچھے انکے تھے مثل قوم لوط اور اصحاب ایکہ وغیرہ کے
کہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے یعنی عادت اور طریقہ خدا کا اسطرح جاری ہے کہ جنہوں نے انکے پیغمبروں کو جھٹلایا یا قتل کیا انکو بیچ اور دنیا ہی میں انکو ہلاک کر
دیا ہے اور مجھکو خوف ہے کہ اگر تم بھی ایسا کروگے تو مثل پہلے لوگوں کے تم عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ اور نہیں ہے خدا کہ ارادہ کرے
ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ظلم کو واسطے بندوں کے یعنی خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا ہے کہ بدون گناہ کے انکو عذاب کیا ہو بلکہ عدالت کی انکو حق ہیں کیونکہ وہ اپنے اعمال کی
جہت سے ہلاک ہوئے تمکو بھی چاہیئے کہ ظلم نکرو تاکہ عذاب سے محفوظ رہو اور اب عذاب آخرت سے ڈراتا ہے اسطرح سے کہ وَيٰقَوْمِ اور اے قوم میری اِنِّيْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے يَوْمَ التَّنَادِ عذاب دن آپس میں پکارنیکے سے یعنی قیامت کے دن کہ ہر ایک
دوسرے کو فریاد کیلئے پکاریگا اور کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہنچیگا اور یا یہ کہ ندا آویگی کہ فلانا نیک بخت ہے اور فلانا بد بخت ہوا اور یا یہ کہ دوزخی بہشتیوں کو پکاریں کہ ہم پر
پانی گرا دو یا جو کچھ کہ تمکو روزی دی ہے خدا نے چنانچہ سورہ اعراف میں گذرا ہے يَوْمَ تُوَلُّوْنَ جسدن کہ پھیر جاؤ گے تم حساب کی جگہ سے
مُدْبِرِيْنَ پیٹھ پھیر ہوا ہوئے یعنی دوزخ کیطرف اور یا یہ کہ بھاگنے والے ہو دوزخ سے اور یہ بد ترین حال واقع ہوا ہے مَا لَكُمْ نہیں ہوگا واسطے تمہارے
مِّنَ اللّٰهِ عذاب خدا سے مِنْ عَاصِمٍ کوئی بچانیوالا کہ عذاب کو تم سے دفع کرے اور تمکو اپنی حمایت میں رکھے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور
جس کسیکو کہ گمراہی میں چھوڑ دے خدا اسکے عناد اور انکار کی جہت سے اور نہ تامل کرنیسے خدا کی وحدانیت کی دلیلوں میں فَمَا لَهٗ پس نہیں ہے واسطے اسکے
مِنْ هَادٍ کوئی راہ دکھلانیوالا کہ راہ راست کیطرف پہنچے وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ يُوْسُفُ اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس یوسف بن یعقوب
مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن کی اور معجزوں ظاہر کے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ کے زمانہ کا وہی فرعون یوسف کے زمانہ کا
تھا اور فرعون ایک گھوڑا قیمتی جو رکھتا تھا وہ مر گیا تھا اور یوسف کی دعا سے وہ گھوڑا زندہ ہو گیا تھا اس جہت سے فرعون یوسف پر ظاہر میں ایمان لایا تھا
اور بعد مرنے یوسف کے پھر فرعون ایمان سے پھر گیا تھا اور موسیٰ کے زمانہ تک وہ زندہ رہا تھا حزقیل کہتا ہے کہ یوسف پہلے اس سے تمہارے پاس آیا معجزہ لیکر کہ ان
معجزوں میں ایک معجزہ یہ تھا کہ گھوڑے کو اسنے زندہ کر دیا تھا اور پہلی اس سے لڑکے شیر خوار نے انکی پاکدامنی کی گواہی دی تھی اور بعضوں کے نزدیک فرعون موسیٰ کا
فرعون یوسف کی اولاد میں تھا اس جہت سے حزقیل انکی حال سے خبر دیتا کہ یوسف تمہارے پاس پیغمبر ہو کر آیا فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ پس ہمیشہ رہے تم بیچ شک کے
مِّمَّا جَاۗءَكُمْ بِهٖ اس چیز سے کہ لایا وہ تمہارے پاس اسکو کہ وہ دلیلیں توحید کی اور احکام شرع کے تھے حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ یہانتک کہ جس وقت مر گیا وہ
قُلْتُمْ کہا تم نے آپس میں دل سے بلا حجت اور دلیل کے کہ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ ہرگز نہ بھیجیگا خدا مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے اسکے رَسُوْلًا کوئی پیغمبر کو
یعنی تمنے یہ کہا اور جس وقت کہ یوسف نے کہا تھا اور انکی بات کو تم نے نہ سنا تو اب کوئی ایسا نہ آویگا کہ دعوی پیغمبری کا کرے پس اسطرح تم گمراہی میں رہے كَذٰلِكَ
اسی طرح یعنی جیسے کہ تم شک اور حسد کرنیکی جہت سے گمراہی میں ہو ایسے ہی يُضِلُّ اللّٰهُ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے خدا تعالیٰ انکو شک اور عناد اور حسد سے
کرنیکی جہت سے اور توفیق نہیں دیتا ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ اس شخص کو کہ وہ حد سے گذرنے والا ہے اپنے عناد اور انکار میں مُّرْتَابٌ شک کرنیوالا ہے
معجزات ظاہر اور روشن میں کہ توحید خدا اور نبوت پیغمبر پر دلالت کرتے ہیں بسبب پیچ وہم اور نہ تامل کرنیکی جہت سے ان معجزوں اور دلیلوں میں پس گمراہی میں پڑا رہنے
دیتا ہے خدا شک کرنیوالوں کو الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ ان لوگوں کو کہ جھگڑا کرتے ہیں پیغمبروں سے فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بیچ نشانیوں خدا کے اور اسکی باتوں کے

دفع کرنیمیں اور پوشیدہ کرنیمیں بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰھُمْ بدون دلیل کے کہ آئی ہو انکے پاس بلکہ محض بیہودگی کو جھگڑتے ہیں کَبُرَ بہت
بڑا ہی وہ جھگڑا کرنا مَقْتًا باعتبار دشمنی اور بغض کے عِنْدَ اللّٰہِ نزدیک خدا کے وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور نزدیک ان لوگوں کے جو ایمان
لائے ہیں خدا اور رسول پر اور مقتا تمیز واقع ہوا ہے یعنی خدا بہت دشمن رکھتا ہے انکے جھگڑنے کو اور مومن بھی انکے دشمن ہیں اور انسے بیزار ہیں کَذٰلِکَ ایسے ہی
یعنی جیسے کہ مہر رکھی ہے خدا نے ان لوگوں کے دلوں پر کہ وہ علامت ہوا انکے کفر کی ایسے ہی یَطْبَعُ اللّٰہُ مہر رکھتا ہے خدا واسطے نشانی کفر کے عَلٰی کُلِّ
قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ اوپر ہر دل تکبر کرنیوالے سرکش کے کہ جسنے فرمانبرداری خدا کی سے سرکشی کی ہو اور غرور کیا ہو اپنے تئیں بلند اور بزرگ جانتا ہو تاکہ
وہ علامت اور نشان ہے فرشتے فرق کریں انمیں اور مومنین میں اور جس وقت خرقیل نے نصیحت کو یہانتک پہنچایا تو فرعون نے خوف کیا کہ ایسا ہو کہ یہ نصیحتیں لوگوں کو
اثر کریں لوگوں کو دوسرے امر میں مشغول کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے اپنے وزیر سے کہ یٰھَامٰنُ ابْنِ لِیْ اے
ہامان بنا واسطے میرے یعنی معماروں کو تو حکم کر کہ وہ بنائیں واسطے میرے صَرْحًا ایک محل کہ وہ بہت بلند ہو لَّعَلِّیْٓ شاید کہ میں اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ
پہنچوں راہوں کو اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ راہوں آسمانوں کو اور وہ راستے آسمانوں پر پہنچوں فَاَطَّلِعَ پس مطلع ہوں اِلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی طرف
خدای موسی کے اور دیکھوں اسکو اور انکے احوال اور اوضاع کو دریافت کروں تاکہ موسی کا دعوی معلوم ہو کہ وہ آسمان کے خدا کی خبر دیتا ہے اور حفص نے فاطلع کو
منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع پس فرعون نے ہامان سے کہا کہ تو تعمیر کروا ایک محل بلند ایسا اونچا کہ آسمانوں پر پہنچوں اور موسی کے خدا کو دیکھوں وَاِنِّیْ
لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا اور تحقیق میں گمان کرتا ہوں اس موسی کو دروغگو پیغمبری کے دعوے میں اور خدا ہونے میں کہ جو کہتا ہے کہ خدا آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے
یہ گفتگو اسکی مکر کی جاہلوں کے وسوسہ کا دینے کیواسطے تھی اور نہیں تو وہ خوب جانتا تھا کہ آسمان پر جانا ممکن نہیں ہے اور فرعون نے محل کا بنانا شروع کیا اور موسی نے
اس حال سے مناجات کی خطاب آیا کہ غمگین مت ہو اور دیکھو تو کہ ہم کیا کرتے ہیں پس حق تعالی نے جبرئیل بھیجا انہوں نے اس محل کو گرا دیا چنانچہ تفصیل اسکی سورہ قصص میں گذر
گئی ہے وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ شیطان آراستہ کرتا ہے اعمال بد کو نظر میں سب کافروں کی ایسے ہی زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ آراستہ کی گئی واسطے
فرعون کے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ بدی عمل اسکی وَصُدَّ اور بند کیا گیا تھا وہ یعنی شیطان نے اسکو بند کیا تھا عَنِ السَّبِيْلِ راہ حق اور سیدھی سے وَمَا كَيْدُ
فِرْعَوْنَ اور نہ تھا مکر فرعون کا محل کے بنانے میں لوگوں کو بہکانے میں اور باطل کرنیمیں موسی کی دلیلوں کے اِلَّا فِيْ تَبَابٍ مگر بیچ تباہی اور
ہلاکت کے وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے کہ ایمان لایا تھا یعنی خرقیل نے بعد ان قصوں فرعون کے کہا اپنی قوم کے لوگوں کو يٰقَوْمِ
اے قوم میری اتَّبِعُوْنِ پیروی کرو تم میری اَهْدِكُمْ دکھلاؤنگا میں تمکو سَبِيْلَ الرَّشَادِ راہ راستی کی اور طریق جو درستی کا
کہ وہ ایمان لانا ہے موسی پر اور اسکو پیغمبر برحق خدا کا جاننا ہے يٰقَوْمِ اے قوم میری او درست ہے کہ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
اسکے نہیں کہ یہ زندگانی دنیا کی مَتَاعٌ فائدہ تھوڑا ہے کہ جلد فنا ہو جائیگا اور وبال اسکا باقی رہیگا وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور
تحقیق کہ آخرت وہ گھر ٹھہرنے اور آرام کرنے ہمیشہ کا ہے کہ اسکو کبھی کسی طرح سے فنا اور زوال نہیں ہے تعجب ہے کہ اس گھر فانی کو اس گھر باقی پر اختیار کرتے ہو تم
مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جو کوئی کہ عمل کرے برا فَلَا يُجْزٰٓى پس نہ بدلا دیا جائیگا وہ اِلَّا مِثْلَهَا مگر مانند اسکی اور برابر کہ زیادہ اس سے ظلم ہے اور وہ
خدا پر روا نہیں ہے وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جو کوئی کہ عمل کرے نیک مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مرد ہو یا عورت ہے یعنی وہ عمل کرنیوالا مرد ہو یا عورت ہو
وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ مومن بھی ہے فَاُولٰٓئِكَ پس لوگ مومن نیک عمل کرنیوالے ہیں يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ داخل ہونگے بہشت میں
اور حفص نے یدخلون کو ضمہ یا اور فتح خا سے پڑھا ہے يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا روزی دیے جائینگے وہ مومنین صالحین بیچ اس بہشت کے ہر قسم کی نعمتوں کی بِغَيْرِ
حِسَابٍ بےحساب اور بے شمار پس ثواب اعمال نیک کا چند در چند ہوگا زیادہ استحقاق سے اور جس وقت فرعون کے لوگوں نے یہ کلام خرقیل کا سنا تو سمجھے کہ خرقیل موسی پر
ایمان لایا ہے اور فرعون کی پرستش سے دست بردار ہوا ہے اس وقت خرقیل کو ملامت کر کے کہا کہ تعجب ہے کہ فرعون کی نعمت کو فراموش کر کے ایک شخص کی عبادت کرتا ہے
خرقیل نے پھر انکو نصیحت کرنی شروع کی اور کہا کہ وَيٰقَوْمِ اور اے قوم میری مَا لِيْٓ کیا ہے واسطے میرے کہ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ بلاتا ہوں میں تمکو

طرف نجات کے یعنی تمکو طرف اس امر کے بلاتا ہوں کہ وہ موجب نجات کا ہو اور ایمان لانا خدا پر اور اسکے پیغمبروں پر ہے وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ اور بلاتے ہو تم مجھکو طرف
دوزخ کے یعنی طرف اس عمل کے کہ جو باعث ہو دوزخ میں جانے کا اور وہ یہ کہ تَدْعُونَنِي بلاتے ہو تم مجھکو لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ تاکہ کفر کروں میں ساتھ خدا کے
وَأُشْرِكَ بِهِ اور شریک کروں ساتھ اسکے مَا لَيْسَ لِي بِهِ نہیں واسطے میرے ساتھ اسکے خدا ہونیکے عِلْمٌ یعنی اسکے خدا ہونیکو میں نہیں جانتا ہوں
اور جسکے خدا ہونیکے اوپر کوئی دلیل میرے پاس نہیں ہے پس وہ کس طرح سے اسکا شریک کیونکر کروں وَأَنَا أَدْعُوكُمْ اور میں بلاتا ہوں تمکو إِلَى الْعَزِيزِ
طرف خدائے غالب کے کافروں کے عذاب کرنے پر الْغَفَّارِ کہ بخشنے والا ہے گناہ گنہگاروں کا یعنی میں تمکو ایسے خدا کی طرف بلاتا ہوں کہ جسمیں سب خوبیاں ہیں اور
جو باتیں کہ خدا ہونیکے واسطے چاہئیں وہ اسمیں سب موجود ہیں علم اور قدرت اور غلبہ اور کافروں کو عذاب دینے پر وہ قادر ہے اسکا کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور اسکے سوائے اور
کوئی ایسا نہیں ہے لَا جَرَمَ بلا شبہہ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ تحقیق وہ چیز کہ بلاتے ہو تم مجھکو طرف اسکے لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ نہیں واسطے اسکے
اسکے پکارنا یعنی تمہارے معبود سزاوار پکارنیکے اور پرستش کرنیکے نہیں ہیں فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ بیچ دنیا کے اور نہ بیچ آخرت کے کہ انکے
پکارنے کی دنیا میں کوئی وجہ ہو اور نہ آخرت میں انکے پکارنیکی کوئی وجہ ہے کہ وہ لیاقت ہی نہیں رکھتے ہیں کہ پکارے جائیں اور رہا یہ کہ جسکے پکارنیکو وہ قبول ہی نہیں
کر سکتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں دنیا میں اور آخرت میں وَأَنَّ مَرَدَّنَا اور تحقیق پھر جانا ہمارا اسکے إِلَى اللَّهِ طرف خدا کے ہے واسطے جزائے اعمال
نیک اور بد کے وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ اور تحقیق حد سے گزر جانیوالے بسبب شرک کے اور خون ناحق کرنیوالے اور سوا اسکے هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ وہ صاحب
آتش دوزخ کے ہیں اور ہمیشہ اسمیں رہنے والے ہیں فَسَتَذْكُرُونَ پس قریب ہے کہ یاد کرو گے تم وقت دیکھنے عذاب کے مَا أَقُولُ لَكُمْ اس چیز کو کہ کہتا ہوں میں
واسطے تمہارے یعنی میری نصیحت کو تم بہت یاد کروگے اور جانوگے کہ وہ سچ کہتا تھا وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ اور سپرد کرتا ہوں میں کام اپنے کو طرف خدا
کے اور اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسکے فضل اور لطف پر اعتماد کرتا ہوں تاکہ مجھکو محفوظ رکھے إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ تحقیق کہ خدا دیکھنے والا ہے اور بینا ہے
بِالْعِبَادِ ساتھ بندوں کے کہ انکی فرمانبرداری اور نافرمانبرداری سب دیکھتا ہے فَوَقَاهُ اللَّهُ پس بچایا اسکو خدا نے سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا
برائیوں مکر کی سے کہ مکر کیا ان فرعونیوں نے اور منقول ہے کہ حزقیل نے ایمان اپنا ظاہر کیا اور فرعون نے انکے قتل کا حکم دیا وہ وہاں سے بھاگ کر ایک پہاڑ پر کہ
مصر کی نواح میں تھا جا ٹھہرا اور عبادت خدا میں مشغول ہوا حقتعالی نے انکی حفاظت کے واسطے درندوں کو مقرر کیا کہ اسکے گرد و گرد کھڑے ہو کر انکی پاسبانی کرتے تھے
اور یہ برکت اس توکل کی تھی کہ انہوں نے سب کام اپنے خدا کے سپرد کر دئے تھے اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ فرعون نے اپنے خواص کو بھیجا کہ انکو پکڑ لائیں اور جب وہ لوگ
وہاں پہنچے تو دیکھا کہ نماز میں مشغول ہیں اور درندے انکی نگہبانی کرتے ہیں یہ دیکھکر ہراساں ہوا اور وہاں سے الٹے پھرے اور فرعون سے حال اسکا بیان کیا فرعون نے
اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ یہ امر لوگوں کے کانوں تک پہنچے ان خبر لانیوالوں کے قتل کا حکم دیا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ اور گھیر لیا ہوئی ساتھ لوگوں
فرعون کے جو کہ حزقیل کے قتل کرنے یا پکڑنیکو گئے تھے سُوءُ الْعَذَابِ بری عذاب کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حزقیل ان لوگوں کو بلاتا
تھا طرف توحید خدا کے اور نبوت موسیٰ کے اور طرف فضیلت محمد صلعم کے جمیع خلقت پر اور طرف فضیلت امیر المومنین کے اور انکی اولاد طیبین کے تمام اوصیا و انبیا پر اور
طرف بیزاری کی فرعون کی خدائی سے پس لوگوں نے فرعون سے انکی چغلی کھائی اور کہا کہ حزقیل تیرے برخلاف لوگوں کو بلاتا ہے اور تیرے دشمنوں کی مدد کرتا ہے فرعون نے کہا کہ
وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور خلیفہ میرا ہے میری سلطنت پر اور ولیعہد میرا اگر اسنے یہ امر کیا ہے تو وہ لائق عذاب کے ہے میری نعمت کے کفر کرنیکے سبب سے اور اگر تم
جھوٹ کہتے ہو اور اسپر تہمت کرتے ہو تو تم مستحق عذاب کے ہوئے پس حزقیل کو لائے اور اس سے پوچھا کہ کیا تو فرعون کی خدائی کا انکار کرتا ہے اور اسکی نعمتوں کی
ناشکری کرتا ہے حزقیل نے یہ سنکر فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ کبھی تو نے میرا جھوٹ دیکھا ہے کہا کہ نہیں اور حزقیل نے لوگوں سے پوچھا کہ کون پروردگار تمہارا انہوں نے
کہا کہ یہ فرعون اور پوچھا کہ کون پیدا کرنیوالا تمہارا کہا کہ یہ فرعون اور پوچھا کہ کون روزی دینے والا تمہارا کہا کہ یہ فرعون حزقیل نے کہا کہ اے بادشاہ میں
تجھکو گواہ کرتا ہوں اور ہر اس شخص کو کہ تیرے پاس حاضر ہے تحقیق کہ جو پروردگار انکا ہے وہ پروردگار میرا ہے اور جو روزی دینے والا انکا ہے وہ روزی دینے والا میرا
اور جو پیدا کرنیوالا انکا ہے وہ پیدا کرنیوالا میرا ہو اور سوائے اسکے خالق اور رازق کے میرا کوئی خالق اور رازق نہیں ہے اور گواہ کرتا ہوں تجھکو اے بادشاہ اور اس

شخص کو یہاں حاضر ہی کہ میں بیزار ہوں اس پروردگار اور خالق و رازق سے کہ سوا اُنکے پروردگار جو خالق و رازق ہے خرقیل تو حقیقت میں خدا کو کہتا تھا
کہ وہ پروردگار خالق اور رازق ہے سوا اُنکے کہ واقع میں تو سب کا یعنی خرقیل کا بھی اور اُن لوگوں کا بھی پروردگار اور خالق اور رازق وہی خدا ہے کہ معبود حقیقی
نہ غیر اُسکا اور فرعون اور اُسکے پاس کے آدمی گمان کرتے تھے کہ یہ فرعون کو پروردگار اور خالق اور رازق کہتا ہے تب فرعون نے یہ سنکر اُن لوگوں سے کہ جنہوں نے
اُسکی چغلی کھائی تھی یہ کہا کہ اے بدمردو تم میرے ملک میں فساد کرنا چاہتے تھے اور میرے چچا کے بیٹے کے درمیان فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے تم سزاوار عذاب کے ہو اور اُن
سب کو مروا ڈالا اور یہی مراد ہے قول حقتعالی فوقٰہ اللہ سیئات ما مکروا سے کہ انہوں نے چغلی کھائی خرقیل کی فرعون سے اور فرعون نے اُنکو مروا ڈالا یہ مراد ہے
وحاق بآل فرعون سوء العذاب سے اور فرعون نے سیخوں پر مروایا تھا اُنکے سینوں میں ٹھکوا دی تھیں اور لوہے کی بڑی بڑی کنگھیوں سے اُنکے بدن کا گوشت اور
پوست چھیل ڈالا اور ایسے ہی سخت عذابوں سے اُنکو قتل کروایا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد آل فرعون تمام پیروی کرنیوالے فرعون کے ہیں اور عذاب سے مراد
غرق ہونا دریا میں ہے دنیا میں اور آخرت میں اُنکے واسطے عذاب دوزخ کا ہے اور بعضی حدیث میں یہی آیا ہے کہ خرقیل کو فرعون نے مروا ڈالا تھا اور فوقٰہ اللہ
سیئات ما مکروا سے مراد یہ ہے کہ فرعونیوں نے جو اُسکے ساتھ مکر کیا تھا اور اُسکو دین میں آزمایا تھا وہ اُسکے دین میں خلل نہ کر سکے اور خدا نے اُنکے مکر سے نگاہ رکھا کہ وہ اُسی
دین پر قائم رہا النار گھیر لیا اُنکو آتش دوزخ نے کہ یعرضون علیہا پیش کئے جاتے ہیں وہ لوگ فرعون اور پیرو اُسکے اُس آگ پر غدوا و عشیا
صبح کو اور شب کو یعنی صبح و شام دونوں وقت اُس آگ میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو پیش کیا جانا صبح و شام مذکور ہے دنیا کی دوزخ میں ہے قیامت سے پہلے کیونکہ
قیامت میں صبح اور شام نہیں ہے اور جبتک کہ قیامت نہو اُن دونوں وقتوں میں آگ پر پیش کئے جاوینگے اور جب قیامت ہوگی تو دوزخ میں ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہونگے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں اُن فرعونیوں کے ... کی کہتے ہیں کہ دوزخ میں جلینگے آخرت میں اور پہلے
اُس سے اُنکو عذاب نہیں ہے حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ نیکو ... کہ اُنکو بعد مرنے کے قیامت تک عذاب نہیں ہے اور پھر فرمایا کہ وہ آگ
دنیا میں آگ سے جلتے ہیں صبح اور شام اور آخرت کی دوزخ کے لئے کہ جس میں وہ ہمیشہ رہینگے بعد اُسکے خدا تعالی فرماتا ہے کہ یوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب
اور حضرت صادق علیہ السلام نے دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ ارواح کفار کی آتش دوزخ پر پیش کیجاتی ہیں اور وہ ارواح کہتی ہیں کہ اے پروردگار ہمارے
قائم کر واسطے ہمارے قیامت کو اور جو کچھ کہ تو نے ہمسے وعدہ کیا ہے بروز حشر زیادہ تر عذاب میں گرفتار کرینگا اُس وعدہ کو تو وفا کر اور ہمارے اول کو ہمارے آخر تک
مت پہنچا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے مشرق میں ایک آگ پیدا کی ہے کفار کی ارواح کے ... کرینگے اور زقوم کو وہ کھاتی
ہیں اور آب گرم پیتے ہیں شب کو اور جسوقت صبح ہوتی ہے تو وادی برہوت کی طرف جاتی ہیں اُس صحرا میں کہ جسکو برہوت کہتے ہیں کہ وہ نہایت گرم ہے اور آتش دنیا
سے زیادہ جلتی رہتی ہیں اور آپس میں ملاقات کرتی ہیں اور پہچانتی ہیں اور جسوقت شام ہوتی ہے تو پھر وہیں جاتی ہیں اُس آگ میں اور قیامت تک یہی حال
رہیگا اور بعضے آدمی سو رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے مرتا ہے تو وہ مکان کہ نامزد اُسکے ہے بہشت میں یا دوزخ میں سو
مکان ہر صبح کو اور شام کو اُسکو دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخرت میں تیرا مکان ہوگا ویوم تقوم الساعۃ اور جسدن کہ قائم ہوگی قیامت اور
روحیں اُنکی بدنوں میں داخل ہونگی تو خدا تعالی فرشتوں کو حکم کریگا کہ ادخلوا آل فرعون داخل کرو تم لوگوں فرعون کو اشد العذاب
سخت تر عذاب میں قرأت اہل مدینہ اور اہل کوفہ کی یہ ہے کہ ادخلوا کے ہمزہ کو قطعی کہتے ہیں باب افعال سے اور باقی قاری ہمزہ وصلی کہتے ہیں ... سے اور کہتے ہیں
فرشتے فرعونیوں سے کہینگے کہ داخل ہو تم اے لوگو فرعون کے بہت سخت عذاب میں کہ وہ عذاب آتش دوزخ کا ہے اور اب خدا یتعالی دوزخیوں کے جھگڑے کو بیان کرتا ہے کہ وہ
آپس میں جھگڑینگے اور نزاع کرینگے چنانچہ فرماتا ہے کہ واذ یتحاجون اور یاد کرو اے محمد صلعم جسوقت کہ جھگڑا کرینگے وہ دوزخی فی النار بیچ آتش دوزخ
فیقول الضعفاء پس کہینگے ناتوان بیچارے قوم کے للذین استکبروا واسطے اُن لوگوں کے کہ سرکش تھے اور اپنے تئیں بڑا جانتے تھے کہ انا
کنا لکم تبعا تحقیق ہم تھے واسطے تمہارے تابعدار اور فرمانبردار اور جو کچھ ہمکو تم کہتے تھے شرک اور کفر کرنیکو تمہارے کہنے سے عمل کرتے تھے اور تمہارے کہنے پر جو
عمل کیا تو اسکے سبب ہم دوزخ میں داخل ہوئے اور حکم کرنیوالوں کو لازم ہے کہ اپنے محکوم اور تابعداروں سے اذیت کو دفع کریں اور تبع جمع تابع کی ہے فہل انتم

مغنون عنا پر کیا تم دور کر سکتے ہو ہم سے نصیبا من النار ایک حصہ کو آگ میں یعنی تھوڑی سی ہو سکتا ہے کہ کچھ عذاب ہم سے دور کرو قال
الذین استکبروا کہینگے وہ لوگ کہ سرکشی کرتے تھے اور انپر حکومت کرتے تھے انکے جواب میں کہ انا کل فیھا تحقیق ہم سب ہیں دوزخ کے بیچ
ہم سب کی کچھ بھی نہیں چل سکتی اگر ہم تم کو نفع پہنچا سکتے اگر ہم کو قدرت عذاب کے دفع کرنے کی ہوتی تو پہلے ہم اپنی جانوں سے دفع کرتے ان اللہ تحقیق کہ خدا نے
قد حکم بین العباد تحقیق حکم کیا ہے درمیان بندوں اپنے کے اور ہر ایک کو جو مقام کہ اسکے لائق تھا وہاں پہنچایا ہے پس عذاب کو نکو دفع کر سکتے
وقال الذین فی النار اور کہیں گے لوگ کہ بیچ دوزخ کے ہیں سرداروں اپنے سے اور یکھے تابعداری لخزنۃ جھنم واسطے نگہبانوں دوزخ کی یعنی ملائکہ
موکل دوزخ کو کہ تمہاری بات سنی جاتی ہے ادعوا ربکم پکارو پروردگار اپنے کو یخفف عنا کہ ہلکا کرے ہم سے یوما ایک روز یعنی بمقدار ایک
روز کے من العذاب عذاب میں سے تاکہ کچھ تھوڑا آرام ہو وے فرشتے انکی یہ سنکر قالوا کہیں انکو ملامت کرکے اولم تک کیا نہ تھا
وقت دنیا میں کہ تاتیکم رسلکم آتے تھے تمہارے پاس پیغمبر تمہارے بھیجے ہوئے بالبینات ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں کے کہ جو دلالت کرتے تھے
خدا کی توحید پر اور پیغمبر کی نبوت پر اور تاء تاتیکم اصل تکون تھا واو تو اس میں کم ہے پس تخفیف کی جو ساقط ہوا اور نون واسطے تخفیف کے اور کثرت استعمال کے ساقط ہوا
وہ لفظ قصہ کا ہے اور بعد اسکے تفسیر اسکی یہ ہے پس فرشتے جب وقت انکی یہ گفتگو کریں تو قالوا کہیں وہ دوزخی بلی ہاں آئے تھے پیغمبر اور خدا کی طرف
ہمکو بلاتا تھا اور معجزے دکھلاتے تھے لیکن ہمنے انکو جھٹلایا اور کہنا انکا نہ مانا فرشتے یہ سنکر کہیں گے قالوا کہیں پس فادعوا پس پکارو تم خدا کو اور اس تخفیف
عذاب کی چاہو لیکن ہمکو اجازت نہیں کہ ہم تمہارے واسطے دعا کریں پس دوزخی اگرچہ جانتے ہونگے کہ ہماری دعا کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے لیکن عذاب کے اٹھانے کی طاقت نہ رکھینگے
تو فریاد و زاری کرینگے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوگا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وما دعاء الکافرین اور نہیں ہے پکارنا کافروں کا الا فی ضلال

مگر بیچ گمراہی اور بربادی کے یعنی نہ قبول ہوگی اور اب خدا تعالی خبر دیتا ہے پیغمبروں اور مومنوں کی نصرت دینے سے کافروں پر چنانچہ فرماتا ہے کہ انا
لننصر رسلنا تحقیق ہم البتہ نصرت کرتے ہیں اور مدد دیتے ہیں پیغمبروں اپنوں کو والذین امنوا اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں
فی الحیوۃ الدنیا بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ کفار پر غالب ہوئے ہیں گفتگو دلیلوں اور حجتیں بیان کرکے اور یا جنگ کفار میں خدا انکی نصرت کرتا ہے
موافق مصلحت کے اور کبھی دشمن کو ہلاک کرکے مدد کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد اس سے زمانہ رجعت کا ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالی
نصرت کریگا اور پہلے اس کے بہت سے پیغمبر قتل کئے گئے ہیں اور آئمہ دین بھی قتل کئے گئے ہیں اور دنیا میں انکی کچھ نصرت نہیں ہوئی پس مراد اس سے زمانہ رجعت کا ہے
ویوم یقوم الاشھاد اور جس دن کہ قائم ہوں گواہ اور نصرت کریں ہم انکی یعنی روز قیامت کہ گواہی دینگے اس روز کافروں کے
باطل ہونے پر اور مومنوں کے حق ہونے پر اور گواہی دینے والے انبیاء ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ فرشتے لکھنے والے نامہ اعمال کے گواہی دینگے اور انبیاء گواہی
مومنین کی فرمانبرداری اور کفار کے شرک پر ہونے کی ادا کرینگے اور یا مراد حضرت خاتم الانبیاء ہیں کہ مشرکین کے عناد اور کفر پر گواہی دینگے
یوم لا ینفع الظالمین جس دن کہ نہ فائدہ دیوے ظلم کرنے والوں کو معذرتھم عذر کرنا انکا کہ وہ ہرگز قبول نہ ہوگا ولھم اللعنۃ
اور واسطے انکے لعنت ہے کہ وہ دوری ہے رحمت خدا سے ولھم سوء الدار اور واسطے انکے ہے برا گھر یعنی وہ دوزخ ہے اور اب حضرت موسی کا حال
بیان کرتا ہے کہ ولقد اتینا موسی الھدی البتہ تحقیق دی ہمنے موسی کو رہنمائی یعنی وہ چیز کہ جس کے سبب سے راہ حق پاتے ہیں جیسے کہ معجزے اور توریت
اور احکام شرع کے واورثنا بنی اسرائیل الکتاب اور وارث کیا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب توریت کا ھدی وذکری وہ ہدایت
اور نصیحت ہے لاولی الالباب واسطے صاحبوں عقل کے یعنی سمجھ والے کہ فائدہ اس سے وہی اٹھاتے ہیں نہ بیوقوف اور جاہل اور اب خدا تعالی اپنے حبیب کو
خطاب کرتا ہے کہ فاصبر پس صبر کر تو کفار کے آزار دینے پر جیسے کہ موسی صبر کرتا تھا فرعون کے آزار دینے پر ان وعد اللہ تحقیق وعدہ خدا کا
پیغمبروں کی نصرت کرنے پر اور کفار کے ہلاک کرنے پر حق حق اور درست ہے اور خلاف اسمیں ممکن نہیں ہے واستغفر اور بخشش چاہ تو اے محمد صلعم خدا سے
لذنبک واسطے گناہ اپنے کے اگرچہ تجھ سے کوئی امر اولی ترک ہوا ہو اور گناہ کبیرہ یا صغیرہ اس سے مراد نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں

ہوگی اور بعضے ان دنوں میں سے مقابل میں چند سال کے ہونگے اور بعضے کم ایک سال سے اور بعضے مقدار چند ماہ کے اور بعضے برابر ایک ہفتہ کے اور بعضے برابر ایک دن کے
اور بعضے برابر ایک ساعت کے اور روز آخر بقدر یہ ہوگا کہ جتنی دیر میں چوب خشک کو آگ لگے اور دیو انکی ہمراہ ہونگے کہ آدمیوں کی صورت میں ہونگے جن
جسکے ماں اور باپ مرگئے ہوں تو اس سے کہیگا کہ اگر تیری ماں اور باپ کو زندہ کردوں تو مجھے پروردگار جانیگا تو اقرار کریگا وہ کہیگا کہ ہاں اقرار کرونگا پس
دیو جو اسکے ہمراہ ہیں اس شخص کی ماں اور باپ کی شکل بن جائینگے اور اسکو کہینگے کہ اے فرزند پیروی اسکی کر کہ یہ تیرا پیدا کرنیوالا ہے اور سب شہروں کو
دجال اپنے زیر حکم کریگا مگر مکہ اور مدینہ کو اور جسوقت قصد اسکا کریگا تو آسمان سے ایک فرشتہ آئیگا کہ اسکو اس سے منع کریگا اور اسوقت ایک زلزلہ آئیگا اور کوئی
منافق مدینہ میں نہ رہیگا سب باہر چلے آئینگے اور دجال کی پیروی کرینگے اور آدمی اس دن کو روز خلاص کہینگے ام شریک نے کہا کہ یا رسول خدا اس روز مومن
کہاں ہونگے فرمایا کہ بیت المقدس میں پناہ لیجائینگے اور دجال انکا محاصرہ کریگا اور صاحب الزمان علیہ السلام آنکر ظاہر ہونگے نماز صبح کے وقت اور اقامت
کہکر انکے ہمراہ نماز میں مشغول ہونگے اور جسوقت نماز صبح سے فارغ ہوجائینگے آسمان سے زمین پر آئے اور صاحب الزمان کے پیچھے نماز پڑھی اور دروازہ شہر کا کہولیں اور
ہمراہ دجال کے ستر ہزار یہودی ہتیار لگائے ہوں اور جسوقت حضرت عیسیٰ شہر سے باہر آئینگے تو دجال بہاگے اور انکو اطراف مشرق میں پکڑیں اور
مار ڈالیں اور فوجیں اسکی قلعوں میں پوشیدہ ہوجائیں اور وہ قلعے گویا ہونگے کہ مومنین کہیں کہ دشمن تمہارے ہمارے پیچھے پوشیدہ ہوئے ہیں اسطرح مومنین
کفار سے بدلا لیویں اور حقتعالی حسد اور کینہ کو دلوں سے مومنین کے دفع کرے کہ سب آپس میں دوست ہوجائیں اور بعد اسکے کفار دنیا میں باقی نہ رہیں اور حضرت
صاحب الزمان علیہ السلام کے ظاہر ہونیکا حال حق الیقین وغیرہ میں تفصیل سے لکھا ہے اور اب حقتعالی مومنین و مشرکین کا ذکر کرتا ہے کہ **وَمَا يَسْتَوِي**
الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ اور نہیں برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا یعنی کافر کہ جاہل اور غافل ہے اور حقتعالی کی توحید کی دلیلوں میں تامل نہیں کرتا ہے وہ برابر
مومن کے نہیں ہے کہ وہ عاقل ہے اور خدا کو پہچانتا ہی پس کافر اور مومن برابر نہیں ہیں **وَالَّذِينَ آمَنُوا** اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک **وَلَا الْمُسِيءُ** اور نہ بدی کرنیوالا برابر ہے یعنی مومن نیک برابر کافر بدکار کے
نہیں ہے کہ پہلا بہشت کے بلند درجوں میں رہنیوالا ہے اور دوسرا دوزخ کے طبقوں میں **قَلِيلًا مَا تَتَذَكَّرُونَ** کم ہے کہ جو نصیحت پکڑتے ہو تم ای
کافرو اور اہل کوفہ نے تتذکرون کو تا سے پڑھا ہے اور باقی یا کی جگہہ پڑھتے ہیں یعنی کم نصیحت پکڑتے ہیں کافر اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی
تذکرا قلیلا **إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ** تحقیق قیامت البتہ آنیوالی ہے کسیطرح سے **لَا رَيْبَ فِيهَا** نہیں شک بیچ ہونیکے اسکے کہ دلیلیں
نقلی اسکی واقع ہونے پر اور دلیلیں عقلی اسکے ممکن ہونے پر دلالت کرتی ہیں **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ** اور لیکن اکثر آدمی **لَا يُؤْمِنُونَ** نہیں اعتقاد
کرتے ہیں قیامت کے ہونیکا اور واسطے تربیت کے اپنے بندوں کے ایمان اور عبادت میں فرماتا ہے کہ **وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي** اور کہا پروردگار تمہارے نے کہ پکارو
مجھکو اپنے سب مقصدوں اور حاجتوں میں **أَسْتَجِبْ لَكُمْ** قبول کرونگا میں واسطے تمہارے اگر مصلحت اسکی قبول کرنے میں ہوگی کہتے ہیں کہ دعا کرنیوالے کو
چاہیے کہ دعا بشرط مصلحت کے کرے اسواسطے کہ وہ کبہی جانتا ہے کہ یہ چیز واسطے اسکے مناسب ہے یا نہیں اور بعضی دعا کے قبول ہونے میں فساد اور قباحت ہے اور شرط دعا کی ذکر نکر قبول ہو
کہ بعضی دعا کے قبول ہونے میں مصلحت نہیں ہے اور یہ اس مصلحت کو نہیں جانتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ افضل عبادت دعا ہی اور کسی نے ان
حضرت سے پوچہا کہ کونسی عبادت افضل ہے فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی شی افضل نہیں ہے اس سے کہ سوال کریں اور طلب کریں اس سے اس چیز کو کہ اسکے پاس ہے اور کوئی
چیز زیادہ دشمن نہیں ہے خدا کو اس سے کہ سرکشی اور تکبر کرے انکی عبادت سے اور اس سے طلب کرے وہ چیز کہ انکی پاس ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ **إِنَّ الَّذِينَ**
يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي تحقیق جو لوگ کہ سرکشی کرتے ہیں عبادت سے میری یہ کہ مجھکو وقت حاجتوں کے پکارتے نہیں ہیں اور عاجزی و زاری کے
گناہوں کی اپنے بخشش نہیں چاہتے ہیں اور یا یہ کہ مجھکو بوحدانیت نہیں پکارتے ہیں **سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ** قریب ہے کہ داخل ہونگے وہ دوزخ میں اور ابو جعفر اور
ابن کثیر نے سیدخلون کو بضم یا اور فتح خا پڑھا ہی یعنی قریب ہے کہ داخل کیے جائینگے وہ دوزخ میں **دَاخِرِينَ** ذلیل اور خوار ہونیوالے ہوکر اور یہ حال واقع
ہوگا اور معاذ بن عمار نے روایت کی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے پوچہا کہ کیا فرماتے ہو ان دو شخص کے حق میں کہ دونوں مسجد میں جاتے ہیں اور ایک ان میں سے اکثر جاتا ہی اور

ع ۱۰ / ۱۱

دعا میں مشغول ہو اور دوسرا اکثر اوقات نماز پڑھتا ہو فرمایا کہ دونوں خوب ہیں میں نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا میں چاہتا ہوں کہ یہ جانوں کہ ان دونوں میں فضل
کون ہے فرمایا کہ وہ شخص کہ کثرت سے دعا پڑھتا ہو کیا تونے نہیں سنا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور بعد
اسکے فرمایا کہ دعا عبادت ہے اور امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زیادہ دوست خدا کو سب اعمال میں دعا ہے اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا
حضرت نے کہ اپنی حاجتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور بہت زاری سے دعا کرو کہ دعا مقام قرار دینے عبادت کا ہے اور کوئی مومن خدا کو نہیں پکارتا ہے مگر کہ دعا اسکی
قبول ہو دنیا میں یا آخرت میں اور اگر واسطے مصلحت کے دعا اسکی قبول نہو اور حاجت اسکی نہ بر آئی تو اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا جب تک کہ گناہ کا کوئی امر
نہیں ہوا اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام روایت ہے کہ جس وقت بلا بندہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دعا کرے تو حق تعالیٰ جلدی اسکو دور کریگا اور اگر دعا نکرے تو وہ بلا ہمیشہ
نازل ہوا اور مدت دراز تک اسکو کھینچی ہے پس چاہیے کہ تم ہمیشہ دعا کرو اور نہایت زاری اور عاجزی سے خدا کو پکارو اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ
خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم اور ہم مضطر اور بیچارہ کو دیکھتے ہیں کہ دعا کرتا ہے اور وہ قبول نہیں ہوتی ہے اور مظلوم ظالم پر نصرت چاہتا ہے اور
نصرت اسکو واسطے نہیں ملتی ہے اور خدا اسکی مدد نہیں کرتا ہے فرمایا امام علیہ السلام نے کہ وائے ہو تم پر کوئی دعا نہیں کرتا ہے کہ قبول ہوتی ہو مگر وہ دعا کہ اسکی ظالم پر ہو دعا اسکی تو رد کی جاتی ہے
اور اسکی پھیری گئی ہے یہانتک کہ وہ توبہ کرے اور لیکن حق والا پس جس وقت وہ دعا کرتا ہے تو قبول کیجاتی ہے اور بلا اسکی پھیر دیجاتی ہے اور دور کیجاتی ہے اسلئے کہ
وہ نہیں جانتا ہے وہ اور یا یہ کہ اسکے واسطے خدا عوض میں اس مطلوب کے ثواب جمع کرے کہ وہ اسکی حاجتوں کے روز نہایت پروا سکا کام آوے اور اگر وہ جانے کہ
سوال مطلب کیا ہے اسکے واسطے بہتر نہیں ہے تو وہ امر خدا تعالیٰ اسکو نہیں چاہتا ہے اور مومن خدا کا سچا تقی والا اکثر ایسی چیز طلب کیا کرتا ہے کہ نہیں جانتا ہے کہ طلب کیا اسکا اچھا
یا اسکی طلب کرنی نہیں چاہیے اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ الله الذی جعل خدا وہی ہے جس نے پیدا کیا واسطے تمہارے لکم اللیل رات کو واسطے تمہارے تاکہ
لتسکنوا فیہ تاکہ کرو تم آرام اس میں بعد کار و بار کی مشقت کے والنہار مبصرا اور پیدا کیا ہے دن کو روشن کہ ہر چیز کو آنکھیں تمہاری دیکھیں تاکہ آرام
کسب اور پیشہ کے کام کو آسانی سے کرو ان الله تحقیق کہ خدا لذو فضل البتہ صاحب فضل اور بخشش کا ہے علی الناس اوپر آدمیوں کے کہ
رات اور دن کو انکے فائدہ کیواسطے پیدا کیا ہے ولکن اکثر الناس اور لیکن اکثر آدمی لا یشکرون نہیں شکر کرتے ہیں نعمتوں کا
اپنی جہالت سے ذلکم وہ جو کہ ایسے بہت فائدہ کی چیزوں کے پیدا کرنے سے خالص ہو گیا ہے سب شکروں کو وہ الله ربکم خدا ہے پروردگار تمہارا خالق
کل شیء پیدا کرنیوالا ہر چیز کا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے لا اله الا هو نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوا اسکے
اور معبود حق کے فانی تؤفکون پس کہاں پھیرے جاتے ہو تم پرستش سے اسکے طرف پرستش غیر کے کہ قابل پرستش نہیں ہے کذلک ایسے ہی
یعنی جیسے کہ یہ لوگ دین اسلام سے پھیرے گئے ہیں ایسے ہی یؤفک پھیرے جاتے تھے الذین کانوا وہ لوگ کہ تھے بآیات الله
ساتھ نشانیوں قدرت خدا کی یجحدون انکار کرتے الله الذی خدا وہی ہے جس نے جعل لکم الارض کر دیا واسطے تمہارے زمین کو
قرارا ٹھیرنے کی جگہ والسماء بناء اور آسمان کو عمارت بلند مثل خیمہ کے زمین پر وصورکم اور صورت بنائی تمہاری فاحسن
صورکم پس اچھا بنایا صورتوں کو تمہاری اسطرح کہ انسان کی صورت سب حیوانوں سے بہتر اور نہایت مناسب کہ سیدھا قد بنایا اور پوست ظاہر رکھا کہ اسپر بال
نہیں ہیں اور ہاتھ پاؤں انہیں مناسب رکھے اور کمالات اور کاریگری اور علم کا حاصل کرنا انکی صورت میں رکھا ورزقکم من الطیبات اور
روزی دی تمکو پاکیزہ کھانوں سے شیرینی اور میوہ اور گوشت لذیذ ذلکم وہ جو کہ ایسے احسان کرنیوالا ہے الله ربکم خدائے حق ہے پروردگار تمہارا
فتبارک الله پس بزرگ ہے خدا اور برکت والا رب العالمین پروردگار عالم کے لوگوں کا آدمیوں کا اور جنوں کا اور ملائکہ کا اور سوا انکے
غیر کا سوا اسکے کہ جو کچھ جسقدر مخلوقات ہے سب محتاج اسکی ہے هو الحی وہی ہے زندہ ہمیشہ کی زندگی کا اور سوا اسکے سب فنا ہونیوالے ہیں لا اله الا
هو نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش سوا اسکے معبود حقیقی کے فادعوہ پس پکارو تم اسکو اور پرستش اسکی کرو مخلصین خالص کرنیوالے
له الدین واسطے اسکے دین کو شرک اور ریا کو سے آمیزش دوسری چیز کی اسکی عبادت کرو [illegible] اور کہو تم [illegible] کی حالت میں

الحمد للہ رب العالمین تعریف ہے واسطے خدا پروردگار عالموں کے اور کفار نے جو رسول خدا صلعم کو آبائی دین کی طرف بلایا تھا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قل
کہدو اے محمد صلعم مشرکین سے کہ انی نہیت تحقیق میں منع کیا گیا ہوں ان اعبد الذین اس سے کہ پرستش کروں ان چیزوں کی کہ
تدعون پکارتے ہو تم اور پرستش کرتے ہو تم من دون اللہ سوائے خدا کے لما جاءنی البینات جبوقت کہ آئی ہیں میرے
پاس دلیلیں اور حجتیں روشن من ربی پروردگار میرے کے پاس سے وامرت اور حکم کیا گیا ہوں میں ان اسلم یہ کہ فرمانبرداری کروں
لرب العالمین واسطے پروردگار عالم کے تو کس کو کہ وہ خدائی کے سزاوار ہے ھو الذی وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے خلقکم
پیدا کیا ہے تمکو یعنی آدم کو کہ اصل تمہاری ہے من تراب مٹی سے ثم پھر تمکو فرزند آدم کو من نطفۃ نطفہ سے یعنی آب منی سے پیدا کیا
ثم من علقۃ پھر خون بستہ سے کہ منی بعد چالیس روز کے خون ہو جاتی ہے ثم یخرجکم پھر نکالتا ہے تمکو ماں کے طفلا لڑکا کر کے یہ حال
واقع ہے یعنی پیدا لڑکا کر کے تمکو پیدا کرتا ہے اور روز بروز تمکو بڑھاتا جاتا ہے اور باقی رکھتا ہے ثم لتبلغوا اشدکم پھر تاکہ پہنچو تم اپنی قوت کو
جوان ہو کر اور انتہائی جوانی تیس برس سے چالیس برس تک ہے ثم لتکونوا شیوخا پھر تاکہ ہو تم بوڑھے بعد چالیس برس کے رفتہ رفتہ پھر کر
ومنکم من یتوفی من قبل اور بعض تم میں وہ شخص ہے کہ روح قبض کیا جاتا ہے پہلے ان حالتوں کے پہنچنے ولتبلغوا اور تاکہ پہنچو
ایک سو سے دو سو برس تک بڑھ کر اجلا مسمی مدت نام رکھی گئی کو کہ وہ وقت موت کا ہے ولعلکم تعقلون اور تاکہ سمجھو تم اپنی پیدائش
سے مقدمہ میں اور ایک طور سے دوسرے طور پر پھیرنے سے اور یہ تاکہ پیدا کرنیوالے کو پہچانو ھو الذی وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت سے یحیی
زندہ کرتا ہے وہ تمکو ویمیت اور مارتا ہے فاذا قضی امرا پس جبوقت کہ حکم کرے کسی امر کے تئیں یعنی اگر کسی کام کا ارادہ کرے کہ وہ ظاہر ہو جائے
مثل زندہ کرنے کے اور مارنے کے تو فانما یقول لہ پس سوائے اسکے نہیں کہتا ہے واسطے اسکے کن ہو جا تو فیکون پس ہو جاتی ہے بدون
ڈھیل کے اور کفار باوجود کثرت دلیلوں وحدانیت خدا کے جو جھگڑا کرتے تھے خدا کی قدرت کی نشانیوں میں تو حق تعالی اسکے خوف دلانیکو فرماتا ہے کہ الم تر کیا نہیں
دیکھتا ہے تو الی الذین یجادلون طرف ان لوگوں کی جو جھگڑا کرتے ہیں فی آیات اللہ بیچ آیتوں خدا کے کہ قرآن میں ہیں یا جو ہم نشانیاں
قدرت کے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں انی یصرفون کہاں پھیرے جاتے ہیں وہ جھگڑا کر کے ساتھ ان آیتوں کے سچ جاننے سے الذین کذبوا وہ لوگ ہیں کہ
جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی انہوں نے بالکتاب ساتھ کتاب کے کہ وہ قرآن ہے وبما ارسلنا بہ اور ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا ہم نے ساتھ اسکے
رسلنا پیغمبروں اپنے کو کتابیں اور احکام دین کے ہمراہ کر کے فسوف یعلمون پس قریب ہے کہ جانینگے وہ اس جھٹلانے کے انجام کو اذ الاغلال
جسوقت کہ طوق آگ کے فی اعناقھم بیچ گردنوں انکے کے ہونگے والسلاسل اور زنجیریں یسحبون کھینچے جاوینگے وہ اسی طرح سے
فی الحمیم بیچ پانی کھولتے ہوئے کے کہ نہایت گرم ہوگا پہلے اس پانی کا ذکر ہو لیا ہے ایسا گرم ہوگا کہ وہ جسوقت انکو منہ کے قریب لیجاینگے تو کھال
منہ کی اسکی حرارت سے گل کر گر پڑیگی پس اس پانی میں گھسیٹ لائے جاوینگے ثم فی النار یسجرون پھر بیچ آتش دوزخ کے جلائے جاوینگے وہ ثم
قیل لھم پھر کہا جائیگا واسطے انکے یعنی ملائکہ انسے کہینگے ملامت کر کے کہ این ما کنتم کہاں ہیں وہ کہ تھے تم دنیا میں اپنی گمراہی سے کہ کنتم تشرکون
من دون اللہ شریک کرتے تھے سوائے خدا کے اور انکی پرستش کرتے تھے اور کہتے تھے اور دعوی کرتے تھے کہ یہ ہماری شفاعت کرینگے
درگاہ خدا میں اور جسوقت وہ دوزخی فرشتوں سے یہ کلام سنینگے تو قالوا کہینگے وہ شریک ضلوا عنا گم ہوگئے ہیں نہیں معلوم کہ کہاں گئے اور یہ ذکر
اسوقت کا ہے کہ جبکہ اپنے معبودوں تک نہ پہنچ سکے اور وہ کہینگے ہم ایسا جانتے ہیں کہ بل لم نکن ندعو من قبل بلکہ نہ تھے ہم کہ
پکارتے تھے اور پرستش کرتے تھے پہلے اس سے دنیا میں شیئا کسی چیز کو یعنی جسکے وہ ایسے غائب ہوئے ہیں ایسا بالکل انہوں نے جو ہماری خبر نہیں لی ہے تو ایسا
حال ہو گیا ہے کہ گویا ہم کسیکو پکارتے اور پرستش ہی نہ کرتے تھے اور جس غرض سے پرستش کرتے تھے تو یہ تھی کہ معبود کی جانب سے کوئی فائدہ ہمکو پہنچتا اور جسوقت کہ انہوں نے اس
سبب سے ہماری خبر نہ لی تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ کچھ تھے ہی نہیں اور گویا کہ ہمنے انکی عبادت ہی نہ کی تھی اور جیسے کہ خدا نے انکے تئیں ہمسے چھپا دیا ان جھگڑنیوالوں کو

ع ۱۱

گمراہی میں پڑا ہوا كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ اسیطرح گمراہ کرتا ہے خدا کافروں کو سب ذَٰلِكُم یہ جو تم دنیا میں تھے اسکا فرد
آج کے دن بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ بسبب اسکے ہے کہ تم خوش ہوتے تھے فِي الْأَرْضِ بیچ زمین کے یعنی دنیا میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ساتھ غیر
حق کے کہ وہ بت ہیں کہ جنکی عبادت سے تم خوش ہوتے تھے وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ اور بسبب اسکے کہ تھے تم کہ نہایت خوش ہوتے تھے ان امید پر کہ
انبیاء کو مکروہات پہنچیں اور بلاؤں میں وہ گرفتار ہوں اور فرح اور مرح میں فرق یہ ہے کہ فرح تو وہ ہے کہ وہ حق بھی ہوتی ہے اور باطل کے واسطے بھی اور
مرح واسطے اسکو غیر حق کے ساتھ مقید کیا اور فرح بالکل باطل کے واسطے ہوتی ہی ہے واسطے اسکو مطلق رکھا ہے اور کہا جاویگا ان مشرکوں کو کہ ادْخُلُوا
أَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو تم ای کافرو دروازوں میں دوزخ کے خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہو کر بیچ اس دوزخ کے فَبِئْسَ
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ پس بری ہے وہ دوزخ جگہہ تکبر کرنیوالوں سرکشوں کی اور جبوقت کہ مشرکوں کو وہاں دروازہ دوزخ کے بتا دینگے
فَاصْبِرْ پس صبر کر تو ای محمد صلعم اپنی قوم کی ایذا پر اور راہ حق پر ثابت قائم رہ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ تحقیق کہ وعدہ خدا کا دوستوں کی
مدد کرنے اور دشمنوں کے عذاب اور ہلاک کرنے پر دنیا اور آخرت میں حَقٌّ حق ہے یعنی بلا شبہہ واقع ہوگا فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ پس اگر
دکھلاویں ہم تجھکو تیری زندگی میں بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ بعض اس عذاب کا کہ وعدہ کیا ہے ہم ان کافروں سے پس وہ جزا انکی ہے
چنانچہ جنگ بدر میں واقع ہوا کہ وہ قتل اور اسیر ہوئے أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا اگر موت دیں ہم تجھکو ای محمد صلعم عذاب کے ظاہر ہونے سے پیشتر تو
فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ پس طرف ہمارے پھر جاوینگے وہ قیامت میں واسطے جزا کے اعمال کے کہ ہم سے کسیطرح وہ بچکر نہیں جا سکتے اور اما میں ان
شرطیہ ہے اور ما اسمیں زائد ہے واسطے تاکید کے اور فاما نرینک کی جزا محذوف ہے اور نتوفینک کی جزا فالینا یرجعون ہے اور کہتے ہیں کہ کفار نے حضرت
صلعم سے سوال کیا تھا کہ تو پیغمبر ہے تو چشمے کو زمین پر جاری کر دے اور طرح طرح کے میوے کے باغ ظاہر کر دے اور سوا اسکے طلب کیے تھے چنانچہ سورہ
بنی اسرائیل میں اسکا ذکر ہو چکا ہے خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے پیغمبروں کو مِّن قَبْلِكَ
پہلے تجھسے مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ بعضے انمیں سے وہ ہیں کہ قصہ بیان کیا ہے ہمنے اوپر تیرے انکا وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ
عَلَيْكَ اور بعضے انمیں سے وہ ہیں کہ نہیں قصہ بیان کیا ہے ہمنے اوپر تیرے انکا اور مشہور ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے اور حضرت علی سے روایت ہے کہ
ایک پیغمبر حبشی تھا اسکا قصہ خدا تعالی نے بیان نہیں کیا ہے وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ اور نہ تھا واسطے کسی پیغمبر کے أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ
یہ کہ لاوے کسی معجزہ کو کہ اسکی نبوت کی نشانی ہو إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ مگر ساتھ حکم خدا تعالی کے پس معجزہ دکھلانا کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ
اسکی قدرت میں ہے کہ جب چاہے دکھلاوے البتہ اگر خدا تعالی مصلحت جانے تو معجزہ ظاہر کر سکتا ہے اس صورت میں تجھسے معجزہ کا سوال کرنا بے محل ہے اگر مصلحت میری
اسکے ظاہر کرنے میں نہوگی تو کیونکر تو دکھلا سکتا ہے فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ پس جس وقت آویگا حکم خدا کا ان معجزوں کے طلب کرنیوالوں کی عذاب کے واسطے
بعد ظاہر ہونے دلیلوں سچی پیغمبر کے تو قُضِيَ حکم کیا جاویگا بِالْحَقِّ ساتھ حق کے درمیان مؤمنین اور کفار کے کہ کفار تو عذاب میں گرفتار ہوں اور
مؤمنین نجات پاویں وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ اور نقصان پاویں گے یعنی اسوقت باطل لوگ کہ جو بیہودہ کہتے ہیں یعنی معجزہ سے انکار کرتے ہیں
وہ معجزہ طلب کرتے ہیں نقصان میں ہونگے اور ہنالک اسم زمان کی جگہہ مذکور ہے اور اب اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اللَّهُ خدا وہی ہے
الَّذِي وہ شخص ہے کہ جسنے جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ پیدا کیا واسطے تمہارے چوپاؤں کو مثل گاؤ اور گوسفند اور اسپ اور شتر کے لِتَرْكَبُوا
مِنْهَا تاکہ سوار ہو تم بعض پر انمیں سے مثل اسپ اور شتر کے وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اور بعضے کو انمیں سے کہاتے ہو تم مثل گاؤ اور گوسفند کے اور بعضے انمیں سے کہ
انکو کہاتے بھی اور سواری بھی ان پر کرو مثل گاؤ اور شتر کے وَلَكُمْ فِيهَا اور واسطے تمہارے بیچ ان چوپاؤں کے مَنَافِعُ فائدے ہیں مثل اون
شیر اور پشم کے اور سوا اسکے وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا اور تاکہ پہنچو تم اوپر ان چوپاؤں کے حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ [illegible]
یعنی اور پیدا کیا ہے واسطے تمہارے ان چوپاؤں کو تاکہ انپر سوار ہو کر اور اپنا اسباب لاد کر جو حاجت کہ تمہارے دلوں میں ہے تجارت کی یا حج کی یا زیارت کی

ع ۸ / ۱۳

بار کسی کام کو ہو اسکے جو دریا پر تمہارے شہروں کی روانہ ہوتا اور حاجت کو اپنی آسانی سے تم پہنچ جاؤ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ اور اوپر ان چوپایوں کے اور کشتی
صحرا کی ہیں راہ اور کشتی کے دریا میں ہیں تُحْمَلُونَ اٹھائے جاتے ہو تم کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے فائدہ کے واسطے اور تمہاری حاجت روائی کے واسطے
دونوں مقام کی سواریاں پیدا کی ہیں کہ تم سوار ہو کر دریا کو اور جنگل کو وہ اور کو آسانی سے طے کرتے ہو اور اگر یہ صورت نہ ہوتی تو تمہارے واسطے سفر کرنا دریا کا
اور جنگل کا دونوں کا دشوار ہوتا وَيُرِيكُمْ اور دکھاتا ہے تم کو خدا آيَاتِهِ نشانیاں قدرت اور رحمت اپنی کی فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ پس کونسی
نشانیوں کو نشانیوں خدا میں سے تُنكِرُونَ انکار کرتے ہو تم اور بسبب نہایت ظاہر ہونے کی قابل انکار کے جو نہیں ہیں تو اسکے بعد ڈرانے کے واسطے
فرماتا ہے کہ أَفَلَمْ يَسِيرُوا کیا پس نہیں چلے اور سیر کی انہوں نے فِي الْأَرْضِ بیچ زمین عاد اور ثمود کے وقت تجارت شام اور یمن کے فَيَنظُرُوا
كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں وہ کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ انجام ان لوگوں کا کہ پہلے انکے تھے كَانُوا تھے وہ پہلی امتوں کے لوگ
أَكْثَرَ مِنْهُمْ زیادہ انکی شمار میں وَأَشَدَّ قُوَّةً اور سخت تر قوت میں اور بدن میں وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ اور نشانیوں میں بیچ زمین کے جیسے
بنائے شہر اور قلعے مضبوط انہوں نے بنائے تھے اور قوۃ اور آثار دونوں تمیز واقع ہوئے ہیں پس وہ لوگ شمار میں ان لوگوں سے زیادہ تھے اور قوت میں نہایت سخت تھے
اور زمین میں انہوں نے بڑی بڑی نشانیاں بنائی تھیں قلعہ اور شہر بنائے لیکن باوجود موجود ہونے ایسے سامان کے فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم پس نہ دور کیا
انکو عذاب خدا سے مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ جو کچھ کہ تھے وہ کسب کرتے کہ بڑے بڑے محل اور قلعے بناتے تھے اور مال و سپاہ جمع کرتے تھے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ
پس جس وقت کہ آئے انکے پاس رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ پیغمبر انکے ساتھ معجزوں ظاہر کے تو فَرِحُوا خوش ہوئے وہ بِمَا عِندَهُم ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک
انکے تھی مِّنَ الْعِلْمِ قسم علم سے اور مراد انکی علم سے باطل عقیدے ہیں اعتقاد نہ پیغمبر ہونے کا اور قیامت اور عذاب کے نہ ہونے کا کہتے تھے اور یا
انکو علم تجارتوں کا اور کسب کرنے کا خوب تھا اور اعتقاد کہتے تھے کہ فائدہ اس سے حاصل کریں گے مثل اسکے علم نہیں ہے اور یا انکو علم فلسفہ کا تھا کہ سبب
اپنے علموں کے پیغمبروں کو حقیر جانتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ حکمائے یونان جس وقت پیغمبروں کی وحی کو سنتے تھے تو اسکو حقیر جانتے تھے اور انکی دفع اور سبک اور بے قدر کرنے میں
کوشش کرتے تھے اور اپنے علم کی نسبت انکو جاہل جانتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ نے اپنی پیغمبری کو ظاہر کیا اور لوگوں کو طرف خدا کے بلانے لگے تو
سقراط حکیم کو لوگوں نے کہا کہ تو عیسیٰ کے پاس جا سو اس نے کہا کہ میں نہیں جاتا ہوں کہ علم دین اس سے حاصل کریں کہا کہ ہم علم اخلاق سے آراستہ ہیں ہمکو کسی کے علم کی احتیاج نہیں ہے
پس کفار اپنے علم کی جہت سے مغرور ہوئے اور پیغمبروں کی باتوں پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے وَحَاقَ بِهِم اور گھیر لیا انکو مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
جو تھے وہ ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے کہ عذاب تھا جو انکار کرتے تھے اور اسپر ہنستے تھے اسمیں مبتلا ہوئے فَلَمَّا رَأَوْا پس جس وقت دیکھا انہوں نے بَأْسَنَا خوف
ہمارے کو یعنی عذاب کو جو ہمارے کو دنیا میں تو قَالُوا آمَنَّا کہا انہوں نے کہ ایمان لائے ہم بِاللَّهِ وَحْدَهُ ساتھ خدا کے کہ ایک ہے وہ یہ حال ایسا ہوا اور
وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ اور کفر کیا ہم نے ساتھ اس چیز کے کہ تھے ہم ساتھ اسکے شریک کرنے والے کہ ان چیزوں کو خدا کا شریک کرتے تھے اور وہ بت کہ جنکو شریک
کر دیتے تھے عبادت خدا میں فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ پس نہ تھا کہ فائدہ دے انکو اس وقت إِيمَانُهُمْ ایمان انکا لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا جس وقت کہ دیکھا انہوں نے عذاب
ہمارے کو کیونکہ اس وقت عذاب کے دیکھنے سے تکلیف شرع کی باقی نہیں رہتی ہے بلکہ ساقط اور دور ہو جاتی ہے اور ایمان اس وقت کا معتبر نہیں ہوتا اور اسی واسطے جس وقت کہ طلحہ جنگ
جمل میں زخمی ہو گیا تو حضرت علی کو کہلا بھیجا کہ میں توبہ کرتا ہوں تمہاری بیعت توڑنے سے حضرت علی نے فرمایا کہ یاس اور یاس کی توبہ قبول نہیں ہے
اپنی زندگی سے جو نا امید ہو گیا اور عذاب جو دیکھا ہے تو توبہ کرتے ہو یہ توبہ تمہاری درگاہ خدا میں قبول نہیں ہوگی پس اسی حال میں وہ مر گیا اور مروان کے
تیر سے وہ مارا گیا تھا چنانچہ مروان نے طلحہ کو قابو میں دیکھ کر اپنے غلام سے کہا کہ اسنے عثمان کے قتل میں کوشش کی تھی ایک تیر چھوڑے کہ میں اپنا عوض عثمان کے خون کا
لیتا ہوں اور یہ دونوں عائشہ کے لشکر میں تھے طلحہ بھی اور مروان بھی اور غلام نے تیر اپنے کھینچ لیس غلام نے مروان کو تیر دیا تو انکے تیر مارا وہ انکی ضرب میں مارا گیا
اور مثل اسکے اہلسنت کی کتابوں میں بھی ہے چنانچہ ربیع الابرار میں نام ان کتابوں کا مرقوم ہے پس وقت دیکھنے عذاب کے ایمان لانا مقبول نہیں ہے سُنَّتَ اللَّهِ
طریقہ رکھا خدا کا ہے کہ جو وقت نازل ہونے عذاب کے کوئی ایمان لاوے تو ایمان اسکا قبول نہیں ہوتا ہے الَّتِي قَدْ خَلَتْ وہ طریقہ تحقیق گزرا ہے فِي عِبَادِهِ

ہیچ سود اُنکے کچھ بھی نہوا وَخَسِرَ هُنَالِكَ اور نقصان والے ہوئے اُسجگہ یعنی وقت نزول عذاب کے الْكٰفِرُوْنَ ۔ کفر کرنیوالے بسبب ایمان
نہ لانے کے وقت پر ایمان کے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ فرعون کس سبب سے غرق ہوا وہ تو ایمان لایا تھا آخر وقت میں اور اسنے اقرار کیا تھا خدا کی وحدانیت
کا فرمایا کہ وہ اسلئے غرق ہوا کہ وہ عذاب کے دیکھکر ایمان لایا تھا اور عذاب کو دیکھکر ایمان لانا قبول نہیں ہے اور یہ حکم خدا تعالیٰ کا ہے لوگوں پہلوں اور پچھلوں میں
چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فلما راوا باسنا اور دونو آیتیں تلاوت فرمائیں اور منقول ہے کہ ایک نصرانی نے ایک عورت مسلمان سے زنا کیا تھا وہ گرفتار ہو کر متوکل
بادشاہ عباسی کے پاس آیا متوکل نے چاہا کہ اسپر حد جاری کرے وہ عذاب کے خوف سے مسلمان ہو گیا یحییٰ نے کہا کہ اسکے ایمان نے اسکے شرک کو باطل کر دیا اور
کسی نے کہا کہ اسکو تین حدیں ماری جاویں اور کسی نے کچھ کہا اسی طرح ہر عالم ایک حکم دیتا تھا متوکل نے حضرت امام علی نقی کی خدمت میں لکھا امام علیہ السلام نے اسکے
جواب میں لکھا کہ اسکو زد و کوب کریں یہاں تک کہ وہ مر جائے جب وہ جواب اُسکے پاس پہنچا تو اسکے علما نے انکار کیا اور کہا کہ یہ وہ حکم ہے کہ نہ خدا کی کتاب میں
اور نہ پیغمبر کی حدیث میں دوسرے بار متوکل نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا حضرت نے لکھا بسم اللہ یہی دونو آیتیں لکھیں پس متوکل نے حکم دیا اسکو زد و کوب
ہوئی کہ وہ مر گیا سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ یہ سورہ مکی ہے اور اسکی چون آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ حٰم سجدہ
پڑھا کرے اسکے واسطے قیامت کے روز نور ہوگا برابر درازی نگاہ کے اور اُس روز وہ بہت خوش ہوگا اور لوگ دنیا میں اسکے مرتبہ کی آرزو کرینگے اور اسکو سورہ فصلت
بھی کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ اسکی تفسیر پہلی سورہ میں گذر گئی ہے اور اگر حٰم نام اس سورہ کا ہو تو
معنی اسکے یہ ہیں تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل کیا ہوا ہے خدا بخشنے والے مہربان کی طرف سے اور اس صورت میں حٰم مبتدا ہے اور بعد اسکے
اسکی خبر ہے کہ تمام آدمیوں پر اور اگر یہ نام اس سورہ کا نہیں ہے تو تنزیل مبتدا ہے اور کتاب کہ بعد اسکے ہے وہ خبر اسکی ہے اور یا یہ ہو مبتدا کی خبر یعنی
تنزیل ہو سکتا ہے یا تنزیل یا ہو تنزیل كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ کتاب ہے کہ تفصیل کی گئیں آیتیں اسکی یعنی بیان کی گئیں حرام کے اور حلال کے بیان میں
اور رغبت دلانے اور ڈرانے کے بیان میں اور وعدہ بہشت اور وعید دوزخ کے بیان میں اور نصیحت اور قصوں کے ذکر میں اور سوائے اسکے قُرْاٰنًا
عَرَبِيًّا قرآن عربی یعنی باتیں اسکی قرآنا حال واقع ہوا ہے اور عربیا صفت اسکی ہے یعنی وہ کتاب قرآن ہے عرب کی زبان میں لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ
واسطے اس قوم کے کہ جانیں اسکے معنی کو اور اسکے مقصود کو سمجھیں بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا خوشخبری دینے والا ہے وہ قرآن عمل کرنیوالوں کو اور ڈرانیوالا ہے
ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لائے ہیں اور یہ دونو صفتیں ہیں قرآن کی اور باوجود ان بزرگ صفتوں کے فَاَعْرَضَ پس منہ پھیر لیا اسکے قبول کرنے سے
اَكْثَرُهُمْ اکثر ان لوگوں نے فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ نہیں سنتے ہیں قبول کرنے کے کانوں سے اور اسمیں تامل نہیں کرتے ہیں وَقَالُوْا
اور کہا انہوں نے قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ دل ہمارے بیچ پردوں کے ہیں مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ اس چیز سے کہ بلاتا ہے تو ہمکو طرف اسکی یعنی قرآن اور توحید [illegible]
ہیں وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور بیچ کانوں ہمارے کے بوجھ ہے کہ قرآن سنتے نہیں ہیں وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور درمیان
ہمارے اور درمیان تیرے ایک پردہ ہے [illegible] قرآن [illegible]
کانوں میں انکے گرانی ہے کہ نہیں سمجھتے ہیں [illegible] اور درمیان ہمارے اور درمیان محمد کے [illegible] پردہ کیا اور
پردہ ڈالکر کہا کہ اے محمد تم [illegible] فَاعْمَلْ پس عمل کر تو اپنے دین پر اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ تحقیق ہم عمل کرنیوالے ہیں اپنے مذہب پر اور
یا یہ کہ تو ہمارے دین کے باطل کرنے میں کوشش کر اور ہم تیرے دین کے باطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یا یہ کہ تو ہماری ہلاکت کی کوشش کر اور ہم تیری ہلاکت کی کوشش
کرتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کافروں کو اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سوائے اسکے نہیں کہ میں ہوں آدمی مثل تمہارے [illegible]
بات تم نہ سمجھو بلکہ تمہاری جنس سے ہوں کہ میری بات کو سمجھ سکو [illegible] يُوْحٰۤى
اِلَيَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف [illegible] اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ [illegible]
فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ پس سیدھے چلو تم طرف اسکی کہ اسکو ایک جانو اور خالص اسی کی عبادت کرو وَاسْتَغْفِرُوْهُ اور مغفرت چاہو تم اس سے [illegible]

وَوَيْلٌ اور خرابی ہے اور سخت عذاب ہے لِلْمُشْرِكِينَ واسطے شرک کرنیوالوں کے الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ جو نہیں دیتے ہیں زکوٰۃ کو سبب
بخیلی اور بے مہری بندگان خدا کے وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ ساتھ آخرت کے وہ كَافِرُونَ کفر کرنیوالے ہیں یہ آیت اظہار اس امر پر
دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کفار پر واجب ہے لیکن ادا کرنا اُنکا حالت کفر میں صحیح نہیں ہوتا ہے سبب اسکے کہ انکی نیت میں خلوص نہیں ہے اور یا مراد زکوٰۃ نہ دینے سے منع ہونا
کفار کا ہے کلمہ توحید سے اور یا کلمہ توحید کہ وہ لا الہ الا اللہ ہے اور زکوٰۃ نفس کی پاک کرنا نفس کا شرک سے ہے انکو اپنی زبان نہیں کہتے ہیں کہ اگر
وہ اوس کلمہ کو کہیں تو شرک اور گناہ سے اُنکے پاک کر دیا جاوے اور خدا پر ایمان لاویں تو اُنکو واسطے بہت فائدہ ہو چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا تحقیق جو لوگ کہ ایمان
لائے خدا اور رسول پر اور قیامت کے دن ہونیکو انہوں نے سچ جانا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کیے ہیں اچھے لَهُمْ أَجْرٌ واسطے انکے اجر اور ثواب ہے
غَيْرُ مَمْنُونٍ غیر احسان کا کیا کسی آدمی کا اور بہشت میں اور بعضے ممنون کے معنی منقطع کہتے ہیں یعنی ثواب انکا قطع کیا گیا کبھی منقطع اور فنا نہو بلکہ ہمیشہ
رہے اور زجر اور توبیخ کفار کے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے کہ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ کیا تحقیق تم کفر کرتے ہو بِالَّذِي خَلَقَ
الْأَرْضَ ساتھ اوس شخص کے کہ پیدا کیا ہے اوسنے زمین کو فِي يَوْمَيْنِ بیچ دو دن کے کہ وہ یکشنبہ اور دوشنبہ ہے اور منقول ہے کہ اول زمین کو یکشنبہ کے روز
پیدا کیا ہے اور دوشنبہ کو اوسکو پھیلایا اور منقول ہے کہ اول زمین وہ ہی جو بیت المقدس کی زمین ہے اور باقی اوسکے نیچے سے پھیلائی گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں دو دن سے مراد
مقدار دو دن کی ہے اور یاد رہے کہ قدرت قدیری دو دفعہ پیدا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ دو دن سے مراد دو وقت ہیں ایک تو ہنگام پیدائش اور ایک انتہائے پیدائش
پس فرماتا ہے کہ اے محمد تو ان کفار سے کہہ کہ تم کیونکر کفر کرتے ہو اوسکا کہ جسنے اپنی قدرت سے زمین کو دو روز میں پیدا کیا ہے وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا اور مقرر
کرتے ہو تم واسطے اسکے شریک ذَٰلِكَ وہ زمین کا پیدا کرنیوالا رَبُّ الْعَالَمِينَ پروردگار عالم کے لوگوں کا ہے اور پیدا کرنے والا سب چیزوں کا
وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ اور پیدا کیے بیچ اوس زمین کے پہاڑ بلند قائم ہونیوالے مِنْ فَوْقِهَا اوپر اوسکے ہیں تاکہ منافع اسکے لوگوں کو پہنچیں
وَبَارَكَ فِيهَا اور برکت دی بیچ اوس زمین کے کہ اوسمیں درخت اور زراعت اور آب شیریں اور نہریں پیدا کیے کہ بیچ اون پہاڑوں کے کہ بہت بلند ہیں اکثر فائدے
انمیں رکھے جیسے اور کانیں اور جواہر اور درخت اور میوے ہر قسم کے انمیں پیدا کیے وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا اور اندازہ کیں بیچ اوس زمین کے روزیاں اوسکی کہ
وہ کھانے ہیں بیچ باشندوں کے آدمیوں کی اور حیوانوں کی سب کی اور جس چیز کا کہ محتاج ہے جاندار کہ کھاسکے وہ سب اوسی زمین میں پیدا کیا فِي أَرْبَعَةِ
أَيَّامٍ بیچ چار دن کے یعنی بیچ بقیہ چار دن کے کہ وہ سہ شنبہ اور چہارشنبہ ہے یہ ایسا ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ سفر کی میں نے دلی سے لکھنؤ تک سولہ روز میں فیض آباد
تک دس روز میں یعنی چار روز اوسمیں بقیہ ہیں سو جیسے ہیں ایسی ہی دو روز بقیہ چار دن کے ہیں یعنی دو روز میں زمین کو پیدا کیا اور دو روز میں کھانیں اور روزیاں
جانداروں کی پیدا کیں اور شیخ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد چار دن سے چار وقت ہیں کہ جنمیں کھانا آدمیوں کا اور چوپاؤں کا اور پرندوں کا اور زمین کے اندر جانوروں کا
اور دریائی جانوروں کا پیدا ہوتا ہے اور وہ چار وقت چار فصلیں ہیں شتا اور ربیع اور صیف اور خریف شتا کہ ہندی میں وہ پوس اور ماگھ اور پھاگن
مہینے ہیں اور اوس زمانہ میں ولایت ایران اور عرب وغیرہ میں مینہ برستا ہے اور یہاں اوس مینہ کو مہاوٹ کہتے ہیں اور وہ موسم نہایت سرد ہوتا ہے اور بعد اوسکے ربیع کی
ہے اور ربیع کے مہینے ہندی میں چیت اور بیساکھ اور جیٹھ ہیں اوس موسم میں زمین پر گھاس اور گل بوٹا پیدا ہوتا ہے اور درختوں میں پھل لگتے ہیں اور وہ
موسم بہار کا ہوتا ہے اور بعد اوس فصل کے صیف آتا ہے اور ہندی میں وہ اساڑھ اور ساون اور بھادوں ہیں اور وہ موسم بغایت گرم ہوتا ہے اور اسمیں میوے پختہ ہوجاتے
ہیں اور ہوا سخت ہوجاتی ہے اور بعد اوسکے موسم خریف کا آتا ہے اور وہ ہندی میں کوار اور کاتک اور اگہن کے مہینے ہیں اوس موسم میں پاکی اور صفائی کرتے ہیں پھلوں کو
اور دانوں کو اُٹھاتے ہیں اگر ایک ہی فصل ہوتا تو روئیدگی زمین نہ نکلتی اسلئے کہ اگر وہ سب فصل ربیع ہوتے تو پھل اور دانے پختہ نہوتے اور اگر سب فصل صیف
ہوتے تو گرمی کی جہت سے کہ زمین میں ہے وہ سب جل جاتی اور حیوان اُسکو نہ کھا سکتے کوئی روزی نہوتی اور اگر سب فصل خریف ہوتے اور پہلا اون فصلوں میں کوئی
وقت نہوتا تو کوئی چیز نہ اُگتی اور حیوان کھا سکتے و اسکی نہوتی اور اگر سب فصل شتا ہوتے تو ہمیشہ بارش رہتی اور درختوں میں پھل اور زمین میں روئیدگی نہ
ظاہر ہوتی اسلئے خدا تعالیٰ نے کھانا روزی پیدائش چار وقتوں میں رکھی ہے شتا اور ربیع اور صیف اور خریف میں میوہ اور غلہ تو آدمی کھاتے ہیں اور گھاس اور بھوسا

اندازہ کرنا اور پیدا کرنا خدائے غالب کا ہے کہ اپنی بادشاہی میں جو چاہے سو کرے کوئی منع کرنیوالا نہیں ہے الْعَلِيمِ جاننے والا ہے پیدا کرنیکی مصلحتوں کا فَاِنْ اَعْرَضُوْا
پس اگر منہ پھیریں کفار قریش ایمان لانے سے باوجود دیکھنے ایسی اپنی دلیلوں اور نشانیوں قدرت خدا کے فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ تو تو کہہ ڈراتا ہوں میں تمکو اے یا اپنے کا صٰعِقَةً
عذاب بیہوش کرنیوالے اور ہلاک کرنیوالے سے کہ نازل ہوگی جلدی میں مانند بجلی گرنیوالی کے ہے اور وہ عذاب بیہوش کرنیوالا مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ مثل عذاب
بیہوش کرنیوالا عاد اور ثمود کے ہے کہ عاد کو تو ہوائے سخت سے ہلاک کیا تھا اور ثمود جبرئیل کی چیخ سے بیہوش ہو گئے تھے اور مر گئے تھے اِذْ جَاۗءَتْهُمُ الرُّسُلُ جس وقت کہ آئے
انکے پاس پیغمبر یعنی ہود اور صالح مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ آگے سے وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور پیچھے سے یعنی ہر طرف سے وہ پیغمبر انکے پاس آئے تھے اور
انہوں نے انکو سمجھایا اور نصیحت کی کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے اور سوائے ان پیغمبروں کے پہلے اور پیغمبر بھی انکے پاس آئے تھے اور یا یہ کہ خبریں پہلے پیغمبروں کی انکی سنتے تھے
اسی طرح سے انکے پاس پہونچ گئے تھے اور انہوں نے نصیحتیں کیں یا یہ کہا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر خدائے حق کو اور اسکی عبادت میں
کسی کو شریک مت کرو قَالُوْا کہا انہوں نے یعنی عاد و ثمود نے جواب میں پیغمبروں کے اور جھٹلایا کہ لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا اگر چاہتا پروردگار ہمارا کہ ہم ایمان لاویں اور
کسی کو اسکا شریک نہ کریں تو لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً البتہ نازل کرتا فرشتوں کو پیغمبر کر کے نہ کہ آدمیوں کو فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ پس تحقیق ہم
ساتھ اسکے کہ بھیجے گئے ہو تم کٰفِرُوْنَ کفر کرنیوالے ہیں اسلئے کہ جیسے کہ ہم آدمی ہیں ویسے ہی تم آدمی ہو تمکو پیغمبر کیا بزرگی اور زیادتی ہے اور انکا قصہ جدا
بیان کرتا ہے فَاَمَّا عَادٌ لیکن قوم عاد فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ پس سرکشی کی انہوں نے بیچ زمین کے اور بزرگ جانا انہوں نے اپنے تئیں
اور وں سے بِغَيْرِ الْحَقِّ ساتھ ناحق کے اور بدون لیاقت اور استحقاق کے اور انکا غرور بسبب کفر اور ظلم کی جہت سے تھا اور حضرت ہود نے انکو عذاب خدا سے ڈرایا
اور انہوں نے بسبب تکبر کی جہت سے انکی کچھ پروا نہ کی اور اپنی قوت اور توانائی کا غرور کیا وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا کون ہے ہم سے سخت
ہے قُوَّةً قوت میں یہ تمیز واقع ہوا ہے اور منقول ہے کہ وہ بہت بڑے قد کے آدمی تھے اور قوت انہیں اس قدر تھی کہ بڑے بڑے پتھروں کو اپنے ہاتھ سے پہاڑ میں
اکھاڑ لیتے تھے اور وہ اپنی قوت کی بہت سے غرور کر کے کہتے تھے کہ ہمارے برابر کون ہے اور منقول ہے اگر عذاب آویگا تو ہم اسکو بھی اپنی قوت سے دفع کرینگے خدا تعالیٰ انکو رد میں
فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہ دیکھا یعنی کیا نہ جانا انہوں نے کہ اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ تحقیق خدا جس نے پیدا کیا ہے انکو هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وہ زیادہ سخت ہے ان سے قوت میں اور قدرت میں پس وہ قدرت رکھتا ہے عذاب کے نازل کرنیکی اوپر انکے اور انکے ہلاک کرنیکی وَكَانُوْا اور تھے وہ انکا غرور سے
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے انکار کرتے باوجود علم انکے حق ہونیکے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پس بھیجا ہم نے اوپر ان لوگوں
عاد کی قوم کے رِيْحًا صَرْصَرًا ہوائے سخت کو کہ انکی سردی اور آواز سخت ہیبت ناک سے وہ ہلاک ہوئے فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسٰتٍ بیچ دنوں نحس کے کہ
تھیں وہ شوال کے اول وہی کچھ روز تھی ایک چہارشنبہ سے دوسرے چہارشنبہ تک آٹھ دن اور سات راتیں چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ سبع لیال و ثمانیة ایام یعنی
سات راتیں اور آٹھ دن اور منقول ہے کہ عذاب بہ نسبت پہلے چہارشنبہ کے روز نازل ہوتا تھا اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ جبوقت خدا تعالیٰ کسی
قوم پر مہربانی کرتا ہے تو مینہ برساتا ہے بروقت ضرورت اور جسکو ہلاک کرنا چاہتا ہے ہوا کو بھیجتا ہے بدون بارش کے جیسا کہ قوم عاد کے ساتھ کیا اور کہتے ہیں کہ پہلے
خدا تعالیٰ نے انپر مینہ کو بند کر لیا اور ہوا چلتی رہی اور بعد اسکے ہوا کو سخت کیا کہ اس نے انکو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدیا اور اہل کوفہ اور ابو جعفر اور ابن عامر نے
نحسات کو بکسر پڑھا ہے اور باقیوں نے بسکون حا اور نحس کے معنی شوم کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ عرب سردی کو نحس بولتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نحسات سے مراد
حساب کا درست ہے کہ وہ لوگ غبار میں ایسے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو نہیں دیکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے ہوا سخت نحس انپر بھیجی لِّنُذِيْقَهُمْ تاکہ
چکھاویں ہم انکو عَذَابَ الْخِزْيِ عذاب رسوائی اور خواری کا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے یعنی باوجود قوت اور شوکت انکی کے ہمنے انکو بیچ
دنیا میں خوار و ہلاک کیا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى اور البتہ عذاب آخرت کا رسوا کرنیوالا زیادہ ہے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اور اسمیں وہ بہت رسوا و شرمندہ
ہونگے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ اور وہ نہ نصرت کئے جاوینگے اور نہ کوئی انکی مدد کریگا کہ عذاب کو ان سے دفع کرے اور جابر بن عبد اللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ
ابو جہل نے بعضے سرداران قریش کو جمع کیا اور کہا کہ کار محمد کا سب کام اور فریب ہے جو شخص کہ جادو اور کہانت یعنی فال گوئی اور شعر جانتا ہو انکے پاس کسی آدمی کو بھیجنا چاہئے

تاکہ وہ محمد سے گفتگو کرے اور بعد اسکے حال سے آگہی ہماکو خبر کرے عتبہ نے کہا میں سب علم کو جانتا ہوں اور انکے پاس میں جاکر گفتگو کرتا ہوں اور جو کچھ انکا حال ہے میں
اطلاع پاؤنگا تو تمکو خبر کرونگا یہ کہکر عتبہ حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد تو بہتر ہے یا ہاشم اور عبد المطلب و عبد اللہ کہ تیرے باپ دادا اچھے اور وہ
کبھی ہمارے معبودونکو برا نہیں کہتے تھے اور تجھکو کیا ہوا کہ تو ہمارے معبودونکو گالیاں دیتا ہے اور ہمکو بیوقوف گمراہ جانتا ہے اگر مراد تیری ریاست اور سرداری ہے تو تجھکو ہم اپنا
سردار اور پیشوا کیا اور سبکا پیشتیجھکو حاکم کیا اور غرض تیری نکاح کرنا ہے تو قریش کی لڑکیوں میں سے جو کہ باکرہ یعنی کنواری اور بہت خوبصورت ہو اور تو اسکو
اختیار کرے تو ہم تیرے ساتھ اسکا نکاح کر دیں اور اگر مطلب تیرا مال ہے تو ہم اسقدر تجھکو زر سرخ دیویں کہ کبھی تو محتاج نہوگا اور تیری دولت کو کوئی نہ پہنچے اور جناب
رسول خدا ان باتونکو سنکر کچھ جواب نہیں دیتے تھے جسوقت اس شخص نے اس بیہودہ کلام کو تمام کیا تو حضرت نے اسکے جواب میں فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل من الرحمن
الرحیم یہانتک کہ فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق الایۃ عتبہ نے حضرت کا دامن پکڑ کر کہا کہ تجھکو قسم ہے اس خویشی کی جو ہم آپس میں رکھتے ہیں خاموش ہو حضرت رسول اللہ
خاموش ہو گئے اور عتبہ وہاں سے اٹھکر اپنے گھر کو گیا اور قریش کے پاس نہ گیا ان لوگوں نے کہا کہ عتبہ کہاں گیا ہے ایسا ہو کہ اپنے دین سے پھر گیا ہو اور محمد کے دین کی طرف رغبت کی ہو
اور یا یہ کہ محمد نے اسکو کھانا اور رشوت دی ہو اور فریب میں لایا ہو وہ سب اسکے گھر آئے اور کہا اے عتبہ تو محمد کے پاس سے اٹھکر ہمارے پاس کیوں نہیں آیا معلوم
ہوا کہ تو اپنے دین سے پھر گیا ہے یا کھانا محمد کا کھایا یا رشوت اسنے تجھکو دی ہے عتبہ یہ کلام انکی سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ مال میرا تم سب لوگوں سے زیادہ ہے اور مجھ پر
سے غلبہ میں بڑھا ہوا ہے میں کسی کا کھانا کھانے پر فریفتہ ہوؤں اور تم جانتے ہو کہ محمد مال نہیں رکھتا ہے لیکن کبھی وہ کسیکو رشوت کا فریب میں لاسکیگا اور لیکن میں انکے
پاس گیا تھا اسنے میری باتوں کے جواب میں وہ کلام پڑھا کہ وہ نہ شعر تھا اور نہ جادو تھا اور نہ کہانت تھی اور جو کچھ میں نے سنا تھا وہ اسکو بروبر پڑھا اور کہا کہ جب اسنے یہ ان پر
ہاتھ رکھا اور اسکو قسم دی کہ اس سے زیادہ اور نہ پڑھے اور تم جانتے ہو کہ محمد کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے میں ڈرا کہ عذاب نازل ہو اور یہ وہ باعث ہو ہماری اور تمہاری سب کی
ہلاکت کا وہ لوگ یہ سنکر ناامید ہو کر اسکے گھر سے باہر چلے آئے اور اب اللہ تعالیٰ قوم ثمود کا حال بیان کرتا ہے کہ واما ثمود اور لیکن قوم ثمود کہ وہ حضرت
صالح کی امت کے لوگ تھے فھدینٰھم پس راہ نمائی حق کی ہمنے انکو پیغمبر کو بھیجکر اور دلیلوں اور حجتوں حق بیان کیے اور معجزہ دکھلا کر فاستحبوا العمیٰ
پس دوست رکھا انہوں نے نابینائی کو یعنی گمراہی کو اور کفر کو علی الھدیٰ اوپر راہ نمائی کے یعنی ایمان پر مراد یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایمان کو خوار کیا اور اپنی
کفر اور گمراہی کو ایمان سے بہتر جانکر قبول کیا فاخذتھم پس پکڑ لیا انکو صاعقۃ العذاب الھون کڑک عذاب خوار کرنیوالے نے کہ وہ چیخ جبرئیل
کی تھی اسکے صدمہ سے ایک لحظہ میں وہ سب ہلاک ہوئے بما کانوا یکسبون بسبب اسچیز کے کہ وہ کسب کرتے تھے کہ حضرت صالح کو جھٹلاتے تھے اور ناقہ
صالح کو انہوں نے قتل کیا تھا ونجینا الذین امنوا اور نجات دی ہمنے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے اس عذاب سے وکانوا یتقون
اور تھے وہ کہ پرہیز کرتے تھے شرک اور گناہوں سے یعنی صالح کی امت میں جو کہ مومنین اور پرہیزگار تھے انکو ہمنے جبرئیل کی آواز سے محفوظ رکھا اور بچا دیا کہ وہ زندہ رہے
اور ابطال کافروں کا حال خدا انتہا بیان کرتا ہے کہ ویوم یحشر اور یاد کر تو اے محمد صلعم اس دن کو کہ جمع کیے جاوینگے یعنی قیامت کا روز اعداء
اللہ دشمن خدا کے پہلی ان سے اور پچھلی ان کے آدمی الی النار طرف آتش دوزخ کے فھم یوزعون پس وہ روکے جاوینگے اور ایک جگہ کھڑے
کیے جاوینگے تاکہ پچھلے آدمی انہیں آکر مل جاویں اور بعد اسکے ان سب کو روانہ کریں اکٹھا کرکے حتی اذا ما جاءوھا یہانتک کہ جسوقت آوینگے وہ آتش دوزخ میں
شھد علیھم گواہی دیویں اوپر انکے سمعھم کان انکے جبکہ انہوں نے سنا تھا پیغمبروں کو طرف دین حق کے بلاتے ہوئے اور انہوں نے اسکو قبول نہ کیا تھا
وابصارھم اور آنکھیں انکی گواہی دینگی جو کچھ کہ انہوں نے خدا کی وحدانیت کی نشانیوں میں سے دیکھا تھا اور پیغمبروں کو طرف دین حق کے بلاتے ہوئے دیکھا تھا اور
ان لوگوں نے ادھر سے منہ پھیر لیا تھا وجلودھم اور پوستیں انکی یعنی اعضا انکے جو کچھ کہ بدن میں ہیں گواہی دینگے بما کانوا یعملون ساتھ اسکے کہ
تھے وہ عمل کرتے دنیا میں بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سب سے دست چپ اور دست راست گواہی دینگے اور بعد انکے اور اعضا اور بعضے کہتے ہیں کہ جلود سے مراد فرج ہیں کہ وہ زنا کی
بھی گواہی دیگا وقالوا اور کہینگے وہ کفار اور گنہگار واسطے لجلودھم اپنی اعضا کے جنہوں نے گواہی انپر دی تھی کہ لم شھدتم
علینا کس واسطے گواہی دی تم نے اوپر ہمارے کہ ہم تو تمہیں دنیا میں مستی کرتے تھے کہ ہر آفت سے تمکو بچاتے تھے اور یہاں ابھی ہم چاہتے ہیں کہ عذاب سے تمہیں دفع کریں انہوں نے کہا

ع ۱۰ / ۱۷

حال بیان کرتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا تحقیق وہ لوگ کہ کہا انہوں نے رَبُّنَا اللّٰہُ پروردگار ہمارا خدا ہے جو کہ معبود حق ہے اور اسکی وحدانیت کا
اور اسکے رسول کا اور جو کچھ رسول کہ پاس سے لایا ہے اسکا انہوں نے اقرار اور اعتقاد کیا ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا پس سیدھے رہے وہ اور قائم رہے اس اقرار اور اعتقاد پر
اور اس سے پھر نہیں گئے کہ وقت تک ہے اور ایسا منقول ہے کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ آدمی کلمہ ربنا اللہ کے قائل ہوتے ہیں اور اس پر قائم نہیں رہتے پھر جاتے ہیں پس جو وقت کہ مرنے
کے وقت تک اس کلمہ کا اقرار کرتا رہا ہو وہ طریقہ استقامت پر قائم رہا اور حضرت امیر المومنین سے روایت ہے کہ فرمایا فرائض کے ادا کرنے پر قائم رہو مرنے کے
وقت تک اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا استقامت کیا چیز ہے فرمایا واللہ کہ استقامت وہ راہ ہے کہ جس پر ہم ہیں یعنی
قائم رہنا اہلبیت کی پیروی پر مرنے کے وقت تک اور بعض کہتے ہیں کہ مراد استقامت سے قائم رہنا احکام پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مطابق ہونا گفتار کا کردار سے
مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دور رہنا دنیا اور رغبت کرنی آخرت کی مراد ہے اور منقول ہے کہ ایک روز رسول خدا صلعم قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور روتے تھے کسی نے پوچھا
یا رسول خدا اتنا خوف کرتے ہو فرمایا کہ ان آیتوں نے مجھ کو بوڑھا کیا ہے کہ مثل تیزی تلوار کے ہیں اگر میں سیدھا چلا جاؤں تو نجات پاؤں اور اگر تھوڑا سا بھی اس سے پھروں
ہلاک ہو جاؤں پس جو شخص کہ راہ حق پر سیدھے چلے جاتے ہیں کسی طرح اس سے نہیں پھرتے ہیں تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ نازل ہوتے ہیں ان پر فرشتے
وقت مرنے کے اور وقت نکلنے کے قبروں سے یا قیامت میں اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وقت مرنے کے فرشتے ان مومنین کے پاس آتے ہیں اور خوشخبری دیتے ہیں
اور کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوۡا یہ کہ نہ خوف کرو تم عذاب سے وَلَا تَحۡزَنُوۡا اور نہ غمگین ہو تم تو اپنے حال پر جو گزرا ہو اور دنیا کے ہونے سے اور یا یہ کہ غمگین ہو تم
اپنے پس ماندگی کی طرف سے اپنی اولاد اور والدین اور جو کہ بغیر تمہارے خدا تعالیٰ کارساز انکا ہے وَاَبۡشِرُوۡا اور خوش ہو تم بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ ساتھ بہشت کے
وہ بہشت کہ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ تھے تم کہ وعدہ کئے جاتے تھے زبانی پیغمبر کے نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُكُمۡ ہم دوست تمہارے ہیں اور مددگار تمہارے فِی الۡحَیٰوةِ
الدُّنۡیَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ تم کو آفتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور بچاتے تھے اور ہم طرف راہ نیک کے ہدایت کرتے ہیں بخلاف شیاطین کے کہ وہ کفار کو گمراہ کرتے ہیں
وَفِی الۡاٰخِرَةِ اور بیچ آخرت کے دوست تمہارے ہیں ہم کہ تمہاری سفارش کرتے رہتے ہیں اس وقت تک کہ تم بہشت میں داخل ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہم تمہاری نگہبانی کرتے ہیں دنیا میں کہ جس طرح بلاؤں اور آفتوں سے اور وقت مرنے کے وسوسہ شیطان اور آخرت میں عذاب کی سختیوں سے
اور بہشت میں تم کو پہنچاوینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی دوست ہمارا نہیں مرتا ہے مگر کہ حاضر ہوتے ہیں اسکے پاس رسول خدا اور امیر المومنین و حسن اور
حسین علیہم السلام اور خوشخبری دیتے ہیں اسکو اور جو کوئی کہ ہمارا دوست نہیں ہے وہ انکو خوفناک صورت میں دیکھتا ہے اور دلیل اس پر شعر جناب امیر کا ہے کہ جو حضرت کے دیوان
میں ہے اور مضمون اسکا یہ ہے کہ فرماتے ہیں اے حارث ہمدانی جو کوئی مرتا ہے وہ وقت مرنے کے مجھکو دیکھتا ہے مومن ہو یا منافق اور وہ فرشتے کہتے ہیں ان مومنین کو
وَلَکُمۡ فِیۡهَا اور واسطے تمہارے ہے بیچ اس آخرت کے مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وہ چیز کہ خواہش کرتے ہیں نفس تمہارے لذت اور بزرگی کی چیزیں وَلَکُمۡ فِیۡهَا
اور واسطے تمہارے ہے بیچ اس آخرت کے مَا تَدَّعُوۡنَ وہ چیز کہ دعوی کرو گے تم کہ یہ ہمارے ہو کوئی منع کرنیوالا نہیں ہے نُزُلًا ضیافت اور بخشش ہے بیحال
ہر چیز کی خواہش تمہارے نفس کرتے ہیں مِّنۡ غَفُوۡرٍ خدا بخشنے والے کی جانب سے رَّحِیۡمٍ مہربان کہ سب مومنوں کو اور ہر اعمال واقع ہوا ہے اور تفسیر امام میں سورۂ بقرہ کی تفسیر میں
لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مومن ہمیشہ خوفناک رہتا ہے اپنے انجام سے اور طرف منازل اپنے کے نہیں دیکھتا اسکو یقین نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ وقت نزع کا اور ملک الموت کے حاضر ہونے کا آتا ہے
اور ملک الموت اسکے پاس آتا ہے وہ مومن اس وقت بیماری کی شدت میں اور اپنے مال اور اہل و عیال کی جدائی سے غمگین ہوتا ہے اور دلمیں اسکے آرزوئیں اور حسرتیں بہت سی
ہوتی ہیں ملک الموت اسکو کہتا ہے کہ کیا ہوا تجھکو کہ اسقدر رنج کرتا ہے کہتا ہے کہ حال میرا بیقرار ہے اور تو میری زندگی قطع کرتا ہے ملک الموت کہتا ہے کہ کیا کوئی عاقل رنج کرتا ہے
کہ ایک درہم کے جانے سے جسکی عوض میں چند در چند لاکھوں دینار ملتے ہیں وہ کہتا ہے کہ نہیں تب ملک الموت کہتا ہے کہ اوپر کو نظر کر اور دیکھ تو کیا ہے پھر
وہ مومن نظر کرتا ہے تو باغ اور محل اسکی نظر آتے ہیں دیکھتا ہے کہ سب آرزوئیں اسکے سامنے کھڑی ہوئی اور حکم میں معلوم ہوتی ہیں اس وقت ملک الموت اسکو کہتا ہے کہ یہ سب
تیرے مکان اور باغ اور نعمتیں اور مال ہیں اور تیرے عیال اور خادم ہیں اور جو شخص کہ تیرے اہل اور عیال اور اولاد دنیا میں صالح یہاں دنیا میں ہیں وہ سب تیرے پاس
تیرے ہمراہ بہشت میں رہینگے کیا پس تو راضی ہوتا ہے اس چیز کے بدلے جو یہاں دنیا میں تیرے ہیں وہ مومن کہتا ہے کہ ہاں قسم ہے خدا کی میں راضی ہوں

تسبیح کرتے ہیں واسطے اسکے باللیل والنھار ساتھ رات کے اور دن کے برابر اسکی عبادت کرتے ہیں بلا فاصلہ وھم لا یسئمون اور وہ نہیں تھکتے ہیں
عبادت کرنے سے اور شیعوں کے نزدیک سجدہ اسی آیت پر ہے اور صحیح وہ ہے کہ جو ائمہ معصومین سے منقول ہے اور وہ ایاہ تعبدون پر ہے ومن آیاتہ اور نشانیوں
قدرت اسکی سے ہے انک تری الارض یہ کہ تحقیق تو دیکھتا ہے زمین کو خاشعۃ ذلیل اور خوار ہونیوالی پژمردگی سے فاذا انزلنا
پس جس وقت نازل کریں ہم علیھا الماء اوپر اسکے پانی کو مینہ برسا کر اھتزت ہلتی ہے وہ خوشی سے وربت اور پھولتی ہے مانند خمیر کے تاکہ اسکو
طرح طرح کی بوٹیاں نکالیں اور سبزہ و آراستہ ہو جاتی ہے ان الذی احیاھا تحقیق جس نے کہ زندہ کیا ہے اسکو بعد مردہ اور بنجر ہو جانے کے تو وہ
لمحی الموتی البتہ زندہ کرنیوالا ہے مردوں کا آخرت میں انہ علی کل شیء قدیر تحقیق وہ خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے
جو چاہے اسکو جیسے زندہ کرے اور ایسا ہی نزول کو تنبیہ کرتا ہے کہ ان الذین یلحدون تحقیق جو لوگ کہ کجروی کرتے ہیں راہ حق اور طریق
سیدھی سے تاویل اور طعن کرکے فی آیاتنا بیچ آیتوں ہماری کے وہ لوگ کجی سے چلنے والے لا یخفون علینا نہیں پوشیدہ ہیں اوپر ہمارے
کہ ہم جانتے ہیں اور انکی باتوں کو ہم سنتے ہیں موافق انکے فعلوں کے ہم سزا دینگے افمن یلقی فی النار کیا پس جو شخص کہ ڈالا جائیگا بیچ آتش دوزخ
خیر بہتر ہے ام من یاتی آمنا یا وہ شخص کہ آئیگا امن پانیوالا آتش دوزخ سے یوم القیامۃ دن قیامت کے کہ یہ دونوں درجہ میں ہرگز برابر نہونگے
کہ پہلا تو آتش دوزخ میں ہمیشہ جلیگا اور دوسرا بہشت میں رہیگا اور مراد اول سے ابوجہل اور کفار ہیں اور ان کافروں ملحدوں کو فرماتا ہے کہ
اعملوا ما شئتم عمل کرو تم جو کچھ چاہو تم ہی کافرو انہ تحقیق کہ وہ خدا بما تعملون بصیر ساتھ اسکے کہ کرتے ہو تم
دیکھنے والا ہے موافق تمہارے عمل کے تمکو جزا دیگا ان الذین کفروا بالذکر تحقیق وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے ساتھ ذکر کے یعنی ساتھ قرآن
کے کہ نہ ایمان لائے لما جاءھم جس وقت آیا وہ قرآن انکے پاس سو عنقریب جزا دیے جائینگے وہ اپنے کفر کی یہ خبر ان کی ہے کہ محذوف ہے وانہ اور
تحقیق وہ قرآن لکتاب عزیز البتہ کتاب ہے عزت والی نزدیک خدا کے اور کہتے ہیں قرآن اسواسطے عزیز ہے کہ کلام پروردگار عزیز کا ہے کہ بادشاہ
عزیز ہے نازل کیا ہے اسکو رسول عزیز پر واسطے امت عزیز کے یا اسواسطے عزیز ہے کہ کوئی مثل اسکے نہیں لا سکتا یا اس واسطے کہ کلام اسکی عزیز ہیں لا یاتیہ
الباطل نہیں آتا ہے اسکو باطل یعنی اسمیں دخل جھوٹ کا نہیں من بین یدیہ آگے اسکے سے ولا من خلفہ اور نہ پیچھے اسکے سے
یعنی کسی جہت سے اسمیں باطل نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اسکی خبروں گذشتہ اور آئندہ میں کسی طرح کا دروغ نہیں ہے
بلکہ جو کچھ اسمیں لکھا ہے وہ سب مطابق واقع کے ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے اس سے کوئی کتاب ایسی نہیں آئی ہے کہ اسکو باطل کر دے
اور یا یہ کہ شیطان اپنی طرف سے کچھ اسمیں کم اور زیادہ نہیں کر سکتا غرض یہ ہے کہ یہ کتاب ایسی ہے کہ کسی طرح کا خلل نہیں اسمیں آتا اسلئے کہ یہ تنزیل نازل کرنا
من حکیم خدا حکمت والے کی جانب سے ہے کہ جو سب مصلحتوں اور حکمتوں کو جانتا ہے حمید سراہا گیا ہے نعمتوں و ہر ایک جہت سے کہ اسکا احسان اور نعمتوں
سے قرآن ہے اور کفار جو انکا انکار کرتے تھے تو رسول خدا صلعم کو رنج ہوتا تھا اسواسطے خدا تعالی واسطے تسلی خاطر حضرت کے فرماتا ہے کہ ما یقال لک نہیں کہا جاتا واسطے تیرے
یعنی یہ کفار نہیں کہتے ہیں تجکو الا ما قد قیل مگر جو کچھ کہ تحقیق کہا گیا ہے للرسل من قبلک واسطے پیغمبروں کے پہلے تجھ سے کہ انکو بھی انکی امت کے
آدمی جھٹلاتے تھے اور انکا انکار کرتے تھے پس ان کفار کی باتوں پر تو رنجیدہ مت ہو کہ ان ربک تحقیق پروردگار تیرا لذو مغفرۃ البتہ صاحب
بخشش کا ہے مومنین کے واسطے کہ انہوں نے نیت خالص سے خدا تعالی کی توحید کا اقرار کیا ہے اور رسول حق کی نبوت کے حق ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں وذو عقاب الیم
اور صاحب عذاب دردناک کا ہے کفار کیواسطے کہ انہوں نے خدا کو اور رسول حق کو اور قرآن کو جھٹلایا اور کہتے ہیں کفار کہتے تھے کہ قرآن عجمی زبان میں یعنی عربی کے سوا دوسری
زبان میں کیوں نہیں نازل ہوا یا بعضا عربی ہوتا اور بعضا قرآن عجمی یہ آیت نازل ہوئی ولو جعلناہ اور اگر کرتے ہم اس قرآن کو کہ ستاون سے کچھ فصل
اور زیادہ ہیں آیات قرآنا اعجمیا قرآن عجمی سوا زبان عرب کے تو لقالوا البتہ کہتے وہ کفار عرب کہ لولا فصلت آیاتہ کیوں نہیں تفصیل کی گئی ہیں
آیتیں اسکی ساتھ زبان عربی کے کہ ہمکو ہم سمجھیں ءاعجمی کیا کلام عجمی ہے وعربی و پیغمبر عربی مخاطب ہے یعنی جس پیغمبر پر نازل کیا ہے وہ عربی ہیں اور کہتے ہیں کیونکر ہم

ہوتی سمجھیں کہ ہماری زبان تو عربی ہے اور یہ قرآن عجمی ہے پس خدا تعالیٰ نے قرآن کو انکی زبان میں نازل کیا اور انکی ہی قوم میں سے پیغمبر کو بھیجا تاکہ حجت پوری تمام ہو جاوے اور
یہ جو کہتے ہیں کہ کتاب تو عجمی ہے اور جن لوگوں پر نازل ہو وہ عربی ہوں انکی زیادتی انکار اور کفر سے ہے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں کو کہ ھُوَ وہ کتاب
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا واسطے ان لوگوں کے ہے کہ ایمان لائے ہیں هُدًى راہ دکھلانیوالی ہے طرف بہشت کے وَّشِفَاۗءٌ اور شفا دینے والی ہے مرضوں ظاہر و باطن
کے اور یا یہ کہ شفا دینے والی شک اور شبہ کی بیماری سے ہے وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ
بیچ کانوں انکے بوجھ اور سنگینی ہے کہ انکا حال بہروں کا سا کرتے ہیں اور یہ بوجھ کہ کانوں سے انکو نہیں سنتے ہیں وَّهُوَ اور وہ کتاب عَلَيْهِمْ عَمًى
اوپر ان کفار کے اندھی ہے یعنی پوشیدہ ہے کہ انکی آنکھوں کو دیکھنے سے اپنے اندھا کرتے ہیں یعنی انکی آنکھوں سے جو فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں لیکن یا کہ بہرا اور
اندھا ہونا انکا انکو دیکھنے اور سننے کو منع کرتا ہے اُولٰۗىِٕكَ یہ لوگ جو کہ قرآن کے دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے ہیں يُنَادَوْنَ پکارے جاتے ہیں
مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ مکان دور سے یعنی وہ لوگ انکے انکار اور نہ سمجھنے کی جہت سے ہوئے ہیں جیسے کوئی کسی کو مسافت بعید اور دور سے آواز کرتا ہے اور وہ پکارنے والا
کو دیکھتا ہے اور نہ انکی آواز کو سنتا ہے اور یہ کہ سمجھے کہ دور سے انکو آواز کی آواز کچھ فائدہ نہیں دیتی اسی طرح انکو بھی پڑھنا قرآن کا انکو کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے
اور اب حضرت سرور کائنات کی تسلی کرنے کو فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ دی ہم نے موسیٰ کو کتاب یعنی توریت فَاخْتُلِفَ
فِيْهِ پس اختلاف کیا گیا بیچ اسکی بعضوں نے تو اس کتاب کا اعتبار کیا اور بعضوں نے نہیں کیا بلکہ جھٹلایا انکو جیسے کہ تیری قوم نے اے محمد صلعم قرآن میں
اختلاف کیا ہے کہ بعضے تو ایمان لائے ہیں اور بعضے نہیں لاتے بلکہ انکو جھٹلاتے ہیں وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ اور اگر نہ ہوتا سخن کہ پہلے گذر
گیا ہے تیری قوم کے مقدمہ میں مِنْ رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے کہ خدا انکو عذاب نہ کریگا اس وقت کہ تو انمیں موجود ہو اور انکا عذاب
آخرت پر منحصر رکھا ہے لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ البتہ حکم کیا جاتا درمیان انکے عذاب کا اور جیسے انکار کرتے انکو ہلاک کر دیتا ہے وَاِنَّهُمْ اور تحقیق وہ
مشرکین عرب لَفِيْ شَكٍّ البتہ بیچ شک کے ہیں مِّنْهُ اس قرآن سے مُرِيْبٍ کہ شک میں انکو ڈالا ہے اور شبہ میں ڈالا ہے یعنی نہایت
شک ہے اور ظن غالب انکا یہ ہے کہ قرآن جھوٹ ہے اور اب خدا تعالیٰ تنبیہ پکڑنے کے طور پر فرماتا ہے کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو کوئی کام کرے نیک فَلِنَفْسِهٖ
پس واسطے نفس اسکے کے ہے کہ اسکا فائدہ اسکی نفس کو ہوگا وَمَنْ اَسَاۗءَ اور جو کوئی بدکام کرے فَعَلَيْهَا پس اوپر اسی نفس کے ہے اسکی بدی کا وبال وَ
مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ اور نہیں ہے پروردگار تیرا ظلم کرنیوالا لِّلْعَبِيْدِ واسطے بندوں کے کہ موافق عمل کے جزا نہ دیوے اور ثواب کسی کی طاعت کا نہ دیوے
اور ایک شخص کے گناہ میں دوسرے کو سزا دیوے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور کہتے ہیں کہ کفار قریش نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ اگر تو پیغمبر سچا ہے اور عذاب کا وعدہ جو کرتا ہے تو
کرتا ہے کہ قیامت میں ہوگا عذاب ہمکو تو بتلا کہ قیامت کب ہوگی یہ آیت نازل ہوئی کہ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ طرف اسی کے پھیرا جاتا ہے جاننا قیامت کا یعنی
سوائے خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب ہوگی وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ اور نہیں نکلتے ہیں کوئی میوے اور جو آدمی کہ میوہ پڑھتا ہے یعنی نہیں نکلتا ہے کوئی پھل
مِّنْ اَكْمَامِهَا غلافوں اپنے میں سے وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى اور نہیں حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ وہ انسان اور حیوان کی وَلَا تَضَعُ اور نہ رکھتی یا جنتی
حمل کو پیٹ سے نکال کسی وقت اِلَّا بِعِلْمِهٖ مگر ساتھ علم اسی خدا کے کہ وہی جانتا ہے کہ دانہ کہاں کس وقت نکلے گا اور کیا مزہ کا مزہ ہوگا اور میٹھا ہوگا
یا برا ہوگا اور کیا اسکا رنگ سا ہوگا اور حمل میں نر ہے یا مادہ اور کس وقت وہ پیدا ہوگا ان سب کو خدا جانتا ہے اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور یہی قیامت کا
علم بھی اسکو ہے اور سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا ہے وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن کہ پکاریگا خدا ان مشرکین کو اور سوال کریگا انکو واسطے سرزنش کے کہ اَيْنَ
شُرَكَاۗءِيْ کہاں ہیں شریک میرے کہ جنکو تم انکو گمان میں میرا شریک جانتے تھے قَالُوْٓا کہینگے وہ مشرکین اٰذَنّٰكَ خبر کر دی ہے ہم نے تجھکو مَا مِنَّا
مِنْ شَهِيْدٍ نہیں کوئی ہم میں سے گواہ کہ انکے شریک ہونیکی گواہی دیوے جیسے کہ ہم انکے شریک ہونا کا حال دیکھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر قالوا کی ان شریکوں کی طرف
پھرتی ہے وہ شریک کہینگے کہ ہم میں سے کوئی انکی گواہی دینے والا نہیں کہ انہوں نے جو انکے تجھکو پکارا کیا ہے اور خبر واحد ہونیکا تیرے اقرار کیا ہے وَضَلَّ عَنْهُمْ اور گم
یعنی مشرکوں سے مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ وہ چیز کہ تھے پکارتے اور پرستش کرتے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے یعنی قیامت سے پہلے جو دنیا میں پوجتے تھے انکو وہ

ع ۱۲
۱۹

نہ دیکھینگے وَظَنُّوا اور یقین کرینگے وہ مشرکین کہ مَا لَهُم نہیں ہے واسطے انکے مِّن مَّحِيصٍ کوئی جگہ بھاگنے کی عذاب سے اور ظن یہاں بمعنی یقین کے ہے اور ایسا بہت
آیا ہے اور غیر یاد لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ نہیں تھکتا ہے انسان کافر مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ چاہنے بھلائی سے اُن چیزوں میں مثل مال و صحت اور فراغت وَ
إِن مَّسَّهُ الشَّرُّ اور اگر پہنچتی ہے اسکو بدی مثل محتاجگی اور بیماری اور پریشانی کے تو فَيَئُوسٌ پس نا امید ہوتا ہے آلہی رحمت سے قَنُوطٌ بہت ظاہر
کرنیوالا ناامیدی کا رحمت خدا سے اور دعا کے قبول ہونے سے اور یہ حال کافر کا ہے وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ اور اگر چکھائیں ہم اسکو رَحْمَةً مِّنَّا بخشش اپنے پاس سے
مثل تونگری و صحت کے مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ پیچھے سختی کے کہ پہنچی ہے اسکو مثل بیماری اور تنگدستی کے تو لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي البتہ کہے یہ
بھلائی واسطے میرے ہے یعنی میں اسکا مستحق ہوا ہوں یا یہ کہ یہ بھلائی ہمیشہ میرے لیے ہے اور کبھی یہ دور نہ ہوگی اور کہتا ہے کہ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ
اور نہیں گمان کرتا ہوں میں قیامت کو قَائِمَةً قائم ہونیوالی یعنی قیامت نہ ہوگی وَلَئِن رُّجِعْتُ اور اگر پھیرا جاؤں میں إِلَىٰ رَبِّي طرف پروردگار
اپنے کے یعنی بالفرض اگر قیامت قائم ہو جیسے کہ تم مسلمان کہتے ہو اور مجھکو بھی زندہ کر کے اٹھائیں تو إِنَّ لِي تحقیق واسطے میرے ہے عِندَهُ نزدیک اس خدا کے
لَلْحُسْنَىٰ البتہ نیک تر حالت ہوگی اس حالت سے جو میں آجکے دن یہاں رکھتا ہوں اسلیے کہ دنیا میں جو میرے لیے استحقاق نعمتوں کا ثابت ہے آخرت میں بھی پھر
وہاں اسی طرح کی نعمتیں ہونگی یہ قیاس ہے پس حق تعالی جواب میں اسکے فرماتا ہے کہ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا پس البتہ خبر دینگے ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے وہ
بِمَا عَمِلُوا ساتھ اسکے کہ عمل کیا ہے انہوں نے مثل شرک کے کہ جو موجب عذاب ہی کا ہے یعنی وہ توقع رکھتے ہیں کہ آخرت میں بھی انکے واسطے نعمتیں ہونگی لیکن ہم انکو
عکس اسکا دکھلائینگے کہ انکو اعمال بد کی جزا میں انکو ہمیشہ دوزخ میں جلائینگے وَلَنُذِيقَنَّهُم اور البتہ چکھائینگے ہم انکو مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ عذاب
سخت میں کہ ہرگز اس سے انکو نجات نہو وَإِذَا أَنْعَمْنَا اور جسوقت کہ انعام کریں ہم اور دروازہ نعمتوں کا کھولیں ہم عَلَى الْإِنسَانِ اوپر آدمی ناشکری
کرنیوالے کے تو أَعْرَضَ منہ پھیر لیتا ہے شکر کرنے سے اور اپنی نعمت کے غرور میں نعمت دینے والے کو فراموش کرتا ہے وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ اور دور کرتا ہے جانب اپنی کو شکر
کرنے سے اور اقرار نہیں کرتا ہے اپنی نعمت دینیوالے کی نعمتوں کا بسبب اپنے تکبر و سرکشی کے وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جسوقت پہنچتی ہے اسکو بدی مثل بیماری و تنگدستی کے تو
فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ پس صاحب حاجت کا ہے کہ ہماری درگاہ کیطرف رجوع کر کے بڑی چوڑی دعائیں اس بلا کے دفع کرنیکے واسطے کرتا ہے نہایت
عاجزی اور زاری سے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار کو أَرَأَيْتُمْ کیا دیکھا تمنے یعنی اگر کچھ شعور رکھتے ہو تو خبر دو تم مجھکو کہ إِن كَانَ اگر ہو وہ قرآن
واقع میں مِنْ عِندِ اللَّهِ نزدیک خدا کے سے کہ اسکا بھیجا ہوا ہو ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ پھر کفر کیا ہو تمنے ساتھ اسکے بدون تامل اور ملاحظہ کے اسکے معنی میں
مَنْ أَضَلُّ کون زیادہ گمراہ ہو مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ بیچ مخالفت دور کے ہے حق سے اور راہ نجات سے یعنی تم سے
زیادہ کون گمراہ ہوگا کہ ہمیشہ تم مخالفت میں اسکے ہو اور اسکو جھٹلاتے ہو اور انکار اسکا کرتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ابو جہل نے جناب رسولخدا صلعم سے کہا کہ اگر تو کوئی معجزہ
دکھلا کہ ہم تجھکو راست گو جانیں حضرت نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ابوجہل نے کہا کہ اے قریش محمد نے ہمپر جادو کیا اور نہیں تو تم اطراف و جوانب میں آدمیونکو بھیجکر دریافت کرو
جسوقت آدمیونکو روانہ کیا تو اطراف کے رہنیوالوں نے چاند کے ٹکڑے ہونیکی خبر دی ابوجہل نے سنکر کہا کہ یہ وہ جادو ہے کہ تمام جہان میں پھیل گیا ہے حق تعالی نے یہ آیت نازل
کی کہ سَنُرِيهِمْ قریب ہے کہ دکھلائیں ہم ان کفار مکہ کو آيَاتِنَا نشانیاں قدرت اپنی کی فِي الْآفَاقِ بیچ کناروں جہان کے وَفِي أَنفُسِهِمْ
اور بیچ نفسوں ان مکہ والوں کے یعنی ہم چاند کے ٹکڑے کرنے پر کفایت نکرینگے بلکہ مقرر اپنی قدرت کی علامتوں کو ان مکہ والوں اور نواح مکہ کے رہنیوالوں کو دکھلائینگے
حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ یہانتک کہ ظاہر ہو واسطے انکے أَنَّهُ الْحَقُّ تحقیق وہ رسول ہمارا حق ہے یعنی ہم اپنی توحید اور قدرت کی دلیلیں اور علامتیں انکو دکھلائینگے
کناروں میں عالم کے اور آسمان و زمین کے بیچ میں ہر طرف میں مثل آفتاب کے اور ماہتاب کے اور ستاروں کے اور پہاڑوں کے اور دریاؤں کے اور درختوں کے اور حیوانوں کے اور
انکی نفسوں میں جو کچھ عجائب اور غرائب کاریگریاں ہیں یعنی اسکو ہم دکھلائینگے تاکہ جانیں کہ وہ حق ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نشانیاں آفاق کی تو چاند گہن اور سورج گہن
اور زلزلہ اور بارش وغیرہ ہیں اور انکے نفسوں میں کبھی بھوک ہونی اور کبھی پیاس لگنی اور کبھی سیری ہونی اور کبھی بیماری ہونی اور کبھی صحت ہونی اور کبھی
تونگری اور کبھی محتاجگی اور کبھی غصہ اور کبھی خوشی مندی اور کبھی خوف ہونا اور کبھی امن و مثل اسکی بہت بڑی نشانیاں انکی قدرت کی ہیں کہ جو انکی توحید پر

کفر کو اختیار کرے وَالظّٰلِمُوْنَ اور ظالم جو ہیں اپنے نفس پر مَا لَهُمْ نہیں واسطے انکے مِّنْ وَّلِیٍّ کوئی دوست کارساز انکا ہووے وَّلَا نَصِیْرٍ اور نہ مدد
کرنیوالا کہ عذاب کو انسے دفع کرے اور نہ ایسا ہے کہ کفار توحید کا اقرار کریں اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ بلکہ پکڑے ہیں انہوں نے سوا اُس کے اَوْلِیَآءَ کئی دوست
یعنی بت اور معبود انکے ہیں جنسے نفع اور ضرر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر ارادہ کرینگے کوئی ایسا دوست اختیار کریں کہ وہ فائدہ انکو پہنچاوے اور ضرر کو انسے دور کرے تو فَاللّٰهُ
هُوَ الْوَلِیُّ پس خدا وہی دوست ہے جو نفع پہنچاوے اور ضرر کو دور کرے اور سوا اسکے اور کوئی ایسا نہیں ہے وَهُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اور نہیں
قدرت ہے بتوں کو جو معبود کفار کے ہیں وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے بخلاف بتوں کے کہ وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں
نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر کو دور کر سکتے ہیں آگے بعد اسکے پیغمبر کی حکایت کو بیان کرتا ہے نسبت بہ مومنین یعنی جو کچھ کہ پیغمبر صلعم نے مومنین سے کہا تھا اسکو بیان کرتا ہے کہ
وَمَا اخْتَلَفْتُمْ اور وہ چیز کہ اختلاف کیا ہے تم نے اے مومنین فِیْهِ بیچ اسکے کافروں کے مِنْ شَیْءٍ کسی شے سے امر دین میں یا دنیا میں فَحُكْمُهٗۤ پس حکم اسکا
سپرد کیا اِلَى اللّٰهِ طرف خدا کے ہے یعنی قیامت کے دن خداے تعالیٰ عدالت کریگا اور انکے جھگڑے کا حکم کریگا کہ حق ہے یا باطل ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حق
والوں کو اس روز ثواب بخشیگا اور باطل پر ہونیوالوں کو عذاب کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ متشابہ کی تاویل میں جو تم اختلاف کرتے ہو اسکو تم سپرد کرو طرف محکم کے
کتاب اللہ میں ہے اور … کہ آپس میں جو تم تنازع اور جھگڑا کرتے ہو اس میں پس رجوع طرف نبی کے کرو کہ وہ اسمیں حکم دے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ وہ خدا کہ حکم کریگا جھگڑوں میں رَبِّیْ
پروردگار میرا ہے عَلَیْهِ اوپر اسکے نہ اسکے غیر پر تَوَكَّلْتُ توکل کیا میں نے بیچ جمیع امور اور دفع کرنے مکر دشمنوں کے وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ اور طرف اسکے رجوع کرتا ہوں سب
کاموں میں فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا جَعَلَ لَكُمْ پیدا کیا واسطے تمہارے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نفسوں تمہارے سے یعنی تمہاری
نفسوں کی جنس سے اَزْوَاجًا جوڑے کہ انسے انس پکڑو اور وہ عورتیں تمہاری ہیں کہ انسے اولاد کو حاصل کرو وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اور چوپایوں سے پیدا کیا واسطے انکے
اَزْوَاجًا جوڑے یعنی قسم قسم کے کہ وہ نر اور مادہ اونٹ ہیں اور نر اور مادہ گوسفند کے ہیں اور نر اور مادہ گائے کے ہیں اور نر اور مادہ بکری کے ہیں کہ تم انسے
فائدہ حاصل کرو یَذْرَؤُكُمْ پیدا کرتا ہے تمکو اور چوپایوں کو فِیْهِ بیچ اسکے جو کہ ذکر کی گئی ہے پیدا کرنے جوڑوں کے اور معنی ذرء کے … پیدا کرنے
کے ہیں اور ضمیر فیہ … ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ بہت اور کثرت کرتا ہے تمکو کہ تمہارے نفسوں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے اور چوپایوں کے جوڑے
پیدا کئے تاکہ نسل اور اولاد کثرت سے ہو لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ نہیں ہے مانند اسکے کوئی شے نہ ذات میں نہ صفات میں پیدا کرنے آسمان اور زمین کی اور خلقت کی
کثرت میں … اور مانند اسکے مثل بنایا ہے … اور مثل صفت کے معنی میں ہیں وَهُوَ السَّمِیْعُ اور وہ سننے والا ہے ہر چیز
جو کہ قابل سننے کے ہے الْبَصِیْرُ دیکھنے والا ہر چیز کا ہے جو کہ قابل دیکھنے کے ہے باوجود اسکے کہ کسی کی مثل نہیں ہے یعنی باوجودیکہ کوئی چیز اسکی مشابہ اور مانند نہیں ہے
لیکن سنتا اور دیکھتا ہے لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اسکے کنجیاں ہیں آسمانوں کی اور زمین کی یعنی خزانہ آسمان کا کہ وہ بارش
باراں ہے اور خزانہ زمین کا کہ وہ زراعت ہے اور وہ سب چیزیں انکی ہیں سب انکے قبضہ اور قدرت میں ہیں یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ
یَّشَآءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے موافق مصلحت کے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جسکے واسطے چاہتا ہے موافق مصلحت اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ بِكُلِّ شَیْءٍ ساتھ
ہر چیز کے خواہ کشادہ کرنا روزی کا ہو خواہ تنگ کرنا عَلِیْمٌ جاننے والا ہے روزی کے استحقاق کو کہ کس قدر ہر ایک کو چاہیئے اور … بیان کرتا ہے
شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ ظاہر کیا اور بیان کیا خدا نے واسطے تمہارے دین کو کہ جسکو اختیار کرو اور راہ حق پاؤ مَا وَصّٰی بِهٖ وہ چیز کہ وصیت کی
ساتھ اسکے نُوْحًا نوح کو یعنی اس دین کو تمہارے واسطے بیان کیا کہ جس دین کی وصیت نوح کو کی تھی کہ جس دین میں شک نہیں ہے وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ
اور وہ دین کہ وحی کی ہے ہم نے طرف تیری اے محمد صلعم وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اور وہ چیز یعنی وہ دین کہ وصیت کی ہم نے ساتھ اسکے اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰۤی
ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یعنی خدا نے ظاہر کیا ہے اور بیان کیا ہے واسطے تمہارے اسکو کہ وہ مشہور ہے درمیان نوح اور محمد کے اور ان پیغمبروں کے جو درمیان انکے
کے ہوئے ہیں اور وہ اصول دین کا توحید خدا کی ہے اور اعتقاد کرنا تمام پیغمبروں کی نبوت اور انکی کتابوں کا اور روز قیامت کا اور مضمون اس وصیت کا اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ یہ ہے کہ
قائم کرو تم دین کو کہ وہ اعتقاد کرنا ہے اصول دین کا وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ اور نہ فرقہ فرقہ ہو تم بیچ اس دین کے اور اختلاف نہ کرو تم اس میں كَبُرَ بڑا اور دشوار ہوا

ع ٩
١
٢

وَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ اور اوپر ان لوگوں کے غضب ہے خدا کا اسلیے کہ وہ حق کے باطل کرنیکو دوڑتے ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ اور واسطے انکے عذاب
سخت ہے کہ وہ انسے دور نہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ جھگڑا انکا یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور پیغمبر ہمارا تمہارے پیغمبر سے پہلے ہے پس ہم تم سے بہتر ہیں
اَللّٰهُ الَّذِیْ خدا وہی حق وہ شخص ہے کہ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ نازل کیا ہے اسنے کتاب کو یعنی ہر ایک کتاب کو یا قرآن کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی ساتھ راستی
کے کہ جس چیز کی وہ خبر دیتا ہے گزشتہ اور آئندہ کی سب سچ ہے وَالْمِیْزَانَ اور ترازو کو نازل کیا ہے یعنی شرع کے طریق کو کہ وہ حقیقی عدالت اور ایسی چیزیں ہیں
مراد ترازو ہے یہی ترازو ہے کہ جسکا رواج دنیا میں ہے اور مراد انکی نازل کرنے سے تعلیم کرنا اسکا ہے کہ وزن کرنیکی کیفیت سکھلائی تاکہ بائع اور مشتری کو نقصان نہ ہو
وَمَا یُدْرِیْکَ اور کس چیز نے جتلایا ہے تجھکو قیامت کے حال کو لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ قیامت یعنی آنا اسکا قَرِیْبٌ نزدیک ہے اور بعض کلام خدا
میں لعل کے معنی یقین ہے یعنی البتہ قیامت نزدیک ہے پس پیروی کتاب خدا کی کرو اور اسکی شرع پر عمل کرو پہلے اسکے اور حکمت قیامت کے پوشیدہ کرنے میں یہ ہے کہ
بندے ہمیشہ خوف کرتے رہیں اور ذکر خدا میں مشغول رہیں اور اگر وقت قیامت کا معلوم ہوتا تو قیامت سے پہلے گناہ کرتے اور نزدیک قیامت کے توبہ کر لیتے
یَسْتَعْجِلُ بِهَا جلدی کرتے ہیں ساتھ اسکے یعنی قیامت کے ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور اسکے آنیکو
سچ نہیں جانتے ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر کو سچ جانا ہے وہ مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ڈرتے ہیں اس قیامت
کے سبب معلوم ہونے کے فعلوں کے انجام کے کہ دیکھیے نجات ہوگی یا نہیں وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہیں کہ تحقیق وہ قیامت حق ہے کہ ضرور آنیوالی ہے
اَلَآ اِنَّ الَّذِیْنَ خبردار ہو کہ تحقیق وہ لوگ کہ یُمَارُوْنَ شک کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں فِی السَّاعَةِ بیچ قیامت کے لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ
البتہ بیچ گمراہی دور کے ہیں حق سے کہ سب انبیا کی انکی خبر پر دلالت کرتی ہیں اور جو شخص کہ اول بار پیدا کرتا ہے کیا دوسری بار زندہ نہیں کر سکتا اَللّٰهُ
لَطِیْفٌ خدا مہربان ہے بِعِبَادِهٖ ساتھ بندوں اپنے کے اور یا یہ کہ دور بین ہے اور باریک بین ہے ساتھ بندوں اپنے کے کہ انکے دلوں کی باتوں کو سب کو
جانتا ہے اور مراد انکی یہ ہے کہ فائدہ پہنچانیوالا ان بندوں کو ہے اس جہت کہ دریافت کرنا اسکا نہایت باریک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لطف کے معنی یہ ہیں کہ نعمتیں اپنی
موافق ہوئی اور شکر بندہ کا قدر کی موافق چاہیے اور متکلمین کی اصطلاح میں لطف اس فعل کو کہتے ہیں کہ بندہ اسکے سبب طاعت سے قریب ہو اور گناہ سے دور ہو
جہت اور جو لطف کہ باعتبار طاعت کے ہو اسکو توفیق کہتے ہیں اور اگر گناہ کا منع کرنیوالا ہو اسکو عصمت کہتے ہیں اور بعضے لطیف کے معنی اسطرح بیان کیے ہیں کہ علم
اسکا گھیرنیوالا مصلحتوں کی باریکیوں کا ہو اور حکمت انکی شامل فائدوں اور نفعوں کے ہو اور یہی مقام ہے کہ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے
موافق مصلحت پوشیدہ کے پس خاص کرتا ہے ہر بندہ کو ایک قسم کی نعمت کے ساتھ کہ موافق حکمت ہو کہ کسیکو فرزند عطا کرتا ہے اور کسیکو تونگری بخشتا ہے اور کوئی اسکے
احسان سے خالی نہیں ہے اگرچہ ہر ایک نعمتیں میں فرق ہو کہ کسی کو زیادہ بخشا اور کسیکو کم وَهُوَ الْقَوِیُّ اور وہ زبردست ہے مہربانی اور لطف کرنے میں
الْعَزِیْزُ غالب ہے اپنے ارادہ میں کہ ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتا ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ جو شخص ہووے کہ ارادہ کرے وہ دنیا میں حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کھیتی
آخرت کا کہ جو ثواب آخرت کا ہے نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ زیادہ کرینگے ہم واسطے اسکے بیچ کھیتی اسکی کے کہ ایک کی عوض دس سے تا سات سو تک دینگے وَمَنْ
کَانَ یُرِیْدُ اور جو شخص ہووے کہ ارادہ کرے حَرْثَ الدُّنْیَا کھیتی دنیا کا کہ مقصود اسکا حاصل ہونا نعمت دنیا ہے نُؤْتِهٖ مِنْهَا دینگے
ہم اسکو اس دنیا میں سے موافق مصلحت اور حکمت کے جسقدر کہ وہ چاہا واسطے اسکے مقدر ہے جسقدر کہ وہ چاہا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ اور نہیں واسطے اسکے بیچ آخرت کے
مِنْ نَّصِیْبٍ کوئی حصہ ثواب میں اور کہتے ہیں کہ یہ آیت جہاد کرنیوالوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ بعضے انمیں منافق تھے وہ غنیمت لینے کے ارادہ سے جہاد کو
جاتے تھے اور جو کہ مومنین خالص تھے وہ بقصد ثواب جہاد کرتے تھے پس غنیمت کے طالب ہونیوالوں کو تو وہی حصہ کا مال غنیمت کا ملتا تھا اور آخرت کے طالب ہونیوالوں کو
غنیمت کا حصہ بھی ملتا تھا اور آخرت کا ثواب بھی ملتا تھا اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی آخرت کی نیت سے کام کرے حق تعالیٰ دنیا میں کام اسکے اور پریشانی
اسکی جمع کرے اور اسکے غنی کو بے پروا کرے اور دنیا اسکی طرف رخ کرے اور جو کوئی دنیا کی نیت سے کام کرے خدا اسکا کام پریشان کرے اور فقر اسکا آنکھوں کے
اسکے آگے لاوے اور دنیا میں سے اسکو کچھ نہ پہنچے مگر جو کچھ کہ واسطے اسکے مقدر ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مال اور بیٹے کھیتی دنیا کی ہیں اور عمل نیک کھیتی

آخرت کی ہی اور دوسری دائمی فنا ہی ہے کہ جو کوئی ارادہ کرے کسی بات کا وہی فائدہ دنیا تو نہیں دینگے واسطے اسکے کوئی حصہ آخرت میں ثواب سے نہیں اور جو کوئی ارادہ کرے
اسے آخرت کی بھلائی کا تو دیگا اسکو خدا خوبی دنیا اور آخرت کی اور اب جتنا کفار کو زجر اور توبیخ کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہے کہ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ بلکہ واسطے ان
کافروں کے شریک ہیں یعنی شیاطین جنکو انہوں نے شریک کیا ہے کہ شَرَعُوا لَهُمْ پیدا کیا ہے انہوں نے واسطے ان کفار کے اور مقرر کیا ہے یعنی انکے دلوں میں آراستہ کیا ہے......
مِّنَ الدِّينِ دین باطل سے مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ جسکو کہ نہیں اذن دیا ہے ساتھ اسکے خدا نے مثل شرک اور انکار قیامت کے اور عمل کرنا خاص واسطے دنیا کے
وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ اور اگر نہ ہوتا حکم فیصلہ کا کہ سابق ہو گیا ہی اور خدا تعالیٰ نے پہلے سے حکم دیا کہ عذاب کی تاخیر کا کہ فیصلہ خلقت کا قیامت پر کیا ہی
اور اس امت کا عذاب آخرت میں منحصر کیا ہی اگر یہ حکم پہلے سے نہ ہو لیا ہوتا تو لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ البتہ حکم کیا جاتا درمیان ان کافروں کے اور انکو شرک کیسا تھا ہر ایک
موافق انکے عمل کے سزا پاتا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ اور تحقیق جو لوگ کہ ظلم کرنیوالے اپنی نفسوں پر کفر سے لَهُمْ واسطے انکے قیامت میں عَذَابٌ أَلِيمٌ
عذاب دردناک ہی کہ کبھی کم نہ ہو گا تَرَى الظَّالِمِينَ دیکھیگا تو اے محمد صلعم ظلم کرنیوالوں کو قیامت میں کہ مُشْفِقِينَ ڈرنیوالے ہونگے مِمَّا كَسَبُوا جزا سے اس چیز کی
کہ کسب کیا ہے انہوں نے دنیا میں کہ قسم شرک سے اعمال بد کئے ہیں وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ اور وہ جزا واقع ہونیوالی ہی ساتھ انکے خواہ ڈریں وہ خواہ نہ ڈریں کچھ بہت
ڈرنا اور خوف انکا عذاب کو دفع نہ کریگا وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک وہ لوگ فِي
رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ بیچ باغوں بہشت کے ہونگے اور روضہ اس زمین کو کہتے ہیں کہ کثرت سے نیکی سبز ہوا اور جنت اس زمین کو کہتے ہیں کہ جسمیں درخت بکثرت
کثرت سے ہوں پس روضات الجنات سے مراد جنت میں مقام دلکش اور خوشتر ہیں لَهُم واسطے انکے ان بہشتوں میں مَا يَشَاءُونَ وہ چیز ہوگی کہ چاہینگے وہ اور آرزو
کرینگے وہ عِندَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار اپنے کے کہ اسکے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے ذَٰلِكَ وہ یعنی جو کہ مذکور ہوا بہشت میں داخل ہونا اور موافق اپنی خواہش کے
نعمتیں پانا هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ وہی ہے فضل بڑا اور نعمت بیشمار کہ جسکے مقابلہ میں نعمت دنیا فانی کی نہایت حقیر اور بے مقدار ہے ذَٰلِكَ یہ ثواب بڑا
الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ وہ چیز ہے کہ خوشخبری دیتا ہے خدا ساتھ اسکے عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا بندوں اپنے کو جو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک اور کشاف وغیرہ تفاسیر اہلسنت میں مذکور ہے کہ ایک روز انصار اپنا فخر بیان کر رہے تھے قریش پر ابن عباسؓ اور ایک روایت میں ہے کہ عباس نے
انصار کو کہا کہ ہمکو تم پر بزرگی اور فضیلت ثابت ہے اور رسول خدا نے یہ سنا تو انصار کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم ذلیل نہ تھے کہ خدا تعالیٰ نے میرے واسطے
تمکو عزیز اور عزت دار کیا انصار نے کہا کہ ہاں یا رسول خدا پھر فرمایا کہ کیا تم گمراہ نہ تھے کہ خدا تعالیٰ نے میرے سبب سے تمکو راہ حق پانیوالا کیا انصار نے کہا کہ ہاں یا رسول خدا پھر فرمایا کہ جواب میرا
کیوں نہیں دیتے ہو انصار نے کہا کہ کیا کہیں یا رسول خدا فرمایا کہ یہ جواب بیان کرو کہ کیا تیری قوم نے تجھکو نہیں نکال دیا تھا تیرے وطن سے اور ہم نے تجھکو جگہ دی اور اپنی پناہ
میں لائے اور کیا تیری قوم نے تجھکو جھٹلایا نہ تھا اور ہم نے تجھکو سچا کیا اور پیغمبر برحق جانا اور تیری قوم نے کیا تیری نصرت سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا اور ہم نے تیری نصرت کی اور
اسیطرح حضرت انصار کے اوصاف نیک بیان کرتے تھے کہ وہ لوگ مؤدب ہو کر دو زانو بیٹھے اور عرض کی کہ یا رسول خدا جان اور مال ہمارا آپ پر فدا ہو جو کچھ مال ہم رکھتے ہیں
وہ خدا اور رسول کا ہے اگر اجازت فرماؤ تو ہم اپنے مالوں کو بخوشی خاطر حضرت کی خدمت میں پیش کریں تاکہ اپنی حاجات اور ضرورتوں میں اسکو خرچ کرو اور اپنی خاطر پاک کو خوش کرو
[illegible] تب یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم مومنین کو لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا سوال کرتا ہوں نہیں تم سے اوپر پہنچانے احکام خدا کے مزد اور کچھ
إِلَّا الْمَوَدَّةَ مگر طلب کرتا ہوں میں دوستی کو فِي الْقُرْبَىٰ بیچ قرابتوں اپنے کے کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور انکی اولاد طاہرین اور ائمہ معصومین ہیں چنانچہ
روایات اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دوستی انکی تمام امت پر واجب اور فرض کی ہے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میرے قرابتوں کو دوست رکھو اور تعظیم انکی
واجب جانو اور روایات اہلسنت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مراد قربیٰ سے اس آیت میں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام ہیں چنانچہ کشاف اور بیضاوی اور تفسیر کبیر اور مسند احمد
بن حنبل اور صواعق محرقہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا وہ قرابت آپکے کون ہیں کہ جنکی دوستی ہم پر واجب ہے فرمایا کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور
حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام ہیں پس دوستی انکی تمام امت پر واجب ہی اور بعضے جو کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہی اور حسنینؑ اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے انکی دوستی کیونکر واجب کی گئی ہو
اس بات کا جواب یہ ہی کہ یہ سورہ اگرچہ مکی ہے لیکن چار آیتیں اسکی مدنی ہیں اور ان چار میں یہ ایک آیت بھی ہی چنانچہ ابن عباس اور قتادہ مفسران اہلسنت نے روایت

بذات الصدور جانتا ہی دلوں کی باتوں کا عالم ہی ساتھ سینہ باتوں کے جو کچھ آدمی کے دل میں پوشیدہ ہے سب سے مطلع ہے یعنی تیری آنکھی اور گمان افترا کرنیکا جو کچھ ہے پوشیدہ ہی تمہارا
موافق اعتقاد بیارکے ہی اسکو جزا دیگا اور ابن عباس سے منقول ہی کہ جسوقت خدا نے یہ آیت نازل کی تو وہ سب لوگ بہت شرمندہ ہوئے اور بہت پشیمان ہوئے اور حضرت رسول خدا
کے پاس حاضر ہوکر قدموں میں گر پڑے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو رسول ہے ... ہمنے اپنے گمان بد سے توبہ کی اور انحضرت ... ہم ایمان لائے تب یہ آیت نازل ہوئی
وہو الذی اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ محض اپنے فضل اور رحمت سے یقبل التوبۃ قبول کرتا ہی توبہ کو عن عبادہ بندوں اپنے سے جسوقت کہ وہ نہایت خالص
توبہ کریں ویعفو اور عفو کرتا ہی اور گذر کرتا ہے عن السیئات گناہوں سے اور اگرچہ گناہ کبیرہ ہوں ویعلم ما تفعلون اور جانتا ہی وہ جو کچھ کہ تم
کرتے ہو اور اہل کوفہ نے تفعلون تا سے پڑھا ہی اور جانتا ہی وہ جو کچھ کہ کرتے ہو تم نیکی کو یا بدی کو اور بعد بدی کے تمہاری توبہ کو بھی جانتا ہی اور توبہ پشیمان
ہونیکو کہتے ہیں اپنے پہلے گناہوں سے اور آئندہ ارادہ گناہ ہونیکا نکرنیکا ہو اور توبہ کرلی گناہوں سے ہر شخص پر واجب ہے اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک صحرائی رسول خدا
کی مسجد میں آیا اور دو رکعت نماز کی پڑھی اور بعد اسکے کہا کہ اللہم انی استغفرک واتوب الیک امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای اعرابی ای جلدی زبان چلاکر توبہ کرلی
اور بخشش چاہنی یہ توبہ جھوٹوں کی ہی اس نے پوچھا کہ ای امیر المومنین توبہ کیا معنی ہیں فرمایا کہ توبہ کی چھ شرطیں ہیں اول تو پشیمانی گذرے ہوئے
گناہوں پر اور آئندہ کو ارادہ گناہوں کے نکرنیکا ہو اور جو فرض اور واجب ترک کیا ہے اسکو ادا کرے اور جو حق کسی کی بابت ذمہ رکھتا ہی انکو واپس کرے اور گھلانا نفس کا طاعت میں
جیسے کہ اسکو پرورش اور تروتازہ کیا ہی گناہوں میں اور چکھانا ہی نفس کو تلخی عبادت کی جیسے کہ چکھائی ہی اسکو شیرینی گناہوں کی اور گریہ کرنا بہر خندہ کے جو تو نے کیا ہی اور تحقیق کہ
یہ جو حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ کمال ہے توبہ کا اور توبہ کافی اسقدر ہے کہ گذرے ہوئے گناہوں سے پشیمان اور نادم ہو اور آئندہ ارادہ گناہوں کے نکرنیکا ہو اور جو فرض خدا کا
بابت ذمہ رکھتا ہی اسکو ادا کرے ویستجیب الذین آمنوا اور قبول کرتا ہی دعا ان لوگوں کی کہ ایمان لائے ہیں وعملوا الصالحات اور کئے
انہوں نے نیک ویزیدہم اور زیادہ دیتا ہی انکو مانگنے سے بھی من فضلہ فضل اپنے سے والکافرون اور جو کفر کرنیوالے ہیں لہم واسطے انکے
عذاب شدید عذاب ہے سخت بدل اسکے کہ مومنین کو عطا کیا ہی ثواب اور تفضل اور ابن عباس سے روایت ہی کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ اذن شفاعت کا دیتا ہے انکو
برادران مومنین کے حق میں اور زیادہ دیتا ہی انکو فضل اپنے سے اس وجہ سے کہ شفاعت کو انکی قبول کرتا ہے حق میں برادران مومنین کے اور منقول ہے جناب رسول خدا صلعم سے کہ مراد
زیادتی سے قبول کرنا شفاعت مومن کا ہی حق میں اس شخص کے کہ وہ مستحق دوزخ کا ہوا ہو اور دنیا میں اپنی شفاعت کرنیوالے پر احسان کیا ہو اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے ویستجیب الذین
الآیہ کی تفسیر میں فرمایا ہی کہ وہ مومن ہے کہ اپنے برادر مومن کے واسطے اسکی غیبت میں دعا کرتا ہے پس فرشتہ کہتا ہی کہ آمین اور خدا کہتا ہے کہ تیرے واسطے اسکا دگنا ہی اور دو چند اسکا تو
برادر مومن کے واسطے مانگتا ہی اور تجھکو دیا اس سبب سے کہ تو اسکو دوست رکھتا ہی اور منقول ہے کہ جب مال بنی قریظہ اور بنی نضیر اور بنی قینقاع کی غنیمت میں آئی تو بعضے
صحابہ نے آرزو کی خاطر میں گذرانا کہ کیا اچھا ہو کہ ہم تونگر ہو جائیں تاکہ فقر اور فاقہ سے ہم خلاصی پائیں اور لوگوں کے بھی مہمان ہم کریں تب یہ آیت آئی ولو بسط اللہ
الرزق اور اگر کشادہ کرتا خدا روزی کو اور فراخ کرتا لعبادہ واسطے بندوں اپنے کے لبغوا البتہ باغی ہو جاتے وہ اور اندازہ سے باہر ہو جاتے اور سرکشی کرتے
فی الارض بیچ زمین کے کہ تکبر کرتے اور اپنی بلندی چاہتے اور فساد کرتے اور ظلم کرتے اور بعض بعضے پر غلبہ کرتا اور اکثر آدمی اس حال میں ہوتے مگر تھوڑے آدمی
کہ کثرت مال انکو غافل نہیں کرتی ہی بلکہ وہ ہر حال میں خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور مال کو ہر خیر میں خرچ کرتے ہیں اور بیجا مال کو ضائع نہیں کرتے ہیں پس جسوقت اکثر
آدمیوں کا ایسا حال ہے کہ وہ کثرت مال سے اپنی حد سے باہر ہو جاتے ہیں تو سبکو یہ اندازہ کیا ولکن ینزل بقدر ولیکن نازل کرتا ہی روزی کو ساتھ اندازہ کے ما
یشاء جو کچھ کہ چاہتا ہی یعنی ایک اندازہ معین ساتھ موافق مصلحت کے ہر ایک کے حال کے موافق نازل کرتا ہی انہ بعبادہ تحقیق کہ وہ خدا ساتھ بندوں اپنے کے
خبیر خبردار ہے انکے حال سے بصیر دیکھنے والا انکی صلاح کا اور انکے حال کا جسقدر کسیکو واسطے مناسب جانتا ہے اسقدر روزی دیتا ہی اور حدیث قدسی میں ہے کہ بعضے بندے میرے ایسے
ہیں کہ نہیں درست رکھتی ہے انکو مگر تونگری اور اگر محتاج کردوں انکو تو البتہ احتیاج بگاڑ دے انکو اور بعضے بندے میرے ایسے ہیں کہ نہیں درست رکھتی ہے انکو مگر فقیری اور اگر تونگر کردوں انکو تو
البتہ تباہ کر دے انکو تونگری اور یہ اسواسطے ہے کہ تحقیق میں تدبیر کرتا ہوں اپنے بندوں کی کہ میں انکو خوب جانتا ہوں اور انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل آیا اور
کہا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ بندوں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ درستی انکے حال کی فقیری میں ہے اور اگر انکو تونگر کردوں تو ... اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ درستی

انکی حال کی تونگری نہیں ہے اور اگر وہ تنگدستی میں مبتلا ہوں تو آل کار انکا تباہی کیطرف مائل ہو اور ایک جماعت ایسی ہے کہ درستی انکی حال بیماری ہی میں ہے اور اگر تندرست ہوں تو فساد ان سے
ظاہر ہو اور ایک گروہ ایسا ہے کہ حکمت انکی تندرستی میں ہے اور اگر وہ بیمار ہوں تو باعث تباہی کا ہوں اور بعضے ایسے ہیں کہ عبادت کرنیکو طلب کرتے ہیں اور اگر میں انکی خواہش کو
قبول کروں تو وہ کثرت عبادت سے عجب کریں تو پھر سلامتی عبادت کا ہو اور اپنی عبادت پر ناز اور فخر کرنے لگیں پس فقیری اور تونگری اور بیماری اور تندرستی سب موافق مصلحت کے
ہے وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ نازل کرتا ہے مینہ کو فریادرسی بندوں کی یا جو قحط سالی میں ہو غیث اس مینہ کو کہتے ہیں کہ جو وقت پر فائدہ بخشے
اور مطر وہ ہے کہ کبھی تو فائدہ بخشتا ہے وقت پر اور کبھی ضرر کرتا ہے وقت پر اور بے وقت پس یہاں رحمت کو نازل کرتا ہے مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا پیچھے اسکے کہ ناامید
ہوئے ہوں وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ اور پھیلاتا ہے رحمت اپنی کو کہ اس مینہ کی برکت سے گھاس اور درخت اور پھل اور میوہ اسکے حاصل ہوتے ہیں وَهُوَ الْوَلِيُّ
اور وہ خدا دوست اور کارساز بندوں کا ہے کہ رحمت اپنی نازل کرتا ہے بندوں کی پرورش والی الْحَمِيدُ تعریف کیا گیا ہے بندوں کی زبان پر اور خیر والا تعریف کیا گیا [illegible]
وَمِنْ آيَاتِهِ اور نشانیوں سے اسکی ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمینوں کا اسواسطے کہ وہ اپنی ذات پر
دلالت کرتے ہیں اپنے بنانے والے کے وجود پر اور اسکی قدرت اور حکمت پر وَمَا بَثَّ اور جو کچھ کہ پھیلا رکھا ہے فِيهِمَا بیچ ان دونوں آسمانوں اور زمین کے مِنْ دَابَّةٍ
زمین پر چلنے والوں کی قسم سے پس اسکی قدرت کی نشانی نہیں ہے اور انکی پیدائش ہوئی ہیں وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اور وہ اوپر اکٹھا کرنے انکے میدان حشر
میں بعد انکے مارنے کے إِذَا يَشَاءُ جب چاہے قَدِيرٌ قدرت رکھنے والا ہے اور پیدا کرنا انکا عاجز نہیں اور فرماتا ہے کہ گنہگار عذاب میں ہونگے اور مصیبت
گناہ کے سبب سے پہنچتی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا أَصَابَكُمْ اور جو کچھ کہ پہنچتا ہے تمکو اے بندو مِنْ مُصِيبَةٍ مصیبت اور بلا کہ پہنچی فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ پس بسبب
اسکے ہے کہ کسب کیا ہے ہاتھوں تمہارے نے کہ تم نے جو گناہ کئے ہیں اسکے سبب سے مصیبت آئی اور اہل بیت اور ابن عباس کی طرف سے منسوب کیا ہے وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ
اور معاف کرتا ہے اور گذر کرتا ہے خدا بہت گناہوں سے اور یہ آیت مخصوص گناہ گاروں کے واسطے ہے اور جو کچھ کہ بلا بے گناہ ہونیکو پہنچتی ہے مثل انبیا اور ائمہ معصومین اور اولیا کے اور
اطفال کے پس انکو درجوں کی زیادتی ہونیکے واسطے ہے کہ جسقدر زیادہ قرب ہوتا ہے اسیقدر زیادہ نزول بلا کا ہوتا ہے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ کوئی رگ اور ہڈی ایسی نہیں کہ
اور کوئی ٹکڑا بدن کا لکڑی سے چھلتا نہیں اور کوئی پتھر پاؤں کو زخمی نہیں کرتا مگر گناہ کی وجہ سے کہ آدمی نے کیا ہے اور جو بخش دیا اسکی عذاب زیادہ ہے اور حضرت امیرالمومنین نے
فرمایا کہ بزرگ امید والی آیت کہ جو رسول خدا پر نازل ہوئی ہے یہ آیت ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ بسبب گناہوں کے میں مصیبت پہنچاتا ہوں اور بہت گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور وہ
خدا زیادہ کریم ہے اس سے کہ جس گناہ پر دنیا میں عذاب کیا ہو اور جس گناہ کو بخش دیا ہو پھر دوبارہ اس گناہ پر آخرت میں عذاب کرے اور انس پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ
فرمایا حضرت صلعم نے کہ جسوقت خدا بندہ کے ساتھ ارادہ خیر کا کرے تو اسکو جلدی عذاب کرتا ہے دنیا میں اور جو نہیں تو عذاب اسکا آخرت پر موقوف کرتا ہے اور فرمایا ہے
خدا نے وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ اور نہیں ہو تم عاجز کرنیوالے خدا کے بیچ زمین کے کہ بندہ اپنے اوپر سے مصیبت اور عذاب دفع کرو وَمَا لَكُمْ اور
نہیں واسطے تمہارے مِنْ دُونِ اللّٰهِ سوائے خدا کے مِنْ وَلِيٍّ کوئی دوست کارسازی کرنیوالا دنیا میں وَلَا نَصِيرٍ اور نہ نصرت
کرنیوالا کہ آخرت میں تمسے عذاب کو دفع کرے وَمِنْ آيَاتِهِ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہیں الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ کشتیاں جاری ہونیوالی بیچ دریا
كَالْأَعْلَامِ مانند پہاڑوں بلند کے إِنْ يَشَأْ اگر چاہے خدا يُسْكِنِ الرِّيحَ ٹھہرا دے ہوا کو اور چلنے سے اسکو ساکن کر دے اور جسوقت ہوا کا چلنا بند
کر دے کہ جسکے سبب سے کشتیاں چلتی ہیں فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ پس ہو جائیں کشتیاں ٹھہری ہوئی عَلٰى ظَهْرِهِ اوپر پشت اس دریا کے اور کوئی
ایسے آدمی جانے والے ہو جائیں إِنَّ فِي ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اسکے یعنی حکم کرنے میں ہوا کو اور جاری کرنے میں کشتیوں کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں
لِكُلِّ صَبَّارٍ واسطے ہر صبر کرنیوالے کے حکم خدا پر یا واسطے ہر بندہ کے جو نیوالے ہے نفس کے تامل کرنے پر نشانیوں قدرت خدا کی میں کہ شَكُورٍ شکر کرنیوالے خدا کی
نعمتوں کا اور حدیث میں وارد ہوا کہ ایمان دو ٹکڑے ہیں ایک ٹکڑا تو صبر بلاؤں اور مصیبتوں پر اور دوسرا ٹکڑا شکر ہے خدا کی نعمتوں پر پس مومن کامل وہ
ہے جس میں دونوں چیزیں موجود ہوں أَوْ يُوبِقْهُنَّ یا اگر چاہے ہلاک کرے ان کشتیوں کو یعنی کشتیوں کے سواروں کو غرق کرے اور تیز کرے ہوا کو تاکہ غرق کرے یعنی
کشتیوں کے سواروں کو ہلاک کرے بِمَا كَسَبُوا بسبب اسکے کہ کمایا انہوں نے گناہوں کو وَيَعْفُ اور معاف کرے اور ہلاک نہ کرے عَنْ كَثِيرٍ

ع ۴

نیوی ہے واصلح اور صلح اور دوستی کرے درمیان اپنے اور درمیان اپنے دشمن کے فاجرہ تو اجر یعنی ثواب اسکا ہے اور ثواب اسکا قیامت کے دن علی اللہ اوپر
خدا کے ہے جناب سرور انبیا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ قیامت کے دن ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ خدا فرماتا ہے جس کسیکا اجر ہو وہ کھڑا ہووے اور اسے پاوے
آٹھ ہیوینگے پس ایک جماعت اوس وقت کھڑی ہوویگی ملائکہ انسے پوچھینگے کیا چیز ہے تمہارا کیا اجر ہے وہ لوگ بیان کرینگے ہم وہ جماعت ہیں کہ ہمنے معاف کیا ہے ان لوگوں کو کہ
ہمپر ظلم کرتے تھے پس کہا جائیگا انکو حق ہیں داخل کرو تم انکو اے فرشتو بہشت میں دن حساب کے اور دوسری روایت میں ان حضرت سے اسطرح منقول ہے کہ فرمایا
ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا قیامت کے دن کہ جس کسیکا اجر خدا پر ہو وہ بہشت میں داخل ہو پس کہا جائیگا کہ کون ہے وہ شخص کہ جسکا اجر خدا پر ہے انکو جواب دینگے کہ
جسکا اجر خدا پر ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جو آدمیوں کے قصور کو معاف کرتے تھے دنیا میں وہ داخل ہونگے بہشت میں دن حساب کے اور حضرت صادق علیہ السلام سے
روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لازم ہے تمکو معاف کرنا کیونکہ معاف کرنا نہیں زیادہ کرتا ہے بندہ کو مگر عزت پس آپس میں ایک دوسرے کو معاف کرو تم کہ عزت دیگا
تمکو خدا اور غالب رہنے والا کریگا انہ لا یحب الظالمین تحقیق کہ وہ خدا نہیں دوست رکھتا ظلم کرنیوالوں کو کہ وہ آپ ظلم کی ابتدا کرتے ہیں یا بدلا لینے میں حد سے
زیادتی کرتے ولمن انتصر اور البتہ وہ شخص کہ بدلا لیوے ظلم کرنیوالے سے بعد ظلمہ پیچھے ظلم کرنے اوسکے کے اوس پر فاولئک پس وہ لوگ بدلا لینے
والے بعد ظلم ہو چکنے کے ما علیہم نہیں ہے اوپر انکے من سبیل کوئی راہ کہ گناہ کا الزام ہو انپر اور نہ ان لینے والوں پر کوئی سزا و ملامت ہے کیونکہ یہ
امر مسنون کیا ہے انما السبیل جز ایں نیست کہ راہ عقوبت کرنے اور ملامت کی ہے علی الذین اوپر ان لوگوں کے جو یظلمون الناس ظلم
کرتے ہیں آدمیوں پر بدون جہت پسندیدہ و یبغون فی الارض اور زیادتی و سرکشی کرتے ہیں زمین میں اور جھگڑے کرتے ہیں بغیر
الحق بدون حق کے اور بدون کسی وجہ کے بلکہ تکبر اور سرکشی کی جہت سے ظلم کرتے ہیں اولئک وہ لوگ ظلم کرنیوالے وہ ہیں لہم واسطے انکے
عذاب الیم عذاب ہے دردناک کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے ولمن صبر اور البتہ جو شخص کہ صبر کرے اور ظالموں سے ایذا اور اذیت کو برداشت کرے
وغفر اور بخشدیوے ستانیوالوں کو اور قصد انتقام کا نہ کرے تو ان ذلک تحقیق یہ صبر کرنا اور بخشنا لمن عزم الامور
البتہ پختہ اور ارادہ کے کاموں سے ہے اور یقینی کاموں سے کہ وہ ان امور کو کہ نیکو یقینی جانتے ہیں اور سختی کرنیکا ارادہ مصمم رکھتے ہیں ومن یضلل اللہ اور
جس کسیکو گمراہی میں چھوڑ دے خدا اور نظر لطف کی اوس سے اٹھا لیوے بسبب عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنیکے نشانیوں قدرت خدا کی سے فما لہ
من ولی پس نہیں ہے واسطے اسکے کوئی دوست انکی کارسازی کرنیوالا من بعدہ بعد خدا کے کوئی انکی کارسازی نہیں کر سکتا ہے بعد اسکے کہ خدا انکو
چھوڑ دیوے اور گمراہی میں رہنے دیوے وتری الظالمین اور دیکھیگا تو اے دیکھنیوالے ظالموں کو لما راوا العذاب جس وقت کہ دیکھینگے وہ عذاب
قیامت کے دن تو یقولون کہینگے وہ اوس وقت ہل الی مرد کیا ہے طرف پھرنے دنیا کے من سبیل کوئی راہ تاکہ ہم وہاں جاکر اعمال نیک بجا لاویں
یہ کلام باچار ہوکر کہینگے اور جو نہیں جانتے ہونگے کہ پھر طرف دنیا کے ممکن نہیں ہے وتریہم اور دیکھیگا تو انکو یعرضون پیش کیے جاوینگے وہ
علیہا اوپر آتش دوزخ کے خاشعین خوف کرنیوالے ہوں گے عاجز کرنیوالے ہونگے من الذل خواری کی جہت سے ینظرون نظر کرینگے
دوزخ کو من طرف خفی دیکھنی پوشیدہ سے یعنی دوزخ کی ہیبت سے اور عذاب کی سختی سے نظر کرینگے وقال الذین
امنوا اور کہینگے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وقت دیکھنے عذاب کافروں کے ان الخاسرین تحقیق نقصان پانیوالے الذین خسروا وہ لوگ ہیں
نقصان میں ڈالا انہوں نے انفسہم نفسوں اپنوں کو واہلیہم اور لوگوں اپنوں کو یوم القیامۃ دن قیامت کے سو اوسکے سبب سے کہ اپنے
نفسوں کو مستحق دوزخ کا کیا اور اپنے لوگوں کو جو گمراہ کیا اور ایمان لانیسے انکو منع کیا تو انکو سزاوار دوزخ کے کیا اور یا یہ کہ لوگ انکے کہ وہ اولاد اور
زوجہ اور اقارب انکی ہیں وہ سبب ایمان لانیکے بہشت میں داخل ہوئے اور یہ سبب کفر کے دوزخ میں ہونگے اور انکی طرف سے نقصان پاوینگے
کہ انکو دیکھنے نہ پاوینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اہل سے حوریں ہیں کہ اگر ایمان لاتے تو انکو پاتے اور ایمان نہ لانے سے انکو نقصان ہوا
الا ان الظالمین خبردار ہو کہ تحقیق ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر بسبب کفر کے فی عذاب مقیم بیچ عذاب ہمیشہ کے ہیں کہ کبھی تمام نہ ہوگا وہ عذاب

خدا کی طرف نسبت کرتے ہو وَهُوَ فِي الْخِصَامِ اور وہ بیچ جھگڑے کی اور وقت گفتگو کرنے کے غَيْرُ مُبِينٍ نہ ظاہر کرنے والا حجت اور دلیل کے ہے یعنی
عورت وقت گفتگو کے اور بیچ مثل آپنے جھگڑے کے کسی سے حجتیں اور دلیلیں بیان کرنے میں قادر اور غالب نہیں ہو سکتی ہے بالکل بسبب کم عقلی کے اپنی گفتگو کرتی ہے کہ
جسمیں اپنا ضرر ہو اور جانب مقابل کو اپنی ہی تقریر سے غالب کرتی ہے اور ہو ضمیر مذکر کی من کے لفظ کی طرف پھرتی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں خبر دار کے
نہیں ہے بلکہ بتوں سے مراد ہے کہ کفار بتوں کو زیور سے آراستہ کرتے تھے یعنی کیا عبادت کرتے ہو تم اسکی جو کہ زیور میں پرورش پاتے ہیں اور کسی حجت اور دلیل کو بیان نہیں
کر سکتے ہیں بلکہ مطلق گویا نہیں ہو سکتے ہیں اور جواب دینے سے عاجز ہیں وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ اور بنا دیا ان مشرکین نے فرشتوں کو جو کہ وہ
عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ بندے خدا بخشنے والے کے ہیں إِنَاثًا بیٹیاں یعنی ملائکہ مقدسین کو پاکیزہ عباد تھا انہیں عبادت خدا کی کرتے ہیں انکو بھی جہالت سے
کہتے ہیں کہ بیٹیاں خدا کی ہیں أَشَهِدُوا کیا حاضر تھے وہ خَلْقَهُمْ وقت پیدائش ان فرشتوں کے کہ انکی عورتیں ہونے کی خبر دیتی ہیں پس انکی تنبیہ کے
واسطے فرمایا ہے کہ سَتُكْتَبُ قریب ہے کہ لکھی جاوے شَهَادَتُهُمْ گواہی انکی اس مقدمہ میں وَيُسْأَلُونَ اور پوچھے جائینگے وہ اس گواہی سے قیامت کے دن اور
گواہی دروغ کی جہت سے انکو عذاب ہوگا کہتے ہیں جناب سرور عالم صلعم نے ان سے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملائکہ عورتیں ہیں کہا کہ ہمنے اپنے باپوں سے سنا اور گواہی
دیتے ہیں ہم کہ انہوں نے ہرگز دروغ نہیں کہا ہے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ ضرور گواہی انکی نامہ اعمال میں انکے لکھی جاوے گی وَقَالُوا اور کہا ان سے جھگڑنے کی
راہ سے کہ لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ اگر چاہتا خدا بخشنے والا تو مَا عَبَدْنَاهُمْ نہ پرستش کرتے ہم ان ملائکہ کو مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے واسطے انکے
ساتھ اسکے کچھ علم اور اسکی قباحت کو وہ نہیں جانتے إِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ اس دعوی میں إِلَّا يَخْرُصُونَ مگر اٹکل کرتے اور اپنی رائے سے تجویز
کرکے ایک بات کہتے ہیں أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ کیا دیا ہے ہمنے انکو کوئی کتاب پہلے اس سے کہ جسمیں انکے دعوی کا صحیح ہونا لکھا ہو فَهُمْ بِهِ پس
وہ ساتھ اس کتاب کے جو کہ ہمنے قرآن سے پہلے بھیجی ہو مُسْتَمْسِكُونَ چنگل مارنے والے ہیں اور حجت لاتے اور ایسی کتاب تو انکے پاس کبھی نازل نہیں ہوئی کہ
جسمیں انکے مدعا کا صحیح ہونا لکھا ہو پس انکے مدعا پر نہ دلیل عقلی رکھتے ہیں نہ دلیل نقلی بَلْ بلکہ اس مدعا میں اپنے باپوں کی پیروی کا اقرار کرکے قَالُوا
کہا انہوں نے کہ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا تحقیق ہم نے پایا باپوں اپنوں کو عَلَىٰ أُمَّةٍ اوپر ایک مذہب اور راہ کے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ اور
تحقیق ہم اوپر علامتوں انکے کے مُهْتَدُونَ راہ پانے والے ہیں یعنی اس مذہب میں ہم اپنے باپوں کی پیروی کرنے والے ہیں پس انکی تسلی خاطر رسول مقبول صلعم
فرماتا ہے کہ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اور ایسا ہی نہیں بھیجا ہمنے پہلے تجھ سے اے محمد صلعم فِي قَرْيَةٍ بیچ کسی بستی کے مِنْ نَذِيرٍ کوئی ڈرانے والا
پیغمبر کہ انکو عذاب خدا سے ڈراوے إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا مگر کہا نعمت پائے ہوئے دولتمندوں اس بستی کے تکبر اور سرکشی کی راہ سے إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا
تحقیق ہم نے پایا باپوں اپنوں کو عَلَىٰ أُمَّةٍ اوپر ایک دین کے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ اور تحقیق ہم اوپر نشانیوں انکی کے مُقْتَدُونَ پیروی کرنے والے
ہیں اور تخصیص دولتمندوں کی اس لئے ہے کہ وہ بسبب مشغول ہونے نعمتوں کے دلیلوں میں حق کی تامل اور غور نہیں کرتے ہیں اور سوائے باپوں کی پیروی کے تمسک کرکے دین کے
مقدمہ میں بے فکر ہو رہے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اور حفص اور ابن عامر نے قَالَ پڑھا ہے یعنی کہا محمد صلعم نے انکو فرمانے کہ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ کیا اگر لاؤں میں
تمہارے پاس بِأَهْدَىٰ زیادہ ہدایت کرنے والا دین مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ اس سے کہ پایا تمنے اوپر اسکے آبَاءَكُمْ باپوں اپنوں کو کیا تب بھی تم
اپنے باپوں کے دین کی پیروی کروگے اگرچہ میرا دین تمہارے باپوں کے دین سے بہتر ہو قَالُوا کہا انہوں نے جواب میں پیغمبر کے کہ إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ تحقیق ہم ساتھ
اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم كَافِرُونَ منکر ہونے والے ہیں اور تمہارے دین پر ہم کبھی ایمان نہ لاوینگے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ایمان نہ لائے تب لیا ہمنے انکو عذاب کے
دنیا میں اور ہلاک کرکے دوزخ میں انکو چلایا فَانْظُرْ پس دیکھ تو اے دیکھنے والے كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ انجام جھٹلانے
والوں کا اور اب ابراہیم کا قصہ بیان کیا ہے وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور یاد کر تو جس وقت کہ کہا ابراہیم نے غار سے نکلنے کے بعد لِأَبِيهِ واسطے
باپ اپنے کے کہ وہ آزر چچا انکا تھا اور تربیت و پرورش انکو کیا تھا تو اس سبب سے وہ انکو باپ کہتے تھے اس حضرت ابراہیم نے کہا وَقَوْمِهِ اور قوم اپنی سے کہ بتوں کی اور
ستاروں کی عبادت میں وہ مشغول تھے إِنَّنِي بَرَاءٌ تحقیق میں بیزار ہوں مِمَّا تَعْبُدُونَ اس چیز سے کہ پوجتے ہو تم سوائے خدا کے انکو إِلَّا الَّذِي

ع ١٠ ٨ النصف

مگر وہ شخص یعنی وہ خدا کہ فَطَرَنِیْ پیدا کیا ہے مجھکو فَاِنَّهٗ پس تحقیق وہ سَیَهْدِیْنِ قریب ہے کہ راہ حق دکھاوے مجھکو اور توفیق عطا کرے کہ ہمیشہ
قائم رکھنے کی وَجَعَلَهَا اور کیا ہے ابراہیم نے اس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو یا کلمہ اننی براء مما تعبدون کو کَلِمَةً بَاقِيَةً کلمہ باقی ہمیشہ رہنے والا فِیْ عَقِبِهٖ
بیچ پیچھے اپنے کے یعنی درمیان فرزندوں اپنے کے لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ اولاد انکی رجوع کریں اپنے باپ کیطرف کلمہ توحید کیطرف میں شرک سے بیزار ہیں
حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ مراد کلمہ باقیہ سے امامت ہے کہ ابراہیم نے اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑی ہے ہونگے کہ وہ امامت کہ قیامت تک انکی اولاد میں
باقی رہیگی اور [illegible] سدی سے منقول ہے کہ مراد حضرت ابراہیم کی عقب سے آل محمد ہیں اور حضرت سجاد علیہ السلام فرمایا ہے کہ ہمارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور
کیا ہے امامت کو حسین کے عقب میں قیامت تک اور خطبہ غدیر میں جناب سید عالم نے فرمایا ہے کہ اے گروہ مردم کہ قرآن نے بتلادیا ہے تمکو کہ ائمہ بعد علی کے انکی اولاد
میں سے ہیں اور یہی جتلا دیا ہے تمکو کہ وہ مجھسے ہیں اور [illegible] نہیں ہے مگر کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وجعلها کلمة باقية فی عقبه اور کہا ہے میں نے کہ لن تضلوا ما ان
تمسکتم بہما یعنی ہرگز گمراہ نہ ہوگے اگر چنگل مارو تم ساتھ ان دونوں کے یعنی قرآن کے اور میری اہلبیت کے کہ اگر انکی پیروی میں رہوگے تو گمراہ نہ ہوگے اور [illegible]
سے ہیں آپ سے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ وہ امامت حسین کے عقب میں ہے کہ انکی اولاد میں نو امام ہونگے اور ان میں سے مہدی اس امت کا ہے اور [illegible]
حقتعالیٰ اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو اسنے قریش کو بخشی ہیں اور فرماتا ہے کہ بسبب کفر اور شرک کے انکو عذاب میں جلدی نہیں کی بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ
بلکہ فائدہ دیا ہے میں نے ان گروہ قریش کو وَاٰبَآءَهُمْ اور انکے باپوں کو کہ انکی عمریں دراز کی ہیں اور نعمتیں انکو بخشی ہیں حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہاں تک کہ
آیا ہے انکے پاس قول حق کہ وہ توحید ہے یا قرآن ہے وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اور پیغمبر ظاہر کہ معجزے ظاہر کرتا تھا اور دلیلیں روشن توحید کی بیان کرتا تھا
وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ اور جس وقت کہ آیا انکے پاس سخن حق یعنی قرآن تو انہوں نے انکار کیا اور سرکشی کی راہ سے قَالُوْا هٰذَا کہا انہوں نے کہ یہ قرآن کہ محمد
لایا ہے سِحْرٌ جادو ہے وَّاِنَّا بِهٖ اور تحقیق ہم ساتھ اسکے كٰفِرُوْنَ کفر کرنیوالے ہیں [illegible]
کی اور انکو سبک جانا اور پیغمبر سے جھگڑا کیا وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن اگر [illegible]
کہ یہ خدا کے پاس سے ہے عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ اوپر ایک مرد کے دونوں بستیوں میں سے کہ وہ مکہ اور طائف ہے عَظِيْمٍ بزرگ ہے کہ پاس
باعتبار مال اور خادموں اور نوکروں کے یعنی ان دونوں بستیوں میں جو بزرگ آدمی ہیں مثل ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کہ مکہ میں ہیں یا عروہ بن مسعود ثقفی
اور حبیب بن عمرو ثقفی وغیرہ کہ طائف میں ہیں کیوں نہیں کسی پر قرآن نازل ہوا کہ [illegible] مالدار اور صاحب دولت ہیں [illegible] قرآن نازل ہو
غرض کفار کی یہ تھی کہ نبوت ایک منصب بلند قدر ہے تو چاہیے کہ ایسے شخص پر نازل ہو کہ جو مال دنیا بہت رکھتا ہو اور نوکر اور چاکر اسکے بہت ہوں اور ملک کی
کی حکومت وہ رکھتا ہو اور نہیں جانتے تھے اپنی جہالت کے سبب سے کہ نبوت کے لائق وہ شخص ہے کہ جو فضائل اور کمالات اور نیک خلقوں سے آراستہ ہو اور بری
اور بد خلقوں سے پاک ہو پس حقتعالیٰ انکے قول کا انکار کرکے فرماتا ہے اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ کیا وہ تقسیم کرتے ہیں رحمت پروردگار
تیرے کی یعنی محمد صلعم کہ جسکو وہ چاہیں نبوت دیویں جسکو انکا دل چاہتا اور جس کیطرف وہ رغبت رکھتے ہیں انکو نبوت [illegible] نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ ہم نے
تقسیم کیا ہے درمیان انکے مَّعِيْشَتَهُمْ اسباب زندگانی انکی کو کہ وہ روزی ہے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ انکی تدبیر سے [illegible]
عاجز ہیں پس جس وقت کہ وہ روزی کی تقسیم میں عاجز ہوں باوجودیکہ وہ انکی دنیا کی مطلوب ہے تو امر نبوت کہ بڑی مرتبہ کا ہے [illegible] انکو کیونکر دخل
اور تصرف ہو اور اپنی خواہش کے موافق جسکو چاہیں نبی کریں وَرَفَعْنَا اور بلند کیا ہم نے بَعْضَهُمْ بعضے ان آدمیوں کو فَوْقَ بَعْضٍ اوپر
بعضے کے دَرَجٰتٍ درجوں میں کہ کسیکو تونگر کیا ہے اور کسیکو محتاج اور کسیکو عالم اور کسیکو جاہل اور کسیکو غلام اور کسیکو آقا لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا تاکہ
پکڑے یعنی اختیار کریں بعضے انکے بعضوں کو سُخْرِيًّا تابعدار اور حکم میں ہونیوالا کہ ایک شخص کو اختیار [illegible] اور مالدار کسی محتاج کی [illegible] اور کام
کرنیوالا مدد انکی کرے کہ جو محتاج کام کا ہے کہ اس سبب سے آپس میں الفت ہو اور نظام عالم کا بخوبی صورت پکڑے اور ہر ایک کا کام درست [illegible]
اور اگر یہ امور ہر بندہ کے سپرد ہوتے تو باعث فساد کا تھا اور نظام عالم میں خلل ہوتا [illegible]

یہ کیونکر انکی سمجھ میں آوے کہ خدا نے ایسے کو پیغمبر کیا یہی حال امت کا خلافت کا ہے کہ اگر وہ منصب کسی ایسے کو دیا جاتا جو باعث فساد کا ہو اور خلافت اہل دین کا لیں گروہ ہوا خواہ
حکم خدا ہے اور یہ بہت سخت گمراہی ہے اگر تم کو امام جانتے تو ہم مقصود ہوں ہیں اہل خلافت سے تا اور مال اسباب انکا ہم جانتے ہیں نبوت فلاں فلاں کا اور دنیا انکی کمال
ہی نہ کیا کہ مال دنیا کا کچھ قدر نہیں رکھتا ہے خدا کے نزدیک جیسا کہ کفار کے نزدیک قدر رکھتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو
آب کا قطرہ نہ پہنچاتا اور خدا اچھا کو اس کی طمع نہیں ہے کہ آدمیوں کو طمع ہے کہ مال کی جہت سے وہ کسیکو پیغمبر کرے اور جسکی یہ صفت ہے تو وہ طرف مال کی نظر نہیں کرتا ہے
اور کسیکے حال کی طرف بلکہ یہ مال اور حال اسکی فضل و کرم سے ہے اور خدا تعالیٰ پر کسیکا حق نہیں ہے جو کچھ چاہے موافق مصلحت کے اپنے فضل سے عنایت کرتا ہے اور یہ شان
نہیں ہے کسیکے واسطے کہ کہے کہ خدا نے فلاں پر یہ فضل و کرم کیا ہے اور میں نبوت بھی اسکو عطا کیا نہیں کہہ سکتا ہے تو کسیکو تونگر کیا ہے اور کسیکو تنگی میں مبتلا کیا ہے اور دوسرے
کو محتاج کیا ہے اور صورت اسکی خوب اور حسین بنائی ہے اور کسیکو شریف اور محتاج بنایا اور کسیکو کمینہ اور مالدار کیا ہے پس تونگر نہیں کہہ سکتا ہے کہ میری فلاں محتاج کی
صورت کیوں نہیں بنی اور وہ خوبصورت نہیں کہہ سکتا ہے کہ میرا حال ساتھ فلاں تونگر کا مال کیوں نہیں ہے اور وہ شریف نہیں کہہ سکتا ہے کہ میری شرافت ہمراہ فلاں کا مال
کیوں نہیں ہے اور نہ وہ کمینہ کہہ سکتا ہے کہ میرا مال کو ہمراہ فلاں کی شرافت کیوں نہیں ہے لیکن حکم واسطے خدا کے ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ حکیم ہے اپنے فعلوں میں سب کو برابر کیا ہے
اپنے اعمال میں **وَرَحْمَتُ رَبِّكَ** اور رحمت پروردگار تیرے کی کہ وہ نبوت ہے او محمد صلعم اور جو کچھ کہ نبوت کے ساتھ ہے مثل قدر عظیم اور پہنچانا بندوں کو
بہشت کی **خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ** بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں کفار مال دنیا کا اور اسکو سبب اپنی بزرگی کا جانتے ہیں اور دنیا کے مال کی مذمت میں خدا نے فرمایا ہے
وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ اور اگر نہوتی یہ صورت کہ ہو جائینگے سب آدمی **أُمَّةً وَاحِدَةً** گروہ ایک کفار کی کہ مسلمان بھی کافروں کو مالدار دیکھکر مال کی
حرص سے کافر ہو جائینگے یہ خیال کرکے کہ مال کفر کی جہت سے ہے تو مال ایسا بیقدر ہے ہمارے نزدیک کہ **لَجَعَلْنَا** البتہ کر دیتے ہم کثرت مال کی **لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ**
واسطے اس شخص کے کہ کفر کرے ساتھ خدا بخشنے والے کے **لِبُيُوتِهِمْ** واسطے گھروں انکے کہ بدلے استعمال ہو ان کے یہی رہتے ہیں وہ انکے گھروں کفار کے **سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ**
چھت چاندی سے **وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا** اور زینہ کہ اوپر اسکے چڑھیں **يَظْهَرُونَ** ظاہر ہوں اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابو جعفر نے سقفا کو بفتح سین پڑھا ہے
وَلِبُيُوتِهِمْ اور واسطے گھروں انکے کرتے ہم چاندی سے **أَبْوَابًا وَسُرُرًا** دروازے اور تخت کہ **عَلَيْهَا** اوپر ان تختوں کے **يَتَّكِئُونَ** تکیہ کریں
وَزُخْرُفًا اور سونے سے بھی اور عطف اسکا سقفا پر ہے یا محل من فضۃ پر یعنی دنیا جو ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں رکھتی ہے اور ہم اسکو نہایت بد جانتے ہیں اگر یہ
قباحت نہوتی کہ آدمی کافروں کے پاس مال دیکھکر بسبب حرص دنیا کی طرف کفر کے رجوع کرتے اور ایک گروہ کفار کے ہو جاتے سارے آدمی تو ہم کفار کو ان چیزوں سے دیتے
کہ انکے گھروں اور دروازے اور تخت چاندی کے ہوتے اور سونے سے لپیٹے ہوتے اور ملمع ہوتے اور چاندی کے زینوں پر وہ چڑھکر ظاہر ہوتے اور تختوں پر چاندی کے تکیہ کرتے اور کافروں ہی کو مال دیتے لیکن چونکہ
کافروں کو ان کے سبب مال نہیں دیا ہے بلکہ کافروں میں بھی محتاج اور تونگر دونوں کئے اور مسلمانوں میں بھی محتاج اور تونگر دونوں کئے اور پھر انکو جو کام بھیجکر آزمایا اور
صبر اور رضا انکا امتحان کیا چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور حضرت سجاد سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ مراد اس سے امت محمد صلعم ہے کہ سب کافر ایک دین پر
ہو جاتے اور اگر خدا ایسا کرتا تو مومنین کو بہت رنج اور غم ہوتا **وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ** اور نہیں ہے کل وہ چیز کہ مذکور ہوئی ہے دنیا مال کی **لَمَّا مَتَاعُ**
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مگر فائدہ زندگانی دنیا کا چند روز کا ہے **وَالْآخِرَةُ** اور آخرت یعنی نعمت آخرت کی کہ وہ بہشت ہے **عِندَ رَبِّكَ** نزدیک پروردگار
تیرے کے **لِلْمُتَّقِينَ** واسطے پرہیزگاروں کے ہے کہ کفر اور گناہوں سے بچتے ہیں اور دنیا کی لذتوں سے انہوں نے منہ پھیرا ہے اور بالکل متوجہ آخرت کے ہیں اور
حضرت امام حسین سے کسی نے پوچھا کہ خدا کے نزدیک کونسا عمل ہے کہ وہ افضل ہے سب اعمال سے فرمایا کہ بعد معرفت خدا کے دنیا کی دشمنی سے زیادہ کوئی عمل افضل نہیں ہے
اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہایت تعجب ہے اس شخص سے کہ عمل کرے واسطے گھر فنا ہونے والے کے اور ترک کرے ہمیشہ کے گھر کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
ایکمرتبہ رسول خدا صلعم باہر نکلے ہو وقت خاطر اقدس کو ملال تھا پس ایک فرشتہ آیا اور ہمراہ اسکے کنجیاں تھیں زمین کے خزانوں کی کہا کہ اے محمد صلعم یہ کنجیاں ہیں زمین کے
خزانوں کی پروردگار تیرا کہتا ہے کہ خزانوں کو کھولکر جسقدر تو چاہے لے کہ جو کچھ تیرا مرتبہ میرے نزدیک ہے اس سے کم نہوگا فرمایا کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے کہ جسکے
واسطے گھر نہیں ہے اور دنیا کیواسطے وہ شخص جمع کرتا ہے کہ جسمیں عقل نہیں ہے اس فرشتہ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی جسنے تمکو حق کے ساتھ بھیجا کہ آسمان پر میں نے بھی یہی کلام سنا تھا ایک فرشتہ سے

ع ۳ ۱۰ ۹

اُن مکر کونسی کہ جو حضرت کے بعد واقع ہوئی یعنی فتح خیبر ہوا اور دارندہ کا پیشانی مبارک پر ظاہر ہوا اور بیتابانہ ہوکر کسی شخص سے تو کچھ نہیں کہا اور جابر بن عبداللہ روایت کرتے
ہیں کہ میں حج میں اور دلی ہیں جانا کہ تم حضرت رسول خدا صلعم سے نہایت قریب ہوں گے طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جان لو کہ میں تمکو تنبیہ کا فرمان کرتا ہوں کہ بعد میرے تم مرتد ہو جاؤ اور آپس میں شمشیر زنی کرو پس
قسم ہے خدا کی اگر ایسا کرو گے اور تم میں جو لوگ رہ جاؤ گے تو مجھکو ان لشکروں میں تم پاؤ گے کہ جو مشتہ جنگ کریگا اور پیغمبر نے اپنے پیچھے نگاہ کی طرف امیر المومنین علی بن ابیطالب کے دیکھا
فرمایا کہ یا علی یا علی یا علی اور دوسری روایت میں ہے کہ تین بار علی کا نام لیا چاہتے ہیں کہ بیشے دیکھا حضرت کو کہ کچھ علامت اثر وحی کا ظاہر ہوا اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی
فانا منہم منتقمون بعلی بن ابیطالب اور اس طرح تفسیر اہلبیت میں ہے کہ منتقمون بعلی بن ابیطالب اور یہ حدیث کتابوں میں بہت ہے ہمیں اسی سے اعتماد اور اختصار انہوں نے
زیادہ کیا تھا جس سے یہ حدیث منقول ہے فرمایا کہ **فاستمسک** پس چنگل مارو اور مضبوطی پکڑے رہو یعنی عمل کرو **بالذی اوحی الیک** ساتھ اس چیز کے کہ وحی کی گئی
طرف تیری **انک** تحقیق تو **علی صراط مستقیم** اوپر راہ سیدھی کے ہے کہ کسی طرح اس میں کجی نہیں ہے **وانہ** اور تحقیق کہ وہ وحی یعنی قرآن
لذکر لک البتہ ذکر ہے یعنی شرف اور عزت ہے واسطے تیرے **ولقومک** اور واسطے قوم تیری کے کہ وہ قریش ہیں یا تمام امت **وسوف تسئلون**
اور قریب ہے کہ سوال کئے جاؤ گے اور پوچھے جاؤ گے تم ای بندہ قرآن کے حق سے اور اسکی عظمت کی تعظیم کرنے سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں قوم اسکی اور ہم
پوچھے جاوینگے اور فرمایا کہ رسول خدا صلعم اور ہم اہل ذکر ہیں ہم پوچھے جاوینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر قرآن ہے اور ہم قوم اسکی ہیں ہم پوچھے جاوینگے **واسئل** اور
پوچھ تو اے محمد صلعم **من ارسلنا من قبلک** ان لوگوں سے کہ بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے **من رسلنا** پیغمبران ہمارے ہیں سے کہ کہیں موسیٰ اور عیسیٰ ہیں اور بعضے کہتے ہیں
اُنکی امتوں سے ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں من رسلنا مضاف ہے من کا محذوف ہے یعنی پوچھ تو مومنین اہل کتاب سے کہ جو پیرو پیغمبران ہمارے کے ہیں **اجعلنا** کیا کیا ہمنے یعنی کیا فرمایا ہم
ہمنے پہلی کتابوں میں **من دون الرحمن** سوائے خدائے بخشنے والے کے بھی **الہۃ یعبدون** معبود ہیں کہ پرستش کئے جائیں وہ بت اور غیر بت یعنی انہوں تو پوچھ کہ
ہمنے حکم کیا ہو کسی امت میں سوائے خدا کے دوسرے کی پرستش کا اور ظاہر پہلا قول ہے کہ رسولوں سے سوال کرنیکا حکم ہے اور وہ سوال شب معراج میں ہوا چنانچہ حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا اس آیت کے معنی سے کہ کیا چیز تھی کہ سوال کیا تھا اس سے محمد صلعم نے اور رسول سے کہ درمیان محمد اور عیسیٰ کے پانسو برس کا فاصلہ تھا
پس حضرت نے یہ آیت پڑھی کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا یعنی پاک ہے وہ شخص کہ لیگیا بندہ
اپنے کو رات کو مسجد الحرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے کہ وہ مسجد کہ برکت دی ہمنے گرد اگرد اسکے کو تاکہ دکھلاویں ہم اسکو نشانیاں اپنی اور فرمایا امام نے کہ جو نشانیاں اپنی قدرت کی
خدا تعالیٰ نے محمد صلعم کو دکھلائی تھیں سو یہ تھیں کہ انکو شب معراج بیت المقدس کو لیگیا تھا انہیں کہ جمع کیا واسطے انکے پہلے اور پچھلے پیغمبروں کو اور حکم کیا جبرئیل کو کہ اذان اور
اقامت کہی اور اقامت میں حی علی خیر العمل کہا بعد اسکے محمد صلعم سب انبیاء کے آگے کھڑے ہوئے اور سب نے نماز پڑھی پس نازل کی خدا تعالیٰ نے یہ آیت واسئل من ارسلنا
الآیہ پس کہا محمد صلعم نے کہ کس چیز پر گواہی دیتے ہو تم اور کس چیز کو عبادت کرتے تھے تم سب نے کہا کہ گواہی دیتے ہیں ہم اس کی کہ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوائے خدا کے کہ ایک ہے وہ
اور کوئی اسکا شریک نہیں ہے اور تو پیغمبر اسکا ہے لیا ہے تونے اوپر ہمارے عہدوں کو اور ثعلبی کہ اہل سنت کے مفسرین میں ہے عبداللہ بن عباس اور
عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت شب معراج مجھکو آسمان پر لیگئے اور انبیاء کو جمع کیا اور میرے انکی پاس بھیجا تھا ایک فرشتہ آیا اور مجھ سے
کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ تو ان انبیاء سے پوچھ کہ کس چیز کیساتھ بھیجا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے انسے پوچھا کہ کس چیز پر بھیجے گئے ہو سب نے کہا کہ تیری دوستی پر اور علی بن ابیطالب
کی دوستی پر ہم بھیجے گئے ہیں اور اب حضرت موسیٰ کا ذکر کرتا ہے **ولقد ارسلنا موسیٰ** اور البتہ تحقیق بھیجا تھا ہمنے موسیٰ کو **بایاتنا** ساتھ نشانیوں قدرت
اپنی کے وہ معجزے ہیں کہ دلالت ہوتے تھے اوپر سچی ہونے پیغمبری اسکی کے **الی فرعون وملائہ** طرف فرعون کے اور سرداروں اسکے کہ وہ شہر قبط کی قوم کے
فقال انی رسول رب العالمین پس کہا موسیٰ نے کہ تحقیق میں رسول پروردگار عالموں کا ہوں **فلما جاءہم بایاتنا** پس جس وقت
آیا وہ انکے پاس ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ معجزہ عصا کا اور ید بیضا کا اسنے انکو دکھلایا اور سوائے اسکے اور کئی معجزے دکھلائے تو **اذاہم** پس اسوقت وہ لوگ **منہا**
یضحکون ان معجزوں سے ہنستے تھے ہنسی جہالت اور انمیں تامل نہ کرتے تھے تاکہ انسے فائدہ حاصل کریں **وما نریہم من آیۃ** اور نہیں دکھلاتے تھے ہم
انکو کوئی معجزہ ایک کے بعد دوسرا **الا ہی** مگر وہ معجزہ **اکبر من اختہا** بڑا زیادہ تھا مانند اس کے کہ پہلے دکھلایا تھا اختہا جس کو کہتے ہیں [illegible]

ام یحسبون یا گمان کرتے ہیں وہ انا لانسمع تحقیق ہم نہیں سنتے ہیں سرھم راز پوشیدہ انکا ونجوٰھم اور مشورہ ظاہر
انکا جو کہ باطل ہے نہیں تحقیق ہم سنتے ہیں بلیٰ ہاں سنتے ہیں .... ورسلنا اور بھیجے ہوئے ہمارے یعنی اعمال لکھنے والے لدیھم نزدیک انکے یکتبون لکھتے ہیں ہمارے
حکم سے انکے فعل و عمل کو اور حقیقت کہ انکے راز ہمارے فرشتوں پر ظاہر ہوتے ہیں کیونکر پوشیدہ ہونگے پس موافق انکے اعمال کے ہم انکو جزا دینگے اور منقول ہے کہ جو کوئی اپنے
گناہوں کو آدمیوں سے پوشیدہ کرے اور خدا پر ظاہر کرے کہ اسسے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوسکتی تو اسنے خدا کو نظر کرنیوالوں میں سست تر گمان کیا اور کہتے ہیں کہ نضر بن
حارث نے اور فرقہ سب کی جماعت میں بیٹھا تھا اور قرآن کی ایک آیت میں غور کرکے ہنسی کرتا تھا اور ولید بن مغیرہ کہ قبل اسلام کے طرف میل رکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن
کی طرف مائل رہتا تھا اسنے کہا اے نضر تو قرآن پر ہنسی کرتا ہے قسم ہے خدا کی محمد صلعم سچا ہے اور جو کچھ کہتا ہے حق ہے نضر نے کہا کہ میں بھی حق کہتا ہوں محمد کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں
بھی کہتا ہوں لا الہ الا اللہ مگر اسکی ہمراہ اسقدر زیادہ کرتا ہوں کہ الملائکۃ بنات اللہ یعنی فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں سو محمد صلعم کو جو اسکی خبر ہوئی تو بہت رنجیدہ ہوئے
جبرئیل یہ آیت لائے کہ قل کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں ان کان للرحمٰن ولد اگر ہووے واسطے خدا بخشنے والے کے
فرزند جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فانا اول العٰبدین پس میں اول ہوں عبادت کرنیوالوں کا یعنی میں سب سے پہلے اسکی عبادت کروں اگر ثابت ہو لیکن
کسنکہ فرزند ہیں اور سب سے زیادہ اسکی تعظیم کروں اسلئے کہ میں پیغمبر ہوں اور پیغمبر کو لازم ہے کہ زیادہ علم رکھتا ہو اور روبرو خدا کے مقدم ہو لیکن کوئی ثابت نہیں اور دلیل
اور کونسی درست نہیں ہے اور فرزند کی تعظیم وہ بعینہ باپ کی تعظیم ہے پس اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہو تو بیان کرو کہ انکو فرزند ہے میں سب سے پہلے انکی تعظیم کرونگا اور
جبکہ مجھکو یقین حاصل ہے کہ انکو کوئی فرزند نہیں ہے تو بجز انکے اور کسیکی پرستش نہ کرونگا کہ میں پیغمبر ہوں پروردگار عالموں کا یہی وقت کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے
تو تسلیم کرو کہ جو شخص کی عبادت میں مشغول رہتے ہو سبحٰن پاک ہے خدا کہ رب السمٰوٰت والارض پروردگار آسمانوں کا ہے اور
زمین کا رب العرش پروردگار عرش کا اور پیدا کرنیوالا اسکا عما یصفون اس چیز سے کہ وصف بیان کرتے ہیں کفار کہ انکو فرزند کہتے ہیں
فذرھم پس چھوڑ دے تو اے محمد صلعم ان کفار کو اور منع نہ کر کہ یخوضوا شروع کریں وہ باطل میں ویلعبوا اور بازی کریں ہمہ در
دنیا میں مشغول ہو حتیٰ یلٰقوا یہانتک کہ ملاقات کریں اور دیکھیں یومھم الذی یوعدون دن اپنا کہ وہ دن کہ وعدہ کئے جاتے
ہیں ملاقات اسکی کا کہ وہ دن قیامت کا ہے جس روز کہ کفار اپنی جزا کو پہنچینگے پس چاہئے کہ اسکے پروردگار آسمان اور زمین ہونیکا اقرار کرو وھو
اور وہ خدا الذی فی السماء الٰہ وہ شخص ہے کہ بیچ آسمان کے معبود کہ فرشتے اسکی عبادت کرتے ہیں وفی الارض الٰہ اور بیچ زمین کے معبود آدمیوں کا
اور جنوں کا ہے معبود ہونیکا وہ حقدار ہے وھو الحکیم اور وہ حکمت الٰہی سے بنانیوالا ہے العلیم جاننے والا اسکی مصلحتوں کا وتبٰرک الذی
اور بزرگ اور برکت والا وہ شخص ہے کہ لہ ملک السمٰوٰت والارض وما بینھما واسطے اسکے بادشاہی آسمانوں کی ہے اور زمین کی اور
اس چیز کی درمیان ان دونوں کے ہے یعنی حکم اسکا سب چیز پر جاری ہے وعندہ اور نزدیک اسکے ہے علم الساعۃ جاننا اس ساعت کا کہ جس میں قیامت
ہوگی والیہ ترجعون اور طرف اسکی پھیرے جاؤگے تم پس دیوے اپنی جزا اعمال کے اور کفار سے نہ کہے اور جنکو عبادت کرتے تھے باعث شفاعت انکو گمان ہے کہ
یہ ہماری شفاعت کرینگے خدا تعالیٰ انکو رد فرماتا ہے ولا یملک اور نہ مالک ہونگے اور نہ قدرت رکھینگے الذین یدعون وہ لوگ کہ پکارتے ہیں
یعنی پرستش کرتے ہیں من دونہ سوائے اسکے غیر کو شفاعت کی امید میں الشفاعۃ سفارش کرنیکو یعنی نہیں لائق ہونگے وہ غیر ان کافروں کی شفاعت
کے کہ انکو شفاعت کرکے عذاب سے نجات دیویں الا من شھد بالحق مگر جسنے کہ گواہی دی ہے ساتھ حق کے کہ خدا کو واحد جانا اسکو جسکی پرستش کرتے ہیں
وھم یعلمون اور وہ جانتے ہیں دل سے جسکی کہ زبان سے گواہی دی ہے کہ خدا واحد ہے اور گواہی انکی یقین ہے مثل عیسیٰ و عزیر اور ملائکہ کے کہ انکی کفار پرستش
کرتے ہیں اور یہ زبان سے اور دل سے یقین کرکے خدا کو واحد سمجھ کر گواہی دیتے ہیں سو شفاعت کرینگے نہ کفار کی بلکہ مومنین کی شفاعت کرینگے اور کفار جو کہ انکی
پرستش کرتے ہیں جیسا کہ یہاں ذکر ہیں ان سے بری ہیں اور بیزار ہونگے ولئن سالتھم اور البتہ اگر پوچھے تو اے محمد صلعم ان پرستش کرنیوالوں غیر خدا سے کہ من
خلقھم کسنے پیدا کیا ہے انکو لیقولن اللہ تو کہینگے کہ خدا نے پیدا کیا ہے اور یہ نہایت ظاہر ہے انکار نہ کرسکینگے فانیٰ یؤفکون پس کہاں پھیرے جاتے ہیں

عبادت خدا کی باوجود ظاہر ہونے دلیلوں وحدانیت خدا کی اور اقرار کرنے انکو خالق ہونے کی اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم ہر چند وحدانیت خدا کی ثابت کرتے ہیں اور شرک کے
باطل کرنے میں دلیلیں قائم کرتے تھے لیکن کفار زیادہ عناد اور انکار کرتے تھے رسول خدا صلعم نے درگاہ خدا میں عرض کی یہ آیت ہے وَقِیْلِهٖ اور کہنا انکا نزدیک
خدا کے یہی جاننا کہنے اس رسول کا کہ یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ اے پروردگار میرے تحقیق یہ لوگ مشرکین کہ قَوْمٌ ایک گروہ ہیں کہ زیادتی انکار اور عناد سے
لَّا یُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہیں خدا کی وحدانیت پر اور قیل بمعنی قول ہے اور عاصم اور حمزہ نے قیل کو مجرور پڑھا ہے ساتھ عطف کے یعنی عندہ علم قیلہ
اس صورت میں قیل مضاف الیہ علم کا ہوگا لیکن علم الساعۃ اور … اور باقیوں نے قیل کو منصوب پڑھا ہے اس صورت میں تو عطف اسکا سرّہم پر ہے اور یا الساعۃ
کے محل پر ہے کہ وہ مفعول ہے علم مصدر کا کہ وہ الساعۃ کی طرف مضاف ہوا ہے اور یا منصوب ہے قال کی تقدیر کے ساتھ … لیکن … جو عطف کرتے ہیں وہ قیل سے نہایت
دور ہے اور بعضے قیل کو مرفوع پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ مبتدا ہے اور خبر اسکی مابعد کا ہے اور وہ یہ ہے کہ یارب ان ہؤلاء قوم لا یؤمنون فَاصْفَحْ عَنْهُمْ پس منہ پھیر
تو انسے وَقُلْ سَلٰمٌ اور کہو کہ سلام سلام رخصت کا کہ ہمارا اور تمہارا درمیان کچھ جھگڑا نہیں اور … نہیں اور نہ تمکو … کچھ …
فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس قریب ہے کہ جان لینگے وہ انجام کفر اور شرک کے انجام کو جس وقت کہ خدا اپنا قہر نازل کریگا دنیا میں … اور آخرت میں وہ
دوزخ میں جلینگے اور یہ آیت آیہ جہاد سے منسوخ ہے سُوْرَةُ الدُّخَانِ سورہ مکی ہے اور اس میں انسٹھ آیتیں ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتا ہے
کہ جو کوئی سورہ دخان کو پڑھے فرائض میں اور نوافل میں خدا تعالیٰ قیامت کے روز اسکو امن والوں میں اٹھاویگا اور عرش کا سایہ دیگا اور حساب اسکا آسان
کریگا اور نامہ اعمال کو داہنے ہاتھ میں دیگا اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیہ السلام سے پوچھا کہ کیونکر جانوں کہ شب قدر ہر سال میں ہوتی ہے
فرمایا کہ جس وقت ماہ رمضان آوے تو سورہ دخان کو ہر شب سو مرتبہ تلاوت کر جس وقت تئیسویں شب آویگی تو اللہ تعالیٰ ظاہر کریگا … جو کچھ کہ تو نے
سوال کیا خداوند نصیب کرے ہمکو تلاوت اسکی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ … وَ
الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ قسم ہے کتاب ظاہر اور روشن کی کہ وہ قرآن شریف ہے واضح کرنیوالا احکام حلال اور حرام کا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تحقیق ہمنے نازل کیا
اس قرآن کو فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ بیچ رات مبارک کے … اس شب کی برکتوں … لوح محفوظ … آسمان دنیا پر
نازل ہوا … اور اسی شب میں … تقسیم … سال کی بندوں پر … مغفرت …
بخشتا اور … رحمت اپنی نازل کرتا ہے … یہ شب مبارک ہے شب قدر … فضیلت کی … پندرہویں شعبان
یعنی شب پانزدہم شعبان اور اسکی فضیلت کی روایتیں بھی بیان کرتے ہیں لیکن ائمہ معصومین علیہم السلام کی روایتیں اسکی شب قدر ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور قرآن
کی آیتیں بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور دوسری آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور بعد بیان برکت اس
کے فرماتا ہے اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ تحقیق ہم ہیں ڈرانیوالے بندوں کو قرآن نازل کرکے اس شب کہ جسکی برکتوں میں سے یہ ہے کہ فِیْهَا یُفْرَقُ بیچ اسکے فیصلہ کیا جاتا ہے
كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ہر امر محکم کہ جسمیں باطل اور کمی نہیں ہوتی اور تمام سال کے … حکم … جیسے کہ تقسیم روزی کی اور تمام فائدے اور ضرر …
دنیا کے امور اور اجلیں اور عمریں … اور جس طرح کمی اور زیادتی نہیں … اور حضرت امام کاظم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کو آسمان … بیت المعمور میں
اکٹھا تمام اور کمال کے ساتھ نازل کیا اور بعد اسکے بیت المعمور سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت آیت اور سورہ سورہ نازل ہوئی اور اس شب کہ جسمیں نازل
ہوا ہے یعنی شب قدر میں مقدر کیا جاتا ہے ہر امر حق اور باطل اور جو کچھ کہ اس سال میں ہوگا اور جس چیز کو چاہے اس سال میں مقدم کرے اور موخر کرے اور مٹاوے اور ثابت کرے اور اجلوں کو اور
روزیوں کو اور بلاؤں کو اور مرضوں کو اور جو چاہے کم کرے اور جو چاہے زیادہ کرے اور منقول ہے کہ روزیوں کی نسخوں کو اس شب میں میکائیل کو دیتے ہیں اور بلاؤں کو …
زمین کے نسخہ کو جبرئیل کو اور اعمال کے نسخہ کو اسرافیل کو اور مصیبتوں کے نسخہ کو عزرائیل کو … امر کا حکم کیا جاتا ہے اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا … نزدیک ہمارے اِنَّا
كُنَّا مُرْسِلِیْنَ تحقیق کہ ہم ہیں بھیجنے والے قرآن کے کہ عادت ہماری ہے بھیجنا پیغمبروں کا … رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ …
کے پروردگار تیرے کی طرف سے یا یہ کہ ہم بھیجتے … مہربانی ہے اور بخشش پروردگار تیرے کی طرف سے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ تحقیق وہ سننے والا

رسول کی کیا ہی فرمایا کہ ایک سرخی آسمان وقت طلوع صبح کے ظاہر ہوتی تھی اور ایک سرخی غروب کے وقت ہوتی تھی اور قائم ہی منقول ہی کہ ذبح کیا گیا ایسی جیسے ذبح کیا گیا حسین
اور نہیں رویا ہی ہمیں آسمان اور زمین مگر ان دونوں پر اور صحیح مسلم جو اہل سنت کی احادیث کی کتاب ہے اُسمیں لکھا ہی کہ یحیٰی اور حسین پر آسمان رویا اور سدی کی روایت
منقول ہی کہ جب حسین شہید ہوئے تو آسمان اُنپر گریہ کیا اور گریہ اُسکا سرخی آسکے اطراف کی ہی **وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ** اور نہ تھی قبطی انتظار کیے گئے اور
مہلت دئیے گئے ایک ساعت سے دوسری وقت تک بلکہ جسوقت عذاب نازل ہوا اُسیوقت ہلاک ہوگئے اور جڑ اُنکی اوکھڑ گئی **وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ**
اور البتہ تحقیق بچایا ہمنے بنی اسرائیل کو **مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ** عذاب خوار کرنیوالے سے کہ اُنپر واقع ہوتا تھا **مِن فِرْعَوْنَ** جانب فرعون کے
وہ اُنکے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور بیٹیاں اُنکی زندہ رکھتا تھا اور اپنی بندگی میں اُنکو قید کر رکھا تھا **إِنَّهُ كَانَ** تحقیق کہ وہ فرعون تھا **عَالِيًا** متکبر اور
سرکشی میں **مِنَ الْمُسْرِفِينَ** حد سے گذرنیوالوں سے کفر اور گناہ میں **وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ** اور البتہ تحقیق برگزیدہ کیا ہمنے اُنکو یعنی
موسیٰ کو اور اُنکی ہمراہ کے مومنین کو **عَلَىٰ عِلْمٍ** اوپر علم کے کہ ہم جانتے تھے اور ہمکو علم تھا کہ یہ لائق برگزیدہ کرنیکے ہیں سو ہمنے اُنکو برگزیدہ کیا **عَلَى**
الْعَالَمِينَ اوپر عالم کے لوگوں اُس زمانے کے **وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْآيَاتِ** اور دی ہمنے اُنکو نشانیوں قدرت سے **مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ**
وہ چیز کہ بیچ اُسکی نعمت ظاہر تھی جیسے پھٹنا دریا کا اُنکے واسطے اور سایہ کرنا ابر کا اور بہیجنا من اور سلوے کا اور اُنکا چھوٹنا فرعون کے ہاتھ سے اور اُسجگہ تعالی
پھر کفار قریش کا حال بیان کرتا ہی **إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ** تحقیق یہ لوگ قریش کے البتہ کہتے ہیں اپنی جہالت سے مومنین کے جواب میں جسوقت وہ کہتے
ہیں کہ تم بعد مرنیکے زندہ ہوگے **إِنْ هِيَ** نہیں ہے وہ مرنا **إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ** مگر مرنا ہمارا پہلا دنیا میں بعد اُسکے پھر زندگی نہوگی **وَمَا نَحْنُ**
بِمُنشَرِينَ اور نہیں ہیں ہم اُٹھائے گئے زندہ کرکے بعد مرنیکے اور اگر تم اسی سلیقہ دوبارہ زندہ ہونیکا دعوی کرتے ہو تو **فَأْتُوا بِآبَائِنَا** پس لاؤ تم
باپوں ہمارے کو اور خدا سے درخواست کرو کہ وہ اُنکو زندہ کردے **إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ** اگر ہو تم راست اور درست کہتے ہو کہ خدا قادر ہے دوبارہ زندہ کرنیپر
اور کہتے ہیں کہ کہنے والا اس بات کا ابوجہل تھا رسول خدا سے کہتا تھا کہ اگر تو سچا ہی تو قصی بن کلاب دادا ہمارے کو زندہ کردے کہ ہم اُس سے حوال زندہ ہونیکا اور قیامت
کا دریافت کریں اور جناب رسول خدا دلیلیں قائم کرتے تھے اور معجزے دکھلاتے تھے اور وہ کفر کی زیادتی سے نہیں مان کرتے تھے سوال کرتے تھے سو اسطرح انکو خوف تا
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **أَهُمْ خَيْرٌ** کیا وہ قریش بہتر ہیں قوت اور شوکت اور بزرگی میں **أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ** یا قوم تبع کی کہ ایک لشکر تھا بہت بڑا **وَالَّذِينَ**
اور وہ لوگ کہ تھے **مِن قَبْلِهِمْ** پہلے اُنکے جیسے کہ قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور باوجود اُنکی قوت اور شوکت کے **أَهْلَكْنَاهُمْ** ہلاک کیا ہمنے اُنکو **إِنَّهُمْ**
كَانُوا تحقیق کہ وہ لوگ تھے **مُجْرِمِينَ** سخت گناہ کرنیوالے مثل کفر اور شرک کے اور قیامت کا انکار کرتے تھے پس جسوقت کہ ہمنے اُنکو باوجود اُس قوت اور کثرت کے
ہلاک کیا تو قریش کہ اُنکی نہایت کم مرتبہ ہیں ہمارے عذاب سے کیونکر نجات پائینگے اور کہتے ہیں کہ تبع حمیری ایک بادشاہ تھا اور کنیت اُسکی ابو یوسف تھی اور نام اُسکا اسعد
بن ملکا تھا اور لشکر بیشمار رکھتا تھا اور مشرق سے مغرب تک اُسنے سیر کی اور بڑے بڑے شہر اپنے قبضہ میں لایا اور سمرقند کو اُسنے منہدم کیا اور پھر اُسکو بنایا اور کثرت لشکر
اور خادموں اور تابعداروں کی جہت سے نام اُسکا تبع مشہور ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ یمن کا بادشاہ تھا اور یمن کے بادشاہ ہونکو تبابعہ کہتے ہیں جیسے کہ خاقان ترک
کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ تبع کو دشنام مت دو اسواسطے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پیغمبر
تھا اور ایک روایت میں ہی کہ وہ مرد صالح اور نیک تھا اور حق تعالی نے اُسکی قوم کی مذمت کی ہی اُسکی مذمت نہیں کی ہے اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ فرمایا تبع نے اوس
اور خزرج کی قبیلہ سے کہا تھا کہ تم اسی حال پر قائم رہنا تاکہ پیغمبر آخر الزمان آوے اور اگر میں اُسکو پاؤں تو اُسکی خدمتگاری کروں اور منقول ہے کہ تبع اگر کسیکو خط لکھتا
تھا تو اُسکے اول میں لکھتا تھا کہ بسم اللہ الذی ملک برا و بحرا و ضحا و ریحا یعنی بنام خدا جو بادشاہ ہے خشکی اور تری کا اور آفتاب کا اور ہوا کا اور منقول ہے کہ پہلے سب
خانہ کعبہ کو لباس تبع نے پہنایا اور روایت ہے کہ پہلے تبع آتش پرست تھا اور جسوقت اُسکے بیٹے کو مدینہ میں قتل کیا تو اُسنے وہانکے رہنے والوں کے لشکرکشی کی اور اُنکی
بیخ کنی پر قصد کیا اور یہودیوں کے کئی عالم اُسکے پاس آئے اور تبع سے کہا کہ اپنی لڑائی سے گذر کہ مدینہ مقام ہجرت پیغمبر آخر الزمان کا اور حضرت کی بہت تعریف کی تو وہ
سنکر اُنکی قتل اور غارت سے دست بردار ہوا اور اُن دونوں کے ہاتھ پر ایمان لایا اور ایک جماعت اہل کتاب کی ہمراہ لیکر یمن کو روانہ ہوا اور ایک جماعت بنی ہذیل کی

ع ۲۹
۱۴

مَا هِيَ نہیں ہے وہ زندگی اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مگر زندگانی دنیا کی کہ جسمیں ہم ہیں نَمُوتُ وَنَحْيَا مرتے ہیں ہم اور زندہ ہوتے ہیں
ہم یعنی بعضے ہم میں سے مرتے ہیں اور بعضے پیدا ہوتے ہیں اور یا بلکہ یہی ہی اُسکے معنی ہیں زندہ ہوتے ہیں ہم اولاد کے باقی رہنے سے اور یا یہ کہ مر جاتی ہم
روح ہماری بلکہ نکل جاتی ہے اور زندہ ہوتے ہیں ہم کہ روح ہماری دوسرے بدن میں داخل ہوتی ہے اور دنیا میں ہمیشہ کہ موت و کا یہی دور علماء کہتے ہیں ہم تناسخ کہتے
ہیں اسے یہی ہیں وہ کفار منکر قیامت کے وَمَا يُهْلِكُنَا اور نہیں ہلاک کرتا ہے ہم کو اِلَّا الدَّهْرُ مگر زمانہ یعنی گزرنا رات اور دن کا اور دراز ہونا مدت
کا اور اسی طرح چلا جانا ہم کو ہلاک کرتا ہے اور ملک الموت خدا کے حکم سے ہماری روح کو قبض نہیں کرتا ہے اور اسی طرح گویا انکے ہم پیدا ہوتے ہیں کوئی پیدا کرنے والا
نہیں اور یہ دنیا اسی طرح چلی آئی ہے اور اسی طرح ہمیشہ کو چلی جاویگی وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہے واسطے ان کافروں منکروں قیامت کے بِذٰلِكَ ساتھ اس کلام
مِنْ عِلْمٍ کوئی علم کہ موافق دلیل کے ہوئی یعنی یہ اور جو کچھ دنیا میں منحصر جانتے ہیں اور حشر کو نہ مانتے ہیں یہ بات کسی علم اور یقین پر نہیں کہتے کوئی
دلیل اسکے واسطے نہیں رکھتے ہیں اور فقط بیہودہ گمان ہے اور یہ جو صرف عقلی دلیلوں کو نہیں سمجھتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ زندہ کرنا اور مارنا سوا
خدا کے نہیں زمانہ کا اور یہ قدرت کسکو ہے آخرت میں زندہ کرنیکی اِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ اِلَّا يَظُنُّوْنَ مگر گمان کرتے یعنی یہ کلام انکا
محض گمان انکا ہے کہ بدون دلیل کے اپنے گمان سے کہتے ہیں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ نہ برا کہو زمانہ کو کیونکہ تحقیق زمانہ وہی خدا ہے اور تاویل اسکی یہ کہ
کفار نسبت کرتے تھے حوادث اور بلاؤں کو جو نازل ہوتی تھیں طرف زمانہ کے اور کہتے تھے کہ زمانہ نے یہ کیا ہے اور زمانہ کو گالیاں دیتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ بلا
ان سب کا کرنے والا اور خالق خدا ہے تو زمانہ کو برا مت کہو وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر انکے اٰيٰتُنَا آیتیں ہماری کتاب کی
بَيِّنٰتٍ کہ روشن ہیں اور مقصود پر ساتھ دلالت کرتی ہیں اوپر ان کے جو برخلاف انکے مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ نہیں ہے دلیل انکی ان
آیتوں کے مقابلے میں اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا مگر یہ کہ کہتے ہیں کہ لاؤ تم بِاٰبَآئِنَآ باپوں ہمارے کو زندہ کر کے کہ ہم ان سے دریافت کریں دوبارہ زندہ ہونیکا
حال یعنی ہمارے باپوں کو تم خدا سے زندہ کرا دو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے اپنے دعوے میں کہ خدا دوبارہ زندہ کریگا اور یہ کلام انکا عناد اور
جہالت کی راہ سے تھا کہ خدا تمہارے باپوں کو زندہ کر دیوے سو اگر خدا تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے زندہ کرنے کا وہ وقت خاص ہے یعنی قیامت کے دن اور دنیا میں
زندہ نہیں کرتا ہے پھر اسی سبب سے یہ کہنا ہر شخص کا کہ دنیا میں زندہ کریگا عناد اور نزاع کی بات تھی نہ ہدایت پانے کے واسطے اور ہمیشہ ایسا ہی قُلِ کہہ اے محمد
اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ خدا زندہ کرتا ہے تمکو یا تمکو پیدا کرتا ہے ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر مارتا ہے تمکو دنیا میں وقت اجل کے ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ پھر جمع کریگا
تمکو قبروں میں اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ روز قیامت تک کہ لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک بیچ ہونے اسکے پس اس روز بھی تمکو زندہ کریگا اور جو کہ جو
شخص قادر ہے ساتھ پیدا کرنے اور پہلی زندہ کرنے پر وہ دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے اور جو شخص کہ پہلے زندہ کرنے پر عاجز ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی عاجز ہے وَ
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں اسکو بسبب تامل نہ کرنے اور نہ فکر کرنے کے خدا تعالیٰ کی قدرت کی دلیلوں
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی یعنی جو شخص کہ مالک ہے تمام مخلوقات کا اور سب کو
اسنے پیدا کیا ہے تو وہ قدرت دوبارہ زندہ کرنے کی بھی رکھتا ہے قیامت کے روز وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قائم ہوویگی قیامت يَوْمَئِذٍ اس دن
يَخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ نقصان میں ہونگے اہل باطل ناحق کام کرنے والے اور نقصان انکا یہ ہوگا کہ بہشت کو جو انکی جگہ تھی عوض میں دوزخ کے دیویں گے آنکو وَ
تَرٰى اور دیکھیگا تو اے محمد صلعم اس روز كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ہر گروہ کو زانو پر بیٹھنے والا یعنی ہر امت کو زانو پر بیٹھے ہوئے ہیبت سے اور انتظار حساب سے اور
منقول ہے کہ قیامت کے روز ایک ساعت دنیا کی سو سال کے برابر ہوگی اس ساعت میں سب لوگ زانو پر بیٹھے ہونگے اور نفسی نفسی کہتے ہونگے اور بعض کہتے ہیں کہ جاثیہ
کے معنی جمع ہونے والوں کے ہیں یعنی ہر گروہ ایک جماعت جمع ہونے والی ہوگی كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ہر گروہ بلایا جاویگا طرف
نوشتہ کے یعنی طرف نامۂ اعمال اپنے کے اور کہا جاویگا انکو کہ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ آج کے دن بدلہ دیے جاؤ گے تم مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ کہ
تم عمل کرتے تھے دنیا میں هٰذَا كِتٰبُنَا یہ کتاب ہماری یعنی یہ نوشتہ کراماً کاتبین جسکے لکھنے کا حکم دیا تھا تمہارے اعمال کے بارہ میں نوشتہ ہمارا يَنْطِقُ گویا ہوتا ہے

بہانتک کہ وحی نازل ہو جسوقت جو کچھ حکم ہو عمل میں لاؤں اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر قُلْ کہہ اے محمد اَرَءَيْتُمْ بھلا دیکھو تو تم اے کافرو یعنی خبر دو تم مجھکو اِنْ كَانَ
اگر ہے وہ قرآن مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نزدیک خدا کے وَكَفَرْتُمْ بِهٖ اور کفر کیا ہے تمنے ساتھ اسکے کہ ایمان نہ لائے ہو وَشَهِدَ شَاهِدٌ
اور گواہی دی ہو ایک گواہ نے اگر حق ہو مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ بنی اسرائیل سے کہ وہ عبد اللہ بن سلام عالم بنی اسرائیل کا ہے عَلٰي مِثْلِهٖ اوپر مثل
اسکے یعنی اوپر کہا ہو کہ جو کچھ قرآن میں ہے مثل اسکے توریت میں ہے جو آخر الزمان کی اور صفات آنکی اور ذکر آنکی نبوت کا توریت میں بھی موجود ہے اور مثل اس قرآن کے توحید
اور ثواب اور عذاب وغیرہ توریت میں موجود ہے اور توریت قرآن کو سچا کرتی ہے فَاٰمَنَ پس ایمان لایا وہ گواہ توریت کا مضمون قرآن میں دیکھ کر وَاسْتَكْبَرْتُمْ اور تکبر
اور سرکشی کی تم نے ایمان لانے سے کہ تمہارا ایمان لانا ہوا اور جزا اسکی محذوف ہے اور وہ یہ ہے کیا اس صورت میں تم اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالے نہیں ہوگے اور سزاوار
عذاب کے تم ہوگے یعنی بیشک تم لائق عذاب کے ہوا اور اپنے نفسوں پر تمنے ظلم کیا ہو اِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ نہیں راہ
دکھلاتا اس گروہ ظلم کرنیوالا کو جو کہ دیدہ و دانستہ اپنی نفسوں پر ظلم کرتے ہیں کفر کو اختیار کرکے اور حسد اور عناد کی راہ سے ایمان نہیں لاتے ہیں حق تعالیٰ آنکو آنکے حال پر
چھوڑ دیگا گمراہی میں پھنسا ہوا اور توفیق ہدایت انکی نصیب نہ کریگا اور بعضے انسے روایت کرتے ہیں انسے کہا کہ جس وقت پیغمبر خدا مدینہ میں تشریف لائے تو عبد اللہ بن سلام آنحضرت صلعم کے
پاس آیا اور کہا کہ اے محمد تجھسے میں تین مسئلے پوچھتا ہوں کہ جواب اسکا سوا پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا ہے بیان کر کہ پہلی شرط قیامت کی کیا ہے اور پہلا کھانا کہ بہشتی
کھاینگے کیا ہے اور فرزند جو پیدا ہوتے ہیں کس سبب سے بعضا مشابہ باپ کے ہوتا ہے اور بعضا مشابہ ماں کے آنحضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلی علامت قیامت
کی یہ ہے کہ ایک آگ مشرق کیطرف سے پیدا ہوگی کہ تمام خلقت کو طرف مغرب کے لیجائیگی اور وہ کھانا کہ بہشتی کھاینگے جگر مچھلی کا ہوگا اور اگر پانی مرد کا سابق ہو عورت کے پانی پر
تو فرزند مشابہ باپ کے ہوتا ہے اور اگر پانی عورت کا سابق ہو اسکے اوپر تو مشابہ ماں کے ہوتا عبد اللہ بن سلام نے یہ تینوں جواب سنکر حضرت سے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و
اشہد ان محمد رسول اللہ اور کہا کہ یا رسول اللہ یہود بہتان کرنیوالی قوم ہے ایسا نہو کہ مجھپر بہتان کریں اگر میرے اسلام سے مطلع ہوں تو مجھکو جاہل قرار دیویں
اور علم کا میرے انکار کریں اور مجھکو پیشوا اپنے علما کا نہ جانیں پہلے اسکے کہ میرے اسلام کی انکو خبر ہو میرا حال انسے دریافت کرو تاکہ میرے عالم ہونیکا اقرار کریں اور بعد
ظاہر ہونے میرے اسلام کے انکو کوئی عذر نہو اور انکار کسی چیز کا نہ کریں سو آنحضرت نے یہود کو جمع کرکے کہا کہ کیا کہتے ہو تم عبد اللہ بن سلام کے حق میں سب نے کہا کہ آقا
ہمارا ہے اور بیٹا آقا ہمارے کا ہے اور بہتر ہمارا اور بیٹا بہتر ہمارے کا ہے اور دانا تر ہمارا اور بیٹا دانا تر ہمارے کا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ گواہی دے میری نبوت کی
اور مجھپر ایمان لاوے تو تم بھی اسکی موافقت کروگے سب نے کہا معاذ اللہ کہ وہ تجھپر ایمان لاوے عبد اللہ بن سلام اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ
یہود یہ سنکر کہا کہ بدتر ہمارا ہے اور بیٹا بدتر ہمارے کا ہے اور عبد اللہ بن سلام کا عیب اور نقصان بیان کرنے لگے عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ اسی سبب سے میں ڈرتا تھا
اور سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہا نہیں سنا ہم نے رسول خدا سے کہ کسی کو جو زمین پر چلتا ہو کہا ہو کہ وہ بہشتی ہے مگر عبد اللہ بن سلام کو کہ انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی وشہد
شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ اور کہتے ہیں کہ جسوقت جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار کہ قبیلہ عرب کے ہیں ایمان لائے تو بنو عامر اور غطفان اور اسد اور اشجع نے
کہا کہ اگر اسلام میں کچھ فائدہ ہوتا تو وہ ہم سے پہلے ایمان نہ لاتے بلکہ ہم ہی انسے پہلے اسلام قبول کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا
ان لوگوں نے کہ کفر کیا ہے بنی عامر وغیرہ نے لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں لَوْ كَانَ خَيْرًا اگر ہوتا وہ اسلام بہتر دین تو نہ
مَّا سَبَقُوْنَآ سبقت کرتے وہ جہینہ وغیرہ ہمسے اِلَيْهِ طرف اسکی اور پہلے ہمسے وہ ایمان نہ لاتے بلکہ ہم انسے زیادہ لائق تھے ایمان قبول کرنیکے اسواسطے کہ
ہمارا انسے زیادہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے شان میں نازل ہوئی ہے بعد مسلمان ہونے عبد اللہ بن سلام کے اس صورت میں معنی اسکے یہ ہونگے کہ یہود نے
یہ سنکے کہا کہ اگر دین محمد کا بہتر ہوتا تو اس دین کو ہمسے پہلے ان میں کوئی قبول نکرتا کیونکہ ہم قوم کے بزرگ ہیں اور بعضوں کے نزدیک اسکا نزول مشرکوں کی
شان میں ہے کہ انہوں نے حق میں فقرای صحابہ مثل عمار اور صہیب اور بلال وغیرہ کے کہا کہ اگر اسلام بہتر ہوتا تو یہ فقیر ہمسے پہلے ایمان نہ لاتے وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا اور
جبکہ ہدایت نہ پائی ان یہودیوں نے یا مشرکوں نے بِهٖ ساتھ اس قرآن کے یا ساتھ تمام چیز کے کہ محمد لایا ہے تو فَسَيَقُوْلُوْنَ پس قریب ہے کہ کہینگے ھٰذَآ
اِفْكٌ قَدِيْمٌ یہ دروغ قدیم اور پرانا ہے کہ پہلے لوگ بھی ایسی ہی جھوٹی باتیں کہتے تھے پس اسی طرح مشرکوں نے اور یہودیوں نے کہا ہے کہ وَمِنْ قَبْلِهٖ

ع ۱۰

ذکر ایمان لانے عبد اللہ بن سلام کا

ع ۳

انبیا کے اور ہمارے کام کی نگہبانی اسکی قدرت کی تھیں **وَحَاقَ بِهِمْ** اور احاطہ کیا ساتھ انکے اور گھیر لیا انکو **مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ** جسکے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے کہ عذاب ہم پر نہیں آویگا کرتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمکو جھوٹی باتوں سے پیغمبر ڈراتے ہیں اور عذاب ہم پر آنیوالا نہیں ہے **وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا** اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہمنے اے مکہ والو **مَا حَوْلَكُمْ** انکو کہ گرد تمہارے ہیں **مِنَ الْقُرَىٰ** بستیوں سے مثل حجر ثمود اور سدوم وغیرہ کے جو ہیں قوم لوط کے **وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ** اور طرح طرح سے بیان کیا تھا اور دکھلایا تھا ہمنے نشانیوں قدرت اپنی کو بستیوں والوں کو **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** تاکہ وہ پھریں اپنے کفر سے اور توبہ کریں اور سبب انکار کرنے کی ہماری نشانیوں کے جبر او ربباد ہو جاتی ہیں **فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ** پس کیوں مدد نہ کی انکی **الَّذِينَ اتَّخَذُوا** انہوں نے کہ پکڑا تھا یعنی اختیار کیا تھا انہوں نے انکو **مِنْ دُونِ اللَّهِ** سوا خدا کے **قُرْبَانًا** واسطے نزدیکی خدا کے **آلِهَةً** معبود اسواسطے کہ وہ بامید شفاعت اُن بتوں کی پرستش کرتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ ہمکو خدا کی رحمت کے نزدیک کرینگے اور ہمکو بخشوا دینگے اور پہلا مفعول اتخذوا کا کہ وہ ضمیر جمع کی الذین کیطرف پھرتی ہے محذوف ہے اور دوسرا مفعول قربانا ہے اور آلہۃ اُس سے بدل ہے یا عطف بیان ہے اور یا قربانا مفعول لہ ہے اور قربانا اور آلہۃ حال بھی ہو سکتے ہیں اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ بت انکی شفاعت کریں **بَلْ ضَلُّوا** بلکہ گم ہو گئے وہ معبود اور کھو گئے **عَنْهُمْ** اُن مشرکوں سے کہ وقت نازل ہونے عذاب کے کچھ فائدہ ان معبودوں سے انکو نہ پہنچا اور عذاب کو انسے دور نہ کیا **وَذَٰلِكَ** اور وہ یعنی بتکا پالنا اور خدا کرنا ہنوں کا معبود سوا خدا کے **إِفْكُهُمْ** دروغ انکا ہے اور بناوٹ انکی **وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ** اور وہ چیز ہے کہ تھے وہ جھوٹ بناتے کہ بتونکی پرستش کرتے تھے سوا خدا کے یہ شفاعت کرنیوالا گمان کر کے اور مفسرین لکھتے ہیں کہ جسوقت حضرت ابو طالب نے وفات پائی تو رسول خدا اپنے یار و مددگار رہ گئے اور مکہ سے طرف طائف کے روانہ ہوئے تاکہ بنی ثقیف کی قوم سے مدد چاہیں جسوقت طائف میں پہنچے تو ان لوگوں کی مجمع میں تشریف لیگئے اور انکے تین شخص عبد یالیل اور مسعود اور حبیب یہ تینوں عمرو کے بیٹے تھے انکی پاس جا کر دعوی نبوت کا کیا اور انسے نصرت دین اللہ و طلب کی اُن لوگوں نے حضرت کی نبوت کا انکار کیا ایک نے اُنمیں سے کہا کہ کعبہ کا لباس میں پھاڑا ہوں اگر خدا نے تجھکو پیغمبر کیے بھیجا ہو اور دوسرے نے کہا کہ کیا خدا عاجز ہے کہ سوائے تیرے کسی اور کو خلقت پر بھیجے اور تیسرے نے کہا قسم خدا کی بعد اس مجلس کے ہرگز تجھسے کلام نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ مجھکو اگر رسالت کو نہیں جانتے تو میرے احوال کو بھی قوم سے پوشیدہ رکھو تاکہ مجھپر دلیر نہ ہو جائیں وہ لوگ سنکر طعن کرنے لگے اور ہنسنے لگے اور نادان آدمی اور لڑکے حضرت کے پیچھے اکٹھے ہوئے اور شور و غل مچانے لگے اور پتھر مارنے لگے یہانتک کہ حضرت کے دونوں پائے مبارک کو خون آلودہ کر دیا اور حضرت ایک باغ میں جا کر ٹھہرے اور درخت انگور کے سایہ میں بیٹھ گئے اور وہ باغ عتبہ اور شیبہ کا تھا ربیعہ کے بیٹے تھے حاضر تھے وہ نادان آدمی انکو دیکھکر الٹے پھر گئے اور حضرت نے اُن دونوں شخصوں کو دیکھا تو پریشان ہوئے اسلئے کہ وہ دونوں دشمن خدا اور رسول کے تھے حضرت نے ہاتھ دعا کے اٹھائے اور کہا کہ خداوندا تیری طرف شکایت کرتا ہوں اپنی ناتوانی اور بے مددگاری کی جو شخص اُن دونوں نے یہ حال دیکھا تو رگ قرابت کی جوش میں آئی اور ایک طبق انگور کا غلام نصرانی کے ہاتھ حضرت کے پاس بھیجا اور وہ غلام نینوا کا رہنے والا تھا اور نام اسکا عداس تھا جو غلام نے طبق کو حضرت کے روبرو زمین پر رکھا حضرت نے بسم اللہ کہکر کھانا انگور کا شروع کیا عداس نے کہا کہ اس کلمہ کو اس شہر کے باشندے نہیں کہتے ہیں تو کس شہر کا رہنے والا ہے فرمایا کہ میں مکہ کا رہنے والا ہوں تو کہاں کا رہنے والا ہے اور دین تیرا کیا ہے غلام نے کہا کہ میں نصرانی ہوں نینوا کا رہنے والا حضرت نے فرمایا کہ وہ شہر ایک مرد صالح اور نیک کا تھا کہ نام اسکا یونس بن متی ہے غلام نے کہا کہ تو یونس بن متی کو کیونکر جانتا ہے فرمایا کہ وہ بھائی میرا تھا اور پیغمبر خدا کا جیسے کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں اور تھوڑا سا حال یونس کا بیان کیا عداس نے جسوقت یونس کا حال سنا تو حضرت کے منہ کیطرف دیکھنے لگا اور علامتیں راستی کی حضرت کی پیشانی سے دریافت کیں اور سجدہ شکر کا کیا اور حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور بوسہ دیا اور ربیعہ کے بیٹے دور سے یہ حال کو دیکھتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تیرے غلام کے دین کو اسنے بگاڑ دیا جسوقت غلام انکے پاس آیا تو انہوں نے اسکو کہا کہ تجھکو کیا ہوا تھا کہ تو نے سجدہ کیا اور انکے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا اور ہمنے تجھکو اسطرح پیش آتے نہیں دیکھا کہا کہ یہ پیغمبر ہے خدا کا ہمکو اسنے مجھکو اُن قصوں کی خبر دی ہے کہ سوائے پیغمبر کے اسکو کوئی نہیں جانتا وہ دونوں ربیعہ کے بیٹے یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ اے غلام اپنے دین کو نگاہ رکھ کہ وہ مکر و فریب دینے والا ہے اور حضرت نے مکہ کو روانہ ہوئے اور رستہ میں ایک باغ میں کچھ دنوں مقام کیا اور شب کو نماز تہجد کیلئے اٹھے اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے اتفاقاً ایک جماعت

اولیاء دوست و حمایتی من دونه سوائے اسکے ولیس له اور نہیں ہیں واسطے اسکے کوئی مہربانی کرنیوالے کہ وہ اُسکو عذاب سے بچاویں بیچ زمین کے
دوست و مددگار کہ اسکو عذاب سے منع کریں اولئک یہ لوگ قبول نہ کرنیوالے فی ضلال مبین بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں کہ ان کی گمراہی کسی پر پوشیدہ
نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اس شخص کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے جو کہ خدا کی طرف بلاتا ہے اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ان آیتوں کے نازل ہونیکا سبب اس طرح پر لکھا ہے کہ رسول خدا
بازار عکاظ میں تشریف لے گئے اور ہمراہ حضرت کے زید بن حارثہ تھے وہاں جا کر لوگوں کو طرف اسلام کے بلایا لیکن کسی نے حضرت کے کہنے کو قبول نہ کیا وہاں سے پھر کر مکہ میں چلے آئے اور
جب وادی مجنہ میں پہنچے تو نماز تہجد میں قرآن کی تلاوت کی اس وقت ایک جماعت جن کا اُدھر گذر ہوا جب انہوں نے قرآن سنا بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ اور
سنو پس انکو سنتے رہے جس وقت رسول خدا انکے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف پھر گئے اور وہاں جا کر انکو ڈرایا اور جو کچھ ضلال مبین تک لکھا ہے سب انہوں نے
بیان کیا اور رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور رسول خدا نے تمام دین کی تعلیم انکو کی حق تعالیٰ نے اپنے حبیب پر یہ آیتیں نازل کیں قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن
تمام سورۃ تک اور خدا تعالیٰ نے انکی حکایت کو نقل کیا اور رسول خدا نے ایک شخص کو ان میں سے ان پر سب کا پیشوا کیا اور وہ حضرت رسول خدا صلعم کے پاس آیا کرتے تھے
رسول خدا صلعم نے امیر المومنین علیہ السلام کو انکی تعلیم کرنیکا حکم دیا اور جن انکو سکھلاتے ہیں بعضی ان میں مومن ہیں اور بعضے کافر ہیں اور بعضی ناصبی ہیں اور بعضے یہودی ہیں اور
بعضے نصرانی ہیں اور بعضے مجوسی ہیں اور جن جان کی اولاد ہیں اور امام علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ مومنین جن بہشت میں داخل ہونگے فرمایا کہ نہیں اور لیکن خدا تعالیٰ نے
درمیان بہشت اور دوزخ کے حظیرے بنائے ہیں اسمیں مومنین جن اور بدکار شیعہ رہینگے اور ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے رسول خدا صلعم آدمیوں کے پیغمبر ہوئے ہیں
ایسے ہی جنوں کے پیغمبر ہو کر آئے ہیں اور رسول خدا ہمارے پیغمبر کے سوا کوئی ایسا نہیں آیا کہ دونوں گروہ پر پیغمبر ہو کر آیا ہو اور اب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا بیان کرتا ہے کہ اولم یروا کیا پس نہیں دیکھا
انہوں نے یعنی کیا نہ جانا قیامت سے انکار کرنیوالے لوگوں نے ان الله الذی تحقیق خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے خلق السموات والارض
پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو ولم یعی اور نہیں تھکا ہے اور نہ سست اور رنج میں آیا ہے بخلقهن ساتھ پیدا کرنے ان کے بقادر قدرت
رکھنے والا علی ان یحیی الموتی اوپر اسکے کہ زندہ کرے مُردوں کو یہ استفہام ہے کہ عاجزی اور نقصان کا انہیں خیال نہیں ہے اور بقادر کی با زائد ہے اور محل نفی میں
اتبادیہ واقع ہوا ہے سو مطلب یہ ہے کہ وہ ان کی خبر ہی یعنی کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ تحقیق خدا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور انکے پیدا کرنے سے سست نہیں ہوا ہے
وہ قادر ہے مُردوں کے زندہ کرنے پر بلی ہاں جو شخص آسمان اور زمین پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے انه علی کل شیء تحقیق وہ اوپر ہر چیز کے قدیر
قدرت رکھنے والا ہے اور اب کفار کا انجام بیان کرتا ہے ویوم یعرض اور یاد کر تو اس دن کو کہ پیش کیے جاوینگے الذین کفروا وہ لوگ کہ کفر
کیا انہوں نے علی النار اوپر آتش دوزخ کے اور پیش کرنیکا مطلب یہ ہے کہ انکو دوزخ کے ... کہینگے کہ الیس هذا کیا نہیں ہے یہ عذاب بالحق ساتھ حق اور راستی اور درست
قالوا بلی کہینگے وہ کہ ہاں سچ ہے وربنا قسم ہے پروردگار ہمارے کی قال کہیگا خدا زبانی مالک داروغہ دوزخ کے کہ فذوقوا العذاب
پس چکھو تم عذاب بما کنتم تکفرون بسبب اسکے کہ تم کفر کرتے اور پیغمبر کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے تھے اور حضرت رسول خدا کو جو کفار کے انکار کرنے اور ایمان
نہ لانے اور آزار دینے سے رنج ہوتا تھا تو واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا کے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ فاصبر پس صبر کر تو اے محمد صلعم کما صبر جیسے صبر کیا ہے
اولوا العزم صاحبان عزم نے اور کوشش والے من الرسل پیغمبروں سے بعضے کہتے ہیں کہ من بیانیہ ہے اور مراد اولوا العزم سے کل پیغمبر ہیں اور سبھی
کو سب پیغمبروں نے عزم کیا ہے کہ احکام خدا کے پہنچاوینگے اور دین حق کی ترقی کرینگے اور بعضوں کے نزدیک من تبعیضیہ ہے اور مراد اولوا العزم سے بعضے انبیاء ہیں اور یہی قول
حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا ہے اور اولوا العزم سے مراد پانچ پیغمبر ہیں نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام کہ یہ صاحب شرع
کے ہوئے ہیں اپنے غیر کی شرع کے نسخ کرنیوالے ہیں اور انکو سادات انبیا کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام ہیں کسی نے پوچھا کہ
یہ اولوا العزم کیونکر ہوئے فرمایا کہ حضرت نوح پیغمبر ہوئے ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور جو کوئی کہ بعد نوح کے پیغمبر ہوا انہیں نوح کی کتاب اور شرع پر عمل کیا یہاں تک کہ ابراہیم خلیل خدا
پیغمبر ہو کر آئے ایک شرع اور صحیفوں کے ساتھ اور عزم ترک کرنے کتاب نوح کے کا اور جو کوئی بعد ابراہیم کے پیغمبر ہو کر آیا اس نے ابراہیم کی شرع پر عمل کیا یہاں تک کہ
موسیٰ پیغمبر ہو کر آئے ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور عزم ترک کرنے صحیفوں ابراہیم کے کا اور جو کوئی بعد موسیٰ کے پیغمبر ہو کر آیا اس نے موسیٰ کی کتاب اور شرع پر عمل کیا جماعت

نہوں کا اتبعوا الحق پیروی کی ہے انہوں نے حق کی کہ وہ علی ہو یا قرآن جو کہ نازل کیا گیا من ربهم پروردگار انکے کی جانب سے کذلک یہی
یعنی اسی طریق سے یضرب الله بیان کرتا ہے خدا للناس واسطے آدمیوں کے امثالهم حال انکو کفر و ایمان کو اور کہتے ہیں کہ ضمیران دونوں
فرقوں کی طرف پھرتی ہے جو کہ ابھی مذکور ہوئے ہیں یعنی خدا تعالی ان دو گروہ کو بیان کرتا ہے واسطے آدمیوں کے تاکہ حق کو باطل سے اور نیک کو بد سے جدا کریں اور بعد اسکے
خدا تعالی مومنین کو کفار سے جہاد کرنیکا حکم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کفار اپنے کفر سے باز نہیں آتے ہیں اور اپنی گمراہی پر اصرار کرتے ہیں تم انسے جہاد کرو فاذا لقیتم
یعنی جس وقت ملاقات کرو تم اے مومنین یعنی دیکھو تم وقت لڑائی کے الذین کفروا ان لوگوں کو کہ کفر کیا ہے انہوں نے فضرب الرقاب پس مارنا
گردنوں کا ہے اور ضرب کہ مصدر ہے منصوب ہے مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے اور تقدیر اسکی فاضربوا ضرب الرقاب ہے یعنی مارو گردنیں انکی
اور مراد اس سے قتل کرنا ہے یعنی تم کفار کو جس وقت لڑائی قائم ہو جس طرح سے کہ تم قابو پاؤ قتل کرو اور مقصود قتل کرنا ہے خاص گردنوں کا مارنا نہیں حتی اذا اثخنتموهم
یہانتک کہ جس وقت بہت خونریزی کرو تم انکو کہ لڑنے کی طاقت انمیں باقی نہ رہے تو فشدوا الوثاق پس مضبوط کرو تم بند وثاق کو یعنی جس وقت انکو زخمی اور
بے قابو کر کے قید کرو تو انکی مشکیں خوب جکڑ کے باندھو کہ بھاگ نہ جاویں فاما منا پس یا احسان کرو تم احسان کرنا بعد بعد اسکے قید اور مضبوط کرنے
بند وثاق کے کہ انکو چھوڑ دو بدون عوض لینے کے واما فداء اور یا فدا لو تم فدا لینا یعنی کہ فدا لیکر انکو چھوڑ دو ان دونوں امروں میں تمکو اختیار ہے اور منا اور فداء
مفعول مطلق ہیں فعل محذوف کے یعنی تمنون منا وتفدون فداء غرض یہ ہے کہ ان دونوں امروں میں تمکو اختیار ہے خواہ بدون عوض کے احسان کر کے
انکو چھوڑ دو خواہ انکے عوض میں فدا لیکر انکو چھوڑ دو اور یہ حکم تمہارے واسطے باقی ہے حتی تضع الحرب یہانتک کہ رکھے لڑائی یہاں مضاف محذوف
یعنی یہانتک کہ رکھیں صاحب لڑائی کے اوزارها ہتیار اپنے یعنی لڑائی گذر جائے اور سب اسلام قبول کریں اور صلح کر لیں اور مشرک کوئی باقی نہ رہے
حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پیغمبر و الد بزرگوار کہتے تھے کہ جنگ کے دو حکم ہیں ایک یہ ہے کہ جس وقت لڑائی قائم ہو اور ابھی ہتیار رکھے نہ گئے ہوں
اور لڑنے والے مغلوب نہ ہوئے ہوں تو اس صورت میں یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ جسکو قید کیا ہو اگر چاہے اسکو گردن مارے اور اگر چاہے انکے ہاتھ اور پاؤں خلاف
کاٹ کے یعنی داہنا پاؤں اور بایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں اور داہنا ہاتھ کاٹکر اسکو چھوڑ دے کہ وہ اپنے خون میں لوٹکر مر جائے اور اس صورت میں احسان کر کے
یا فدا لیکے چھوڑنا جائز نہیں ہے اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر کفار زخموں سے چور ہو گئے ہوں اور لڑائی موقوف ہو گئی ہو اور کفار کو قید کیا ہو تو اس صورت میں
امام کو اختیار ہے درمیان تین چیزوں کے چاہے مفت چھوڑ دے اور عوض لیکے چھوڑ دیوے اور اگر چاہے غلام بنالیوے اور کہتے ہیں کہ اس صورت میں امام کو قتل کرنا جائز نہیں ہے
اور منقول ہے کہ ان دونوں صورتوں میں اگر کافر اسلام قبول کرے تو کوئی امر اسپر جاری نہیں ہو سکتا بلکہ کل امور مذکورہ اس سے ساقط ہیں اور حکم اسکا وہی ہے جو
اور مسلمانوں کا حکم ہے اور فرماتا ہے خدا کہ ذلک یہ حکم تمہارے واسطے کہ جس طرح فرمایا ہے اس طرح کرنا چاہیے اور اس آیت کے حکم میں درمیان علمائے اسلام
بہت اختلاف ہے لیکن صحیح وہی ہے جو بیان کیا گیا ولو یشاء الله اور اگر چاہتا خدا لانتصر منهم البتہ بدلا لیتا ان کافروں سے
زمین میں دھسا کر اور پانی میں ڈبو کر اور جو اسکی مانند ہو بدون اسکے کہ نوبت جنگ کی پہنچی ولکن اور لیکن حکم دیتا جہاد کا اور عذاب انپر نازل
نہیں کرتا ہے سو اسی سبب سے کہ لیبلوا تاکہ آزمائے بعضکم ببعض بعضے تمہارے کو ساتھ بعضے کے اس طرح سے کہ مومنین کو تو کفار کے ساتھ آزمائے کہ وہ کفار
سے جہاد کر کے ثواب عظیم پائیں اور کفار کو مومنین سے آزمائے کہ وہ بسبب عذاب لڑائی کے کفر سے توبہ کریں اور یا یہ کہ تاکہ معلوم ہو کہ کون صابر اور مجاہد
کون نا صابر ہے مسلمانوں سے کہ رسول کو لڑائی میں چھوڑ کر انکی رفاقت سے بھاگ جاتا اپنی جان بچا کر اور اب جہاد کی رغبت میں فرماتا ہے کہ
والذین قتلوا اور جو لوگ کہ قتل کئے گئے ہیں اور اہل بصرہ اور حفص قتلوا ماضی مجہول کا صیغہ پڑھتے ہیں اور باقی کے قاری قاتلوا ماضی معروف کا
صیغہ باب مفاعلہ سے پڑھتے ہیں یعنی اور جو لوگ کہ لڑتے ہیں فی سبیل الله بیچ راہ خدا کے فلن یضل پس ہرگز نہ گم اور ضائع کریگا خدا
اعمالهم عمال انکے کو بلکہ جزا جہاد کرنیکی کامل اور پوری انکو دیویگا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ سیهدیهم قریب ہے کہ راہ دکھلاوے انکو دنیا میں طرف خیر
اور ثواب کے اور آخرت میں طرف بلند درجوں بہشت کے اور حد زیادہ ثواب عطا کرے ویصلح اور درست کریگا بالهم حال انکے کو دونوں جہان میں

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ اور داخل کریگا انکو بہشت میں عَرَّفَهَا لَهُمْ تعریف کی ہے اُن بہشت کی واسطے انکے دنیا میں تاکہ انکو مشتاق ہو کر اعمال نیک
بجا لائیں جنکے سبب بہشت میں پہنچیں اور فرماتا ہے جہاد کی رغبت میں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ
اگر مدد کروگے تم خدا کی کہ اسکے دین کی ترقی کیواسطے کافروں سے لڑوگے تو يَنْصُرْكُمْ مدد کریگا تمہاری خدا کہ کفار پر تم غالب ہو جاؤگے اور فتح پاؤگے
وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ اور ثابت اور استوار کریگا قدم تمہارے کہ تمہارے دلونکو قوت دیگا اور کفار سے تمکو دلیر کردیگا تاکہ تمہارے قدم ڈگمگیں نہیں اور جہاد سے
تم نہ بھاگو اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہ جہادوں سے بھاگا کرتے تھے وہ لوگ خدا کی نصرت میں نہیں تھے بلکہ واسطے دکھلانے لوگوں کی اور طمع غنیمت کے
حضرت رسول خدا کی ہمراہ جہادوں میں جاتے تھے سواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ اگر تم میری نصرت کروگے تو میں تمہاری نصرت کرونگا اور تمہارے قدموں کو ثابت اور
استوار رکھونگا اور وعدہ خدا کا حق ہے کہ اسمیں خلاف کسیطرح کا نہیں ہے پس جسوقت کہ انکے قدم ثابت نہ رہے جہادوں میں تو معلوم ہوا کہ وہ خدا کی نصرت
کرنیوالوں میں سے نہ تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مدد کریگا تمہاری آخرت میں اور ثابت رکھیگا تمہارے قدموں کو نزدیک حساب کے اور صراط کے
اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مدد کریگا تمہاری دنیا اور آخرت میں اور دونو جہان میں تمہارے قدموں کو ثابت رکھیگا وَالَّذِينَ كَفَرُوا
اور وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے فَتَعْسًا لَهُمْ پس ہلاکت ہے واسطے انکے اور تعسًا منصوب ہے فعل مضمر سے اور ... انکا ...
اور وہ فعل خبر ہے الَّذِين موصول کی اور اسکا عطف ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے ... یعنی ہلاک کیا انکو خدا نے ہلاک کرنا وَأَضَلَّ
أَعْمَالَهُمْ اور گم اور ضائع کیا اعمال انکو ذَٰلِكَ یہ ہلاک کرنا اور گم کرنا اعمال کا بِأَنَّهُمْ اسسبب سے ہے کہ تحقیق انہوں نے كَرِهُوا مکروہ جانا
مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ اس چیز کو کہ نازل کیا خدا نے پیغمبر پر مثل قرآن اور سب احکام شرع کے اور جبکہ انہوں نے ایسا کیا تو فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ پس ضائع کیا
خدا نے اعمال انکے کو اور نیست و نابود کردیا ... اعمال نیک کی ... اور درست ...
کرنا ہے اور حضرت امام باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ مراد گم کرنے اور نابود کرنیکی اعمال سے اس آیت میں یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے علی کی شان میں نازل کیا تھا وہ
انکو مکروہ جانتے تھے سواسطے کہ خدا کا واحد جاننا اور عبادت کرنا انکا فائدہ نہیں بخشتا ہے بدون دوستی علی کے اور فرماتا ہے کہ أَفَلَمْ يَسِيرُوا کیا پس
نہیں سیر کی ہے انہوں نے فِي الْأَرْضِ بیچ زمین کے یعنی عاد اور ثمود کے شہروں میں فَيَنْظُرُوا پس دیکھیں وہ كَيْفَ كَانَ کیونکر تھا
عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ انجام ان لوگوں کا کہ پہلے انکے تھے شرک کرتے تھے اور پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے کہ دَمَّرَ اللّٰهُ ہلاکت نازل کی خدا نے
عَلَيْهِمْ اوپر انکے ... وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا اور واسطے کافر ہونیوالوں کے تیرے ساتھ مانند اُسی عذاب کے ...
... لیکن ہمیشہ انپر عذاب سخت ہلاک کرنیوالا دنیا میں نازل نہیں کیا ہے اور عذاب انکا آخرت پر رکھا ہے ... فضل اور کرم سے ...
...
ذَٰلِكَ وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ... کفار کا اور نصرت اور ثابت رکھنا مومنوں کا بِأَنَّ اللّٰهَ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق خدا مَوْلَى
الَّذِينَ آمَنُوا دوست اور مدد کرنیوالا ان لوگوں کا ہے کہ ایمان لائے ہیں وَأَنَّ الْكَافِرِينَ اور تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ ہیں کہ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ
نہیں ہے کوئی دوست واسطے انکے کہ مدد انکی کرے اور لا مولی لهم ... الله مولی الذین آمنوا ... کہ اس جگہ معنی مولی کے دوست اور
ناصر ہیں ... معنی مولی کے مالک کے ہیں ... انجام بیان کرتا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا يُدْخِلُ
الَّذِينَ آمَنُوا داخل کریگا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے جَنَّاتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِي
جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ نیچے درختوں انکے سے نہریں وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے يَتَمَتَّعُونَ فائدہ اٹھاتے
ہیں دنیا کی لذتوں سے وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ اور کھاتے ہیں جیسے کہ کھاتے ہیں چارپائے ... انجام سے اپنے غافل ہیں وَالنَّارُ
مَثْوًى لَهُمْ اور آتش دوزخ کی جگہ رہنے کی ہے واسطے انکے ...

ع ۱۱

کہ کثرت سے کھاتا ہے اور جب فربہ ہوتا ہے تو مارکر ذبح کیا جاتا ہے اور ایسے ہی دنیا کے غافل پیٹ بھرنے کو تیار ہیں اور خدا سے غافل ہیں لیکن انجام انکا آتش دوزخ ہوگا
انکا ٹھکانا ہوگا اور بیکو فرمایا ہے کہ وَكَأَيِّنْ مِّن قَرْيَةٍ اور بہت بستیاں مضاف اسکا محذوف ہے یعنی اور بہت اہل ہیں کہ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً وہ تھا
سخت تھی قوت میں مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي بستی تیری سے یعنی محمد صلعم وہ بستی کہ جس سے أَخْرَجَتْكَ نکالا ہے مجھکو یعنی مکہ والوں سے یعنی تیری بستی کے
زیادہ قوت والی بستیوں کے آدمیوں کو أَهْلَكْنَاهُمْ ہلاک کر ڈالا ہم نے انکو لحاظ نازل کرکے فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ پس نہ تھا کوئی مدد کرنیوالا انکو کہ
ان سے عذاب کو دفع کرے اور وقت ہلاکت انکی فریاد کو پہنچے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت صلعم ایام ہجرت میں مکے سے باہر نکلکر بارادہ مدینہ طرف غار ثور کے
روانہ ہوئے تو مکہ کیطرف نظر کی اور فرمایا کہ تو بہت پیارا ہے خدا کے نزدیک یعنی تو اے مکہ زیادہ دوست ہے سب شہروں کے نزدیک میرے اور اگر کفار مجھکو منع نہ کرتے اور باہر نہ نکالتے
تو ہرگز تیرا ساتھ کبھی نہ چھوڑتا بس خدا تعالی نے واسطے تسلی خاطر اقدس حضرت صلعم کے اور کفار کی مذمت کے فرمایا أَفَمَن كَانَ کیا پس جو شخص ہووے
عَلَىٰ بَيِّنَةٍ اوپر دلیل واضح کے مِّن رَّبِّهِ پروردگار اپنے کیطرف سے کہ وہ قرآن ہے اور رسول ہے اور دلیلیں عقل کی جنسے پہچانتے ہیں فضیلت توحید کو کیا
شخص مانند اس شخص کے ہے جو کہ پیروی کرتا ہے شیطان کی كَمَن زُيِّنَ مانند اس شخص کے ہے کہ آراستہ کیا گیا یعنی شیطان نے آراستہ کرکے دکھلایا لَهُ واسطے اسکے سُوءُ عَمَلِهِ
برائی عمل اسکی کو کہ وہ اس عمل بد کو اچھا جانتا ہے وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم اور پیروی کی ہے انہوں نے خواہشوں اپنی کی اور ضمیر جمع کی بعد مفرد کے آئی
ہے کہ من باعتبار معنی کے واحد اور جمع پر دونو پر بولا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ مومن اور منافق برابر کفار اور مشرکین نہیں ہو سکتے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے
کہ مومن ہیں رسول صلعم اور جو اماموں کے ساتھ ہیں منافقوں کی شان میں ہے جو کہ ہمراہ حضرت کے تھے بہشت کی شان میں اور خدا تعالی بہشت کی تعریف کرتا ہے مَّثَلُ الْجَنَّةِ
صفت بہشت کی اور قصہ اسکا الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ وہ بہشت کہ وعدہ کئے گئے ہیں پرہیزگار اسکا اور بعضے کہتے ہیں کہ خبر مثل الجنہ کی کمن ہو خالد ہے کہ
بعد اسکے مذکور ہوگا اور مثل الجنۃ کا مضاف محذوف ہے یعنی مثل اہل الجنۃ کمن ہو خالد فی النار یعنی کیا مثال اہل بہشت کی مانند اس شخص کے ہے کہ ہمیشہ ہو وے آگ میں اور آگے
اور فرماتا ہے ہذا فِيهَا أَنْهَارٌ بیچ اس بہشت کے نہریں ہیں مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ پانی سے کہ نہیں بدلنے والا رنگ اسکا اور بو اور مزہ اسکا یعنی اہل دنیا کے پانی کے خلاف کہ پانی دنیا کے
بدل جاتا ہے وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ اور نہریں ہیں دودھ سے لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ نہیں بدلا ہے مزہ اس دودھ کا باوجود گزرنے مدت کے بخلاف دودھ دنیا کے کہ تھوڑے
عرصہ میں بگڑ جاتا ہے وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ اور نہریں ہیں شراب سے لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ خوش مزہ واسطے پینے والوں کے اور بہت لذیذ ہے اور اس میں نشہ ہے اور نہ
بیہوشی ہے اور نہ درد سر اور لذۃ کہ مصدر ہے اسم فاعل کے معنی میں ہے وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى اور نہریں ہیں شہد صاف کئے گئے سے کہ نہیں ہے موم اور نہ کھیوں کا
گودا ہے بلکہ قدرت خدا سے صاف اور شفاف پیدا ہوا ہے وَلَهُمْ فِيهَا اور واسطے ان پرہیزگاروں کے بیچ اس بہشت کے ہے باوجود ان نہروں کے مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ہر قسم میوے
ہیں جن کی نفس خواہش رکھتا ہے لذیذ اور خوشبودار وَمَغْفِرَةٌ اور مغفرت ہے گناہوں سے مِّن رَّبِّهِمْ پروردگار انکے کی جانب سے کہ انکو سبب گناہوں کے عتاب کرے اور
کہتے ہیں کہ خدا تعالی تمام گناہ انکو بھلا دیگا کہ اپنے گناہ یاد کر کے رنج نہ ہو وے اور انکا عیش تلخ نہ ہووے پس جو شخص ایسا ہے کہ ہر قسم کی نعمتیں اسکو واسطے
بہشت میں موجود ہوگی کیا وہ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ مانند اس شخص کے ہے کہ ہمیشہ رہنے والا ہے فِي النَّارِ بیچ آتش دوزخ کے وَسُقُوا اور پلائے جاتے ہیں وہ
یعنی پلائیں انکو بہشت کی شربت کے عوض مَاءً حَمِيمًا پانی گرم کھولتا ہوا فَقَطَّعَ پس ٹکڑے پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کردے وہ پانی اپنی حرارت سے
أَمْعَاءَهُمْ انتڑیاں انکی کو اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے طرف من کے پھرتی ہے کہ وہ جیسے کہ واحد آتا ہے ایسے ہی جمع کے معنی میں آتا ہے اور حضرت صلعم نے
فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو درخت طوبی کا دیکھا کہ اسکی جڑ میں ایک نہر نکلتی ہے اور اسی سے چار نہریں بہتی ہیں ایک نہر پانی کی اور ایک نہر شراب کی
اور ایک نہر دودھ کی اور ایک نہر شہد کی اور کہتے ہیں کہ جناب حضرت صلعم جس وقت خطبہ پڑھتے اور منافقوں کا عیب بیان کرتے تو بعضے منافقین مسجد سے باہر نکلکر صحبتی کی
راہ میں بعضے علماء صحابہ سے پوچھتے کہ اس نے اس وقت کیا کہا حق تعالی انکا حال سے خبر دیتا ہے کہ وَمِنْهُم اور بعضے ان منافقوں میں سے مَّن يَسْتَمِعُ وہ شخص ہیں
کہ کان لگاتے ہیں إِلَيْكَ طرف تیری وقت سننے کلام تیرے کے حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا یہاں تک کہ جس وقت باہر نکلتے ہیں مِنْ عِندِكَ نزدیک تیرے سے تو قَالُوا
کہتے ہیں لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ واسطے ان لوگوں کے کہ دیے گئے ہیں علم شرع کا مَاذَا قَالَ آنِفًا کیا کہا پیغمبر نے اس وقت اور ابن کثیر نے آنفا کو قصر سے پڑھا ہے

اور بہی امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ ہم رسول خدا کے ہمراہ بیٹھے ہوتے تھے اور جو کچھ وحی نازل ہوتی تھی رسول خدا ہمکو اوس سے مطلع کرتے تھے پس میں اوسکو سنکر یاد کر لیتا تھا اور اپنے کان میں
رکھتا تھا اور دوسرا جو کوئی موجود ہوتا تھا وہ اوسکو سنکر یاد کر لیتا تھا جس وقت ہم باہر نکلتے تو منافقین ہمسے پوچھتے کہ کیا کہا تھا محمد نے ابھی تو خدا تعالی ان منافقوں کے
حال کی خبر دیتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ گروہ وہ لوگ ہیں کہ بسبب زیادتی عناد اور انکار کے باوجود دیکھنے علامتوں قدرت خدا کے طَبَعَ اللّٰهُ مہر کی ہے
خدا نے عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اونکے دلوں پر تاکہ ملائکہ اون علامتوں سے اونکو پہچانیں کہ یہ منافق ہیں اور ان پر لعنت کریں وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ اور پیروی کی ہوا و ہوس کی
خواہشوں اپنی کی کہ جو کچھ اونکے نفس ناپاک نے چاہا وہ کیا اور پیغمبر کے فرمانکو معتبر نجانا وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا اور جن لوگوں نے کہ ہدایت پائی ہے مومنین ہیں
زَادَهُمْ زیادہ کرتا ہے خدا اونکو هُدًى رہنمائی اور یقین … یا یہ کہ منافقوں کی گفتگو کرنیسے اون مومنین کے ایمان کو زیادہ کرتا ہے اور یقین اونکا زیادہ ہوتا ہے وَاٰتٰىهُمْ
تَقْوٰىهُمْ اور دیتا ہے اونکو پرہیزگاری اپنی کہ اونکو توفیق تقوی کی دیتا ہے فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ پس نہیں انتظار کرتے ہیں منافقین اِلَّا السَّاعَةَ مگر قیامت
اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً یہ کہ آوے اونکو ناگہاں فَقَدْ جَآءَ پس تحقیق آئی ہیں یعنی ظاہر ہوئی ہیں اَشْرَاطُهَا علامتیں اوس قیامت کی جیسے پیغمبر آخر الزمان
کا آنا اور دو ٹکڑے ہو جانا چاند کا فَاَنّٰى لَهُمْ پس کہاں ہے واسطے اونکے اِذَا جَآءَتْهُمْ جس وقت کہ آوے قیامت اونکے ذِكْرٰىهُمْ نصیحت پکڑنا اونکا یعنی
وقت آنے قیامت کے نصیحت پکڑنا اور ایمان لانا کچھ فائدہ اونکو نبخشیگا کہ وہ وقت ایمان لانیکا نہیں ہے بلکہ جزاء اعمال کا وقت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک
حدیث طولانی منقول ہے قیامت کی علامتوں میں لیکن خلاصہ اوسکا لکہا جاتا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے یہ کہ ضائع کرینگے نماز کو
اور خواہشوں نفس کی پیروی کرینگے اور مالداروں کی تعظیم کرینگے اور دین کو دنیا کے عوض بیچینگے پس اوس وقت گلیگا دل مومن کا جیسے کہ نمک پانی میں گلتا ہے
جس وقت وہ دیکھیگا بدی کو اور نہ ہوگی طاقت اوسکو دور کرنیکی منع کریگا اور حکام ظالم اور وزیر بدکار اوس وقت پیدا ہونگے اور … ہو جائیگا اور …
او خیانت کرنیوالا امانتدار سمجھا جائیگا اور امانتدار خیانت کرنیوالا سمجھا جائیگا اور جھوٹے راستگو ٹھہرینگے اور راستگو جھوٹے ٹھہرینگے اور عورتیں حکم کرینگی
اور لونڈیوں سے مشورہ ہوگا اور لڑکے منبر پر بیٹھینگے اور جھوٹ ظرافت اور نقل مجلس ہو جاویگا اور زکوۃ کو تاوان جانینگے اور والدین پر ظلم کرینگے اور دوست
بیزار ہونگے اور دم دار ستارہ ظاہر ہوگا اور عورت سوداگری میں اپنے شوہر کی شریک ہوگی اور باران کم ہو جاویگا اور تنگدست آدمی حقیر شمار کیا جاویگا اور نہ رحم
کرینگے چھوٹے بڑوں پر اور نہ بزرگی کرینگے بڑے … اور نہ کنارہ کرینگے بدی کرنیوالے سے بدن انکے آدمیوں کے ہونگے اور دل انکے شیطانوں کے اوس وقت مرد مردوں پر کفایت
کرینگے اور عورتیں عورتوں پر اور مرد … مشابہ عورتوں کے ہونگے اور عورتیں مشابہ مردوں کے ہونگی اور زین پر گھوڑے کے سوار ہونگی جیسے مرد سوار ہوتے ہیں
پس ان عورتوں پر میری امت کی لعنت ہے خدا کی اور مسجدوں کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرینگے اور … جیسے کہ یہود اور نصاری کے عبادتخانے آراستہ
ہوتے ہیں اور مزین کئے جائینگے مصحف اور منارے بلند کئے جائینگے اور صفیں کثرت سے ہونگی پر دل انکے آپس میں دشمن ہونگے اور باتیں انکی مختلف طرح کی ہونگی
اور مرد میری امت کے سونے اور ریشم خالص کا لباس پہنینگے اور سود ظاہر ہو جائیگا اور رشوت حلال کرینگے اور دین کی پستی ہوگی اور دنیا کو بلند کرینگے اور طلاق کثرت سے
ہوگی اور حدود خدا کے قائم نہ کئے جائینگے اور گانے والیاں اور … کی چیزیں ظاہر ہونگی اور مشغول ہونگے اور بازی کرینگے … بدتر آدمی …
اوس وقت حج کرینگے تونگر … واسطے سیر و تماشہ کے … آدمی واسطے سوداگری کے اور محتاج آدمی واسطے ریا و …
دکھانے اور سنانے کے اور ایسی قومیں ہونگی کہ سیکھینگے قرآن کو واسطے غیر خدا کے اور قرآن کو راگ میں پڑھینگے جو کہ منع ہے اور مسائل دین سیکھینگے واسطے غیر خدا کے اور اولاد
زنا کی بہت ہوگی اور پردہ نشینوں کی پردہ دری ہو جائیگی اور گناہ کو کسب جانینگے اور بد آدمی نیکوں پر غالب ہو جاوینگے اور جھوٹ ظاہر ہوگا اور جھگڑا آپس میں
رکھینگے اور ظاہر ہو فاقہ اور فخر اور ناز کرینگے اچھی قیمتی لباس … اور بے وقت بارش ہوا اور ڈھول اور ستار و طنبور باجوں کو اچھا جانینگے اور … حکم کرنیوالے
جانینگے اور … منع کرنیوالوں کو برا جانینگے یہانتک کہ مومن اس زمانہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوگا اور تونگر کو خوف ہوگا فقر کا یہانتک کہ سائل سوال کریگا
آدمیوں سے … اور اوسکو کوئی کچھ نہ دیگا اور جناب رسول خدا نے عبد اللہ بن سلام کے سوالوں کے جواب میں فرمایا ہے کہ علامت قیامت کی پہلی یہ ہے کہ آگ مشرق سے
اٹھیگی اور آدمیوں کو طرف مغرب کے لیجاویگی اور ایک یہ بھی جناب رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ حضرت نے قیامت کی علامتوں میں فرمایا کہ علم اٹھ جاویگا اور جہل ظاہر ہوگا اور

پیچھے اس کے کہ ظاہر ہو چکی واسطے انکے الھدیٰ ہدایت اور راہ راست کی توریت میں انہوں نے پڑھا تھا اور دیکھا کہ معجزات دشمنی انہوں نے دیکھا اور وہ کفار قریش
ہیں اور رئیس قوم قریش کے اور وہ لوگونکو راہ خدا کی بند کرتے ہیں لن یضروا اللہ ہرگز نہ ضرر پہنچا سکینگے خدا کو شیئا کچھ بلکہ بدی انکے کفر کی
انہیں کی طرف پھریگی وسیحبط اعمالھم اور قریب ہے کہ باطل کریگا خدا اعمال انکے کو اور ضائع و نابود کریگا اور انکی عبادت کی عوض میں کچھ
ثواب نہ دیگا بسبب ترک کرنے ایمان کے اور نہ عمل کرینگے ان خبروں کی کہ ایمان کو لازم ہیں یا ایھا الذین آمنوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو
اطیعوا اللہ فرمانبرداری کرو تم خدا کی جسکے کرنیکا تمکو حکم دے یا منع کرے اسکے فرمانکے موافق کرو واطیعوا الرسول اور فرمانبرداری
کرو تم پیغمبر کی کہ جو کچھ تمکو وہ حکم دے تو اسکے موافق کرو ولا تبطلوا اعمالکم اور نہ باطل کرو تم عملوں اپنے کو ریا کرکے اور اپنے عمل پر نازاں ہو کے اور تکبر کرکے
اور راہ خدا میں کسیکو کچھ دو تو احسان اسپر جتلاؤ اور نہ انکو ایذا دو کہ انسے بھی عمل باطل ہوتا ہے اور ثواب اسکا کچھ نہیں ہوتا اور نماز کی نیت کرکے پھر
ایک امر پر اسکو توڑو نہیں بلکہ جس امر پر کہ توڑنیکا حکم ہے ان الذین کفروا تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا ہے وصدوا اور بند کیا ہے انہوں نے
لوگونکو عن سبیل اللہ راہ خدا سے کہ وہ راہ اسلام کی ہے ثم ماتوا پھر مر گئے وہ وھم کفار اور حال یہ کہ وہ کافر تھے تو
فلن یغفر اللہ لھم پس ہرگز نہ بخشش کریگا خدا واسطے انکے کبھی فلا تھنوا پس سستی نہ کرو تم اے مسلمانو لڑنے کفار سے وتدعوا اور نہ
بلاؤ تم انکو الی السلم طرف صلح کے یعنی انکو صلح کا طالب ہو کہ دلالت کرتا ہے عاجزی اور نامردی پر وانتم الاعلون اور حال یہ کہ
تم بلند تر اور غالب ہو اور کفار مغلوب ہیں واللہ معکم اور خدا ہمراہ تمہارے ہے یاری اور مدد کرنیکو دشمنوں پر ولن یترکم اور ہرگز نہ
ناقص کریگا تمسے اعمالکم عملوں تمہارے کو کہ تمہارے عمل کے ثواب میں کمی کرے ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ عمل سے زیادہ دیگا خدا ایک نیکی کے بدلے دس
نیکی کا ثواب بلکہ اس سے زیادہ یہانتک کہ سات سو تک دیتا ہے اور ساتھ عبادت کی رغبت اور طلب آخرت میں فرماتا ہے کہ انما الحیوۃ الدنیا سوا اسکے
نہیں کہ زندگانی دنیا کی لعب بازی اور کھیل ہے ولھو اور مشغول ہونا ہے جو فائدہ مند نہیں وان تؤمنوا اور اگر ایمان لاؤ تم
خدا پر اور پیغمبر پر وتتقوا اور پرہیز کرو تم گناہوں اور ڈرو تم خدا سے یؤتکم اجورکم دیگا تمکو جو تمہارا ایمان اور پرہیزگاری کا بدلا
اور کامل آخرت میں ولا یسئلکم اور نہ سوال کریگا تم سے عوض اپنی دینے کے اموالکم مالوں تمہارے کو اور یا یہ کہ نہیں سوال کریگا
خدا تمسے کل مالوں تمہارے کو بلکہ مال اندک کہ تمکو راہ خدا میں خرچ کرو دسواں حصہ یا بیسواں حصہ یا چالیسواں حصہ ان یسئلکموھا
سوال کرے تمسے ان مالونکو کل کو فیحفکم پس مبالغہ کرے وہ طلب کرنے میں اور بہت تاکید ہو کہ سوال کرے سب کل کے طلب کرنے میں تو
تبخلوا بخیلی کرو تم اور خوشدلی سے انکو نہ دو تم ویخرج اضغانکم اور نکالے خدا کینوں تمہارے کو یعنی ظاہر کرے کہ کینہ تمہارا بسبب سوال
کرنیکے تمہارے بھی دل میں ہیں خدا اور رسول کی نسبت ھانتم ھؤلاء خبردار ہو تم اے لوگو تم وہ گروہ ہو کہ تدعون بلائے جاتے ہو
لتنفقوا تاکہ خرچ کرو تم فی سبیل اللہ بیچ راہ خدا کے کرو یا ادا کرو زکوۃ یا جہاد میں خرچ کرو فمنکم من یبخل پس بعضے تم میں سے وہ شخص ہے کہ بخیلی کرتا ہے کہ وہ دیتا
ومن یبخل اور جو کوئی کہ بخیلی کرے فانما یبخل عن نفسہ پس سوا اسکے نہیں بخیلی کرتا ہے جان اپنی سے کہ فائدہ کو اس خرچ کرنیکے انکی نفس سے
منع کرتا ہے اور اسکے ثواب سے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اپنی جان کو محروم رکھتا ہے اور عذاب عظیم میں گرفتار کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں معنی اسکے یہ ہیں
بخیلی کیکی اسکی نفس کی جانب سے ہے کہ نفس اسکا راہ خدا میں خرچ کرنیکو منع کرتا ہے واللہ الغنی اور خدا بے نیاز ہے تمہارے صدقات و خیرات سے
اسکی راہ میں خرچ کرنے سے وانتم الفقراء اور تم محتاج ہو خدا کے ہر چیز اور بخشش اسکی کے طالب ہو پس جو تم سے طلب کرتا ہے تو اسکی راہ میں کچھ
ثواب عظیم اسکی عوض میں پاؤ وان تتولوا اور اگر منہ پھیرو تم اطاعت سے ان لوگونکو یعنی اور اگر تم منہ پھیر لو تم یستبدل قوما
غیرکم بدل دیگا خدا ایک قوم کو کہ غیر تمہارے ہو وہ قوم اور تمکو ہلاک کرے اور تمہارے بدلے انکو پیدا کرے ثم لا یکونوا پھر نہ ہونگے وہ قوم
امثالکم مانند تمہارے بلکہ زیادہ فرمانبردار رسول کے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ عجم کے ہیں اور عالم مثل انکے فرمانبردار ہونگے

بھیجے جھگڑا اندر کیسے آوینگے تو حضرت نے علیؓ کو منع کرتے حضرت نے فرمایا کہ میں رسول خدا کا ہوں اگرچہ تم مجھکو جھٹلاؤ اور فرمایا کہ اے علی رسول اللہ کا لفظ آپ مٹا ڈالو تو علیؓ
نے عرض کی یا رسول اللہ ہاتھ میرا رسول کے مٹانے پر جاری نہیں ہوتا ہے بلکہ میں حضرت کی نبوت پر ایمان لایا ہوں کلمہ میرا ہاتھ سے مٹ نہیں سکتا حضرت نے صلحنامہ کو
اپنے مبارک ہاتھ سے لیکر رسول کا لفظ آپ نے مٹا دیا اور لکھا کہ ہذا ما قاضی محمد بن عبد اللہ یعنی یہ وہ ہے کہ حکم کیا محمد پسر عبد اللہ نے اور آپس میں شرط کیا کہ دس سال تک
جانبین میں لڑائی نہو اور امن رہیں محمد کے صحابہ میں سے جو کوئی کہ حج اور عمرہ کیواسطے یا تجارت کیلئے مکہ میں آوے وہ اپنی جان اور مال سے امن میں رہے اور جو کوئی قریش کا
آدمی مدینہ میں آوے اور وہاں سے مصر اور شام کو جاوے وہ بھی امن میں رہے اور جو کوئی انکا ان میں سے مسلمانوں کے پاس جاوے تو اسکو واپس کریں اور مسلمانوں میں سے جو کوئی انکے
پاس جاوے تو وہ واپس نکرینگے یہ شرط مسلمانوں کو بہت ناگوار اور دشوار معلوم ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اس شرط سے درگذرو اور جو کوئی ہم میں سے انکی جانب چلا جاوے وہ
خدا سے دور اور لائق غضب الٰہی کے ہے اور جو کوئی انکا ہمارے پاس آوے ہم اسکو انکی طرف واپس دینگے اگر علم خدا میں ایمان انکے ہے تو اسکو باہر نکالدیگا اور کفار
کے ہاتھ سے اسکو نجات دیگا اور یہ بھی آپس میں لکھا کہ جو کوئی چاہے محمد کے عہد میں آجاوے اور جو کوئی چاہے انکے عہد میں آجاوے بنو خزاعہ اسوقت اٹھے اور کہا کہ ہم محمد کے عہد میں
ہیں اور بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے عہد میں ہیں اور رسول خدا نے فرمایا کہ ہمکو اجازت دو کہ خانہ کعبہ کے طواف سے ہم روا ہوں سہیل نے کہا کہ اس سال زیارت کعبہ
کو موقوف رکھو اور مکہ میں ہماری ہمراہ نہ جاؤ اور سال آئندہ میں ہم تین روز مکہ کو خالی کردینگے تم بدون ہتیار کے مکہ میں داخل ہو اور اب تم ہتیار رکھو پاس ہو
قربانی کے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے آؤ جہانتک کہ ہم نے اپنے دیویں اور یہی جگہہ قربانی کو ذبح کرو اور وہاں سے آپ چلے جاؤ حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ قربانی کے
اونٹوں کو ہانکو صحابہ نے اونٹوں کو ہانکا اور قریش کے آدمیوں نے درمیان میں آکے انکو کھڑا دیا اور آگے کو نجانے دیا اور صلحنامہ تمام ہوا اور دونو طرف کے گواہوں نے اپنی اپنی
مہر لگائی اور حضرت نے فرمایا کہ قربانی کو یہاں ذبح کرو اور سرونکو اپنی منڈواؤ کسینے حضرت کے کہنے پر عمل نہ کیا دوسری بار حضرت نے پھر فرمایا کسینے کہنا نہ مانا حضرت غضب
میں آئے اور ام سلمہ کے خیمہ میں تشریف لیگئے اور صحابہ کی فرمانبرداری نکرنے سے ام سلمہ کو مطلع کیا ام سلمہ نے عرض کی کہ انسے کچھہ نہ فرمائیں آپ اونٹوں کو ذبح کریں
اور اپنے سر کو منڈوائیں حضرت خیمہ سے باہر نکلے اور اونٹ اپنی ذبح کئے اور سر کو منڈوایا اور صحابہ سے کچھہ نہ فرمایا صحابہ نے جسوقت دیکھا کہ حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے
اونٹ ذبح کئے پہلے اسوقت سب نے اونٹ اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کئے اور سر منڈوائے اور بعضوں نے منڈوانے کی عوض تہوڑے بال کترلیے اور سر کو نہ منڈوایا اور رسول خدا
کی فرمانبرداری نکرنے سے پشیمان ہوئے حضرت نے فرمایا کہ رحم کرے خدا سر منڈوانے والونکو لوگوں نے عرض کی یا رسول خدا بالونکے کترنے والونکو بھی پھر فرمایا کہ رحم کرے
خدا سر منڈوانے والونکو لوگوں نے عرض کی کہ بالونکے کترنیوالونکو پھر سر کے منڈوانے والونکے واسطے فرمایا کہ خدا انپر رحم کرے اور بالونکے کترنیوالونکو دوسری بھی لوگوں نے
پوچھا کہ یا رسول خدا حضرت نے سر کے منڈوانے والونکے واسطے تین مرتبہ فرمایا کہ خدا انپر رحم کرے اور بالونکے ترشنے والونکو نہیں فرمایا مگر ایکمرتبہ فرمایا کہ سر منڈوانیوالونکو
یقین تھا اور بالونکے کترنیوالونکو شک تھا اور رسول خدا مدینہ کو تشریف لیگئے اور منقول ہے کہ جسوقت یہ صلحنامہ لکھا گیا کہ اس سال مکہ میں نجائیں اور سال آئندہ میں طواف کریں
یہ صلحنامہ حضرت کا صحابہ کو پسند نہ آیا علی الخصوص عمر بن الخطاب کہ رسول خدا سے کہتے تھے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر فرمایا کہ ہاں عمر نے کہا کہ تو ہمارے
دین کو ذلیل اور خوار کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھسے وعدہ کیا ہے اور وعدہ میں اسکی ہرگز خلاف نہیں ہے عمر نے کہا کہ کیا تونے نہیں کہا تھا کہ ہم طواف کرینگے اور
سر منڈوائینگے اور مسجد الحرام میں داخل ہونگے حضرت نے فرمایا کہ یہی اس سال کو نہیں کہا تھا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہوگے مسجد الحرام میں کہا تھا اور اگر اس سال میں داخل نہیں ہو
تو سال آئندہ میں داخل ہونگے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ عمر نے کہا کہ اگر ہم آپکے ہمراہ مکہ میں داخل ہوتے نبوت میں اپنی شک کیا اور شمس الدین ابن قیم
کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے کہ عمر نے کہا کہ قسم ہے خدا کی نہیں شک کیا میں نے جس روز سے کہ ایمان لایا ہوں مگر اسدن کہ میں نے پیغمبر سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا تو پیغمبر خدا کا نہیں ہے
فرمایا کہ ہاں میں پیغمبر حق ہوں اور مفتاح النجوم میں لکھا ہے کہ عمر سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا کہ تحقیق شک کیا میں نے ایسا شک کہ جس روز سے مسلمان ہوا ہوں ایسا شک کبھی
نہیں کیا تھا اور اگر میں ستر آدمی پاتا اور ایک روایت میں ہے کہ سو آدمی پاتا تو قریش سے جنگ کرتا اور صلح کو بگاڑ دیتا اور بعد اسکے بندوں کو آزاد کرتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا
جسوقت کہ داخل ہوا اس شک سے سر و لمبیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے بہت امور عجیب ظاہر ہوئے صلح حدیبیہ اور باہر نکلنا پانی کا حضرت کی انگلیوں سے
اور فتح ہونا مکہ کا اور فتح ہونا خیبر کا اور فتح پانا روم کا فارسیوں پر اور اہل کتاب کا مشرکوں پر پس حق تعالیٰ فرماتا ہے فتح کی شان میں تیری فتح ظاہر لیغفر لک اللہ

حضرت کی پیغمبری میں عمر کو شک ہونا

اسلیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِیْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ نازل کیا اُسنے تسکین کو فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ بیچ دلوں
مومنین کے اور وہ مومنین وہی تھے جنہوں نے رسول خدا کی مخالفت نہیں کی اور صلح کا انکار نہیں کیا اور صلح کے مقدمہ میں حضرت پر اعتراض نہیں کیا اُن لوگوں کے دلوں میں
فتح ہونیکی وہ دلیلیں تھیں کہ جسکی جہت سے انکو اطمینان تھا اور سوا انکے وہ لوگ تھے کہ انکو شک اور شبہہ تھا اور دونوں کو انکے یقین اور اطمینان حاصل تھا بلکہ فتح اور نصرت کی
طرف سے تردد میں آئے اور اسلیے کہتے ہیں کہ مراد سکینہ سے اسمیں یہ ہے کہ مومنین نے نصرت کی اعداء دین پر کہ جو باعث تھی انکے قدموں کے ثابت رہنے کی لِيَزْدَادُوْٓا
تاکہ زیادہ کریں وہ مومنین اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ایمان کو ساتھ ایمان اپنے کے بسبب مضبوطی عقیدہ اور اطمینان خاطر کے اور یقین پر یقین انکا زیادہ ہو اور ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو چیز کہ پیغمبر سب سے پہلے اپنی امت کے پاس لایا وہ توحید خدا کی تھی جس وقت لوگ توحید پر ایمان لائے اور خدا کو ایک جانا تو انکو نماز اور
زکوٰۃ کا حکم کیا اور جسوقت نماز اور زکوٰۃ پر ایمان لائے تو انکو حج اور جہاد کا حکم دیا اور ابن کلبی سے یعنی علی بن ابی طالب کی امامت فرض کی انکے کو سب ایمان پر زیادہ
کیا یہاں تک کہ انکا ایمان کامل ہوا کہ ایمان کی درستی سے تازہ کیا اور اسلیے خدا تعالیٰ جہاد کی رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور
خاص واسطے خدا کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے کہ وہ ملائکہ اور جن اور انسان ہیں اسلیے مومنین خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد کے ساتھ قوی دل ہو کر جہاد میں
کوشش کریں کہ جسکے حکم میں لشکر آسمان اور زمین کے ہیں وہ اپنے دوستوں کو وقت لڑائی اعداء کے بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اگر مصلحت اور حکمت اسکی تقاضا کرے
تو وہ آسمان اور زمین کے باشندوں کو واسطے انکے کمک بھیجتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَلِيْمًا جاننے والا باشندوں کی مصلحت کا حَكِيْمًا حکمت والا کہ جو کچھ
کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ بھی اسکی حکمت میں سے ہے کہ مومنین کے دلوں میں تسکین نازل کی صلح حدیبیہ وسیلہ ہوئی فتح مکہ کے وعدہ کی لِيُدْخِلَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ تاکہ داخل کرے مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو بسبب ایمان والوں کی مضبوطی عقیدہ کے اور اس نعمت کی شکرگزاری کے جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ انکے وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ اور
تاکہ پوشیدہ کرے انسے سَيِّاٰتِهِمْ برائیوں انکی کو وَكَانَ ذٰلِكَ اور ہے وہ داخل کرنا بہشتوں میں اور پوشیدہ کرنا گناہوں کا عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک
خدا کے فَوْزًا عَظِيْمًا مراد پانا بڑا سو اسلیے کہ کوئی مراد اس سے بہتر نہیں ہے کہ گناہوں سے پاک ہو کر بہشت میں داخل ہوا لام لِيُدْخِلَ کا انکے نزدیک متعلق
انا فتحنا کے ہے وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ اور عذاب کرے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ
اور شرک کرنیوالے مردوں کو اور شرک کرنیوالی عورتوں کو الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ اور جو کہ گمان کرنے والے ہیں ساتھ خدا کے ظَنَّ السَّوْءِ گمان بد کہ گمان کرتا کہ خدا اپنے حبیب
کی مدد نہ کریگا عَلَيْهِمْ اوپر ان گمان کرنیوالوں کے ہے دَآئِرَةُ السَّوْءِ گردش بدی کی یعنی گمان بد کہ طرف مسلمانوں کی لیجاتے ہیں وہ طرف انکی پھرنیوالا ہے
اور سب مغلوب ہو کر ہلاک ہونگے وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اور غصہ کیا خدا نے اوپر انکے وَلَعَنَهُمْ اور لعنت کی انکو اور اپنی رحمت سے انکو دور کیا
وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے واسطے انکے جَهَنَّمَ دوزخ کو وَسَآءَتْ اور بری ہے وہ دوزخ مَصِيْرًا جگہ پھرنیکی اور فرماتا ہے واسطے خوف
دلانیکے اور واسطے تاکید کے دوسری بار کہ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور واسطے خدا کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے کہ سب اسکی ملک اور
اسکے زیر حکم ہیں پھر کفار اور منافقین سے بدلا لینے میں اور سزا دینے میں وہ عاجز نہوگا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا اور ہے خدا غالب حَكِيْمًا حکمت والا امر
میں کہ جو کچھ کرتا ہے سو موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ آیت پہلی آیت سے مومنین کے ذکر سے متصل تھی وعدہ نصرت اور فتح مومنین کے اور اس مقام میں مشرکین و منافقین
کے ذکر میں ہے انکی خوف دلانے اور ڈرانے کیواسطے اور اپنی حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ تحقیق ہمنے بھیجا ہے تجھکو اے محمد صلعم کل آدمیوں
اور جنوں پر شَاهِدًا گواہ ہونیوالا انکے ایمان اور طاعت اور کفر اور نافرمانی پر وَّمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا بہشتوں کی اور بلند درجوں کی ان لوگوں کو
واسطے انکے جنہوں نے تیری فرمانبرداری کی ہے سب جگہوں میں وَّنَذِيْرًا اور ڈرانیوالا عذاب دردناک سے ان لوگوں کو کہ جو تیرا کہنا نہیں مانتے اور تیری بات کو
رد کرتے ہیں اور یہ خوشخبری اور ڈرانا سو واسطے اسکے لِّتُؤْمِنُوْا تاکہ ایمان لاؤ تم ای بندہ خدا اور ابن کثیر اور ابو عمرو نے لیؤمنوا پڑھا ہے یا غائب کا صیغہ اور بعد اسکے
جو فعل ہیں مضارع کے ہیں انکو بھی غائب کے صیغہ سے پڑھا اور باقی کے قاریوں نے مخاطب کے صیغوں سے یعنی تاکہ ایمان لاؤ تم بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ساتھ خدا کے اور پیغمبر کے

اور فرزندوں کا سونپنے والا ہے کہ بعد ہمارے کوئی ایسا نہ تھا کہ ہمارے قائم مقام ہوتا ہمارے مالوں اور اہل و عیال کی غمخواری کرتا سو اس وقت جو ہم حاجت رکھتے انکی خبر لیتا ہوا اس سبب سے ہم تیری
خدمت سے محروم ہوئے اور ہم جو ناچار ہو کر پیچھے رہ گئے تھے تمہاری کے سبب سے فَاسْتَغْفِرْ لَنَا پس بخشش چاہ تو واسطے ہمارے خدا سے اس گناہ کی کہ ہم پیچھے رہے تھے حق
تعالیٰ انکے دل کے ارادہ کی خبر دیتا ہے کہ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ کہتے ہیں وہ لوگ یعنی منافق ساتھ زبانوں اپنی کے مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ جو چیز
نہیں بیچ دلوں انکے ہے یعنی یہ عذر انکا زبانی ہے اور دلوں میں انکے نفاق ہے اور بخشش طلب کرنی بھی ظاہر ہے نہ دل سے اور جس وقت کہ حال انکا ایسا ہے تو قُلْ
کہو تو اے محمد صلعم انکے عذر کے جواب میں کہ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ پس کون شخص مالک ہوتا ہے واسطے تمہارے اور دفع کرتا ہے مِنَ اللَّهِ خدا سے شَيْئًا کسی
چیز کو إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اگر ارادہ کرے ساتھ تمہارے ضرر کا کہ وہ عذاب آخرت ہے یا قتل یا نقصان مال کا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا یا ارادہ کرے خدا ساتھ
تمہارے نفع کا کہ وہ ثواب ہے بہتری یا درستی ہے یا فتح اور نصرت اور نگہبانی مالوں کی اور اہل و عیال کی حاصل یہ ہے کہ اگر خدا ارادہ ضرر یا فائدہ کا کرے تمہاری نسبت
کوئی ایسا نہیں ہے کہ اسکو دور کر سکے پس آنا تمہارا ہمراہ پیغمبر کے ضرر کو منع نہیں کر سکتا ہے اور نہ آنا تمہارا فائدہ کا باعث ہے اور اس وقت ... یہ موقع نہ تھا کہ فائدہ
بخشیگا بَلْ كَانَ اللَّهُ بلکہ ہے خدا بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اسکے کہ کرتے ہو تم خَبِيرًا خبردار یعنی وہ جانتا ہے کہ تمہارا پیچھے رہنا مالوں اور اہل و
عیال کی جہت سے نہ تھا بَلْ ظَنَنْتُمْ بلکہ گمان کیا تھا تم نے أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ یہ کہ ہرگز نہ پھرینگے پیغمبر اور
مومنین صحیح اور سلامت إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ طرف لوگوں اپنے کے یعنی طرف اہل و عیال اپنے کے مدینہ میں أَبَدًا کبھی کہ مشرکین انکو قتل کر ڈالینگے اور کوئی
انکے ساتھ سے پھر زندہ نہ پھریگا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ اور آراستہ کیا گیا وہ گمان یعنی شیطان نے آراستہ کر کے تمکو دکھلایا قتل ہونا پیغمبر کا اور انکے صحابہ کا اور
گمان کو پختہ کر دیا اور جا دیا فِي قُلُوبِكُمْ بیچ دلوں تمہارے کے وَظَنَنْتُمْ اور گمان کیا تم نے ظَنَّ السَّوْءِ گمان بد کہ دین خدا کا باطل
ہو جاویگا وَكُنْتُمْ اور ہو تم بسبب اس گمان بد کے قَوْمًا بُورًا ایک گروہ ہلاک ہونے والی کہ عذاب خدا میں گرفتار ہو جاوو اور انکے عذاب کے مقدمہ میں
فرماتا ہے کہ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ اور جو کوئی کہ نہ ایمان لایا ساتھ خدا کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اسکے کے دل سے اور اعتقاد انکے حکم کا دل سے نہ کرے
فَإِنَّا أَعْتَدْنَا پس تحقیق ہمنے تیار کیا لِلْكَافِرِينَ واسطے کافروں کے سَعِيرًا آگ جلانے والی کو وہ آگ دوزخ کی ہے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ
مومن وہ ہے کہ جو خدا اور رسول پر دونوں پر ایمان لاوے اور اگر ان دونوں میں سے ایک پر ایمان لاوے تو وہ کافر ہے اور پہلے قول کی تاکید میں فرماتا ہے کہ وَلِلَّهِ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی کہ سب کی تدبیر انکی قبضہ قدرت میں ہے يَغْفِرُ بخشتا ہے گناہ کو
لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے وَيُعَذِّبُ اور عذاب کرتا ہے گناہ کی عوض میں مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے اور انکی رحمت
غالب ہے انکے غضب پر اس واسطے بعد انکی رحمت کی صفت کو بیان کرتا ہے کہ وَكَانَ اللَّهُ اور ہے خدا غَفُورًا بخشنے والا گناہوں کا رَحِيمًا
مہربان توبہ کرنیوالوں پر اور منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم نے ذی الحجہ کے مہینہ میں چھٹے برس ہجرت کے حدیبیہ سے طرف مدینہ کے کوچ کیا اور محرم کے مہینہ میں
ساتویں سال ہجرت کے واسطے مہم خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور صحابہ سے وعدہ فتح کا اور غنیمت کے حاصل ہونیکا کیا اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی حدیبیہ پر
حاضر تھا وہ شخص اس جنگ کیواسطے روانہ ہو اور سوا انکے اور کوئی شخص جانیکا ارادہ نہ کرے اور جسوقت ارادہ حضرت کا واسطے روانگی خیبر کے معلوم ہوا تو حدیبیہ سے پیچھے رہنے والوں
نے خیال کیا کہ اسکو واسطے کہا کہ ہم بھی تمہارے ہمراہ چلیں اور تمہارے ہمراہ ہو کر کافروں سے جنگ کریں حق تعالیٰ نے اس قصہ کے واقع ہونے سے پہلے ہی حبیب کو خبر دی کہ سَيَقُولُ
الْمُخَلَّفُونَ قریب ہے کہ کہینگے پیچھے رہنے والے حدیبیہ سے إِذَا انْطَلَقْتُمْ جسوقت چلو تم إِلَىٰ مَغَانِمَ طرف غنیمتوں خیبر کے لِتَأْخُذُوهَا
تا کہ لیو تم ان غنیمتوں کو ذَرُونَا کہ چھوڑ دو تم ہمکو یعنی وہ کہینگے کہ چھوڑ دو تم ہمکو کہ نَتَّبِعْكُمْ پیروی کریں ہم تمہاری خیبر کے چلنے میں اور تمہارے ہمراہ
چلکر لڑیں يُرِيدُونَ ارادہ کرتے ہیں پیچھے رہنے والے اس کلام سے أَنْ يُبَدِّلُوا یہ کہ بدل ڈالیں كَلَامَ اللَّهِ کلام خدا کو یعنی
بدل ڈالیں اسکے حکم کو کہ ارشاد فرمایا ہے کہ حدیبیہ والوں کے سوا اس جنگ میں کوئی نہ جاوے اور غنیمت کسی کو نہ دیوے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ لَنْ تَتَّبِعُونَا ہرگز
پیروی نکروگے تم ہماری یہ نفی نہی کے معنوں میں ہے یعنی ہماری پیروی مت کرو تم اور ہمارے ہمراہ چلو كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ اسی طرح کہا ہے خدا نے اور حکم دیا ہے تمہارے

ہمکا بلال نہ تھا ان دونوں عورتوں کو انکی کشتوں کی طرف سے لایا جسوقت اُن عورتوں نے اُنکی کشتوں کو دیکھا تو فریاد کرنے لگی اور رخسارہ اپنا نوچا اور خاک اپنے سر پر ڈالی رسولخدا نے فرمایا کہ دور کرو مجھ سے اس عورت شیطانہ کو اور بلال کیطرف منہ کرکے فرمایا کہ اے بلال تیرے دلمیں رحم نہیں ہے کہ تو ان عورتونکو انکی کشتونکی طرف لایا اور بعد اسکے حضرت نے صفیہ کو اپنے پاس بلایا اور ردائے مبارک اپنی اُنکے بدن پر ڈالی صحابہ نے جانا کہ رسولخدا نے اُس عورت کو اپنے واسطے پسند کیا ہے اور صفیہ نے پہلے اُس خواب دیکھا تھا چاند آسمان سے میری بغل میں آیا ہے اُس خواب کو اُسنے اپنے شوہر سے بیان کیا کہ وہ کنانہ بن ربیع تھا اُسنے طمانچہ اُسکے رخسار پر مارا کہ نیلا ہو گیا اور کہا کہ تو چاہتی ہے کہ بادشاہ حجاز کیطرف رغبت کرتی ہے جسوقت حضرت نے صفیہ کا رخسارہ نیلا دیکھا تو فرمایا کہ اے صفیہ یہ نیل تیرے رخسارہ پر کیونکر ہے تب اُسنے سب حال بیان کیا اور بعد اسکے شوہر کنانہ بن ربیع کو رسولخدا کے پاس لائے اور وہ بنی النضیر کا خزانہ اپنے پاس رکھتا تھا حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تیرے پاس جو مال ہے اُسکو حاضر کر اُسنے قبول نہ کیا فرمایا کہ اگر تو غائب کرے [illegible] تو اقرار کرے ایک یہودی نے بیان کیا کہ میں نے اُسکو دیکھا ہے فلانے کھنڈر میں آمد و رفت کرتا تھا حضرت نے حکم دیا کہ اُس کھنڈر کو کھودو جسوقت اُسکو کھودا تو بہت مال اُسمیں نکلا اور سوائے اسکے اور زر اُس سے طلب کیا اُسنے اقرار نہ کیا اُسکو شکنجہ میں کھینچا کچھ بھی اُسنے اقرار نہ کیا اُسکو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تا کہ اُس سے قصاص لیوے اپنے بھائی کا اور پہچانا کہ اُسکو قلعہ میں مار ڈالا تھا اور بعد اسکے ابی الحقیق نے درخواست کی کہ میں قلعہ سے نیچے آکر رسولخدا سے کچھ باتیں کروں حضرت نے اُسکو اجازت دی وہ نیچے آیا اور بعد نہایت عاجزی اور زاری کے صلح کی خون کے بخشنے پر اور عورتوں اور بچوں کے چھوڑ دینے پر اس طرح سے کہ تمام مال و زمینیں اور نقد اور کپڑا اور جو کچھ شئی ہو خیبر سے سب رسولخدا کو دیویں سوائے اُن لباس کے جو بدن پر ہیں حضرت نے فرمایا کہ بری ہو ذمہ خدا اور رسول کا اگر تمنے کچھ پوشیدہ کیا ہو اسی امر پر صلح ہو گئی اور خیبر والوں نے کہا کہ ہم طریقہ اور رسم عمارت اور زراعت کی خوب جانتے ہیں ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو کہ ہم نگہبانی مکانات کی کرینگے اور آبادی اور زراعت کیا کرینگے اور جو کچھ حاصل ہوگا آدھا تمکو دیا کرینگے رسولخدا اسپر راضی ہو گئے اور فرمایا کہ ہم جس وقت کہ چاہینگے ان قاعدوں کو باہر نکالدیں اور خود عمارت اور زراعت کریں اور جسوقت خیبر کے قلعوں کی فتح کی فدک کے لوگوں کو خبر پہنچی وہ رسولخدا کے پاس آئے اور امان طلب کی اور فدک کے قلعوں کو حضرت کے سپرد کیا رسولخدا خیبر پہنچے مطابق اُس صلح کے جو بنی خیبر کی تھی مسلمانونکی فی ہوئی اور اُسکو جنگ کرکے نہیں لیا تھا اور فدک خاص واسطے رسولخدا کے ہوا اس واسطے کہ بدون لڑائی کے ہاتھ آیا رسولخدا نے واسطے آرام لینے کے چند روز توقف کیا اور زینب دختر حارث کہ زوجہ سلام بن مشکم تھی اور مرحب بہادر کی بیٹی تھی ایک گوسفند بریاں کرکے بطور ہدیہ کے رسولخدا کے پاس لائی اور حضرت کے خادموں سے دریافت کیا کہ رسولخدا کو کونسا عضو بہت پسند ہے کہتے ہیں کہا کہ اُنکو دست [illegible] اس عورت نے پوشیدہ ہو کر گوسفند کے دست کو زہر آلودہ کیا اور باقی اعضا کو بھی زہر آلودہ کر دیا اور جسوقت اس گوسفند کو رسولخدا کے پاس لائی تو ایک ٹکڑا اُسکے دست کا گوشت کا اٹھا کر رسولخدا کو دیا حضرت نے تھوڑا سا گوشت دندان مبارک سے چبایا اور اُسکو تھوک دیا اور بشر بن براء نے تھوڑا سا گوشت اُس میں سے کھایا اور حضرت نے فرمایا کہ اُس گوسفند کے شانہ نے مجھکو خبر دی ہے کہ مجھکو زہر آلودہ کیا ہے اسکو مت کھاؤ اور اس عورت کو طلب کرکے اُس سے دریافت کیا کہ تو نے کیا اس میں زہر ملایا اُسنے اقرار کیا کہ اسواسطے یہ کام کیا ہے تا کہ مجھکو تجربہ سے آپکا حال ہو اور مجھکو تیری نبوت کا یقین زیادہ ہو حضرت نے بات سنکر اُس عورت سے درگذر کی اور بشر بن براء جو وہ گوشت زہر آلودہ کھایا تھا زہر نے اُسمیں اپنا اثر کیا وہ مرگیا اور بشر کی ماں [illegible] رسولخدا کی مرض الموت میں حضرت کی مزاج پرسی کو آئی تو فرمایا کہ اے مادر بشر تیرے بیٹے کے ہمراہ جو میں نے وہ لقمہ زہر آلودہ کھایا تھا ہمیشہ وہ اپنا اثر ظاہر کیا کرتا تھا اور اب یہ حال ہوا ہے کہ وہ میری رگ گردن کو قطع کرے اور اسی سبب سے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو شہادت بھی حاصل ہوئی کہ کوئی درجہ فضیلت کا حضرت سے باقی نہ رہے غرض خدا تعالیٰ بعد وعدہ فتح خیبر کے اور غنیمتوں اور فتحوں کا وعدہ اور خوشخبری حضرت محمد صلعم کو دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ "وَأُخْرَىٰ" اور وعدہ کیا ہے دوسری غنیمتوں کا خدا نے کہ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا نہیں قادر ہوئے تم اوپر اُن غنیمتوں کے اب تک اے گروہ مومنین اور یا یہ کہ وعدہ کیا ہے تمسے دوسری فتح کا کہ ابھی تم اُسپر قادر نہیں ہوئے ہو مثل مکہ اور دوسرے شہروں کی قیامت تک قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ تحقیق احاطہ کیا ہے خدا نے بِهَا ساتھ اُن غنیمتوں کے [illegible] کہ وہ ہاتھ آئینگی [illegible] ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اُن غنیمتوں سے مدائن اور فارس اور روم اور شام کی غنیمتیں ہیں کہ رسولخدا نے خوشخبری [illegible] خزانوں کی جسوقت قدرت [illegible] فارس اور روم کی لڑائی ہے اور مدائن کی فتح پر اور کہتے ہیں کہ ہوازن کی غنیمتیں

عیب لگاتے نہیں کسی کو اور ملامت کرتے ہیں انکو کہ جابجا سے ہمارے ایسے ہی کفار علیہ بغیر علم کے کہ تم انکا ایمان نہ جانتے ہو اور انکے ایمان کی تمہیں خبر ہی نہیں انکو مشرک جانکر مار ڈالو اور جواب لولا کا
محذوف ہے یعنی اگر یہ امر مذکورہ نہ ہوتا تو البتہ ہم تمہارے ہاتھوں مکہ والوں کی بنیاد اکھیڑ دیتے اور تمہاری نصرت کرکے انکو مغلوب کرتے اور لیکن اسی جہت سے تم انکو چھوڑ
کر بیچ صلح کے گئے سو لیدخل اللہ فی رحمتہ تاکہ داخل کرے خدا بیچ رحمت اپنی کے من یشاء جسکو چاہے ان لوگوں میں سے کہ ایمان قبول
کریں وہ بعد صلح کے کہ یہ لوگ مومن ہیں اور اگر وہ قتل ہوتے تو یہ امر خیر حاصل نہ ہوتا اور یا یہ کہ داخل کرے خدا ان مومنین مکہ کو اپنی رحمت میں بسبب
سلامت رہنے انکی کے قتل سے اور داخل کرے انکو اپنی رحمت میں تمہارے سلامت رہنے کی جہت سے طعن سے اور عیب لگانے کفار کی بسبب قتل ہونے
مومنین کے درمیان انکے اور ان لم تعلموھم بدل اشتمال واقع ہوا ہے رجال سے یعنی اگر نہ ہوتے مرد یعنی اگر نہ ہوتا کچل جانا پاؤں میں انکا اور تعلموھم میں جو ہم کی ضمیر
ہے اس سے بھی بدل اشتمال ہو سکتا ہے یعنی نہ جانو تم کچل جانے انکو اور فرماتا ہے خدا کہ لو تزیلوا اگر جدا ہوتے وہ مومنین اور ظاہر ہوتا کفار میں فرق اور
جدائی ظاہر ہوتی تو لعذبنا الذین کفروا البتہ عذاب کرتے ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں منھم ان کے درمیان سے عذابا
الیما عذاب دردناک قتل اور قید اور غارت کرکے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام سے جناب رسول خدا نے اس آیت کے
معنی پوچھے تو فرمایا کہ باپوں اور ماؤں کی پشتوں میں ہیں اور مائیں نسل انکی جائیگی ان سے ہم اپنے علم سے جانتے ہیں کہ وہ ایمان لائینگے پس اگر وہ اپنے
باپوں سے جدا اور علیحدہ ہوتے تو ہم ان کافروں کو عذاب کرتے اور کسی شخص نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا علی قوی نہ تھے بدن میں اور حکم خدا میں
فرمایا کہ ہاں سائل نے کہا کہ پھر کس سبب سے دفع نہ کر سکے وہ اعدا کو فرمایا کہ منع کیا علی کو قرآن کی آیت نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے فرمایا کہ لو تزیلوا لعذبنا
الذین کفروا منھم عذابا الیما کہ علی کی قوم کی پشتوں میں امانتیں خدا کی تھیں ایمان لانیوالی آدمی پس علی انکے باپوں کو قتل نہیں کر سکتے تھے یہانتک کہ وہ امانتیں باہر
نکلکر انسے جدا ہو جائیں پس جس وقت وہ امانتیں باہر نکلیں تو دفع کیا علی نے اور قتل کیا جسکو کہ قتل کیا اور ایسے ہی قائم ہمارا نہ ظاہر ہوگا کبھی یہانتک کہ امانتیں
خدا کی انکے باپوں کی پشتوں سے باہر نکلکر انسے جدا ہو جائیں پس جس وقت وہ امانتیں خدا کی باپوں کی پشتوں سے باہر نکلکر انسے جدا ہو جائیں اسوقت ظاہر ہوگا اور
قتل کریگا اور قصہ صلح حدیبیہ کا پہلے اس سورت کی اول میں تفصیل سے گزر گیا ہے اور اب خدا تعالیٰ اسکو مجملاً بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اذ
جعل الذین کفروا یاد کر اے محمد صلعم جس وقت کہ کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہیں فی قلوبھم الحمیۃ بیچ دلوں اپنے کے تعصب کو
اور اس چیز کو کہ غضب اور غصے سے وہ دل کو افروختہ کرے اور بیان کرتا ہے کہ وہ تعصب حمیۃ الجاھلیۃ غیرت جاہلیت کے اور تعصب تھا کہ انکے
دلوں کو غصے اور تکبر میں لایا اور اسی جہت سے کہا انہوں نے کہ محمد نے اور اسکے اصحاب نے ہمارے باپوں اور بھائیوں اور بیگانوں کو بدر اور احد میں قتل کیا ہے قسم ہے
لات اور عزیٰ کی کہ ہم انکو اپنے مکان میں نہ آنے دینگے اور یا یہ کہ یہ بات ہماری ہے اگر ایمان نہیں لائے تھے ہم بھی انکی پیغمبری پر ایمان نہ لائینگے اور یا یہ کہ یہ بات سوا
ہمارے بسم اللہ کی قائل نہ تھے ہم کبھی اسکی نہیں ہیں کہ صلحنامہ کے اول میں بسم اللہ لکھی جائے اور بعضے کہتے ہیں کہ اذ جعل متعلق لعذبنا کے ہے یعنی
اگر مومنین مکہ کا سبب نہ ہوتا تو البتہ عذاب کرتے ہم کافروں کو جس وقت کہ انہوں نے تعصب جاہلیت کو راہ دی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ متعلق صدوکم کے ہے
یعنی باز رکھا تمکو کافروں نے مسجد الحرام سے اور منع کیا جس وقت کہ کیا انہوں نے تعصب جاہلیت کو اپنے دلوں میں لیکن ہر صورت میں ظاہر ہے کہ انہوں نے
تعصب جاہلیت کو دخل دیا تو فانزل اللہ پس نازل کیا خدا نے سکینتہ تسکین اپنی کو اور اطمینان کو یعنی اس چیز کو کہ جسکے سبب سے آرام
دل اور تسلی خاطر ہو نازل کیا خدا نے علی رسولہ اوپر پیغمبر اپنے کی وعلی المومنین اور اوپر مومنین کے کہ انہوں نے لڑائی کو ترک
کیا اور صلح پر راضی ہو گئے جس وقت کہ سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ وغیرہ راضی نہ ہوئے کہ صلحنامہ کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ
لکھا جائے اور مومنین نے ارادہ کیا تھا کہ ان سے جنگ کریں پس حق تعالیٰ نے تسکین کو انکے دلوں میں نازل کیا اور انہوں نے اس جہت سے صبر کیا اور حلم اور بردباری
اختیار کیا اور صلح کو قبول کیا والزمھم اور لازم کیا خدا نے ان مومنین کو کلمۃ التقوی کلمہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا یعنی وہ کلمہ
باعث انکی پرہیزگاری کا ہو اور کہتے ہیں کہ وہ کلمہ شہادتین ہے یا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ کفار نے نہ چاہا کہ صلحنامہ پر وہ لکھا جائے یا محمد رسول اللہ ہے کہ راضی

ہجرت کے ساتویں برس اپنے اصحاب کو ہمراہ لیکر احرام عمرہ کا باندھکر مکہ میں تشریف لائے اور تین روز قیام کیا اور نقل ہے کہ روز چہارم حضرت نے فرمایا کہ جعفر طیار کو میمونہ خواہر سلمی کے پاس
کی بیٹی تھی پیغام بھیجا میمونہ نے کہا کہ اختیار میرے نکاح کا عباس بن عبدالمطلب کو ہے اور ان دنوں میں بھی انکی ام الفضل خواہر میمونہ زوجہ عباس کی تھی جعفر عباس
کے پاس آئے اور پیغام میمونہ کا حضرت کیواسطے قبول کیا اور اسکو حضرت کی نکاح میں دیا اور اب اللہ تعالی وعدہ کرتا ہے بعد فتح شہروں کے اور طرفداران اور غالب
ہونے مسلمانوں کے شہروں پر فرماتا ہے هُوَ الَّذِي وہ خدا وہ شخص ہے کہ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بھیجا ہے پیغمبر اپنے کو کہ وہ محمد صلعم ہے بِالْهُدَىٰ
ساتھ ہدایت راہ راست کے وَدِينِ الْحَقِّ اور دین حق کے کہ وہ اسلام ہے اور احکام اسلام کے لِيُظْهِرَهُ تا کہ غالب کرے خدا اس دین حق کو عَلَى
الدِّينِ كُلِّهِ اوپر دینوں کے کل اس دین حق اور ہر ایک دین کہ جو دین حق کہ پہلے اس سے تھا اسکو تو منسوخ کیا اس دین نے اور جو دین کہ باطل ہے اسکی خرابی ظاہر کی
دلیلیں بیان کرکے اور یا یہ کہ اس دین کو غالب کیا سب دینوں پر مسلمانوں کا غلبہ کفار پر کرکے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تاویل اس آیت کی
ابتک ظہور میں نہیں آئی ہے اور وقت ظاہر ہونے امام مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہوگی اور اسوقت غلبہ دین اسلام کا سب دینوں پر ہوگا کہ سوا دین اسلام کے
کوئی دین زمین پر باقی نرہیگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ یعنی اور غالب اور قوی کریگا واسطے ان مومنین دین
انکا جو کہ پسند کیا ہے واسطے انکے اور رسول خدا نے فرمایا ہے امام مہدی کے حال میں کہ بھردیگا وہ زمین کو عدل اور داد سے بعد اسکے کہ بھری جاوے ظلم اور جور سے
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا اور کافی ہے خدا اسوقت کہ گواہ ہووے اوپر اس امر کے کہ وعدہ کیا ہے جسکا کہ دین اسلام غالب ہوگا سب دینوں پر اور یا
گواہ ہو نبوت پر اور شہیدا حال واقع ہوا ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ محمد پیغمبر خدا کا ہے جسکی گواہی خدا دی ہو وہ یہ جملہ ہے یعنی کافی ہے خدا گواہ
دینے والا اس امر پر کہ محمد صلعم پیغمبر خدا کا ہے وَالَّذِينَ مَعَهُ اور جو لوگ کہ ہمراہ انکے ہیں اور محمد مبتدا ہے اور رسول اللہ عطف بیان اور والذین معہ کا عطف
محمد پر ہے اور معطوف اور معطوف علیہ دونوں ملکر مبتدا ہیں اور اشداء بعد اسکے خبر انکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ محمد مبتدا ہے اور رسول اللہ خبر اسکی ہے و والذین معہ
مبتدا ہے اور ما بعد اسکی خبر اسکی ہے أَشِدَّاءُ بہت سخت ہیں یعنی محمد پیغمبر خدا کا اور وہ لوگ کہ ہمراہ انکے ہیں بہت سخت دل ہیں عَلَى الْكُفَّارِ
اوپر کافروں کے رُحَمَاءُ مہربان اور نرم دل ہیں بَيْنَهُمْ درمیان اپنے یعنی آپس میں کہتے ہیں کہ کفار سے انکو اسقدر نفرت تھی کہ اپنے بدنوں کو اور کپڑوں کو کفار کے
بدن اور کپڑے سے بچاتے تھے کہ انکے کپڑے اور بدن سے مس ہونے نہ پاوے اور آپس میں مہربانی اسقدر رکھتے تھے کہ جسوقت کسی برادر مومن کو دیکھتے تھے تو سلام کرتے
تھے اور مصافحہ اور معانقہ کرتے تھے یعنی ہاتھ میں ہاتھ ملاتے تھے اور گلے لگتے تھے اور شبہہ نہیں ہے کہ ہر زمانے کے مومن کو چاہئے کہ غیر دین والے سے نفرت رکھے اور
اپنے دین والے پر مہربان ہووے اسکو دیکھکر خوش ہووے اور یا اشارہ صفت علی بن ابیطالب کے طرف ہے کہ کفار سے نفرت رکھتے تھے اور اپنا بدن اور کپڑے سے
پرہیز کرتے ہیں کہ اپنے بدن اور کپڑے سے مس ہوجاوے اور انکو نجس جانتے ہیں اور آپس میں اسقدر مہربانی اور رحم ہے کہ جسوقت کسی مومن سے ملاقات ہوتی ہے تو
نہایت خوش ہوتے ہیں اور بہت مہربانی کرتے ہیں بخلاف اور مذہب والوں کے کہ انکی یہ وصف نہیں ہے کفار کو تو طاہر اور پاکیزہ جانتے ہیں اور وجود اسکے کہ
کفار انکو نجس جانتے ہیں اور آپس میں ایسی محبت نہیں رکھتے ہیں اور اب انکی کثرت نماز کا ذکر کرتا ہے تَرَاهُمْ دیکھتا ہے تو انکو اے دیکھنے والے رُكَّعًا رکوع
کرنیوالے سُجَّدًا سجدہ کرنیوالے کہ اکثر اوقات نماز میں مشغول رہتے ہیں اور بعضے اہل جماعت کہتے ہیں کہ مراد والذین معہ سے ابوبکر ہے اور اشداء علی الکفار سے
مراد عمر ہے اور رحماء بینہم سے مراد عثمان ہے اور تراہم رکعا سجدا سے مراد علی ہے لیکن یہ قول نہایت لغو ہے خواہ والذین معہ مبتدا ہو خواہ معطوف مبتدا پر
ہووے کہ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ ابوبکر عمر ہے عثمان ہے اور یا یہ معنی ہونگے کہ محمد اور ابوبکر عمر ہیں عثمان ہیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ سب صحابہ
مراد ہیں یہ قول بھی درست نہیں ہوسکتا بلکہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے فضائل اول تو معیت رسول خدا کی اور ہمراہ رہنا حضرت کے ہر مقام میں جہاد اور نماز وغیرہ میں
اور یہ اجابت حضرت کی کہیں نہیں پایا جاتا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذہبوا حتی یستأذنوہ یعنی سوا اسکے
نہیں کہ مومنین وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے ہیں ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے اور جسوقت ہوتے ہیں ہمراہ اس پیغمبر کے کسی امر جامع پر تو نہیں جاتے ہیں یہانتک کہ اذن لیویں وہ
پیغمبر سے اور حقیقت ہمیشہ جماعت نماز میں حاضر رہتے تھے اور جمعہ وعیدین اور جہاد میں بلکہ حضرت کو تنہا چھوڑکر چلے جاتے تھے اور نماز میں حاضر نہیں رہتے تھے چنانچہ خدا

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ تعجب میں ڈالتا ہے بونیوالونکو اپنی مضبوطی اور خوبصورتی اور قوی ہونیسے تاکہ کھیتی کا ابتدا میں سبزہ اُگنیکا لیکن نہایت ضعیف اور
نحیف ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ پرورش پاکر مضبوط اور قوی ہوتا ہے باعث تعجب بونیوالونکا ہے یہی مومنین کا حال ہے یعنی رسولخدا اور صحابہ کے
ابتداء حال میں بھی نہایت تھوڑے اور ضعف میں تھے اور بعد اسکے رفتہ رفتہ قوت پکڑ کر تمام عالم پر قوی اور غالب ہوگئے اور باعث تعجب خلقت کا ہوئے اور یہ کہ
تفسیر قمی میں ہے کہ رسولخدا ابتدا میں تنہا یار و بیمددگار تھے اور بعد اسکے بسبب اتباع ومتابعت صحابہ کے قوت پیدا کی پس کھیتی سے رسولخدا مراد ہیں اور شاخیں اسکی صحابہ
سے مراد ہیں کہ انہوں نے انکو قوی ور زبردست کیا جیسے کہ کھیتی ابتدا میں باریک اور سست ہوتی ہے اور بعد اسکے رفتہ رفتہ موٹی اور مضبوط ہوتی ہے اور شاخیں اسکی
پھیلتی ہیں اسی طرح کہ بونیوالے اسکو تعجب کرتے ہیں اور پیغمبر خدا بھی ابتدا میں بسبب تنہا یار اور مددگار کے کمال ضعف اور بیچارگی میں تھے اور بعد اسکے خدا تعالیٰ نے
انکو مومنین کی جماعت سے قوی دست اور قوی پشت کیا اس وجہ سے کہ لوگوں نے انکی قوت اور شوکت سے تعجب کیا حال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے واسطے مومنین کے مثال
بیان کی لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تاکہ غصہ میں لاوے بسبب ان مومنین کے کفار کو یعنی بسبب قوت اور کثرت مومنین کے کفار کو غصہ اور غضب میں لاوے اور
وہ کفار ان مومنین کی قوت اور کثرت دیکھکر رنج کریں اور اپنے دلوں میں جلیں اور کہیں کہ محمد اور انکے صحابہ کیسے قوی اور کثیر ہوگئے اور فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِينَ آمَنُوا وعدہ کیا ہے خدا نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں اچھے نیک مِنْهُمْ
انمیں سے یعنی جنکا ذکر ہوا ان مومنین میں سے انکو وعدہ کیا ہے خدا نے مَغْفِرَةً بخشش کا گناہوں سے وَأَجْرًا عَظِيمًا اور اجر بزرگ کہ وہ بہشت کی نعمتیں
ہیں اور مِنْهُمْ میں مِن اسی بیان کی ہے جیسے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ میں ہے اور جناب رسولخدا صلعم سے تفسیر اس آیت کی پوچھی گئی کہ کس شخص کے حق میں نازل
ہوئی ہے فرمایا کہ جسوقت قیامت کا روز ہوگا تو ایک علم نور کا تیار ہوگا اور ایک آواز دینے والا آواز دیگا کہ چاہئے کہ کھڑا ہو سردار مومنین کا اور جو لوگ کہ
ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ اسکے ہوں پس کھڑا ہوگا علی ابن ابیطالب اور ہوگا علم نور سفید کا انکے ہاتھ میں اور نیچے اس علم کے سب اولین اور سابقین ہونگے مہاجرین
اور انصار میں سے اور سوائے انکے کوئی غیر نہیں آمیزش کریگا یہانتک کہ بیٹھیگا منبر پر کہ وہ ساتھ حضرت کے نور سے ہوگا اور پیش کیجائینگے انپر روبرو سب آدمی
ایک ایک شخص پس دیگا اجر انکا اور نور انکا پس جس وقت نوبت انکی آخر پہنچیگی تو کہا جائیگا واسطے انکے کہ پہچانا تمنے اپنی منازل اور مرتبہ نور کو بہشت میں
تحقیق پروردگار تمہارا کہتا تھا کہ نزدیک میرے واسطے تمہارے بخشش اور اجر بڑا ہے یعنی بہشت پس کھڑا ہوگا علی ابن ابیطالب اور لوگ اسکے علم کے نیچے ہونگے
یہانتک کہ داخل ہو بہشت میں پھر وہیں ہوگا علی منبر کیطرف اور اسیطرح مومنین ہمیشہ انکے پیش کئے جائیں اور ہر ایک اپنا حصہ بہشت سے لیوے اور سوائے مومنین کے
سب دوزخ کیواسطے چھوڑی جائیں سُورَۃُ الْحُجُرَاتِ یہ سورہ مدنی ہے مگر آیہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى کہ ابن عباس کے نزدیک مکہ میں
نازل ہوئی ہے اور اس سورہ میں کل اٹھارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو ہر روز و ہر شب پڑھے تو جناب رسولخدا صلعم
کی زیارت کرنیوالوں سے ہو یعنی ثواب زیارت کا پاوے اور اس سورہ سے عم یتساءلون تک طوال یعنی دراز کہتے ہیں اور عم یتساءلون سے والضحیٰ تک میانہ کہتے ہیں اور
والضحیٰ سے آخر تک قصار یعنی کوتاہ کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے قربان کے روز نماز عید سے پہلے قربانی کو
ذبح کیا رسولخدا صلعم نے بعد نماز عید کے حکم فرمایا کہ دوبارہ انکو پھر ذبح کرواویں اسوقت جبرئیل یہ آیت بسم اللہ کے ساتھ لائے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ
ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر لَا تُقَدِّمُوا مت پیش قدمی کرو اور بہتر ہے کہ تم کسی امر کو دین میں سے بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ آگے خدا کے
اور پیغمبر اسکے کے یعنی کوئی امر اور نہی عمل میں نہ لاؤ اور کوئی کام اپنے دین کے کاموں سے نہ کرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے اور پیغمبر اسکے کے پس چاہئے کہ عمل تمہارا یا تو موافق
وحی کے ہو یا پیغمبر کے فعل کے موافق ہو اور مراد بین یدی رسول اللہ اور ذکر اللہ کا واسطے تعظیم کے ہے اور اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ خدا کیجانب سے ایک مرتبہ والا ہے
اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اس آیت سے ممانعت ہے صحابہ کو رسولخدا سے پہلے کلام کرنیکے پس معنی آیت کے یہ ہونگے کہ اے لوگو جس وقت تم رسولخدا کی مجلس میں
بیٹھے ہو اور کوئی شخص مسئلہ حضرت سے پوچھے تو تم حضرت سے پہلے جواب مت دو اور خاموش ٹھہرے رہو یہانتک کہ پیغمبر اسکے جواب سے سائل کا اطمینان کریں اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد اس سے ممانعت ہے رسولخدا سے آگے ہوکر چلنے سے اور حکم ہے کہ حضرت کے پیچھے ہوکر چلو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ کسی طاعت کو اسکے وقت سے پہلے مت بجالاؤ

ع ۳ ۱۲

سورۃ الحجرات

حضرت کو ایذا پہنچانے گستاخی اور بے ادبی ہرگز نہ کرو کہ حضرت کے آگے آواز کا بلند کرنا ہے فرمایا خدا تعالیٰ نے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ مت بلند کرو تم آوازوں اپنی کو فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اوپر آواز پیغمبر کے یعنی وقت بات کرنے کے اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز پر
نہ بلند کرو تم کہ بلند کرنا آواز کا یا حقارت کی جہت سے ہے اور وہ کفر ہے یا لحاظ نہ کرنے ادب کی راہ سے ہے اور وہ خلاف تعظیم کے ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت
ابوبکر اور عمر کی شان میں نازل ہوئی ہے جبکہ انہوں نے اپنی آواز کو رسول خدا کی آواز پر بلند کیا اور اول آیت بھی اس سورت کی انہی دونوں کی شان میں
نازل ہوئی ہے وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ اور نہ آواز بلند کرو تم واسطے اس پیغمبر کے بِالْقَوْلِ ساتھ بات کے یعنی ان حضرت کو آواز بلند سے نہ پکارو كَجَهْرِ جیسے
بَعْضِكُمْ آواز بلند سے پکارنا تمہارا لِبَعْضٍ واسطے بعض کے یعنی جس کو آواز بلند سے پکارتے ہو جیسے کہ تم آپس میں پکارتے ہو کہ فلاں بلکہ اپنی آوازوں کو
نیچا اور نرم کرو اور حضرت کے نزدیک جا کر ادب سے عرض کرو کہ یا رسول خدا اور نام بھی حضرت کا نہ لو کہ کہیں اے محمد کہو بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہو چنانچہ منقول
ہے کہ ابن عباس سے اس آیت کا نازل ہونا پوچھا کہا کہ ایک جماعت بنی عنبر میں سے کہ صحابہ نے انکے فرزند قید کئے تھے وہ لوگ مدینہ میں آئے کہ فدیہ دیکے ارادہ چھڑانے
حجرے کے پیچھے کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے محمد باہر نکل حضرت کو ان اونچی آوازوں سے اذیت ہوئی خدا تعالیٰ نے واسطے تسلی خاطر اقدس کے یہ آیت بھیجی
اے محمد حجرے سے باہر نکل اور انکو منع کر اور کہہ تو کہ مجھکو نام لیکر مت پکارو کہ آپس میں ساتھ برابری کے ہوتی ہے اور ساتھ اس نہایت جہت سخت قوت کی تہدید
ہے پس اسی قول سے یہی زبان کو بند کرو اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ ایسا نہ ہو کہ باطل ہو جاویں عمل تمہارے ان تحبط مفعول لہ واقع ہوا ہے اور اسکا اول میں
کراہت کا لفظ کہ وہ مضاف ہے مقدر اور مراد اعمال کی باطل ہونے سے یہ ہے کہ ثواب حاصل نہ ہوگا اعمال کا وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور تم نہیں جانتے
کہ ہو گئے اعمال تمہارے باطل ہو گئے اور بعضی نے لکھا ہے کہ یہ آیت بنی تمیم کے آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ جس وقت وہ رسول خدا کے پاس آئے تھے تو حضرت
حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو کر پکارتے تھے کہ اے محمد باہر نکل اور جس وقت حضرت باہر تشریف لاتے تو وہ لوگ حضرت کے آگے ہو کر چلتے تھے اور
جس وقت کلام کرتے تھے تو اپنی آوازوں کو حضرت کی آواز پر بلند کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ اے محمد اس مقدمہ میں تو کیا کہتا ہے جیسے کہ آپس میں ایک
شخص دوسرے کو کہتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ بہرا تھا
جس وقت کلام کرتا تھا تو بہت بلند آواز سے بات کہتا تھا اور بلند آواز بھی تھا وہ اور رسول خدا اکثر انکی آواز سے ایذا پاتے تھے اور منقول ہے کہ یہ آیت نازل
ہوئی تو ثابت گم ہو گیا رسول خدا نے انکو تلاش کروایا لوگوں نے بیان کیا کہ وہ روتا ہے حضرت نے انکو بلوایا اور رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ یا رسول خدا یہ آیت نازل
ہوئی ہے اور آواز میری بہت بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ عمل میرا باطل ہو جاوے حضرت نے فرمایا کہ خیر کے ساتھ زندگانی کرے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور تو بہشتی لوگوں سے
ہے اور منقول ہے کہ جس وقت کوئی شخص رسول خدا کو آواز بلند سے پکارتا تو حضرت اپنی آواز کو اسکی آواز پر بلند کرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اسکی آواز میری آواز پر
بلند ہو اور اسکا عمل باطل ہو جاوے اور عبداللہ بن زبیر کہتا ہے کہ صحابہ نے بعد نازل ہونے اس آیت کے حضرت کے روبرو اسقدر آہستگی سے باتیں کرتے تھے کہ رسول خدا
جتنا [illegible] مگر دوسری بار نہ سنتے تھے اور مطلق بلند کرنا آواز کا منع نہیں ہے بلکہ وہ آواز کہ جس سے رسول خدا کو اذیت ہوتی تھی پس جنگ میں آواز
بلند کرنے وہ حضرت کا پسند اور مرغوب تھا جنگ حنین میں صحابہ کفار کے مقابلہ سے بھاگ گئے تو عباس کو حکم دیا کہ بلندی پر چڑھ کر یہ آواز بلند چیخ مار کر انکو پکار انہوں نے
موافق حکم کے چیخ مار کر صحابہ کو آواز دی کہ اے بیعت رضوان والو کہاں کو جاتے ہو اور کہتے ہیں کہ حضرت عباس کی آواز اسقدر بلند تھی کہ ایک شب کو کافروں نے مسلمانوں پر
ہجوم کیا عباس نے آواز بلند کہا کہ یا صباحاہ حاملہ عورتوں نے اس آواز کی ہیبت سے اپنے پیٹوں کے بچے گرا دیئے اور منقول ہے کہ ایک روز بھیڑیا بکریوں کو لیکر جاتا تھا
حضرت عباس نے ایک چیخ ماری کہ [illegible] کا پتہ پھٹ گیا اور بعد اسکے وہ مر گیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت ثابت نے آواز بلند کرنے سے توبہ کی اور اپنی آواز
کو اپنی پست اور نرم کیا رسول خدا کے روبرو تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ تحقیق جو لوگ کہ پست اور نیچا کرتے ہیں اَصْوَاتَهُمْ اپنی
آوازوں کو یعنی آہستہ بولتے ہیں عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ نزدیک رسول خدا کے ادب کا لحاظ کر کے اور انکی تعظیم کے واسطے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ
یہ وہ لوگ ہیں کہ آزمایا خدا تعالیٰ نے قُلُوْبَهُمْ دلوں انکے کو لِلتَّقْوٰی واسطے پرہیزگاری کے جیسے کہ سونے کو آگ پر آزماتے ہیں تاکہ کھوٹ انکا معلوم ہو جاوے لیکن

شبانہ بریگیکر فرمایا کہ وہ دیکھو اور خالد بن ولید مع ایک جماعت کے شہر میں بھیجا اور فرمایا کہ پوشیدہ انکا حال دریافت کرے خالد انکے قریب پہنچا تو ایک
جاسوس بھیجا انکا حال دیکھنے کے واسطے روانہ کیا وہ جاسوس وقت نماز عصر کے انکے پاس پہنچا دیکھا کہ اذان نماز کی کہتے ہیں جماعت سے نماز پڑھتے ہیں اور
طریق اسلام کے ادا کرتے ہیں وہ حال دیکھکر واپس پھرا اور صورت حال خالد سے بیان کی خالد انکے پاس گیا اور انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم نے ولید کے آنے کی
پاس آیا اور ہم اسکی تعظیم کیواسطے اسکی پیشوائی کو باہر نکلے وہ ہمکو دیکھکر الٹا پھر گیا معلوم نہیں کیا باعث تھا اور خالد ان سے صدقے وصول کر کے مدینہ کو
واپس ہوا اور رسول خدا صلعم سے حال بیان کیا یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ
اگر لاوے تمہارے پاس کوئی بدکار آدمی فاسق خبر تو فَتَبَیَّنُوْۤا اور امام محمد باقر علیہ السلام فَتَثَبَّتُوْا پڑھا ہے تو اس سے یعنی تحقیق کرو اور
تجسس کرو تم اسکو اور تصدیق اسکی نہ کرو اور جب تک اسکا سچ اور جھوٹ ظاہر ہو دریافت کر لو اور اسکی خبر پر عمل نہ کرو اَنْ تُصِیْبُوْا اس واسطے کہ
پہنچاؤ تم آزار قَوْمًۢا کسی قوم کو قتل کر کے یا مال انکا لوٹ کے بِجَهَالَةٍ ساتھ نادانی کے کہ انکا حال تم کو نہ معلوم ہو اور تحقیق نہ کی ہو کہ یہ
مومن ہیں یا کافر اور فرمانبردار ہیں یا سرکشی کرنیوالے اور ایک شخص کے کہنے سے انکو کافر گمان کر کے ہلاک کرو انکو اور آزار پہنچاؤ اور حقیقت میں وہ مومن اور
فرمانبردار ہوں اگر انکو کوئی اذیت پہنچاؤ اور بعد اسکے جس وقت انکا حال واضح ہو جاوے تو فَتُصْبِحُوْا اس سبب سے ہو جاؤ تم عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ اوپر اس چیز
کے کیا ہے تم نے کہ انکو آزار پہنچایا ہے نٰدِمِیْنَ۔ پشیمان ہو جاؤ اور اس فعل پر شرمندہ ہو اور اسکا تدارک نہ کر سکو اور ہمیشہ
اس فعل کا افسوس اور رنج کرتے رہو پس اول کو چاہیے کہ ہر ایک شخص کی خبر پر عمل نہ کرو جب تک کہ سچ نہ نکلا اور جھوٹ خارج سے دریافت نہ کیا ہو اور یہ ولید بن عقبہ
برادر عثمان تھا یعنی وہ شخص ہے کہ عثمان نے اپنی خلافت میں اسکو کوفہ کا حاکم کیا تھا اور شراب بہت پیتا تھا ایک روز نشہ میں گھر کے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی امام بنکر اور
نماز صبح کی چار رکعت پڑھی اور بعد سلام کے لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا اگر کہو تو اور پڑھا دوں چنانچہ تفصیل اسکی کتابوں میں لکھا ہے اور ان قصوں کے وقوع کا
واقع ہوا ہے اور پہلے اسکے مضاف کا اسکا شکل کراہیت خبر کے مقدر ہے اور بِجَهَالَةٍ محل حال میں ہے یعنی جاہلین اور بعضے اس آیت کی شان نزول میں ان لوگوں میں
ایک شخص ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم حرم رسول خدا کی اپنے چچا کے بیٹے سے تہمت لگائی اور وہ تہمت لگانیوالی حضرت کی بیبیوں میں سے تھی رسول خدا نے امیر المومنین کو
حکم دیا کہ یہ تلوار لے اور اسکے پاس جا اور سر اسکا جدا کر اور تحقیق کر اگر یہ بات واقع ہے اسکو قتل کر امیر المومنین تلوار لیکر اسکے پاس گئے وہ کہ انکو دیکھ کر ماریہ کے پاس آتے ہیں امیر المومنین
تلوار کو ساتھ باہر نکالا اور جانا کہ میرے قتل کیواسطے آئے ہیں اس وقت وہ دہشت سے بھاگا اور خرمے کے باغ میں پہنچا اور درخت پر چڑھ گیا امیر المومنین بھی گئے وہ وہاں جاکر
جب لپٹ گیا اور پاؤں اپنے اوپر اٹھالیے امیر المومنین نے اسکی طرف نظر کر کے دیکھا تو وہ نامرد ہے اور علامت مردی کی نہیں رکھتا ہے امیر المومنین واپس پھر گئے
اور رسول خدا کو اسکے حال سے مطلع کیا حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ شکر ہے خدا کا کہ وہ بدی اور بدکاری کو ہم اہل بیت سے پھیرتا ہے اور دور کرتا ہے اور اب خدا تعالیٰ خوف دلاتا ہے
جھوٹ بولنے سے اور سرکشی سے وَاعْلَمُوْۤا اور جانو تم اے مومنین اَنَّ فِیْكُمْ تحقیق درمیان تمہارے ہے رَسُوْلَ اللّٰهِ پیغمبر خدا کا ہے اور بزرگی
اور مرتبہ اسکا اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ جھوٹ اور کلام بیہودہ اسکی خدمت میں عرض نہ کرو اور اگر کوئی خبر دروغ بیان کرو گے تو خدا پیغمبر کو اس کے کذب پر مطلع
کریگا اور اس وقت تم رسوا ہو جاؤ گے لَوْ یُطِیْعُكُمْ اگر کہا مانے تمہارا پیغمبر اور تمہاری بات کو قبول کرے اور تمہاری رائے پر چلے فِیْ كَثِیْرٍ
مِّنَ الْاَمْرِ بیچ بہت سے کاموں کے لَعَنِتُّمْ البتہ رنج میں پڑ جاؤ تم اور ہلاک ہو جاؤ تم اس واسطے کہ اکثر تمہاری گفتار اور کردار از خواہش نفس اور
تعصب کی راہ سے ہے پس اگر پیغمبر تمہارے کہنے پر چلے تو تمہارے واسطے ہی خرابی ہے کہ برائی اسکے انجام کی تمہاری طرف عاید ہونیوالی ہے پس چاہیے کہ سب امور میں تم
اسکی فرمانبرداری کرو کہ دنیا اور آخرت کی دونوں کی تنگی سے رہائی پاؤ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے مومنین ولید کی خبر کو سچ جانکر رسول خدا کو بنی مصطلق کے
قتل اور لڑائی پر رغبت دلاتے تھے اور جماعت دوسری متقی اور پرہیزگار تھی وہ ایسی باتیں نہیں کہتے تھے اور اپنے تئیں اس سے بچاتے تھے اور دور رکھتے تھے اور
دروغگوئی سے وہ واسطے خدا تعالیٰ نے ان مومنین متقین کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اور لیکن خدا نے حَبَّبَ دوست رکھا ہے اِلَیْكُمُ
طرف تمہاری یعنی بیچ تمہارے پرہیزگاری کی جس سبب سے انہوں نے اپنے تئیں اس بات سے روکا ہے اسکی طرف سے دوست رکھا ہے خدا نے الْاِیْمَانَ ایمان کو کہ تصدیق ہے

خدا کی تو اطاعت ہے اور پیغمبر کی بیعت اور تمام ان امور سے کہ جو پیغمبر خدا کی جانب سے لایا ہے وزینہ اور آراستہ کیا ہے اسنے ایمان فی قلوبکم بیچ دلوں
تمہارے کو دلیلیں قائم کرکے وکرہ اور مکروہ اور دشمن کیا ہے خدا نے الیکم الکفر تمہاری طرف کفر کو والفسوق اور طاعت سے باہر نکلنے کو
والعصیان اور نافرمانی کو سرکشی کی راہ سے اور امام محمد باقر علیہ السلام اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد فسق سے دروغ ہے اور یہ آیت الٹی ہی ہے
اہل جبر کے مذہب کے باطل ہونے پر اسواسطے کہ خدا نہ دوست رکھیگا اس چیز کو جسکو دوست نہیں کہتا ہے اور نہ مکروہ جانیگا اس چیز کو جسکو مکروہ نہیں جانتا ہے اولئک
وہ گروہ یعنی وہ لوگ کہ وصف کیا ہے انکا ایمان کے ساتھ اور آراستہ کیا ہے ایمان کو انکے دلوں میں اور ساتھ رسول کے امر پر دلیری نہیں کی ہے ہم الراشدون
وہی ہیں راہ راست پانیوالے طریق پانیکے اور ایمان انکے دلونمیں آراستہ ہوا ہے اور کفر و فسوق و عصیان کو وہ مکروہ جانتے ہیں فضلا من اللہ
بسبب فضل کے خدا کی جانب سے ونعمۃ اور ازروی نعمت کے واللہ علیم اور خدا جاننے والا ہے تمہارے حال کا اور ہر ایک کی فضیلت کو دوسرے پر
اور انکی چھوٹائی اور بڑائی کو بھی جانتا ہے بیچ مواقف انکے کہ جزا دیگا حکیم حکمت والا ہے اور یہ بھی حکمت ہے کہ جو خبر بغیر تحقیق کے کیا گیا تم
دیا ہے کہ جھوٹی خبر پر یقین کرنیسے فساد واقع ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سوار ہوکر جاتے تھے اور انصار کی مجلس پر گزر ہوا ایک مجلس میں
کچھ توقف کیا اور بیٹھ گئے اس وقت دراز گوش نے پیشاب کیا عبد اللہ ابن سلول نے اپنی ناک پکڑی اور کہا کہ دور کرو اس دراز گوش کو کہ اسکے پیشاب کی بو سے
مجھکو اذیت پہنچی عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ تو ناک کیوں پکڑتا ہے اس حیوان کی بو تیری بو سے بہتر ہے اور ایک دوسرے نے کہا کہ اس دراز گوش کے
پیشاب کی بو تیرے مشک سے بہتر ہے اور سو بہتر ہے عبد اللہ ابن سلول خفا ہوا اور کلام درشت کہا اور ابن رواحہ کو بھی
بھی انکے مقابلہ میں ایسا ہی کلام کیا اور لڑائی نے طول کھینچا اور قوم دو فرقے ہو گئی اور درمیان انکے جوتیوں اور
اور گھونسوں کی نوبت پہنچی سید عالم صلعم کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو پھر وہاں تشریف فرما ہوئے اور ان دونوں گروہوں کو نصیحت کی اور صلح کروا دی تب یہ آیت
نازل ہوئی وان طائفتان اور اگر دو گروہ من المؤمنین مومنوں سے اقتتلوا آپس میں لڑیں فاصلحوا بینہما
پس صلح کرو تم درمیان ان دونو کے اور اقتتلوا صیغہ جمع کا محمول ہے طائفہ پر باعتبار معنی کے کہ ہر طائفہ میں کئی آدمی ہیں اور بعضے اس آیت کی شان نزول
میں بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی دو عورتیں تھیں ایک دوسری سے جھگڑا ہوا اور وہ انکے درمیان بہانہ کرتا تھا اور وہاں انکی قوم کی کمک ہوئی
ہوکر کہتا کہ میں اپنا حق چاہتا ہوں اور اسکے سوا انکا شخص کہا کہ حضرت صلعم کے پاس چل کر مقدمہ پیش کرو جو حکم ہو
پھر کسی نے کہا کہ میں نہیں جاتا ہوں اسی پر انکی لڑائی ہوئی اور نوبت دشنام کی طرف پہنچی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک عورت انصاری کی
اپنے شوہر سے جھگڑا کیا انکے شوہر نے گھر میں قید کیا اسکی قوم نے خبر سنکر آئی اور اسکو چھڑا لے گئی اور شوہر کی قوم کے آدمی جنگ کو تیار ہوئے اور دونو
طرف تلواریں کھینچ گئیں تب یہ آیت نازل کی اور حکم دیا کہ دونو فرقوں میں صلح کرا دو فان بغت پس اگر زیادتی اور تعدی کرے احدیہما
ایک ان دونو گروہ میں سے علی الاخری اوپر دوسرے گروہ کے اور صلح پر راضی نہ ہو اور حکم خدا سے پھر جاوے فقاتلوا التی پس جنگ کرو تم
اس گروہ سے کہ تبغی زیادتی اور تعدی کرے دوسرے گروہ پر حتی تفیء یہانتک کہ پھرے وہ گروہ باغی ہو اور تعدی کرنیوالا الی امر
اللہ طرف حکم خدا کے اور فرمانبرداری کرے فان فاءت پس اگر پھرے وہ گروہ اپنی زیادتی سے اور فرمانبرداری اختیار کرے لڑائی کو
ترک کرے تو فاصلحوا بینہما پس صلح کرو تم درمیان ان دونو گروہ کے بالعدل ساتھ انصاف کے ان دونو
میں سے کسی کی جانب داری نہو بلکہ دونو کی رعایت برابر ہو اور اول جو دونو گروہ آپس میں جنگ کرتے تھے اسواسطے دونو میں
فقط صلح کرانیکا حکم دیا اور بعد اسکے ایک گروہ جو کہ باغی تھی اسکی سزا دینیکا حکم دیا کہ اس حالت میں لڑنا انکے ساتھ عدل ہے اور پھر
کیونکہ اور بعد اسکے جو صلح واقع ہو تو اسکو عدل کے ساتھ مقید کیا اور رعایت عدل کی تاکید کی اور رجوع کی ہو اپنی زیادتی اور رعایت عدل کی ہو
میں بہت سی حکمتیں ہیں کہ سبب اسکے انتظام ہو دنیا اور دین کا ... اور انکی بہتری کرنیوالوں کو حکم عدل کا دیا اور فرمایا واقسطوا

اور عدل کرو تم سب بیچ انکے إِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ دوست رکھتا ہے عدل کرنیوالونکو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تاویل اس آیت کی جنگ جمل میں واقع ہوئی ہے اور وہی آدمی اس آیت کے لوگ ہیں اور وہ آدمی وہ ہیں کہ باغی ہوئے امیر المومنین پر اور جو کچھ کیا تھا لڑنا انسے اور قتل کیا انکو یہانتک کہ رجوع کی انہوں نے طرف حکم خدا کے اور اگر رجوع کرتے تو واجب تھا علی پر موافق حکم اس آیت کے تلوار انسے نہ اٹھانا یہانتک کہ رجوع کریں وہ اسواسطے کہ بیعت کی تھی انہوں نے حضرت سے اور پھر گئے وہ اور وہی گروہ باغی ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے پس واجب تھا امیر المومنین پر یہ کہ عدل کریں انکے جسوقت کہ فتح پاویں اوپر انکے جیسے کہ عدل کیا سو حضرت نے ایسے کیا اور انکو جہاں امن دیا اور احسان کیا اور ایسے ہی امیر المومنین نے کیا اہل بصرہ کے ساتھ جسوقت کہ فتح پائی حضرت نے اوپر انکے اور جناب امیر المومنین نے فرمایا تھا روز جنگ بصرہ کے کہ اس آیت کے لوگوں سے لڑائی نہیں ہوئی مگر آج کے روز اور فرماتا ہے کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ سوا اسکے نہیں کہ مومنین بھائی ہیں آپس میں کہ اصل ایمان میں وہ شریک ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومن بھائی مومن کا ہے باپ اور ماں کی جانب سے اسواسطے کہ پیدا کیا ہے خدا نے مومنین کو بہشت کی مٹی سے اسواسطے کہ وہ بھائی ہیں کہ اصل انکی ایک ہے اور وہ بہشت کی مٹی ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مومن نظر کرتا ہے طرف نور خدا کے اسواسطے کہ پیدا کیا ہے خدا نے مومنین کو نور سے اور رنگا ہے انکو اپنی رحمت میں اور عہد لیا ہے انسے ہماری دوستی کا کہ جسوقت کہ پہنچا ہے اپنے نفس کو پس مومن بھائی مومن کا ہے باپ اور ماں کی جانب سے کہ باپ اسکا نور ہے اور ماں اسکی رحمت ہے اور اس کیطرف نظر کرتا ہے جس سے کہ پیدا ہوا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ مومن بھائی مومن کا ہے چاہیے کہ نہ ظلم کرے اسپر اور نہ عیب کرے اسکو اور نہ خیانت کرے اسکی اور نہ ظلم کرے اسپر اور نہ جھوٹ کہے اور وعدہ کرے تو خلاف اسکا نکرے بلکہ وفا کرے اور جسوقت کہ مومن بھائی مومن کا ہے تو پس چاہیے کہ انمیں جھگڑا واقع نہو اور اگر اتفاقاً کبھی واقع بھی ہو تو فَأَصْلِحُوا پس صلح کرو تم بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ درمیان دو بھائی اپنے کے یعنی ہر دو بھائیوں کے درمیان اگر وہ لڑیں کبھی یا جھگڑا کریں اور معنی انہیں کے جمع کے آتے ہیں اسواسطے کہ تاویل آئی ہے کل آدمیوں پس صلح کرو تم درمیان مومنین کے کہ اگر جھگڑا انمیں واقع ہو کہ ظالم کو ظلم سے منع کرو اور مظلوم کی مدد کرو اور دو شخصوں میں صلح کرنے واسطے فرمایا کہ جسوقت کہ انمیں صلح لازم ہوئی تو زیادہ بطریق اولی لازم ہوگی اسواسطے کہ مخالفت کثرت کی آپس میں زیادہ ہے اور فساد برپا کرنیوالے بہت ہیں کثرت کی مخالفت کی نسبت اسواسطے دو بھائیوں کی صلح کو فرمایا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ صدقہ کہ جسکو خدا دوست رکھتا ہے وہ صلح کرانی ہے درمیان آدمیوں کی جسوقت فساد کریں وہ اور نزدیک کرنا ہے جسوقت کہ بعید ہو جاویں وہ اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ افضل یہ ہے کہ جسوقت دیکھے تو درمیان دو شخصوں کے ہمارے شیعوں میں سے جھگڑا ہو تو تو ہمارے مال سے خرچ کر صلح کر انکے درمیان اور فرمایا کہ صلح کرنیوالا جھوٹا نہیں ہے اگر صلح کرانے میں ضرورت جھوٹ بولنے کی ہو اور وہ جھوٹ بولے تو اور یعقوب نے کہا ہے کہ خوب ہے کہ تم پڑھا ہے جمع کا صیغہ اور اخوانکم پڑھا ہے اور یہ بھی جمع کا صیغہ ہے اور ابو بکر نے اخوتکم تثنیہ کا صیغہ پڑھا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم اللہ سے یعنی اسکے عذاب سے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ تاکہ تم رحم کئے جاؤ اور رحمت خدا شامل حال تمہارے ہو یعنی تقوی کی سبب سے امید وار رحمت کے ہو اور کتب الاخبار نے کہا ہے کہ جو صلح کرانیوالا ہو درمیان آدمیوں کے مثل اعرابی مجاہد کے ہے کہ کفارہ سے کرے اور رسولخدا نے وصیت کی ہے امیر المومنین کو اسمیں سے یہ کہ اے علی ایک میل راہ جا اور بیمار کی عیادت کر اور دو میل راہ جا اور جنازہ کے ہمراہ چل اور تین میل راہ جا اور دعوت کو قبول کر اور چار میل راہ جا اور زیارت اس شخص کی کر کہ جسکو دوست اور بھائی کہا ہے راہ خدا میں ایمان کی جہت سے اور پانچ میل راہ جا اور اندوہ رسیدہ کی خبر لے اور چھ میل راہ جا اور مدد مظلوم کی کر اور لازم ہے تجھکو کہ ہمیشہ استغفار کرتا رہ اور کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس جسوقت مجلس اقدس رسولخدا میں جاتا تو لوگ انکو جگہ دیتے اسواسطے کہ بہرا تھا وہ جہت سے رسولخدا کے نزدیک بیٹھتا تاکہ کلام حضرت کا بخوبی سنتا ہے ایکروز مسجد میں آیا جسوقت کہ لوگوں نے ایک رکعت نماز صبح کی پڑھلی تھی اور نماز میں مشغول ہوا اور جسوقت آپ نماز سے فراغت کی تو لوگ پہلے اس سے فارغ ہو کر بیٹھے اور جگہ نہ دی نماز سے فارغ ہوا ہر ایک اپنی اپنی جگہہ پر بیٹھ رہا اور ثابت اپنی نماز سے فارغ ہوکر اٹھا اور وہانسے چلا تو لوگوں کی گردنوں پر پاؤں رکھتا ہوا جاتا تھا یہانتک کہ اس جگہہ پہنچا کہ درمیان اسکے اور رسولخدا کے ایک آدمی سے زیادہ نہ تھا اس شخص کو کہا کہ تو بیٹھا کھڑا ہو جا اور دوسری جگہہ جا تو وہ اسنے کہا کہ تو اپنی جگہہ پہنچا یہیں بیٹھ جا غصہ ہو کر وہیں بیٹھ گیا اور جسوقت صبح خوب روشن ہو گئی تو ثابت نے اس مرد کیطرف غور سے دیکھا کہا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ میں فلاں شخص ہوں ثابت نے کہا کہ فلانی عورت کا بیٹا اور یہ اسنے اسواسطے کہا کہ اسکی ماں ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے زنا اور بدکاری کے ساتھ مشہور تھی اس مرد نے یہ کلام سنکر خجالت اور شرمندگی سے سر اپنا

اور بدگمان کرے تو بدگمانی نہ کر کیونکہ تیرے بھائی کے منہ سے کوئی کلمہ نکلا ہے جسکو نیکی پر حمل کر سکتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ طلب کرو تم خطائیں مومنوں
کی اسلئے کہ جو کوئی تلاش کرے اپنے بھائی کی گناہوں کو اور جو کوئی تجسس کرے اسکے گناہوں کی تجسس کریگا خدا اسکی گناہوں کا اور جسکے گناہوں کو خدا تجسس کرے
اسکو رسوا کرے اگرچہ درمیان اسکے گھر کے ہو اور تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ لوگوں نے عمر خطاب سے کہا کہ ابو محجن ثقفی اپنے گھر میں بیٹھ کر شراب پیتا ہے عمر اٹھا اور اسکے گھر
گیا دیکھا کہ ایک شخص کے ہمراہ بیٹھا ہے اور شراب اسکے پاس نہیں ہے ابو محجن نے کہا کہ اے عمر یہ فعل حرام تھا کہ تو نے کیا ہے اسلئے کہ خدا تعالی نے تجسس سے منع کیا اور تو نے
اسکو اختیار کیا ہے عمر نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے زید بن ثابت اور عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ سچ کہتا ہے پس عمر نادم ہو کر اس مجلس سے چلا گیا اور عبدالرحمن بن
عوف سے روایت کی ہے کہ ایک رات عمر کے ہمراہ ہم پھرتے تھے دیکھا ایک شخص کا دروازہ بند ہے تو سنا اسکے گھر میں سے آواز گانیکی آتی ہے اور چراغ روشن ہے
دروازہ کو عمر نے کھلوایا تو نہ کھولا دروازہ توڑ ڈالا اور ہم اندر گئے دیکھا کہ ایک مرد اور عورت بیٹھے ہیں اور عورت گانے میں مشغول ہے اور مرد کے ہاتھ میں پیالہ شراب ہے
عمر نے مرد سے پوچھا کہ یہ عورت تیری کون ہے کہا کہ یہ زوجہ میری ہے اور پوچھا کہ قدح میں کیا ہے کہا کہ آب شہد ہے عورت سے پوچھا کہ تو کیا گاتی ہے کہا کہ میں نے یہ شعر
پڑھے کہ میں گمان کرتی تھی ہیں مرد نے کہا کہ اے عمر خدا نے فرمایا ہے کہ ولا تجسسوا اور تو نے برخلاف اسکے کیا اور تجسس میں مشغول ہوا تو عمر کچھ بہانے پھر جا کے اسکی کلام کو
رد کہکر وہاں سے رجوع کی اور دوسری روایت عبدالرحمن سے منقول ہے کہا ہے کہ میں ہمراہ عمر کے شب کو ایک گھر کے نزدیک پہنچا کہ اسمیں چراغ روشن تھا
اور اس گھر میں سے آواز آتی تھی عمر نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہے میں نے کہا کہ ربیعہ بن امیہ کا ہے ہم دونو اسکی دیوار پر اسکے گھر کے سر چڑھ کر اسکے گھر میں اتر کے دیکھا کہ
آپ اپنے یاروں کے ہمراہ شراب پینے میں مشغول ہے عمر نے اسکو اس فعل سے منع کیا اور ڈرایا اس شخص نے کہا کہ اے عمر میں نے ایک فعل بد کیا ہے اور تو نے چار فعل بد کئے ہیں
اول تو یہ کہ تو نے تجسس کیا اور خدا تجسس سے منع کرتا ہے اور دوسرے یہ کہ گھر کے دروازہ سے ہو کر تو نہیں آیا بلکہ دیوار پر سے ہو کر آیا ہے اور خدا اسکو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظهورها اور فرماتا ہے کہ واتوا البیوت من ابوابها اور تیسرے یہ کہ بدون اذن صاحبخانہ کے اسکے گھر میں تو داخل ہوا اور خدا اس سے منع کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے ولا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا اور چوتھے یہ کہ تو نے سلام نہیں کیا اور مخالفت کی تو نے قول خدا کی چنانچہ فرماتا ہے کہ فسلموا علی اہلہا عمر یہ
سنکر خجل ہوا اور باہر چلا گیا **ولا یغتب بعضکم** اور چاہیے کہ نہ غیبت کرے بعض تمہارا **بعضا** بعض کی یعنی آپس میں مومنین یا شخص جو صلح کرے آپ
کی غیبت کرے اور غیبت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے بھائی مردہ کا گوشت کھانا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ **ایحب احدکم** کیا دوست رکھتا ہے کوئی تم میں سے
ان یاکل یہ کہ کھاوے **لحم اخیه** گوشت بھائی اپنے کا **میتا** جس وقت کہ مردہ ہو وہ بھائی اور پایا کہ وہ گوشت مردہ ہو **فکرهتموه**
پس مکروہ جانتے ہو تم اسکو یعنی اگر گوشت بھائی مردہ کا تمہارے پیش کریں پس مکروہ جانو گے تم اسکو اور ہرگز نہ کھاؤ گے پس چاہیے کہ تم گوشت برادر مردہ کا کراہت کے
[illegible] اسی طرح کی غیبت کا بھی اور اس آیت کی شان نزول میں لکھا ہے کہ ابوبکر اور عمر نے سلمان فارسی کو رسول خدا کے پاس بھیجا کہ حضرت سے کچھ کھانا لاوے حضرت سلمان نے جا
اسامہ بن زید کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت کا خانسامان تھا اسامہ نے کہا کہ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے سلمان الٹے پھر کر چلے آئے اور ابوبکر اور عمر سے بیان کیا کہ اسامہ نے
کچھ نہ دیکر انکار کیا ان دونوں نے کہا کہ اسامہ بڑا بخیل ہے اور سلمان ایسا ہے کہ اگر اسکو ہم چاہ پر آب بھیجیں تو پانی اسکا خشک ہو جاوے اور بعد اسکے دونوں رسول خدا صلعم کے
پاس گئے حضرت نے فرمایا کہ کیا ہے تمکو کہ سبزی گوشت کی تمہارے دانتوں میں دیکھتا ہوں ان دونوں نے کہا کہ یارسول خدا ہمنے تو آج گوشت نہیں کھایا ہے فرمایا کہ سلمان اور
اسامہ کا گوشت تمنے کھایا اور یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ذکر کرے کسی شخص کا اسکے پیچھے اس چیز کا کہ اسمیں ہے اور لوگ بھی اسکو جانتے ہیں
تو وہ غیبت نہیں اور اگر لوگ بھی اسکو نہیں جانتے تھے تو وہ غیبت ہے اور اگر اس امر کا ذکر کرے کہ وہ امر اسمیں نہیں ہے تو وہ بہتان ہے اور رسول خدا نے فرمایا کہ بچو تم غیبت سے تحقیق غیبت بہت
سخت ہے زنا سے اور پھر فرمایا کہ اگر آدمی توبہ کرے بعد زنا کے تو خدا قبول کرتا ہے توبہ اسکی اور غیبت کرنیوالا نہیں بخشا جاتا ہے جب تک کہ وہ شخص نہ بخشے کہ جسکی غیبت کی جاوے
اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی معاملہ کرے آدمیوں سے اور انپر ظلم نکرے اور باتیں کرے تو جھوٹ نہ بولے اور وعدہ کرے تو خلاف نہ کرے
پس وہ ایسا مومن شخص ہے کہ کامل ہوئی مروت اسکی یعنی بخشا گیا اور ظاہر ہوئی عدالت اسکی اور حرام ہوئی غیبت اسکی اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ جو شخص کے حق میں کہ حکم خدا سے باہر ہو اور فرمانبرداری اسکی نہیں کرتا ہے مگر وہ کہ جسکا [illegible] تاکہ آدمی اس سے پرہیز کریں لیکن مومن کی غیبت نہ کی

پریشان ہیں کبھی قرآن کو جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر اور کبھی قصہ اور پیغمبر کو کبھی مجنون کہتے ہیں اور کبھی جادوگر اور کبھی جھوٹ بنانیوالا اور ایک
امر پر قرار نہیں پکڑتے ہیں اور ایک چیز پر ٹھہرا نہیں کرتے ہیں بلکہ شاخ در شاخ پھرتے ہیں اور اب حق تعالیٰ اپنی قدرت کو دوبارہ زندہ کرنیکی دلیل
بیان کرتا ہے أَفَلَمْ يَنظُرُوا کیا پس نہیں دیکھا ان انکار کرنیوالوں قیامت کے نے إِلَى السَّمَاءِ طرف آسمان کے فَوْقَهُمْ اوپر انکے کہ دیکھیں اپنی قدرت
كَيْفَ بَنَيْنَاهَا کیونکر بنایا ہے ہمنے اسکو وَزَيَّنَّاهَا اور آراستہ کیا ہے ہمنے اسکو ستاروں سے وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ اور نہیں
ہیں واسطے اس آسمان کے شگاف اور سوراخ پس پیدا کرنا ایسی بڑی چیز کا اس انتظام سے بدون رخنہ اور خلل اور عیب کے دلیل واضح ہے اسکی کمال قدرت
اور علم اور حکمت پر پس بلا شبہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی وہ قادر ہوگا اور جھٹلانا کفار کا اور انکار کرنا انکا محض انکار اور عداوت ہے اور واسطے الزام کرنے
انکے دوسری دلیل بیان کرتا ہے وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا اور زمین کو پھیلایا ہمنے اسکو اوپر پانی کے وَأَلْقَيْنَا فِيهَا اور ڈالے ہمنے بیچ اسکے
رَوَاسِيَ پہاڑ بلند اور مضبوط تاکہ انکی سنگینی سے زمین حرکت کرنے سے قرار پکڑے اور مثل کشتی کے الٹ نہ جاوے وَأَنبَتْنَا فِيهَا اور اگایا ہمنے
بیچ اس زمین کے مِن كُلِّ زَوْجٍ ہر قسم کی روئیدگی کو بَهِيجٍ بارونق خوب اور تازہ کہ دیکھنے والوں کو خوشی معلوم ہو اور انکو ہمنے پیدا کیا ہے تَبْصِرَةً
واسطے بینائی کے کہ انسان چشم عبرت سے نظر کریں اور نصیحت پکڑیں اور انکی کمال قدرت کا عقیدہ کریں وَذِكْرَىٰ اور واسطے نصیحت پانے اور یاد کرنیکے
لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ واسطے ہر بندہ رجوع کرنیوالے کے جو خدا تعالیٰ کی کاریگریوں میں تامل کرکے اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور تبصرۃ اور تذکرہ
مفعول لہ واقع ہوئے ہیں اور ایک اور دلیل بیان کرتا ہے اپنی قدرت کی وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ اور نازل کیا ہمنے آسمان سے مَاءً مُّبَارَكًا پانی
یعنی مینہ برکت والا اور بہت فائدہ دینے والا فَأَنبَتْنَا بِهِ پس اگایا ہمنے ساتھ اس پانی کے جَنَّاتٍ باغوں کو جنمیں کثرت سے قسم قسم کے درخت میوہ
ہیں وَحَبَّ الْحَصِيدِ اور دانہ روئیدگی کٹی ہوئی کو یعنی دانہ کو اس روئیدگی کے جو اگایا کہ جب وقت اسکے پہنچنے پر کاٹی جاتی ہے مثل گیہوں اور جو اور
چنوں کے وَالنَّخْلَ اور اگایا ہمنے کھجور کے درختوں کو جو ہیں بَاسِقَاتٍ بلند اور کشیدہ قامت ہیں وہ کھجوریں حال واقع ہوا اور ایسی ہیں کھجوریں کہ
لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ واسطے انکے کھیل ہیں تہ بہ تہ اوپر نیچے ہوئے اور کثرت سے فراہم کئے گئے کہ جنکو پھل بھی کثرت سے ہوں اور یہ سب کثرت سے ہمنے پیدا
کئے ہیں رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ واسطے روزی بندوں کے یہ مفعول لہ واقع ہوا ہے یا مفعول مطلق ہے وَأَحْيَيْنَا بِهِ اور زندہ کیا ہمنے ساتھ اس پانی کے
بَلْدَةً مَّيْتًا شہر مردہ کو یعنی زمین خشک کو کہ پہلے اس سے بدون گھاس کے تھی اور اب ہری اور سبز ہوگئی روئیدگی کی کثرت سے پس جیسے کہ زمین کو زندہ
کیا ہے ہمنے پانی سے كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ویسا ہی ہے نکلنا ہی قبروں سے زندہ ہو کر اور حاضر ہونا میدان قیامت میں اسواسطے کہ اگر کوئی ادنی تامل کرے تو جانتا
ہے کہ دانہ بالکل مردہ ہے اور خاک کے اندر پڑا ہوتا وہ جانیگا کہ جو شخص اسکو نکالنے پر قادر ہے تو مردوں کو قبروں سے نکالنا اسپر کیا دشوار ہے اور جب حضرت
رسول خدا صلعم جھٹلانے سے کفار کے رنجیدہ ہوتے تھے خدا تعالیٰ حضرت کی تسلی کیواسطے فرماتا ہے كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا ہے پہلے ان مکہ والوں کے اپنے
پیغمبر کو قَوْمُ نُوحٍ قوم نوح کی نے وَأَصْحَابُ الرَّسِّ اور صاحبوں چاہ کی نے کہ اپنے پیغمبر کو انہوں نے کوئیں میں بند کر دیا تھا اور قصہ اصحاب
الرس کا سورہ فرقان میں گزر گیا ہے وَثَمُودُ اور جھٹلایا ثمود کی قوم نے حضرت صالح کو وَعَادٌ اور قوم عاد نے حضرت ہود کو وَفِرْعَوْنُ اور
فرعون نے اور اسکی قوم نے حضرت موسیٰ اور ہارون کو وَإِخْوَانُ لُوطٍ اور بھائیوں لوط کے نے اور بھائی لوط کے اسواسطے کہے کہ وہ لوط کے نہایہ سے تھے وَ
أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ اور صاحبوں بن نے حضرت شعیب کو جھٹلایا وَقَوْمُ تُبَّعٍ اور قوم تبع اور قصہ قوم تبع کا سورہ دخان میں گزر گیا ہے اور باقی بہتوں کا
اپنے اپنے محل پر گزر گیا اور جھٹلانا ایک پیغمبر کا ایسا ہے کہ جیسے سب پیغمبروں کو جھٹلایا اسواسطے فرماتا ہے کہ كُلٌّ ہر ایک نے انمیں سے كَذَّبَ الرُّسُلَ
جھٹلایا پیغمبروں کو اور جس وقت جھٹلایا انکو فَحَقَّ وَعِيدِ پس واجب اور لازم ہوا وعدہ عذاب میرا یعنی جو کہ وعدہ کیا تھا اپنے عذاب کے نازل
کرنے کا وہ عذاب انپر نازل ہوا اور حال مکہ والوں کا بھی ایسا ہی ہوگا اور پہلے اس سے جو گزرا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ اسکے جواب میں فرماتا ہے أَفَعَيِينَا
کیا پس ماندہ اور عاجز ہوئے تھے ہم بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ساتھ پیدائش پہلی کے کہ اب دوسری پیدائش سے ہم عاجز ہوئیں اور انکو بعد مرنے کے پھر

تو ہی یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ یاد کر تو اے محمد صلعم اس دن کو کہ ہمین کہینگے دوزخ کے اور نافع اور ابو بکر یقول پڑھتے ہیں یائے غائب کے صیغہ یعنی کہیگا خدا
دوزخ سے کہ هَلِ امْتَلَأْتِ کیا بھر گیا تو کافروں اور گنہگاروں سے وَتَقُوْلُ اور کہیگا وہ دوزخ کہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کیا کوئی باقی
ہین اہل عذاب یعنی وہ دوزخ کہیگی کہ اور زیادہ ہو تو ڈالو حق تعالیٰ اور کافروں کو اسمین پھینکتا جاویگا یہانتک کہ بھر جاویگا اور کہتے ہیں کہ دوزخ بھر جاویگا موافق وعدہ کے اس
وعدہ پر کہ جو دلالت کیا تھا تو بہشت فریاد کریگی کہ خدایا تو نے دوزخ کو بھر دیا اور مجھکو نہیں بھرا ہے تو وقت خدا تعالیٰ ایک خلقت کو پیدا کرکے
بہشت کو اس سے پُر کریگا حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا اچھے ہونگے وہ آدمی کہ جنہوں نے دنیا کا غم نہیں کھایا اور بعد ذکر وعدہ عذاب کافروں
اور گنہگاروں کے مومنین پرہیزگاروں کے وعدہ بہشت کا ذکر کرتا ہے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ اور نزدیک کیجاویگی بہشت لِلْمُتَّقِيْنَ واسطے
پرہیزگاروں کے غَيْرَ بَعِيْدٍ کہ نہ دور ہونیوالا ہو اور بعید کی ضمیر جنت کی طرف پھرتی ہو کیونکہ فعیل کا وزن مذکر اور مونث کے واسطے آتا ہے
یا واسطے اس کے کہ غیر بعید حال موکدہ واقع ہوا ہے اور موصوف کا محذوف ہے یعنی شیئًا غیر بعید اور یا یہ کہ جنت بتاویل بستان ہے اور کہتے ہیں کہ ازلفت کے معنی یہ ہیں
یعنی آراستہ کیا جاتا ہے بہشت واسطے پرہیزگاروں کے اور بعضے تفسیر غیر بعید کی اس طرح کرتے ہیں کہ وہ وعدہ مومنین کو بہشت میں داخل ہونیکا دور نہیں ہے
ان سے بلکہ عنقریب داخل ہونگے وہ اور دکھلانا پرہیزگاروں کو بہشت کے منزلوں اور درجوں کا داخل ہونے سے پہلے واسطے اسکے ہے کہ داخل ہونے سے پہلے وہ خوشحال ہوں اور پھر جبکہ
اپنے درجونکو بہشت میں پہونچکے ملاحظہ کیا ہو تو ملائکہ انسے کہیں کہ هٰذَا یہ ثواب عظیم کہ یہ نعمتیں بہشت کی ہیں مَا تُوْعَدُوْنَ وہ چیز ہے کہ وعدہ
کئے جاتے تھے تم دنیا میں پیغمبر کی زبانی سے اور یا یہ کہ ہذا کا اشارہ ازلفت کے مصدر کی طرف ہے یعنی یہ نزدیک کرنا بہشت کا وہ چیز ہے کہ وعدہ کئے جاتے تھے تم
دنیا میں اور یہ نزدیک کرنا بہشت کا لِكُلِّ اَوَّابٍ واسطے ہر پھرنیوالے کے شرک سے توحید کی طرف اور گناہ سے طاعت کی طرف ہی اور بدل اول سے
بدل واقع ہوا ہے للمتقین سے باعادہ حرف جار اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اواب سے وہ شخص ہے کہ بہت یاد کرنیوالا خدا کا ہو تنہائی میں اور پشیمان ہونیوالا
اور توبہ کرنیوالا ہو گناہوں سے حَفِيْظٍ نگاہ رکھنیوالا شرع کی حدود کا اور رعایت کرنیوالا خدا کے احکام کا مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ
وہ شخص کہ ڈرتا ہی خدا سے ساتھ غیب کے کہ اسکو دیکھا نہیں ہے اور پھر ڈرتا ہی اسکا یقین کرکے اور مَن بدل واقع ہوا ہے اواب سے بدل کل اور رحمٰن کے معنی رحمت کرنیوالے کے ہیں
اور واسطے رحمٰن کا لفظ آیا ہی کہ باوجود ڈرنیکے اسکی رحمت کی امید رکھتے تھے وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ اور آتا ہی ساتھ دل رجوع کرنیوالے کی طرف طاعت کے اور
نفرت کرنیوالے گناہوں سے اور ملائکہ کہینگے ان لوگوں کو ادْخُلُوْهَا داخل ہو تم اس بہشت میں اور ادخلوا کا صیغہ جمع کا من کے معنی کے لحاظ سے ہے کہ وہ مفرد
اور جمع کے واسطے آتا ہی اور واسطے کہا کہ داخل ہو تم بہشت میں بِسَلٰمٍ ساتھ سلامتی کے ہر بلا اور زوال سے یا یہ کہ ملائکہ تم پر سلام کریں ذٰلِكَ
یہ داخل ہونیکا وقت سلامتی سے بہشت میں يَوْمُ الْخُلُوْدِ دن ہمیشہ رہنیکا ہے کہ پھر انکے موت کبھی نہ ہوگی اور فرمایا ہے کہ جس وقت بہشتی بہشت میں
داخل ہونگے تو لَهُمْ واسطے انکے ہی مَّا يَشَاۤءُوْنَ جو کچھ چاہینگے وہ نعمتیں اور لذتیں فِيْهَا بیچ اس بہشت کے وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ اور نزدیک
ہمارے زیادتی ہے اس سے کہ ارادہ کریں وہ اور وہ چیز ہی ہمارے پاس کہ ہرگز انکے دل میں گذری ہو اور انکی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو اور انکے کانوں نے سنی
ہو اور کہتے ہیں کہ مراد مزید سے بخشنا اس زیادتی کا ہی کہ جو انکے استحقاق سے زیادہ ہو اور منقول ہے کہ بادل بحکم خدا بہشتیوں کے سروں پر گذر کر حوریں
انپر برسائیگا تو وقت وہ حوریں کہینگی کہ ہم ہیں وہ زیادہ کہ جسکو خدا نے فرمایا ہے ولدینا مزید اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نظر کرنی ہے طرف جسم پر مرد کے
اور اب خدا تعالیٰ پھر کافروں کا ذکر کرتا ہے وَكَمْ اَهْلَكْنَا اور بہت ہلاک کئے ہیں ہمنے قَبْلَهُمْ پہلے ان کے والوں کو مِّنْ قَرْنٍ قرن
یعنی پہلی زمانے کے لوگوں سے کہ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ وہ بہت سخت اور قوی تر تھے بَطْشًا پکڑنے میں یعنی قوت اور سختی میں بہت مال و اسباب
مثل عاد اور ثمود وغیرہ کے فَنَقَّبُوْا سیر کی تھی انہوں نے فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے یعنی پھرے وہ شہروں میں تجارت کرنے واسطے اور مال طلب
کرنیکے ہو یا واسطے ڈرنیکے موت سے اور عذاب کے نازل ہونے سے هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ کیا جگہ بھاگنیکی تھی انکو موت سے یا عذاب کے نازل ہونے سے
اور نصیحت تو اسمین انکو دھیان ہی جو کہ عاقل اور ہوشیار ہیں نہ غافلوں اور جاہلوں کو اسواسطے فرماتا ہے کہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اسکے یعنی ان باتوں میں جو

ایک شام کی اور سجھیں داخل ہے پیش نماز صبح پڑھنا ہو **قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ** پہلے نکلنے آفتاب کے کہ وقت نماز صبح کا ہے **وَقَبْلَ الْغُرُوبِ** اور پہلے
غروب کے کہ وہ وقت نماز ظہر و عصر کا ہے **وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ** اور رات میں پس تسبیح کر تو اسکو کہ وقت نماز مغرب و عشا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
تہجد کی نماز مراد ہے **وَأَدْبَارَ السُّجُودِ** اور پیچھے سجدوں کے یعنی تسبیح کر تو پیچھے سجدوں کے یعنی پیچھے نمازوں کے اور اہل حجاز اور حمزہ اور خلف ادبار کو

بکسر ہمزہ پڑھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صبح کو اور ہر شام کو دس مرتبہ پڑھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت و ہو
علی کل شیء قدیر اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے دو رکعت ہیں بعد نماز مغرب کے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چار رکعت ہیں بعد نماز مغرب کے
اور ایک روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے ہے کہ مراد اس سے وتر کی رکعت ہے آخر شب کی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نماز وتیرہ ہے کہ وہ دو رکعت ہیں بیٹھ کر بعد نماز عشا کے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس سے تسبیحات ہیں بعد نمازوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نوافل ہیں بعد فرائض کے اور بعضے کہتے ہیں تسبیح ہے دل
خوف دلاتا ہے قیامت کا حال بیان کر کے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَاسْتَمِعْ** اور سن تو یہ خطاب ہے پیغمبر کو اور مراد اس سے آدمی ہیں یعنی سن تو اے
مرد کہ خبر دیتا ہوں میں تجھکو قیامت کے حال سے اور وہ یہ ہے کہ **يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ** جس دن آواز دیگا آواز دینے والا اور یوم کا مضاف محذوف ہے
اور وہ لفظ حدیث کا ہے اور وہ مفعول ہے استمع کا اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ واستمع حدیث یوم ینادی المنادی یعنی اور سن تو قصہ اس دن کا کہ آواز دیگا آواز
دینے والا یعنی اسرافیل کہ دوسرا صور پھونکیگا **مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ** اس جگہ سے کہ نزدیک ہے آسمان کے اور مراد اس سے صخرہ بیت المقدس ہے کہ تمام
زمین سے بارہ میل اور ایک روایت میں ہے کہ اٹھارہ میل آسمان سے زیادہ نزدیک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد مکان قریب سے یہ ہے کہ سب مکانوں کی نسبت
وہ قریب ہوگا کہ وہاں سے ہر جگہ آواز برابر پہنچیگی اور بعضے کہتے ہیں کہ اسرافیل اس صخرہ پر جا کر انگلیاں اپنی کانوں میں رکھیگا اور بآواز بلند پکاریگا کہ
اے ہڈیو پرانی گلی ہوئی اور اے جوڑو ٹوٹے ہوئے کہ جدا ہوئے ہو اور اے گوشتو ریزہ ریزہ ہوئے اور اے بالو بکھرے ہوئے خدا تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ جمع ہو واسطے
فیصلہ اور جزا کے اور یہ آواز دیگا آواز دینے والا **يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ** جس دن سنینگے لوگ آواز سخت کو کہ وہ دوسرا نفخہ ہے **بِالْحَقِّ**
ساتھ حق کے یعنی واسطے امر حق کے کہ وہ جزا ہے اعمال کی اور بعضے کہتے ہیں کہ صور پھونکنے والا اسرافیل ہوگا اور آواز کرنیوالا جبرئیل ہوگا اور عامل ظرف کا محذوف
ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ یوم یسمعون الصیحۃ یخرجون من القبور یعنی جس دن سنینگے آواز سخت کو نکلینگے قبروں سے چنانچہ دلالت کرتا ہے اس پر
یہ قول آئندہ **ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ** وہ دن نکلنے کا ہے یعنی جس دن کہ سنینگے وہ آواز کو کہ یہ دن نکلنے کا ہے قبروں سے واسطے حساب اور جزاے اعمال کے اور
فرماتا ہے خدا کہ **إِنَّا نَحْنُ** تحقیق کہ ہم **نُحْيِي** زندہ کرتے ہیں مردوں کو یعنی انکو زندگی بخشتے ہیں ہم دنیا میں **وَنُمِيتُ** اور مارتے
ہیں ہم دنیا میں **وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ** اور طرف ہماری ہے پھرنا دوسرا انکا واسطے جزاے اعمال کے ہم زندہ کرینگے **يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ**
جس دن کہ شگافتہ ہوگی زمین اور دور ہوگی **عَنْهُمْ** انسے یعنی مردوں سے اور بعد پھٹنے زمین کے وہ باہر نکلینگے قبروں سے **سِرَاعًا** جلدی کرتے ہوئے اور
دوڑتے ہوئے آواز کرنیوالے کی طرف اور یہ سب حال واقع ہوگا **ذَٰلِكَ** یہ زندہ کرنا اور نکالنا قبروں سے اور دوڑانا طرف مقام حساب کے
حَشْرٌ جمع کرنا اور اٹھانا ہے **عَلَيْنَا يَسِيرٌ** اوپر ہمارے آسان باوجود دوری اور متفرق ہونے قبروں کے **نَحْنُ أَعْلَمُ** ہم زیادہ جاننے والے ہیں اور
خوب عالم ہیں **بِمَا يَقُولُونَ** ساتھ اسچیز کے کہ کہتے ہیں کفار کہ انکار وحدانیت اور نبوت اور قیامت کا کرتے ہیں اور نالائق باتیں
حق میں ہمارے کہتے ہیں **وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ** اور نہیں ہے تو اوپر انکے زبردستی کرنیوالا کہ انکو ایمان لانے پر قہر اور جبر
کرکے لاوے فقط ہمارے کام کا پہنچانا ہے اور انکو رغبت دلانی ہے طرف ایمان کے اور ڈرانا عذاب خدا سے **فَذَكِّرْ** پس نصیحت کر تو
بِالْقُرْآنِ ساتھ قرآن کے یعنی ساتھ نصیحتوں قرآن کے **مَن يَخَافُ وَعِيدِ** اس شخص کو کہ ڈرتا ہے وعدہ عذاب میرے سے کہ
قیامت کے روز ہوگا کیونکہ جو کوئی خوف کرتا ہے اسی کو فائدہ ہوگا اور جو لوگ کہ اپنے کفر پر اصرار کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں انکو کچھ نفع نہ
ہوگا نصیحت کرنا تیرا **سورۃ الذاریات** یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں ساٹھ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام

ع ۳ ۱۷

اور ہم اپنے جسوقت ملاقات کی دیکھا تو فرمایا کہ تم اجنبی ہو فَرَاغَ پس چپکے سے گیا ابراہیم اِلٰٓی اَھْلِہٖ طرف اہل اپنے کے یعنی اپنے گھر کے لوگوں کے پاس گیا
اس طرح کہ وہ مہمان نہ جانیں کہ مہمان دار کہاں جاتا ہے اسواسطے کہ مہماندار کے آداب سے یہ ہے کہ اپنے امر کو پوشیدہ کرے اور بدون اطلاع مہمان کے کھانا حاضر کرے
فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ پس لایا ابراہیم بچھڑا فربہ بھنا ہوا اور منقول ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت سارہ کے پاس گئے اور کہا کہ مہمان عزیز اور
بزرگ آئے ہیں انکے لئے کھانا موجود ہے کہ انکو کھلاؤں سارہ نے کہا کہ یہ بچھڑا ہے مگر ایک بچھڑا ہے کہ بیٹے کی طرح فرزندی کی ہوس میں پرورش کیا ہے اور ہاتھ
پاؤں اسکے مہندی سے رنگا ہے ان کو بہت پیار کرتی ہیں جیسا ماں اپنے فرزند سے رکھتی ہے وہ بچھڑا بخشا ابراہیم نے اسکو ذبح کیا اور بھونکر اور
طبق میں رکھکر مہمانوں کے پاس لیگئے فَقَرَّبَہٗٓ اِلَیْہِمْ پس نزدیک کیا اسکو یعنی بچھڑے کو طرف انکی یعنی انکے سامنے زمین پر رکھا اور کہا نہیں انہوں نے کھایا تب
ابراہیم نے تعجب کیا قَالَ کہا ابراہیم نے ان مہمانوں سے کہ اَلَا تَاْکُلُوْنَ کیا نہیں کھاتے ہو تم یہ کھانا اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی عادت تھی کہ وقت
کھانے کے مہمانوں کی طرف نظر نہیں کرتے تھے کہ کھانا کھاتے ہیں یا اور شرم کر کے انکی طرف بھی نظر نہیں کرتے تھے اور گمان یہ تھا کہ وہ کھانا کھانے میں مشغول ہیں
سارہ نے پردہ کے پیچھے سے دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں ابراہیم کو اس امر کی خبر کی حضرت ابراہیم نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں
فَاَوْجَسَ مِنْھُمْ پس دل میں گزرا انکی طرف سے خِیْفَةً خوف اس لئے کہ ان دنوں میں قاعدہ تھا کہ جسکو کسی سے دشمنی ہوتی تھی
وہ اسکا کھانا نہیں کھاتا تھا پس خیال کیا ابراہیم نے کہ یہ لوگ کہیں مجھ کو ضرر پہنچانے یا مال و جان کا ارادہ رکھتے ہوں انہوں نے جسوقت ابراہیم کی
حرکت سے اثر خوف کا معلوم کیا تو قَالُوْا کہا انہوں نے کہ لَا تَخَفْ نہ خوف کر تو اے ابراہیم اور اندیشہ کو اپنی طرف راہ مت دے کہ ہم
ملائکہ ہیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت ابراہیم نے جانا کہ یہ فرشتے ہیں انہوں نے کہا کہ پہلے اس کے کہ دل تنگ ہو کہ اس بچھڑے کو جلایا تھا اور اسکی ماں آگے
جبرئیل نے اس بچھڑے پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ بچھڑا زندہ ہو گیا اور آواز کرتا ہوا اپنی ماں کی طرف پہنچا سارہ نے جسوقت یہ حال دیکھا تو تعجب کیا
اور ابراہیم نے بھی تعجب کیا وَبَشَّرُوْهُ اور خوشخبری دی ان فرشتوں نے ابراہیم کو بِغُلٰمٍ ساتھ ایک لڑکے کے کہ وہ سارہ سے پیدا ہوگا عَلِیْمٍ
علم والا ہوگا کامل ہو وہ علم میں جسوقت کہ وہ حد بلوغ کو پہنچے اور نام اسکا اسحاق ہے جسوقت فرشتوں نے یہ خوشخبری دی تو فَاَقْبَلَتِ
امْرَاَتُہٗ پس متوجہ ہوئی عورت ابراہیم کی یعنی سارہ زوجہ ابراہیم کی طرف فرشتوں کے جو خوشخبری دیتے تھے فِیْ
صَرَّةٍ بیچ فریاد کرنے کے یعنی فریاد کرتی ہوئی آئی فَصَکَّتْ وَجْھَھَا پس طمانچہ مارا اپنے منہ پر تعجب سے کہ میں بڑھیا
ہوگئی تھی اور وقت بچہ جننے کا گزر گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت اس خوشخبری کو سنا تو عورتوں کی عادت کے موافق انگلیاں
پر مارا کرتی تھی وَقَالَتْ اور کہا سارہ نے کہ میں عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ بڑھیا ہوں بانجھ ہوں کیونکر بچہ جنوں گی اور منقول ہے کہ سارہ کی عمر
ان دنوں میں ننانوے برس کی تھی اور اس عمر میں کبھی نہیں جنی تھی اور حضرت ابراہیم کی عمر ایک سو نو برس کی تھی جسوقت فرزند کی خوشخبری سنی
تعجب کیا قَالُوْا کہا ان فرشتوں نے اتنا تعجب مت کرو کَذٰلِکِ یوں ہی ہے کہ جیسے ہم نے خوشخبری دی ہے قَالَ رَبُّکِ کہا ہے
پروردگار تیرے نے اور ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے ہیں وہی کہتا ہے کہ تمہارے فرزند پیدا ہوگا اِنَّہٗ تحقیق وہ خدا ھُوَ الْحَکِیْمُ وہی ہے حکمت والا
ہے کہ اپنی حکمت سے بڑھاپے میں فرزند پیدا کرے اور نا امیدی کے زمانہ میں حکم کرے فرزند پیدا ہونے کا الْعَلِیْمُ جاننے والا ہے باتوں کا اور تمام
امور پوشیدہ کا اور کہتے ہیں کہ جسوقت جبرئیل نے سارہ کا تعجب دیکھا تو کہا اے سارہ نگاہ کر گھر کی چھت پر سارہ نے جسوقت چھت پر نظر کی تو
دیکھا کہ لکڑیاں چھت کی کہ مدت سے وہ خشک تھیں سب ہری اور سبز ہو گئیں اور میوہ ان میں ظاہر ہو گیا اسوقت سارہ کو فرزند ہونے کی طرف سے
اطمینان حاصل ہوا اور ابراہیم نے جسوقت ان مہمانوں کو جانا کہ یہ ملائکہ ہیں تو جانا کہ ملائکہ زمین پر نہیں اترتے مگر واسطے کسی امر
عظیم کے اسواسطے ابراہیم نے قَالَ کہا ابراہیم نے فَمَا خَطْبُکُمْ پس کیا ہے کام تمہارا اَیُّھَا الْمُرْسَلُوْنَ اے بھیجے ہوئے
خدا کے قَالُوْٓا کہا انہوں نے جواب میں ابراہیم کے کہ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ طرف قوم گنہگاروں کے

اور اولاد صغیر کی حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی اولاد کو حضرت ابراہیم اور سارہ کے سپرد کیا ہے پرورش کے واسطے وہ انکو ایک درخت سے غذا دیتے ہیں جو بہشت میں ہے اس درخت کے پستان ہیں مثل پستان گاؤ کے اور ایک محل ہیں انکو رکھتے ہیں قیامت کے روز انکو لباس پاکیزہ پہنا کر اور خوشبو لگا کر بطور تحفہ کے انکو انکے باپوں کے پاس بھیجینگے اور انکو تخیر کرینگے وہ بھی مثل انکے باپوں کے بہشت میں بادشاہ ہونگے اور یہ تفسیر ہے قول حقتعالیٰ کی الذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان اور منقول ہے کہ اولاد صغیر کفار کی کبھی دوزخ میں نہ جائینگے بلکہ بہشت میں جائینگے اور کہتے ہیں کہ وہ یا تو غلام ہونگے بہشت والوں کے یعنی خدمتگار ہونگے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بہشت کی چڑیاں بنجائینگے اور کہتے ہیں کہ مراد اولاد کے لاحق ہونے سے یہ ہے کہ وہ اپنے باپوں کو دیکھ سکینگے اور اپنے ملنے سے شاد ہونگے نہ یہ کہ انکے درجے ایک مکان میں ہوں کہ اس صورت میں باپوں کے درجہ کی کمی اور نقصان لازم آتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اولاد کے درجہ کو اگر باپ کے درجہ سے کم ہوگا تو اپنے فضل و کرم سے بلند کریگا اور بڑھا دیگا انکے باپوں کی خوشی کے واسطے نہ یہ کہ باپوں کے درجہ کو کم کرینگے چنانچہ فرماتا ہے کہ وما التناهم اور نہ کم کرینگے ہم من عملهم ثواب عمل انکے من شیء کچھ بلکہ اپنے فضل و کرم سے اولاد کے درجہ کو بلند کرکے انکے باپوں کے درجہ میں پہنچا دینگے اور باپوں کے درجے بلند تر کرینگے کل امرئ ہر مرد بالغ بما کسب ساتھ اسکے کہ کسب کیا ہے عمل نیک یا بد رهین گرو ہے اپنے عمل میں قیامت کے دن اور اس میں یہ ہے کہ اگر عمل نیک ہے تو رہائی پائیگا اور اگر بد ہے تو گرفتار عذاب ہوگا انکے عوض میں اور دوسرے کے عمل کے عوض میں کسی کو گرفتار نہ کرینگے اور عورتیں تابع مردوں کی ہیں سو فقط مردوں کا ذکر کیا اور عورتوں کا ذکر نہ کیا اور حال مردوں کا یکساں ہے اعمال میں اور اب مومنین کے حق میں پھر نعمت کا ذکر کرتا ہے وامددناهم اور زیادہ کریں انکے تئیں یعنی جو کچھ کہ انکے پاس ہے اس پر زیادہ دینگے ہم بفاكهة ساتھ میوہ کے ہر قسم کا میوہ انکو دینگے ولحم اور ساتھ گوشت کے ہر قسم کا گوشت انکو دینگے مما یشتهون اس چیز سے کہ خواہش کریں وے اور میوہ اور گوشت کو اختصاص کیا ہے اسلئے کہ یہ دونوں افضل ہیں جملہ کھانوں سے اور بہشتی زیادہ تر انکی خواہش کرینگے ہر وقت میں یتنازعون لیوینگے آپس میں فیها بیچ اس بہشت کے كأسا پیالہ کو شراب کے کہ ایک شخص دیگا اور دوسرا لیویگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد کاس سے خمر ہے یعنی شراب اور دلالت کرتی ہے اس پر ضمیر مونث کی جو انکی طرف پھرتی ہے قول حقتعالیٰ میں لا لغو فیها نہیں بیہودگی بیچ اس شراب کے یعنی اس شراب کو پیکر کچھ نہیں بکتے اور نہ بیہودہ کچھ اور نہ آپس میں جھگڑتے ہیں ولا تأثیم اور نہ گنہگار کرنا یعنی نہ طرف گناہ کے منسوب کرنا اور اسکو پیکر ایسا کام نہ کرنا کہ جو باعث گناہ کا ہو اور لوگ انکو گناہ کی طرف منسوب کریں جیسے کہ دنیا کی شراب پیتے ہیں اور اسکو پیکر بکتے ہیں اور لڑتے اور جھگڑتے ہیں اور گالیاں بکتے ہیں اور وہ شراب ان سب عیبوں سے خالی اور پاک ہے ویطوف علیهم اور گرد پھرینگے اوپر ان بہشتیوں کے لئے ہوئے شراب کے ہاتھوں میں لئے ہوئے پیالہ غلمان لهم خدمتگار واسطے انکے کہ وہ خوبصورت ہونگے کہ واسطے انکے خاص کئے گئے ہونگے کانهم گویا کہ وہ حسن اور صفائی اور لطافت میں لؤلؤ مکنون موتی ہیں چھپائے ہوئے اور پوشیدہ سیپی میں کہ کسی کا ہاتھ انکو نہیں پہنچا اور گرد و غبار سے وہ پاک اور محفوظ ہیں یعنی جیسے موتی سیپی میں صاف اور بہتر ہوتا ہے اور گرد و غبار سے امن میں ہوتا ہے ایسے ہی وہ غلمان ہیں اور منقول ہے کہ کسی شخص نے رسولخدا کو پوچھا کہ یا رسول اللہ خادم ایسا تو مخدوم کیسا ہوگا فرمایا کہ بزرگی مخدوم کی خادم پر ایسی ہے کہ جیسے چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر ہے اور منقول ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ کم مرتبہ بہشتی اپنے خادم کو آواز دیگا تو ایکہزار خادم اسکو جواب دینگے کہ لبیک لبیک یعنی حاضر ہیں ہم حاضر ہیں ہم اور منقول ہے کہ جیسے اہل بہشت غلمان سے محظوظ ہونگے ایسے ہی غلمان بھی انکی خدمت سے لذت پائینگے کہ وہاں سراسر راحت اور آرام ہے نہ رنج اور محنت اور تبیان میں لکھا ہے کہ لڑکے مشرکوں کے غلام بہشتیوں کے ہونگے اور لڑکیاں انکی حور عین ہونگی اور اولاد مومنین کی اپنے باپوں کے ہمراہ اپنی ہیئت اور صورت پر ہوگی جیسے کہ دنیا میں تھے اور بہشتی بہشت میں آپس میں ملتے ہونگے واقبل اور متوجہ ہوگا بعضهم بعض انکا علی بعض اوپر بعض کے یتساءلون پوچھتے ہوئے پوچھینگے اور سوال کرینگے یعنی ہر ایک شخص دوسرے سے گذرے حال دنیا کا پوچھیگا اور وہ آپس میں قالوا کہینگے کہ انا کنا قبل تحقیق ہم تھے پہلے

سب فصیح اور بلیغ ہوتے عاجز ہیں اور محمد کیطرف جو اسکو منسوب کرتے ہیں کچھ نہیں بنایا ہے تمھارا جھوٹ اور بہتان ہے اور اللہ تعالی حجت پکڑتا ہی آیندہ سوچو کہ کیا
أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ کیا پیدا ہوگئے ہیں وہ بدون کسی چیز کے سوا کہ انکا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں ہے اور خود بخود ہوگئے ہیں اسی جہت سے
عبادت میں مشغول نہیں ہوتے ہیں یا یہ کہ وہ پیدا ہوگئے ہیں کسی کام کے لیے کہ سبب پیدا ہونا انکا عبث اور لہو اور لعب کے واسطے ہے اور امر و نہی انپر جاری
نہیں اور حساب انکا نہوگا اور جزا انکو نہ دیجاوےگی أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ یا یہ کہ وہی پیدا کرنیوالے ہیں اپنے جانوں کے کہ جسکے سبب سے قرار اپنے پیدا
کرنیوالے کا نہیں کرتے ہیں سو یہ امر تو باطل ہے کہ انکا پیدا کرنیوالا کوئی نہو اور ایسا ہی کہ انھوں نے بنایا ہو اپنے کو کوئی چیز نہیں بن سکتی ہے پس قرار کرنا انکا اپنے
خالق کیواسطے لازم ہی لیکن عناد اور سرکشی کی جہت سے ہے اور بعد اسکے بطریق توبیخ و الزام کے انکو فرماتا ہے کہ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ کیا
پیدا کیا ہی انھوں نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ایسا بھی نہیں ہے بَلْ لَا يُوقِنُونَ بلکہ نہیں یقین لاتے ہیں وہ اسکا کہ پیدا کرنیوالا سب چیزوں کا خدا ہی
أَمْ عِنْدَهُمْ کیا نزدیک انکے ہیں خَزَائِنُ رَبِّكَ خزانے رحمت پروردگار تیری کی کہ جسکو چاہیں بخشدیں یا خزانے علم خدا کے
ہاتھ میں ہیں تاکہ جانیں کہ لائق نبوت کے منصب کے کون ہی أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ یا وہی ہیں غالب تسلط والے سب موجودات پر اور ہر چیز کو اپنے حکم میں
کرلیویں تاکہ خدا کے ملک کی تدبیر اور انتظام کریں اور ہر چیز کو خواہش کے موافق رکھیں اور جسکو چاہیں نبوت دیویں أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یا واسطے انکے
سیڑھی ہی کہ اس سیڑھی سے آسمان پر چڑھکر يَسْتَمِعُونَ فِيهِ سنیں وہ بیچ اسکے اور کہتے ہیں فی بمعنی علی ہی یعنی سنیں وہ اوپر اسکے کلام فرشتوں
کا آسمان میں گفتگو کرتے ہیں اور جیسے کہ علوم غیب سے خبر دی جاتی ہے تاکہ علم گذشتہ اور آیندہ کا انکو حاصل کریں اور عالم ہوجائیں محمد کے بطلان پر اور
اور ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ پس چاہیے کہ لے آوے سننے والا انکا کہ آسمان پر گیا ہو اور کلام غیب کا سنا ہو
بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ کوئی حجت ظاہر اور دلیل روشن کہ اسکے سننے کی گواہ ہو أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ یا واسطے خدا کے بیٹیاں ہیں وَلَكُمُ
الْبَنُونَ اور واسطے تمھارے بیٹے ہیں اے کافرو اور یہ اشارہ طرف اسکے ہے کہ قریش نے کہا تھا کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور ان آیتوں میں اُن کافروں کا حمق [illegible]
بیان کرتا ہی کہ جسکی یہ رائے ہو کہ بیٹیوں کو جو کہ مرتبہ میں کم ہیں اپنے خالق کی طرف منسوب کریں اور بیٹوں کو جو کہ مرد ہیں اور عورتوں سے فضل ہیں اپنے
واسطے مقرر کریں وہ نہایت بیوقوف ہے اور عقلا میں ہرگز شمار نہیں کیاجاتا ہی چہ جائیکہ وہ آسمان پر جاکر غیب سے مطلع ہو أَمْ تَسْأَلُهُمْ کیا سوال
کرتا ہی تو انسے اے محمد اپنے کام پہنچانے پر أَجْرًا مزدوری کہ وہ اپنے اوپر تاوان سمجھتے ہیں فَهُمْ پس وہ مِنْ مَغْرَمٍ اپنے تاوان سے
مُثْقَلُونَ بوجھل ہوگئے ہیں اپنے اوپر گران بار ہیں اور سبب سے تیری پیروی کے پشت پھیرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ
کیا نزدیک انکے غیب کی چیزیں لکھی ہوئی مراد اس سے لوح محفوظ ہی کہ اس میں سب غیب کی چیزیں مندرج ہیں فَهُمْ يَكْتُبُونَ پس وہ لکھتے ہیں
اسمیں سے جو کچھ غیب کی چیزیں ہیں اور غیب سے مطلع ہوکر کہتے ہیں کہ جو کچھ محمد کہتا ہے قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے اور حساب اور جزا کے ہونیکو یہ
باطل اور جھوٹ ہے اور انھوں نے جان لیا ہے کہ محمد ہم سے پہلے مریگا أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا کیا ارادہ کرتے ہیں وہ مکر کو تیرے مقدمہ میں
اور مراد مکر سے وہ ہے کہ انھوں نے ارادہ کیا تھا کفار سو حضرت کے قتل اور قید اور نکالنے کا اور مشورہ سب کا دار الندوہ میں کیا تھا کہ ان تینوں امروں میں
سے ایک امر کیا جاوے اور خدا تعالی نے اپنے حبیب کو اس مشورہ سے آگاہ اور مطلع کیا اور مکہ سے طرف مدینہ کے ہجرت کرنیکا حکم دیا اور حضرت مدینہ کو تشریف لے گئے
فَالَّذِينَ كَفَرُوا پس جن لوگوں نے کفر کیا ہی هُمُ الْمَكِيدُونَ وہی ہیں مکر کئے گئے یعنی وبال مکر اور فریب کا انکی جانوں پر کہ
جنگ بدر میں قتل اور گرفتار ہوں أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ یا واسطے انکے معبود ہے سوا خدا کے کہ وہ مدد انکی کرے اور عذاب اسکا ان سے دور کرے یا بچاوے کہ
جو بدلا انکے مکر کا ہی سُبْحَانَ اللَّهِ پاک ہی خدا عَمَّا يُشْرِكُونَ اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں وہ کفار اسکی ذات مقدس سے اور چونکہ
کفار اپنی عناد اور سرکشی سے ایمان نہیں لاتے تھے اور حضرت سے کہتے تھے کہ عذاب نازل ہونیکو فرماتے تھے تو وہ کہتے تھے اگر تو راست گو ہی تو ہمارے اوپر آسمان
کو ٹکڑا ٹکڑا اسکا گرا دے حق تعالی انکے جواب میں فرماتا ہی کہ وَإِنْ يَرَوْا اور اگر دیکھیں وہ كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ ٹکڑا آسمان سے سَاقِطًا گرنیوالا

طلوع صبح اس امر کی خبر پائیں گو تھی جس وقت کہ صبح ہوئی تو ستارہ آسمان کیطرف سے ٹوٹکر علی بن ابیطالب کے گھر میں گرا رسولخدا صلعم نے علی سے فرمایا کہ اے علی قسم ہے
اس شخص کی کہ جسنے مجھکو پیغمبر کرکے بھیجا البتہ تحقیق واجب ہوئی تیرے واسطے میری وصیت اور خلافت اور امامت بعد میرے پس منافقوں نے جسوقت یہ سنا تو
کہا کہ محمد گمراہ ہو گیا ہے علی کی محبت میں اور نہیں کہتا ہے انکی شان میں مگر اپنی خواہش سے پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ والنجم اذا ہوی یعنی قسم ہے ستارہ کی
جسوقت ٹوٹ کر گرے کہ نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا کہ وہ محمد ہیں علی کی محبت میں اور نہ خطا کی ہے اسنے بیچ اس کے اور نہیں کہتا ہے انکی شان میں اپنی خواہش نفس سے
نہیں ہے وہ مگر اعمال کہ خالی نہیں ہیں مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے اسپر خدا کی جانب سے اور یہ روایت تھوڑے فرق سے اہلسنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے چنانچہ
ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسولخدا صلعم کی خدمت میں حاضر تھا اور بنی
ہاشم بھی بہت بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ آسمان سے زمین کیطرف آیا رسولخدا نے فرمایا کہ جسکے گھر میں یہ ستارہ گرے وہ وصی اور جانشین میرا ہے اور
بعد اسکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ستارہ علی بن ابیطالب کے گھر میں گرا ہے لوگوں نے کہا کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہو گیا ہے پس خدا تعالی نے
یہ آیت نازل کی اور بعضے مفسرین اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ جسوقت رسولخدا مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے تو
وہاں ایک مسجد بنائی اور مہاجرین جو کہ حضرت کے ہمراہ مکہ سے آگئے تھے مسجد کے گرد انہوں نے مکان بنائے اور ہر ایک نے مسجد کیطرف اپنے گھر کا دروازہ
کھولا بعد ایک مدت کے کہ مسلمان قوی ہو گئے اور کثرت ہو گئی تو جبرئیل آئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ مسجد کیطرف جو لوگوں کے گھروں کے دروازے کھلے ہیں وہ سب بند
کر لیں پہلے سب سے امیر المومنین علیہ السلام اپنا دروازہ بند کرنے پر مستعد ہوئے اور رسولخدا نے انکو گھر بھیجدیا اور انکو دروازہ بند کرنے پر تیار دیکھا تو
فرمایا کہ تمکو دروازہ بند کرنیکا حکم نہیں ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں جسوقت علی کا دروازہ بند نہ ہوا اور سب کے دروازے بند ہو گئے تو بعضے صحابہ
کو ناگوار معلوم ہوا اور یہ بات بہت سخت گذری اور منافقین نے کہا کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہو گیا ہے حضرت نے لوگوں کو جمع کرکے اس مقدمہ میں منبر پر خطبہ پڑھا
اور فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے لوگوں کے دروازے بند اور علی کا دروازہ کھلا ہوا نہیں رکھا ہے بلکہ خدا نے حکم دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ
نہیں ہوئے ہیں اور وہ اپنی طرف سے نہیں کہتا ہے بلکہ موافق وحی کے کہتا ہے اور اہلسنت کی کتابوں میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد ستارہ سے محمد صلعم ہیں
شب معراج آسمان سے نیچے کو آیا اور اوپر کو گیا اور منقول ہے کہ حضرت کے اوپر جانیکے بعد ابو طالب نے لوگوں سے کہا کہ محمد شام سے گم ہے اور کہیں نشان اسکا نہیں ملتا تمام شب
حضرت کو تلاش کیا اور امیر المومنین بھی تلاش کرتے پھرتے تھے اور ام ہانی حجرہ میں ڈھونڈتی تھی اور کہیں انکو نہیں پاتے تھے ابو طالب نے ہتیار لگا کر سب بنی ہاشم
جمع کیا اور کہا کہ اگر محمد صبح کو نہ ملا تو سب کو ہتیاری سرداروں کی قتل کر ڈالونگا جسوقت صبح قریب ہوئی تو ستارہ نہایت روشن آسمان سے اترا اور ہر ساعت
زمین سے نزدیک آتا جاتا تھا یہانتک کہ رسولخدا کے دروازہ پر وہ ستارہ اترا جسوقت لوگوں نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پس ستارہ
کی حقتعالی نے قسم کھائی ہے کہ والنجم اذا ہوی اور عکرمہ بن جبیر نے روایت کی ہے کہ جسوقت یہ سورہ نازل ہوئی تو عتبہ بن ابی لہب نے کہا کہ قسم ہے خدا کی البتہ آزار
پہنچاؤنگا میں محمد کو پس نزدیک حضرت کے آیا اور آپ کے جسم مبارک پر تھوکا اور پردا الٹا اور کہا کہ اے محمد انا کافر بالنجم اذا ہوی یعنی اے محمد میں کفر کرنیوالا ستارہ کا ہوں
جسوقت وہ اوپر سے نیچے کو آئے حضرت اس وقت نہایت رنجیدہ ہوئے اور اسکے واسطے بددعا کی اور فرمایا اے خدا اپنے درندوں میں سے ایک درندہ کو اسپر غالب کر کہ وہ اسکو کھائے
اور بعد اسکے عتبہ کفار قریش کے قافلہ کے ہمراہ واسطے تجارت کے روانہ ہوا راہ میں ایک منزل میں مقام کیا اور سمجھا کہ ایک پیر تھا اسکو پکار کر آواز دی کہ یہ منزل درندوں
کی ہے یہاں اپنی حفاظت سے نگاہ رکھو ابو لہب نے کہا کہ آج کی رات میری مدد کرو اے گروہ قریش کے سو سمجھو کہ میں ڈرتا ہوں اپنے بیٹے کیطرف سے کہ محمد نے
اسکے واسطے بددعا کی ہے ان لوگوں نے اپنے اسباب جمع کئے اور اسباب بار کر کے عتبہ کو سلایا اور خود اسکے گرد سوئے اور اونٹوں کو اپنے گرد چاروں طرف بٹھایا جسوقت
قدرے رات گذری تو ایک شیر آیا اور اونٹوں سے گذر کر ان آدمیوں کے پاس پہنچا اور ایک ایک آدمی کو سونگھتا تھا یہانتک کہ ان بار کو اوپر گیا اور عتبہ کو سونگھا
عتبہ نے آواز دی کہ یہ مجھکو محمد کے تئیں قتل کیا اور اسیوقت شیر نے عتبہ کا سر اسکے بدن سے جدا کیا اور تمام اسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور بعضے ٹکڑوں کو کھا لیا اور ہلاک کیا
اور سوائے عتبہ اور کسی آدمی کو آزار نہ پہنچایا اور وحی کے پہنچانیوالے خدا کیجانب سے رسولخدا کے پاس جبرئیل ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ علمه شديد القوى

اور کہتے ہیں کہ تمام ضمیریں شدید القوی سے پھر یہانتک حضرت حق سبحانہ کیطرف پھرتی ہیں پس معنی شدید القوی کے ہونگے خداے قدیر حقتعالی ہوگی جیسے فرمایا کہ
ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور نزدیک ہوا خدا کے سیطرف پیغمبر کے بلندی مرتبہ رسول خدا کی مراد ہی نزدیک ہوا خدا تعالی کے اور تدلی یعنی جھکنے سے مراد ہی جھکنا
اپنی حبیب کا ہی اپنی جانب سے اپنی قربت اور شدت محبت ان حضرت کے اور جسوقت کوئی چیز دوسری چیز سے بہت نزدیک ہوتی ہی تو عرب کہتے ہیں کہ اس
مقدار دو کمان کے یا اس سے بھی زیادہ نزدیک ہے پس رسول خدا کو جو نہایت قربت مرتبہ جانب خدا سے حاصل تھا اسکو ایسا فرمایا ہی نہ کہ کسی جگہ اور مکان کو
نہ تھا یعنی جب نزدیک ہوا تو خدا کے جیسا مکان پاک ہے اور اسکے واسطے کوئی مکان نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں ضمیر دنی فتدلی کی پیغمبر کیطرف پھرتی ہی
اور ضمیر کان کی قرب کیطرف جو فہم ہوا ہے پیغمبر درمیان تھا اور ضمیر اوحی کی طرف حقتعالی کے پھرتی ہی یعنی سب مرتبے سے رسول خدا نزدیک خدا کے ہوئے اور
مقرب درگاہ الہی کے ہوئے تو مرتبہ اپنی مکان میں پس تدلی کی یعنی فروتنی کی اور سجدہ کیا یا سجدہ کیواسطے ادا کئے شکر اس نعمت کے کہ خدا کی قربت حاصل
ہوئی تاکہ سبب زیادتی نعمت کا ہو پس سبب پہ تکیہ کیا اور خدا کا مقدار دو کمان تھا بلکہ کمتر اس سے اور یہ کنایہ ہے تاکید قربت سے اور وجہ اسکے یہ لوگ اس مثل میں
بیان کیا ہے کہ عادت عرب کی یہ ہے کہ اگر عہد اور پیمانونکو پختہ کرنا چاہتے اور ارادہ یہ ہوتا کہ اس عہد میں کسی طرح کا نقصان اور خلل واقع نہو تو وہ دونو عہد باندھنے
والے اپنی اپنی کمان لیکر حاضر کرتے اور ہر دو کمانونکو باہمیں ملاتے اور دونو ایکدفعہ ہی قبضہ کو پکڑکر کھینچتے اور دونو متفق ہوکر تیر چلاتے اور اس عمل سے ایسا جانا کہ ہمارے
درمیان موافقت کلی حاصل ہوگئی ہے پس اس آیت میں اشارہ طرف دونوں کی قربت محبت خدا اور پیغمبر میں ہوگا اور یہی مضمون منہج الصادقین میں مرقوم ہے اور
حضرت سجاد علیہ السلام کسینے پوچھا کہ کیا خدا کو مکان کے ساتھ وصف کر سکتے ہیں اور ایسی بات کہہ سکتے ہیں کہ جس سے پایا جاتا ہو کہ خدا کیواسطے کوئی مکان اور
جگہ ہے تو فرمایا کہ خدا تعالی کا مرتبہ اس سے بلند ہے اور مکان اسکی ذات کے نہیں ہو سکتا اس شخص نے کہا کہ پھر کس واسطے خدا تعالی نے پیغمبر کو شب کو آسمان پر لیگیا تاکہ دکھلا
اسکو بادشاہی آسمانونکی اور جو کچھ کہ اسکے درمیان ہے عجیب اور غریب ہے یعنی خاص خدا تعالی کی اور طرح طرح کی مخلوقات اسکی جو کہ وہاں ہیں اور خدا تعالی فرماتا ہی کہ
ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلعم تھے کہ نزدیک ہوئے نور کے حجابوں سے پس دیکھا آسمانونکی بادشاہی کو پھر پیچھے پھرکے
پس نظر کی اپنے قدم کیطرف اور دیکھی بادشاہی زمین کی یہانتک کہ گمان کیا حضرت نے کہ نزدیک ہیں ہم اسے بمقدار دو کمان ہے یا کمتر اس سے اور رسول
اور امیر المومنین علیہ السلام فرمایا ہی کہ خدا تعالی اپنے حبیب کو لیگیا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک ایک مہینہ کی راہ اور آسمانوں کی طرف میں لیگیا پچاس ہزار
برس کی راہ تہائی رات کی کمتر میں یہانتک کہ پہنچے حضرت ساق عرش تک پس نزدیک ہوئے علم سے پس جو کچھ بہشت میں ہے دیکھا اور حضرت کی
رفرف سبز اور ڈھانکا لیا نور [illegible] پروردگار کی عظمت اور جلال کو دل سے اور نہ دیکھا اسکو آنکھوں سے پس تھا مقدار
دو کمان [illegible] رسول خدا [illegible] اور مراد اس سے نہایت قرب اور نزدیک ہونا درگاہ خدا کی ہی القصہ خدا تعالی وحی کی تحقیق
ان چیزوں کو حضرت نے [illegible] فرماتا ہی کہ ما کذب الفؤاد ما رای یعنی جھوٹ نہ کہا دل محمد نے کہ جو کچھ کہ دیکھا پیغمبر کو دیکھا کہ جبرئیل کو اسکی
صورت اصلی میں دیکھا اور دل میں کسی طرح کا وہم نہوا اور نہ شک اور شبہ واقع ہوا بلکہ جبرئیل کو دیکھکر یقین کیا کہ یہ صورت جبرئیل کی ہی اور کسی دوسری چیز
کی نہیں ہے اور اگر مراد اس سے خدا کا دیکھنا ہی تو خدا تعالی کو رسول خدا نے دل سے دیکھا نہ آنکھ سے اسواسطے کہ وہ آنکھ سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور حضرت
امام علیہ السلام فرمایا ہے کہ رسول خدا نے خدا کو دل سے دیکھا ہی کیا نہیں سنا [illegible] کہ فرماتا ہی کہ نہیں جھوٹ کہا ہے [illegible] دیکھا ہی کہ نہیں دیکھا ہی آنکھ سے
سی جگہ دیکھا ہے اسکو دل سے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نہیں جھوٹ کہا محمد نے جو کچھ کہ اسکی آنکھوں نے دیکھا ہی اور بعد اسکے خبر دی کہ
لقد رای من آیات ربہ الکبری یعنی البتہ تحقیق دیکھا محمد نے نشانیوں پروردگار اپنے کی بڑی نشانیاں اسکی قدرت کی تھیں اور نشانیاں پروردگار
کی پروردگار کے سوا ہیں پس آنکھ سے خدا کا دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر آنکھ سے دیکھا ہی تو خدا کی قدرت کی نشانیونکو دیکھا ہی نہ خدا کو چنانچہ
رسول خدا سے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا ہے اور اگر خدا کو دیکھا ہی تو وہ دل سے دیکھا ہی چنانچہ ابو ذر کی [illegible] روایت ہی اور بعضے صحابہ نے
حضرت سے پوچھا کہ کیا دیکھا ہی تونے اپنے پروردگار کو فرمایا کہ دل سے دیکھا ہی اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ محمد نے اپنے پروردگار کو دل سے دیکھا

وہ کفار مگر گمان کی وَاِنَّ الظَّنَّ اور تحقیق کہ گمان لَا یُغْنِیْ نہیں کفایت کرتا ہے اور نہیں فائدہ بخشتا مِنَ الْحَقِّ حقیقت سے
شَیْئًا کسی چیز کو سو اگر حق کہ وہ حقیقت امر کی ہے نہیں پایا جاتا ہے مگر علم اور یقین سے اور گمان اور وہم کا اس میں اعتبار نہیں ہے کہ اس حقیقت
کی حاصل نہیں ہوتی ہے اور عقائد وہ چیز ہیں کہ ان میں یقین چاہیے اور گمان اور وہم اس میں کافی نہیں ہے فَاَعْرِضْ پس منہ پھیر تو اے محمد عَنْ مَّنْ
تَوَلّٰی اس شخص سے کہ منہ پھیرے وہ عَنْ ذِکْرِنَا ذکر ہمارے سے کہ وہ قرآن ہے شامل ہے توحید الٰہی کو اور بیان کی اصول کو وَلَمْ یُرِدْ
اور نہیں ارادہ کرتا ہے وہ شخص اپنی غرض سے اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا مگر زندگانی دنیا کو ذٰلِکَ وہ یعنی اختیار کرنا زندگانی دنیا کا مَبْلَغُهُمْ
نہایت پہنچنے ان کی ہے مِّنَ الْعِلْمِ علم اور دانش سے اور علم ان کا اسی ہوا و ہوس و فائدے اور لذتوں ہی میں منحصر اور سعی اور غور یہی ہے سمجھتے
ہیں اور آخرت کو کم اور کچھ نہیں جانتے ہیں اور اس میں بھی کبھی تامل نہیں کرتے اور بہت ان کی مثل چوپایوں کے کھانے اور پینے ہی میں مصروف ہے اِنَّ رَبَّکَ تحقیق
پروردگار تیرا ھُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جاننے والا اور عالم تر ہے بِمَنْ ضَلَّ ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہوا اور بہک گیا ہے وہ عَنْ سَبِیْلِهٖ راہ
اس کی سے کہ وہ سیدھی راہ ہے وَھُوَ اَعْلَمُ اور وہ عالم تر ہے بِمَنِ اهْتَدٰی ساتھ اس شخص کے کہ راہ پائی ہے اس نے اور توفیق دی گئی ہے اور پھر [illegible]
سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور وہ ایمان لانیوالا ہے اور یہ ایمان لانیوالا ہے سب کو جانتا ہے تو ان کی طرف ایمان کے بلانا [illegible] اور شفقت [illegible]
ہم کو فرصت نہیں ہے اور تیرے اختیار میں نہیں ہے ہدایت ان کی سو تجھ پر تو فقط ہمارے حکم کا پہنچانا ہے اور [illegible] اور حکم کو ہمارے تو پہنچا بیشک
اور کہتے ہیں یہ آیت منسوخ ہے آیہ جہاد سے اور اخبار ہے کمال قدرت اور ملک کی فراخی کو بیان کرتا ہے وَلِلّٰهِ اور واسطے اللہ کے ہے مَا فِی
السَّمٰوٰتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے سب کا مالک اور خالق وہی ہے اور غرض ان کی پیدائش سے
عبادت اور طاعت ہے کہ ان کی عبادت میں مشغول ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس عبادت کرنیکی تکلیف دی اور سب کو ہی حکم دیا
لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ تاکہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ اَسَآءُوْا برا کیا ہے انہوں نے بِمَا عَمِلُوْا ساتھ عذاب کے کہ عمل کیا انہوں نے کہ وہ عذاب
اس موقع کا ہے وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا اور تاکہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ نیکی کی ہے انہوں نے بِالْحُسْنٰی ساتھ ثواب نیک کے کہ
وہ باغ ہیں بہشت کے اور تمہیں اس کی اور لیجزی الذین متعلق ہے من ضل عن سبیلہ سے بھی ہو سکتا ہے اور وللہ ما فی السموات وما فی الارض جملہ معترضہ ہو اور انہیں نیکی
کرنے والوں کی صفت فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ وہ لوگ ہیں کہ پرہیز کرتے ہیں کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ بڑے بڑے گناہوں سے اور بڑا گناہ وہ ہے کہ
جسکے واسطے وعدہ عذاب کا ہے یا شرع سے اس کی واسطے ایک حد مقرر ہوئی ہے اس گناہ سے وہ پرہیز کرتے ہیں وَالْفَوَاحِشَ اور فاحشوں یعنی نہایت قبیح گناہ
سے جو آدمی کی پرہیز کرتے ہیں مثل زنا کے کہ نہایت قبیح ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فحش مراد شرک سے ہے نعوذ باللہ اِلَّا اللَّمَمَ مگر گناہ صغیرہ کہ اگرچہ ان سے ہو
وہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کریں تو ان سے بخشا جاتا ہے اور عذاب اس پر نہیں ہوتا ہے اور یہ استثناء منقطع ہے اور الا یہ کہ الا یہاں غیر کے معنی میں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام
فرمایا کہ لمم وہ گناہ ہے کہ آدمی گناہ قریب ہوا اور اس سے استغفار کرے اور توبہ کرے اور بعضے کہتے ہیں لمم وہ گناہ ہے کہ جس پر حد مقرر نہیں کی ہے
اور بعضے کہتے ہیں وہ گناہ ہے کہ جو دل میں گذرا ہو اور ارادہ اس کے کرنیکا ہو لیکن نہ کیا ہو اور بعضے کہتے ہیں وہ مثل نظر کرنے اور بوسہ لینے کے ہے اور بعض علما ابن عباس سے
روایت لیتے ہیں کہ لمم وہ گناہ ہے کہ جو ایام جاہلیت میں یعنی ایام کفر میں اسلام سے پہلے کیا ہو اور سبب نازل ہونے اس آیت کا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں کو
کہتے تھے کہ تم ایام جاہلیت میں بہت گناہ کرتے ہو اور اب ہم کو ان گناہوں پر عیب کرتے ہو اور ان گناہوں کے عذاب سے ڈراتے ہو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی
کہ جو گناہ کہ ایام جاہلیت میں مسلمانوں نے کیا ہے وہ بخشا گیا ہے اور پھر ان کو عذاب نہ ہوگا اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ تحقیق پروردگار تیرا فراخ
بخشش والا ہے یعنی بہت بخشنے والا اور سب گناہان صغیرہ کو گناہان کبیرہ سے پرہیز کرنے سے بخش دیتا ہے اور گناہان کبیرہ کو توبہ کرنے سے بخشتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اس کی
رحمت اور مغفرت سے ناامید نہ ہو لیکن اس کے قہر اور غضب سے ڈرتا رہے اور رحمت پر تکیہ اور اعتماد کر کے گناہوں میں مشغول نہ ہو اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی سو سمجھے اسلام سے نا
میں اپنی پرہیزگاری اور تقویٰ پر بہت ناز کرتے تھے اور اپنے اعمال نیک کی لاف زنی میں رہتے تھے اور اپنی نماز اور روزہ اور حج اور جہاد کی تعریف کرتے تھے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

الربع

شیئا ولا اعوذ من اللہ انہا اخر ولا اجد من دونہ ملتحدا [illegible] اولیاء یعنی جس شخص کو بھی نہیں دیا تھا کہا تھا اس سے کہ خدا اس کا حال [illegible] کیا اسکو خبر نہیں پہنچی ہوگی جو ہیں
میں کیا جو ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں ہے اور وہ الا تزر وازرۃ یہ کہ نہیں اٹھاتا ہے کوئی اٹھانیوالا وزر اخری بوجھ گناہ
دوسرے نفس کا یعنی قیامت کے دن کوئی آدمی کسی کے گناہ کا کسی طرح مواخذہ نہیں ہوتا ہے جو شخص کہ گناہ کرتا ہے اسکو اسی گناہ کی سزا ہوتی ہے نہ دوسرے کو اور منقول ہے کہ حضرت نوح کے
زمانہ سے لیکر حضرت ابراہیم کے زمانہ تک اس زمانہ کے ظالم لوگوں کی یہ عادت تھی کہ باپ کو بیٹے کے گناہ میں اور بھائی کو بھائی کے گناہ میں اور غلام
کو آقا کے گناہ میں اور اسی طرح قرابت والوں کو قرابتی کے عوض میں کہ قاتل کے سزا دیتے تھے اور قصاص لیتے تھے اور جس وقت حق تعالیٰ نے ابراہیم پر صحیفے
نازل کئے تو اسمیں بیان کیا کہ ولا تزر وازرۃ وزر اخری تو جس وقت ابراہیم نے لوگوں کو اس عمل بد سے منع کیا وان لیس للانسان اور
یہ کہ نہیں ہے واسطے آدمی کے الا ما سعی مگر ثواب اسچیز کا کہ کوشش کی اسنے یعنی جیسے کہ کسی کو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑتے ہیں ایسے ہی ثواب کسی عمل
کا اسکے غیر کو نہیں دیتے یہ بات بھی کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کے ہے اور جس صورت میں ثواب کسی بندہ کے نیک عمل کا پہنچتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ نیت کرنیوالا اور
ثواب پہنچانیوالا نائب عامل کا ہوتا ہے سو یہ گویا خود عامل ہے باعتبار شرع کے جیسے وکیل کرنیوالا اور نائب کرنیوالا اور وکیل کا عمل اسی کا ہے نائب
ثواب پاتا ہے ایسے ہی میت ثواب پاتی ہے جو کوئی کہ واسطے اسکے بہ نیت عمل کی کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ دوسرے کے عمل سے ثواب پہنچنے کا حکم خاص واسطے
قوم ابراہیم اور موسیٰ کے ہے اور امت محمد صلعم دوسرے کی سعی کا بھی ثواب پاتے ہیں اور یہ بھی کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کے مذکور ہے وان
سعیہ اور تحقیق کوشش اپنی یعنی آدمی عمل اپنا کہ واسطے اسکے کی ہے سوف یری قریب ہے کہ دکھلایا جاویگا یعنی اعمال کے ترازو میں
نیز کے روز ثم یجزاہ پھر بدلا دیا جاویگا وہ اس سعی کا الجزاء الاوفی بدلا پورا موافق عمل کے اور الجزاء منصوب بنزع خافض ہے یعنی
بالجزاء الاوفی اور مفعول مطلق بھی ہوسکتا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عبداللہ طاہر کہ والی خراسان کا تھا اسنے حسین بن فضل کو طلب کیا
اور جسوقت وہ آیا تو اسنے کہا کہ مجھکو تین آیتیں قرآن کی نہایت مشکل معلوم ہوتی ہیں انکو حل کرنا چاہتا ہوں اول فاصبح من النادمین یعنی پس ہوگیا وہ
قابیل پشیمان ہونیوالوں میں سے اور جس وقت پشیمانی گناہ کے سبب سے شفیع مغفرت کا ہے چنانچہ الندم توبۃ اسپر دلالت کرتا ہے تو کس واسطے توبہ اسکی قبول نہوئی
اور مستحق مغفرت کا کیوں نہوا اور دوسری آیت وان لیس للانسان الا ما سعی میں فیضاعفہ اضعافا کثیرۃ یعنی خدا فرماتا ہے کہ
عمل سے چند در چند زیادہ دونگا اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بدلا موافق ہی عمل کے ملیگا اور زیادہ نہ ملیگا اور تیسری آیت کل یوم ہو فی شان
یعنی ہر دن وہ بیچ ایک شان کے اور بیچ امر کے اور مشغول ہونے اور ثابت کرنے اور مٹانے امر کے ہے اور یہ مخالف ہے حدیث کے کہ جف القلم بما ہو کائن یعنی
خشک ہوگیا قلم لکھنے سے جو چیز کہ ہونیوالی ہے اور جو کچھ ہونیوالا تھا سو قلم لکھ چکا اب نہیں ہوسکتا حسین بن فضل نے جواب دیا کہ ندامت قابیل
کی باعث قبول کی توبہ نہ تھی بلکہ اسکی ندامت لاش کے اٹھانے پر تھی اور یا یہ کہ اس شریعت میں ندامت سبب توبہ کی نہ تھی بلکہ یہ خاص واسطے امت محمد
کے ہے بسبب برکت خاتم الانبیاء کے اور وان لیس للانسان الا ما سعی موافق عدل کے فرمایا ہے اور مضاعف باعتبار فضل اور کرم کے ہے اور
مراد حدیث جف القلم بما ہو کائن سے یہ ہے کہ پہلے ازل کے روز حکم کیا اور تقدیر کے آئندہ کو مقرر کیا اور وقت ظاہر کرنے کا موافق مصلحت ہر روز
ہر وقت کے اور بعد اسکے موافق اسکے عمل کرتا ہے ہر وقت اور ہر ساعت قیامت تک اسیطرح کرتا جائیگا پس حدیث مخالف آیت کے نہوگی عبداللہ طاہر
نے یہ جواب بہت پسند کیا اور حسین بن فضل کی تعریف کی اور اسکے سر اور منہ پر بوسہ دیا اور بعضے اور طرح سے بھی جواب دیتے ہیں وان الی
ربک المنتہی اور تحقیق طرف پروردگار تیرے کی ہے انتہا اور رجوع تمام خلائق کی اور یہ بھی ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں ہے یعنی بعد منقطع
ہونے عمل کے خدا کیطرف پھرنا ہوگا تاکہ ہر ایک کو موافق عمل نیک اور بد کے جزا دیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جیسے کہ ابتدا خلقت
کی اسکی طرف سے ہے ایسے ہی نہایت باتوں کی بھی اسی سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ انتہا فکر کی طرف اسکی ہے یعنی جسوقت فکر ہر چیز کی فکر کرکے قدرت
رکھتی ہے لیکن جسوقت اس تک پہنچتی ہے تو حیران ہوتی ہے اور متحیر ہوجاتی ہے چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نہیں چاہئے فکر کرنا پروردگار میں اور

وہ فلاں وقت ہوگی اور جب کہ رسول خدا کو اس وقت پر کسی کو اطلاع نہیں ہے اور اے محمد یہ مشرکین کو خطاب ہے اور کہتا ہے کہ **أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ** کیا پس
اس بات سے اور سخن سے کہ وہ قرآن ہے **تَعْجَبُونَ** تعجب کرتے ہو تم از روئے انکار کے **وَتَضْحَكُونَ** اور ہنستے ہو تم استہزاء کرتے **وَلَا تَبْكُونَ**
اور نہیں روتے ہو تم خوف سے اس عذاب کے جس کا وعدہ مذکور ہے اور ان گناہوں کے جو تمہاری عبادت بھی ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد
حدیث سے وہ خبریں ہیں یعنی ان خبروں کو سنکر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اس خوف سے کہ کبھی پھر وہ واقع ہو جائے **وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ**
اور تم بازی کرنے والے ہو اور غفلت کرنے والے ہو اور منقول ہے کہ جس وقت قرآن پڑھا جاتا تھا تو مشرکین گانا شروع کرتے تھے تاکہ لوگ اسکے سننے سے باز رہیں اور حضرت
امام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل صفہ کہ وہ ہمارا … گریہ کی آواز … بلند ہوئی اور جس وقت رسول خدا نے آواز
انکے رونے کی سنی تو وہ روئے اور وہ جماعت بھی رونا شروع کیا اور رسول خدا نے فرمایا کہ دوزخ میں نہ جائیگا وہ شخص کہ خوف خدا سے دنیا میں رویا ہو اور بہشت میں
نہ جائیگا وہ شخص کہ جو خدا کی … مگر ہو … اور اگر تم گناہ نہ کرو تو خدا تعالیٰ ایک قوم پیدا کرے گا کہ وہ گناہ کریں اس سبب سے کہ گریہ
… گناہ … ان کو بخشے اور بہشت میں … اور منقول ہے کہ … یہ آیت نازل ہوئی … رسول خدا کو … خنداں نہ دیکھا اور …
خشوع اور خضوع جو موجب … گنہگاری کا عذاب ہے … اسکے بعد سجدہ کا حکم دیا … اور فرمایا ہے کہ
فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا پس سجدہ کرو تم خاص خدا کے لئے اور پرستش کرو … اور ابن عباس …
اس آیت کے سجدہ کیا اور … ایک سجدہ واجب ہے اور یہ سورہ چار سورہ … میں سے ہے **سُورَةُ الْقَمَرِ** مکی ہے اور …
آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ اقتربت کو پڑھے خدا تعالیٰ اسکو قبر سے … بہشت کے ناقوں پر سوار کرکے …
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ منقول ہے کہ کفار قریش نے رسول خدا سے معجزہ طلب کیا حضرت نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور … یہ آیت نازل ہوئی
اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ نزدیک ہوئی قیامت **وَانْشَقَّ الْقَمَرُ** اور شق ہو گیا چاند اور قیامت کو ساعت … فرمایا ہے کہ وہ ایک ساعت
کی درازی میں قائم ہو جائیگی اور چاند کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہونا قیامت کے نزدیک ہونے کی علامت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ چاند … قیامت
میں ہوگا اور یہی مراد ہو … حق تعالیٰ کے قول سے اور حضرت کے زمانہ میں چاند کے ٹکڑے نہیں ہوئے لیکن یہ قول باوجود قلیل اور نادر ہونے کے اسکا قائل …
ضعیف ہے … کہ دو ٹکڑے ہونا چاند کا … حضرت کے متواترات سے ہے اور اکثر صحابہ اور تابعین نے اسکو نقل کیا مثل ابن مسعود اور انس بن مالک
اور حذیفہ بن الیمان اور ابن عمر اور ابن عباس اور جبیر بن مطعم اور روایات اہلبیت … دلالت کرتی ہیں اور مفسرین کا بلکہ کل اہل اسلام کا اجماع
اور … مخالف کا قول شمار میں نہیں ہے … کہ مشہور ہونا شق قمر کا درمیان … اسکی مخالفت کے قول کو رد کرتا ہے اور ابن عباس سے
روایت ہے کہ مشرکین رسول خدا کی خدمت میں جمع ہوئے اور کہا کہ اگر تو سچا ہے تو چاند کو دو ٹکڑے کر دے پس … رسول خدا نے کہ اگر میں چاند کو ٹکڑے
کر دوں تو تم ایمان لاؤ گے سب نے کہا کہ ہم ایمان لائینگے اور وہ رات چودھویں تھی کہ جس میں چاند پورا اور کامل تھا پس رسول خدا نے پروردگار سے سوال کیا
چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا خدا تعالیٰ نے چاند کو حضرت کے حکم میں کیا حضرت نے اپنی انگلی سے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور … آواز دی …
اور … گواہ ہو تم اور بعد اسکے کفار نے کہا کہ محمد نے ہم پر جادو کیا ہے اور منقول ہے کہ ابو جہل … ایک شب … رسول خدا کے پاس آیا اور وہ چودھویں
شب تھی ابو جہل نے کہا کہ اے محمد … معجزہ دکھلا ورنہ تیرا سر تلوار سے قلم کر دونگا حضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے ابو جہل … پوچھا کہ وہ کون سا
… کہ آدمی کی قدرت سے باہر ہے اور آدمی اسکو نہیں کر سکتا … اپنے … کہتا تھا … کیا پوچھوں …
اور جو کچھ … سوال کرتا ہوں … جادو کی قوت … دکھلاتا ہے کہ … چاند کے ٹکڑے کر دے … کہ جادو آسمان پر اثر نہیں … اور جادو گر …
نہیں ہے اگر چاند کے ٹکڑے کرنے سے وہ عاجز ہو جائیگا تو اسکو قتل کر ابو جہل نے کہا کہ اے محمد ہمارے واسطے چاند کے ٹکڑے کر اپنی انگلی …
کیطرف اشارہ کیا وہ دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو اسی جگہ پر قائم رہا اور دوسرا ٹکڑا جدا ہو کر … جا ٹھیرا ابو جہل نے کہا کہ ان دونوں ٹکڑوں کو …

طوفان سے ہلاک کیا چنانچہ فرماتا ہے **ففتحنا ابواب السماء** پس کھول دیئے ہم نے دروازے آسمان کے واسطے عذاب کے اور ابوجعفر اور ابن عامر اور یعقوب نے فتحنا کو مشدد پڑھا ہے باب تفعیل سے یعنی پس کثرت سے کھول دیئے ہم نے دروازے آسمان کے واسطے عذاب کے قوم نوح کے **بماء منہمر** ساتھ پانی بہت گرنیوالے کے یعنی آسمان سے پانی کا گرنا نہایت کثرت اور شدت سے تھا اور منقول ہے کہ چالیس رات اور دن برابر آسمان سے پانی گرتا تھا جیسے کہ دریا جاری ہوتا اور پہلے اس عرصہ میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا **وفجرنا الارض** اور جاری کیا ہم نے زمین کو **عیونا** باعتبار چشموں کے یعنی ایسا واقع ہوا یعنی زمین کی سب جگہ سے پانی نکلنے لگے اور فجرنا عیون الارض تھا اور اس طرح مبالغہ کی راہ سے فرماتا ہے کہ گویا تمام زمین چشمے بنکر جاری ہوئی اور تمام زمین سے پانی نکلنے لگا **فالتقی الماء** پس ملگیا پانی زمین کا آسمان کے پانی سے **علی امر قد قدر** اوپر حال کے کہ تحقیق اندازہ کیا گیا تھا یعنی اس طرح سے کہ خدا تعالیٰ نے ازل کے روز اندازہ اور تقدیر کی تھی اور مشیت اسکی متعلق ہوئی تھی بدون فرق کے اور یا یہ کہ آسمان سے پانی نازل ہوا اُس قدر کہ جسقدر زمین سے باہر آئی اور حضرت موفق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے کہ نہیں نازل ہوتا آسمان سے بارش مگر قطرہ کے شمار سے گنے ہوئے ہیں لیکن بروز طوفان نوح جو پانی آسمان سے نازل ہوا تھا اسکا شمار نہ تھا وہ حساب سے خارج تھا سوائے اسکے کہ آپ نے بیان فرمایا اور ہر ایک دن بارش نازل ہوا تھا **وحملناہ** اور اٹھایا ہم نے نوح کو یعنی سوار کیا ہم نے اسکو مع مومنین کے جو کہ اس پر ایمان لائے تھے **علی ذات الواح** اوپر کشتی صاحب تختوں کے **ودسر** اور صاحب میخوں کے یعنی وہ کشتی تختوں اور میخوں سے بنی ہوئی تھی اور ہم نے اسکو سوار کیا اور وہ کشتی **تجری** چلتی تھی **باعیننا** ساتھ نگہداشت ہماری کے یا ساتھ نگہبانی اولیا ہمارے کہ وہ ملائکہ تھے موکل اس کشتی کے اور تحقیق عیننا کی سورۂ طور میں گذر گئی ہے حاصل یہ کہ نوح کو مع مومنین کشتی پر ہم نے سوار کیا **جزاء** واسطے بدلہ اور ثواب کے **لمن کان کفر** واسطے اس شخص کے کہ کفر کیا گیا تھا اور وہ نوح تھا کہ اسکی ساتھ کفر کیا گیا تھا اور وجود فی الحقیقۃ اسکی قوم نے اسکا کفر کیا تھا اور اسکی نبوت کا انکار کیا تھا اور اسکا انکار اس سے چھپایا کیا تھا اور خدا کا کفر کیا تھا اور منقول ہے کہ تمام سب کفار طوفان سے ہلاک ہوگئے مگر عوج بن عنق کہ پانی اسکی کمر تک آیا تھا اور عوج بن عنق غلط مشہور ہے اسواسطے کہ اسکے باپ کا نام عوق تھا عنق اور وہ حضرت آدم کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور حضرت موسیٰ کے زمانہ تک زندہ رہا اور عمر اسکی تین ہزار پانسو برس کی ہوئی تھی حضرت موسیٰ نے اسکے ٹخنے پر عصا مارا تھا کہ اسکی صدمہ سے گر پڑا اور مر گیا اور کہتے ہیں کہ سبب اسکی نجات کا طوفان سے یہ تھا کہ وہ کشتی کے واسطے شام سے لکڑیاں لایا تھا **ولقد ترکناھا** اور البتہ تحقیق باقی چھوڑا ہے ہم نے اس قصہ کو کہ وہ اسی ضمن میں ہے کہ ہلاکت کفار کو اور نجات مومنین **آیۃ** ایک نشانی درمیان آدمیوں کے کہ اس سے نصیحت پکڑیں اور کہتے ہیں کہ وہ کشتی ہمارے پیغمبر کے زمانہ تک باقی رہی تھی اور آدمی اسکو دیکھکر نصیحت پکڑتے تھے اور اسکی لکڑیوں سے بہت کشتیاں بنائیں **فہل من مدکر** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا کہ اس سے نصیحت پکڑے **فکیف کان** پس کیونکر تھا **عذابی** عذاب میرا دنیا میں کہ سب کو طوفان سے ہلاک کیا **ونذر** اور ڈرانا میرا یا بہت ڈرانیوالے میرے قوم نوح کو عذاب سے زبانی پیغمبر کے انکو اطلاع کرکے عذاب کے نازل ہونے پہلے یا ڈرانا میرا عذاب انکے سے اس جماعت کو کہ بعد انکے ہوئی **ولقد یسرنا القرآن** اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو حسن بیان اور ظہور دلائل میں **للذکر** واسطے نصیحت پکڑنے کی تاکہ اس طرح کی نصیحتیں ہوا اور یا آسان کیا ہے ہم نے واسطے یاد کرنیکے کہ الفاظ اسکے نہایت شیریں اور با معنی ہیں جلدی یاد ہوجاتے ہیں **فہل من مدکر** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا کہ اس سے نصیحت پکڑے اور اس آیت کو خدا تعالیٰ نے اس سورہ میں مکرر کئی جگہ ذکر کیا ہے تاکہ اطلاع ہو ہر طرف اس امر سے کہ جھٹلانا ہر پیغمبر کا موجب نازل ہونے عذاب کا ہے اور سننا ہر قصہ قرآن کا موجب نصیحت پکڑنے کا اور باعث غفلت سے بیدار ہونیکا ہے تاکہ نسیان اور غفلت غالب نہ ہو اور یہی حال فبای آلاء ربکما تکذبان اور ویل یومئذ للمکذبین کا ہے اور اب عاد کے قصہ کو بیان کرتا ہے **کذبت عاد** جھٹلایا عاد کی قوم نے ہود پیغمبر کو **فکیف کان** پس کیونکر تھا **عذابی** عذاب میرا انکو ہوا ایسا ہی **ونذر** اور ڈرانا میرا انکو عذاب سے زبانی پیغمبر کے یا انکے عذاب کے ڈرانا اس جماعت کا کہ بعد انکے تھی اور بعد اسکے عذاب کی تفصیل بیان کرتا ہے اپنے قول میں **انا ارسلنا علیھم** تحقیق کہ ہم نے بھیجا اوپر ان عاد والوں کے **ریحا صرصرا** ہوا سخت آواز والی کہ آواز اسکی نہایت ہولناک تھی اس ہوا کو بھیجا **فی یوم نحس** بیچ دن نحس **مستمر** ہمیشہ رہنے والے کے کہ ہمیشہ رہی تھی نحوست اسکی ان پر

ہو جاوے کہ سبب اُنکو عذاب کا کیا تھا اور فتنہ مفعول لہ واقع ہوا ہے اور بعد نکالنے اونٹنی کے پتھر سے حضرت صالح کی طرف خطاب کیا کہ فَارْتَقِبْهُمْ پس انتظار کر تو
انکا اے صالح اور دیکھ ہو کہ وہ اونٹنی کے ساتھ کیا کرتے ہیں وَاصْطَبِرْ اور صبر کر تو انکی آزار دینے پر اور انکو عذاب کی جلدی مت کر پہلے اسکے وقت مقرر
ہو گزرے وَنَبِّئْهُمْ اور خبر کر تو انکو یعنی آگاہ کر کہ أَنَّ الْمَاءَ تحقیق پانی چشمہ کا قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ تقسیم کیا گیا ہے درمیان انکے یعنی انکو اور
اونٹنی کے کہ ایک روز تو وہ لوگ اور انکی مواشی پیویں اور ایک روز وہ اونٹنی فقط پیوے كُلُّ شِرْبٍ ہر حصہ پینے کا اس پانی میں سے مُحْتَضَرٌ حاضر کیا گیا ہے
حصہ والے کے پاس یعنی وہ لوگ اور اونٹنی اپنی نوبت کے روز حاضر ہوویں اور اسکو پی جاویں اور وہ دوسری کی نوبت میں حاضر نہوویں اور وہ اونٹنی جسقدر پانی پیتی تھی اُتنا
دودھ دیتی تھی اُن لوگوں کو دودھ کی کثرت کی جہت سے انکو احتیاج نہوتی تھی پانی کی جگہ اسی دودھ کو پیتے تھے اور اس تقسیم اور بات سے انکو کسیطرح کا ضرر نتھا
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ پس پکارا وہ اپنا ساتھی کو وہ قیدار بن سالف تھا اور طلب کیا اسکو بیچ قتل اونٹنی کے فَتَعَاطَى پس لیا اُس قیدار نے تلوار اپنی کو اور مارا اُس
اونٹنی کو رستہ میں اسکی تاک میں بیٹھا اور جس وقت اونٹنی اُسکی طرف آئی فَعَقَرَ پس پاؤں کاٹے اُسکو اور پہلے اس کے گزر گیا ہے کہ باعث اونٹنی کے قتل ہونے کے
دو عورتیں تھیں عنیزہ اور صدوق اور سبب یہ ہوا کہ صدوق نے اپنے چچا کے بیٹے مصدع بن دہر کو اپنے وصال کا وعدہ دیا تھا اور عنیزہ نے ایک دختر اپنی نامزد
قیدار کے کی تھی وہ دونوں اونٹنی کی رستہ میں بیٹھ گئے اور جسوقت اونٹنی پانی پیکر پھری تو اول مصدع کی طرف پہنچی اُس نے ایک تیر مارا کہ اس تیر سے اونٹنی کے پاؤں
ٹوٹ گئے اور قیدار نے اپنی جگہ سے اُٹھکر اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور جسوقت اونٹنی زخم کے صدمہ سے گر پڑی تب تمام اونٹنی کے ٹکڑے کر کے لوگوں میں تقسیم کئے اور بچہ اُسکا کوہ صنوبر پر
چلا گیا وہاں پکارا اور وہیں آسمان کو چلا گیا اور بعد تین روز کے پھر عذاب نازل ہوا فَكَيْفَ پس کیسا ہوا كَانَ عَذَابِي تھا عذاب میرا اور ڈرانا میرا
قوم ثمود کو إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ تحقیق بھیجا ہمنے اوپر ان لوگوں کے صَيْحَةً وَاحِدَةً چیخ ایک کہ وہ آواز جبرئیل کی تھی فَكَانُوا پس ہو گئے
لوگ قوم صالح کے اس آواز کے صدمہ سے كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ مانند درخت خشک شکستہ ریزہ ریزہ کے جیسے کوئی واسطے بنانے حظیرہ کے گھاس جمع کرتا ہے
اور جمع کرنے کے پیچھے اُسکی گرمی لگتا ہے پکر کیونکر ہو کہ گھاس کو اُسنے خلاصہ یہ کہ وہ لوگ بعد ہلاک ہونیکے ریزہ ریزہ اور چور چور ہو گئے مانند گھاس خشک کے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
الْقُرْآنَ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو لِلذِّكْرِ واسطے نصیحت پکڑنے کے یا حفظ کرنیکے فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا
کہ اس سے نصیحت پکڑے كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ جھٹلایا قوم لوط نے لوط کو اور تکذیب کی بِالنُّذُرِ ساتھ ڈرانیکے اور انکی نصیحت کے یعنی جو انکو عذاب سے
ڈراتا تھا اُسکو جھٹلایا انہوں نے إِنَّا أَرْسَلْنَا تحقیق ہمنے بھیجا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اوپر انکے ہوا پتھر برسانے والی کہ پتھر انپر برستے تھے یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے وہ إِلَّا
آلَ لُوطٍ مگر لوگ لوط کے جو کہ انپر ایمان لائے تھے وہ محفوظ رہے اس پتھروں کے برسنے سے اور وہ لوط کی بیٹیاں تھیں اور شوہر انکے تھے نَجَّيْنَاهُمْ نجات
دی ہمنے انکو اس عذاب سے بِسَحَرٍ بیچ وقت صبح کے اور وہ چھٹا حصہ رات کا تھا آخر شب میں کہ قوم لوط پر عذاب اسیوقت نازل ہوا اور لوط کے لوگ جو کہ
مومن تھے بچے رہے نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا واسطے انعام کے نزدیک ہمارے سے اور نعمة مفعول لہ واقع ہوا ہے كَذَٰلِكَ ایسی ہی یعنی جیسے انعام کیا ہمنے لوط پر اور اُسکے بیٹوں پر
نَجْزِي جزا دیتے ہیں ہم مَنْ شَكَرَ اس شخص کو کہ شکر کرے ہماری نعمتوں کا کہ وہ سمجھا ہو منعم ہمکو اور کنارہ کرتا ہو اور انپر ایمان لاتا ہو وہ اور اُسکی فرمانبرداری کو قبول
کرے وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ اور البتہ تحقیق ڈرایا لوط نے انکو بَطْشَتَنَا سخت پکڑنے ہماری یعنی عذاب سے فَتَمَارَوْا پس شک کیا انہوں نے
بِالنُّذُرِ ساتھ ڈرانیکے یعنی جو عذاب سے انکو ڈرایا تھا اُسکا انہوں نے یقین کیا وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ اور البتہ تحقیق طلب کیا وہ اُس لوط سے
عَنْ ضَيْفِهِ مہمانوں اُسکے سے یعنی اُسکے مہمان کہ وہ ملائکہ تھے اور خوبصورت لڑکوں کی شکل بنکر آئے تھے انکو لوط سے طلب کیا اور کہا کہ تو ان مہمانوں کو ہمارے
حوالہ کر اور لوط نے انکو دینے سے انکار کیا اور اس امر میں بہت گفتگو درمیان ہوئی آخر کو وہ لوگ دروازہ کو توڑ کر مکان کے اندر داخل ہوئے اور جس جگہ وہ
ملائکہ تھے وہاں چلے آئے خدا فرماتا ہے کہ فَطَمَسْنَا پس مٹا دیا ہمنے أَعْيُنَهُمْ آنکھوں انکی کو کہ منہ کو انکے برابر کر دیا گویا کہ انکے چہرہ پر کبھی نہوئی تھیں
یعنی جبرئیل نے پر اپنا انکے منہ پر مارا آنکھیں انکی بالکل جاتی رہیں اور نشان انکا چہرہ پر باقی نرہا پس وہ اندھے ہو کر حیران ہو کر گھر سے نکلتے اور باہر آئے اور فریاد
کرتے تھے کہ لوط جادوگر ہے کہ قوم کو اپنی گھر میں لایا ہے اور ہمکو جادو سے اندھا کر دیا اور خدا فرماتا ہے کہ کہا ہمنے انکو زبانی فرشتوں کے کہ فَذُوقُوا عَذَابِي پس چکھو تم

جو چیز پیدا کی ہے وہ اندازہ کے ساتھ ہوا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے یہانتک کہ بندوں کے افعال بھی اسی نے پیدا کیے ہیں اور کل شیء منصوب
فعل مقدر سے ہے کہ تفسیر کرتا ہے اسکی خلقناہ کہ بعد اسکے مذکور ہے یعنی خلقنا کل شیء اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیتیں ان المجرمین سے خلقناہ بقدر
تک فرقہ قدریہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور فرمایا ہے کہ قدریہ مجوس اس امت کے ہیں اور وہ فرقہ وہ ہے کہ جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا صادر کرنیوالا مستقل ہے اور
ہر طرح سے بندہ قدرت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو بندہ کے افعال میں کسی طرح کا تعلق اور لگاؤ نہیں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ **وما امرنا** نہیں ہے حکم ہمارا کسی چیز کے پیدا کرنے
کا جسکو ہم پیدا کرنا چاہیں **الا واحدۃ** مگر ایک کلمہ کہ وہ کلمہ کن ہے یعنی جس وقت ہم کسی چیز کو کہا کہ ہو جا تو وہ اسی وقت بدون دیر اور ڈھیل کے ہو جاتی ہے
کلمح بالبصر مانند جھپکنے کے ساتھ آنکھ کے کہ آنکھ کے جھپکنے میں کچھ دیر نہیں لگتی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس سے واقع ہونا قیامت کا ہے یعنی
اگر ہم چاہیں تو قیامت ایک لحظہ میں آئے بلکہ اس سے بھی کم میں **ولقد اهلکنا** اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہے ہم نے پہلے زمانوں میں **اشیاعکم**
گروہوں ہم مذہبوں تمہارے کو کفر اور عناد میں مثل تمہارے کفر کے **فهل من مدکر** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے تاکہ انکا حال سنکر نصیحت پکڑے
وکل شیء فعلوہ اور جو چیز کہ کیا ہے انہوں نے یعنی جو کچھ کہ کیا ہے کفار نے وہ لکھا ہوا ہے **فی الزبر** بیچ کتابوں کے یعنی انکے اعمال ناموں میں یا جو کچھ
وہ کرتے ہیں سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور اس بہر کتاب کی لوح محفوظ ہے … اسکو زبر فرمایا جمع کا صیغہ اور لوح محفوظ ایک چیز ہے **وکل صغیر وکبیر**
اور ہر چھوٹا اور بڑا فعل کہ بندوں سے صادر ہوا ہے اور آئندہ کو صادر ہوگا وہ سب **مستطر** لکھا ہوا ہے لوح محفوظ میں خواہ نیک ہو خواہ بد ہو اور موافق اسکے جزا
پاوینگے اور بعد بیان کرنے حال کفار کے متقیوں اور پرہیزگاروں کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **ان المتقین** تحقیق پرہیزگار جو دنیا میں شرک اور کفر اور
گناہوں سے **فی جنات** بیچ بہشتوں کے ہونگے **ونهر** اور نہروں کے اور نہر کا لفظ اگرچہ مفرد آیا ہے مگر مراد اس سے جنس نہر کی ہے اور وہ دودھ اور شراب اور
شہد اور پانی کی ہونگی اور بعضے نہر کو نہار سے مشتق کر کے فراخی اور روشنی کے معنی میں کہتے ہیں یعنی پرہیزگار آدمی بہشتوں میں ہونگے اور روشنی میں اور فراخی مکان میں
فی مقعد صدق بیچ مجلس حق اور راست کے اور مکان پسندیدہ کہ جسمیں لغو اور بیہودگی اور گناہ کی طرف منسوب کرنا نہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
حق تعالیٰ نے اس مکان کو صدق فرمایا ہے اور صدق کا لفظ اسکا وصف بیان کیا ہے پس سوائے صدق اور سچے لوگوں کے اسمیں کوئی داخل نہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مکان
وہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسجگہ اپنے وعدہ کو راست کریگا جو کہ اپنے دوستوں سے کیا تھا کہ اگر تم اعمال نیک کروگے تو تمکو میں بہشت میں داخل کرونگا اسی وعدہ کے موافق پرہیزگار آدمی
بہشت میں ہونگے **عند ملیک** نزدیک بادشاہ کے کہ پوشیدہ ہے جمیع خلقت سے ملک اسکا اور تمام فعل و حکم اسکی بادشاہی کے عاجز ہیں **مقتدر** صاحب قدرت اور قوت
رکھنے والا اس طرح سے کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسکی قدرت اور ملک سے باہر ہو پس دیکھو وہ اس اور کونسا مرتبہ بزرگ ہوگا کہ جو انکو مرتبہ ہے فضل اور اعلیٰ ہو اور قرب سے مراد
نزدیک ہونا خدا سے باعتبار مرتبہ کے ہے نہ باعتبار مکان کے پس پرہیزگار آدمی ہمیشہ خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہونگے کہ ہمیشہ انپر رحمت پروردگار کی نازل ہوتی رہیگی اور کہتے ہیں کہ
وہ ہیں کہ مرتبہ انکا مرتبہ مقربین صدیق سے کم ہوگا وہ ہر روز ایکبار جمع ہوا کرینگے اور قرآن کو سنکر اور لذت پاکر پھر اپنے مکانوں کو چلے جاوینگے اور منقول ہے کہ ایکروز حضرت
موسیٰ مناجات کیواسطے جاتے تھے اور ایک کھنڈر کے دروازہ پر پہنچے تو آواز رونیکی اور آہ و نالہ کی سنی جس وقت نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک درویش برہنہ خاک پر پڑا ہوا ہے
اور ایک اینٹ اسکے سر کے نیچے رکھی ہے اور ایک کپڑے سے کہ وہ مثل ٹاٹ کے تھا اپنے سر کو پوشیدہ کیا ہے اور سوا اسکے اور کچھ کپڑا بدن پر نہیں ہے اور نالہ کرتا ہے اور
نالہ میں یہ کہتا تھا حضرت موسیٰ اسکے پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا ہوا کہتا تھا کہ اے الہی میری تنہائی کو دیکھتا ہے اور میرے فقر اور فاقہ کو تو جانتا ہے حضرت موسیٰ
یہ سنکر مناجات کیواسطے چلے گئے اور بعد مناجات ارادہ پھرنیکا کیا تو خطاب پہنچا پروردگار کا کہ اے موسیٰ تو نے پیغام اس فقیر کا ہمکو کیوں نہیں پہنچایا تو حال اسکا سب
کیوں نہیں عرض کیا موسیٰ نے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ وہ اپنی تنہائی اور وحشت کا ذکر کرتا تھا اور شکایت اپنے فقر اور فاقہ کی کرتا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اسکو
میرا سلام پہنچا اور کہہ تو تنہا نہیں ہے بلکہ خداوند عالم تیرے ساتھ ہے … اور تو فقیر نہیں ہے … حضرت موسیٰ وہاں سے اس
درویش کے پاس آئے اور اسکے سرہانے بیٹھے اور پیغام خدا کا اسکو پہنچایا اس درویش نے کہا کہ اے کلیم بہتر ہے اسقدر صبر کہ خدا میری بات کو سنے اور میرے کلام کا جواب دیں پس موسیٰ
اور کہا موسیٰ بنی اسرائیل کے پاس آئے تاکہ اسکو جا کر دفن کریں پس جس وقت اس ویرانہ میں حضرت موسیٰ پھر آئے تو وہ اینٹ کہ اسکے زیر سر رکھی تھی اور وہ ٹکڑا ٹاٹ کا کہ جو سر پر رکھا تھا وہ

کہتے ہیں کہ مراد انسان سے جنس انسان ہے یعنی ہر ایک آدمی عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ سکھلایا اُس آدمی کو بیان یعنی واضح کرنا اپنے ما فی الضمیر کا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
کہ بیان اسم اعظم ہے کہ جس سے ہر چیز جانی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ مراد انسان سے محمد صلعم ہے سکھلایا بیان یعنی پیدا کیا محمد کو اور سکھلایا اسکو بیان یعنی جو کچھ
ہو چکا اور جو کچھ ہوویگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے آدم ہے کہ سکھلایا آدم کو سب کا بیان یعنی گویائی اور خط اور کتابت اور سمجھنا اور سمجھانا تاکہ جانے کہ
کیا لیتا ہے اور کیا اسکو کہنا چاہئے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا تعالی نے آدم کو پیدا کیا اور تمام ہر چیز کا نام اسکو سکھلایا اور منقول ہے کہ آدم سات لاکھ لغتیں بولتے
تھے اور عربی بہت زیادہ تھی اور منقول ہے کہ بیان اسم اعظم ہے کہ آدم نے اسکے سکھانے کی وجہ سے ہر چیز کو جانا اور ان چیزوں میں حرف ع اسم اعظم کا نہیں آیا
… الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آفتاب اور مہتاب چلتے ہیں آسمان پر جو ہیں بِحُسْبَانٍ ساتھ
ایک حساب اندازہ … حسبان … یعنی … نقصان اور یا جمع حساب کی ہے جیسے شہبان جمع شہاب کی ہے اور فعل کا
محذوف ہے اور اسکے حذف پر کلام دلالت کرتا ہے خلاصہ یہ کہ آفتاب اور مہتاب ایک حساب مقرر سے چلتے ہیں اُس میں کسی طرح کا فرق نہیں ہوتا ہے پس آفتاب سب …
… کرتا ہے اور مہتاب … ذکر آفتاب اور مہتاب کا … پہچانی جاتی ہیں اور سال
اور ماہ اور اوقات سب انہیں سے معلوم ہوتے ہیں اور رات اور دن انکی حرکت سے ہے اور منقول ہے کہ آفتاب چہار ہزار … کا طول اور ویسا ہی عرض … اور مہتاب
چالیس فرسخ کا اور آفتاب کے ظاہر میں لکھا ہوا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خلق الشمس بقدرته واجراہا بامرہ اور باطن میں اسکے لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ رضاه کلام وغضبه کلام
یعنی مراد یہ ہے کہ کلام خدا کا رضی ہوا … رحم کرو اور اسی کلام کے موافق غضب کرو اور عذاب یعنی خداوندی کا رحم اور غضب اور رضا … موافق ارادہ الہی کے
اور چاند کے ظاہر میں لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خالق القمر وخلق الظلمات والنور اور اسکے باطن میں لکھا ہے کہ خلق اللہ الخیر والشر بقدرته فطوبی لمن اجری اللہ
الخیر علی یدہ وویل لمن اجری الشر علی یدہ مراد یہ ہے کہ پیدا کیا خدا نے قدرت سے خیر اور شر کو اور آلات خیر و شر کو اور نفس … خوشحال اس شخص کا ہے کہ لطف
الہی اسکے شامل حال ہے کہ وہ فعل خیر میں مشغول ہے اور … اس شخص کہ جسکو حال … وہ اختیار کرے … شر کا ہے اور بعد اسکے دوسری نعمت کے ذکر فرماتا ہے
وَالنَّجْمُ اور درخت بیل الائچی جسکی شاخیں زمین پر چلتی ہیں وَالشَّجَرُ اور درخت جسکی شاخیں اوپر کو جاتی ہیں يَسْجُدَانِ
سجدہ کرتے ہیں وہ دونوں اپنے خدا کو یعنی اسکی حکم برداری کرتے ہیں اپنی رغبت اور خوشی سے اُس امر میں کہ جسکے واسطے وہ پیدا ہوئے ہیں اور ہرگز اسکے حکم سے سرکشی
نہیں کرتے ہیں اور جیسے سجدہ کرنیوالا حکم برداری کرتا ہے … انکا حال … اور بعضے کہتے ہیں …
ہے کہ ہم اُس سے خبر نہیں رکھتے جیسے کہ انکی تسبیح کو ہم نہیں جانتے چنانچہ خدا فرماتا ہے ولکن لا تفقہون تسبیحهم یعنی اور لیکن نہیں سمجھتے ہو تم تسبیح انکی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
نجم سے ستارے ہیں اور سجدہ انکا طلوع کرنا انکا ہے وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا اور آسمان کو بلند کیا اسکو زمین سے کہ زمین سے پانسو برس کی راہ کے برابر دوری اور
فاصلہ رکھا ہے اور یہ اشارہ ہے اُسکی کمال قدرت اور بلندی شان کیطرف وَوَضَعَ اور رکھی درمیان آدمیوں کے الْمِيزَانَ ترازو کہ جس سے مقدار
کی معلوم کریں مثل ترازو اور پیمانہ اور سوا اسکے جس سے کہ مقدار شی کی معلوم ہوتی ہو اور یہ واسطے عدل کے ہے کہ ہر ایک شخص اپنا حق پورا لیتا ہے اور نقصان کسی
حق کا نہ ہو اور یہ امر سبب انتظام عالم کا ہے اور اگر عدل نہ ہو اور لوگوں کی کمی اور زیادتی ہر چیز کی ہوتی رہے تو باعث بے انتظامی اور فساد کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ …
… اور میزان یعنی عدل یعنی خدا تعالی نے حکم کیا ہے عدالت کا … جیسے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے آسمان و زمین عدل سے قائم ہیں خلاصہ یہ کہ خدا تعالی
ترازو بھی … أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ اسواسطے کہ حد سے نہ گزرو تم بیچ ترازو کے یعنی عدل و انصاف سے نہ گزر جاؤ تم اور راستی اور درستی کے ساتھ معاملہ
کرو تم اور ان لا تطغوا کا اول میں لام علت کا محذوف ہے یعنی لان لا تطغوا اور یہ نفی … کے معنی میں ہے غرض اس حکم سے یہ ہے کہ آپس میں معاملہ عدل اور انصاف کرتے رہو اور …
زیادہ … تاکید فرماتا ہے وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ اور قائم کرو تم وزن اور تولنے کو بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے ترازو کی ڈنڈی کو
دونوں … وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ اور نہ کم کرو تم ترازو کو بلکہ برابر ہو … کہ وہ اسی لئے بنائی گئی ہے کہ …
… اگر چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریں حاصل یہ ہے کہ تولنے میں کمی اور زیادتی نہ کرے اور غرض

اور کشاف میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی پوچھے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ مجھکو ایک روز کی مہلت دیجئے تاکہ معنی اسکے بیان کروں بادشاہ نے کہا اچھا
پس وہ مہلت لی اور بہت رنجیدہ اور متفکر ہو کر اپنے گھر میں آیا اور اسکے غلاموں میں ایک غلام حبشی تھا اس نے اپنے آقا کو دلتنگ دیکھا تو پوچھا کہ کس چیز نے تمکو دلتنگ کیا ہے
اسکو آقا نے اسکی طرف سے منہ کو پھیر لیا اور کچھ جواب اسکو نہ دیا اس غلام نے کہا کہ اے آقا شاید کہ میری فرح اور خوشی کا سبب یہی ہو جاوے وزیر نے اس غلام سے سب
حال بیان کیا غلام نے کہا کہ تو بادشاہ کے پاس جا کر یہ بیان کر کہ میرا ایک غلام اس آیت کی تفسیر جانتا ہے وزیر نے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے اسکو حاضر ہونیکا حکم
دیا وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے اس غلام سے پوچھا کہ خدا ہر روز کس کام میں ہے غلام نے عرض کی کہ اے بادشاہ شان خدا کی یہ ہے کہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے
دن کو رات میں اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور شفا دیتا ہے بیمار کو اور بیمار ڈالتا ہے صحیح اور سلامت کو اور محتاج کرتا ہے دولتمند کو اور
دولتمند کرتا ہے محتاج کو اور ذلیل کرتا ہے عزت دار کو اور عزت دیتا ہے ذلیل اور خوار کو بادشاہ نے سنکر کہا کہ اے غلام تو نے خوب جواب دیا اور بعد اسکے فرمایا کہ وزیر کے لباس کو
بدن سے اتار کر اس غلام کو پہناؤ اور منصب وزارت کا اس غلام کو عطا کیا غلام نے کہا کہ یہی شان پروردگار کا ہے **فبای آلاء ربکما** پس ساتھ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے **تکذبان** جھٹلاتے ہو تم اور انکار کرتے ہو **سنفرغ** قریب ہے کہ فارغ ہوویں ہم سب کاموں سے اور اہل کوفہ نے سوا حمزہ
کے سیفرغ پڑھا ہے یا سے غائب کا صیغہ یعنی فارغ ہووے گا خدا سب کاموں سے **لکم** واسطے حساب تمہارے کے اور جزا تمہاری کے قیامت کے دن اور اس روز اسکا
کوئی کام نہ رہیگا سوا حساب اور جزا دینے بندوں کی اور یہ خدا تعالیٰ نے واسطے تنبیہ اور ڈرانے کے فرمایا ہے اور مقصود فارغ ہونے اور کاموں سے یہ ہے کہ اس دن حساب اور جزا دینے
ہی کا کام ہوگا اور ارادہ اسی امر کا ہوگا نہ یہ کہ پہلے ایک چیز میں مشغول تھا اور اب فارغ اور بیکار ہو گیا ہے یعنی قریب ہے کہ قصد ثواب اور عذاب تمہارے کا کریں ہم
ایہ الثقلان اے دو گروہ بزرگ قدر جن اور انسان کے اور جو چیز کہ قدر اور قیمت والی ہوتی ہے اسکو عرب ثقل بولتے ہیں جناب محمد رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے
کہ انی تارک فیکم الثقلین یعنی تحقیق میں چھوڑنے والا ہوں درمیان تمہارے دو چیز بزرگ قدر اور بلند مرتبہ کو اور وہ قرآن اور اہلبیت حضرت کے ہیں اور یہاں مراد
ثقلان سے گروہ جن اور انسان کی ہے اور وہ بہ نسبت اور حیوانات کے بلند قدر ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ثقل فرمایا ہے اسواسطے کہ وہ گرانبار ہیں
شرع کی تکلیف سے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسواسطے فرمایا کہ وہ گرانبار ہیں گناہوں سے **فبای آلاء ربکما** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی **تکذبان**
جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ تمکو خبر کر دی ہے حساب اور جزا اعمال کی تاکہ اپنی آخرت کو درست کرو اور اعمال نیک ادا کر کے بہشت کی نعمتوں کے مستحق ہو جاؤ اور
ابد الآباد بہشت میں رہو **یا معشر الجن والانس** یہ کلام تفسیر ثقلان کی ہے یعنی اے گروہ جنوں کے اور آدمیوں کے **ان استطعتم**
ان تنفذوا اگر طاقت رکھتے ہو تم یہ کہ نکل جاؤ تم **من اقطار السموات والارض** کناروں آسمانوں کے سے اور زمین سے تاکہ بھاگو عذاب سے یا
موت سے **فانفذوا** پس نکل جاؤ تم اور بھاگو تم لیکن **لا تنفذون** نہیں نکل سکتے اور بھاگ سکتے ہو تم **الا بسلطان** مگر ساتھ غلبہ اور قوت اور زور کے
کہاں ہے واسطے تمہارے یہیں جس جگہ کہ جاؤ گے موت تمہارے ہمراہ ہے اور عذاب سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے ہو اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز ملائکہ گرد اگرد اہل محشر کے
صفیں باندھکر کھڑے ہوں گے اور فرشتے دوزخ کے باہر نکلکر چاروں طرف سے انکو گھیر لیویں مثل قلعہ آہنیں کے اور آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ اے جنو اور اے آدمیو
یہ میدان محشر کا ہے اگر اس سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ لیکن نہیں نکل سکتے ہو گرفتار ہیں اور وہ تمکو کہاں ہے اور منقول ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ آسمان سے نازل ہوں
اور تمام خلائق کو گھیر لیویں اور جن اور آدمی بھاگنا شروع کریں جس جگہ جاویں اپنے تئیں انکو دیکھیں کہ احاطہ کئے ہوئے ہوں اور کوئی جگہ نہ پاویں کہ بھاگ کر وہاں سے چلے جاویں
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ تمام بندوں کو ایک ٹیلہ پر جمع کریگا اور سات آسمانوں کے فرشتوں کو نازل ہونیکا حکم کریگا اور یہ آسمان
ملائکہ جنوں اور آدمیوں سے دو چند ہونگے کہا گیا ہے کہ سات صف فرشتوں کی سات درمیان ہوں ہر صف آدمیوں سے دو چند ہوگی اور ان بندوں کو درمیان سے نکلجانے کی قدرت نہ ہوگی
اسوقت آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان **فبای**
آلاء ربکما پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی **تکذبان** جھٹلاتے ہو تم اور انکار کرتے ہو باوجودیکہ تمکو خبر کر دی کہ تم عاجز ہو دنیا اور آخرت میں کہ
جانو کہ سوائے اسکے کوئی تمہارا پروردگار نہیں ہے پس اسکی درگاہ کی طرف متوجہ ہو **یرسل علیکما** بھیجا جائیگا اوپر تمہارے اگر شرک اور کفر کرو گے **شواظ**

اور بدلا استغفار کا مغفرت ہے گناہونکو اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کسی چیز کا بدلا اس شخص کا کہ کہی لا اله الا الله مگر بہشت نہیں ہے اور جناب رسول خدا صلعم نے یہہ آیت پڑھکر فرمایا
کیا جانتے ہو تم کہ کیا کہتا ہے پروردگار تمہارا اصحاب نے عرض کی کہ خدا اور پیغمبر اسکا خوب جانتا ہے فرمایا کہ مستحق پروردگار تمہارا کہتا ہے کہ نہیں ہے جزا اس
شخص کی کہ جسکو میں نے توحید کی نعمت دی ہے مگر بہشت اور لا اله الا الله اور توحید سے مراد یہہ ہے کہ جو کچہہ الله نے محمد پر نازل کیا سب پر عمل کرے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جاری ہے کافر و مومن اور نیک و بد میں سب میں جسکے ساتھہ نیکی کیجائے لیس چاہئے کہ وہ بدلا دیوے
اسکا اور نہیں ہے بدلا دینا یہہ کہ تو بہی اسکے ساتھہ اسیقدر نیکی کرے جسقدر کہ اس نے تیرے ساتھہ کی ہے لیس اگر تو بہی ایسی ہی کیجو اسنے کیا ہے تو اسکو فضیلت
ہوگی کیونکہ پہلے اسنے تیرے ساتھہ نیکی کی ہے و ہر وقت چاہئے کہ اسکی نیکی سے زیادہ نیکی کرو اور یہہ آیت مطلق ہے اور سب میں جاری ہوئی ہے لیس بدلا نیکی کا نیکی
ہے جو مومن کا بدلا بہشت ہے اور بدلا ابدی کا ابدی ہے یعنی بدلا کافر کا عذاب ابدی دوزخ ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھہ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے جہٹلاتے ہو تم اور خبر دی ہے کہ بدلا نیکی کا ابدی ہے اور بدلا ابدی کا ابدی ہے تاکہ تم نیکی کرکے بہشت میں داخل ہو جاؤ وَمِنْ
دُوْنِهِمَا اور سوا ان دو بہشتوں کہ خوف کرنیوالے کیلئے وعدہ کئے ہیں جَنَّتٰنِ دو بہشت ہیں نیچے خوف کرنیوالے کے محلوں اور مکانوں کے نزدیک اور
تاکہ ان بہشتوں کو دیکہکر زیادہ فرحت اور خوشی انکو حاصل ہو اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ دو بہشت چاندی کے ہیں کہ انکے سب مکان چاندی کے ہیں
اور یہہ دو بہشت سونے کے ہیں اور وہ پہلی دو بہشت ایسی ہی ... گئے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے پوچہا لوگوں نے کہ ہمکو خبر دو اس بات سے کہ مرد مومن کی عورت جو مومنہ ہو
دنیا میں بہی وہ مومنہ وہاں بہی اسکی زوجہ ہوگی فرمایا کہ ہوئی ہو تو خدا عادل ہے اگر مرد افضل ہوگا اپنی زوجہ سے تو اسکے لئے اختیار دیا جائیگا لیس اگر وہ مرد اختیار کریگا
وہ عورت اسکی زوجہ ہو جائیگی اور ایسا ہی اگر زوجہ افضل ہوگی شوہر سے تو اسکو اختیار دیا جائیگا لیس اگر اپنے شوہر کو وہ اختیار کریگی تو اسکی زوجہ ہو جائیگی اور ... فرمایا
ایک جنت سے کہو مت کہ خدا فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور ایک جنت ہے ... کہ خدا فرماتا ہے کہ بعضے اوپر بعضوں کے ہیں اور فضیلت جو کہ
اور زیادتی باعتبار فضیلت اور زیادتی اعمال کے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچہا کہ یا ابن رسول الله مومنین بہشت میں بعض بعضوں سے مرتبہ میں زیادہ ہیں
اگر ارادہ ملاقات کا کرتے ہوں تو کیونکر میسر ہوگی فرمایا کہ جو کہ بلند مرتبہ کا ہے وہ کم مرتبہ والے کے پاس آجائیگا اور جو کہ کم مرتبہ والا ہے وہ بلند مرتبہ والے کے پاس
نہ جاسکیگا اسلئے کہ وہ لائق اس مکان کے نہیں ہے لیکن جسوقت ارادہ ملاقات کا کریگا تو مل سکتے ہیں کسی مقام نیک پر اور علاوہ اسکے روایت ہے کہ ... حضرت
صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ ... کلام تعجب کرتے ہیں جسوقت میں کہتا ہوں کہ ایک قسم دوزخ سے نکلکر بہشت میں داخل ہوگا ... اولیاء الله کے ہمراہ
جائینگے حضرت نے فرمایا کہ ... حق تعالی فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ قسم ہے خدا کی کہ وہ ہمراہ اولیاء الله کے نہونگے میں نے کہا کہ وہ کافر ہونگے فرمایا کہ اگر وہ
کافر ہیں تو بہشت میں نہ جاتے میں نے کہا کہ اس میں کچہ شک ہوگا فرمایا کہ اگر مومن ہوتے تو دوزخ سے نجات پاتے لیکن درمیانہ حال کے ہیں مراد حضرت کی یہہ ہے کہ وہ مومن
صالح نہیں ہیں ... فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھہ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جہٹلاتے ہو تم کہ بہشتوں میں پہنچنے پاؤ
گے تاکہ انکی طرف رغبت کرکے اعمال نیک بجالاؤ اور بعد اسکے ان دونوں بہشتوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ گہرے سبز ہونیوالی ہیں اور
نہایت سبزی سے مائل طرف سیاہی کے ہیں ... فرمایا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھہ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے
جہٹلاتے ہو تم کہ ... سبز کہ جسسے آنکہیں روشن ہوں تمکو عطا کرتا ہے فِیْهِمَا عَیْنٰنِ بیچ ان دونوں بہشتوں کے چشمے ہیں نَضَّاخَتٰنِ جوش
کرنیوالے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہہ دو چشمے بہشت کی خیرات ... ساتھہ مشک اور عنبر اور کافور کے ساتھ دوستان خدا کے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ پس ساتھہ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جہٹلاتے ہو تم کہ ایسے چشمے جوش مارتے بخشتا ہے فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ بیچ ان دونوں بہشتوں کے میوے ہیں
بہت وَّنَخْلٌ اور کہجوریں وَّرُمَّانٌ اور انار اور سبب ... کہجورا اور انار کا ذکر کرنا واسطے ... مرتبہ اور بزرگی ان کے ہے اور اسطرح خدا نے
دوسری جگہہ فرمایا و ملائکتہ و رسلہ و جبریل و میکال یعنی جبریل اور میکائیل فرشتوں میں داخل تھے لیکن انکی فضیلت کیوجہ سے انکا ذکر کیا اور فضیلت ان میووں کی یہہ ہے کہ خرما
میوہ بہی ہے اور غذا بہی ہے اور انار میوہ بہی ہے اور دوا بہی ہے اور منقول ہے کہ درخت بہشت کے انکی شاخ کی جڑ سے سر شاخ تک میووں سے بہرے ہیں اور ... میوہ

آنکھیں خیمہ ہوتی ہیں اور یہ ایک وہ مثل سیپ کے ہو اور جس وقت توڑے تو اسی وقت اسکی جگہ دوسرا موجود ہو جائے اور خوشہ انگور کا بارہ ہاتھ کا ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ
فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ شب معراج جس وقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو درخت انار بہشت کے دیکھے کہ ہر انار اس کا مثل شتر برنج کی بار ہوا تھا اور ایک لڑکے کو بہشتی دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو
کسکے واسطے ہے کہا کہ زید بن حارثہ کے واسطے پیغمبر نے اسکو خوشخبری اسکی دی اور بہشت میں ایسی چیزیں دیکھیں کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ
وہ کسی کے دل میں گذری ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا کہ میوہ بہشت کا میوہ سب میووں سے افضل ہے اور میوہ انار ہے فبای آلاء ربکما تکذبان پس ساتھ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی بندوں کو بخشش کرتا ہے فیہن خیرات بیچ ان چاروں بہشتوں کے بہتر عورتیں ہیں جو کہ نیک نہاد و قول
اور خصلت میں حسان خوب حسن اور جمال والیاں کہ عیب ان کے خلقی سے پاک ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ عورتیں مومنہ صالحہ ہیں جو کہ
دنیا میں تھیں اور وہ حوروں سے زیادہ خوبصورت ہیں اور تفسیر صحیح میں لکھا ہے کہ وہ لڑکیاں ہیں کہ کوثر کے کنارہ سے اُگتی ہیں اور اگر ان میں سے ایک کو اٹھا لو تو دوسری اسی وقت اسی جگہ پر
اُگ آتی ہے اور کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ جزاک اللہ خیرا اس سے کیا مراد ہے فرمایا کہ خیر بہشت کی ایک
نہر کا نام ہے اور وہ نہر کوثر سے نکلتی ہے اور کوثر ساق عرش سے نکلتی ہے اس کے کنارے پر مکان اولیا اور ان کے شیعوں کے ہیں اور دونوں طرف اس نہر کے لڑکیاں خوبصورت
اُگتی ہیں جس وقت ان میں سے کوئی ایک کو اکھاڑ لی جائے تو دوسری اسی وقت موجود ہو جاتی ہے اور نہر کے نام پر ان کا نام خیر ہے اور جو کوئی جزاک اللہ خیرا کہتا ہے اس سے یہی مراد ہوتی اور قول
حق تعالی اسی کو فیہن خیرات حسان ہیں جو کوئی کہ جزاک اللہ خیرا کہتا ہے تو مراد اسکی یہ ہے وہ مکانات اور حوریں ہیں اور جو کہ لڑکیاں بہشت میں رہتی ہیں
ان کا اسمر کا ہاتھ پکڑتی ہیں اور آواز خوش الحان سے کہتی ہیں کہ ہم بیٹی ہیں اور بیٹی شوہر ایک کی ہیں کہ ہم ہمیشہ سے خوشنود ہیں کبھی غصہ نہ کریں اور ہم ہمیشہ یہاں رہیں اور
یہاں سے کبھی باہر نہ نکلینگی اور ہم آہستہ ہیں نیک خلق اور حسن اور جمال کے ساتھ اور پیدا ہوئی ہیں واسطے شوہروں نیک کردار اپنے کے فبای آلاء ربکما
تکذبان پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ تم کو خوبصورت عورتیں عطا کرتا ہے اور ان چاروں بہشتوں میں
حور مقصورات حوریں ہیں گوری گوری اور بند کی گئی فی الخیام بیچ خیموں کے کہ وہ ایسا ایک موتی کا خیمہ ہوگا اور خیمے کے پردہ میں وہ
پوشیدہ ہونگی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حوریں سفید رنگ کی ہونگی خیمہ ان کے پردہ نشین اور وہ خیمے موتی اور یاقوت کے اور مرجان کے ہونگے اور
ہر خیمہ کے چار دروازے ہونگے اور ہر دروازہ پر ستر عورتیں نارسیدہ ہونگی یعنی وہ عورتیں کہ جنکی چھاتیاں ابھری مثل انار کے ہوتی ہیں وہ عورتیں ان دروازوں پر
حاجب اور پردہ دار ہونگی اور ہر روز انکو کرامت خدا کی جانب سے آتی رہتی ہے خدا تعالی ان حوروں کی مومنین کو خوشخبری دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد مقصورات
سے یہ ہے کہ آنکھیں انکی قصر کیگئی ہیں یعنی انکی نظر شوہروں پر ہے اور وہ دوسرے کی طرف نظر نہیں کرتی ہیں اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ خیمہ ایک موتی کا ہوگا
ساٹھ میل اونچا اور ایک میل چوڑا نہرا بیچ اس کا ہوتا ہے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ ان خیموں میں ہر گوشہ میں مومن کے اہل یعنی اسکی زوجہ اور حوریں ہونگی
نہ دیکھینگے انکو غیر مومن کے اور آدمی اور فرمایا حضرت نے کہ شب معراج بہشت میں ایک نہر دیکھی کہ اس کے کناروں پر مرجان کے خیمے ہیں جس جگہ میں پہنچا آواز
پہنچی کہ السلام علیک یا رسول اللہ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون آدمی ہیں کہا کہ یہ حوریں ہیں کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے آپکو سلام کرنے کا اذن لیا ہے اور بعد
سلام کے انہوں نے کہا کہ ہم ہمیشہ بہشت میں رہنے والیاں ہیں کہ ہرگز یہاں سے باہر نہ نکلینگے اور ہم نازو نعمت والیاں ہیں ہرگز ہمکو فقیری نہ ہوگی اور شوہر ہم
ہمارے نیکو کار ہیں اور بعد حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ حور مقصورات فی الخیام اور ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اگر ایک حور بیچ پانچ
شوروں کے تھوکے تو تمام پانی شور کا شیریں ہو جائے انکی تھوک کی شیرینی سے فبای آلاء ربکما تکذبان پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے
جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی پاکیزہ عورتیں بہشتیوں کو دیگا اور ایسی ہیں وہ عورتیں کہ لم یطمثہن نہیں چھوا ہے انکو انس کسی آدمی نے اور انکے
نزدیک نہیں گیا ہے قبلہم پہلے ان بہشتیوں کے کہ شوہر انکے ہونگے ولا جان اور نہ کسی جن نے بلکہ وہ سب عورتیں باکرہ اور کنواریاں ہیں
فبای آلاء ربکما تکذبان پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ وہ باکرہ عورتیں نامزد بہشتیوں کو کرتا ہے متکئین تکیہ لگائے ہوئے
ہونگے وہ بہشتی نصیب اسکا حال ہے اور یا خصائص کی جہت ہے یعنی وہ بہشتی خاص [illegible] علی رفرف خضر

اور پر فرش ان کے سبز بالا پوش اور تکیوں پر تکیے **وعبقری حسان** اور بچھونوں قیمتی خوب اور زیبا کے اور پاکیزہ ان کی حسن کے … کہ عبول کو کہتے ہیں کہ
رفرف جمع رفرفہ کی ہے اور رفرفہ تکیہ کو کہتے ہیں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا جسکو گاؤ تکیہ کہتے ہیں یا کوئی قسم فرش کی ہے یا ہمن خیمہ کا اور کہتے ہیں وہ ایک بچھونا ہے …
اور یا بمعنی مجالس ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ رفرف بہشت کے سبزہ زار کو کہتے ہیں اور عبقری مسند کو کہتے ہیں اور یا ہر لکیر منقش اور کہ یا ریشمی کپڑے کو اور کہتے ہیں کہ
یا ہمن نسبت کی ہے اور عبقر پرستان کی زمین کو کہتے ہیں اور عرب کا قاعدہ ہے کہ جو چیز کہ عجیب و غریب اور بہت اچھی ہوتی ہے اسکو عبقر سے منسوب کرتے ہیں اور یہ لفظ
اسم جنس ہے اور بچھونا اسکی صفت ہے جمع واقع ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو چیز کہ بزرگ اور قدر والی ہو وہ عبقری ہے **فبای آلاء ربکما تکذبان** پس ساتہ
کونسی نعمتوں کے پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم باوجود کہ ایسی مہربانی فرماتا ہے کہ جسکی کچھ حد نہیں ہے **تبارک اسم ربک** بزرگ اور با برکت ہے نام
پروردگار تیرے کا اسواسطے کہ وہ مستحق ہے اس امر کا کہ بزرگی کا جو کوئی اسکو نہیں ہو سکتا ہے اور وصف کیا جاتا ہے تبرک کے ساتھ کہ دوسرا کوئی اسکے
ساتھ وصف نہیں کیا جاتا ہے اور اسکے معنی ہیں کہ ثابت ہو اسکی ذات قدیم اور پایدار اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ بڑی برکت ہے نام میں پروردگار تیرے کے … کو
ہر چیز میں اسکے نام کا ذکر کرکے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس مقصد اول میں خدا کا نام نہ لیا جاوے تو وہ ابتر ہوتا ہے پروردگار تیرا **ذی الجلال والاکرام**
صاحب بزرگی کا اور صاحب بزرگ کرنے کا اور کہتے ہیں کہ جلال اشارہ طرف صفت قہر کی ہے اور اکرام اشارہ طرف لطف کے … ذوالجلال والاکرام تمام صفتوں کو
شامل ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ ہم ہیں جلال خدا اور کرامت اسکی وہ کرامت کہ اکرام کیا خدا نے بندوں کو ہماری فرمانبرداری اور …
کرنے سے اور جابر روایت ہے کہ جسوقت محمد صلعم نے سورہ رحمن کو لوگوں کے روبرو پڑھا تو سب خاموش رہے اور کسی نے کچھ نہ کہا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ
جن جنس یادہ بہتر جواب دینے میں … انکے روبرو فبای آلاء ربکما تکذبان پڑھا تو انہوں نے اسکے جواب میں لا بشی من آلائک ربنا نکذب کہا **سورۃ الواقعۃ**

یہ سورہ مکی ہے مگر آیہ وتجعلون رزقکم ابن عباس کے نزدیک مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں ثلۃ من الاولین اور افبہذا الحدیث انتم مدہنون مکہ سے مدینہ کو جاتے ہوئے رستے میں
نازل ہوئی تھی اور آیتیں اس سورت کی نناوے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب سورہ واقعہ کو پڑھے سو وہ پہلے کل جو ملاقات کریگا
حقتعالیٰ سے تو چہرہ اسکا مثل ماہ شب چہاردہم ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو یہ سورہ پڑھے تو خدا تعالیٰ اسکو اپنا دوست رکھیگا اور تمام
خلائق کے بیچ اسکی دوستی کو ڈالیگا اور ہرگز وہ فقیری کو نہ دیکھیگا اور محتاج نہ ہوگا اور آفتوں دنیا کی بلاؤں سے محفوظ رہیگا اور حضرت امیرالمومنین کے رفیقوں میں
سے ہوگا اور منقول ہے کہ عثمان بن عفان عبداللہ بن مسعود کے پوچھنے کو گیا کہ وہ بیمار تھا اور بیماری اسکی موت کی تھی عثمان نے اس سے پوچھا کہ کس چیز کی شکایت
رکھتا ہے کہا کہ گناہوں کی اور پھر پوچھا کہ کیا آرزو رکھتا ہے تو کہا کہ رحمت پروردگار کی بعد اسکے کہا کہ طبیب کو بلاؤں تاکہ تیرا علاج کرے کہا کہ طبیب ہی نے مجھکو
بیمار ڈالا ہے پھر کہا کہ کچھ بخشش تجھکو دوں کہا کہ جسوقت میں محتاج تھا سو وقت تو نے بخشش کو مجھسے بند رکھا اور اب کہ مجھکو احتیاج نہیں ہے تو مجھکو دینا چاہتا ہے عثمان نے
کہا کہ پھر بیٹیوں کو تیری بخشوں کہا کہ انکو احتیاج نہیں ہے اس واسطے کہ سورہ واقعہ انکو تعلیم کی ہے اور وہ ہمیشہ اسکی تلاوت کرتے ہیں اور میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ جو
کوئی ہر شب اس سورہ کو پڑھے ہرگز وہ فقیر اور محتاج نہ ہو **بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا وقعت الواقعۃ** یاد کرو جسوقت
واقع ہو واقع ہونیوالی کہ وہ قیامت ہے یعنی قیامت کہ وہ ضرور ہونیوالی ہے جسوقت کہ وہ ظاہر ہوگی **لیس لوقعتہا کاذبۃ** نہیں ہوگا واسطے
واقع ہونے اسکی قیامت کے کوئی نفس جھوٹ کہنے والا اور خدا پر دروغ کی نسبت کرنیوالا کہ کہے کہ قیامت نہیں واقع ہوئی ہے جیسے کہ اب ہزاروں آدمی کہتے ہیں کہ قیامت
نہ ہوگی اور جسوقت واقع ہوگی تو سب آدمی یقین کرینگے اور کوئی انکار نکریگا اور وہ قیامت **خافضۃ** پست کرنیوالی ہے دشمنان خدا کو اور ان لوگوں کو
جو کہ دنیا میں بلند تھے **رافعۃ** بلند کرنیوالی ہے دوستان خدا کو اور ان لوگوں کو جو کہ دنیا کے اعتبار سے پست اور ذلیل اور خوار تھے اور یا یہ کہ نیکوں کو بلند کرنیوالی ہے اور
بدوں کو پست کرنیوالی ہے اور خافضۃ رافعۃ خبر ہے مبتدا محذوف کا یعنی ہی خافضۃ رافعۃ اور بعضوں نے ان دو لفظوں کو منصوب پڑھا ہے حال مقرر کرکے اور
حضرت سجاد علیہ السلام فرمایا ہے کہ جسوقت واقع ہو قیامت پست کرنیوالی تو پست کریگی دشمنان خدا کو طرف آتش دوزخ کے اور بلند کرنیوالی ہے کہ بلند کریگی دوستان
خدا کو طرف بہشت کے **اذا رجت الارض رجا** جسوقت کہ ہلائی جاویگی زمین سخت ہلایا جانا اس طرح سے کہ تمام مکان اور پہاڑ کے اوپر ہیں سب گر پڑیں

اور کہتے ہیں کہ کیا بہشت کا شہد زیادہ شیریں ہوگا اور کہتے ہیں کہ یمن میں اور حجاز میں وہ خوشتر ہوتا ہے اور ان درختوں کو خاص کر کے اسواسطے ذکر کیا کہ عرب
ان درختوں سے بہت انس رکھتے تھے وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اور بیچ سایہ دراز کے ہونگے کہ آفتاب اسکا سایہ کبھی دور نہ کریگا اور ہمیشہ رہیگا وہ سایہ
اور جو چیز کہ منقطع نہوئی ہوگی وہ کہتی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ سوار اسکے نیچے چلنے والا سو برس تک اسکے سایہ ہی سے
باہر نہ نکل سکیگا اور بہشت کے اوقات ایسے ہونگے کہ جیسے کہ پیدا ہونیکی سحر کی صبح ہوتی ہے کہ اسوقت سردی ہوتی ہے نہ گرمی ہوتی ہے وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ
اور بیچ پانی ریزاں کے جو بہائے گئے ہونگے کہ وہ پانی جنت عدن سے دوسری جنتوں کی طرف جاتا ہے اور یا کوئی اور پانی ہوگا کہ خدا تعالی بہشت میں افق سے [illegible]
بہشتیوں کو پلائیگا اور زیادہ پانی کہ بہشت میں ہمیشہ جاری ہے اور کبھی منقطع نہوگا اور ایک شخص مسلم ابن [illegible] کہتا ہے کہ میرا ایک بھائی [illegible] صاحب [illegible]
پانی کی عزت اور حرمت بہت کرتا تھا اور اسکی [illegible] میں کسیطرح کا فرق نکرتا تھا بعد مرنیکے اسکو اپنے خواب میں دیکھا اور کہا کہ ای بھائی [illegible]
تیرا حال ہے مجھکو اطلاع نہیں ہے اور بعد کہا اس [illegible] کہا کہ فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب یہ مرتبہ مجھکو واللہ [illegible] حاصل ہوا
خدا تعالی کی توفیق سے میں نے جو والدین کی خدمت کی وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ اور بیچ میوؤں بہت کے ہونگے وہ صاحب [illegible] ہر قسم کا میوہ وہاں
موجود ہوگا اور واسطے لَّا مَقْطُوْعَةٍ نہ منقطع کئے گئے ہیں وہ میوے بلکہ ہمیشہ ہیں اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ وہ میوے نہوں جیسے کہ دنیا کے میوے اپنے اپنے
فصل میں ہوتے ہیں اور غیر فصل میں نہیں ہوتے وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ اور نہ منع کئے گئے ہیں وہ میوے کہ کوئی کھانے سے منع کرے اور یہ کہ جسطرح کہ [illegible]
دنیا میں میووں کی حفاظت کرتے ہیں اور لوگوں کو کھانے سے منع کرتے ہیں وہاں ممانعت نہیں ہے اور منقول ہے کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ شب معراج
جسوقت داخل ہوا میں بہشت میں تو ایک درخت طوبی بہشت میں دیکھا کہ جڑ اسکی علی کے گھر میں تھی اور بہشت میں کوئی ایسا مکان اور محل نہ تھا کہ جسمیں
اسکی شاخ نہو اور اسکی چادرانیاں [illegible] کہ سندس اور استبرق سے وہ پوشاکیں بنی ہوئی ہیں اور ہر مومن کے واسطے ہزار چادرانیاں ہونگی اور ہر ایک
چادرانی میں ہزار پوشاکیں ہونگی کہ ہر پوشاک دوسری پوشاک کے مخالف ہوگی اور پوشاکیں طرح طرح کی رنگ کی ہونگی اور پوشاکیں بہشتیوں کی
ہونگی کہ طوبی سے اویزاں ہونگی اور درمیان میں اسکا سایہ دراز ہوگا بہشت کے عرض میں اور عرض بہشت کا آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے کہ بنایا گیا
ہے وہ بہشت واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور انبیا پر اور سایہ اسکا ایسا دراز ہے کہ اگر سوار اسکے نیچے دو سو برس چلے تو اسکے باہر نہ نکل سکے
اور یہی مراد قول حقتعالی میں وظل ممدود ہے اور اُس درخت کے نیچے اور بہشت میں اسکے میوے اور کھانے بہشتیوں کے پاس اُنکے گھروں میں شاخیں اسکی پہنچی ہوئی ہیں
اور ہر شاخ میں سو قسم کا میوہ ہے کہ بعض تو اسطرح کا ہے کہ تمنے دنیا میں دیکھا ہے اور بعض ایسا ہوگا کہ تمنے مثل اسکی دنیا میں نہ دیکھا ہے اور بعض ایسا ہوگا کہ
سنا ہے اور بعض ایسا کہ اسکو نہیں سنا ہے اور جو میوہ کہ توڑا جائیگا اسیوقت اسکی جگہہ اور موجود ہوجائیگا کہ نہ تو منقطع کیا گیا ہے وہ اور نہ ممانعت کیا گیا اور حضرت
صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کی کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسوقت میوہ کو توڑیں تو اسیوقت اسکی جگہہ دوسرا موجود ہوجائیگا دنیا میں کوئی بھی اسکی مثال ہے کہ
سمجھا دو فرمایا کہ جیسے چراغ ہے کہ اس ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کیے جائیں اور اسکی روشنی میں کچھہ کم نہو وَّفُرُشٍ اور بچھونے ریشمی خوش رنگ
کے [illegible] مَّرْفُوْعَةٍ بلند کیے گئے کہ ایک بچھونے پر دوسرا بچھونا ہو کہا ہے کہ بہت بلند ہونگے اور منقول ہے کہ بلندی اسکی تین سو برس کی راہ تک ہوگی اور جسوقت
مومن اسپر ارادہ بیٹھنے کا کریگا تو وہ نیچے کو جھک جائیگا اور جسوقت مومن اسپر بیٹھ جائیگا تو پھر بلند ہو جاویگا اور بعضی روایتوں میں ہے کہ بلندی اسکی آسمان اور زمین کے بیچ تک ہے اور امیر المومنین علیہ السلام سے
منقول ہے کہ فرش بلند کی یہ معنی ہیں کہ وہ بلند کیے گئے ہیں اس تختوں سے کہ وہ تختوں پر بچھے ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ فرش سے مراد یہ ہے کہ وہ بلند قدر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فرش سے
عورتیں ہیں بلند کی ہوئی اور اٹھائی گئی ہیں تختوں پر اور عرب عورت کو فراش کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ الولد للفراش اور دلالت کرتا ہے کہ عورتیں مراد
ہیں یہ قول آئندہ حقتعالی کا کہ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً تحقیق ہمنے پیدا کیا ان عورتوں کو پیدا کرنا بدون ولادت کے کہ وہ ماں باپ سے
پیدا نہیں ہوئی ہیں بلکہ حقتعالی نے انکو بہشت کی نورانی مٹی سے پیدا کیا ہے اور ضمیر ہن کی فرش کیطرف پھرتی ہے اور مراد فرش سے عورتیں ہیں اس قول آخر
کے موافق اور وہ عورتیں موافق قول حضرت صادق علیہ السلام کے حوریں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی عورتیں ہیں کہ خدا [illegible] قیامت کے روز انکو دوبارہ پیدا کریگا

کیا پس دیکھا تمنے آگ کو کہ جسکو چقماق سے نکالتے ہو تم یعنی پس خبر دو تم مجھکو آگ سے کہ جسکو پتھر سے چقماق رگڑ کر یا درخت سبز سے نکالتے ہو ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
شَجَرَتَهَا کیا تمنے پیدا کیا ہی درخت اسکا کہ وہ آگ جب روشن ہوتی ہی تو ایک درخت اور جھاڑ کی صورت معلوم ہوتی ہی اور یا یہ کہ وہ درخت مرخ
اور عفار ہے یعنی انہیں سے آگ نکلتی ہے ہری درخت اور سبز ہیں کہ جنکا ذکر سورۂ یٰسین کی تفسیر میں ہوا ہے وہ درخت مراد ہیں پس فرماتا ہی کیا تمنے پیدا
کیا ہے درخت آگ کا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ یا ہم پیدا کرنیوالے ہیں پس چاہیے کہ اقرار کرو ہماری قدرت کا اور جسوقت ہم درخت سبز سے
آگ نکالنے پر قادر ہیں تو بیشک دوبارہ زندہ کرنے پر بھی ہم قادر ہیں نَحْنُ جَعَلْنٰهَا ہم نے کیا ہے ہمنے اس آگ کو تَذْكِرَةً نصیحت یا یاد کرنا
آتش دوزخ کا جسوقت اسکو دیکھو تو آتش دوزخ کو یاد کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ ہمنے اس آگ کو نمونہ آتش دوزخ کا کیا ہی اور حدیث میں ہی کہ
کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ یہ آگ تمہاری کہ جسکو تم روشن کرتے ہو آتش دوزخ کا ستّرواں حصہ ہی وَمَتَاعًا اور کر دیا ہی ہمنے اس
آگ کو فائدہ یعنی سبب فائدہ کا لِلْمُقْوِيْنَ واسطے جنگل والوں کے یعنی واسطے مسافروں کے کہ آگ کی روشنی میں بیٹھتے ہیں اور آگ کی روشنی کی علامت سے
حال آبادی کا دریافت ہوتا ہی اور یا یہ کہ ہمنے آگ کو کیا ہی سبب فائدہ کا واسطے بستی والوں کے یعنی واسطے سب آدمیوں کے کیا ہے کہ آگ کی روشنی میں بیٹھتے ہیں اور موسم
سرما میں آگ سے تاپتے ہیں اور ہمیشہ اس سے کھانا پکاتے ہیں اور جسوقت کہ ایسی ایسی نعمتیں دی ہیں فَسَبِّحْ پس تسبیح کر تو یا تسبیح کر بِاسْمِ رَبِّكَ ساتھ نام پروردگار
اپنے کے کہ الْعَظِیْمِ بزرگ اور بڑا ہے نام پروردگار تیرے کا اور عظیم خواہ تو صفت اسم کی ہو اور خواہ رب کی ہو وہ تو دونوں طرح سے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے کہ خدا کو
پاکی سے یاد کرتا رہ اور نام شریک کا بھی لات اور منات وغیرہ پر نہ رکھ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے سبحان ربی العظیم وبحمدہ ہی اور منقول ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل
ہوئی تو رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اسکو اپنی رکوع میں رکھو اور بعد اسکی واسطے تاکید ذکر حق ہونے قرآن کے اور قیامت کے واقع ہونیکا ذکر ہی بیان کرتا ہے کہ
فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ پس نہیں قسم کھاتا ہوں میں ساتھ مواضع ستاروں کے اس خبر پر کہ جو بعد اسکے مذکور ہوگی حق ہونا قرآن کا اور بزرگی اسکی ایسا
حال ہے کہ بہت ظاہر ہے کہ اسکے لیئے قسم کھانیکی احتیاج نہیں ہے اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہی کہ مراد مواقع النجوم سے انکا پھینکنا شیاطین کے
واسطے اور مشرکین ان ستاروں کی گردش کی جگہ کی قسم کھاتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں ستاروں کے مواقع کے ساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ لا اس میں زائد ہی
اور مراد مواقع نجوم سے انکی غروب کی جگہ ہے یعنی پس قسم کھاتا ہوں ساتھ مغربوں ستاروں کے کہ وہ وقت عبادت تہجد والوں کا ہی اور وقت نازل
ہونیکا رحمت اور رضامندی خدا کا ہی واسطے ان عابدوں کی قسم کھائی وَاِنَّهٗ اور تحقیق وہ یعنی جس چیز پر کہ ہمنے قسم کھائی ہی لَقَسَمٌ البتہ قسم ہے
لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ اگر جانو تم بڑے اور بزرگ قدر اور عقل کے نزدیک بہت بڑی قسم ہی اور لو تعلمون جملہ معترضہ واقع ہوا ہے درمیان موصوف اور صفت
کے اور جواب قسم کا یہ ہی کہ اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ یعنی جو کچھ کہ پیغمبر تمہارے روبرو پڑھتا ہے لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ البتہ قرآن ہے بزرگوار بہت نفع اور فائدہ والا
اور کثیر الخیر کہ شامل ہی معاش اور معاد کی مصلحتوں کو اور یا یہ کہ بزرگ ہی خدا کے اور ملائکہ کے نزدیک اور مومنین کی نظروں میں اور کہتے ہیں کہ بزرگ اس سبب
سے ہی کہ وہ کلام خدا کا ہی اور محفوظ ہے تغیر اور تبدیل سے اور یا اس واسطے ہے کہ وہ معجزہ ہے رسول خدا کا اور یہ قرآن ثابت ہے فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ بیچ کتاب
پوشیدہ کے اور نگاہ رکھی گئی کے ملائکہ کے غیر سے اور مراد اس سے لوح محفوظ ہی لَّا یَمَسُّهٗۤ نہیں چھوتے ہیں اس کتاب کو یعنی نہیں مطلع ہوتے ہیں اسکے مضمون سے
اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ مگر وہ لوگ کہ پاک کیے گئے ہیں گناہوں سے اور اخلاق بد سے اور کدورت جسمانی سے اور اکثر مفسرین ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرتے ہیں یعنی
نہیں چھوتے ہیں قرآن کو مگر وہ کہ پاک ہیں حدث سے کہ وضو یا غسل سے ہیں اور یہی حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرمایا ہی پس بے وضو کو
اور جنب کو اور حیض والی عورت کو اور جبتک غسل نہ کرے ہیں قرآن کے حرفوں کا چھونا جائز نہیں ہے اور اس صورت میں معنی نفی کے لا یمسہ میں نہی کے ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام اپنے فرزند اسمعیل سے فرمایا کہ پڑھ تو قرآن کو کہا کہ مجھکو وضو نہیں ہے فرمایا کہ قرآن کے حرفوں کو ہاتھ مت لگا اور ورق کو ہاتھ لگا اور پڑھتا رہ نزدیک
ہے وضو کو پڑھنا قرآن کا جائز ہے اور مس کرنا قرآن کے حاشیہ کا مکروہ اور باقی مسائل قرآن کے پڑھنے اور چھونے کے فقہ کی کتابوں میں ہیں تَنْزِیْلٌ نازل کیا ہی
قرآن اور یا یہ کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ قرآن نازل کرنا مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ پروردگار عالموں کی طرف سے ہی اور کنارہ سے جبرئیل کا نازل کرتا ہی

افبهذا الحدیث پس کیا اس بات سے یعنی کہ وہ قرآن ہے انتم مدهنون سستی کرنیوالے ہو اور بعض نے کہا ہے ایمان نہیں لاتے ہو اور جھوٹ سمجھتے ہو ساتھ اور بعضے مفسروں نے معنی تکذیب کے بھی کہے ہیں یعنی جھٹلانے والے ہو تم قرآن کے وتجعلون اور کرتے ہو تم رزقکم روزی اپنی کو یعنی مضاف سکا محذوف ہے یعنی کرتے ہو تم شکر روزی اپنی کو یعنی جو کچھ کہ قرآن میں روزی اور حصہ تمہارا ہے اسکے شکر میں تم یہ امر کرتے ہو انکم تکذبون تحقیق تم جھٹلاتے ہو قرآن کو اور منسوب کرتے ہو جو کچھ قرآن میں ہے تم اسکے برخلاف کہتے ہو اور ابن عباس سے اسکی تفسیر میں اسطرح منقول ہے کہ کرتے ہو تم شکر باران کو کہ سبب تمہاری روزی کا ہے یہ کہ جھٹلاؤ تم اور کہو تم کہ خدا کی جانب سے نہیں ہے بلکہ کہو تم کہ یہ باران فلانے ستارہ کے اترنے سے ہوا اور فلانے کے چڑھنے سے ہوا اور بعد اسکے ابن عباس نے کہا کہ سبب اسکا یہ تھا کہ رسول خدا ہمراہ صحابہ کے ایک سفر میں تھے اور راہ میں تشنگی سب پر غالب ہوئی اور پانی نہ تھا اور رسول خدا سے شکایت کی اور کہا کہ یا رسول خدا تشنگی ہم پر غالب ہوئی ہے اور نوبت ہلاکت کی پہنچی ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر میں دعا کروں اور خدا تعالی باران رحمت نازل کرے تو تم کہوگے کہ فلانے ستارہ کے نکلنے سے یہ باران رحمت نازل ہوئی ہے سب نے کہا کہ یا رسول خدا یہ وقت ستارہ کی تاثیر کا نہیں ہے تاکہ ہم اسکو ستارہ کی طرف نسبت دیویں رسول خدا نے دو رکعت نماز کی پڑھی اور دعا کی کہ ایک ہوا چلی اور بادل ظاہر ہوا اور مینہ کثرت سے برسا کہ تمام تالاب اور جھیلیں بھر گئیں اور انہوں نے اپنے برتن اور مشکیں پانی سے بھر لیے رسول خدا نے ایک کو دیکھا کہ اپنا قدح پانی سے بھرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ باران فلانے ستارہ کی جہت سے ہے حضرت نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ بعضے تم میں سے ایسا کہینگے پس حق تعالی نے یہ آیت نازل کی اور منقول ہے کہ سلیمان بن عبد الملک کو لوگوں نے کہا کہ علم نجوم کو سیکھنا تھا کہ اس علم سے بھی بے نصیب ہے کہا کہ مجھکو اس سے منع کیا ہے سبب اسکے کہ رسول خدا نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر تین چیز کا بہت خوف کرتا ہوں ایک تو ظلم کرنا آئمہ یعنی پیشواؤں کا اور دوسرے جھٹلانا قضا و قدر کا اور تیسرے ایمان لانا ستاروں پر اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی ایمان لایا ستاروں پر اسنے کفر کیا اور بعد اسکے منافقوں کی نفاق کو بیان کرتا ہے اور انکو خوف دلاتا ہے کہ فلولا پس کیوں نہیں اذا بلغت الحلقوم جس وقت پہنچے روح گلے کو وقت مرنے کے وانتم حینئذ اور تم اس وقت تنظرون دیکھتے ہو حال اسکا نزع میں جو کچھ ہے اور بہت حیران ہو اور علاج اسکا نہیں کر سکتے ہو ونحن اقرب الیه اور ہم زیادہ نزدیک ہیں باعتبار علم اور قدرت کے طرف اسکی منکم تم سے ولکن لا تبصرون اور لیکن نہیں دیکھتے ہو تم اور نہیں جانتے ہو کہ مرنیوالے پر کیا گذرتا ہے اور روایت ہے کہ مراد علم اور قدرت کے نزدیک ہونے سے نزدیک ہونا ملائکہ کا ہے جو کہ قبض ارواح کے ہیں یعنی ملائکہ ہمارے کہ اسکی روح قبض کرنیکو حاضر ہیں وہ تم میں سے زیادہ نزدیک ہیں فلولا ان کنتم پس کیوں نہیں اگر ہو تم غیر مدینین نہ جزا دیے گئے قیامت میں اور جانتے ہو کہ قیامت کے روز ہمکو جزا نہ ملیگی اور کسی عمل کی سزا ہمکو نہیں ہوگی تو کیوں نہیں ترجعونها پھیر لیتے ہو تم اس روح کو بدن میں جو کہ نزع میں پہونچی ہے اور روح کو اسکی بدن میں جاری کرکے پھر ویسا ہی لاؤ جیسے کہ وہ پہلے تھا ان کنتم صادقین اگر ہو تم راست گو کہ خدا تعالی تمکو یونہی چھوڑ دیگا بدون سزا دیئے ہوئے اور حشر کا تم بالکل انکار کرتے ہو اور خدا کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمکو ہمارے فعلوں کی کچھ سزا نہ ملیگی اور نہ ہم پھر زندہ ہونگے تو چاہیے کہ اسکو تم مرنے ہی نہ دو اور اسکی روح کو اسی بدن کی طرف لوٹا پھیر لاؤ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روح نزع والے کی جس وقت حلقوم کو پہنچتی ہے تو اسکو محل اسکا جو کہ بہشت میں ہے دکھلاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ مجھکو دنیا کی طرف پھیر دو کہ میں اپنے لوگوں کو خبر کروں اسکو جواب ملتا ہے کہ دنیا کی طرف جانا نہیں ہو سکتا اور اب خدا تعالی نزع والوں کی قسموں کی تفصیل بیان کرتا ہے فاما ان کان پس لیکن اگر ہے وہ نزع والا من المقربین نزدیک کیے گئے درگاہ خدا سے یعنی پہلی تینوں قسموں کی سابقوں میں سے ہے تو واسطے اسکے فروح راحت ہے دنیا کی تکلیفوں سے اور روایت ہے کہ رحمت ہے کہ باعث زندگانی دائمی کا ہے اور بعضوں نے روح کو بضم را پڑھا ہے اور یہی قرأت رسول خدا اور ابن عباس اور امام محمد باقر اور قتادہ اور حسن اور ضحاک سے منقول ہے اور باقیوں نے بفتح را پڑھا ہے بسبب اسکے کہ رحمت ہے اور یا باقی رہنا ہوا کا ہے کہ ہمیشہ لذت پاتا ہے اور غم سے دور ہوتا ہے وریحان اور روزی ہے خوش واسطے اسکے اور یا پھول بہشت کا کہ وقت مرنے کے اسکے پاس لائیں گے کہ اسکو سونگھا کر اور یا

مراد ہے بزرگی اور کرامت اور مراد ریحان سے رزق ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ روح قبر میں آتا ہے اور ریحان بہشت میں اور بعضے کہتے ہیں کہ روح کی لگتا ہے یا کرہ ہو نسیم
اور ریحان وقت نکلنے جان کے ہو وجنت نعیم اور بہشت نعمتوں والے ہیں طرح طرح کی نعمتیں اسمیں بھری ہوئی ہیں واما ان کان
اور لیکن اگر ہے وہ نزع کی حالت میں الا من اصحاب الیمین صاحبوں دست راست سے تو فسلام لک پس سلامتی ہے واسطے تیرے
خوف اور مکروہات سے ہو دوستا ہے من اصحاب الیمین صاحبوں دست راست سے یعنی تیرے بھائیوں کی طرف سے کہ سلام کریں جیسا کہ حق تعالیٰ
فرمایا ہے کہ الا قیلا سلاما سلاما اور یا یہ کہ سلامتی ہو تجھ کو جانب ملائکہ سے ہو وہ شخص کی تو صاحب یمین ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی یہ ہے کہ انک من اصحاب
الیمین یعنی سلام واسطے تیرے ہے کہ تو صاحبوں دست راست سے ہے اور شیہ روایت کہتے ہیں آیت کی اس وجہ سے ہیں کہ سلام تجھ پر ہی صاحبوں دست راست سے انکی جناب
سے کہ بھائی تیرے ہیں اور یہ صورت سلام کی یعنی ہیں ہے واما ان کان من المکذبین اور لیکن اگر ہے وہ جھٹلانیوالوں
خدا اور رسول کے اور انکار کرنیوالوں قیامت میں ہے کہ الضالین گمراہ ہونیوالوں سے ہے تو فنزل پس مہمانی اور پیشکش اسکی
ضیافت ہے واسطے اسکی قبر میں من حمیم آب گرم کھولتے ہوئے سے ہو وتصلیۃ جحیم اور داخل ہونا آگ جلانیوالی میں قیامت کے دن
ان ھذا تحقیق کہ یہ یعنی جو کچھ کہ ان تینوں فرقوں کے حق میں کہا گیا ہے لھو حق الیقین البتہ وہ حق الیقین کا ہے یعنی یہ وہ حق ہے کہ جسکے یقین میں
ثابت ہے کہ کسی طرح کا شبہ اسمیں نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اضافت حق کی یقین کیطرف باوجودیکہ دونوں ایک معنی میں ہیں اسکی تاکید کے سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
یقین صفت ہے مقدر کی یعنی حق الامر الیقین فسبح باسم ربک پس تسبیح کر تو ساتھ نام پروردگار اپنے کے العظیم بزرگ یعنی اس کو
شرک کی طرف اسکی نسبت سے پاک کر یعنی پاکی سے یاد کر تو ساتھ اسکا نام مبارک ذکر کرکے اور یا یہ کہ سبحان ربی العظیم کہہ تو اور یا یہ کہ نماز پڑھ تو واسطے پروردگار
کے ساتھ ذکر کے سورۃ الحدید سورۃ مدنی ہے اور آیتیں اسکی انتیس ہیں آ۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں سورتیں
سبح اور یسبح پڑھے خواب سے پہلے تو نہ مرے یہاں تک کہ قائم ہمارے کو دیکھے یعنی مہدی علیہ السلام کو اور جس وقت مر جائے تو نزدیک حضرت صلعم کے ہمسایہ میں ہو
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورۃ حدید اور سورۃ مجادلہ کو نماز فرض میں پڑھے تو ہرگز اسکو عذاب نہ کریگا اور اسکے نفس اور مال میں نقصان
نہ پہنچے اور بیان اسکا تمام آفات اور خلاوت سے دور ہے اور پہلی سورت کو خدا نے تسبیح پر ختم کیا اور اسکو شروع کیا تسبیح سے بسم اللہ الرحمن الرحیم
سبح للہ تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے اور پاکی سے اسکو یاد کرتی ہے ما فی السموات وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملائکہ اور آفتاب اور مہتاب کے
والارض اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات اور درخت اور دریا اور پہاڑ وغیرہ حاصل یہ ہے کہ تسبیح خدا تعالیٰ کی عام ہے خواہ زبان مقال سے ہو خواہ
زبان حال سے چنانچہ فرمایا ہے کہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ پس تسبیح صاحبان عقول کی زبان سے ہے اور تسبیح اور چیزوں کی بیان سے ہے اور ذکر تسبیح کا اس آیت
میں اور سورہ حشر میں اور سورہ صف میں ماضی کے لفظ سے ہے اور سورہ جمعہ اور تغابن میں مضارع کے صیغہ کے ساتھ ہے ایمان اطلاع ہے طرف اس امر کے کہ
اور ہر زمانہ میں تسبیح ہے کیا ماضی اور حال اور استقبال میں اور سورہ بنی اسرائیل میں مصدر کے لفظ سے شروع ہے یہ سب سے زیادہ بلیغ ہے واسطے کہ وہ مطلق ہے اور متحقق
تسبیح کا ہر وقت اور ہر شئے کو چاہئے ظاہر ہوتی ہے وھو العزیز اور وہ خدا غالب ہے ہر چیز پر الحکیم حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے
موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے لہ ملک السموات واسطے اسی کے ہے بادشاہی آسمانوں کی والارض اور زمین کی ہو ہی کہ وہ پیدا کرنیوالا اسکا
اور تصرف کرنیوالا اسکا ہے اور سب اسکی قبضہ قدرت میں ہے یحیی زندہ کریگا قیامت کے روز ویمیت اور مارتا ہے دنیا میں وقت آنے اجل کے
موافق مصلحت کے اور صرف بادشاہی اسکی ہے کہ جو مارے اور زندہ کرے وھو علی کل شیء قدیر اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے ھو
الاول وہ پہلا سب عالم سے ہے کہ اسکے اول کا کوئی شروع نہیں ہے کہ کب سے ہے بلکہ یونہی چلا آیا ہے اور قدیم ہے وہ والآخر اور پیچھے سب کے ہے کہ سب فنا
ہو جائینگے اور وہی باقی رہیگا اور اسکے آخر کی کچھ انتہا نہیں ہے والظاھر اور ظاہر ہے وجہ دیکھنے دلیلوں کی کثرت سے والباطن اور پوشیدہ ہے حقیقت اسکی
ذات کی عقلوں سے ہر جا اور امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ وہ شخص ہے وہ کہ نہیں ہے واسطے اول اسکے کے نہایت اور نہ اسکے آخر کی کوئی حد ہے اور

ع ۳ ۲۲ ۱۶

سورۃ الحدید ۹

جماعت کو پہونچیگا اور بعد تمہارے وہ ہوگا پس پہلے اسکے کہ تمسے دوسرے کو پہونچے راہ خدا میں خرچ کرو اور یا یہ کہ یہ مال حقیقت میں تمہارا مال نہیں ہے بلکہ خدا کا مال ہے
اس میں تمہارا یہ ہے کہ اسنے اسکو سپرد کیا ہے اور تمہارے تصرف میں اسکو کر دیا ہے اور تم اسکے تصرف میں مثل وکیلوں کے ہو خدا کیطرف سے اور جیسے کہ موکل اپنے وکیل کو کہدیتا ہے کہ
میرے مال کو فلانی جگہ خرچ کرو ویسا ہی خدا تعالی نے خرچ کرنے اور نہ خرچ کرنے کے مقام بیان کر دئے ہیں پس اسکو تم خرچ کرو جیسے کہ حکم ہے تمکو اور تم پر اسکا
خرچ کرنا بہت آسان ہے جیسے کہ اس شخص پر آسان ہوتا ہے کہ جو کسی جانب سے وکیل ہو کر خرچ کرتا ہے اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے مالداروں کو
مال میں فقیروں کا قوت اور رزق کہا ہے اور اللہ تعالی بیان کرتا ہے حدیث قدسی میں کہ مال مال میرا ہے اور مالدار وکیل میرے ہیں اور محتاج آدمی عیال
میری ہیں پس جو کوئی کہ بخل کرے میرے مال میں اور میرے عیال میری کے کہ اپنے میری عیال کو نہ دیوے تو داخل کرونگا میں اسکو آتش دوزخ میں اور کچھ پروا
نہ کرونگا لیکن صدقہ دینے کا ذکر بہشت کو وہ دیگا اور اچھا ایمان لاویگا اور اسکی راہ میں خرچ کریگا جو خدا پر ہے تو بعد حکم ایمان لانیکے اور خرچ کرنیکے فرماتا ہے
فالذین آمنوا پس جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر منکم تم میں سے وانفقوا اور خرچ کیا ہے انہوں نے اپنے مالونکو راہ خدا میں زکوۃ اور
خمس ادا کیا ہے اور سوا اسکے امر خیر میں اسکو صرف کیا ہے لھم اجر کبیر واسطے ان لوگوں کے ہے بڑا اجر وہ بہشتیں ہیں بہشت کی اور بعد اسکے کفار کو زجر
اور توبیخ کرتا ہے کہ وما لکم کیا ہے واسطے تمہارے کافرو کہ لا تؤمنون نہیں ایمان لاتے ہو تم باللہ ساتھ خدا کے کہ اسکی وحدانیت کا اعتقاد نہیں
کرتے ہو والرسول اور حال یہ ہے کہ پیغمبر بھیجا ہوا اسکا ہے یدعوکم بلاتا ہے تمکو دلیلوں اور حجتوں کے وسیلے سے لتؤمنوا بربکم تاکہ ایمان
لاؤ تم ساتھ پروردگار اپنے کے وقد اخذ میثاقکم اور تحقیق لیا ہے خدا نے پیمان تمہارا اور عہد لیا ہے تم سے ایمان لانیکا پہلے بلانے کے دلیلوں کے
وسیلے سے اور فکر اور تامل کرنیکی جہت سے کہ تمکو عقل عطا کی ہے اور تمہاری دلیلیں عقل کی نمایاں کہی ہیں کہ ایمان کیطرف تمکو پہونچانیوالے ہیں اور بعد
عقلی دلیلوں کے خبردار کیا ہے پیغمبر نے کوئی عذر باقی نہیں ہے پس کیا وجہ ہے کہ خدا اور رسول پر ایمان نہیں لاتے ہو اور ابو عمرو نے اخذ کو بضم ہمزہ پڑھا ہے
اور میثاق کو مرفوع اور بعضے کہتے ہیں کہ میثاق سے وہ پیمان مراد ہے کہ جو روز الست خدا نے سب سے لیا تھا اور اقرار کیا تھا اپنی پروردگاری کا اور سوا شرک
کے انکار کے واسطے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے ایمان لانیکا ان کنتم مؤمنین اگر ہو تم ایمان لانیوالے اور اگر کبھی کسی سبب سے
دلیلوں حق کی تو پھر کس واسطے ایمان نہیں لاتے ہو ھو الذی وہ خدا وہ شخص ہے کہ ینزل علی عبدہ نازل کرتا ہے اپنے بندہ پر محمد صلعم کے
آیات بینات دلیلیں روشن ایمان لانیکی کہ وہ قرآن ہے اور معجزے ظاہر لیخرجکم تاکہ نکالے تمکو خدا من الظلمات اندھیروں کفر سے
پیغمبر اور قرآن اور دلیلوں کے سبب الی النور طرف روشنی ایمان کے وان اللہ بکم اور تحقیق کہ خدا ساتھ تمہارے لرءوف البتہ مہربان
ہے رحیم رحم کرنیوالا کہ پیغمبر کو ایمان کیطرف بلانیکا حکم کرتا ہے اور فقط عقلی دلیلوں پر کفایت نہیں کرتا ہے اور خرچ کرنیکے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ وما لکم
اور کیا ہے واسطے تمہارے اور کیا عذر ہے کہ الا تنفقوا یہ کہ نہیں خرچ کرتے ہو تم اپنے مالونکو فی سبیل اللہ بیچ راہ خدا کے کہ جسکے سبب
سے اسکی درگاہ کی نزدیکی حاصل ہو وللہ اور حال یہ ہے کہ واسطے خدا کے ہے میراث السموات والارض میراث آسمانوں کی اور زمین کی کہ جو کچھ
آسمانوں اور زمین میں ہے بعد فنا ہونیکے اسکی طرف ہو جائیگا ہر چند آج کے دن بھی حقیقت میں اسکے واسطے ہے لیکن خلائق کو بھی خصوصیت تصرف کی ہے اور آخر کو
سب کا تصرف جاتا رہیگا اور خدا تعالی ہی اسکا مالک رہجائیگا پس جس وقت کہ تم جانتے ہو کہ یہ مال تمہارے پاس نہ رہیگا کیوں نہیں خرچ کرتے ہو کہ اسکا ثواب تمکو
ملے باقی کہ ہمیشہ کو وہ باقی رہے اور اب خرچ کرنیوالونکی تفاوت کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ لا یستوی منکم نہیں برابر ہے تم میں سے اے مومنین من
انفق وہ شخص کہ خرچ کرے راہ خدا میں من قبل الفتح پہلے فتح مکہ سے کہ وہ وقت مسلمانوں کی زور اور قوت کے ہونے سے پہلے ہے اسواسطے کہ بعد
فتح مکہ کے مسلمانوں کی کثرت ہو گئی اور لوگ فوج فوج اسلام میں داخل ہونے لگے اور حاجت کفار سے جنگ کرنیکی نہ رہی اور ضرورت ہر ایک خرچ کی فتح مکہ سے
پہلے تھی اور مسلمانوں میں بہت محتاج بھی تھے یا وہ تھی سو اسواسطے اس وقت کے خرچ کرنیکا ثواب زیادہ تھا پس اسلیے خدا نے فرمایا کہ نہیں برابر ہے وہ شخص کہ خرچ کرے پہلے فتح
مکہ سے وقاتل اور جنگ کرے دشمنوں سے خدا کے اور وہ شخص کہ خرچ کرے بعد فتح مکہ کے اور جنگ کرے کافروں سے بعد فتح مکہ کے پہلے خرچ کرنیوالا اور جہاد میں جانیوالا

سوا اسکے کہ ریا ہے یا باعتبار شرع کے اور ثواب نہیں ہے تا اور اسی وجہ سے کہ جو مال کہ راہ خدا میں بہت تھوڑا خرچ کرو اور تھوڑا ہی اگرچہ بہت ہو تو بھی کہ مال دنیا کا متاع ہے
آخرت کی نعمتوں کی نسبت نہایت قلیل اور بیقیمت ہے تو یہ کہ اس مال کو بہت دوست رکھتا ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی ہرگز نہ پہنچو گے تم
نیکی کو یہانتک کہ خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ دوست رکھتے ہو تم کیونکہ دوسرے یہ کہ سکی طرف محتاج بہت ہو اور اس وقت اسکو خرچ کرے اور وہ اسکو بہت نزدیک ہے خلوص
اور ایمان مومنین کا حال روز قیامت کا بیان فرماتا ہے کہ یوم تری المومنین یاد کرو اے محمد صلعم اس دن کو کہ دیکھے تو مومنین کو اور بعضے مفسرین لکھتے ہیں کہ ظرف متعلق
ہے اجر عظیم کے یعنی خرچ کرنے والوں کو اجر بڑا ہے اس دن کہ دیکھے تو ایسے وقت دیکھنے والے مردوں ایمان لانے والوں کو والمومنات اور عورتوں ایمان لانے والیوں کو
اور یسعی دوڑتا ہوگا نورھم نور ایمان انکا بین ایدیھم آگے انکے وبایمانھم اور سامنے داہنوں کے سبب انکی کہ جب انکو نجات
اور بہشت کی طرف لیجاوینگے اور ایمان والوں کو داہنے ہاتھ میں انکا نامہ اعمال ہوگا اور جانب راست میں جیسے کہ بدکاروں کو پیٹھ پیچھے سے اور
جانب چپ سے دینگے پس نور علامت ہوگی انکی نجات اور نیکی اعمال نیک کی وجہ سے اور اسی سبب صراط کے اوپر برق کی مانند گذر جاوینگے یہانتک کہ بہشت میں
جا پہنچیں اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ نور ہر شخص کا بقدر عمل کے ہوگا کسیکا نور مثل اسکے ہوگا جو مدینہ سے عدن تک کی دوری ہے اور کسیکا مثل پہاڑ کے اور کسیکا برابر درخت خرما کے
اور کمتر سب سے وہ نور ہوگا کہ جس کا نور انکا اپنی قدموں کی جگہ دیکھے اور بعضے مومنین کا نور اس مرتبہ کو پہنچیگا کہ آتش دوزخ کو بجھاوے اور جب صراط پر گذر یں تو
دوزخ سے آواز آئیگی کہ جلدی گذر جا اے مومن کہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا حاصل یہ ہے کہ مومنین کے آگے اور داہنے نور ہوگا اسطرح وہ جا ہونگے یہانتک کہ
بہشت کے دروازہ پر پہنچیں جس وقت بہشت کے دروازہ پر پہنچیں تو ملائکہ انکا استقبال کرکے کہیں بشریکم الیوم خوشخبری تمہاری آج کے دن جنات
داخل ہونا ان بہشتوں میں ہے کہ تجری جاری ہیں من تحتھا الانھار نیچے درختوں انکے سے نہریں خالدین فیھا ہمیشہ رہو گے ان میں وہ ہمیشہ رہنا
ان بہشتوں کا ذلک یہ خوشخبری بہشت کی ھو الفوز العظیم وہی ہے رستگاری بڑی اور مراد کو پہنچنا ہے یعنی کہ اس حال میں انہوں نے
تمام ہولوں قیامت سے نجات پائی اور خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور کہتے ہیں کہ مومنین جو صراط پر نور دیئے جاویں گے منافقین کو بھی اس نور پر چلائیں اور جسوقت مومنین اپنا
نور ساتھ لیکر پہنچیں تو تمام صراط روشن ہو جاوے پس منافقین بھی چاہیں کہ اس نور سے روشنی لیں لیکن ان تک نہ پہنچے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوم یقول
المنافقون یاد کرو اس دن کو کہ کہیں منافق مرد والمنافقات اور منافق عورتیں للذین آمنوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے
ہیں یعنی وہ مومنین جو نور کو طلب کریں اور کہیں انسے کہ انظرونا نظر کرو تم ہمیں اور منہ اپنی موڑ کر ہماری طرف کو دیکھو کہ نقتبس
روشنی کر لیں ہم یعنی روشنی لیویں من نورکم نور تمہارے سے جس وقت تم ہماری طرف دیکھو اور بعضے کہتے ہیں کہ انظرونا بمعنی انظرونا یعنی
منافقین مومنین سے کہینگے کہ انتظار کرو تم ہمارا کہ نور کو تمہارے لیویں ہم اور یہ اسواسطے کہینگے کہ مومنین صراط پر سے مانند برق کے گذرینگے جیسے کہ سوار
سوار ہوکر اور منافق پیادہ ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین اور منافقین جسوقت قبروں سے باہر نکل کر چلیں تو آپس میں ملے ہوئے ہونگے اور منافقین مومنین کے نور
کی روشنی میں چلتے ہونگے اور جسوقت مومنین ان سے جدا ہو جائینگے تو وہ بے نور رہ جاوینگے اور اس وقت مومنین سے طلب نور کی کرینگے منافقین نور کو طلب کرینگے
قیل کہا جاویگا یعنی مومنین یا ملائکہ منافقین کو کہیں ارجعوا الٹے پھر جاؤ تم اے منافقو ورآءکم پیچھے اپنی دنیا میں جہاں سے
پھیر تو فالتمسوا نورا پس ڈھونڈو تم نور کو اسجگہ سے یعنی کہ قیامت میں نور کو نہیں کما سکتے ہیں بلکہ دنیا سے کمائی کرکے لاتے ہیں اور یا یہ کہ
وہاں جاؤ کہ جہاں سے یہ نور ہمارے پاس آتا ہے اور یا یہ کہ چلے جاؤ جہاں سے تم ناامید ہو کر کہ تمہارا حصہ اس نور میں نہیں ہے یہ مراد ہو مومنین کی جیسے کو پیچھے سے اور
مومنین منافقین کو کہیں کہ پیچھے کو پھر کر نور کو طلب کرو تو وہ اپنے منہ کو پیچھے کو پھیر یں جان کہ نور آنکے پیچھے ہے فضرب پس مارا جاویگا یعنی ملائکہ بحکم خدا
ماریں بینھم درمیان انکے مومنین اور منافقین کے بسور ایک دیوار یعنی ایک دیوار بلند درمیان انکے کھڑی کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ
اعراف ہے کہ وہ دیوار ایسی ہوگی کہ لہ باب واسطے اسکے دروازہ ہوگا کہ مومنین اس دروازے داخل ہوں باطنہ اندر اسکا ایسا ہوگا کہ فیہ
الرحمۃ بیچ اسکے رحمت ہوگی اور وہی نزدیک اسکے بہشت ہے وظاھرہ اور باہر اسکا کہ جہاں منافقین کھڑے ہونگے ایسا ہوگا کہ من قبلہ

موافق تھا اسکی جگہ پر لکھدیا اور بعد اسکے کہا کہ ہمکو بنی اسرائیل کی قوم کے پیش کرنا چاہئے پس اگر وہ اسکو قبول کرلیں تو ہمکو قبول کرینگے اور اتفاق کیا کہ اسکو جبر کے پاس لیجاؤ کہ وہ عالم انکا تھا پس اگر وہ اسکو قبول کرے تو ہمکو پیروی کرینگے اور اگر قبول نہ کرے تو اسکو مار ڈالینگے جبر نے خبر پا کی انھیں باتوں کی ایک ورق پر کتاب اور بعض یوں کہتے ہیں کہ انکی باتیں جا کر انکی ساختہ اور پرداختہ اپنی کو اسکے روبرو کہا انھی ان سب کو انکی اس جعلسازی پر رکھا اور کہا کہ یہ کلام خدا کا ہے اور توریت میں بھی کی ان لوگوں نے گمان کیا کہ یہ اس کلام کا ہوگا کہ اسکا وہ شکر خوش ہوئی اور بعض خواص جبر کے اس امر کو جانتے تھے جب وقت وہ مر گیا تو یہ راز ظاہر ہوگیا پس بنی اسرائیل میں اختلاف ہوا اور بہتر فرقے انکے ہوگئے اور بہتر فرقہ حق پر تھا وہ جبر کا تابعدار رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد مومنین اہل کتاب ہیں کہ نام انکا قبل بعثت پیغمبر کے حضرت پر ایمان لائے تھے اور وقت حضرت کے انکی بہت مدت ہوئی تو دل انکے سخت ہوگئے اور تعیین ان میں سے بہت کی اور ایسی سیدا کی اور راہیں اپنی تجویز اور رسم انکو بنا لیا اور عبادت بتائی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ رہبانیت پیدا کیا اور بہتر ان میں سے **وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ** اور بہت آدمی انمیں سے **فَاسِقُونَ** باہر ہونیوالے ہیں دین حق سے اور کتاب کے حکموں کو ترک کرنیوالے قساوت قلبی کی علامات اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ انجام دل کی سختی کا غفلت ہے یاد خدا سے اور علامت دل کی نرمی کی متوجہ ہونا طرف طاعت کے ہے اور منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سوا ذکر خدا کے بہت باتیں مت کرو کہ تمہارے دل سخت ہوجائینگے اور جو دل کہ سخت ہے وہ دور ہے رحمت خدا سے اور یہ بھی فرمایا کہ تم آدمیوں کے گناہوں کی طرف نظر مت کرو کہ گویا تم معبود انکے ہو لیکن اپنے گناہوں کی طرف دیکھو جیسا کہ بندے خدا کی بندگی میں گرفتار ہوتے ہیں تم اور آدمی دو قسم کے ہیں ایک مبتلا بلا اور ایک صاحب عافیت پس بلا والوں پر رحم کرو اور عافیت والوں پر شکر کرو **اعْلَمُوا** جانو تم اے انکار کرنیوالو قیامت کے **أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ** تحقیق خدا زندہ کرتا ہے زمین کو **بَعْدَ مَوْتِهَا** بعد مرنے اور خشک ہو جانے کے کہ اسکو سرسبز کرتا ہے اور یہ مثال ہے انکے زندہ کرنے دلوں سخت کے ہے ذکر خدا سے یا تلاوت قرآن سے یعنی جیسے کہ خدا زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے مینہ برسا کر اسی طرح سخت دلوں کو نرم اور زندہ کرتا ہے ذکر سے یا تلاوت قرآن سے **قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ** تحقیق بیان کی ہیں ہمنے واسطے تمہارے اور ظاہر کیا ہے **الْآيَاتِ** حجتوں اور دلیلوں روشن کو **لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ** تاکہ سمجھو تم اور عقلوں کو اپنی کام فرماؤ تم اور ان دلیلوں کی طرف حق کے راہ پاجاؤ تم کہ طاعت اور عبادت میں مشغول ہوجاؤ اور چونکہ اہل کتاب کیطرف کہا ہے کہ حکام توریت اہل ایسے ہیں تم ایسا کرو اور حکام کو ہمارے حق اور درست جانو اور سمجھاؤ ان کو **إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ** تحقیق صدقہ دینے والے مرد **وَالْمُصَّدِّقَاتِ** اور صدقہ دینے والی عورتیں اور ابن کثیر اور ابو بکر نے بتخفیف صاد پڑھا ہے یعنی سچا جاننے والے مرد اور سچا جاننے والی عورتیں قول خدا اور پیغمبر کو **وَأَقْرَضُوا اللَّهَ** اور قرض دیا ہے **قَرْضًا حَسَنًا** قرض نیک کہ وہ پاکیزہ اور حلال اور پیارا مال ہو اور نیت خالص سے دیا ہو بدون ایذا کے **يُضَاعَفُ لَهُمْ** زیادہ کیا جائیگا واسطے انکے اور چند در چند کیا جائیگا ثواب اسکا **وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ** اور واسطے انکے جزا ہے بزرگ وہ بہشت ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا** اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں **بِاللَّهِ** ساتھ خدا کے **وَرُسُلِهِ** اور پیغمبروں اسکے کے اور کبھی انکی نبوت میں شک کیا اور نہ انکی خبر کے بیان کو نہیں اور نہ انکے حکم میں شک کیا **أُولَٰئِكَ** یہ لوگ **هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ** وہی ہیں صدیق اور شہدا **عِندَ رَبِّهِمْ** نزدیک پروردگار انکے کے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے اپنی شیعوں کیطرف خطاب کر کے کہ پہچانو والا تم میں سے امر کو یعنی الامر کے مانند اس شخص کے ہے کہ ہمراہ امام مہدی کی لشکر جہاد کیا ہو اور بعد اسکے فرمایا کہ بلکہ ہمراہ رسول خدا کے جہاد کرنیوالا ہے وہ اور بعد اسکے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ بلکہ مانند اسکے ہے کہ شہید ہوا ہو وہ ہمراہ رسول خدا کے خیمہ میں آنحضرت کے اور فرمایا کہ وہ فضیلت تمہاری آیت ہی کتاب خدا میں ہے کہ طرف اسکی اشارہ کرتی ہے راوی نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے فرمایا کہ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم اور بعد اسکے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی ہوگئے تم صادقین اور شہدا نزدیک پروردگار اپنے کے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب ہمارے شیعہ صدیق ہیں صدیق ہیں کہ انہوں نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھا ہے اور ہمارے دشمنوں کو انہوں نے دشمن رکھا ہے اسکو واسطے خدا فرماتا ہے کہ مومن باللہ ورسلہ اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہے **لَهُمْ أَجْرُهُمْ** واسطے انکے جزا انکا ہے یعنی واسطے ان مومنین کے مثل جزا صدیقین اور شہدا کے ہے **وَنُورُهُمْ** اور نور انکا ساتھ انکے قیامت کے روز روشنی دیگا

بہشت کو جاوینگے والذین کفروا اور جن لوگوں نے کفر کیا ساتھ خدا کے اور پیغمبر کے وکذبوا بآیٰتنا اور جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی ہی ساتھ
آیتوں ہماری کے جو کہ محمد صلعم پر نازل کی ہیں اولٰئک یہ لوگ اصحٰب الجحیم صاحبان دوزخ کے ہیں کہ ہمیشہ اسمیں رہینگے اور دنیا کی حقارت بیان
کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اعلموا جانو تم ای دنیا کے طلب کرنیوالو کہ انما الحیٰوۃ الدنیا سوا اسکے نہیں کہ زندگانی دنیا کی لعب بازی لڑکوں کی ہے اور
اسکے مال کے طلب میں سوا رنج اور مشقت کے فائدہ نہیں جیسے کہ لڑکوں کی بازی کہ رنج اور تعب بیفائدہ ہے ولھو اور مشغولی ہے کہ اسمیں مشغول ہونیکی
سبب سے آخرت کے بزرگ فائدوں سے باز رہتے ہیں وزینۃ اور آرائش ہے مزیدار کھانوں اور لباسوں قیمتی میں اور محلوں بلند میں اور سواریوں چالاک میں و
تفاخر بینکم اور فخر اور ناز کرنا ہے درمیان آپس میں تمہارے بہ دولت کی بہت سے وتکاثر فی الاموال اور کثرت کرنی ہے بیچ
مالوں کے والاولاد اور اولاد میں یعنی خدا تعالیٰ دنیا کی حقارت بیان کرتا ہے کہ وہ ایسی ہے کہ جسکے سبب سے آخرت کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی اور بیان
کیا کہ وہ ایک امر بے فائدہ زود زوال ہے اور وہ ایک ایسی چیز ہے کہ آدمی اسکے واسطے اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے ہیں جیسے کہ لڑکے بازی میں اپنی جانوں کو
مشقت میں ڈالتے ہیں بے فائدہ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جمع کرنا مال حرام کا تفاخر ہے اور تکبر کرنا دوستان خدا پر مال اور اولاد اور خادموں کے
باعث تکاثر ہے اور منقول ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے عمار یاسر سے فرمایا کہ اے عمار دنیا کے واسطے غم مت کھاؤ کہ تمام لذتیں دنیا کی چھ چیزیں ہیں کھانا اور
پینا اور لباس اور نکاح اور سواری اور خوشبو اور سب کھانوں میں افضل شہد ہے اور وہ لعاب مکھی کا ہے اور پینے کی چیزوں میں افضل پانی ہے اور اسمیں سب
حیوانات برابر ہیں اور افضل اور بہتر خوشبوؤں میں مشک ہے اور وہ خون ہرن کا ہے اور افضل سب سواریوں کا گھوڑا ہے اور سوار اسپر مارا جاتا ہے اور اشرف
اور نفیس سب لباسوں میں ریشمی ہے اور ریشم کوہ کیڑے کا ہے اور فائدہ نکاح کا اور مقصود اس سے صحبت ہے عورتوں کی اور وہ داخل کرنا پیشاب گاہ کا پیشاب گاہ
میں ہے اور منقول ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلعم کا گذر ایک جگہ ہوا ایک گوسفند مردہ پر کہ وہ مردہ پڑی ہوئی پھینکی گئی تھی اور بدبو اس سے آتی تھی حضرت نے فرمایا
اسکو کوئی ایک درم کو خریدے صحابہ نے عرض کی کہ اسکو تو زندہ کو بھی کوئی ایک درم کو خرید نہ کرتا اور اب یہ مردہ ہے کون خرید کرے حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی
دنیا خدا کے نزدیک اس گوسفند مردہ سے زیادہ حقیر اور بے قدر ہے اور امیر المؤمنین علیہ السلام سے کسی نے دنیا کی تعریف پوچھی تو فرمایا کہ اول میں اسکے رنج ہے اور درمیان
میں اسکے رنج ہی اور آخر میں اسکی فنا ہے اور حق تعالیٰ نے دنیا کی بے اعتباری اور جلدی جانے کی مثال فرمائی کہ وہ کمثل غیث مانند بارش
کے ہے کہ زمین پیاسی میں برسے اور تخم کو اسمیں جلدی اگا دے اور سبزہ کھیتی ہو اور سبب طراوت اور تازگی کے اعجب الکفار تعجب میں لاتی ہو
کفار کو نباتہ روئیدگی اسکی کہ تعجب کثرت سے ساتھ زیادہ کے بخلاف مومن کے کہ اگر عجیب دیکھے تو فکر اسکا اسکے پیدا کرنیوالے کی قدرت کی طرف جاتا ہے
اور کافر کا فکر اسکے خالق کی طرف ہرگز نہیں جاتا ہے غرض یہ کہ دنیا مثل روئیدگی کے ہے کہ جو پانی سے اوگی ہو کمال سبزی اور تازگی کے ساتھ ثم یھیج پھر خشک ہو جاتی ہے
کسی آفت ارضی یا سماوی سے فتریٰہ مصفرا پس دیکھے تو اسکو زرد بعد سبزی اور تازگی کے ثم یکون پھر ہو جاتا ہے وہ بعد زردی کے حطاما پس
شکستہ اور ریزہ ریزہ ہو کر یعنی حال دنیا کا بھی ایسا ہی ہے چند روز تو باقی اور خرمی کے ساتھ اور آخر کو فنا ہو اور بے جا ہو لیکن رفتہ رفتہ جاتا رہتا ہے اور نہ وہ
جیسا تھا باقی رہتا ہے لیکن آخرت ایسی مثال ہے بڑی امید کو چنانچہ فرماتا ہے کہ وفی الاٰخرۃ عذاب شدید اور بیچ آخرت کے عذاب ہے سخت
دشمنان خدا کو کہ جنہوں نے عمر اپنی دنیا کے طلب میں بسر کی ہے اور حق کو فراموش کیا ہے ومغفرۃ اور بخشش ہے آخرت میں من اللہ خدا کیجانب سے
مومنین گنہگاروں کو ورضوان اور خوشنودی اور رضامندی ہے دوستان خدا کو سبب مشغول رہنے انکے کے طاعت اور عبادت پر وما الحیٰوۃ
الدنیا اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی الا متاع الغرور مگر پونجی فریفتہ ہونیکی کہ فریب دیتی ہے اور باقی نہیں ہے اور یہ پونجی غرور کی واسطے اسکے ہے کہ جو
کوئی اسپر فریفتہ ہوا اور آخرت کو اسکے سبب سے حاصل نہ کرے اور نفس کی لذتوں میں اسکو خرچ کرے اور واسطے مغفرت کے سبقت کرنیکو حکم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ سابقوا
آگے بڑھو تم اور جلدی کرو تم الی مغفرۃ طرف بخشش کے یعنی طرف سبب بخشش کے من ربکم پروردگار اپنے کے اور بخشش کے سبب توبہ ہے
ادا کرنا نماز پنجگانہ کا اور روزہ کا اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور حاضر ہونا جماعت کا پس سستی اور غفلت کرو تم مغفرت کے سببوں کی بجا لانے میں بلکہ بہت جلدی کرو طرف اسکے

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا اور طرف بہشت کی جو چوڑائی اُس کی کَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مانند چوڑائی آسمان اور زمین کی ہے اور جو وقت کہ
عرض اس کا یہ ہے تو طول اس کا معلوم نہیں کہ کس قدر ہوگا پس اسی سے اس کی بڑائی خدا کی معلوم نہیں ہے اور منقول ہے کہ جبرئیل نے ارادہ کیا کہ
طول اس کا معلوم کرے تیس ہزار سال اڑا آخر کو تھک گیا اور خدا تعالیٰ سے مدد چاہی اور قوت طلب کی تیس ہزار مرتبہ اور پھر تیس ہزار
سال اڑا لیکن جانب کی خدا وند نے زیادہ کیا ہے [illegible] باقی رہا ہے ایک نے اپنے خیمہ سے آواز دی کہ اے روح اللہ کس سمت کو جاتے ہو اور
ابھی [illegible] تو کہ [illegible] ایک [illegible] جبرئیل نے کہا کہ تو کون ہے کہا کہ میں ایک حور ہوں [illegible] کہ پیدا ہوئی
ہوں ایک مومن کے واسطے اور وہ بہشت [illegible] أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا تیار کیا گیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں بِاللّٰهِ
وَرُسُلِهِ ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اس کے کے ذٰلِكَ یعنی جو کچھ وعدہ ہوا ہے مغفرت اور جنت کا فَضْلُ اللّٰهِ فضل خدا کا ہے اور کرم اس کا کہ
تمہارے عمل کی جزا میں [illegible] اور دولت دیتا ہے اور اگر اعمال کے موافق جزا دے تو جس قدر بندہ مستحق ہے وہ جزا باعتبار عدل [illegible] کام کیا اس کے
موافق اپنی مزدوری پائی اور [illegible] فضل و کرم اس کا ہے اور یہی اس کا فضل و کرم ہے [illegible] اعمال [illegible]
سبب اس [illegible] مغفرت اور بخشش اور جنت يُؤْتِيهِ دیتا ہے اس کو اپنی عنایت سے مَنْ يَشَاءُ جس کو چاہتا ہے [illegible]
سے زیادہ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے مومنین پر دنیا میں بھی کہ توفیق طاعت اور عبادت کی دیتا ہے اور
عقبیٰ میں بھی کہ بہشت عنایت کرتا ہے اور بعد بیان کرنے ثواب کے مصیبتوں پر تحمل کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا أَصَابَ نہیں پہنچی ہے اور نہ
پہنچے گی مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ کوئی مصیبت بیچ زمین کے مثل قحط اور گرانی اور نقصان مال اور زراعت کے وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ اور نہ بیچ
نفسوں تمہارے کے مثل بیماریوں اور دردوں اور رنجوں کے اور مرنے قریبوں اور دوستوں کے إِلَّا فِي كِتَابٍ مگر ثابت ہے بیچ کتاب کے یعنی لوح محفوظ
میں لکھا ہے ان سب کو مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا پہلے اس کے کہ پیدا کریں ہم ان نفسوں تمہارے کو یا زمین کو یا مصیبت کو تا کہ ملائکہ دیکھ کر جانیں کہ
خدا تعالیٰ امور کو قبل واقع ہونے کے جانتا ہے اور اپنی صفات تمام ہے إِنَّ ذٰلِكَ تحقیق کہ ثابت کرنا مصیبت وغیرہ کا لوح محفوظ میں عَلَى اللّٰهِ اوپر
خدا کے يَسِيرٌ آسان ہے اور مصیبتیں نازل ہونے والی [illegible] لوح محفوظ میں ثابت کرتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا تا کہ نہ غم کرو تم عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ اوپر اس چیز کے کہ
فوت ہوئی ہے تم سے مثل مال یا صحت یا عافیت یا فرزند کے وَلَا تَفْرَحُوا اور نہ خوش ہو تم بِمَا آتَاكُمْ ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے تم کو خدا نے نعمت سے
اور [illegible] کو الفت [illegible] کے ساتھ [illegible] یعنی نہ خوش ہو تم ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے تمہارے پاس اور جو کوئی جانے کہ نہ تو دنیا کی غم کو قرار ہے اور نہ
اس کی خوشی کا اعتبار ہے تو دنیا کی مصیبت پر رنج نہ کریگا اور دنیا کی نعمتوں کے حاصل ہونے سے خوش نہ ہوگا اور فخر اور ناز نہ کریگا اور ایسا ہی اگر جانیگا کہ جو کچھ فوت
ہوا ہے اور جاتا رہا ہے اس کا عوض خدا پر ہے [illegible] دنیا میں یا آخرت میں اس کو پہنچے اور اس سبب سے غمگین نہ ہوگا اور جانیگا کہ نعمت جو حاصل ہوئی ہے اس کا
شکر واجب ہے اور حقوق مالی ادا کرنی چاہیے پس اس کے آنے سے خوش نہ ہوگا اور جس وقت اس کو علم ہوگا کہ جو کچھ ہے سب موافق تقدیر کے ہوتا ہے تو سب امور
آسان جانیگا اور [illegible] جانیگا [illegible] لوح محفوظ میں لکھا ہے اور خلق اس کا بنا ہے [illegible] وجود اور عدم دنیا کا [illegible] نزدیک [illegible] برابر [illegible]
تو حسد اور بغض [illegible] سب [illegible] دنیا کے [illegible] اور دنیا کو حقیر سمجھیگا اور [illegible] طالب [illegible]
بھی بسبب خوشی [illegible] دنیا کے اور نہ [illegible] فوت [illegible] اور آخرت کو بہت بزرگ جاننے لگیگا جو قریب جانیگا کہ پہنچنا سختیوں اور مصیبتوں کا باعث
حصول ثواب دائمی کا ہے اور [illegible] خدا کی جانب [illegible] لگیگا دنیا سے [illegible] اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زہد قرآن کے دو کلموں میں ہے چنانچہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ پس جو شخص کہ [illegible] نہ ہو [illegible] اور نہ خوش [illegible] زہد کو [illegible] دونوں طرفوں سے گھیر لیا اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
تمام قرآن کی ایک آیت میں ہے اور [illegible] پھر یہی آیت تلاوت فرمائی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرزند آدم کس واسطے غمناک ہوتا ہے [illegible] تیرا [illegible] اور
کس واسطے خوش [illegible] ہے [illegible] کہ وہ [illegible] منع نہیں کر سکتی ہے [illegible] تسلیم [illegible] منع کی گئی ہے کہ

جو باز رکھے شکرگزاری سے اور مطلق غم اور مطلق خوشی منع نہیں ہے اسواسطے کہ وہ انسان کی طبیعت کے لازم ہے اور اسکو کوئی دفع نہیں کرسکتا ہے اور کسی مصیبت کے
فوت ہونے سے البتہ رنج ہوگا لیکن اسکو صبر سے دفع کرے اور کسی نعمت کے حاصل ہونے سے البتہ دل خوش ہوگا لیکن اسپر شکر خدا کا ادا کرے اور غرور اور
فخر اور ناز کو اپنی طبیعت میں جگہ نہ دیوے اور دوستی مرتبہ دنیا کی اور مغرور ہونا دنیا کی ثروت پر اور خوشحال ہونا دنیا کے فائدوں سے جو سبب
تکبر کا ہے کہ جو تمام خصلتوں سے بدتر ہے سو اسواسطے خدا تعالی بعد اسکے فرماتا ہے کہ واللہ لا یحب اور خدا نہیں دوست رکھتا کل مختال ہر
اترانے والے کو نعمت دنیا پر فخور اترانے اور تکبر کرنیوالے کو دنیا کی نعمتوں اور مرتبوں اور مالوں پر اور محبت مال کی جو باعث ہوتی ہے بخل کا اور
اس سبب سے حقوق خدا کے مثل زکوۃ اور خمس وغیرہ کے ادا نہیں کرتا ہے سو اسواسطے فرماتا ہے کہ الذین یبخلون وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں اور یہ
بدل ہے مختال سے یعنی خدا دوست نہیں رکھتا ہے ان لوگوں کو کہ باوجود دنیاداری اور محبت منافع دنیا کے بخل کرتے ہیں اور مال کو راہ خدا میں
خرچ نہیں کرتے ہیں ویامرون الناس اور حکم کرتے ہیں آدمیوں کو بھی بالبخل ساتھ بخل کے ومن یتول اور جو شخص کہ
منہ پھیرے مال کے خرچ کرنے سے ان مقاموں میں کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہے اور منہ پھیرے خدا تعالی کے حکم سے اور باز رہے [illegible] کہ دنیا کی
کوئی چیز جاتی رہے اور نہ خوشی کرے [illegible] کہ دنیا کی کوئی چیز ہاتھ لگے تو فان اللہ پس تحقیق کہ خدا ہو الغنی وہ بے نیاز ہے
[illegible] اور اسکی [illegible] الحمید ستائش کیا گیا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں کہ اسکا منہ پھیرنا اسکو ضرر نہیں کرتا ہے اور اگر منہ نہ پھیریں اور
مال کو خرچ کریں تو اسکو نفع نہیں [illegible] فائدہ [illegible] خدا [illegible] اور اپنے لطف کو بیان کرتا ہے کہ لقد ارسلنا البتہ تحقیق بھیجا ہم نے رسلنا
پیغمبروں اپنے کو بالبینت ساتھ دلیلوں [illegible] اور معجزوں [illegible] کہ دلالت کرتی ہیں صداقت [illegible] ہمارے [illegible] کہ بھیجا ہم نے ساتھ
معجزوں کے کہ دلالت کرتی ہیں [illegible] وانزلنا معہم الکتب اور نازل کیا ہم نے ساتھ انکے کتاب کو کہ حق باطل سے جدا ہوجاتا ہے
اور شامل ہوتی ہے وہ کتاب حلال اور حرام کے حکموں کو مثل توریت اور انجیل اور قرآن کے اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتا ہے کہ مراد کتاب سے علم ہے
کہ جس سے علم ہر چیز کا جانا جاتا ہے اور ہمراہ بھیجا ہے وہ ہوتا تھا والمیزان اور نازل کیا ہم نے ترازو کو لیقوم الناس تاکہ قائم ہوویں آدمی
بالقسط ساتھ انصاف کے کہ حقوق میں [illegible] برابری [illegible] معاملوں کے اور منقول ہے کہ جبرئیل آسمان سے ترازو حضرت نوح کے پاس لائے تھے اور
کہا کہ اپنی قوم کو حکم کر کہ اس سے وزن کریں اور فرماتا ہے کہ وانزلنا الحدید اور نازل کیا ہم نے لوہے کو آدم پر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت
آدم بہشت سے دنیا میں آئے تو تین چیزیں لوہے کی ہمراہ انکے تھیں ہتھوڑی اور آہرن اور سنداسی اور بعضی روایتوں میں ہے کہ پانچ چیزیں تھیں [illegible]
[illegible] آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ تعالی نے چار برکتیں آسمان سے زمین پر نازل کی ہیں لوہا اور آگ اور پانی اور نمک فیہ باس
شدید بیچ اسکے ہے خوف [illegible] سخت [illegible] ہتھیار بنتے ہیں جو جنگ میں کام آتے ہیں خواہ دشمن کے دفع کرنے کے واسطے ہوں مثل تلوار اور
نیزہ اور تیر اور خنجر کے اور خواہ اپنے نفس کی حفاظت کے واسطے ہوں مثل زرہ اور خود اور چار آئینہ وغیرہ کے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس سے
شمشیر ہے اور اہل بیت علیہم السلام کی روایتوں میں ہے [illegible] ذوالفقار ہے کہ واسطے رسول خدا کے آسمان سے نازل ہوئی تھی اور رسول خدا نے امیر المومنین کو عنایت کی تھی
کہ [illegible] وہ دشمنوں سے جہاد کرتے تھے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ذوالفقار ان بتوں میں سے تھی کہ جو بلقیس نے حضرت سلیمان کو بھیجی تھی اور [illegible] منبہ بن الحجاج
کے پاس تھی اور جنگ بدر میں امیر المومنین نے اسکو قتل کیا اور اس تلوار کو اس سے لیا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایک لکڑی درخت خرما کی ایک [illegible]
لی اور امیر المومنین کو عنایت کی اور فرمایا کہ اس سے جہاد کر اور جس وقت اسکو علی نے اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ [illegible] شمشیر ہوگئی اس تلوار سے وہ جہاد کرتے تھے اور دشمنان
خدا کو قتل کرتے تھے حاصل یہ کہ لوہے کے ضمن میں جنگ سخت اور جہاد کرنا ہے دشمنوں سے ومنافع للناس اور فائدے ہیں واسطے آدمیوں کے کہ
[illegible] اور [illegible] کہ جس سے [illegible] اور کتابیں نازل کیں کہ حق باطل سے جدا ہوجاتا [illegible]
نازل کی [illegible] وزن کریں کہ لوگوں کے حقوق [illegible] اور لوہا نازل کیا تاکہ دشمنان [illegible] اسلام [illegible]

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ اور تاکہ جانے خدا مَنْ يَّنْصُرُهٗ اس شخص کو جو مدد کرتا ہے اسکو وَرُسُلَهٗ اور پیغمبروں اسکے کو ان ہتھیاروں سے لوہے کے یعنی علم اسکا
متعلق ہو نصرت کرنیوالوں سے اور لیعلم کا لام متعلق انزلنا الحدید کا ہے یعنی وانزلنا الحدید لیعلم بِالْغَيْبِ ساتھ غیب کے یہ حال ہے ضمیر سے جو کہ ینصرہ میں ہے
یعنی تا علم خدا متعلق ہووے ان لوگوں کے ساتھ کہ جو مدد کرتے ہیں خدا اور اسکے پیغمبروں کی وقت غائب ہونے پیغمبروں کے یعنی جس وقت کہ پیغمبر حاضر نہوں اس وقت بھی
وہ مدد کریں اور پیغمبروں کو مدد دینے میں کوشش کریں بخلاف منافقوں کے کہ وہ روبرو پیغمبروں کے تو مدد کرتے ہیں اور انکی غیبت میں وہ نہیں کرتے ہیں اِنَّ
اللّٰهَ قَوِيٌّ تحقیق خدا قوی اور زبردست ہے دشمنوں کے ہلاک کرنے پر عَزِيْزٌ غالب ہے سب پر اور محتاج کسیکی مدد کرنیکی نہیں کہتا ہے اور حکم اسکا
جہاد کیواسطے اسلئے ہے تا کہ مستحق ہوں فائدہ پاویں اسکے لائق ثواب جو انکی کہہ ہووں اور حضرت نوح اور ابراہیم جو فضل کثیر انبیاء میں ہوے اسطرح کہ انبیاء انکی نسل سے ہیں
اسواسطے حق تعالی نے انکا بھی ذکر کیا اور اسکے بعد نوح اور ابراہیم کو ذکر میں خاص کرکے کہتا ہے کہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نُوْحًا نوح کو
قابیل کی اولاد میں وَّاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم کو نمرود کی قوم میں وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ درمیان اولاد ان دونوں کے پیغمبری
بطریق وحی کے وَالْكِتٰبَ اور کتاب کو یعنی ان دونوں کی اولاد میں جسکو چاہا ہم نے بخشی کہ کثرت سے انکی نسل میں پیغمبر ہوئے اور واسطے فرقہ حق پیغمبر کے کتاب انکو
دی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مراد کتاب سے لکھنا ہے کہ پہلی لکھنا انکو سکھایا اور بات نوح اور ابراہیم کی اولاد کا حال بیان کرتا ہے کہ فَمِنْهُمْ پس بعض
انہیں سے مُّهْتَدٍ ہدایت پانیوالے تھے کہ وہ انبیاء پر اور انکی کتابوں پر ایمان لائے تھے وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ اور بہت انہیں سے فٰسِقُوْنَ خارج ہونیوالے تھے
طریق حق سے ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ پیچھے لائے ہم اوپر پانشانوں ان انبیاء کے یعنی نوح اور ابراہیم اور انکے زمانہ کے دوسرے انبیاء کے تو بدوں لائے ہم
بِرُسُلِنَا پیغمبروں اپنی کو یعنی نوح کے بعد ہود اور صالح کو اور ابراہیم کے بعد اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف وغیرہ کو وَقَفَّيْنَا اور پیچھے
لائے ہم تمام ان پیغمبروں کے یعنی ختم کیا ہمنے انبیاء بنی اسرائیل کو بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ساتھ عیسی بیٹے مریم کے وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ اور دی ہمنے
اسکو انجیل یعنی عیسی کو ہم سب انبیاء بنی اسرائیل کے بعد لائے اور کتاب انجیل اسکو دی وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے یعنی رکھا ہمنے فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ اتَّبَعُوْهُ پیروی کی ہے انہوں نے عیسی کی رَاْفَةً وَّرَحْمَةً مہربانی اور بخشش کو یعنی عیسی کی پیروی کرنیوالوں کو
آپس میں یار کیا ہے کہ ایک شخص دوسرے پر مہربانی کرتا تھا اور ثواب کی انکو رغبت دلاتی تھی جسنے اور یا یہ کہ پیدا کیا ہمنے بیچ دلوں انکے مہربانی اور
بخشش کو وَرَهْبَانِيَّةَ اور طریقہ رہبانیت کو کہ ابْتَدَعُوْهَا ایجاد کیا تھا انہوں نے اسکو اپنی طرف سے اور رہبانیت اصل میں منسوب طرف رہبان کے
اور رہبان وہ شخص ہے کہ نہایت خوف رکھنے والا ہو عبادت اور ریاضت میں اور پرہیزگاری کے اختیار کرنے میں نہایت کو پہنچا ہوا ہو اور انہوں نے اسمیں بہت مبالغہ کیا تھا
اور رہبانیت کا طریقہ انہوں نے اپنی طرف سے اختیار کیا تھا کہ مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ نہیں فرض کیا تھا ہمنے انپر رہبانیت کو اوپر انکی بلکہ انہوں نے خود اپنے
نفسوں پر اسکو لازم کر لیا تھا اور سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت عیسی کے آسمان پر جانیکے بعد بعضے آدمی انکی امت کے انجیل کے احکام سے دستبردار ہو کر کافر ہوگئے اور
جو کچھ انمیں سے دین عیسوی پر باقی رہے تھے انہوں نے پہاڑوں میں جا کر رہبانیت اختیار کی اور نہایت خلوص سے عبادت خدا میں مشغول ہوئے اور بڑی بڑی مشقتوں کو
اپنے نفسوں پر گوارا کیا اور لذیذ کھانے اور پینے اور نکاح اور لباس سے ترک کر دیئے بالوں کا لباس مثل ٹاٹ کے پہنتے تھے اور اسطرح کی ریاضتیں رہبانیت انپر فرض
نہیں ہوئی تھی اور انہوں نے بھی اس رہبانیت کو اپنے نفسوں پر لازم نہیں کیا تھا اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ مگر واسطے طلب کرنے خوشنودی
خدا کے کہ خدا تعالی انکی عبادت اور پرہیزگاری سے راضی ہووے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ کہتا ہے کہ میں ایکروز رسول خدا صلعم کے پیچھے اونٹ پر
بیٹھا تھا مجھے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ نصاری نے رہبانیت کو کیونکر اختیار کیا تھا میں نے کہا کہ خدا اور پیغمبر اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا کہ بعد عیسی کے جبار لوگ
اور گردن کشوں نے گناہوں اور رنگا رنگ کے ظلم ظاہر کیا اور مومنوں نے انکو ملامت کیا اگرچہ وہ ان کاموں سے باز نہ رہے اور تین مرتبہ مومنوں نے ان سے جہاد کیا یہاں تک
کہ بہت مومنین مارے گئے اور چند آدمی باقی رہ گئے تھے انہوں نے کہا کہ ہم عبادت خدا میں مشغول ہوتے ہیں یہانتک کہ وہ پیغمبر آخر الزمان کہ عیسی نے جسکا وعدہ دیا ہے
پیغمبر ہو کر آئے اور اے ابن مسعود جو پیغمبر ہو کر آیا تو بعضے انمیں سے ایمان لائے اور بعضے انمیں سے کافر ہو گئے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ فَمَا رَعَوْهَا پس نہ

ع ١٩

رعایت کی اُن سے جس رہبانیت کی اور نہ نگاہ رکھا اُنہوں نے اسکو حَقَّ رِعَايَتِهَا حق نگاہ رکھنی اسکے کا جیسے کہ چاہئے تھا اور سفر اور رہنا کہ اسطرح
نگاہ رکھنا چاہئے بلکہ خدا کے قائل ہو کر تثلیث کو مانا اور قرآن اُنہوں نے جھٹلایا اور بعضے دین عیسیٰ کو چھوڑ کر یہودی دین میں داخل ہوئے اور مسلمان ہو گئے ہیں
پس ہم نے دیا واسطے خدا کے فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس ہم نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں مِنْهُمْ ان میں سے اَجْرَهُمْ اجر ان کا کہ
کثرت ثواب تھا عطا کیا وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ اور بہت سے ان میں فٰسِقُوْنَ باہر نکلنے والے ہیں ایمان سے اور ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں رسول خدا
صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ اے ابن مسعود وہ جماعت کہ پہلے تم سے تھی بہتر فرقے ہو گئے اور ایک فرقہ ان میں سے ناجی ہوا اور باقی کے ناری ہوئے اور ایک فرقہ نے ان میں
عیسیٰ کے دین پر سلاطین جابر اور سرکشوں سے لڑا اور دوسرا فرقہ ان میں سے وہ تھا کہ طاقت جابروں سے لڑنے کی نہیں رکھتے تھے وہ شہروں میں جا بجا چلے گئے اور
رہبانیت کو انہوں نے اختیار کیا اور ان لوگوں کی حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ورہبانیۃ ابتدعوہا اور پھر اسکے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لایا اور میری پیروی
کی اُس نے رہبانیت حق کی رعایت کی اور جو کوئی مجھ پر ایمان نہ لایا وہ کافر اور ہلاک ہونے والوں میں سے ہے اور فرمایا کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں رہبانیت
نہیں ہے بلکہ رہبانیت میری امت کی ہجرت ہے اور جہاد اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ اور وقت [illegible] ہے اور جہاد دین کے حال
کے بعد خطاب ہے اہل کتاب سے جو ایمان لائے تھے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو پہلے پیغمبروں پر اتَّقُوا اللّٰهَ ڈرو تم خدا سے
وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ اور ایمان لاؤ تم ساتھ پیغمبر اسکے کے کہ وہ محمد ہیں يُؤْتِكُمْ دیگا تمکو خدا كِفْلَيْنِ دو حصے مِنْ رَّحْمَتِهٖ رحمت اپنی سے
میں ایک حصہ تو پہلے پیغمبروں پر ایمان لانے کی جہت سے اور دوسرا حصہ محمد صلعم پر ایمان لانے کے سبب سے وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اور مقرر کریگا واسطے تمہارے نُوْرًا
تَمْشُوْنَ بِهٖ نور کہ چلو تم ساتھ اس نور کے کہ روشنی میں اور صراط پر سے گزر جاؤ اور بہشت میں داخل ہو وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور بخشیگا واسطے تمہارے گناہ ہر ایک اور
سابق میں کفر کو وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے مومنین کو رَّحِيْمٌ مہربان ہے اوپر ان کے بعد ایمان کے گناہ بخشیگا اور تفسیر اہلبیت میں ہے کہ مراد کفلین سے
حسن اور حسین ہیں اور نور سے مراد علی ہیں یعنی ایمان لاؤ تم خدا اور رسول خدا پر تاکہ حق تعالیٰ شفاعت حسن اور حسین کی عطا فرمائے اور علی کی نور کی روشنی سے
صراط پر سے گزر جاؤ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے جعفر طیار کو مع سوار اسکے ہمراہ کر کے بجانب حبشہ نجاشی کے پاس تاکہ اسکو دین اسلام کی طرف
بلائیں جعفر اسکے پاس گیا اور طرف دین اسلام کے بلایا اور رغبت دلائی اُسنے اسلام کو قبول کیا اور چالیس آدمی ہمراہ انکے ایمان لائے تھے انہوں نے نجاشی سے اذن
طلب کیا رسول خدا کی خدمت میں جانیکا نجاشی نے انکو اجازت دی اور وہ ہمراہ جعفر کے مدینہ میں آئے لیکن اسوقت مدینہ میں پہنچے کہ رسول خدا ساتھ ہی جنگ احد کی
کے سبب تھی اور جسوقت محتاجگی اور فقیری اصحاب کی اور موجود نہ ہونا سامان لڑائی کا انہوں نے دیکھا تو رسول خدا صلعم سے اذن طلب کیا اپنے جانیکا تاکہ حبشہ سے
مال اور اسباب لا کے مسلمانوں میں تقسیم کریں حضرت نے انکو رخصت دی اور انہوں نے وہ اپنے مال کو مسلمانوں میں تقسیم کیا حق تعالیٰ نے یہ آیت انکی شان میں
نازل کی کہ الذین آتیناہم الکتاب ہم بہ یؤمنون الآیہ اور جب کفار اہل کتاب نے یہ آیت یؤتون اجرہم مرتین کو سنا تو مسلمانوں پر فخر کیا اور کہا کہ جو کوئی ہماری اور
تمہاری دونوں کی کتاب پر ایمان لائے تو اسکے واسطے دو اجر ہیں اور جو کوئی فقط تمہاری کتاب پر ایمان لاوے اور ہماری کتاب پر ایمان نہ لاوے تو اسکو ایک اجر [illegible]
ملیگا پس ہمکو فضیلت ہے تم پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اے لوگو کہ ایمان لائے ہو [illegible] اور محمد پر ایمان لانا ثابت تم ہو تاکہ خدا
تمکو دیوے جیسے کہ وعدہ کیا ہے تمسے اور مومنین اہل کتاب سے دو اجر کا اور اجر تمہارا انکی اجر سے کم نہ کریگا اسواسطے کہ تم مثل انکے ہو ایمان لائے ہو جیسے کہ وہ پہلے
پیغمبروں پر اور خاتم المرسلین پر ایمان لائے ہیں ایسے ہی تم بھی سب پیغمبروں پر ایمان لائے ہو اور بعد اسکے فرمایا کہ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ
لا زائد ہے اور وہ مراد ان مخففہ مثقلہ کا ہے سو واسطے کہ علم کے بعد واقع ہوا ہے اور تقدیر یہ ہے کہ لیعلم اہل الکتاب انہم لا یقدرون یعنی خدا تعالیٰ مومنین
کو دو حصہ نور اور رحمت اور مغفرت کی دیتا ہے تاکہ جانیں اہل کتاب جو کہ محمد پر ایمان نہیں لائے ہیں کہ قدرت نہیں رکھتے ہیں وہ کفار اہل کتاب عَلٰی شَیْءٍ
مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ اوپر کسی چیز کے فضل خدا کے سے کہ وہ ہرگز فضل خدا کا نہیں پہنچ سکتی ہیں اسواسطے کہ پیغمبری اور کرامت تمکو ملی کہ جسوقت محمد پر ایمان لائے
اور وہ اس سعادت سے محروم ہیں پس ان بخششوں سے بھی محروم رہینگے وَاَنَّ الْفَضْلَ اور تحقیق فضل نبوت اور کرامت بِيَدِ اللّٰهِ بیچ ہاتھ قدرت خدا کے ہے

يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ دیتا ہے اسکو جسکو چاہتا ہے موافق مصلحت کے وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے اور بعضے کہتے
ہیں کہ چوبیس آدمی یمن کے کہ وہ دین یہود و نصاریٰ کا اقرار کرتے تھے لیکن پیغمبر کے دین پر تھے وہ رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور اسلام کو قبول کیا انحضرت
نے انسے کہا کہ اے قوم ہو تم انہوں نے جواب دیا آنکو کہا کہ ایک ہی دن ہم ایمان لائے ہیں حق تعالیٰ نے انکے واسطے اور مومنین اہل کتاب کے واسطے
مثل عبداللہ بن سلام کے اور اسکے یاروں کے دو اجر بخشش فرمائی ان لوگوں نے صحابہ سے اس پر فخر کر کے کہا کہ ہم تم سے بہتر ہیں اسواسطے کہ ہمکو دو اجر
ہیں اور تمہارے واسطے ایک اجر ہے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی سُورَةُ الْمُجَادِلَةِ یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں بائیس آیتیں ہیں اور اسکے پڑھنے کی ثواب
کی حدیث سورہ حدید میں گذر چکی ہے اسکے پڑھنے کے ثواب کو دیکھ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کہتے ہیں کہ خولہ بنت ثعلبہ کہ انصار میں سے
تھی خوبصورت [illegible] نماز پڑھتی تھی اور شوہر اسکا اوس بن صامت [illegible] تھا اور [illegible] نماز سے
فارغ ہوئی تو اوس نے طالب صحبت کا ہوا وہ [illegible] کے باعث سے [illegible] شوہر اسکا جو [illegible] تھا اسے غصہ ہو کر اسکو کہا انت علیّ کظہر امی یعنی تو مجھ پر
مانند پشت ماں میری کے ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ [illegible] کہ وہ ظہار [illegible] ہے اور [illegible] عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے [illegible] کفارہ
اور کفارہ کا بعد اسکے ذکر ہوگا اور ایام جاہلیت میں ظہار [illegible] اور ایلا [illegible] قسم کھانے سے طلاق واقع ہوتی تھی اور اوس بعد اسکے پشیمان ہوا اور خولہ
کہا کہ گمان میرا یہ ہے کہ تو مجھ پر حرام ہو گئی خولہ نے کہا کہ اس امر کو تو رسول خدا سے جا کر پوچھ اسنے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے خولہ خود حضرت کی خدمت میں گئی اور حضرت
عائشہ حضرت کا سر دہلاتی تھی کہا کہ یا رسول خدا اوس بن صامت نے مجھکو اپنے نکاح میں لایا تھا جب میں جوان تھی اور مالدار اور کنبہ بہت رکھتی تھی اور اسنے
مال میرا خرچ کر دیا اور بہت فرزند مجھسے جنا اور جوانی سے بیٹھ گئی اور کنبے کے لوگ مجھسے جدا اور متفرق ہو گئے تو مجھکو اسنے مثل ماں کے
کہہ دیا ہے اور میں نہیں جانتی کہ فرزندوں کا کیا علاج کروں اگر انکے پاس چھوڑتی ہوں تو سب ضائع اور ہلاک ہو جائینگے اور اگر اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوکے
مر جائینگے اور اب وہ ظہار سے پشیمان ہوا اس مقدمہ میں کیا کوئی تدبیر ہے کہ پھر ہماری صحبت باہم ہو فرمایا کہ تم اسپر حرام ہو گئی ہو کہا کہ یا رسول خدا الفاظ طلاق
کا واقع نہیں ہوا ہے فرمایا کہ میرا گمان یہی ہے کہ تو اسپر حرام ہو گئی ہے خولہ فرزندوں کی کثرت اور بچپن انکے سے اور جدائی اپنی [illegible]
تھی نہایت غمگین ہوئی اور دوسری بار حضرت سے عرض کی تو وہی جواب پایا پھر کہا کہ شکایت کرتی ہوں میں طرف خدا کے اپنی فاقہ اور تنہائی کی حضرت نے فرمایا کہ
ظاہر شریعت سے جو پایا سو تو اسپر حرام ہو گئی ہے اور خدا نے اس مقدمہ میں حکم نہیں فرمایا ہے اور وہ یہی کہتی تھی کہ شکایت کرتی ہوں طرف خدا کے اپنی فاقہ اور تنہائی
اور پریشانی کی یہاں تک عاجزی سے منہ طرف آسمان کے کیا اور کہا کہ خداوند تحقیق میں شکایت کرتی ہوں طرف تیری اپنی فاقہ اور تنہائی کی پس نازل کر
اپنے پیغمبر کی زبان پر وہ حکم کہ جسمیں میری خلاصی اور رحمت ہو وہ تو یہ کہتی تھی اور عائشہ حضرت کے سر کو دہوتی تھی دوسری بار حضرت سے پھر عرض کی کہ یا رسول خدا
میرے مقدمہ میں فکر کرنی چاہیے اور میرے حال پر رحم کرنا چاہیے عائشہ نے کہا کہ جھگڑے کو اپنے کوتاہ کرنا چاہیے کہ وحی پیغمبر پر نازل ہوتی اور علامت وحی کی یہ تھی کہ
اسوقت اونگھ حضرت پر طاری ہوتی تھی جسوقت عائشہ نے آدھا سر حضرت کا دھویا تو حضرت ہوش میں آئے اور خولہ کو حکم کیا کہ تو اپنے شوہر کو حاضر کر اور بعد اسکے
یہ چار آیتیں تلاوت فرمائیں قَدْ سَمِعَ اللَّهُ تحقیق سنا ہے خدا نے قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ کہنا اس عورت کا کہ جھگڑا کرتی تھی تجھسے یعنی جواب طلب
فِي زَوْجِهَا بیچ مقدمہ شوہر اپنے کے وَتَشْتَكِي اور شکایت کرتی تھی إِلَى اللَّهِ طرف خدا کے وَاللَّهُ يَسْمَعُ اور خدا سنتا ہے تَحَاوُرَكُمَا
سوال و جواب تمہارا یعنی بار بار کہنا عورت کا اسبات پر اور سوال کرنا اور جواب دینا تیرا اس مقدمہ میں ظہار کے کہ تو کہتا تھا عورت سے کہ تو اپنے شوہر پر حرام ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو
طلاق نہیں دی ہے إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ تحقیق خدا سننے والا ہے سبکی گفتگو کا بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے انکے احوال کا اور منقول ہے کہ جسوقت عائشہ نے یہ
آیت سنی تو کہا کہ بزرگ ہے وہ شخص کہ سنتا ہے سب آوازوں کو اور اسپر کوئی آواز پوشیدہ نہیں ہے ایک عورت گھر کے گوشہ میں حضرت سے گفتگو کرتی تھی اسطرح سے کہ
ہم بعضی بات کو اسکی سنتے تھے اور بعضی کو نہیں سنتے تھے اور خدا پر اسکی کوئی بات پوشیدہ نہیں اور بعد اسکے فرماتا ہے الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ جو لوگ
ظہار کرتے ہیں مِنكُم تم میں سے مِن نِّسَائِهِم عورتوں اپنی سے یعنی اپنی عورتوں کو کہیں تو مجھپر مثل پیٹھ ماں میری کے ہے تو جانو وہ لوگ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ نہیں ہیں وہ

سورۃ المجادلۃ

مخالفت کرتے ہیں خدا کی اور پیغمبر اسکی کی اور انکی حکموں کی سوا اور حکموں کے چلتے ہیں کُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ذلیل اور خوار کیے جاوینگے جیسے کہ
خوار کیے گئے ہیں وہ شخص کہ پہلے انکے تھے یعنی پہلے زمانہ کے کفار کہ جو نبیوں سے عداوت رکھتے تھے وہ جیسے کہ ذلیل اور خوار ہوئے ہلاک ہوئے ویسے ہی یہ بھی ہلاک ہونگے
تمام دنیا میں کہ فتح مکہ ہوا اور کتنے ہی مارے گئے اور انکی ہلاک ہوئے تھے روز جنگ خندق ہلاک ہوئے وَقَدْ أَنزَلْنَا اور تحقیق نازل کی ہیں ہمنے آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ آیتیں روشن وہ قرآن ہے اور تمام معجزے ہیں جو دلالت کرتی ہیں محمد کی نبوت حق ہونے پر وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور
واسطے کافروں کے عذاب ہے خوار کرنے والا دنیا میں وہ قتل اور قید ہے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ یاد کر تو جس دن اٹھاویگا انکو خدا اکٹھے جَمِيعًا سب
انکو یعنی ایسا ہو کہ کسیکو نہ اٹھاوے اور بعد اٹھانے کے فَيُنَبِّئُهُم پس خبر دیگا انکو خدا بِمَا عَمِلُوا ساتھ اس چیز کے کہ کیا انہوں نے پس اسوقت وہ
نہایت شرمندہ ہونگے اور برسر رسوائی کی خجالت سے آرزو کریں گے جلدی دوزخ میں چلے جاویں أَحْصَاهُ اللَّهُ شمار کر لیا ہے ان عملوں کو خدا نے اور
اپنے علم سے انکو جانتا ہے واسطے کہ اسکے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور جو کچھ کہ انہوں نے کیا ہے انکے نامہ اعمال میں سب لکھا ہوا ہے
وَنَسُوهُ اور بھول گئے ہیں وہ لوگ اُن عملوں کو وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور خدا اوپر ہر چیز کے اعمال اور احوال بندوں کی سے شَهِيدٌ حاضر
ہے کہ سب چیزوں کو جانتا ہے أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ تحقیق خدا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ جانتا ہے جو چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے
ملائکہ اور ستارے اور برجیں وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جانتا ہے اُس چیز کو کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات اور درخت اور دریا اور پہاڑ وغیرہ مَا يَكُونُ
مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ نہیں ہوتا ہے مشورہ تین کا کہ وہ آپس میں اپنا اپنا بیان کریں ایک دوسرے سے إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ مگر وہ کہ خدا چوتھا انکا ہے کہ
انکا مشورہ اسکو معلوم ہے جیسے کہ چوتھے آدمی کو معلوم ہوتا ہے اور اگر وہ چوتھا انکے ساتھ ہو تو جانتا ہے وَلَا خَمْسَةٍ اور نہیں ہوتا ہے مشورہ پانچ آدمیوں کا
إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ مگر کہ وہ خدا چھٹا انکا ہے کہ انکے بھید کو جانتا ہے جیسے کہ چھٹا آدمی اگر انمیں شریک ہو کر جانتا وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ
اور نہ کمتر تین سے وَلَا أَكْثَرَ اور نہ زیادہ پانچ سے إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ مگر وہ کہ ہمراہ انکے ہے اپنے علم سے اور یعقوب نے اکثر کو مرفوع پڑھا ہے مِن نَّجْوَىٰ کے
محل پر عطف کر کے سوا اسکے کہ وہ محل یکون کے اسم کا ہے من سے وہ مرفوع ہوگا اس صورت میں اکثر بھی أَيْنَ مَا كَانُوا جہاں کہیں کہ وہ ہوویں خواہ آسمانوں پر
خواہ زمین میں ثُمَّ يُنَبِّئُهُم پھر خبر دیگا انکو بِمَا عَمِلُوا ساتھ اس چیز کے کہ کیا انہوں نے دنیا میں يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے یعنی قیامت کے
روز انکو خبر دیگا کہ جس سے وہ رسوا ہونگے اور ان اعمال پر انکو سزا دیگا إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور ہر شخص کے
ظاہر اور چھپے کو جانتا ہے اور آسمان اور زمین میں سب کی چیزوں کو برابر جانتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہودی اور منافقین باہم مومنین کے آپس میں بیٹھ کر مشورہ
کیا کرتے تھے جسوقت کوئی لشکر جہاد میں جاتا تھا اور مسلمانوں کی طرف دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ کرتے اور مومنین انکا یہ حال دیکھتے تو انکو گمان ہوتا کہ انکو ہمارے
قرابتیوں کی جو کہ جہاد میں گئے ہیں خبر پہنچی ہے کہ وہ یا تو قتل ہوئے ہیں اور یا بھاگ گئے ہیں یا کوئی آفت انکو واقع ہوئی ہے یہ مشورہ انکا دیکھ کر مومنین کو بہت رنج ہوتا تھا
جب یہ حال انکا مومنین دیکھتے تو رسول خدا سے اسکا شکوہ کرتے اور حضرت انکو منع کرتے کہ تم مومنین کے قریب بیٹھ کر مشورہ اور سرگوشی نہ کیا کرو وہ اس امر سے منع نہ
ہوئے تب خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے کہ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ منع کیے گئے ہیں آپس میں
چپکے چپکے اور سرگوشی کرنے سے ثُمَّ يَعُودُونَ پھر عود کرتے ہیں اور پھرتے ہیں اور رجوع کرتے ہیں لِمَا نُهُوا عَنْهُ واسطے اس چیز کے کہ منع کیے گئے ہیں وہ
اس سے یعنی انکو منع کیا جاتا کہ تم مسلمانوں کے قریب بیٹھ کر مشورہ نہ کیا کرو لیکن وہ باز نہیں آتے ہیں اور اسیطرح سرگوشی کرتے ہیں وَيَتَنَاجَوْنَ اور آپس میں
راز کہتے ہیں عناد اور حسد سے عوض بِالْإِثْمِ ساتھ گناہ کے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ گناہ ہیں کرتی ہیں وہ آنکو جیسے رنج دینا مومنین کو اور آزار پہنچانا انکو اور انکی
عیب جوئی کرنے وَالْعُدْوَانِ اور راز کہتے ہیں ساتھ تعدی اور ظلم کے یعنی مومنین کو وہ انکا ایک نکالے ہیں وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ اور مشورہ کرتے ہیں
ساتھ نافرمانی پیغمبر کے کہ خلاف حضرت کے آپس میں مشورے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہودی حضرت کی مجلس اقدس میں آتے تو حضرت سے کہتے السام علیک اور سام
کے معنی بزبان عبری موت اور حضرت انکو جواب میں فرماتے کہ وعلیکم یعنی اوپر تمہارے وہی سام ہو ایسے ہی ایک دن یہودی رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور وہی کلمہ انہوں نے کہا

تصدق کرے چنانچہ عوض کی کہ یہ لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں فرمایا کہ کس قدر کیا جائے کہا کہ ایک دانہ جو کا فرمایا کہ ایک دینار تم فرمایا کہ تم البتہ زاہد ہو بہت کم پر قناعت
کی حضرت نے پھر مقدار صدقہ مقرر کیا تو لوگوں کو بہت مشکل اسکا ہوا اور اکثر دولتمند لوگ بسبب تنگی کے بسبب بخل کے اور دوسرے لوگ مفلسی کے سبب حضرت رسول خدا صلعم کے پاس جانے سے موقوف کیا اور
میں اپنے مال میں سے ایک دینار اپنے پاس رکھتا تھا اسکو دس درہم کو بیچا اور ہر روز ایک درہم تصدق کرتا تھا اور حضرت سے حضور میں آکر راز کہتا تھا اور مسائل پوچھتا تھا اور
خلوت میں علوم کے راز سے واقف ہوتا تھا اور مخالف اور موافق کی دونوں کی کتاب میں مذکور ہے کہ علی نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیت ہے کہ مجھ سے
پہلے کسی نے اسپر عمل نہیں کیا ہے اور نہ بعد میرے کوئی اسپر عمل کریگا اور جامع الاصول میں لکھا ہے کہ صحابہ میں کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہے سوا علی ابن ابیطالب
اور کشاف میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ علی میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر مجھ میں ایک بھی انمیں سے ہوتی تو
میرے نزدیک شتران سرخ موے سے بہتر تھی ایک تو فاطمہ زہرا کا انکے نکاح میں ہونا دوسرے بڑے بزرگ اور نامی آدمی قریش کے انکی درخواست کرتے تھے اور
دوسرے علم رسول خدا کا انکو مرحمت ہونا روز جنگ خیبر اور تیسرے آیہ نجوی کہ اسپر سوا انکے کسی نے عمل نہیں کیا ہے اور مصنف
طالب حق پر ظاہر ہے کہ اختیار کرنا علی کا تصدق کرنے کو اور حضرت کی مناجات اختیار کیں اور توجہ انکی ملاقات حضرت رسول خدا کی طرف
سے افضل ہے علی میں تمام صحابہ سے اور بیشتر رہا ابوبکر اور عمر اور عثمان کا باوجود آسودگی اور تونگری کے ترک کرنا نجوی رسول خدا کا اور محروم رہنا انکا اس
سعادت کبری سے ہی دلالت کرتا ہے انکی حرص پر طرف مال دنیا کے اور رغبت انکی طرف دنیا کی نا پائدار کے اور علی کا باوجود فقر اور فاقہ کے اس سعادت سے محروم
نہوا اور تفسیر مدارک اور تفسیر زاہدی اور تفسیر بحر مواج شہاب الدین دولت آبادی میں کہ بڑی معتبر کتابیں اہلسنت کی ہیں مذکور ہے کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ
فرمایا ہے کہ اس آیت پر کسی نے عمل نہیں کیا ہے پہلے مجھ سے اور نہ بعد میرے اسپر کوئی عمل کریگا میرے پاس ایک دینار تھا اسکو میں نے خرچ کیا پس جس وقت کہ میں جاتا رسول خدا کے پاس
راز کہتا تھا تو اس میں سے ایک درہم کو تصدق کرتا تھا اور دس مسئلے میں نے رسول خدا سے پوچھے اور حضرت نے جواب انکا مجھکو دیا میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ وفا کیا چیز ہے
فرمایا کہ توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ کی پھر میں نے پوچھا کہ فساد کیا ہے فرمایا کہ کفر اور شرک ساتھ خدا تعالی کے اور بعد اسکے میں نے پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا کہ اسلام اور
قرآن اور ولایت یعنی خلافت جس وقت منتہی ہو وہ طرف تیرے اور بعد اسکے باقی کے اور مسئلے لکھے ہیں لیکن اس مقام میں غور کرنا چاہئے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے کہ
رسول خدا نے فرمایا ہے کہ حق تین چیزیں ہیں اسلام اور قرآن اور خلافت جس وقت منتہی ہو وہ طرف علی کے اور علی کے پاس جس وقت پہنچے اور علی سے پہلے لوگوں کی
خلافت کو حق نہیں فرمایا ہے پس وہ باطل ٹھہری اور علی کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اور اگر پہلوں کی خلافت بھی حق ہوتی تو چاروں کی خلافت کو حق فرماتے نہ
تنہا علی کی خلافت کو اور اگر ولایت یعنی دوستی ہو تو اس صورت میں بھی مطلب ثابت ہے اس واسطے کہ جس وقت علی کی دوستی حق ہوئی اور پہلوں کی دوستی باطل
ہوئی تو خلافت بھی انکی باطل ہے کہ جس وقت دوستی انکی باطل ہوئی تو خلافت انکی کیونکر حق ہوگی پس مطلب ہمارا ثابت ہوا اور سوا انکے دوسرے مقام میں
بھی علی کا اور رسول خدا کا آپس میں راز کہنا اور فضیلت علی کی کل صحابہ پر ثابت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ جابر بن عبداللہ سے
منقول ہے کہ دعا کی رسول اللہ نے علی کو الی الطائف فانتجاہ فقال الناس ای انا فقون او عوام الصحابۃ فقد طال نجواہ مع ابن عمہ یعنی بلایا رسول خدا نے
علی کو طرف طائف کے پس راز کہا حضرت نے علی سے پس کہا آدمیوں نے یعنی منافقوں نے یا عام صحابہ نے کہ بیشک دراز ہوا راز کہنا انکا ہمراہ ابن عم انکے
کے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کہنے والے طال نجواہ مع ابن عمہ کے منافقین یا عام صحابہ تھے اور شیخ متقی نے کنز العمال میں اس حدیث میں فقال الناس
کی جگہ فقال ابوبکر لکھا ہے پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ کہنے والے طال نجواہ مع ابن عمہ کا ابوبکر ہے اور ملا معین الدین نے اپنی تفسیر میں ابوبکر کی جگہ
عمر کا نام لکھا ہے اور ملا علی قاری جو اس سے غافل تھا سہوا اسنے ناس کی تفسیر میں منافقوں یا عوام صحابہ لکھے ہیں اور جس وقت یہ حدیث موافق
تحقیق ملا علی قاری کے تسلیم کیجئے تو لازم آئیگا کہ ابوبکر اور عمر منافقین یا عام صحابہ میں سے ہوں کہ جنکو کچھ قدر و منزلت نہ تھی رسول خدا کے نزدیک نہ صحابہ
کبار میں جیسا کہ اہلسنت سمجھتے ہیں اور عبداللہ بن ہارون خراسانی نقل کرتا ہے کہ پوچھا امام علی نقی علیہ السلام سے کسی نے کہ صدقہ بنی ہاشم پر کس سبب سے حرام ہوا فرمایا کہ
آنحضرت سے قریب سوال کیا ہے اسکو جان تو کہ جس وقت میں نے صدقہ دیا اپنی نجوی کا کیا تو خدا تعالی نے منع کیا آلکو صدقہ لینے سے کیونکہ آلودہ گناہ سے اور

یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ اور فرمایا کہ کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے کہ صدقہ دیا اور رسول خدا
سے راز کہا اور یہ حکم ایک روز تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ حکم ایک ساعت میں تھا اور امیر المومنین علیہ السلام نے اس ساعت میں صدقہ دیا اور بعد اسکے حق تعالی نے اس
حکم کو منسوخ کیا کہ بعد اسکے اسکا اور فقیروں لیں نہیں تو گویا کہ سب کو اجازت دی کہ بدون صدقہ کے رسول خدا سے راز کہیں اور اول فقیروں کے حال میں فرماتا ہے کہ
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا پس اگر نہ پاؤ تم صدقہ دینے کے واسطے کسی چیز کو تو فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے یعنی درگزر کی اس شخص کے
بدون صدقہ کے راز کہنے سے رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ بندہ کو ایسی تکلیف نہیں دیتا ہے جسکی کہ وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور اب غنی لوگوں کو خطاب ہے ناخوشی سے واسطے
معاف کرنے صدقہ کے کہ ءَاَشْفَقْتُمْ کیا ڈر گئے تم فقیر ہو جانے سے اَنْ تُقَدِّمُوْا اس سے کہ مقدم کرو تم یعنی آگے دو تم بَیْنَ یَدَیْ
نَجْوٰىكُمْ نزدیک راز کہنے اپنے کے صَدَقٰتٍ صدقوں کو یعنی تمنے جو صدقہ نہ دیا اور صدقہ کے بعد راز کہنا اختیار نہ کیا تم ڈر گئے کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ
صدقہ دینے سے ہم فقیر ہو جائیں فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا پس جبکہ نہ کیا تمنے اس کام کو وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ اور توبہ قبول کی خدا نے تمہاری اور
صدقہ دینا تم کو معاف کیا اور اس حکم میں تم پر سختی نہ رکھا اور تقصیر سے تمہاری درگزر کیا فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ پس قائم رکھو تم نماز کو ہمیشہ اسکو تمام شروط
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوۃ کو جو کہ تمپر فرض کی ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور پیغمبر اسکے کی سب حال میں
وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ اور خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ بسبب اسکے کہ تم کرتے ہو ظاہر میں اور باطن میں اور موافق اسکے تم کو جزا دیگا اور اس آیت سے شرف اور
بزرگی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ظاہر ہے اور علم ازلی خدا تعالی کے علم میں گزر چکا تھا کہ اس آیت پر سوائے علی کے اور کوئی عمل نہ کریگا اور فرمانبرداری اس امر کی
وہ شخص میں ثابت ہوگی پس باعث اس آیت کی کے نازل ہونیکا اور پھر اسکو منسوخ کرنیکا ظاہر کرنا علی کی فضیلت کا ہے اور کہتے ہیں کہ عادت
منافقوں کی یہ تھی کہ یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اور مومنین کے راز اور پوشیدہ باتیں انسے کہتے تھے اور ان سب میں سے ایک شخص عبد اللہ بن نبتل تھا کہ وہ
منافق رسول خدا کے پاس اکثر نشست و برخاست رکھتا تھا اور حضرت کی باتوں کی خبر یہودیوں سے کرتا تھا ایک روز رسول خدا اصحاب اپنے کے حجرہ میں بیٹھے تھے اور چند
بھی حضرت کے پاس موجود تھے صحابہ سے فرمایا کہ اس وقت تمہارے پاس ایک آدمی آئیگا کہ دل اسکا تکبر سے اور سرکشی سے بھرا ہوا شیطان کی نظر سے وہ نگاہ کرتا ہے ناگاہ
ابن نبتل آیا اور وہ کبود چشم تھا حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو اور یار تیرے کس سبب سے مجھکو گالیاں دیتے ہو اس نے سوگند کھائی اور یاروں کو لایا انہوں نے بھی سوگند
کھائی اور کہا کہ ہم ایسی بے ادبی نہیں کرتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف ان لوگوں کے کہ دوستی
کی ہے انہوں نے یعنی کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف منافقوں کے کہ دوستی کی ہے انہوں نے قَوْمًا اس قوم سے کہ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ غصہ کیا ہے
خدا نے اوپر انکے یعنی یہودی کہ خدا نے انکے اوپر غصہ کیا ہے اور لعنت کی منافقین دوستی رکھتے ہیں کہ مَا هُمْ نہیں ہیں وہ منافقین مِّنْكُمْ تم میں سے وَلَا مِنْهُمْ
اور نہ ان میں سے یعنی اور نہ وہ یہود ہیں بلکہ بیچ میں ہیں جیسے کہ پہلے اس فرمایا ہے کہ مذبذبین بین ذالک لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء وَیَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ
اور قسم کھاتے ہیں اوپر جھوٹ کے کہ تم کو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں یا یہ کہ پیغمبر کی بے ادبی نہیں کرتے ہیں وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے
ہیں یہ کہ منافق ہیں اور یہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کیا ہے خدا نے واسطے ان منافقوں کے عَذَابًا شَدِیْدًا عذاب
سخت کو کہ دنیا میں قتل و خواری اور رسوائی ہے اور آخرت میں آتش دوزخ ہے اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ لوگ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بری
ہے وہ چیز کہ ہیں کرتے اور عمل میں وہ لاتے ہیں اور ہمیشہ لگے رہتے ہیں یا یہ کہ آخرت میں انکو عذاب کے کہا جاویگا کہ بری ہے وہ چیز کہ تم کرتے تھے دنیا
میں کہ اسلام کو ظاہر کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپاتے تھے اور دشمنان خدا سے دوستی رکھتے تھے اِتَّخَذُوْا پکڑا ان منافقوں نے اَیْمَانَهُمْ قسموں اپنی کو جھوٹی
کھاتے ہیں جُنَّةً ایسا سپر کہ اسکے پیچھے نگاہ رکھتے ہیں اپنا خون اور مال کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچاتے ہیں فَصَدُّوْا پس باز رکھا ہے
انہوں نے لوگوں کو عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ راہ خدا کی سے کہ کافروں کے روبرو مسلمانوں کی اہانت بیان کرتے ہیں اور مسلمانوں کو کافروں کے جہاد سے ڈرا دیتے ہیں اور
کافروں کو مسلمانوں کی ملاقات سے باز رکھتے ہیں اور رسول خدا کی صحبت میں منع کرتے ہیں فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ پس واسطے انکے عذاب ہے خوار کرنیوالا

ع ۲

گمان کرتے تھے وہ بسبب بچاؤ اپنے مضبوطی قلعوں کو وَقَذَفَ اور ڈالا الله نے فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ بیچ دلوں انکے رعب کو بسبب قتل ہونے کعب کے
کہ سردار انکا تھا اور یہی سبب ہے انکو جلاوطنی اختیار کرنے کا يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ ڈھاتے تھے گھر اپنے اندر سے بِأَيْدِيهِمْ ساتھ ہاتھوں
اپنوں کے مومنین سے بخل کر کے اور دروازے نکالنے ہی کے واسطے وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ اور ساتھ ہاتھوں مومنین کے باہر سے ڈھاتے تھے یعنی وہ یہودی اپنے
گھروں کو اندر سے ڈھاتے تھے اور مومنین انکو باہر سے ڈھاتے تھے اور وہ اندر سے اسواسطے ڈھاتے تھے کہ انہیں سوراخ کر کے بھاگ جائیں سے باہر نکل جائیں اور مومنین
باہر سے اسواسطے ڈھاتے تھے کہ تا اندر جا کر مال اور اسباب انکا غنیمت میں لیویں اور عطف ایدی المومنین کا ایدیہم پر اسواسطے ہے کہ ڈھانا مومنین کا انکی تعرض
کی جہت سے تھا پس گویا کہ انہوں نے خود مومنین کے ہاتھوں سے خراب کیا اور منقول ہے کہ چھ سو اونٹ اسباب سے لاد کر وہ بچے ہوئے اور گاتے ہوئے مدینہ
بازاروں سے ہو کر وہ نکلے اور شام کی طرف کو روانہ ہوئے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ پس نصیحت پکڑو تم اے صاحبو بینائیوں کے یعنی احوال انکا
دیکھو اور سوچو اس میں تامل کرو کہ خدا تعالی نے کیونکر مومنین کو ان پر غالب کیا بدون جنگ اور لڑائی کے یہاں تک کہ وہ مارے ہیبت اور خوف مومنین کے اپنے
گھروں کو خود ہی خراب کر کے بھاگ گئے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت کے نبوت کے حق ہونے پر اسواسطے کہ حضرت نے خبر دی تھی مومنین کو کہ خدا انکا مال بنی نضیر کے
بدون لڑائی کے مرحمت فرمائیگا اور ویسا ہی ہوا آگے انکے جلاوطنی کی حکمت بیان کرتا ہے وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھا ہے
خدا نے اور فرض کیا ہے عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ اوپر انکے نکلنے کو یعنی اگر خدا جلاوطنی انکو نہ کرتا لَعَذَّبَهُمْ البتہ عذاب کرتا انکو فِي الدُّنْيَا بیچ
دنیا کے قتل اور قید کر کے جیسا کہ بنی قریظہ کے ساتھ کیا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ اور واسطے انکے بیچ آخرت کے عذاب آگ کا ہے
پس اگر انہوں نے دنیا کے عذاب سے نجات پائی تو کیا ہے کہ عذاب آخرت تو انکے واسطے موجود ہے اس سے انکو ہرگز نجات نہ ہوگی ذَٰلِكَ یہ جلاوطنی
اور رعب اور عذاب آخرت جو نازل ہوا ہے انکو بِأَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق انہوں نے شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ مخالفت کی خدا کی اور پیغمبر اسکے
کی اور انسے دشمنی کی وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ اور جو کوئی مخالفت کرے خدا کی تو فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا شَدِيدُ الْعِقَابِ
سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اس شخص کو اور کہتے ہیں کہ جس وقت محاصرہ کرنے یہود کا حکم الہی پہنچا درختوں کو جو کہ انکی ملک میں ہیں کاٹ ڈالو سوا عجوہ
اور برنیہ کے درختوں کے اور عبد اللہ سلام اور ابو لیلی مازنی کو سونپا انکو کاٹنے کا حکم دیا پس ابو لیلی عمدہ درختوں کو کاٹتا تھا تا کہ یہودی غمگین ہوں
اور عبد اللہ سلام ناقص درختوں کو کاٹتا تھا یہ خیال کر کے کہ آخر خدا یہ درخت مسلمانوں کی ملک میں کر دیگا پس جو بہتر ہے وہ مسلمانوں کے واسطے
چھوڑتا ہوں پس یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اے محمد یہ عدل ہے کہ تمہارے درختوں کو کاٹتا ہے اور جلاتا ہے یہ بات حضرت کو ناگوار معلوم ہوئی اور مسلمانوں
ضعیف الایمان کو یہ اندیشہ تھا کہ کاٹنا ان درختوں کا موجب فساد کا ہو گا اسواسطے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا کوئی تو کہتا تھا کہ یہ کاٹنا جائز ہے بعضے منع کرتے
میں داخل ہیں اور بعضے کہتے تھے کہ کاٹنا جائز ہیں اسواسطے رنجیدہ کرنے یہود کے پس اختلاف میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ
وہ چیز کہ کاٹا تم نے برگ اور بہتر درختوں سے أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا یا چھوڑ دیا تم نے انکو کھڑا ہوا اوپر جڑوں انکے کے
فَبِإِذْنِ اللَّهِ پس ساتھ حکم خدا کے ہے یعنی یہ کاٹنا درختوں کا یا کھڑا رہنا خدا کے حکم سے ہے اور لینہ یا تو لون سے مشتق ہے اور جمع اسکی الوان
یعنی قسم قسم کے خرما عجوہ اور برنیہ اور عجوہ اور یا لین سے مشتق ہے کہ یعنی درخت کریم ہو وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ اور تا کہ رسوا کرے باہر ہونیوالوں کو
حکم خدا سے کہ وہ یہودی ہیں یعنی تم درختوں کو جو کاٹتے ہو یہ حکم خدا ہی اور اسواسطے ہی کہ تا کہ رسوا کرے یہود کو جو کہ حکم خدا سے باہر ہو جانیوالوں کو اور کہتے ہیں کہ جب
بنی نضیر جلاوطن ہوئے تو پچاس زرہ اور پچاس خود اور تین سو چالیس تلوار انکی باقی رہ گئی تھیں انکو وہیں چھوڑ گئے اور تمام مال اور زمین اور درخت انکی فی
ہوئی کہ وہ مال خاص پیغمبر کا ہی پس حضرت نے ان ہتھیار وغیرہ جنگ کی چیزوں کو بخشا اور زمینیں بعضے اصحاب کو بخشیں اور جو مال اور زمین کہ بغیر لڑائی کے
ہاتھ آئی وہ مال خاص پیغمبر کا ہی اور یہی مال فی کو کہتے ہیں اور کبھی ہی کہ وہ مال غنیمت اصحاب کا نہیں وہ مہاجرین کو دیا انصار کو نہیں دیا مگر تین انصار کو
ابو دجانہ کو اور سہیل بن حنیف کو اور زید بن ظہیر کو اور بنی نضیر میں سے فقط دو آدمی ایمان لائے تھے سفیان بن عمیر اور سعد بن وہب ...

انصار کو طلب کیا اور جو احسان انصار نے مہاجرین کے ساتھ انہوں نے کی تھی اسکا ذکر کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کی اگر تم چاہتے ہو تو مال بنی نضیر کا تم میں تقسیم کروں
اور گروہ مہاجرین کا پہلے قرار پر تمہارے گھروں میں ساکن رہیں اور اگر چاہو تو تمام مال مہاجرین پر تقسیم کروں کہ وہ تمہارے گھروں سے باہر نکلکر اپنی معاش کی تدبیر
مشغول ہوں تب حضرت نے کلام اپنا تمام کیا تو سعد بن عبادہ نے کہا کہ یا رسول اللہ خاطر ہماری یہ چاہتی ہے کہ مال کو مہاجرین پر تقسیم کر اور وہ بدستور ہمارے
گھروں میں ساکن رہیں کیونکہ خوشی اور برکت ہمارے گھروں میں مہاجرین کے سبب سے ہے حضرت نے انکے حق میں دعا فرمائی اور حقتعالی نے انکی شان میں فرمایا کہ ویؤثرون
اور اختیار کرتے ہیں وہ انصار مہاجرین کو اور مقدم رکھتے ہیں علی انفسہم اوپر نفسوں اپنے کے یعنی گھر اور منزلیں اور مکان اپنے اور مال اپنے مہاجرین کو
دیتے ہیں خالی کر کے ولو کان بہم خصاصۃ اور اگرچہ ہو ساتھ انکے احتیاج اور فقیری لیکن مہاجرین کو باوجود
احتیاج کے اپنے نفسوں پر مقدم رکھتے ہیں اور ایثار اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک چیز کی طرف بہت احتیاج ہو اور وہ چیز اپنے پاس موجود ہو اور دوسرے کو
دیکھے کہ یہ بھی محتاج ہے اس چیز کا جو اپنے پاس ہے پس وہ اپنی احتیاج کو تو اطلاع نہ دے اور دوسرے کو وہ چیز دیدے کہ وہ دوسرا اپنی احتیاج کو اس سے دفع کرے
چنانچہ ابو القاسم قشیری نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک روز علی نے فاطمہ سے کہا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے چاشت کے کھانے کے واسطے کہا کہ قسم اس
شخص کی کہ جسنے میرے باپ کو پیغمبر کیا ہے کہ کھانے کی قسم سے میرے پاس کچھ نہیں ہے تاکہ میں اپنے اور اپنے فرزندوں کے نفس پر تجھکو اختیار کروں علی نے فرمایا
پھر مجھکو کیوں نہیں کہتی ہے کہ میں کہیں سے کچھ لاؤں فاطمہ نے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے کہ میں تجھکو تکلیف دوں اس چیز کی کہ جسکی تجھکو قدرت نہ ہو حضرت علی اٹھکر
گھر سے باہر نکلے خدا پر بھروسا کر کے اور ایک دینار کسی سے قرض لیا اور ہاتھ میں وہ دینار لئے ہوئے جاتے تھے تاکہ اپنے اور اپنے عیال کے واسطے کھانا خرید کریں ناگہان مقداد کو
دیکھا کہ شدت گرمی میں چلے آتے ہیں اور آفتاب کی حرارت سے چہرہ انکا سرخ ہو گیا ہے اور صورت بدل گئی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے مقداد کیا باعث ہوا ایسی گرمی
میں گھر سے باہر نکلنے کا کہا کہ اے ابو الحسن مجھ سے اس وقت کچھ پوچھو نہیں اور مجھکو جانے دو فرمایا کہ اے برادر مجھکو حلال نہیں ہے کہ تو اپنا حال مجھسے پوشیدہ رکھے
کہا کہ یا علی کیا کہوں میں کسی وقت نکلے اور عیال میرے شدت گرسنگی سے روتے ہیں مجھسے حال انکا دیکھا نہ گیا اور میں گھبرا کر رنجیدہ اور مغموم اپنے گھر سے
باہر نکلا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا زمین مجھکو نہیں اٹھاتی ہے یہ حال اور قصہ میرا حضرت نے سنا تو اس قدر روئے مقداد کے حال پر کہ ریش مبارک آنسوؤں سے
تر ہو گئی اور فرمایا کہ جسنے تجھکو نکالا ہے اسی نے مجھکو نکالا ہے یعنی جیسے کہ اہل و عیال کی بھوک نے تجھکو نکالا ہے ایسے ہی میرے اہل و عیال کے فاقے نے مجھکو گھر سے باہر نکالا ہے
اور فرمایا کہ ایک دینار میں قرض لایا ہوں تو اسکو لیجا کہ اپنی نفس پر میں تیرے نفس کو اختیار کرتا ہوں وہ دینار مقداد کو دیکر خالی ہاتھ اپنے گھر کو چلے آئے پس خدا تعالی
نے عوض میں اس ایثار اور بخشش کے اہلبیت رسول کو بہشتی کھانا بھیجا اور عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک شب حضرت نماز مغرب اور عشا سے
فارغ ہو کر مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد صفوں کے درمیان سے اٹھا اور کہا کہ اے مہاجرین و انصار میں ایک مرد غریب ہوں اور مجھکو کسی چیز کی قدرت نہیں ہے مجھکو کھانا کھلاؤ
رسول خدا نے فرمایا کہ اے مرد درویش فقیری کا ذکر مت کر کہ دل کو میرے تو نے غمگین کر دیا اور فرمایا کہ چار غریب ہیں ایک تو مسجد کہ ایک قوم کے درمیان ہو اور وہ
لوگ نماز نہ پڑھیں اور دوسرے قرآن کہ وہ گھر میں رکھا ہو اور آدمی اس گھر کے تلاوت اسکی نہ کریں اور تیسرے عالم کہ درمیان ایک جماعت کے ہو اور لوگ اس
جماعت کے مسائل دین اس سے نہ پوچھتے ہوں اور چوتھے قیدی مسلمان کہ درمیان کفار کے قید ہو اور پھر آنحضرت نے طرف اصحاب کے منہ کر کے فرمایا کہ کون ہے
اس محتاج کی حاجت کو روا کرے تاکہ فردوس اعلی میں اسکو جگہ دوں یہ سن حضرت علی کھڑے ہوئے اور اس سائل کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہ زہرا کے حجرہ میں لائے اور فاطمہ سے
فرمایا کہ اے دختر رسول خدا اس مہمان کے کام میں نظر کر حضرت فاطمہ نے کہا کہ اے ابن عم کھانا بہت تھوڑا ہے اور حسن اور حسین بھوکے ہیں اور تو روزہ دار ہے اور وہ
کھانا ایک آدمی کی خوراک سے زیادہ کا نہیں ہے فرمایا کہ اس کھانے کو حاضر کرو فاطمہ زہرا وہ کھانا حضرت علی کے آگے لائیں حضرت علی نے وہ کھانا مہمان کے
روبرو رکھا اور اپنے جی میں کہا کہ اگر میں اس کھانے میں سے کھاؤنگا تو مہمان بھوکا رہ جائیگا اور اگر میں کھانے میں سے نہ کھاؤنگا تو مہمان کو خجالت ہوگی پس ہاتھ
اپنا طرف چراغ کے بڑھایا اور اس مہمان کو لیجا کر کہلایا کہ گویا بتی کو درست کرتے ہیں اور اسکو گل کر دیا اور فاطمہ سے فرمایا کہ اسکے روشن کرنے میں دیر کرو یہاں تک
کہ مہمان کھانے سے فارغ ہو جائے اور خود ہمراہ مہمان اپنے دہن مبارک کو کھانا کھانے والوں کی طرح ہلاتے تھے تاکہ مہمان جانے کہ یہ بھی کھانا کھاتے ہیں جس وقت کھانے سے

ذکر ایثار حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فارغ ہوئے تو فاطمہؑ نے پھر چراغ کو روشن کیا اور کھانا لائیں اور وہ کھانا اسیطرح بدستور ویسا ہی تھا جیسا کہ پہلے تھا یعنی بقدر کہا تھا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے مرد درویش تو نے
کسو طرح نہیں کھایا کہا کہ میں سیر ہو گیا ہوں پس حضرت علیؑ نے اور فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور فضہ اور ہمسایوں نے سیر ہو کر اس کھانے میں سے کھایا اور
پھر وہ باقی تھا دوسرے روز علیؑ رسولخداؐ کے پاس گئے تو رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کل کی رات کیونکر گزاری کہا کہ خیر و خوبی سے اور چراغ کا گل کر دینا
اور خالی منہ ہلانا اور کھانے میں کمی نہ ہونی یہ سب رسولخداؐ نے بیان کیا حضرت علیؑ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ حضرت کو کسنے خبر دی ہے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے
پاس آیا اور سب حال تمہارا بیان کیا اور یہ آیت لایا کہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اور یہ روایت کو قاسم بن کلیب نے کہ اہلسنت کے راویوں میں سے
ہے اور طرح سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت بارے میں انکے ہے اسمیں کچھ فرق ہے اور منقول ہے کہ ایک روز علیؑ نے ایک جماعت کو دیکھا انسے پوچھا کہ تم کون ہو
انہوں نے کہا کہ ہم توکل کرنیوالے ہیں حضرت علیؑ نے پوچھا کہ تمہارا توکل کسطرح ہے کہا کہ جب ہم کھانا پاتے ہیں کھاتے ہیں اور جسوقت نہیں پاتے تو صبر کرتے
ہیں فرمایا کہ یہ فعل کتوں کا ہے ان لوگوں نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنینؑ پھر توکل کیا ہے فرمایا کہ جیسے کہ ہم کرتے ہیں جسوقت کہ نہیں پاتے ہیں شکر کریں اور جسوقت پاتے ہیں
اپنے نفسوں پر دوسروں کے نفسوں کو اختیار کریں اور اسکے بعد خداتعالی طرف سخاوت کے رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ ومن یوق اور جو کوئی کہ نگاہ رکھا جاوے
شح نفسہ بخیلی نفس اپنے سے یعنی اپنے نفس کو بخل کرنے سے روکے اور [illegible] مال سے بچاوے اور بخل کرنے پر نفس کی ملامت کرے یہانتک کہ اسکی فرمانبرداری نہ
کرے اور اسکے برخلاف راہ خدا کے دینے میں دریغ نہ کرے فاولئک ہم المفلحون پس وہی رستگاری پانیوالے ہیں اور [illegible] سے مراد کمال کو پہنچنا ہے اور
حضرت صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شح بخل سے زیادہ سخت ہے واسطے کہ بخیل وہ ہے جو بخل کرتا ہے اس چیز میں کہ اسکے پاس ہے اور شحیح وہ شخص ہے کہ بخل کرے اس چیز پر
جو لوگوں کے ہاتھ میں اور جو کچھ اپنے پاس ہے یہانتک کہ نہیں دیکھتا ہے لوگوں کے ہاتھوں میں کسی چیز کو مگر آرزو کرتا ہے کہ یہ سب میرے پاس آجاوے اور میرا ہی مال
یہی ہو جاوے خواہ بوجہ حلال خواہ بوجہ حرام اور قناعت نہیں کرتا ہے اسپر کہ جو خداتعالی نے دیا ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی زکوۃ دیوے کہ خدا نے جسکے دینے کا حکم کیا ہو اور
جسکے دینے کا خدا نے حکم کیا ہے اسکو بند نہ کرے وہ شخص نگاہ رکھا ہوا اپنے نفس کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شح نفس کا لینا مال حرام کا ہے اور منع کرنا زکوۃ کا اور منقول ہے
رسولخداؐ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی زکوۃ دیوے اور مہمان کو کھانا کھلاوے اور جو ہم کو پیش آوے اسمیں مال کو بخشے تو وہ شخص شح نفس سے پاک ہوا اور جابر [illegible] سے
سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ بچو تم شح سے واسطے کہ ہلاک کیا اسنے ان آدمیوں کو جو تم سے آگے تھے ہلاک ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ شح اور ایمان
مومن کے دل میں جمع نہیں ہوتے یعنی جسوقت کہ حق کو دوسرے کا ہے اسکو حلال جانے یعنی اسکو حلال اور درست جانا اور کہتے ہیں کہ نوشیروان نے اپنے وزیر سے پوچھا کہ
کیا چیز آدمی کیواسطے زیادہ عیب ہے کہا کہ درویشی نوشیرواں نے کہا کہ بخیل زیادہ عیب ہے اسواسطے کہ درویش جسوقت مال کو پاتا ہے تو فراخ دست ہوجاتا ہے اور بخیل ہرگز فراخ دل
نہو اور احوال ان لوگوں کا بیان کرتا ہے مومنین میں سے کہ جو بعد صحابہ کے ہوئے ہیں قیامت تک چنانچہ فرماتا ہے کہ والذین جاءو اور وہ لوگ کہ
آئے وہ یعنی آتے ہیں من بعدہم پیچھے ان مہاجرین اور انصار کے یقولون کہتے ہیں وہ عاجزی سے کہ ربنا اغفر لنا اے پروردگار
ہمارے بخش تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اور بخش تو واسطے بھائیوں دینی ہمارے کے وہ لوگ کہ سبقت
کی ہے انہوں نے ہم سے ساتھ ایمان کے کہ پہلے وہ ایمان لائے ہیں اور ایمان خالص سے وہ مرگئے ہیں ولا تجعل اور نہ کر تو یعنی نہ ظاہر کر فی قلوبنا
غلا بیچ دلوں ہمارے کے کینہ اور حسد کو للذین آمنوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یعنی ہمکو اپنے فضل و کرم سے ارادہ بد سے نگاہ رکھ
ہم مومنین کے حق میں کچھ بدی نہ کہیں اور انکی طرف بدی اپنے دلوں میں نہ لاویں ربنا انک رءوف رحیم اے پروردگار ہمارے تو مہربان بخشنے والا ہے
ہماری دعا کو قبول کر اور ہمکو مومنین سابقین کے زمرہ میں داخل کر اور جاننا چاہئے کہ بغض اور بدی کا ارادہ کرنا مومنین سے باعتبار ایمان کے کفر ہے اور دنیا کے
امور کی جہت سے فسق ہے اور اب خداتعالی ابن ابی وغیرہ منافقین کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ الم تر کیا نہیں دیکھا تو نے الی الذین
نافقوا طرف ان لوگوں کی کہ منافق ہوئے ہیں عبداللہ بن ابی و ابن [illegible] اور رفاعہ وغیرہ کہ بنی نضیر کو انہوں نے پیغام بھیجا تھا کہ [illegible] اگر محمدؐ
سے لڑائی ہووے تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور وہ اگر غالب ہے تمکو نکالدیگا تو ہم بھی نکل جاوینگے چنانچہ خداتعالی فرماتا ہے کہ یقولون کہتے ہیں وہ منافق

ع ۱ ۱۰ ۴ الربع

کئی مرتبہ بہائی بیمار ہوا اور لڑکی بیہوشی کی حالت میں ابلیس نے برصیصا کو یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ لڑکی اسوقت بیہوش ہے اور نہایت خوبصورت ہے اگر اسکے ساتھ تو اسوقت
صحبت کریگا تو کسیکو خبر نہوگی برصیصا نے اسکو سوچ سمجھ کر راہ پا کر اس لڑکی سے اپنا منہ کالا کیا اور وہ لڑکی اس سے حاملہ ہوگئی اور ابلیس ایک مرد بنکر اسکے
پاس آیا اور برصیصا کو کہا کہ تونے یہ کیا فعل بد اور حرکت نالائق کی اور تو نے اپنی نیکی اور سب عابد و ولی کو رسوا اور بدنام کیا برصیصا نے نہایت اسی سے کہا کہ اس
مقدمہ میں تو کچھ تدبیر کرنی چاہیے ابلیس نے کہا کہ یہ راز پوشیدہ نہوگا جبتک کہ تو اسکو قتل نکریگا اور اسکے بہائی پوچھیں تو کہیو اور ایک وقت ہے کہ اپنے مصلے کے نیچے اسکو قتل کرکے دفن کردے
برصیصا نے اپنی جان کے خوف سے اسکو قتل کیا اور خاک میں اسکو دفن کردیا اور ابلیس نے اس عورت کی چادر کا گوشہ اس خاک سے باہر نکال دیا اور جسوقت بہائی اس
لڑکی کے آئے اور اپنی بہن کو برصیصا سے پوچھا تو کہا کہ اسکو دیو لیگیا اور ان شخصوں کو جو اس سے نیک اعتقاد تھا اسکے کہنے کو قبول کرکے چلے گئے اور دوسری شب ابلیس
نے بڑے بہائی کے خواب میں جاکر کہا کہ برصیصا نے تیری بہن کے ساتھ ایسا ایسا کیا جسوقت بیدار ہوا تو اپنے جی میں ٹھہرایا کہ یہ خواب شیطانی ہے اور دوسری شب
منجھلے بہائی کے خواب میں جاکر یہی کہا اسنے بھی بعد بیدار ہونے کے خواب شیطانی مقرر کیا اور تیسری شب چھوٹے بہائی کے خواب میں جاکر یہی حال بیان کیا جو
کچھ کہ بڑے بہائی سے بیان کیا تھا اور چوتھے روز تینوں بہائی ایک جگہ اکٹھے ہوکر بیٹھے تھے اور اپنی بہن کو یاد کرتے تھے چھوٹے بہائی نے کہا کہ میں نے ایسا ایسا خواب
میں دیکھا ہے منجھلے بہائی نے کہا کہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے بڑے نے کہا کہ واللہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے پس وے تینوں برصیصا کے پاس گئے اور کہا کہ ہماری بہن کے ساتھ تو
کیا کیا کہا کہ میں نے کچھ نہیں کیا ہے کہ دیو اسکو لیگیا ان تینوں نے کہا کہ برصیصا اپنی زبان کا راست ہے دروغ نہ کہیگا جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے وہ وہاں سے چلے گئے اور تیسری
شب ابلیس پہر انکے خواب میں آیا اور وہی حال بیان کیا اور کہا کہ جاؤ بہن تمہاری فلانی جگہ خاک میں مدفون ہے اور اسکی چادر کا گوشہ خاک سے باہر نکلا ہوا ہے
جسوقت بیدار ہوئے تو وہاں گئے اور اسکے مصلے کے نیچے جاکر دیکھا تو گوشہ چادر کا باہر نکلا ہوا تھا اس جگہ کو کہودا تو وہاں سے وہ عورت نکلی اور برصیصا کو گرفتار کرکے لیگئے
تاکہ اسکو سولی پر چڑھاویں ابلیس اسکے پاس گیا کہا کہ تونے کچھ کام نہ کیا کہ اگر وہ سولی پر چڑہایا جائیگا تو کفارہ اسکے گناہ کا ہو جائیگا ابلیس نے کہا کہ میں ابھی اسکا کام تمام کرتا
ہوں اور اسکو کافر کرکے مارتا ہوں پس پہلی صورت میں ہوکر برصیصا کے پاس آیا اور کہا کہ میں وہ عابد ہوں کہ تجھکو فلانی دعا سکھلائی تھی اور تونے یہ کیا کام برا کیا کہ
سب عابد تیری بدنامی کی اس قضیہ میں بھی ایک چیز تجھکو تعلیم کرتا ہوں تاکہ تو اس بلا سے نجات پائے برصیصا نے کہا کہ وہ کیا ہے کہا کہ مجھکو سجدہ کر تاکہ میں ایک
دعا سے تجھکو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کردوں اور تو انکے ہاتھ سے بہاگ جاوے اور جسوقت بہاگ جاوے تو توبہ کرلینا برصیصا نے ابلیس کو سجدہ کیا اور ابلیس نے کہا کہ میں تجھ سے
بیزار ہوں پس سولی پر اسکو چڑھا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جسوقت سولی پر چڑھایا تو اسوقت ابلیس اسکے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ہی تجھکو اس بلا میں گرفتار کیا ہے اگر
میری فرمانبرداری کریگا تو تجھکو اس بلا سے رہائی دوں کہا کہ میں تیرا فرمانبردار ہوں ابلیس نے کہا کہ مجھکو ایک سجدہ کر کہا کہ سولی پر کیونکر سجدہ کروں ابلیس نے کہا کہ اتنا فقط
اشارہ سے کرنا کفایت کرتا ہے برصیصا نے سولی پر اشارہ سے ابلیس کو سجدہ کیا اور کافر ہوگیا اور بعد اسکے ابلیس نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں اسیوقت وہ عابد کافر ہوکر
مرگیا اور ستر برس کی جو عبادت تھی اکارت ہوگئی اور دوسری روایت میں قصہ اس طرح سے مذکور ہے کہ برصیصا ایک عابد اور زاہد تھا اور دنیا سے اسنے کنارہ کیا
کیا تھا اور ملائکہ نے اسکی عبادت کی کثرت سے تعجب کیا اور ابلیس نے اسکے ساتھ فریب کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ابلیس نے فریب کیا اور ایک عابد کی صورت میں ہوکر برصیصا کے حجرہ
کے دروازہ پر آیا اور برصیصا نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا کہ میں ایک شخص عابد غریب ہوں چاہتا ہوں کہ تیرے ہمراہ میں بھی عبادت کروں برصیصا نے اسکو بلا لیا اور
ابلیس نے اسقدر عبادت کی کہ تین روز تک کہانا نہ کہایا اور نہ ایک ساعت سویا اور جسوقت برصیصا ریاضت ابلیس کی دیکہی تو بہت تعجب کیا اور ابلیس نے کہا کہ میں نے
ایک بڑا گناہ کیا ہے جسوقت وہ گناہ میرے دل میں گذرتا ہے تو بسبب ندامت کے نہ میں کہاتا ہوں نہ پیتا ہوں اور نہ سوتا ہوں برصیصا نے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ
تیری مثل چاہوں گناہ کرکے تاکہ خوب طرح سے عبادت کو بجا لاؤں گناہ کو یاد کرکے کہا کہ پہلے گناہ کر اور بعد اسکے توبہ کر تاکہ عبادت کی حلاوت تجھکو ہو اسلئے کہ
خدا غفور رحیم ہے گناہ کو بخشدیگا برصیصا نے پوچھا کہ کونسا گناہ کروں ابلیس نے کہا کہ زنا کر برصیصا نے کہا کہ زنا نہ کرونگا کہا کہ نشہ کی چیز پی کہا کہ وہ بہت آسان
ہے برصیصا نے کہا کہ نشہ کی چیز کہاں سے لاؤں کہا کہ فلانی بستی میں جا وہاں وہ چیز ملیگی برصیصا اسی بستی میں گیا اور دیکہا کہ عورت
نہایت خوبصورت شراب بیچتی ہے اس سے شراب خرید کرکے نوش کی اور جسوقت عقل نہ رہی تو اسی عورت سے زنا کیا اور وہ عورت شوہر دار تھی جسوقت شوہر اسکا اس

پاس آیا اور برصیصا نے اسکو قتل کیا اور پھر ابلیس آدمی کی صورت میں شکل دار ہو کر حاکم کے پاس گیا اور اسکو خبر کی اسکے حال کی حاکم نے برصیصا کو طلب کیا اور
چالیس کوڑے شراب پینے کے جرم میں اسکو مارے اور سو کوڑے زنا کے جرم میں مارے اور بعد اسکے قصاص کے واسطے اسکو سولی پر لٹکایا پس ابلیس اپنی پہلی صورت پر
آیا اور برصیصا سے کہا کیا حال ہے تیرا اے برصیصا کہا نظر آتی شخص کی بدبختی کے پینے پر چلی ابلیس نے کہا کہ میں تیرے گمراہ کرنے میں دو سو بیس برس سے کوشش کرتا تھا یہانتک کہ
تجھکو سولی پر دیکھا اور اب اگر تو اپنی نجات اس بلا سے چاہتا ہے تو میں تجھکو چھڑا سکتا ہوں کہا کہ یہی چاہتا ہوں کہ مجھکو خلاصی ہو جاوے ابلیس نے کہا کہ
مجھکو سجدہ کر کہا کہ کیونکر سجدہ کروں سولی پر ابلیس نے کہا کہ اشارہ سے کر پس اسنے ابلیس کو اشارہ سے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا
پس ہے انجام ان دونوں کا یعنی شیطان کا اور اس انسان کا منافقوں اور یہودوں اور کافروں میں سے أَنَّهُمَا یہ کہ تحقیق وہ دونوں فِي النَّارِ بیچ
آتش دوزخ کے ہونگے خَالِدَيْنِ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے اور خالدین حال واقع ہوا ہے وَذَٰلِكَ اور وہی یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا جَزَاءُ
الظَّالِمِينَ بدلا ظلم کرنیوالوں کا ہے یعنی جانوں پر ستم کرنیوالوں کا کہ کفر کے کر کے راہ حق سے گمراہ ہوئے ہیں اور اسکے بعد مومنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللَّهَ ڈرو تم عذاب خدا سے کہ اسکے حکموں کو بجا لاؤ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ اور چاہئے کہ دیکھے نفس
مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ جو کچھ کہ بھیجا ہے واسطے کل کے دن کے یعنی واسطے روز قیامت کے کہ وہ عمل صالح ہے یا عمل بد ہے اگر عمل نیک بنایا ہے تو نجات
ڈھونڈھنے والا ہے اور اگر عمل بد ہے تو ہلاک کرنیوالا ہے پس اگر وہ اعتراف نیکیاں کی ہیں انکی شکرگزاری کرے اور اگر وہ برائیاں اور گناہ کئے ہیں انکی توبہ کرے اور پشیمان ہو
وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے یہ قول تاکید ہے پہلے قول کی اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا اتقوا توبہ کے سبب گناہوں گذشتہ سے ہے اور دوسرا واسطے بازرہنے کے گناہ
آئندہ سے ہے یا یہ کہ پہلا اتقوا واجبات کے ادا کرنے میں اور دوسرا محرمات کے ترک کرنے میں ہے إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ تحقیق خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اسکے کہ کرتے ہو تم
اگر اسکے حکم کے خلاف کروگے تو عذاب میں گرفتار ہوگے وَلَا تَكُونُوا اور نہ ہو تم اے مومنین كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ مانند ان لوگوں کے کہ
بھول گئے خدا کو یعنی اسکے حکموں کو ترک کردیا اور مراد اس سے یہود اور منافقین اور مشرکین ہیں کہ مطلق حکم خدا کے انہوں نے پروا نہیں کی ہے فَأَنسَاهُمْ پس بھلا دیا
خدا نے انکو أَنفُسَهُمْ نفسوں انکی کو یہانتک کہ نہ سنتے ہیں وہ اس بات کو کہ نفع بخشے انکے نفسوں کو اور نہیں کرتے ہیں وہ اس کام کو کہ خالص کرے انکے نفسوں کو
اور جبکہ زمانہ کفر اور گناہ میں حکم اسکو فراموش کیا سبب اسکے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں فرمانبرداری حق کے تو خدا تعالیٰ نے توبہ کو کہ کوئی بہرہ ملا اور بد
حال پر انکو چھوڑ دیا أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یہ لوگ وہی ہیں باہر ہونیوالے حکم خدا سے اور بعد اسکے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے کہ لَا يَسْتَوِي
نہیں برابر ہیں دنیا میں خدا کے أَصْحَابُ النَّارِ صاحب آتش دوزخ کے کہ غفلت میں بسر کرکے مستحق دوزخ کے ہوئے وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور صاحب
بہشت کے کہ خدا کی فرمانبرداری کرکے مستحق بہشت کے ہوئے أَصْحَابُ الْجَنَّةِ صاحب بہشت کے یعنی بہشت کے هُمُ الْفَائِزُونَ
وہی رستگاری پانیوالے اور مراد کو پہنچنے والے ہیں اور امام رضا علیہ السلام فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ اصحاب جنت وہ ہیں کہ
جنہوں نے میری فرمانبرداری کی ہے اور بعد میرے علی بن ابیطالب کو تسلیم کیا ہے اور اسکی خلافت کا اقرار کیا ہے اور اصحاب النار وہ ہیں کہ جنہوں نے انکار کیا خلافت کا
اور عہد کو توڑ ڈالا اور جنگ کی بعد میرے اس سے اور اب قرآن کی تعظیم اور توقیر کو بیان کرتا ہے کہ لَوْ أَنزَلْنَا اگر بھیجتے ہم هَٰذَا الْقُرْآنَ اس
قرآن کو عَلَىٰ جَبَلٍ اوپر پہاڑ کے بطریق مثل لَّرَأَيْتَهُ البتہ دیکھتا تو اسکو خَاشِعًا عاجزی کرنیوالا مُّتَصَدِّعًا پھٹ جانیوالا مِّنْ
خَشْيَةِ اللَّهِ خوف خدا کے سے اور ہیبت وعدہ عذاب کے سے جو اس میں ہے باوجود سختی اور بڑے ہونے کے اور کافروں کے دلوں پر اس سے کچھ اثر نہیں
ہوتا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اگر ہم قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے بعد اسکے کہ ہم اسکو سمجھ اور دریافت عطا کرتے تو وہ پارہ پارہ ہو جاتا وَتِلْكَ
الْأَمْثَالُ اور یہ مثالیں جو کچھ قرآن میں مذکور ہوئی ہیں نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ بیان کرتے ہیں ہم انکو واسطے لوگوں کے لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
تاکہ وہ سوچیں اور سوال کریں روز قیامت کے عذاب میں اور اپنی پروردگاری اور رحیمی بیان کرتا ہے کہ هُوَ اللَّهُ وہ کہ بھیجنے قرآن کو بھیجا خدا ہے
الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وہ خدا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو عَالِمُ الْغَيْبِ جاننے والا پوشیدہ کا وَالشَّهَادَةِ

ظاہر کا یعنی جاننے والا ہے ظاہر اور پوشیدہ کا ہر کہ اس پر کوئی امر چھپا ہوا نہیں ہے یہاں تک کہ وہ بغیر کسی سبب یا علت کے جانتا ہے اور معدوم اور موجود کوئی امر پوشیدہ نہیں اور امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ غیب وہ امر ہے کہ نہیں ہوا ہے اور شہادت وہ ہے کہ جو ہو لیا ہے هُوَ الرَّحْمٰنُ وہی ہے بہت بخشنے والا کہ رحمت عام اسکی نے دنیا
میں جمیع مخلوقات کو گھیر لیا ہے الرَّحِيمُ بڑا بخشنے والا ہے کہ رحمت خاص اسکی بخشش اور کرم ہے آخرت میں مومنین کی طرف اور تاکید کے مکرر فرماتا ہے هُوَ
اللّٰهُ الَّذِي وہی خدا وہ شخص ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوا اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو اَلْمَلِكُ بادشاہ ہے کہ تمام آسمان اور
زمین اور جو کچھ کہ درمیان انکے ہے سب ملک اسکی ہے اور سب اسکے حکم اور تصرف میں ہے جس طرح چاہے اپنا دخل دے کوئی اسکا منع کرنیوالا نہیں ہے اَلْقُدُّوْسُ
نہایت پاک اور پاکیزہ ہے تمام عیبوں اور نقصانوں سے اور بری ہے شرک اور آفت اور اولاد صفات سے بھی اَلسَّلَامُ سلامت ہے عیبوں اور قباحت اور
عاجزی اور خلل سے اَلْمُؤْمِنُ امن دینے والا بندوں کا عذاب اور ظلم سے اَلْمُهَيْمِنُ نگہبان اور حافظ ہر چیز کا اَلْعَزِيزُ غالب ہے حکم میں کہ کوئی اسکو
مغلوب نہیں کر سکتا اور برابری اسکی کوئی نہیں کر سکتا اَلْجَبَّارُ زبردست ہے اور عظیم الشان اپنی ملک اور سلطنت میں کہ مشیت اسکی ہر چیز میں جاری ہے اور
کسی کی مشیت جاری نہیں ہو سکتی یا درست کرنیوالا ہے احوال خلایق کا اور اسکو پروا نہیں ہے کسی امر کی جو ہو لیا ہے اور سبب امر کے کہ نہیں ہوا ہے
اَلْمُتَكَبِّرُ نہایت بڑائی والا اور بلند مرتبہ کہ تمام چیزیں اسکے آگے حقیر ہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہے خدا عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس چیز سے کہ شریک
کرتے ہیں مشرک کہ جو لوگ کہ بے دلیل سے ثابت ہوا ہے کہ کوئی اسکا شریک نہیں ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ وہ خدا پیدا کرنیوالا ہے ہر چیز کا موافق حکمت کے
اَلْبَارِئُ پیدا کرنیوالا اور ظاہر کرنیوالا اور عدم سے وجود میں لانیوالا ہے ہر چیز کا اَلْمُصَوِّرُ صورت بنانیوالا مخلوقات کی طرح طرح سے کہ ہر چیز اپنی صورت
میں دوسری چیز سے ہرگز نہیں ملتی لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى واسطے اسی خدا ہی کے ہیں نام نیک کہ شرع اور عقل کے نزدیک پسندیدہ ہیں جیسے کہ
رحمن رحیم و غفور اور قدیر اور علیم اور حلیم يُسَبِّحُ لَهٗ پاکی اور یاد کرتی ہے اور تسبیح کرتی ہے واسطے اسکے ہر مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے وَهُوَ الْعَزِيزُ اور وہی ہے غالب اپنے حکم میں کوئی چیز اسکو مغلوب نہیں کر سکتی اَلْحَكِيمُ حکمت والا اپنے قول اور
فعل میں کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اس سورت کی آخر میں اسماء حسنی خدا تعالی کے مذکور ہیں اور منقول ہے کہ اسم اعظم ان ناموں میں ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اللہ تعالی کے کل ننانوے نام ہیں جو کوئی انکو یاد کرے اور ان ناموں
سے خدا کا ذکر کرے تو بہشت میں داخل ہوگا لیکن چاہئے کہ ان ناموں کے معنی کو سمجھے اور ابو امامہ نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورۂ حشر کی
آخر کو پڑھے شب کو یا روز کو اور اس دن وہ مر جائے تو خدا تعالی بہشت اسپر واجب کرے اور معقل بن یسار نے روایت کی ہے کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے کہ اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم اور تین آیتیں سورۂ حشر کی آخر کی پڑھے حق تعالی ستر ہزار فرشتے اسپر موکل کرے تاکہ اسکو جمیع آفات سے نگاہ رکھیں اور درود بھیجیں اسپر رات
تک اور اگر روز کو مر جائے تو شہید مرا ہو اور اگر اسی طرح شب کو پڑھے تو یہی ثواب ہے اور انس نے روایت کی ہے رسول خدا سے کہ جو کوئی لو انزلنا ہذا القرآن سے آخر
سورہ تک پڑھے اور اسی شب کو مر جائے تو شہید مرا ہو سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ اور اس سورہ کو سورہ مودت بھی کہتے ہیں یہ سورہ مدنی ہے اور اس میں تیرہ آیتیں ہیں
اور حضرت علی بن الحسین نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ ممتحنہ فرائض یا نوافل میں پڑھے خدا تعالی اسکے دل کو ایمان کے واسطے امتحان کرے اور اسکی آنکھوں کو روشن کرے
اور درویشی اور دیوانگی ہرگز اسکی ذات میں اور اسکی اولاد میں نہ ہوگی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا
اور پیغمبر پر لَا تَتَّخِذُوْا نہ پکڑو اور تم مقرر کرو عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ دشمنوں میرے کو اور دشمنوں اپنے کو اَوْلِيَاءَ دوست اور اپنے ہمنشین مت
رکھو اور علماء و مفسرین نے ذکر کیا ہے اور اسکا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ چھٹے سال ہجرت کے اور بعد دو برس کے جنگ بدر کے رسول خدا نے پوشیدہ
ارادہ مکہ کا کیا تھا سارہ کنیز جو قبیلہ قریش کی تھی مکہ سے مدینہ میں آئی رسول خدا نے اس سے پوچھا کہ تو مسلمان ہو کر یہاں آئی ہے کہا کہ نہیں پوچھا کہ
واسطے ہجرت کے یہاں آئی ہے کہا کہ نہیں بلکہ محتاج ہو کر آئی ہوں کہ مجھکو کھانا اور کپڑا دو حضرت نے فرمایا کہ مکہ والوں سے کیوں نہیں طلب کی کہا کہ بعد جنگ بدر کے
کسی نے میری کچھ خبر نہ لی اور کوئی طرف توجہ نہ کی حضرت نے فرزندان عبد المطلب کو حکم فرمایا کہ اسکو کچھ دیں انہوں نے کپڑا اور دینار اور زاد راہ اور سواری اسکو دی اور بعد

ع ۳

حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس وہ آئی اور کچھ طلب کیا انہوں نے مکہ والوں کو خط لکھا کہ رسول خدا قصد تمہارا رکھتا ہے ہتیار اپنے درست کر رکھو اور اس عورت کو دینار اور وہ
خط انکو دیکر رخصت کیا سارہ نے وہ خط اس سے لیکر اپنی بالوں میں چھپا کر رکھ لیا اور طرف مکہ کے روانہ ہوئی اور جبرئیل نے رسول خدا کو اس بات سے خبر دی رسول خدا
نے حضرت امیر المومنین کو مع مقداد اور عمار کے طرف مکہ کے روانہ کیا اور فرمایا کہ راہ میں ایک عورت کے پاس خط ہے لیکر یہاں آؤ وہ سوار ہوکر مکہ کی طرف وا
پہنچے اور راہ میں اس عورت کو پایا خط کو اس سے طلب کیا انہوں نے انکار کیا اسباب اسکو دیکھا نہ پایا واپس ہونے ارادہ پھرنیکا کیا امیر المومنین نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ
پیغمبر خدا ہرگز دروغ نہ فرمائینگے پس تلوار کھینچکر اس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر خط تو نہ دیگی تو میں تجھکو مار ڈالونگا وہ عورت ڈری اور کہا کہ تم منہ اپنا
پھیر لو تاکہ میں خط کو نکالکر دوں انہوں نے منہ پھیرا اسنے وہ خط نکالکر انکو دیا حضرت علی اس خط کو لیکر مدینہ کو روانہ ہوئے اور رسول خدا کو وہ خط دیا رسول خدا
منبر پر تشریف لیگئے اور خط پڑھا اور فرمایا کہ ایک شخص نے تم میں سے مکہ والوں کو خط لکھا ہے تاکہ انکو تمہارے قصد سے خبردار کرے اگر وہ شخص اٹھے اور اقرار کرے تو بہتر
ورنہ میں اسکو رسوا کرونگا حضرت نے دو دفعہ فرمایا لیکن کسی نے جواب نہ دیا تیسری دفعہ حاطب اٹھا اور کہا کہ یا رسول خدا میں نے لکھا ہے وہ خدا کی قسم
ہے کہ بعد اسلام نفاق کبھی مجھ میں نہیں ہوا لیکن مکہ میں میرے رشتہ دار ہیں انکا خیال کرکے میں نے یہ کام کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے باہر
نکالو لوگ اسکو دھکے دیکر نکالتے تھے اور وہ رسول خدا کی طرف دیکھتا تھا تاکہ رحم کریں جب وہ مسجد کے باہر پہنچا تو حضرت نے فرمایا کہ اسکو یہاں لاؤ
جس وقت وہ آیا تو حضرت نے اس سے توبہ کرائی اور حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے مومنین نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست کہ تُلْقُوْنَ اِلَیْہِمْ
یعنی پیغام اور راہ رکھتے ہو تم اِلَیْہِمْ طرف ان دشمنوں کے بِالْمَوَدَّۃِ ساتھ دوستی کے یعنی بسبب دوستی کے پیغام و کتابت بھیجتے ہو وَقَدْ کَفَرُوْا اور حال یہ ہے کہ
تحقیق کفر کیا ہے انہوں نے بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے تمہارے پاس حق سے کہ وہ قرآن ہے یا دین اسلام پس جس وقت کہ
انہوں نے حق سے کفر کیا ہو تو تمکو انسے دوستی نہ رکھنی چاہئے اگرچہ وہ تمہارے رشتہ دار ہوں اور حال ان کفار کا یہ ہے کہ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ نکالتے
ہیں پیغمبر کو وَاِیَّاکُمْ اور تمکو مکہ سے اَنْ تُؤْمِنُوْا اس سبب سے کہ ایمان لائے ہو تم بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ ساتھ اللہ پروردگار اپنے کے یعنی بسبب ایمان
انہوں نے تمکو مکہ سے نکالا ہے پس انکو تم ہرگز دوست مت رکھو اِنْ کُنْتُمْ خَرَجْتُمْ اگر ہو تم کہ نکلے ہو تم اپنے وطن سے جِہَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ
واسطے جہاد کے بیچ راہ میری کے وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ اور واسطے طلب کے مرضی میری کے اور جہاد اور ہجرت تمہارا درست نہ ہوگا اور نہ مقبول ہوگا اگر واقع ہووے تم سے یہ کہ
تُسِرُّوْنَ اِلَیْہِمْ بِالْمَوَدَّۃِ پوشیدہ کرتے ہو تم طرف ان دشمنوں کے دوستی کو یعنی جاکر کسیکو تمہاری دوستی کی خبر ہوگی وَاَنَا اَعْلَمُ اور میں خوب
جانتا ہوں اور زیادہ عالم ہوں بِمَآ اَخْفَیْتُمْ ساتھ اس چیز کے کہ پوشیدہ کیا ہے تم نے دوستی دشمنان خدا کی کو وَمَآ اَعْلَنْتُمْ اور جو کچھ کہ ظاہر کیا ہے تم نے
عذر کرنیکو وہ جو کہ حاطب نے کیا کہ ایسی نیت سے واسطے انکو لکھا تھا لیکن میں اپنے رسول کو مطلع کر دیتا ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ اعلم صیغہ متکلم کا ہے اور باء تاکید ہے
میں زائدہ ہے یعنی اور جانتا ہوں میں اسچیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو اور جس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہو تم وَمَنْ یَّفْعَلْہُ اور جو شخص کرے اس کام کو کہ پوشیدہ انکو خبر دیوے
اور دوستی رکھے مِنْکُمْ تم میں سے فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ ہوا وہ سَوَآءَ السَّبِیْلِ سیدھی راہ سے اور خطا کی اسنے راہ حق کو اور یہ حاطب جنگ
بدر میں تھا اور فرماتا ہے کہ اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ اگر پاویں وہ تمکو اور قدرت رکھیں تم پر یَکُوْنُوْا لَکُمْ ہو وینگے وہ واسطے تمہارے
اَعْدَآءً دشمن وَیَبْسُطُوْٓا اور کشادہ کریں وہ اِلَیْکُمْ طرف تمہارے اَیْدِیَہُمْ ہاتھ اپنے کو وَاَلْسِنَتَہُمْ اور زبانوں اپنی بِالسُّوْٓءِ ساتھ بدی
یعنی ساتھ مارنے اور گالیاں دینے کے وَوَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ اور دوست رکھتے ہیں وہ اگر کفر کرو تم جیسے کہ وہ کفر کرتے ہیں اس وقت کہ حال ایسا ہو
اس صورت میں ان لوگوں سے دوستی رکھنی بڑی خطا ہے لَنْ تَنْفَعَکُمْ ہرگز نفع نہ دینگے تمکو اَرْحَامُکُمْ رشتہ دار تمہارے وَلَآ اَوْلَادُکُمْ اور نہ فرزند
تمہارے اور انکی دوستی سے کیا فائدہ ہے کہ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ دن قیامت کے یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ جدائی کریگا درمیان تمہارے اسطرح کہ تمہاری اولاد اور
رشتہ داروں کو بھی جدا کردیگا کہ کافروں کو دوزخ میں بھیجیگا اور مومنوں کو بہشت میں پس جو لوگ کہ نفع تمکو نہیں پہنچا سکتے ہیں اور
انکی رعایت تم کس واسطے کرتے ہو وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دوستی یا دشمنی بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے

حق تعالیٰ اپنے حبیب کو طریقہ انکی بیعت کا تعلیم کرتا ہے کہ یا ایہا النبی اے پیغمبر علیہ السلام اذا جاءک المؤمنات جس وقت آئیں تیرے پاس
ایمان لانیوالی عورتیں کہ یبایعنک بیعت کریں وہ تجھسے علیٰ ان لا یشرکن اوپر اسکے کہ نہ شریک کریں وہ باللہ شیئا ساتھ خدا کے
کسی چیز کو بتوں میں سے یا اور چیزوں میں سے ولا یسرقن اور نہ چوری کریں وہ شوہروں کے اور غیروں کے مال میں ولا یزنین اور نہ زنا کریں
ولا یقتلن اور نہ قتل کریں وہ اولادھن اولاد اپنی کو یعنی دختروں کو کہ وہ زندہ انکو خاک میں دفن کر دیتے تھے اور یا یہ کہ بچہ جو پیٹ
میں ہو اسکو گرا دیں ولا یاتین ببہتان اور نہ لاویں وہ بہتان کو کہ یفترینہ جھوٹھ بنا لیویں وہ اسکو بین ایدیھن وارجلھن
درمیان ہاتھوں اپنے کے اور پاؤں اپنے کے یہ کنایہ ہے اس نسبت سے کہ کسی غیر سے اسکو جنکر شوہروں کے سر لگا دیں اور کہیں کہ یہ شوہر سے جنا ہے اور یہ کنایہ اس فرزند
سے ہے کہ پیٹ جسمیں اسکو رکھتے ہیں درمیان دونوں ہاتھوں کے ہوتا ہے اور فرج کہ جس سے اسکو باہر نکالتی ہیں درمیان دونوں پاؤں کے ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ
بچہ حرام کا نہ جنیں اور اس حرام کے بچہ کو جنکر شوہروں کی طرف منسوب نہ کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے تہمت نا کریں شوہر دار پارسا عورتوں کو ہے
اور غیروں کی اولاد خاوندوں کے سر لگائیں ولا یعصینک اور نہ نافرمانی کریں وہ تیری اے محمد صلعم فی معروف بیچ نیک کام کے کہ تو انکو حکم
کرے اور معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں خواہ واجب ہو خواہ سنت ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مرد غیر محرم کے ہمراہ تنہائی میں نہ بیٹھیں
اور کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نوحہ نکریں اور گریبان کو نہ پھاڑیں اور بال سر کے نہ نوچیں اور منہ کو نہ چھیلیں اور شعر نہ پڑھیں اور زبان درازی شوہر سے
نکریں اور نامحرم سے باتیں نکریں پس جس وقت کہ وہ عورتیں اس شرط پر تجھسے بیعت کرنی چاہیں اے محمد صلعم فبایعھن پس بیعت کر تو
انسے اور ضامن انکے ثواب کا ہو اگر وہ اپنے عہد کو وفا کریں اور حضرت صادق علیہ السلام کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے قدح پانی کا طلب کر کے اپنا
ہاتھ اس پانی میں ڈالا اور پھر اس میں سے نکالا اور بعد اسکے ان عورتوں کو حکم دیا انہوں نے اپنے ہاتھ پانی میں ڈالے اسطرح سے انسے بیعت لی اور ہاتھ اپنا ان عورتوں کے
ہاتھوں سے مس نہیں کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسطرح بیعت انسے لی کہ حضرت نے کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹا اور بعد اسکے انسے بیعت لی اور بعضے کہتے ہیں کہ اسطرح بیعت لی کہ
حضرت نے ایک کپڑا درمیان اپنے اور درمیان ان عورتوں کے ڈالا اور ایک سرا اسکا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا سرا اسکا انکے ہاتھ میں اور اسطرح سے بیعت لی اور
انکے ہاتھوں کو چھوا نہیں اور روایت میں ہے کہ حضرت نے عمر ابن خطاب کو فرمایا کہ آنحضرت کیطرف سے بیعت انسے لی واستغفر لھن اللہ اور
بخشش چاہ تو اے محمد صلعم ان عورتوں کیواسطے خدا سے جو کچھ کہ انہوں نے حالت کفر میں کیا ہے ان اللہ غفور تحقیق خدا بخشنے والا ہے ان آدمیوں کے
گناہوں کو جو کہ بیعت کریں رحیم مہربان ہے کہ توفیق توبہ اور ایمان کی انکو دیتا ہے کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے رسول خدا نے عورتوں سے فرمایا کہ
ابایعکن علی ان لا تشرکن باللہ یعنی بیعت کرتا ہوں میں تمسے اوپر اس شرط کے کہ نہ شریک کرو تم ساتھ خدا کے کسی کو ہند دختر عتبہ کہ زوجہ ابو سفیان کی تھی عورتوں کے
درمیان کھڑی تھی اور نقاب اپنے چہرہ پر ڈالے تھی اس خوف سے کہ رسول خدا اسے پہچان لیں حضرت کا ارشاد سنکر کہنے لگی کہ یا رسول خدا بیعت لیتے ہیں ہم سے کچھ
چیز ایسی کہ جو مردوں سے نہیں لی کہ مردوں سے فقط اسلام و جہاد پر بیعت لی ہے اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا یسرقن یعنی اور نہ چوری کرو تم ہند نے
کہا کہ ابو سفیان ایک بخیل ہے اور میں نے اسکے مال میں سے بہت مال لیا ہے بدون اسکی اجازت کے نہیں جانتی ہوں کہ حلال ہے وہ مال مجھ پر یا حرام ابو سفیان نے
کہا کہ جو کچھ تو نے لیا ہے اور جو کچھ تو لیویگی سب تجھ پر حلال ہے رسول خدا ہنسے اور ہند کو حضرت نے پہچانا اور فرمایا کہ تو ہند ہے کہا ہاں یا رسول خدا جو کچھ گزرا ہے
اسکو معاف کر کہ خدا تجھسے معاف کرے اور مقصود اسکو تیرے بلا سے یہ سوال تھا کہ اس نے روز جنگ احد جگر حضرت حمزہ کا اپنے دانتوں سے رکھ کر چبایا تھا اس
قصور کو معاف کرانا تھی اور بعد اسکے فرمایا کہ ولا یزنین یعنی اور نہ زنا کرو تم ہند نے کہا کہ کیا عورت آزاد زنا کرتی ہے عمر درمیان صحابہ کے کھڑا تھا یہ کلام سنکر
ہنسا اسواسطے کہ اسلام سے پہلے عمر کے اور ہند کے درمیان آشنائی تھی اور ہند نے اسکے ساتھ یہ فعل کیا تھا اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا یقتلن اولادکن یعنی اور نہ
قتل کرو تم اولاد اپنی کو ہند نے کہا کہ ہم انکو پرورش کرتے تھے بچپن میں اور جس وقت وہ جوان ہوئے ہیں تو انکو قتل کرتا ہے اور یہ اس واسطے کہا کہ جنگ بدر میں اسکا بیٹا
حنظلہ ابن ابی سفیان امیر المومنین کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا رسول خدا یہ سنکر مسکرائے اور عمر ہنسا اتنا ہنسا کہ اپنی پشت کے بل گر پڑا اور بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ ولا یاتین

بہتان تفترینہ بین ایدیکن وارجلکن یعنی اور نہ لاؤ تم بہتان کہ جھوٹ بناؤ تم اسکو درمیان ہاتھوں اپنے کے اور پاؤں اپنے کے بعضوں نے کہا کہ بہتان سے مراد سحر ہے اور تم کو حکم
نہیں کرتا ہے کہ بہتان باندھو حق کا اور بیان کا اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا یعصینک فی معروف یعنی اور نہ نافرمانی کرو تم ساتھ نیک کام کے بعضوں نے کہا کہ بجالا
سکیں گی کہ ہم یہاں اسواسطے حاضر نہیں ہوئی ہیں کہ تیری نافرمانی کریں اور جو کچھ تو فرمائے اسکے برخلاف کریں پس جب تو نے ان شرطوں پر بیعت کی تو رسول خدا نے انکے
حق میں بھلائی خیر کی اور کہتے ہیں کہ بعضے مسلمان محتاج یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اور مسلمانوں کی خبر انکو پہنچاتے تھے اور اسکی عوض انکے میوہ اور کھانا لیتے تھے
حقتعالی نے انکو اس امر سے منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ یایہا الذین امنوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر لا تتولوا نہ دوستی کرو
اور نہ دوست رکھو تم قوما غضب اللہ علیہم اس قوم کو کہ غضب کیا ہے خدا نے اوپر انکے یعنی یہودیوں سے دوستی نہ کرو قد یئسوا تحقیق کہ
ناامید ہوگئے ہیں وہ من الاخرۃ ثواب آخرت سے بسبب عناد کے اور ترک کرنے ایمان پر حضرت پیغمبر کے باوجودیکہ حضرت کے اوصاف سے جو کچھ کہ توریت میں
ہیں دیکھ چکے ہیں کہ یہ پیغمبر برحق ہیں اور پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے ہیں عناد کی جہت سے واسطے اسکے لئے ثواب حاصل ہونیکا نہیں ناامید ہوئے وہ کما یئس
الکفار جیسے کہ ناامید ہوئے ہیں کفار من اصحاب القبور صاحبوں قبروں کے یعنی گوروں میں جو مدفن ہیں یا اول کہ وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں
نہ اٹھینگے اور یا یہ کہ وہ پھر دنیا میں رجوع کرینگے اور یا یہ کہ انکی خبر کچھ پہونچی ہے ناامید ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جار مجرور بیان ہے کفار کا یعنی جیسی کہ ناامید ہیں ثواب
آخرت سے جیسے کہ کفار کہ قبروں میں ہیں بعد مرنیکے اور اپنی آنکھوں سے انہوں نے بعد مرنیکے انجام بد اپنا دیکھا ہے اور اپنی خرابی کا انکو یقین ہوگیا ہے اور آخرت
کی نعمتوں سے بالکل ناامید ہوگئے ہیں ایسے ہی یہودی ثواب آخرت سے ناامید ہیں

سورۃ الصف

یہ سورہ مدنی ہے اور آیتیں چودہ آیتیں ہیں اور
اس سورہ کو سورہ حواریوں اور سورہ عیسی بھی کہتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ صف کو فرائض اور نوافل میں پڑھیگا
خدا تعالی اسکو قیامت کے روز ملائکہ اور انبیا کے صف میں جگہ دیوے بسم اللہ الرحمن الرحیم سبح للہ پاکی کیا
اور تسبیح کی واسطے خدا کے ما فی السموات وما فی الارض ان چیزوں نے کہ بیچ آسمانوں کے ہیں اور ان چیزوں نے کہ بیچ زمین کے ہیں و
ہو العزیز اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں کسی چیز سے مغلوب نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اسکے حکم کا مانع ہو سکتا ہے الحکیم حکمت والا کہ کوئی
فعل اسکا خالی حکمت اور مصلحت سے نہیں ہے کہتے ہیں کہ ایک جماعت صحابہ نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر ہمکو معلوم ہو کہ کونسا عمل خدا کے
نزدیک زیادہ دوست ہے تو اسمیں ہم اپنی جان اور مال کو خرچ کریں حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ
چنانچہ عنقریب اسکی یہ آیت مذکور ہوگی اور جنگ احد کے روز اپنے کہنے پر عمل نکیا جہاد میں سے وہ بھاگ گئے اور پیغمبر خدا کو تنہا معرکہ جنگ میں چھوڑ دیا
اور کچھ پروا انکی نہ کی یہانتک کہ دندان مبارک حضرت کے شہید ہوئے حقتعالی نے انکی ملامت کی اور واسطے زجر اور توبیخ انکی کے یہ آیت نازل کی
چنانچہ فرماتا ہے کہ یایہا الذین امنوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لم تقولون کس واسطے کہتے ہو تم ما لا تفعلون سو بات کو
نہیں کرتے ہو تم کبر مقتا بڑی بات ہے باعتبار دشمنی اور غضب خدا کے عند اللہ نزدیک خدا کے ان تقولوا ما لا تفعلون یہ کہ کہو جو کچھ کہ نہ کرو تم
اور مقتا تمیز واقع ہوا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وعدہ مومن کا اپنے بھائی مومن سے ایک نذر ہے کہ جسمیں کفارہ نہیں ہے لیکن جو کوئی خلاف کریگا
اس وعدہ کو تو خلاف کریگا خدا سے اور اسکی دشمنی اور غضب کے در پے ہوا اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے کہ یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون
اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت اگرچہ واسطے سبب خاص کے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا عام ہے کہ جو کوئی ایک بات کہے اور اسکو نہ کرے وہ اس میں داخل
ہے بعض علما کہتے ہیں کہ یہ آیت انکی شان میں ہے کہ جو لوگ اوروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے ہیں اور مثل اسکی سورہ بقرہ میں ہے کہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا
حکم کرتے ہو تم آدمیوں کو ساتھ نیکی کے اور بھول جاتے ہو تم نفسوں اپنے کو اور منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے شب معراج ایک جماعت کو دیکھا ہے کہ ہونٹ
انکے آتش کی مقراض سے کترتے تھے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ آیت کی شان نزول میں یہ ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے شہدا بدر کے ثواب کی خبر دی صحابہ نے عرض کیا
جہاد میں کہ اگر ہم بدر میں ہوتے ہم ثابت قدم رہتے اور جہاد سے بھاگ نہ جاتے اور جب روز جنگ احد آیا اور کفار سے مقابلہ ہوا تو وہ بھاگ گئے خدا تعالی نے اس آیت میں انکو ملامت کیا

اس سبب سے نہیں کر اتنی مدت گزری تھیں سو اس فیض کو یہاں اس سے کہ مستفیض کا روحانی اور مقدس بنانا ہے اگر روح قدس کی بابت ہو سکتا ہے لیکن اس کو فارقلیط سمجھنا اولی نہیں ہوتا بلکہ وہ یوم الدار کے بعد کچھ نہ رہا اور اب نصرانیوں کے پاس سوائے روح بلا بیع کچھ نہیں ہے اور اگر فارقلیط سے یہی فیض کی روح مقدس مراد ہو جو کہ حواریین پر یوم الدار میں نازل ہوا تھا تو لازم آئیگا کہ نصرانیوں کے پادری اور پاپا بیچ مثل حواریوں کے کشف اور کرامتوں پر قادر ہو جائیں لیکن وہ ہرگز قادر نہیں ہیں پس معلوم ہوا کہ فارقلیط اس فیض کو نہیں کہا اور نہیں تم بتلا سکتے کہ وہ فارقلیط کہ جو ابدی تھا وہ کہاں چلا گیا اور کیوں فانی ہو گیا کہ اسکا کوئی اثر بھی ظاہر نہیں ہے اور اسکی فیض کی بھنک بھی کانوں میں نہیں پہنچتی ہے وہ تو جہان کی تجہ او توبیخ کرنی اور الزام دیکر … قائم تھا اسنے تو عیسی کے فرمانیکے بموجب کوئی کام نہیں کیا اور عیسی نے انکو جہان کا سردار فرمایا تھا سو انہوں نے کچھ حکومت اور عدالت کی اور نہ کچھ انتظام عالم کا کیا وہ کیونکر سردار ہو سکتا پس ثابت ہوا کہ جہان کا سردار ہمارے پیغمبر ہیں جنہوں نے عدل اور حکم جاری کیا اور شیطان جب اس مقام میں عاجز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس جہان کا سردار سے مراد شیطان ہے سو اسلئے کہتے ہیں کہ اگر تفسیر خدا کو اس جہان کا سردار کہیں تو خدا کو بھی مغایرت ثابت ہو جائیگی اور اگر غور اور انصاف سے دیکھو تو یہ تاویل درست نہیں ہو سکتی ہے اسلئے کہ یہاں کلام دوسرے کمال میں آیا ہے شیطان تو پہلے ہی کہا ہے کو وہ بڑا اور علاوہ اسکے شیطان کا تھا کہاں جو حضرت عیسی فرماتے ہیں کہ وہ آتا ہے وہ تو انکے عہد میں موجود تھا اور انجیل میں لکھا ہے کہ اسنے عیسی سے باتیں کیں اور عیسی کو آزمایا اور اگر یہ مراد ہو کہ وہ غالب ہوا چاہتا ہے یہ بھی درست نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ عیسی فرماتے ہیں کہ میرا جانا تمہارے واسطے بہتر ہے … جس وقت عیسی کے جانے کے بعد اسکا غلبہ ہوا تو عیسی کا جانا سود کا سبب ہوا بلکہ مضر ہوا اور اگر ہم فرض کریں کہ وہی اس جہان کا سردار ہے اور یہ ایک جملہ معترضہ ہے جو درمیان میں آگیا ہے لیکن جسکو تم فارقلیط اور روح صدق کہتے ہو وہ محمد صلعم ہی ہیں وہ پیغمبر خاتم … ہے اسلئے کہ اسنے جہان کو توبیخ نہیں کیا اور عدالت کی اور انجیل میں لکھا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا قرآن میں بھی ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی محمد اپنی جی سے نہیں کہتا ہے بلکہ جو کچھ اسکو پیغام دیا جاتا ہے وہی کہتا ہے اور اگر مراد فارقلیط سے وہ فرود ہی ہو تو اسکا محتاج ہونا لازم آئیگا اسلئے کہ جب دوسرے کی سنیگا … اور محتاج خدا نہیں ہو سکتا اور فارقلیط یونانی لفظ ہے اور معنی اسکے تعریف کیا گیا اور ستائش کیا گیا اور بزرگ کیا ہوا ہیں اور یہ سب معنی ہمارے پیغمبر پر صادق آتے ہیں اور محمد اور بزرگ کیا ہوا دونوں لفظ ہیں مترادف ہیں اور اگر نصاری کہیں کہ اسمیں نام کی تبدیل ہے تو اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ عیسی کے نام کی بھی تبدیل ہے اور خود نصاری لکھتے ہیں کہ پہلی کتاب میں عیسی کا نام عمانوئیل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے اسی طرح انکے نام میں تبدیلی ہوئی اسی طرح ہمارے حضرت کے نام میں تبدیل ہے اور خدا اسکا ساتھ ہے تو بھی حضرت عیسی کے لئے خاص نہ تھا چنانچہ پیدایش کے انتالیسویں باب میں ہے کہ خدا یوسف کے ساتھ تھا اور بعضے نصرانی اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ بشارت محمد کے لئے نہیں ہو سکتی ہے اسلئے کہ عیسی نے فرمایا تھا کہ میں باپ سے درخواست کرونگا کہ تمہارے واسطے کہیں بھیجیگا کہ وہ تمہارا تسلی دینے والا ابد تک تمہارے ساتھ رہیگا اور محمد عیسی کے چھ سو برس بعد پیدا ہوا اور اس عرصہ میں عیسی کے شاگرد سب مر گئے تھے سو اسی وقت میں حواریین کو تسلی اسکی کب کافی تھی ہم کہتے ہیں کہ یہ خطاب عیسی کا سب نصرانیوں کے طرف سے ہے اس میں خصوصیت کسی مخاطب کی نہیں ہے اور اگر وقت ظہور ہمارے پیغمبر کے حواریین میں سے کوئی باقی نہ رہا تو اسکا مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ اگر حواریین موجود نہ تھے تاہم تابعین تھے اور وجود انکا موجود ہونا بھی بمنزلہ موجود ہونے حواریین کے ہے اور چودہویں آیت میں انجیل کی ہے کہ عیسی نے فرمایا کہ اور تسلی دینے والا اور باپ … تمہارا اور ہر ایک ایماندار کے لئے جو تمہاری دین کی … ایمان لائینگے سفارش کرنیکی بات کہی ہے وہ یاد دلادیگا پس معلوم ہوا کہ تسلی دینے والا خاص شاگردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ جو لوگ کہ انکی منادی سے ایمان لائے ہیں ضرور ہے کہ انکو بھی تسلی بخشے اور اگر حضرت عیسی کے ہمراہ حواریین کو خطاب کیا ہے لیکن تسلی انہی لوگوں ہی کو ہوئی ہے چاہئے جو کہ ایمان میں سست اور متزلزل ہیں اور حواریین ایمان میں کامل تھے انکو احتیاج تسلی کی کیا تھی اور حضرت عیسی کہتے ہیں وہ جانتے تھے کہ بعد اسکے فارقلیط کہ مراد محمد سے ہے بالضرور آئیگا اور لوگوں کو جو کہ عیسوی مذہب کے ہیں تسلی دیگا اور ایسا ہی ہوا کہ جو کہ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں عیسوی مذہب کا تھا اور ہمارے پیغمبر کو انہوں نے برحق جانا انکو تسلی بخشی اور وہ جناب ہمیشہ ہمارے ہمراہ ہیں کہ دین اسکا ابدی ہے اور شرع انکی قیامت تک سب کے ساتھ ہے اور قیامت تک سب کے ساتھ رہیگی کہ وہ حضرت خاتم النبیین ہیں اور بعضے نصرانی کہتے ہیں کہ پھر جب انکے … کا نام تسلی دینے والا ہے تو اس نظر سے محمد

کیسے صحیح تسلی ہو والا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کی تو تسلی یہی ہے کہ جس کو نہیں جلی قدالذی او ظلم او جبر سے ساتھ تلوار کے زور سے اسلام کو مذہب کو جاری کیا یہاں تک کہ
تلوار ہی کو بہشت کی کنجی ٹھہرایا ہم کہتے ہیں کہ محمد کے نیک اخلاق اور رحمدلی اور بردباری اور بیواؤں اور یتیموں پر رحم کرنا اور مومنوں کو تسلی بخشنی متواترات
سے ہے کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اگر کوئی نصرانی ایسی متواتر امر کا انکار کریگا تو یہودی بدرجہ اولی عیسیٰ کے متواترات کا انکار کرینگے لیکن ہم کہتے ہیں کہ انکار
متواتر میں فرق نہیں ہو سکتا اور ظلم اور جبر کو ہمارے پیغمبر کی طرف منسوب کرنا کمال تعصب ہے اور جہاد کا نام ظلم رکھنا بڑی بے ادبی نصاریٰ کی ہے اسواسطے کہ جہاد
بموجب حکم خدا کے ہوتا ہے اور ظلم خلاف حکم خدا کی ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہر نبی کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں ایک نبی کے احکام کا قیاس دوسرے نبی کے احکام پر
نہیں ہو سکتا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تو اپنے فرزند اسمٰعیل کو ذبح کر اور یہ حکم کسی اور پیغمبر کو نہ ہوا یعقوب کو حکم جہاد کا نہ تھا جیسے حضرت یوسف کو اور بعضے کو حکم تھا کہ جہاد کرے
جیسے کہ حضرت موسیٰ چنانچہ سفر گنتی کے باب اکتیسویں باب میں ہے کہ موسیٰ نے فینحاس کو ساتھ بارہ ہزار اسرائیلیوں کے ساتھ مدیانیوں کے مقابلہ کو بھیجا انہوں
نے سارے مدیانیوں کو قتل کیا اور انکا مال و متاع اور مویشی سب لوٹ لیا اور انکی بستیاں اور گھر انکو جلا دیا اور صحیفہ یوشع کے آٹھویں باب میں لکھا ہے کہ
یوشع نے بحکم خدا تیس ہزار آدمی ہمراہ لیکر چڑھائی کی اور وہاں کے لوگوں کو تہ تیغ کیا اور سب مقتول بارہ ہزار تھے اور سفر استثنا کے بیسویں باب میں ہے کہ
موسیٰ کے حکم سے یوشع نے عمالقہ کو شکست دی اور استثنا کے بیسویں باب میں ہے کہ جب تو لڑائی کیلئے کسی شہر کے نزدیک جاوے تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ
صلح کو قبول کریں تو سب خراج دیں اور نہیں تو ہر ایک مرد کو قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں کو اور مال اور مویشی کو لوٹ لے اور یہی حال ہمارے پیغمبر کا تھا کہ
اول پہلے تو لوگوں کو ایمان کا طالب ہوتے تھے اور اگر وہ معجزہ طلب کرتے تھے تو انکو معجزہ دکھلاتے تھے اور اگر وہ معجزہ دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے تھے تو وہ حضرت
وہ حضرت بموجب حکم خدا واسطے ایمان لانے کے جہاد کرتے تھے اور اگر جہاد کرنا ظلم کہا جاوے تو چاہئے کہ سب انبیاء کو جنکو حکم جہاد کا تھا ظالم کہو اور
جہاد کرنا ہی اور خدا تعالیٰ نے قوم نوح کو معہ چرند اور پرند کے غرق کر دیا چنانچہ پیدائش کے ساتویں باب میں ہے تو چاہئے کہ اس صورت میں خدا کو
ظالم کہنے لگو اور بعضے نصاریٰ کہتے ہیں کہ محمد کو روح قدس نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ روح قدس تو ناپیدائی شے ہے اور خدا کی روح کہلاتی ہے
جسکی تاثیر ولیہ روحی ہے نہ کہ جسم پر ہم کہتے ہیں کہ روح قدس روح پاک کو کہتے ہیں اور روح صدق راستی کی روح کو کہتے ہیں اور یہ دونوں قدس پر صادق
صادق آتی ہیں اور یہ ضرور نہیں کہ وہ ناپیدائی شے ہو اور حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ ناپیدائی شے نہ تھی بلکہ انکا وجود ظاہری رکھتا
تھا اور اگر روح قدس ناپیدائی شے ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ صادق آوی موافق ارشاد حضرت عیسیٰ کے کہ وہ تمکو سب چیزیں سکھلا دیگا اور سب باتیں جو کچھ میں نے تمکو
کہی ہیں یاد دلاویگا بھلا کہیں ناپیدائی شے بھی جسکا تعلق کہ دل سے ہو تو وہ کچھ سکھلا سکتی ہے اور یاد دلا سکتی ہے اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ جہان کو تنبیہ کریگا اور الزام
دیگا اب انصاف کرنا چاہئے کہ ناپیدائی شے تنبیہ کر سکتی ہے اور اسکو الہام دیسکتی ہے اور تم جو کہتے ہو کہ حواریوں نے محمد کو نہیں دیکھا تو جس صورت میں روح
قدس ناپیدائی شے ہوئی تو حواریوں نے اسکو بھی نہیں دیکھا تخصیص محمد کی نہ دیکھنے کی کیا ہے اور تاثیر ولیہ جو الہی سکتا ہے تیسری چیز یا آنحضرت کی
کیا احتیاج تھی حاصل یہ ہے کہ روح قدس اور فارقلیط سوائے محمد صلعم کے دوسرا شخص نہیں ہو سکتا اور وہی اور بہت سی دلیلیں اسی کی ہیں ایک ہی بات کافی ہے
شے مراد لینی تعصب کی راہ سے ہے اور جو کچھ کہ قرآن میں ہے کہ عیسیٰ نے خوشخبری ہمارے پیغمبر کے آنے کی دی کہ نام مبارک جنکا احمد ہے سو ساٹھ اور انجیل
ہی اور وہیں سخن کا تو فیصلہ ہو آدمی جو کچھ چاہے حق اور ناحق کہتا چلا جاوے اور یہ خوشخبری جو حضرت عیسیٰ کی ہے یہی ایک معجزہ حضرت عیسیٰ کا ہے کہ جس پیغمبر
انکی خوشخبری دی تھی وہ پیغمبر ظاہر ہوا موافق خبر دینے کے **فَلَمَّا جَاءَهُمْ** پس جس وقت کہ آیا انکے پاس احمد **بِالْبَيِّنَاتِ** ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں
ظاہر کے تو **قَالُوا** کہا ان عیسائیوں نے کہ **هَٰذَا** یعنی جو کچھ کہ ہمکو دکھلاتا ہے محمد **سِحْرٌ مُّبِينٌ** جادو ہے ظاہر کہ اسکا جادو ہونا کسی پر پوشیدہ نہیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ جاءکم کی ضمیر عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے یعنی جس وقت کہ آیا انکے پاس عیسیٰ معجزوں روشن لیکر مثل زندہ کرنے مردوں کے اور بینا کرنے اندھے مادرزاد کے
اور کوڑھی کو تندرست کرنے کے لوگوں نے کہا کہ یہ جادو ہے **وَمَنْ أَظْلَمُ** اور کون زیادہ ظالم ہے **مِمَّنِ افْتَرَىٰ** اس شخص سے کہ باندھے **عَلَى اللَّهِ** اوپر اللہ کے
الْكَذِبَ جھوٹ کو یعنی انکے پیغمبر کو جھٹلاتے اور معجزوں کو سحر بتاتے اور کہتے کہ خدا نے انکو پیغمبر کر کے نہیں بھیجا **وَهُوَ يُدْعَىٰ** اور حال یہ ہے کہ بلایا جاتا ہے

جھوٹ باندھنے والا اِلَى الْاِسْلَامِ طرف اسلام کے یعنی پیغمبر انکو طرف اسلام کے بلاتا کہ جسمیں انکی بہتری دنیا اور آخرت کی اور رستگاری ہو عذاب سے لیکن وہ اپنی جہالت سے پیغمبر کو جھٹلاتا ہی اور دیدہ و دانستہ عذاب کو اختیار کرتا ہی کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں دکھلاتا ہے راہ حق الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ قوم ظلم کرنیوالونکو اور انکو انکی حال پر چھوڑ دیتا ہی بسبب انکے عناد کے اور دیدہ و دانستہ انکار کرنیکے واسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ نضر بن حارث نے کہا کہ قیامت کے روز لات اور عزیٰ میری شفاعت کرینگے خدا سے اور شفاعت انکی قبول ہوگی حقتعالی نے انکا قول کے رد کرنیمیں یہ آیت نازل کی کہ کون شخص زیادہ ظالم ہی اس شخص سے کہ خدا پر جھوٹ بناتا کہ خدا انکی شفاعت کو قبول کریگا کفار کیونطرح اور کہتے ہیں کہ ایکروز رسول خدا صلعم پر وحی آئی کعب بن اشرف یہودی نے کہا کہ یہ خبر ہونیکا ہی اگر وہ یہود کہ محمد سے خدا انکی نور کو بجھادیا اور کام انکا انجام کو نہ پہنچیا یہ بات انکا حضرت کو پہنچی ہوا جبرئیل امین واسطے دور کرنے ملال خاطر اقدس رسول خدا کے یہ آیت لائی يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا ارادہ کرتے ہیں کہ بجھا دیویں وہ کفار نُوْرَ اللّٰهِ نور خدا کو بِاَفْوَاهِهِمْ ساتھ منہوں اپنے کو طعن کرنے اور کلمے اور باتہ بات کہکر کہ شعر ہی جادو ہی بجھانے نور کے یہ جو یعنی حال انکا اس بجھانے میں مثل اس شخص کے ہی کہ اپنے منہ سے پھونک مارکر آفتاب کے نور کو بجھایا چاہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ اور خدا تمام کرنیوالا نور اپنی کا ہے اور ابن کثیر اور ابو بکر نے متم کو مضاف کرکے اور نور کو مجرور پڑھا ہی اور باقیوں نے بغیر اضافت اور متم کو تنوین اور نور کو منصوب پڑھا ہی یعنی شرع سید المرسلین کے ظاہر کرنیوالا ہے کلمہ اسلام قیامت تک باقی رہیگی وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں کافر یعنی تمام کرنیکو اور انکی کراہت کرنیکو اسمیں کچھ اثر نہیں هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ وہ خدا وہ شخص ہی کہ بھیجا اپنی رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى پیغمبر کو ساتھ ہدایت کہ وہ معجزہ اور قرآن ہے وَدِيْنِ الْحَقِّ اور ساتھ دین حق کے کہ وہ دین اسلام لِيُظْهِرَهٗ تاکہ غالب کرے اس دین کو عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اوپر دین کے کل اس وجہ یعنی سب دینوں پر اسکو غالب کرے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں مشرکین اور ناخوش ہوں اسکی غالب ہونے سے اور علی کہ اس دین میں توحید خالص ہے کہ اور دینوں میں ایسی توحید نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ وقت نازل ہونے عیسیٰ کے آسمان سے اور ظاہر ہونے مہدی آل محمد کے وفا ہوگا کہ تمام زمین اسلام کو قبول کریگی اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بلند ہونا کلمہ اسلام کا اور غالب ہونا اسکا اس زمانے کے بعد ہوگا اور قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری اسکی قدرت میں ہے کہ دین اسلام کو غالب کریگا سب دینوں پر یہانتک کہ باقی نہ رہیگا کوئی بستی مگر کہ صبح کو اور شام کو آواز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نہیں اور بعد اسکے رسول خدا کے قول کے قبول ہونیکو فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو هَلْ اَدُلُّكُمْ کیا راہ بتاؤں تمکو عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ اوپر ایک سوداگری کے کہ نجات دیوے وہ تمکو مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ عذاب دردناک سے کہ وہ آگ دوزخ کی ہے اور وہ سوداگری نجات دینے والی یہ ہے کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے وَتُجَاهِدُوْنَ اور جہاد کرو تم کافروں سے یہ امر ہے بصورت خبر یعنی ایمان لاؤ تم خدا اور رسول پر اور جہاد کرو تم کافروں سے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے اور دین کے بلند کرنے اور جاری کرنے میں بِاَمْوَالِكُمْ ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کرنیوالونکو کھانے اور سواری اور ہتھیاروں میں اپنے مالونکو خرچ کرو وَاَنْفُسِكُمْ اور ساتھ جانوں اپنی کے جہاد کرو تم کہ کفار کے مقابلہ میں حاضر ہوکر اپنے راہ خدا میں لڑو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعضے صحابہ نے کہا کہ بہتر عمل کو ہم جانیں تو اسمیں کوشش کریں اور اپنی نفس اور مال کو اسمیں خرچ کریں یہ آیت نازل ہوئی کہ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ اور ایک مدت تک انکو گراں گذری اور بیان اسکا نازل نہوا تو لوگوں نے کہا کہ کاش ہم جانتے کہ بیان اسکا کیا ہی حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ تؤمنون باللہ ورسولہ ذٰلِكُمْ یہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ایمان اور جہاد خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے دنیا کے فائدے کے معاملوں سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم کہ جانتے ہو طریقہ تجارت حقیقی کا یعنی اگر تم جانتے ہو ایمان اور جہاد کی بہتری کو اور عقاد کرتے ہو اسکا کہ پہنچانیوالا ہے ہمیشہ کے فائدہ کی طرف بس چاہیئے کہ اسکو سب فائدوں پر مقدم رکھو کہ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے گناہ تمہارے یعنی ایمان لاؤ اور جہاد کرو کہ خدا تمہارے گناہ بخشے وَيُدْخِلْكُمْ اور داخل کریگا تمکو قیامت کے روز جَنّٰتٍ تَجْرِيْ بہشتوں میں کہ جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ نیچے درختوں انکے سے نہریں وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور داخل کریگا تمکو مکانوں پاکیزہ میں کہ وہ مکان واقع ہیں فی

جنات عدن بیچ بہشتوں عدن کے ذلک یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا بخشش اور داخل کرنا بہشتوں میں الفوز العظیم رستگاری اور مراد
پہنچنا بڑا ہے یہ جو کچھ کہ دنیا کے آدمی اسکو فوز عظیم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ باقی رہنا اور حکومت کرنی اور دنیا کی لذتیں پانی اور کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم سے
مساکن طیبہ کو پوچھا تھا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ایک مکان ہے بہشت میں وہ ایک محل ہے کہ اسمیں ستر گھر یاقوت سرخ کے ہیں اور ہر گھر میں ستر خانہ زمرد سبز کے ہیں
اور ہر خانہ میں ستر تخت ہیں اور ہر تخت پر ستر فرش ہیں طرح طرح کے رنگ کے اور ہر فرش پر ایک حور بیٹھی ہے اور ہر خانہ میں ستر دستر خوان ہیں اور ہر
دستر خوان پر ستر قسم کا کھانا ہے اور ہر خانہ میں ایک غلام اور ایک کنیز ہے خدا تعالی مومن کو اس قدر قوت دیوے گا کہ سب سے ایک ساعت میں ہر کا کھانا کھاوے
اور یہ بڑی نعمت ہے آخرت میں واخری تحبونها اور نعمت دوسری کہ دوست رکھتے ہو تم اسکو اور سبب یہ کہ تجارت دوسری دوست رکھتے ہو تم اسکو وہ
نصر من الله وفتح قریب نصرت ہے خدا کی طرف سے قریش پر اور فتح نزدیک کہ وہ فتح مکہ ہے یا فتح فارس اور روم اور بعضے کہتے ہیں کہ جمیع
فتوح مراد ہیں جو کہ اسلام میں واقع ہوئی ہیں وبشر المؤمنین اور خوشخبری دے اے محمد صلعم مومنین کو ان دونو نعمتوں کی کہ وہ ثواب اور
مغفرت ہے آخرت میں اور نصرت اور فتح ہے دنیا میں یا ایها الذین امنوا اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو کونوا انصار الله ہو تم انصار یعنی مددگار
خدا کے یعنی اسکے دین کی مدد کرنیوالے ہو کہ جس وقت تمکو پیغمبر حکم لڑنیکا راہ خدا میں دیوے اور نصرت کو تمسے طلب کرے تو بلا تامل تم اسکو قبول کرو اور ہر وقت
تیار ہو جاؤ کما قال عیسی ابن مریم جیسے کہ کہا تھا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے للحواریین واسطے حواریوں کے کہ وہ دین اسکے خاص اصحاب
تھے اور سب سے زیادہ بزرگ تھے انہیں حضرت عیسیٰ نے کہا من انصاری کون ہیں مددگار میرے اور لشکر میرے کہ متوجہ ہوں الی الله
طرف خدا کے یعنی طرف نصرت کے دین خدا کے قال الحواریون کہا حواریوں نے عیسیٰ سے کہ نحن انصار الله ہم نصرت کرنیوالے دین
خدا کے ہیں تو اے محمد صلعم اپنے اصحاب کو کہہ کہ تم بھی مسلمانوں نصرت کرنیوالے ہو خدا کے ہو تم جیسے کہ حواری نصرت کرنیوالے ہوئے جس وقت عیسیٰ نے کہا تھا کہ کون ہیں نصرت کرنیوالے میرے
نے کہا تھا کہ ہم ہیں نصرت کرنیوالے اور حواری کہتے ہیں کہ بارہ آدمی تھے برگزیدہ اور خالص اصحاب عیسیٰ کے اور تحقیق انکی ہلاکت آگے ہو چکی ہے سورہ آل عمران میں
کے آسمان پر اٹھانے کے بعد نصرت دین کی کی اور خلقت کو طرف دین خدا کے بلاتے تھے فامنت پس ایمان لائی خدا کی ہدایت سے
پیغمبر حواریوں کے کہنے سے طائفة من بنی اسرائیل ایک گروہ بنی اسرائیل سے وکفرت طائفة اور کفر کیا ایک گروہ نے
عیسیٰ کو خدا کا فرزند جانا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے تو بنی اسرائیل تین فرقے ہو گئے ایک فرقے نے کہا کہ وہ خدا تھا آسمان پر
چلا گیا اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور ایک گروہ نے کہا جو کہ مسلمان تھے کہ وہ بندہ خدا کا اور پیغمبر اسکا تھا پس جنگ و جدال انمیں آپس میں واقع
ہوا اور وہ دو فرقے کافر غالب ہوئے یہانتک کہ حضرت خاتم الانبیاء پیغمبر ہوا اور وہ فرقہ مومن ہمارے حضرت پر ایمان لایا اور اس سبب سے انہوں نے قوت پائی اور
ان دو فرقوں پر غالب ہوئے چنانچہ خدا فرماتا ہے فایدنا الذین امنوا پس قوت دی ہمنے اور غالب کیا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے عیسیٰ پر اور بندہ
جانتے تھے علی عدوهم اوپر دشمنوں انکے کہ جو کہ عیسیٰ کو خدا اور فرزند خدا کہتے تھے فاصبحوا ظاهرین پس ہو گئے وہ مومنین
غالب یا غالب ہوئے ان کافروں پر لڑائی میں یا حجت اور دلیل میں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ حجت ان لوگوں کی کہ عیسیٰ پر ایمان لائے تھے ظاہر ہوئی
محمد کے تصدیق کرنے سے سورة الجمعة یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور حضرت جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ لازم ہے اس شخص پر کہ جو ہمارا شیعہ ہے یہ کہ شب جمعہ کو یہ سورہ اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھے اور جمعہ کے روز نماز ظہر میں یہ سورہ اور سورہ منافقون
پڑھے پس جس وقت یہ عمل کرے تو ایسا ہو کہ رسول خدا کا سا عمل کیا ہو اور جزا اس عمل کی خدا پر بہشت ہے بسم الله الرحمن الرحيم
یسبح لله تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے ما في السموات وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے وما في الارض اور وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے
اور تسبیح کبھی بصورت ماضی آئی ہے اور کبھی بصورت مضارع اس اشارہ کی طرف ہے کہ ہمیشہ پاکی بیان کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی اور اسکی ثنا
کرتا ہے کہ الملک بادشاہ ہے خدا کہ ہمیشہ ہے بادشاہی اسکی القدوس پاک ہے سب عیبوں اور خللوں سے العزيز الحكيم غالب ہے حکمت والا

حکمت والا ہے کہ کوئی اسکا فعل خالی مصلحت سے نہیں ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ وہ خدا وہ شخص ہے کہ بھیجا فِي الْأُمِّيِّينَ درمیان ناخواندوں کے
اور نالکھنے والوں کے رَسُولًا مِّنْهُمْ پیغمبر کو انہیں میں سے یعنی جیسے کہ وہ لکھنا پڑھنا نجانتے تھے ایسا ہی پیغمبر نہ پڑھا اور نہ لکھا پیغمبر انہیں میں بھیجا تاکہ تہمت نہ ہو
ہے اور اگر لکھا پڑھا ہوتا تو کہتے کہ اسکو معلموں نے تعلیم کیا ہے اور پہلی خبریں اسنے سیکھ لی ہیں اور یا امی میں نسبت کی ہے یعنی منسوب طرف امت عرب کے کہ وہ
اکثر لکھے پڑھے نہ تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ امی طرف ام القری کے منسوب ہے اور ام القری مکہ کا نام ہے اور یا منسوب ہے طرف ام الکتاب کے کہ وہ قرآن ہے اور
پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور کہتے ہیں کہ امی ہونا حضرت کا اس سبب سے ہے کہ پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیاء امی ہوگا اور حضرت شعیا کی کتاب میں ہے کہ فرمایا
خدا تعالی نے کہ میں پیغمبر امی بھیجونگا درمیان امیوں کے اور اس پیغمبر پر ختم کرونگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امیین انکو اس سبب سے کہتے ہیں کہ وہ
لکھتے تو تھے لیکن انکے پاس کوئی کتاب خدا کی جانب سے نہیں آئی تھی اور نہ کوئی پیغمبر آیا تھا سو انکو خدا نے امیین فرمایا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ پڑھتا ہے
وہ پیغمبر امی اوپر ان امیوں کے آيَاتِهِ آیتیں اسکی جو کہ قرآن میں ہیں وَيُزَكِّيهِمْ اور پاک کرتا ہے انکو کفر کی نجاست سے اور ناپاک اعتقاد و
اور بد خلقوں سے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ اور سکھلاتا ہے انکو قرآن وَالْحِكْمَةَ اور حکمت کہ وہ حکم کام شرع کے ہیں اور علوم دین باوجود امی ہونے کے
کہ کسی سے کوئی سبق پڑھا تھا اور نہ لکھنا سیکھا تھا اور یہ دلیل صحیح ہے اس امر کی کہ جو کچھ کہتا تھا حق ہی کہتا تھا سو امی کہ بغیر پڑھے لکھے کے بلکہ لکھے پڑھے
ہوئے کی بھی طاقت نہیں ہے کہ ایک شخص تنہا ایسے احکام موافق عقل سلیم کے کہ جنمیں صلاح دنیا اور آخرت کی ہو اپنی طرف سے بنا سکے پس جو کچھ وہ حضرت
کہتے تھے وحی خدا سے کہتے تھے نہ اپنی طرف سے نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت + بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد + وَإِن كَانُوا اور تحقیق کہ
تھے وہ لوگ کہ اب قرآن پڑھتے ہیں اور پاک ہیں مِن قَبْلُ پہلے اس سے یعنی محمد کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھے وہ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ البتہ بیچ
گمراہی ظاہر کے کہ وہ شرک ہے اور جاہلیت کے دین کی پیروی کرتے تھے اور ان کانوا میں ان مخففہ مثقلہ کا ہے کہ لام تاکید کا جو کہ لفی میں ہے اسپر دلالت
کرتا ہے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ اور درمیان دوسروں کے انہی کے اسکا عطف امیین پر ہے یعنی پیغمبر کو بھیجا بیچ ناخواندوں کے انہیں سے اور درمیان دوسرے لوگوں کے
انہیں سے کہ ابھی لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ نہیں لاحق ہوئے ہیں ساتھ انکے لیکن لاحق ہونگے بعد اسکے اور انکے بعد آوینگے اور مراد ان لوگوں سے جو کہ پیچھے
آوینگے تابعین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان لوگوں سے ہے کہ بعد رسول خدا کے قیامت تک ہونگے اور یہی مشہور ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ وہ عجم کے لوگ ہیں اور یہ جو کہ زبان عرب کو نہیں جانتے ہیں اور رسول خدا سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا وہ کون لوگ ہونگے
حضرت نے دست مبارک اپنا سلمان فارسی کے شانہ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا سے بستہ ہو تو اسکو لیوینگے اس قوم کے آدمی یعنی فارس کے باشندے
اور عبدالرحمن لیلی نے روایت کی ہے ایک شخص سے رسول خدا کے اصحاب میں سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا ہے کہ میں جاتا ہوں اور سیاہ
گوسفند میرے پیچھے آتی ہیں اور ان سیاہ گوسفندوں کے پیچھے خاکی رنگ کی گوسفندیں آتی ہیں اور انکی پیروی کرتی ہیں حضرت علی سے پوچھا کہ تعبیر
اسکی کیا ہے کہا کہ تعبیر اسکی میں جانتا ہوں عرب تیرے حکم میں ہو جاوینگے اور بعد اسکے عجم بھی تیری فرمانبرداری قبول کرینگے اور اسلام میں داخل ہونگے
حضرت نے فرمایا کہ یہی تعبیر جبریل نے مجھ سے کہی تھی اور سہل ساعدی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت کے پشتوں میں مرد اور عورتیں ہونگے کہ وہ
بہشت میں بے حساب داخل ہونگے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ وآخرین منهم لما يلحقوا بهم وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور وہ خدا غالب سب
چیزوں پر حکمت والا ہے کہ موافق مصلحت کے کام کرتا ہے ذَٰلِكَ یہ بھیجنا پیغمبر کے لوگوں پر فَضْلُ اللَّهِ فضل خدا کا ہے اور زیادتی نعمت کی
يُؤْتِيهِ دیتا ہے اسکو فضل و کرم سے مَن يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے موافق حکمت اور مصلحت کے جسکو کہ لائق اسکی دیکھتا ہے وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بڑا ہے کہ نعمت دنیا اور آخرت کی جسکی مقابلہ میں حقیر ہے اور محمد بن عمر نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے کہ
مسلمانوں کے فقراء اور محتاج آدمی رسول خدا کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول خدا دولتمندوں کے پاس مال ہے وہ اسکو راہ خدا میں دیتے ہیں اور ہمکو مقدور نہیں ہے
اور وہ حج کرتے ہیں اور ہمکو استطاعت طاقت نہیں ہے اور وہ غلاموں کو آزاد کرتے ہیں اور ہم کوئی غلام نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا کہ سو بار اللہ اکبر کہو یہ سو بندہ آزاد کرنے سے

فضل ہے اور جو کوئی سو بار اللہ اکبر کہے تو بہتر ہے سو گھوڑوں سے زین اور لگام سمیت کہ راہ خدا میں انکو دیوے اور جو کوئی سو بار لا الہ الا اللہ کہے تو بہتر ہے تمام
آدمیوں کے عمل سے مگر یہ کہ کسی اور شخص نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اسکی لا الہ الا اللہ کہنے سے زیادہ ہو پس وہ یہ سنکر اس عمل میں مشغول ہوے اور جس وقت خبر
تونگروں کو پہنچی تو وہ بھی اس عمل میں مشغول ہوئے تاکہ ثواب الٰہی اور جنت دونوں حاصل کریں فقرانے جس وقت یہ حال دیکھا تو پھر حضرت سے جا کر شکایت
کی کہ جو کچھ حضرت نے ہمارے واسطے فرمایا تھا یہ بھی وہ تونگر کرنے لگے اور ہمیں یاد ہیں انکو ہم سے بھی حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ
ذو الفضل العظیم اور اب خدا تعالیٰ یہودیوں کے علما کی مذمت بیان کرتا ہے بسبب پوشیدہ کرنے اوصاف خاتم الانبیا کے جو کہ توریت میں لکھی ہوئی تھی چنانچہ
فرماتا ہے کہ مثل الذین حملوا التوراۃ مثال ان لوگوں کی کہ لادی گئے ہیں توریت یعنی حکم ہوا انکو کہ توریت کو سیکھو اور پڑھو اور اسپر عمل کرو
پس انکی یاد ہے وہ اٹھانا انپر [illegible] ثم لم یحملوھا پھر نہ اٹھایا انہوں نے اس توریت کو جیسے کہ حق اسکے اٹھانے کا تھا اور وہ کہ
انہوں نے فقط اسکے اٹھانے پر کفایت کی کہ اسکو پڑھا اور یاد کیا لیکن جو کچھ کہ اس میں لکھا ہوا تھا اس سے فائدہ حاصل نکیا اور اسکی آیتوں پر عمل نکیا اور ظاہر
کرنا پیغمبر آخر الزمان کی اوصاف کا اور حضرت اسکی تھی کمثل الحمار مانند مثل گدھے کے یحمل اسفارا جو کہ اٹھاتا ہو کتابیں یعنی اسکے
اٹھانے میں رنج کھینچتے ہیں اور نہیں جانتا کہ جو کچھ اٹھایا ہے اس میں کیا ہے اور ایسا ہی حال اس شخص کا ہے کہ جو کوئی قرآن کو پڑھے اور یاد کرے اور اسپر عمل نکرے
اور ایسا ہی جو کوئی مسائل دین کو سیکھے اور اسپر عمل نکرے بئس مثل القوم بری ہے مثل اس قوم کی الذین کذبوا جنہوں نے جھٹلایا اور
تکذیب کی بایات اللہ ساتھ آیتوں خدا کی کہ دلالت کرتی ہیں اوپر خاتم الانبیا کی نبوت کے توریت میں اور مراد اس سے توریت و قرآن ہے واللہ
لا یہدی اور خدا نہیں دکھلاتا ہے طریق بہشت کا یا نجات کا القوم الظالمین گروہ ستمگاروں کو جنہوں نے [illegible] کرتے ہیں اپنے نفسوں پر انہوں نے ظلم
کیا ہے اور راہ حق سے گذر گئے ہیں یعنی خدا نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا اپنی الطاف سے انکو محروم رکھا بسبب اسکے کہ وہ از راہ عناد و دیدہ و دانستہ طریق حق سے
انکار کرتے ہیں اور یا یہ کہ آخرت میں انکو بہشت کی طرف راہ نہ دکھلائیگا اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے خدا کو لکھا تھا کہ ہم مسلمان ہو جاویں اور تیری نبوت کا
اقرار کریں [illegible] انہوں نے یہودیوں کو لکھا کہ محمد اپنے دین کی طرف بلاتا ہے اگر تم اسکی پیروی اختیار کرو تو ہمکو اطلاع کرو کہ ہم تمہارے ساتھ
متفق الکلمہ ہیں یہودیوں نے انکو جواب میں لکھا اور اپنی کفر کو ظاہر کیا کہ نبوت ہمکو محمد سے زیادہ لائق ہے کیونکہ ہم قوم موسیٰ کلیم اللہ کی ہیں اور عزیر بیٹے
خدا کے اور دوست اسکے ہیں [illegible] آدمی پر ہم کیونکر ایمان لاویں جسکی قوم میں کبھی نبوت نہوئی ہو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ قل یا ایھا الذین
ھادوا کہہ تو اے محمد صلعم کہ اے وہ لوگو کہ یہودی ہوئے ہو ان زعمتم اگر گمان کرتے ہو تم انکم اولیاء للہ یہ کہ تحقیق تم دوست ہو خدا کے
من دون الناس سوائے آدمیوں دوسروں کے جو کہ ایمان لائے ہیں فتمنوا الموت پس آرزو کرو تم مرنیکی ان کنتم صادقین اگر
ہو تم سچے خدا کی دوستی میں تاکہ بعد مرنیکے اس تنگنائے رنج اور بلا سے رستگاری پا کر اس مقام پر پہنچو کہ جو خدا نے اپنے دوستوں کے واسطے مقرر کیا ہے اور توریت میں لکھا ہے کہ
جو خدا کے دوست ہیں وہ مرنیکی آرزو کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو کہ خدا کا دوست ہوگا وہ آخرت کے گھر کا مشتاق ہوگا اور [illegible] کہ جناب امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں پروا رکھتا میں کہ موت مجھپر واقع ہو یا میں موت پر واقع ہوں لیکن وہ یہودی اپنی دوستی کے دعوی میں جھوٹے تھے خدا تعالیٰ انکو وقوع
سے خبر دیتا ہے کہ ولا یتمنونہ ابدا اور نہ آرزو کرینگے وہ اس موت کی کبھی بما قدمت ایدیھم بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے یعنی اعمال
انہوں نے کئے ہیں جیسے کہ بدلنا توریت کے حکموں کا اور اوصاف سید المرسلین کا جو اس میں ہیں چھپانا اور ایسے ہی کفر کے اعمال سے انکو یقین ہے کہ بعد مرنیکے عذاب
میں گرفتار ہونگے واللہ علیم اور خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے بالظالمین ساتھ ظلم کرنیوالوں کے اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور اعمال بد کے پس انکو عذاب
ابدی میں مبتلا کریگا اور منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے یہودیوں سے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری جسکے دست قدرت میں ہے کہ کوئی تم میں آرزو مرنیکی نکرے
مگر کہ موت اسپر واقع ہو اور کہتے ہیں کہ انہوں نے آرزو موت کی نکی پس اگر حضرت کی نبوت کے حق ہونیکا انکو یقین نہوتا تو وہ آرزو مرنیکی کرتے اور لیکن جانتے تھے
کہ اگر آرزو کرینگے تو مر کر عذاب میں گرفتار ہونگے اسواسطے جرات مرنیکی نکی اور یہ بھی حضرت کے معجزوں میں سے ہے کہ خبر دی حضرت نے کہ وہ تمنا موت کی نکرینگے اور ایسا ہی ہوا

قل کہہ اے محمد کہ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تحقیق موت وہ موت کہ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ بھاگتے ہو تم اس سے فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ پس تحقیق وہ پہنچنے والی ہے
تمکو اور تمسے وہ ملاقات کریگی اور بھاگنا تمکو کچھ فائدہ نہ دیگا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ پس پھر جاؤگے تم اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ
طرف جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے فَیُنَبِّئُكُمْ پس خبر دیگا تمکو بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسکے کہ تم عمل کرتے تھے اور موافق اسکے تمکو جزا دیگا اور اب
مومنین کو حکم عبادت اور طاعت کا کرتا ہے جوکہ پہنچانیوالی ہے طرف نعمتوں آخرت کے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو شرع
محمدی کے حکم پر اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ جس وقت کہ آواز دیجاے یعنی اذان کہی جاے مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ دن جمعہ کے سے واسطے نماز جمعہ کے
فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ پس دوڑو تم طرف ذکر خدا کے کہ وہ نماز جمعہ ہے یا خطبہ جمعہ کا ہے کہ جسمیں ذکر خدا کا ہے وَذَرُوا الْبَیْعَ اور چھوڑ دو تم
خرید اور فروخت کو بعد سننے اذان کے ذٰلِكُمْ یہ دوڑنا طرف ذکر خدا کے اور ترک کرنا خرید اور فروخت کا خَیْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے معاملوں
سے کہ دوڑنا طرف ذکر خدا کے ہمیشہ کا فائدہ بخشتا ہے اور معاملہ کرنیسے چند روز کا فائدہ ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے فائدہ اور
ضرر کو اور اپنا نفع اور نقصان سمجھو گے اور نماز جمعہ کی واجب ہے ہر مرد بالغ اور عاقل پر اور عورت اور مسافر اور مریض اور اندھے اور لنگڑے اور نہایت بڈھے
اور نابالغ اور دیوانہ پر واجب نہیں اور غلام پر بھی واجب نہیں ہے لیکن نماز جمعہ جماعت سے ہوتی ہے اور بدون جماعت کے نہیں ہوتی اور نماز جمعہ پڑھانے واسطے
پیشنماز عادل چاہیے اور بعد اذان نماز جمعہ کے خرید اور فروخت کرنا حرام ہے اور اگر نماز جمعہ کی مقرر ہو تو ظہر روز جمعہ زوال کے سفر کرنا حرام ہے جبتک کہ نماز جمعہ کی
نہ ہوے اور بعد طلوع صبح کے ظہر تک سفر کرنا مکروہ ہے اور جو شخص کہ نماز جمعہ دو فرسخ دور سنتا ہے یا کم اس سے تو اسپر بھی جمعہ واجب ہے اور غسل کرنا روز جمعہ سنت مؤکدہ
اور پاکیزہ پوشاک اور لباس نفیس پہننا جمعہ کے روز اور خوشبو لگانی بھی سنت ہے اور تمام مسائل نماز جمعہ کے فقہ کی کتابوں میں لکھے ہیں آگے کہتے ہیں کہ پہلے
نماز جمعہ سو حضرت نے جو صحابہ کے ہمراہ ادا کی تھی وہ اس طرح تھی کہ جس وقت کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو قبا میں جا کر اترے کہ وہ مدینہ سے ایک فرسخ
دور ہے اور جس روز قبا میں تشریف لائے تو وہ روز دوشنبہ کا تھا اور بارھویں تاریخ ربیع الاول کی تھی اور اس جگہ واسطے بنی عمرو بن عوف کی مسجد بنائی اور تا
پنجشنبہ وہاں رہے اور مسجد کو تمام کیا اور جمعہ کو صبح کے وقت مدینہ کو روانہ ہوے اور جس وقت وادی بنی سالم بن عوف میں پہنچے تو وقت نماز جمعہ کا آیا اور فرمایا
کہ مسجد بنی سوبت بناؤ پس اس جگہ خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ ادا کی اور بعضے علما کہتے ہیں کہ یہودی اسلام سے تین چیزوں سے بہت فخر کرتے تھے خدا تعالی نے سب ناز
اور فخر انکا توڑ دیا اول تو یہ کہ وہ کہتے تھے کہ ہم بیٹے خدا کے ہیں اور دوست اسکے حقتعالی نے جھٹلایا کہ اگر تم خدا کو دوست کہتے ہو تو فتمنوا الموت ان کنتم
صادقین اور دوسرے یہ کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم اہل کتاب ہیں اور عرب اہل کتاب نہیں ہیں حقتعالی نے انکو گدھے کی ساتھ تشبیہ دی چنانچہ فرماتا ہے کہ
کمثل الحمار یحمل اسفارا اور تیسرے یہ کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے واسطے ایک روز ہے واسطے عبادت کے کہ وہ روز شنبہ ہے اور مسلمانوں کے واسطے کوئی دن نہیں ہے حقتعالی نے
مسلمانوں کو جمعہ کا روز بخشا اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ روز جمعہ کا سردار سب دنوں کا ہے نیکیاں کرنی اسمیں چند در چند ثواب رکھتی ہیں اور درجے بلند ہوتے
ہیں اور دعائیں اس روز قبول ہوتی ہیں اور سختیاں اس روز دور ہوتی ہیں اور بڑی حاجتیں اس روز روا ہوتی ہیں اور وہ روز زیادتی کا ہے اور اس روز خدا
تعالی گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور جسنے اس روز دعا کی اور اسکے حق اور حرمت کو جانا تو خدا تعالی اسکو دوزخ سے آزاد کریگا اور جو کوئی اس روز
یا اسکی شب کو مریگا تو وہ شہید مریگا اور امن میں زندہ ہو کر اٹھیگا اور جسنے کہ خفیف جانا اسکی حرمت کو اور ضائع کیا اسکے حق کو تو سزاوار ہے خدا پر کہ
داخل کرے اسکو دوزخ میں مگر یہ کہ توبہ کرے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی ہر شب جمعہ کو عرش سے پکارتا ہے اول شب سے آخر تک کہ کوئی
نہیں ہے کہ دعا کرتا ہے بندہ مومن واسطے دنیا اور دین اپنے کے پہلے طلوع فجر سے کہ قبول کروں میں اسکو اور کیوں نہیں توبہ کرتا ہے بندہ مومن اپنے گناہوں سے پہلے طلوع
فجر سے کہ قبول کروں میں اسکی توبہ کو اور جس مومن کی روزی تنگ ہے وہ کیوں نہیں سوال کرتا ہے روزی کے زیادہ ہونیکا پہلے صبح سے کہ فراخ کروں میں
اسکی روزی کو اور مومن بیمار کیوں نہیں سوال کرتا ہے مجھسے اپنی شفا کا پہلے صبح سے کہ صحت بخشوں میں اسکو اور کیوں نہیں سوال کرتا ہے مجھسے بندہ مومن قیدی کہ
رہائی دوں میں اسکو اور کیوں نہیں سوال کرتا ہے مجھسے بندہ مومن مظلوم کہ میں فریاد کو پہنچوں میں اسکی اور ہمیشہ یہی ندا کرتا ہے صبح تک اور سلیمان دیلمی نے

ع ۸

روایت کی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ خدا تعالیٰ ہر جمعہ کو چھ لاکھ بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے کہ سب لائق عذاب کے ہوئے ہیں اور انسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے
پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ روز جمعہ کا خدا کے نزدیک سب دنوں سے بہتر ہے اور بہشتی اسکو روز مزید کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یا رسول خدا مزید کیا چیز ہے فرمایا کہ
بہشت میں ایک صحرا ہے بہت وسیع اور فراخ کہ خاک اسکی مشک سے زیادہ خوشبو رکھتی ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے جمعہ کے روز خدا تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ
کرسی طلائی اسمیں رکھی جاتی ہے اور پیغمبران خدا اوپر بیٹھتے ہیں اور صدیق اور مومنین انکے گرد بیٹھتے ہیں خطاب پہنچے انکو جانب خدا سے کہ اے بندو میرے جو حاجت
کہ رکھتے ہو طلب کرو وہ کہتے ہیں کہ خداوندا ہم تیری رضامندی چاہتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں راضی ہوا تم سے پھر ندا آوے کہ حاجت اپنی عرض کرو
پس ہر کوئی کہ حاجت رکھتا ہو طلب کرے اور خدا تعالیٰ قبول کرے کہ جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہو اور نہ کسی کان نے سنی ہو اور نہ کسی دل میں گزری ہو
اور بعد اسکے ہر ایک اپنے مقام کو چلا جاوے دوسرے جمعہ تک اور اس وادی میں ایک دانہ ہے کہ کسی نبی مرسل اور فرشتہ مقرب نے نہ دیکھا ہو اور جمعہ کے روز
خدا تعالیٰ انکو خطاب کرے گویا ہو وہ کہتا کہ تحقیق رستگاری پائی امت محمد کی مومنین نے جو کہ ذکر خدا میں مشغول ہیں اور فرائض ادا کرتے ہیں اے
فرشتو میری قدر پہچانو اور مجھکو خوشخبری دو کہ خدا جمعہ کے دن تین مرتبہ تیری امت پر نظر کرتا ہے اور ہر نظر میں ایک ہزار گناہگاروں کو بخشتا ہے اور عین
الاخبار رسول سے روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کہ ایک مہینے کے دن ہر دن بزرگی دی ہے اور ماہ رمضان کو سب مہینوں پر اور جمعہ کو سب دنوں پر جو کوئی کہ جمعہ کو
مرے خدا تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں شہید کا ثواب لکھتا ہے اور قبر کے فتنہ سے وہ محفوظ ہوا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کہ روز جمعہ کا ہو تو ملائکہ جمعہ کی نماز کی جلدی
کرنے جاتے ہیں اور انکے ہاتھ میں چاندی کی کتابیں اور سونے کی قلم ہوتی ہیں اور مسجدوں میں پہلے جاتا ہے اسکا ثواب لکھتے ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ
جمعہ کا روز آتا ہے تو خدا تعالیٰ حکم کرتا ہے بیت المعمور کے دروازہ پر منبر رکھا جاتا ہے اور ملائکہ اسکے گرد حاضر ہوتے ہیں پس جبرئیل نماز کی اذان کہتا ہے
اور میکائیل امامت کرتا ہے اور ملائکہ اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں جس وقت فارغ ہوں تو جبرئیل کہے کہ ثواب اس اذان کا امت محمد کو بخشا اور میکائیل کہے کہ ثواب
امامت کا میں نے امت محمد کو دیا اور ملائکہ کہیں کہ ثواب ان نمازوں کا ہم نے محمد کی امت کو بخشا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم سے زیادہ سخی ہوں گواہ کرتا ہوں کہ
محمد کی امت کو تمام بخشا پس وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں دوسرے جمعہ تک اور دوسری حدیث ابن عباس سے ہے کہ بہشت میں ایک شہر ہے کہ نام اسکا قصبہ اور اسکی
حسن اور بزرگی کی زیادتی اور حوروں پر ایسی ہے کہ جیسے چاند کو ستاروں پر اور جمعہ کا روز ہوتا ہے تو حوریں اٹھتی ہیں اور جواہر کی کرسیوں پر بیٹھتی ہیں اور سبحان اللہ
اور لا الہ الا اللہ کہتی ہیں یہاں تک کہ آدمی نماز عصر سے فارغ ہوں اور ان حوروں کی تسبیح کرنے کے درمیان عرش کے نیچے سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے لوگ پوچھیں کہ
اے رضوان یہ نور کیسا ہے رضوان کہے کہ قصبہ آتی ہے ناگاہ قصبہ ظاہر ہو کہ ستر ہزار حوریں اسکی جانب راست ہیں کہ سب ہاتھ باندھے ہوئی ہوں اور ستر ہزار حوریں جانب
چپ ہیں اسکی کہ اٹھائے ہوئے ہوں اور ستر ہزار اسکے آگے آگے انگیٹھیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور ستر ہزار حوریں اسکے پیچھے اسکے گیسو اٹھائے ہوئے ہوں اور
قصبہ وہاں پہنچکر نور کے تخت پر بیٹھے اور آواز سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کی بلند کرے اور جس وقت نمازی نماز عصر سے فارغ ہوں تو [illegible] اوڑھنا لباس کو
پہلی رکھا دے پس اٹھا حوریں اسکو کہیں کہ پیدا ہونے کو اپنی پوشیدہ کر کہ اگر دنیا کے لوگ تیرے حسن پر مطلع ہوں تو تیرے شوق میں انکی روحیں انکے بدنوں سے
مفارقت کر جائیں اور اس سے پوچھیں کہ تو کیا ہے قصبہ کہے گی کہ خدا نے مجھکو واسطے اسکے پیدا کیا ہے وہ شخص کہ جو کہ خدا اس شخص کے واسطے پیدا کیا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی نماز پڑھتا ہے
پہلے مسجد میں جاوے اور پیچھے سب کے آوے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ جمعہ کے دس نام ہیں یوم المولود [illegible] اور یوم الافضل اور
یوم البرکۃ اور یوم الرحمۃ اور یوم الاجابۃ اور یوم العید اور یوم المتقی اور یوم الغفران اور یوم الکرامۃ اور یوم [illegible] اور یوم المزید اور نماز جمعہ [illegible] حکم کیا تھا کہ
خرید اور فروخت کو چھوڑ کر نماز جمعہ میں حاضر ہو اور اب فرمایا کہ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ پس جس وقت کہ ادا کیجاوے نماز جمعہ کی فَانْتَشِرُوْا پس
پھیل جاؤ تم اور بکھر جاؤ فِی الْاَرْضِ بیچ زمین کے واسطے سوداگری اور معاملوں اپنے کے اور دنیا کے کمانے اور روزی اپنی کے یعنی اگر چاہو تم تو بعد نماز جمعہ کے
اپنی خرید و فروخت اور تمام معاملوں کے کرنے کو زمین میں جا پھرو وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ اور طلب کرو تم فضل خدا کا سے اپنی روزی کو
معاملوں کے وسیلوں سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز تو جمعہ کی پڑھو اور زمین پر واسطے طلب روزی کے [illegible] اور بعضے کہتے ہیں کہ

زمین پر پھیلنے سے مراد مجلس علما میں جانا اور بیمار کی عیادت کو جانا اور جنازوں میں حاضر ہونا اور برادر مومن کی ملاقات کو جانا ہے اور شیخ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ تم دنیا کے طلب کرنیکے واسطے حکم نہیں دیے گئے ہو بعد نماز جمعہ کے بلکہ بیمار کی عیادت کیواسطے اور جنازوں میں حاضر ہونیکے واسطے اور برادر مومن کی زیارت کیواسطے
اور بعضے طلب علم کو کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام کی دو حدیثوں میں طلب روزی مراد ہے اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ میں روزی کو
طلب کرتا ہوں اسمیں مقدمہ میں کوشش کرتا ہوں اور خدائے تعالی سے درخواست کرتا ہوں کہ وجہ حلال سے مجھکو دیوے اور
اسکے حلال ہونیکی وجہ کو مجھکو دکھلاوے اور آگے کہ خدا تعالی نے بندوں کو حکم فرمایا ہے روزی کے طلب کرنیکے واسطے اور آیت پڑھی کہ فاذا قضیت الصلوة
فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ اور بعد اسکے فرمایا کہ جو کوئی کہ گھر میں بیٹھکر دروازہ کو بند کرے اور گھر میں بیٹھا ہوا کہے کہ مجھکو روزی دے
وہ ان تین آدمیوں میں سے ہوگا ایک تو یہ کہ اپنی زوجہ کیواسطے دعا بد کرے خدا تعالی اسکی دعا کو قبول نکریگا اسواسطے کہ طلاق عورت کی اسکے ہاتھ میں ہے
وہ کیوں نہیں طلاق دیتا ہے اور دوسرے وہ شخص کہ جسکو قرض دیوے اور گواہ نہ پکڑے اور وہ اسکا انکار کرجاوے اور وہ قرض والا اسکے واسطے دعا بد کرے
اسکی دعا بھی قبول نہوگی اسواسطے کہ موافق حکم کے گواہ نہیں کیا اور تیسرا وہ شخص کہ اصل مال کو گھر میں بیٹھا ہے اور اس سے سوداگری کرکے فائدہ
حاصل نہیں کرتا ہے اور چند روز میں اسکو خورد برد کر جاتا ہے اور بعد اسکے خدا سے روزی کو طلب کرے تو اسکی بھی دعا قبول نہوگی اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے
فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ اور یاد کرو خدا کو کہ جہان کے پیدا کرنے والا ہے اور اسکی نعمتوں کا شکر کرو اور اسکی طاعت کرو کثیرا
بہت یہ صفت مصدر محذوف کی ہے اور تقدیر اسکی ذکرا کثیرا ہے یعنی یاد کرنا بہت ہر حال میں اور ہر وقت میں نہ فقط نماز کے وقت میں لعلکم
تفلحون تا کہ تم رستگاری پاؤ اور سے مطلب کہ نماز جمعہ میں حاضر ہونا اور روزی اسکی طلب کرنا اور کثر اوقات اسکی ذکر میں مشغول رہنا موجب رستگاری دنیا
اور آخرت کا ہے اور کثر اوقات کے ذکر کا حکم کرنیسے مقصود یہ ہے کہ بندے ہر جائیں دنیا کے طلب کرنے میں مشغول نرہیں اور خدا سے غافل نہو جائیں اور جناب
رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہ بنیت خالص فکر خدا کا بازار میں کرے جس وقت کہ اور آدمی غافل ہوں اور خرید و فروخت میں مشغول ہوں حقتعالی
واسطے اسکے ہزار حسنہ لکھے اور قیامت میں اسکو بخشے اور نوازش فرمائے اسطرح سے کہ کسی کے خاطر پر پیدا نگزرا ہو اور منقول ہے کہ ایکروز رسول خدا خطبہ پڑھتے
تھے ناگاہ کاروان دحیہ کلبی کا شام سے پہنچا اور غلہ بہت لیکر آیا اور ان دنوں میں مدینہ میں گرانی اور قحط بہت سخت تھا اور دستور مدینہ میں تھا کہ
قافلہ سلامت پہنچتا تھا تو طبل شادی کا بجاتے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ مارتے تھے جس وقت آواز طبل کی اور ہاتھ پر ہاتھ مارنیکی لوگوں کے کانوں میں
پہنچی تو رسول خدا کو مسجد میں چھوڑ کر واسطے خریدنے غلہ وغیرہ کے مسجد سے باہر دوڑے اور بقیع میں پہنچکر کاروان کی طرف روانہ ہوئے اور سوا بارہ آدمیوں کے
حضرت کے پاس کوئی نرہا رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمد کی جسکے قبضہ قدرت میں ہے اگر سب مسجد سے باہر چلے جاتے اور کوئی تم
میں سے باقی نرہتا تو اس صحرا سے آگ روانہ ہوتی اور سبکو جلا دیتی اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی واذا رأوا اور جس وقت کہ دیکھتے ہیں تجارة
سوداگری کو او لھوا یا کھیل اور بازی کو کہ وہ بجانا طبل کا اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا تھا انفضوا الیہا متفرق ہو جاتے ہیں طرف اسکی اور چھوڑتے ہیں تجھکو
وترکوک قائما اور چھوڑتے ہیں تجھکو کھڑا ہوا منبر پر اور دوسری وجہ اسکی شان نزول کی یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نماز جمعہ کو پڑھتے تھے اور کاروان
سوداگری کا شہر میں داخل ہوا اور آگے اس کاروان کے لوگ دف بجاتے تھے اور سوا اسکے اور باجے بجاتے تھے رسول خدا کے پیچھے جو آدمی کہ نماز پڑھتے تھے
حضرت کو نماز میں چھوڑ کر وہ جماعت میں سے اس کاروان کے دیکھنے کو بھاگ گئے اور جابر سے روایت ہے کہ کاروان مدینہ میں آیا اور ہم رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھتے
تھے سب لوگ نماز میں سے رسول خدا کو چھوڑ کر اس قافلہ کی طرف چلے گئے اور بارہ آدمیوں کے سوا حضرت کے پیچھے کوئی باقی نرہا اور ایک میں بھی ان بارہ میں تھا
اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر تم سب چلے جاتے تو قسم ہے خدا کی کہ اس صحرا میں سے آگ روانہ ہوتی اور تم سبکو جلا دیتی اور متفرق جانیسے مراد یہ ہے کہ
کوئی تو طبلوں کا تماشا دیکھنے اور اسکی آواز سننے کو دوڑا تھا اور کوئی غلہ خریدنیکو گیا تھا اور ایک جگہ سے منقول ہے کہ گیارہ آدمی جماعت میں باقی رہے تھے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آٹھ آدمی باقی رہے تھے اور قتادہ سے منقول ہے کہ یہ حرکت انہوں نے تین دفعہ وقوع میں آئی اور تینوں مرتبہ جمعہ کا دن تھا اور جس وقت

منہ جھوٹ نہیں کہا ہے پس جب پہنچے وہاں دفع ہوئے فتنہ کے وہاں سے کوچ کیا جس جگہ مقام کیا تھا ابن جبیر نے کہا کہ یا رسول خدا کیا سبب ہے کہ اس وقت کوچ کیا حضرت
نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا جو کچھ کہا ہے تمہارے صاحب نے کہا ہے کہ جسوقت مدینہ میں پہنچینگے تو زیادہ عزت والا زیادہ ذلیل کو باہر نکالدیگا اسنے کہا کہ یا رسول خدا اگر تو
چاہے تو اسکو نکالدے اور آپ رسول خدا اسکے ساتھ نرمی کرو واللہ اگر تو اسوقت مدینہ میں تشریف نہ لاتا تو قوم اسکی واسطے اسکے تاج جڑاؤ بناتی تاکہ اسکے سر پر رکھکر اسکو
بادشاہ بنا کریں لیکن جب تیرے آنے سے کاروبار اسکا دگرگوں ہوگیا اور اعتقاد اسکا ہے کہ تو اسکی بادشاہی کا مانع ہوا ہے اور عبد اللہ بیٹا عبد اللہ بن ابی کا حضرت
کے روبرو آیا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے باپ کو مار ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو جا اور اسکے ساتھ نرمی کر اور اسکی خاطرداری کر جبتک
وہ ہمارے ہمراہ ہے اور حضرت نے وہاں سے کوچ کیا اور تمام روز وشب چلے اور دوسرے روز پہر دن چڑھے جسوقت کہ آفتاب گرم ہوا تو سب ماندہ ہوگئے
اور تھک گئے اور بعد نماز ظہر کے وہاں سے چلا اور صبح کے وقت نقیع پر پہنچے قریب بقیع کے اور کنارہ پر آب حجاز کے مقام کیا اور جسوقت بار بستہ کیے تو
ہوا سخت چلی کہ سب اس سے خوفناک ہوئے اور اونٹ حضرت کی سواری کا اس شب گم ہوگیا اور حضرت نے فرمایا کہ باعث اس ہوا چلنی کا یہ ہے کہ
ایک شخص بڑے آدمیوں میں سے مدینہ میں وفات کی ہے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول خدا فرمایا کہ رفاعہ اور وہ ایک شخص منافقوں میں سے تھا ایک شخص نے
منافقوں میں سے یہ سنکر کہا کہ تعجب ہے محمد سے کہ خبر دیتا ہے کہ مدینہ میں کیا واقعہ ہوا اور اونٹ جو گم ہوگیا ہے اسکی خبر نہیں اسوقت جبرئیل نازل ہوا اور اس
منافق کے کلام سے حضرت کو مطلع کیا اور اونٹ کی جگہ بتلادیا کہ فلانی جگہ ہے حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ میں غیب کا علم نہیں کہتا ہوں لیکن حق تعالی
نے منافق کے کلام سے اور اس اونٹ کی جگہ سے مجھکو خبر کی ہے لوگوں نے پوچھا کہ وہ اونٹ کہاں ہے فرمایا کہ فلانی جگہ درخت کی شاخ میں اسکی
مہار اٹکی ہے بعضے آدمی وہاں پہنچے اور جسطرح حضرت نے فرمایا تھا اسطرح اسکو پایا اور اسکو وہاں سے لائے وہ منافق ایمان لایا اور جسوقت مدینہ کے نزدیک
پہنچے تو تابوت رفاعہ کا دیکھا کہ بنی قینقاع اسکو اٹھا کر بقیع میں لائے تاکہ اسکو وہاں دفن کریں اور جسوقت سپاہ حضرت کی وادی عقیق میں پہنچی عبد اللہ
پسر عبد اللہ ابی وہاں ٹھہر گیا اور جسوقت اسکا باپ اونٹ پر وہاں آیا تو اسکو وہاں ٹھہرا دیا اور اسکی ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھدیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ تجھکو
مدینہ میں جانے نہ دونگا جبتک کہ رسول خدا حکم نہ دیوینگے تاکہ جانے تو کہ زیادہ ذلیل تو ہے اور زیادہ عزت والا رسول خدا ہے عبد اللہ ابی نے شکایت اپنے بیٹے کی
رسول خدا کے پاس کہہ بھیجی رسول خدا نے اسکے بیٹے کے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ باپ کو ایذا مت دے اور اسکو چھوڑ دے کہ وہ مدینہ کو جاوے بیٹے نے اسکو
کہا کہ رسول خدا کا حکم یہی ہے اب میں تجھکو چھوڑتا ہوں اور کہتے ہیں کہ اسکے بیٹے نے کہا کہ تو کہہ کہ عزت واسطے خدا کے ہے اور واسطے رسول خدا کے اور واسطے مومنین کے اور
اگر تو نہ کہیگا تو تجھکو مار ڈالونگا عبد اللہ ابی نے جو اسکی بہت کد دیکھی کہا کہ اشہد ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جسوقت رسول خدا کو خبر ہوئی تو
اسکے بیٹے کو طلب کیا اور فرمایا کہ جزاک اللہ عن رسولہ وعن المومنین خیرا اور عبد اللہ ابی مدینہ میں آیا تو بیمار ہوگیا اور دو تین روز کے بعد مر گیا اور زید
بن ارقم مدینہ میں آیا تو انصار کی ملامت کرنے سے کہ تو نے عبد اللہ ابی کے مقدمہ میں جھوٹ کہا ہے شرمگین اور رنجیدہ ہوکر اپنے گھر میں بیٹھ رہا حق تعالی
نے واسطے سچا کرنے زید بن ارقم کے اور جھوٹا کرنے عبد اللہ بن ابی کے رسول خدا کیطرف خطاب کیا کہ جسوقت آتے ہیں تیرے پاس منافقین اے محمد صلعم تو
قالوا نشهد کہتے ہیں وہ کہ گواہی دیتے ہیں ہم کہ انک لرسول اللہ تحقیق تو البتہ پیغمبر خدا کا ہے اور ہم منافق نہیں ہیں اور یہ گواہی
ہماری زبان سے اور دل سے ہے تو تو بھی واللہ یعلم اور خدا جانتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ انک لرسولہ تحقیق تو البتہ پیغمبر اسکا ہے واسطے
اسکے تجھکو بھیجا واللہ یشهد اور خدا گواہی دیتا ہے یہ ان المنافقین لکاذبون تحقیق منافقین البتہ جھوٹ کہنے والے ہیں
اپنی گواہی میں اسواسطے کہ زبان سے وہ کہتے تھے کہ تو پیغمبر خدا کا ہے اور دل میں انکے یہ عقیدہ نہ تھا پس جو وہ گواہی دیتے ہیں کہ دل ہمارا محمد کے پیغمبر ہونیکا اعتقاد
رکھتا ہے سو جھوٹے ہیں اتخذوا ایمانہم پکڑا ہے ان منافقوں نے قسموں اپنی کو کہ جھوٹی قسمیں تیری پیغمبری کے معتقد ہونے پر کھاتے ہیں
جنۃ ایک سپر یعنی جھوٹی قسموں کو انہوں نے اپنے واسطے سپر بنایا ہے مسلمانوں کی طرف سے آزار اور تکلیف پہنچنے سے تاکہ قسموں کے وسیلہ سے قتل اور قید
ہونے سے محفوظ رہیں فصدوا پس بند کیا انہوں نے اور باز رکھا لوگوں کو شبہہ میں ڈالکر عن سبیل اللہ راہ خدا سے کہ وہ طریق اسلام ہے

لوگوں کو بجز و بیرو باطل اور گمراہی کی باتیں کہکر رسول خدا کے پاس جانے سے انکو باز رکھا کہ وہ کلمات حق سنکر ایمان لاتے اِنَّهُمْ سَاءَ تحقیق کہ وہ لوگ بُری
اور بد عمل ہے مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ چیز کہ وہ کرتے ہیں کفر کا دل میں رکھنا اور ایمان کا ظاہر کرنا اور لوگوں کو راہ خدا سے بند کرنا ذٰلِكَ یہ
قول انکا کہ گواہ ہیں انکی بدی پر اور جھوٹا ایمان ظاہر کرنا بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ ایمان لائے زبان سے اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کرکے
دکھلایا کہ کلمہ شہادت کا اپنی زبان سے اقرار کیا ثُمَّ كَفَرُوْا پھر کفر کیا انہوں نے دل سے کہ بعد اسکے کفر انکا ظاہر ہو گیا کفر کی باتیں کہنے سے اور نفاق انکا
کھل گیا فَطُبِعَ پس مہر رکھی گئی عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اوپر دلوں انکے کہ ملائکہ اس علامت سے انہیں اور مومنین میں فرق کریں اور یا یہ کہ خدا تعالی
نے انکی کفر پر عادت کرنے اور عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے کی جہت سے انکو انکی حال پر چھوڑ دیا ہے اور لطف اور توفیق کو انسے باز رکھا پس حال انکا
ایسا ہی ہو گیا کہ گویا کہ انکے دلوں پر مہر لگ گئی ہے کہ وہ کچھ نہیں سوچتے اور حق کی دلیلوں میں تامل نہیں کرتے ہیں فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ پس وہ
نہیں سمجھتے ہیں ایمان کی حقیقت کو اور نہیں جانتے ہیں انکی صحت کو سوا اسکے کہ عناد کو ترک نہیں کرتے ہیں اور حق کی دلیلوں کو سوچتے نہیں ہیں اور تھے
ہیں ابن ابی خوبصورت اور شیریں سخن اور فصیح زبان تھا پس رسول خدا کے پاس جاتا تھا اور فصاحت کلام کرتا تھا اور باقی جماعت منافقوں کی
اسکی سوا بھی مثل اسکے یا قریب اسکے تھے اور رسول خدا انکی صورتوں اور کلام فصیح انکے سے بہت تعجب کرتے تھے حق تعالی نے خطاب فرمایا کہ
وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ اور جس وقت کہ دیکھتا ہے تو ان منافقوں کو اے محمد تُعْجِبُكَ تعجب میں ڈالتی ہیں تجھکو اَجْسَامُهُمْ جسم انکے قد اور دار اور
خوبصورت ہونے کی جہت سے وَاِنْ يَّقُوْلُوْا اور اگر بات کہیں وہ تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ سنے کان رکھتا ہے تو واسطے بات انکی کے اور اسکو
کان لگا کر تو سنتا ہے بسبب انکی فصاحت اور شیریں سخنی کی اور اس سبب سے وہ اپنے تئیں ایمان کو ظاہر کرتے ہیں انکی کہنے کا اعتبار کرتا ہے
كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ نہ سمجھتے ہیں اور نہ تامل کرتے ہیں خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ لکڑیاں ہیں تکیہ دی گئی یعنی دیوار سے لگائی گئی کہ انکی
ہیں خالی علم اور فکر سے اور کوری ہیں ایمان اور خیر سے اور ذکر مسندہ کا اسکے بےفائدہ ہونے کے واسطے ہے اور مسندہ ان لکڑیوں کو کہتے ہیں
جنکو دیوار کے تکیہ پر ڈالدیتے ہیں کہ وہ بیفائدہ پڑی رہتی ہیں اور اگر چھت اور دیوار میں رکھکر بناتے ہیں تو انہیں فائدہ ہوتا ہے لیکن
انکو مسندہ نہیں کہتے ابو عمرو اور کسائی نے خشب کو سکون شین پڑھا ہے يَحْسَبُوْنَ گمان کرتے ہیں كُلَّ صَيْحَةٍ ہر آواز کو کہ
سنتے ہیں وہ واقع ہونیوالی عَلَيْهِمْ اوپر انکے یعنی انکی نامردی اور خوف اس مرتبہ کو پہنچا ہے کہ ہر آواز کہ وہ سنتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ
اوپر ہمارے ہی ضرر اور ہلاکت کیواسطے ہے اور یا یہ کہ جس وقت کوئی آواز سنتے ہیں تو گمان انکا یہ ہو کہ کوئی آیت نازل ہوئی ہے کہ جس میں حال انکا کھولا
اور نفاق کی جہت سے پیغمبر اور مومنین روبرو رسوا ہوں هُمُ الْعَدُوُّ وہ دشمن کامل ہیں تیرے اور مومنین کے فَاحْذَرْهُمْ پس ڈر تو انکے
سے اے محمد اور انکی ظاہر حال پر مطمئن مت ہو قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ہلاک کرے انکو خدا اور لعنت کرے انپر اور انکو دنیا اور آخرت میں رسوا کرے
یہ دعا بد ہے انکے واسطے اور تعلیم ہے مومنین کیواسطے کہ دشمنان دین پر یونہی دعائے بد کریں اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کیونکر پھرے جاتے ہیں وہ طریق
حق سے باوجود کثرت دلیلوں اور حق کے دکھلانیوالی کی اور یہ تعجب ہے انکی جہالت اور گمراہی پر اور بعضے کہتے ہیں کہ یوفکون مشتق افک سے ہے یعنی
دروغ ہے یعنی کیونکر دروغ کہتے ہیں وہ اور منقول ہے کہ پہلی بار نازل ہونے ان آیتوں کے رسول خدا نے زید بن ارقم کو بلایا اور فرمایا کہ اے زید شاید تو
سبب عداوت کے کہ تیری اور ابن ابی کے درمیان ہو تو نے یہ باتیں انکی طرف منسوب کی ہوں کہا کہ ایسا نہیں ہے یا رسول خدا پھر فرمایا کہ اے زید شاید تو
اسکے کہنے کو نہ سمجھا ہو اسنے کچھ کہا ہو اور تو نے اسکو اور طرح سمجھا ہو برخلاف اسکی غرض کے کہا کہ یا رسول خدا ایسا نہیں بلکہ جو کچھ اسنے کہا تھا میں اسکو
سمجھا ہوں اور جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہی اسنے کہا ہے اور جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں رسول خدا نے زید کے پیچھے کو بھیجا اور کان اسکا پکڑا اور کان اسکا
اٹھایا اور فرمایا کہ اے لڑکے تیرے منہ نے سچ کہا تھا اور تیرے کان نے خوب سنا تھا اور دل نے تیرے اسکو اچھا یاد کیا تھا اور خدا نے قرآن میں تیری بات
کیا ہے جو کچھ کہ تو نے کہا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا اے لڑکے کہ نگاہ رکھا تیرے کان نے جو کچھ کہ سنا اور حفظ کیا تیرے دل نے جو کچھ کہ یاد کیا اور قرآن کی نص سے تیری تصدیق ہوئی

جب نازل ہوئیں ان آیتوں کے ابن ابی کی قوم نے اسکو کہا کہ یہ آیتیں تیری مذمت میں نازل ہوئی ہیں سو محمد کے پاس تو جا تاکہ تیرے واسطے بخشش چاہیں
اس منافق نے سر اپنا پھیر لیا اور کہا کہ تم نے مجھکو کہا تھا کہ تو ایمان لا میں ایمان لایا اور پھر مجھکو تکلیف دی کہ زکوٰۃ بھی دے میں نے زکوٰۃ بھی دی اب یہ
بھی باقی رہا ہے کہ محمد کو سجدہ کروں تب یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے ان منافقوں کے کہ آؤ تم یعنی ابن ابی
وغیرہ منافقین کو کہیں کہ آؤ تم تاکہ يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ بخشش چاہے واسطے تمہارے رَسُولُ اللَّهِ پیغمبر خدا کا لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ پھیرتے ہیں منافقین سر اپنے کو
جیسے کہ پھیر لیا ابن ابی نے وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ اور دیکھتا ہے تو انکو کہ روگردانی کرتے ہیں بخشش چاہنے سے وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ اور وہ تکبر
کرنیوالے ہیں بخشش چاہنے سے نزدیک رسول خدا کے اور بخشش چاہنے سے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ برابر اور یکساں ہے انکے لئے أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ کیا بخشش چاہے تو واسطے انکے
أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ یا نہ بخشش چاہے تو واسطے انکے کیونکہ بخشش چاہنا تیرا انکے ... فائدہ نہیں دیتا ... ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصلی ...
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ برابر ہے انکے بخشش چاہنا یا نہ چاہنا لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ہرگز نہ بخشیگا خدا واسطے انکے بسبب ... نفاق ... اور بعضے کہتے ہیں ...
... ظاہر حال کے موافق ... کفر پر ... إِنَّ اللَّهَ تحقیق خدا لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ
نہیں راہ دکھاتا ہے قوم باہر ہونیوالوں کو حکم خدا سے یعنی توفیق اور لطف انکو عطا نہیں کرتا ہے بسبب انکی زیادتی عناد کے اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتا
اور یا یہ کہ آخرت میں انکو بہشت کی راہ نہیں دکھاویگا هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ یہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں انصار کو کہ لَا تُنْفِقُوا نہ خرچ
کرو تم عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ اوپر ان لوگوں کے کہ نزدیک رسول خدا کے ہیں یعنی انکو کھانا اور لباس مت دو حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا یہانتک کہ
متفرق ہو جاویں وہ گرسنگی اور برہنگی کی جہت سے وَلِلَّهِ اور حال یہ ہے کہ خاص واسطے خدا کے ہیں خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ خزانے
آسمانوں کے اور زمین کے یعنی کنجیاں روزی کی جو آسمان اور زمین سے بندہ کو پہنچتی ہیں اسکی دست قدرت میں ہیں موافق حکمت اور مصلحت کے دیتا ہے جسکو چاہتا
اور تونگر کرتا ہے اگرچہ وہ خرچ کرنیسے مہاجرین پر انکار کریں اور جسکو چاہے تونگری سے محروم رکھتا ہے تاکہ فقیری اور صبر کی جہت سے وہ ثواب کو حاصل کرے وَلَٰكِنَّ
الْمُنَافِقِينَ اور لیکن منافقین بسبب جہالت اور گمراہی کے لَا يَفْقَهُونَ نہیں سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں روزی دینیوالا خدا ہے ... يَقُولُونَ کہتے
ہیں وہ منافقین ابن ابی اور پیروی کرنیوالے اسکے لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ البتہ اگر پھر گئے ہم طرف مدینہ کے اس غزوے سے تو لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ
البتہ نکالیگا عزت دار زیادہ مِنْهَا الْأَذَلَّ اس شہر سے ذلیل ... مراد ابن ابی کی عزت دار سے ... اور مراد ذلیل سے اشرف مخلوقات ...
پس حق تعالیٰ انکے قول کو رد کرتا ہے کہ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ اور خاص واسطے خدا کے ہے عزت کہ جو غالب ہے ... وَلِرَسُولِهِ اور واسطے پیغمبر اسکے کے ہے
عزت نبوت اور شفاعت کی اور ... وَلِلْمُؤْمِنِينَ اور واسطے ایمان لانیوالوں کے ہے عزت ایمان اور طاعت کی اور
ہمیشہ بہشت میں رہنے کی ... ذلت شیطان کو اور اسکی پیروی کرنیوالے کافروں اور منافقوں کو ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے پانچ چیزوں کو پانچ جگہ رکھا ہے اور آدمی اسکے غیر میں طلب کرتے ہیں پس کہاں پاوینگے وہ میں نے عزت کو اپنی طاعت
میں رکھا ہے اور آدمی اسکو طلب کرتے ہیں بادشاہوں کے دروازوں سے پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے علم اور حکمت کو بھوک میں اور آدمی
طلب کرتے ہیں اسکو سیری میں پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے راحت کو جنت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو دنیا میں پس کہاں پاوینگے وہ
اور میں نے رکھا ہے تونگری کو قناعت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو کثرت مال میں پس کہاں پاوینگے وہ اور میں نے اپنی رضامندی کو رکھا ہے خواہش
نفس کی مخالفت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو خواہش نفس میں پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور فرمایا کہ خداوند جو کوئی کہ مجھکو دوست رکھے پس روزی
دونگا میں اسکو بقدر حاجت اور موافق گذارے کے اور جو کوئی کہ دشمن رکھے مجھکو پس کثرت مال اور اولاد دونگا میں اسکو اور حقیقت میں عزت خدا کے واسطے ہے اور
رسول اور مومنین کو جو عزت ہے وہ فیضان خدا کا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام ہمیشہ فرماتے تھے کہ مانند میرے کون ہے کہ پروردگار عزت کا معبود
میرا اور مانند میرے کون ہے کہ الٰہی تو پروردگار میرا وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ اور لیکن منافقین سیاہ دل لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے ہیں

پس آدمیوں کو چاہیے کہ خدا سے غفلت نہ کریں اور اعمال خیر بجا لاویں اور خدا تعالی کے حقوق کو ادا کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں کس وقت آ جاوے اور جب کہ موت کے
نظر آئی تو پھر کچھ نہ ہو سکیگا فقط حسرت اور افسوس دل میں باقی رہ جاویگا ۵ اور دل خیال وقت اجل کا ضرور ہے کہ پہلے توشہ عقبی ضرور ہے اور
خالق کے حقوق ادا کرنے چاہییں اور آدمی کے حق کا بھی دینا ضرور ہے اور بے ادا کیے ہوئے گر یونہی مر گئے اور دوزخ میں پھر تو مرتے ہی جلنا ضرور ہے

سُوْرَةُ التَّغَابُن یہ سورہ مدنی ہے اور ابن عباس کے نزدیک مکی ہے سوا ان تین آیتوں کے جو آخر میں ہیں اور ان تینوں کو وہ مدنی کہتے ہیں
اور اس سورہ میں اٹھارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو نماز فرض میں پڑھے قیامت کے روز یہ سورہ اسکی
شفاعت کریگا اور اسکے اعمال نیک پر گواہ عادل ہوگا اس شخص کے نزدیک کہ جسکو اجازت گواہی کی دی ہے اور ہمیشہ اسکی ہمراہ رہیگا یہاں تک کہ
وہ بہشت میں پہنچاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے مَا فِي السَّمٰوٰتِ
جو چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو چیز کہ بیچ زمین کے ہے لَهُ الْمُلْكُ واسطے اسی کے ہے بادشاہی مطلق ہونے کی کہ پیدا کرنیوالا
آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا وہی ہے وَلَهُ الْحَمْدُ اور واسطے اسی کے ہے تعریف واسطے کہ نعمت پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی اسکی
جانب سے ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے اس واسطے کہ اسکی ذات کو سب چیزوں کی طرف نسبت برابر ہے هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اسنے تمہارے تئیں فَمِنْكُمْ كَافِرٌ پس بعض تم میں سے کافر ہے کہ خدا کے خالق ہونے پر ایمان نہیں لاتا
ہے جیسے کہ دہری وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ اور بعضے تم میں سے ایمان لانیوالا ہے اسکی خالق اور پروردگار ہونے پر جیسے مومنین اور بعض تم میں سے کافر ہے باطن
میں اور مومن ہے ظاہر میں جیسے کہ منافقین اور بعض تم میں سے مومن ہے باطن میں اور ظاہر میں اسنے ایمان کا اقرار نہیں کیا جیسے کہ عمار یاسر اور خالد صحیح کہ تمکو خدا نے
پیدا کیا ہے لیکن کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی تم میں سے مومن ہے پس جسنے کہ اسکی خالقیت اور وحدانیت کی دلیلوں میں تامل کیا وہ مومن ایمان لایا اور
جسنے اپنی اوقات جہالت میں بسر کی اور اسکے وجود کے اور واحد ہونیکی دلیلوں میں فکر نہ کیا وہ کافر رہا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ
اسچیز کے کہ کرتے ہو تم بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے پس موافق تمہارے اعمال کے تمکو جزا دیگا مومن کو بہشت میں داخل کریگا اور کافر کو دوزخ میں یہ
آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ خدا تعالی ایمان اور کفر کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے سو اسی کہ اسنے دونوں کو طرف بندوں کی منسوب کیا ہے پس باطل ہوا مذہب
فرقہ مجبرہ کا کہ وہ خالق کفر و ایمان کا خدا کو کہتے ہیں اور اس مذہب کے باطل ہونے پر بہت سی آیتیں دلالت کرتی ہیں اور عقلی دلیلوں سے بھی یہ مذہب باطل ہے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پیدا کیا ہے اسنے آسمانوں اور زمین کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی موافق مصلحت کے اور غرض صحیح کے واسطے
نہ باطل اور بے فائدہ وَصَوَّرَكُمْ اور صورت دار کیا تمکو فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ پس خوب کیا صورتوں تمہاری کو تاکہ اسکا شکر کرو وَاِلَيْهِ
الْمَصِيْرُ ۝ اور طرف اسی خدا کے ہے پھرنا واسطے جزائے اعمال کے پس چاہیے کہ اعمال نیک بجا لاؤ اور ان سے جو صادر ہوں تمکو اعمال بد کے دوزخ
کی آگ میں جلاوے يَعْلَمُ جانتا ہے خدا اپنے علم کامل سے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسچیز کو کہ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے
وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ اور جانتا ہے اسچیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو تم وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور اسچیز کو کہ ظاہر کرتے ہو تم وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے
والا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ساتھ سینوں کی باتوں کے اور ظاہر اور باطن اسکے نزدیک دونوں برابر ہیں پس چاہیے کہ ہر حال میں اس سے ڈرتے رہیں
اور جو امر کہ اسکی رضا کے مخالف ہے اسکی جرأت نکریں اور اب خدا بندوں کو ڈراتا ہے کہ اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آئی تمہارے پاس اے کفار مکہ نَبَؤُا الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا خبر ان لوگوں کی کہ کافر ہوگئے تھے مِنْ قَبْلُ پہلے تم سے مثل عاد اور ثمود اور قوم لوط کے فَذَاقُوْا پس چکھا انہوں نے وَبَالَ اَمْرِهِمْ
عذاب کام اپنے کو یعنی دنیا میں اپنے کفر کی جزا کو کہ وہ باد صرصر اور صیحہ جبرئیل کی اور الٹنا انکے شہروں کا تھا وَلَهُمْ اور واسطے انکے آخرت میں عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ عذاب دردناک ہے اور یہ عذاب جسکا بیان کیا ہے ذٰلِكَ وہ وبال دنیا اور عذاب آخرت انکو واسطے بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ
سبب اسکے ہے کہ تحقیق آتے تھے انکے پاس رُسُلُهُمْ پیغمبر انکے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ معجزوں روشن کے فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے اَبَشَرٌ

سورۃ التغابن ۶۴

کیا آدمی مثل ہمارے یَّهْدُوْنَنَا رہنمائی کرتے ہیں ہمکو یہ تعجب تھا انکا کہ خدا تعالیٰ آدمی پر وحی کیونکر بھیج سکتا ہے اور کیونکر بشر انکو اپنی کلام
آدمی کی پیروی کریں اور کہتے تھے کہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ نجانا انہوں نے کہ اگر فرشتہ آتا تو وہ بھی انہیں کی صورت میں آتا پس اسکو
جھٹلاتے اور کہتے کہ تو تو آدمی ہے مثل ہمارے اور اگر کسی اور صورت میں آتا تو اس سے وحشت کرتے اور ڈر کر اس سے بھاگتے فَكَفَرُوْا پس کفر کیا انہوں
نے رسولوں کو وَتَوَلَّوْا اور منہ پھیرا انہوں نے پیغمبروں سے اور خدا تعالیٰ نے انکو جبر سے انکار کرنے سے نہ پھیرا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ اور بے پروا ہوا
خدا انکے ایمان سے یہانتک کہ انکو مجبور کرے یعنی ایماندار نہ کیا باوجود قدرت کے بلکہ جسوقت انہوں نے منہ پھیرا تو انکے ایمان کی انکو پروا نہوئی اسواسطے
کہ وہ انہیں کے فائدہ کیواسطے ایمان کو چاہتا تھا اور جب انہوں نے خود ہی اپنے فائدہ سے منہ پھیرا تو انکی کیا پروا ہے وہ تو اپنی ذات میں کسیکے
ایمان کا محتاج نہیں ہے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ اور خدا بے پروا اور بے نیاز ہے ایمان اور طاعت مخلوقات سے حَمِيْدٌ تعریف کیا گیا اپنی ذات میں
بدون تعریف کے تعریف کرنیوالوں کی اسواسطے کہ وجود ہر ایک کا مخلوقات میں سے دلالت کرتا ہے انکی تعریف پر اور فرمایا ہے کہ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا گمان کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے یہ کہ ہرگز نہ اٹھائے جاوینگے وہ زندہ کرکے قُلْ کہہ تو اے محمد بَلٰى
ہاں وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ قسم ہے پروردگار میرے کی البتہ اٹھائے جاؤگے تم زندہ کرکے قیامت کے روز ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ پھر البتہ خبر دئے جاؤگے تم
بِمَا عَمِلْتُمْ ساتھ اسکے کہ عمل کیا ہے تمنے دنیا میں یعنی تمہارے اعمال کا حساب ہے اور موافق انکے جزا دیجائیگی وَذٰلِكَ اور یہ اٹھانا اور خبر کرنا
اور جزا دینی عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ اوپر خدا کے آسان ہے کہ انکی قدرت کے نزدیک یہ مردوں کا زندہ کرنا دشوار نہیں ہے جسنے کہ پہلے بھی پیدا کیا تھا وہی دوبارہ پیدا
کرسکتا ہے اور فرمایا ہے کہ جسوقت کہ انجام تمہارا یہ ہے تو تمکو چاہئیے کہ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے وَرَسُوْلِهٖ اور پیغمبر اسکے
کہ وہ محمد ہے وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا اور ساتھ نور کے کہ جو نازل کیا ہے ہمنے محمد پر اور مراد اس سے قرآن ہے اور نور اسکو اسواسطے فرمایا کہ وہ معجزہ
ہونیمیں ظاہر ہے اور ظاہر کرنیوالا ہے حلال اور حرام کے احکام کو اور یا یہ کہ وہ شامل ہے دلیلوں اور حجتوں کو جو کہ حق کیطرف لیجاتی ہیں جیسے کہ نور سے راہ کو
دیکھ جاتے ہیں اور روایات اہلبیت علیہم السلام میں بھی آیا ہے کہ مراد نور سے امام ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اسکے کہ عمل کرتے ہو تم
اقرار کرنا یا انکار کرنا خَبِيْرٌ خبر رکھنے والا ہے پس تمکو موافق اسکے جزا دیگا يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ جسدن جمع کریگا تمکو یہ متعلق ہے لتنبؤن سے یعنی
پھر خبر کریگا تمکو تمہارے عملوں سے اور موافق اسکے تمکو جزا دیگا جسدن کہ جمع کریگا تمکو لِيَوْمِ الْجَمْعِ واسطے دن جمع کے کہ وہ روز قیامت کا اور
اس روز سب جمع ہونگے میدان حشر میں اولین اور آخرین اور کوئی باقی نرہیگا کہ وہاں موجود نہو ذٰلِكَ وہ روز جمع کا يَوْمُ التَّغَابُنِ روز
نقصان کا ہے کہ نیکوں کو بدوں کا مکان ملیگا جو کہ بہشت میں تھا اگر وہ بھی عمل کرتے تو انکو ملتا اور بدوں کو نیکوں کا مکان ملیگا جو کہ دوزخ میں تھا اگر وہ اعمال
بد کرتے تو اسمیں جاتا اور یہیں ایک طرح نقصان ہے اور بدوں کو ساتھ سودا کے کہ مومن انکے مکان کا مستحق ہوجاتا ہے جسمیں نقصان ہی ہے اور پیغمبر خدا صلعم سے یوم التغابن
کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ یعنی کوئی بندہ مومن بہشت میں نجائیگا مگر یہ کہ دکھلائینگے اسکو جگہ اسکی جو کہ دوزخ میں تھی اگر وہ اعمال بد کرتا تو اسمیں جاتا
تا کہ شکر کریگا زیادہ اسلئے کہ اس مکان سے نجات پائی اور کوئی بندہ دوزخ میں نجائیگا مگر یہ کہ دکھلائینگے اسکو جگہ اسکی بہشت میں اگر وہ نیک عمل کرتا تو اسمیں جاتا
کہ حسرت اور ندامت انکی زیادہ ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ تغابن باب تفاعل سے مشتق غبن سے ہے اور مراد اس سے لینا شر کا اور ترک کرنا خیر کا ہے اور لینا
خیر کا اور ترک کرنا شر کا ہے پس مومن نے ترک کیا حصہ اپنا دنیا سے اور لیا حصہ اپنا آخرت سے پس ترک کیا اسکو کہ وہ شر تھا واسطے اسکے اور لیا اسکو کہ وہ خیر تھا
واسطے اسکے پس ہوا نقصان کرنیوالا اور کافر نے ترک کیا حصہ اپنا آخرت سے اور لیا حصہ اپنا دنیا سے پس ترک کیا خیر کو اور حاصل کیا شر کو پس گویا نقصان
کیا گیا پس ظاہر ہو جائیگا اس روز نقصان کرنیوالا اور نقصان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مومن اور کافر دونوں نقصان میں ہونگے اور ہر ایک ان میں سے
افسوس اور پشیمانی کریگا کافر تو کہیگا کہ میں مسلمان کیوں نہوا تا کہ بہشت میں جاتا اور مومن کہیگا کہ زیادہ عبادت میں نے کیوں نکی تا کہ اعلیٰ درجہ پاتا پس
کافر اپنا نقصان دیکھیگا ایمان ترک کرنے میں اور مومن اپنا نقصان پائیگا نیکی کے قصور کرنے میں وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور جو شخص کہ ایمان لاوے ساتھ خدا

ویعمل صالحا اور عمل کرے نیک یکفر عنہ پوشیدہ اور دور کریگا خدا اس سے سیاٰتہ گناہوں اسکی کو یعنی معاف کریگا اسکی برائیوں کو
ویدخلہ اور داخل کریگا اسکو جنٰت بہشتوں میں تجری جاری ہیں من تحتہا الانھار نیچے درختوں انکے سے نہریں خالدین
فیہا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ انکے ابدا ہمیشہ یہ تاکید واقع ہوا ہے ذٰلک یہ معاف ہونا گناہوں کا اور داخل ہونا بہشتوں میں
الفوز العظیم مراد پانا بڑا ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی مقصود اور مراد نہیں ہے والذین کفروا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے خدا اور پیغمبر سے
وکذبوا بایٰتنا اور جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ وہ قرآن ہے اور معجزے پیغمبر کے اولٰئک یہ لوگ
اصحٰب النار صاحب دوزخ کے ہیں خالدین فیہا ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے ہیں ہرگز انکو موت نہ آئیگی تاکہ انکی عذاب سے رہائی پائیں
وبئس المصیر اور بری جگہ ہے پھرنیکی دوزخ اور اب انکی تسلی اور دلجوئی مصیبت زدوں کی فرماتا ہے کہ ما اصاب نہیں پہنچی ہے کسیکو
من مصیبۃ کوئی مصیبت الا باذن اللہ مگر ساتھ حکم خدا کے اور ارادہ اسکے کے اور مراد مصیبت سے وہ مصیبت ہے کہ خدا کی جانب سے
بندہ کو پہنچتی ہے مثل بیماری اور سختی اور قحط اور موت یگانہ کی اور مصیبت جو پہنچی مال کی اور مثل اسکے لیکن یہ سمجھو درستی حال بندہ کی ہے
اور آزمائش انکی کی ہے صبر کرنے پر کہ آیا ثابت قدم رہیں اور جو انکو واقع ہو نصیب بیقراری اور جزع فزع نہ کریں تاکہ انکی عوض میں درجے بہشت
میں زیادہ کرے ومن یؤمن باللہ اور جو کوئی کہ ایمان لاتا ہے ساتھ خدا کے اور اعتقاد کرے کہ جو کچھ خدا کی جانب سے پہنچتا ہے وہ بہتر حال کی درستی
کیواسطے ہے تو مصیبت میں یہد قلبہ راہ نمائی کریگا خدا دل انکے کو یعنی ثابت رکھیگا انکو ایمان پر اور لطف اپنا زیادہ انکو عطا کریگا
تاکہ دل انکا کشادہ ہوکر طاعتوں اور خیرات کو زیادہ کرے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ رہنمائی کرے انکو طرف کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے
وقت مصیبت کے اور قضا خدا پر وہ راضی ہوا اور یہ نہایت فضل خدا کا ہے کہ رہنمائی کرے دل کو کہ وہ وقت حاصل ہونے نعمت کے شکر کرے اور وقت
بلا اور مصیبت کے صبر کرے واللہ بکل شیء اور خدا ساتھ ہر چیز کے علیم عالم ہے اور جانتا ہے پس جانتا ہے اس دل کو کہ جسمیں اسکا لطف
اثر کرتا ہے اور اس جہت سے انکو لطف عطا کرتا ہے اور جانتا ہے اس دل کو کہ جسمیں اسکا لطف اثر نہیں کرتا ہے پس اس جہت سے انکو لطف نہیں بخشتا ہے اور
پایہ کر جانتا ہے صبر اور شکر کرنیوالے کو اور سب کو موافق انکی عمل کے جزا دیگا واطیعوا اللہ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی سب حکموں میں
واطیعوا الرسول اور فرمانبرداری کرو پیغمبر کی سب حکموں میں کہ جس چیز کے کرنیکا حکم دیوی بلا تامل اسکو بجا لاؤ اور جس کام کو وہ منع کرے
اسکو ہرگز نہ کرو فان تولیتم پس اگر منہ پھیرو تم پیغمبر کے حکم سے تو نقصان انکا نہیں ہے نہیں کچھ سود ان کا فرمانبرداری تمہاری سے ہرج اسمیں ہے
بلکہ پھر وہ ہرج آپ ہی فانما علیٰ رسولنا پس سوائے اسکے نہیں کہ اوپر رسول ہمارے کے البلاغ المبین پہنچانا حکموں کا ہے ظاہر اور اپنے سب احکام
ہمارے پہنچا دئے پس انپر کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ وبال منہ پھیرنیکا منہ پھیرنیوالوں پر ہے اللہ خدا ہی حق کہ لا الٰہ الا ھو نہیں ہے کوئی معبود سوائے
اسکے کہ سزاوار پرستش کا ہو وعلی اللہ اور اوپر خدا کے ہے نہ اسکی غیر پر فلیتوکل المؤمنون پس چاہیے کہ توکل کریں مومنین اور مقتضی ایمان لانا
اوپر اسی امر کا تقاضا کرتا ہے کہ اپنے سب کام انکو سپرد کریں اور انکی فضل و کرم پر تکیہ کریں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ بعد ہجرت سو نجات کے جو مسلمان کہ
مکہ میں تھے انہوں نے ارادہ ہجرت کا کیا کہ مدینہ کو جاویں عورتیں اور لڑکے انکے نالہ اور زاری اور فریاد اور بیقراری کرکے انکو جانے سے منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ اگر تم چلے جاؤگے تو ہم یہاں جو ہیں تمہارے ضائع اور برباد ہو جائینگے اور وہ بھی نہایت مہربانی اور شفقت سے کہ انکے حال پر رکھتے تھے مدینہ کے
جانے سے بیٹھ رہتے ان کے حق میں یہ آیت نازل کی یایہا الذین اٰمنوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ان من ازواجکم تحقیق کہ بعضے
عورتوں تمہاری سے ہیں واولادکم اور فرزندوں تمہاری سے کہ ہجرت کرنے کو منع کرتے ہیں عدوا لکم دشمن ہیں واسطے تمہارے کہ نہیں
چھوڑتے ہیں تمکو کہ تم ہجرت کرکے ثواب آخرت کو اور بلند درجہ کو پہنچو فاحذروہم پس پرہیز کرو تم انسے اور انکی تضرع اور زاری پر فریفتہ مت ہو
تاکہ تمکو راہ حق سے نہ ہٹا دیں اور ہجرت سے کہ جسمیں رضامندی خدا کی ہے تمکو باز رکھیں یہ آیت جس وقت انکے پاس پہنچی تو انہوں نے ہجرت کی اور جس وقت وہ مدینہ میں

ربع ۱۵

واسطے ہے کہ جبتک رجوع کر سکتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جسکو تین طلاق دی ہیں اسکو مکان دینا واسطے رہنے کے اور کھانا دینا واجب ہے
پوچھا کہ وہ حاملہ ہے سائل نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کچھ واجب نہیں ہے اور رجعی کے واسطے وجد کو بکسر واو پڑھا ہے وَلَا تُضَارُّوهُنَّ اور نہ رنج
پہنچاؤ تم ان عورتوں کو مکان اور کھانا دینے میں لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ تاکہ تنگی کرو تم اوپر ان عورتوں طلاق بائنہ والیوں کے مکان میں کہ وہ
نکل جاویں کیونکہ اسی آیت میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ضرر پہنچائے مرد اپنی زوجہ کو جس وقت کہ اسکو طلاق دے یعنی تنگی کرے اسپر
یہاں تک کہ عدت کے گزرنے سے پہلے وہ نکل جاوے واسطے کہ خدا تعالی نے اس سے منع کیا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جانے کے
ساتھ لائق حال اسکے ہو کہ جس میں اسکو وہ ضرر نہ ہو کہ جسکی ممانعت ہے وَإِن كُنَّ اور اگر ہوں یہ عورتیں طلاق دی گئیں أُولَاتِ
حَمْلٍ صاحب حمل کے یعنی اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ پس خرچ کرو تم اوپر انکے یعنی کھانا اور کپڑا دو تم انکو حَتَّىٰ
يَضَعْنَ یہاں تک کہ نکال کر رکھیں وہ حَمْلَهُنَّ حمل اپنا یعنی جبتک کہ وہ بچہ جنیں انکو کھانا اور کپڑا دو خواہ طلاق رجعی والی ہو وہ
عورت خواہ طلاق بائن والی ہو اور اگر وفات شوہر کے عدہ میں ہو حاملہ عورت کی تو اسکو مکان اور کھانا اگر اسکے شوہر کے ترکہ میں سے ملیگا اور ہم کہ
دیکھنا اور کپڑا اس حمل کے واسطے ہے یا اس حاملہ کے واسطے اسکی بحث فقہ کی کتابوں میں ہے فَإِنْ أَرْضَعْنَ پس اگر دودھ پلائیں وہ عورتیں اولاد اپنی کو بعد منقطع ہونے
علاقہ نکاح کے لَكُمْ واسطے تمہارے جو باپ ہو اولاد کے اور اگر احسان کریں وہ عورتیں اولاد کو یعنی بدون اجرت کے دودھ پلائیں تو
اولاد کو انکی سپرد کردو اور انکے ہی پاس رہنے دو اور اگر بدون اجرت کے دودھ نہ پلائیں تو فَآتُوهُنَّ پس دو تم ان عورتوں کو
أُجُورَهُنَّ اجرتیں انکی اور مزدوریاں انکی دودھ پلانے کی عوض میں موافق عرف اور عادت کے اور بائن کی طلاق ہونے سے پہلے بھی اجرت
دیکر دودھ پلوا سکتے ہیں اگر وہ بدون اجرت لیے دودھ نہ پلائیں وَأْتَمِرُوا اور موافقت کرو تم ایک دوسرے کے دودھ پلانے کی مقدار
بَيْنَكُم درمیان اپنے یعنی فرمانبرداری ایک دوسرے کی کرو لیے پدر و مادر دودھ پلانے والی کے دودھ کے مقدمہ میں بِمَعْرُوفٍ
ساتھ نیکی کے یعنی ماں اجرت زیادہ طلب نہ کرے اور باپ اسکی اجرت مثل دینے میں انکار نہ کرے اور بچہ کو مقدار شرعی سے کم دودھ نہ دیویں کہ بچہ
بچہ وہ نو سے حاصل نہ ہوگا پس چاہیے کہ اسکے غور اور پرداخت میں دونو شریک ہوں وَإِن تَعَاسَرْتُمْ اور اگر تنگی اور سخت گیری کرو تم دودھ
کے مقدمہ میں کہ ماں زیادہ اجرت طلب کرے اور باپ اس اجرت کو دینا نہ چاہے اور یا یہ کہ ماں دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو فَسَتُرْضِعُ پس
قریب ہے کہ دودھ پلائے لَهُ أُخْرَىٰ واسطے اسکے دوسری عورت سوائے ماں کے پس چاہیے کہ باپ کسی دایہ کو اجرت دیکر دودھ پلوائے یا بدون اجرت
کے اگر وہ راضی ہو جاوے مفت دودھ پلائے احسان کرکے اور اس کلام میں عتاب ہے ماں پر کہ باپ سبب انکار دودھ پلانے کے لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ چاہیے کہ
نفقہ اور خرچ کرے صاحب گنجائش اور تونگری کا دودھ پلانے والی اور بچہ کو مِّن سَعَتِهِ گنجائش اپنی سے یعنی بقدر طاقت تونگری
اپنی کے اس عورت دودھ پلانے والی کو جسکو کہ طلاق دی ہے کھانا اور لباس دیوے وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ اور وہ شخص کہ تنگ کی گئی ہے اوپر اسکے
رِزْقُهُ روزی اسکی کہ وہ فقیر اور تنگدست ہے تو فَلْيُنفِقْ پس چاہیے کہ خرچ کرے وہ اس عورت پر مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ اس میں سے کہ دیا ہے
اسکو خدا نے یعنی تونگر اور تنگدست موافق حیثیت اپنی کے خرچ کریں جیسے کہ فرمایا ہے عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ اور فرمایا ہے کہ لَا يُكَلِّفُ
اللَّهُ نہیں تکلیف دیتا ہے خدا نَفْسًا کسی نفس کو إِلَّا مَا آتَاهَا مگر جو کچھ کہ دیا ہے اسکو کہ اسی قدر کا حکم کرتا ہے اور زیادہ اس سے کسی کو تکلیف نہیں
دیتا ہے اور یہ ارشاد تنگدستوں کی خوشنودی کے واسطے ہے اور اسی واسطے انکو وعدہ دیتا ہے سَيَجْعَلُ اللَّهُ قریب ہے کہ کرے خدا بَعْدَ عُسْرٍ بعد تنگی اور
دشواری کے يُسْرًا آسانی اور تونگری کو اگر موافق مقدور کے اپنے خرچ کریں اور خرچ کرنے میں مضائقہ نہ کریں اور کہتے ہیں کہ یہ کلام صحابہ کی تسلی کے واسطے
ہے کہ اس زمانہ میں اکثر صحابہ تنگدست اور محتاج تھے پس حق تعالی نے اکثر شہر اور قلعے فتح کرائے اور غنیمتیں ہاتھ آئیں تو سب آسودہ اور تونگر ہوگئے اور حضرت صادق
سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہت متعدد کپڑے نفیس بنا کر قبائیں اور شبائیں رکھے اور چادریں اور ... اسکو پہنتا ہے اور اپنے بدن کو مزین اور آراستہ کرے

اپنے اوپر حرام کیا تب آیت نازل ہوئی اور فرمایا خدا نے کہ کس واسطے حرام کرتا ہے تو اے پیغمبر کو کہ خدا نے تجھ پر حلال کی ہے وَاللّٰہُ غَفُورٌ اور خدا بخشنے والا ہے
ترک کرنے اولیٰ کے سے تجھکو رَّحِیمٌ مہربان ہے رجوع کرنے میں طرف فعل اولیٰ کے اور رسول خدا نے اپنے اوپر ماریہ کو یا شہد کو جو حرام کیا تھا اس میں
حضرت کا کچھ گناہ نہیں ہے نہ چھوٹا نہ بڑا اس واسطے کہ عورتوں کو یا لذیذ چیزوں کو واسطے انکساری اور شکستگی نفس کے ترک کرنا بد نہیں ہے اور نہ فعل گناہ ہے
بلکہ یہ امر و فعل مباح اور ریاضت ہے اور وہ موجب ثواب الٰہی کا ہے اور ایک وجہ کی خاطر سے دوسری وجہ کو طلاق بیوی تو جائز ہے کہ اسکو خطاب
کر کے کہیں کہ تو نے یہ کیوں کیا ہے اور یہ شفقت کے سبب سے گوارا کی اگرچہ آپ نے یہ فعل جو کیا قبیح نہیں ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو یہ ترک اولیٰ ہوگا نہ گناہ
اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں گناہ سے اور دلیلیں عقلی و نقلی اس پر قائم ہوئی ہیں قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تحقیق کہ مقرر کیا ہے خدا نے
واسطے تمہارے اے بندو تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ کھول ڈالنا قسموں تمہاری کا یعنی جس چیز پر کہ تم نے قسم کھائی کہ اسکو میں نہ کرونگا اسکے واسطے کفارہ مقرر
کیا ہے کہ جسکے سبب سے اگر قسم کے مخالف کوئی کام کرو تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوا اور بعضے نے کہا ہے کہ مراد قسم کھانے سے انشاء اللہ تعالیٰ کہنا ہے اور یہ کہ اگر قسم کے
مخالف کام کرے اور قسم کو توڑ ڈالے تو اسکا کفارہ دیوے جس چیز پر قسم کھائی ہو وہ حلال ہو جاوے گی اور حق یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے قسم کھائی تھی اور قسم
کھانے سے ماریہ یا شہد حرام ہو گئے تھے سو خدا نے فرمایا کہ قسمیں توڑ ڈالو کیونکہ حرام کرنا حلال چیز کا اپنے نفس پر کہ ہے اور طریقہ اسکے حلال ہونیکا بیان کردیا اور حرام
نہیں ہو سکتی ہے کوئی چیز مباح کہ فقط حرام کرنے سے اور اگر کسی چیز مباح کے نہ کھانے پر قسم کھائی تو البتہ اسکا کھانا اس وقت حرام ہو جاویگا قسم کھانے سے
لیکن بعد کفارہ دینے کے پھر حلال ہو جاویگا اور کہتے ہیں کہ اگر اولیٰ کے ترک کرنے پر قسم کھائی ہو اور قسم کو توڑے تو کفارہ بھی دینا واجب نہیں ہے اور اگر دیوے تو
مستحب ہوگا + وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ اور خدا کارساز تمہارا ہے یعنی وہ کام کہ جس میں تمہاری بھلائی اور درستی ہو وہ کرتا ہے اور یا یہ کہ نزدیک اولیٰ ہے تمہارے
نفسوں سے وَھُوَ الْعَلِیْمُ اور وہ جاننے والا ہے منفعت و مصلحتوں کا الْحَکِیْمُ حکمت والا ہے جو حکم کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور کہتے
ہیں رسول خدا نے اپنے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور حفصہ سے راز کے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی تو فرمایا کہ ایک راز اور ہے کہ تجھ سے روبرو اسکو بیان
کرتا ہوں اسکو بھی کسی سے نہ کہنا اور اسکو پوشیدہ رکھنے میں خیانت نہ کرنا یعنی اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا اور وہ یہ ہے کہ بعد میرے ابوبکر اور پھر باپ تیرا امر
امت کے ہونگے اور بادشاہی کرینگے اور بعد انکے عثمان حکومت کریگا حفصہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور یہ دونوں راز حضرت کے عائشہ سے جا کر کہدی
خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اور یاد کرو تم اے مومنین جس وقت کہ راز کہا پیغمبر عالیقدر نے اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ طرف بعض بیبیوں
اپنی کے یعنی طرف حفصہ کے پوشیدہ کہا حَدِیْثًا ایک بات کو کہ وہ حرام کرنا ماریہ کا اور حکومت ابوبکر اور عمر اور عثمان کی ہے اور رسول خدا نے جو فرمایا تھا کہ
ابوبکر اور عمر مالک امر امت کے ہونگے اس میں کوئی یہ سمجھے کہ مالک ہونا انکا حق پر تھا اور وہ خلیفہ حق تھے سو آپکو رسول خدا نے انکی خبر دی تھی کہ بعد میرے
وہ مالک امر خلیفہ ہونگے خواہ حق پر ہوں خواہ باطل پر اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ خلیفہ میرے ہونگے اور حق پر ہونگے اور ایسا کیونکر فرماتے کہ حضرت جانتے تھے کہ
بعد میرے بارہ خلفاء ہونگے اور وہ حق پر ہونگے چنانچہ صحیح مسلم میں کو ہے حذیفہ سے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ بعد میرے امام اور پیشوا ہونگے کہ وہ میری
ہدایت پر اور میری سنت پر نہ ہونگے اور آگے یہ روایت کیونکر معتبر ہو کہ وقت مرض کے خلافت ابوبکر کے کسی نے بھیج کر کہلایا کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ بعد
میرے ابوبکر اور عمر خلیفہ اور مالک ہونگے اور نہ ابوبکر نے ذکر کیا ہے سقیفہ کی بات کا کہ جسکے شان نزول میں ایک سورہ نازل ہوا اور فدک کے واسطے
جو انکو فاطمہ زہرا سے ابوبکر نے بیان دیا کہ جسکو کہتے رسول خدا سے سنا تھا جب ایسی بات بیان کیا کہ جسکو کسی نے رسول خدا سے نہ سنا تھا اور ایسے امر کی
بات کیوں نہ کہتا کہ وہ بادشاہی اور سرداری کی بات تھی اور اسی لئے ظاہر کردینے سے مقصود یہ ہے فرمایا ہے کہ فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِہٖ پس جس وقت کہ
خبر کی اس حفصہ نے عائشہ کو بیچ ساتھ اس بات کے کہ جسکے چھپانیکا رسول خدا نے حکم دیا تھا وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ اور ظاہر کیا اسکو خدا نے یعنی ظاہر کیا اس
پیغمبر کو جبرئیل کے واسطے کہ خبر دی مطلع کیا رسول خدا کو عَلَیْہِ اور یہ کہ حفصہ نے یہی بات عائشہ سے کہدی عَرَّفَ بَعْضَہٗ جتلایا پیغمبر
خدا نے بعضا اس بات کا حفصہ کو یعنی حفصہ سے وہ سب بات نہ کہی جو جو کہ اس نے عائشہ سے کہی تھی بلکہ بعضی اس سے کہی وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ اور تغافل کیا بعض

بَعْضَهٗ بعضے سے یعنی بعض بات جتائی یعنی کہی حفصہ سے پیغمبر نے اور کچھ بات بتلا دی تھی جو پیغمبر نے عائشہ کو کہی تھی اور کل بات کا جتانا کہنا
اور بعض بات حفصہ سے کہی اور بعض نہ کہی یہ حضرت کے حلم اور کرم کی جہت سے تھا اور خیانت حفصہ کا ذکر بعض بات کہہ دیا اور بعض حاصل ہو گئی اگر
ساری بات کا ذکر کیا اور کسائی نے عرف کو تخفیف سے پڑھا ہے یعنی غصہ ہوا پیغمبر حفصہ پر اور منہ پھیر لیا یہاں تک کہ طلاق دی پس فَلَمَّا نَبَّاَهَا
بِهٖ جس وقت خبر کی پیغمبر نے حفصہ کو یہ ساتھ اس بات کے کہ خدا نے پیغمبر کو مطلع کیا تھا قَالَتْ کہا حفصہ نے پیغمبر سے مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا
کس نے خبر دی تجھ کو اس کی کہ حفصہ نے تیرا راز ظاہر کر دیا ہے قَالَ کہا پیغمبر نے نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ خبر دی ہے مجھ کو خدا جاننے والے ظاہر اور پوشیدہ کو
باتوں کے الْخَبِيْرُ خبردار ہے ہر چیز سے اور منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا کو راز کا ظاہر کرنا معلوم ہوا تو حفصہ کو طلاق دی اور اس کے باپ کے گھر کو بھیج دیا
اس کا باپ عمر بہت غصہ ہوا اور کہا کہ اگر رسول خدا کے راز کا اظہار نہ کرتی میں خبر ہوتی تو وہ تجھ کو طلاق کیوں دیتے اور رسول خدا ان بیبیوں سے جدا ہو کر ایک مہینہ مشربہ میں
مشرفہ میں رہے اور اہلسنت کی کتابوں میں حفصہ کے طلاق دینے کا قصہ مذکور ہے چنانچہ استیعاب ابن عبد البر میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حفصہ کو طلاق
دی اور یہ خبر عمر کو پہنچی تو انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور سنن ابن ماجہ ابوداؤد اور صحیح نسائی میں بھی روایت ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول خدا نے پھر حفصہ سے
رجوع کی یہ قول باطل ہے اس واسطے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے مثال حفصہ اور عائشہ کے خیانت کی نسبت سورہ میں نوح اور لوط کی بیبیوں کے ساتھ دی ہے
کہ وہ پیغمبر کی خیانت کرتی تھیں پھر رجوع کیونکر ہو سکتی ہے اور اگر بالفرض حضرت نے دنیا میں رجوع کی ہو کسی مصلحت سے اور ان کی اقارب کے قلوب
کی تالیف کیواسطے جیسا کہ مشہور ہے کہ بعد رسول خدا کے وہ بیبیوں میں بھی داخل ہے لیکن آخرت میں صحبت رسول خدا کی نصیب نہ ہوگی اور ان کے بدلے حضرت کو
مریم اور آسیہ عطا ہوں گی اور بعد اس کے دو مومن عورتوں کا ذکر کیا ہے زن فرعون اور مریم کو باوجودیکہ زن فرعون کافر کی زوجہ تھی اور مریم کو تہمتیں بد
کر کے بنی اسرائیل آزار پہنچاتے تھے لیکن وہ دونوں خدا کی فرمانبرداری سے دستبردار نہ ہوئیں اور عائشہ کے طلاق کو رسول خدا نے علی کے سپرد کیا اور فرمایا تھا
کہ میری بیبیوں میں سے جس کو تو طلاق دیوے وہ میری زوجیت کی شرف سے خارج ہو جاوے گی چنانچہ اہلسنت کی کتابوں میں مذکور ہے اور مولانا طبرسی نے احتجاج میں
روایت لکھی ہے کہ علی نے عائشہ کو طلاق دی پس عوض میں ان دونوں کے خدا تعالیٰ آسیہ زن فرعون اور مریم مادر عیسیٰ رسول خدا کو عطا کریگا قیامت کے روز اور
خدا تعالیٰ نے غیبت سے طرف خطاب کے رجوع کی واسطے مبالغہ عتاب کے حفصہ اور عائشہ پر کہا اِنْ تَتُوْبَآ اگر توبہ کرو تم اے حفصہ اور عائشہ اور رجوع کرو تم اِلَى
اللّٰهِ طرف خدا کے اور پیغمبر کے آزار دینے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو تو بہتر ہے واسطے تمہارے کیونکہ تم نے بڑا جرم کیا ہے پیغمبر کے راز میں خیانت کی ہے اور توبہ اور ندامت
اس جرم سے تم پر واجب ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا پس تحقیق کج ہو گئے ہیں دل تم دونوں کے اور میل کیا ہے حق سے کہ وہ محافظت راز پیغمبر کی تھی طرف باطل کے
کہ وہ ظاہر کرنا راز کا ہے اور دل تم دونوں کے دو تھے اور یہاں جو قلوب کا لفظ بصورت جمع آیا ہے یہ اس واسطے ہے کہ عرب کا دستور ہے کہ تثنیہ کو جو طرف تثنیہ کے مضاف
کرتے ہیں تو مضاف کو صیغہ جمع کر دیتے ہیں اور صحیح بخاری میں مذکور ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ مدت دراز سے میں چاہتا تھا کہ عمر بن خطاب سے پوچھوں کہ
آیہ فقد صغت قلوبکما میں کونسی دو عورتیں مراد ہیں لیکن ہیبت سے پوچھ نہ سکتا تھا جب عمر حج کے واسطے روانہ ہوئے ایک روز عمر وضو کرتا تھا اس وقت میں عمر کے روبرو گیا اور کہا کہ اے
امیر المومنین اس قول میں حق تعالیٰ کے فقد صغت قلوبکما میں کونسی دو عورتیں مراد ہیں زہری کہتا ہے کہ عمر نے ابن عباس کے اس سوال سے بہت کراہت کی
اور کہا کہ تم بھی باتوں سے باز نہیں آتے ہو اور رنجیدہ ہو کر کہا کہ مراد ان دو عورتوں سے حفصہ اور عائشہ ہیں اور مسند احمد حنبل میں بھی یہی مذکور ہے اور سوا
اس کے اور کتابوں میں یہ روایت بھی طولانی ہے اور اس میں مذکور ہے کہ طلاق تو حفصہ کو دی تھی اور غرفہ ام ابراہیم میں جا بیٹھے مشہور ہو گیا کہ سب بیبیوں کو طلاق دی
اور ایسا ہی عتاب سے خدا تعالیٰ حفصہ اور عائشہ کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَاِنْ تَظٰهَرَا اور اگر ایک دوسرے کی کمک کرو تم دونوں اے عائشہ اور حفصہ
عَلَيْهِ اوپر اس کی یعنی پیغمبر کے راز پہنچانے پر تو کیا ڈر ہے اور کچھ مضائقہ نہیں ہے فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا هُوَ مَوْلٰىهُ وہی ہوگا مددگار اس کا اور
اس پیغمبر کی نصرت کرنیوالا ہے وَجِبْرِيْلُ اور جبرئیل کہ سردار ملائکہ کروبین کا ہے وہ ناصر اور مددگار اس کا ہے وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور درست کار
تمام مومنین سے کہ وہ علی بن ابی طالب ہیں مدد کرنیوالا اس کا ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور ملائکہ آسمان و زمین کے بَعْدَ ذٰلِكَ بعد اس نصرت خدا اور جبرئیل

کیطرف رجوع نہیں کرتا ہے بعد دوسرے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ توبہ نصوح سے مراد توبہ نصیحت کرنیوالی ہے آدمی کے نفس کو اور بعضے کہتے ہیں کہ توبہ نصوح سے مراد یہ ہے
کہ گناہ ہمیشہ توبہ کرنیوالے کے پیش نظر رہے اور منقول ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک اعرابی سے سنا تھا کہ کہتا تھا اے خدا میں توبہ کی اور بخشش چاہتا ہوں میں
تجھسے گناہوں سے یہ سنکر انکو فرمایا کہ اے شخص زبان جلدی جلدی توبہ کرنی تو یہ جھوٹوں کی ہے اس شخص نے کہا کہ یا امیرالمومنین پھر توبہ کیا ہے فرمایا کہ توبہ
چھ چیزیں جمع کرتی ہے اول تو پشیمانی گناہوں گذشتہ پر دوسرے جو فرائض مثل نماز اور روزہ وغیرہ کے نہیں کئے ہیں انکو بجالائے تیسرے آدمیوں کے حقوق جو اپنے
ذمہ رکھتا ہے انکو ادا کرے اور ان لوگوں کو سمجھا دے جو کچھ بحل کرایا ان لوگوں کو جنکا اپنے ذمہ کچھ رکھا ہے یا کسیکو ستایا ہے یا کسیکی غیبت کی ہے پانچواں ارادہ
مصمم ہو کہ پھر گناہ نکرے چھٹے یہ کہ اپنے نفس کو گلا دے طاعت خدا میں جیسے کہ اسکو پرورش کیا ہے خدا کی نافرمانبرداری میں اور چکھائے اسکو تلخی طاعت کی
جیسے کہ چکھائی ہے اسکو شیرینی گناہوں کی اور شبہ نہیں ہے یہ کہ توبہ کامل ہے اور حقیقت میں توبہ یہی ہے کہ گذشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نکرنے کا
عزم بالجزم ہو اور حقوق خدا اور حقوق الناس ادا کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ نصوح ایک آدمی کا نام تھا اسنے توبہ خالص کی تھی اسکی توبہ کی پیروی کا خدا نے فرمایا
کہ توبہ کرو تم مثل توبہ نصوح کے اور جو روایت کہ بہ معنی اس ہو گا ترک نصوح کے بالکل مثل کا لفظ بھی مقدر جانا ہوگا توبہ کے لفظ سے پہلے اور ابن مسعود سے
منقول ہے کہ توبہ نصوح وہ ہے کہ گناہ کو پوشیدہ کرتی ہے جو کہ توبہ کرنیوالے سے ہوا ہے اور کہا یہ قرآن میں ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ
توبۃ نصوحا عَسٰی رَبُّکُم قریب ہے پروردگار تمہارا جس وقت کہ تم توبہ کرو اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ کہ پوشیدہ کرے وہ تم سے سَیِّاٰتِکُمْ گناہ
تمہارے وَیُدْخِلَکُمْ اور داخل کریگا وہ تمکو جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ ہمیشہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نہریں درختوں کے
نیچے یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ جس دن کہ نہ رسوا کریگا خدا پیغمبر کو عذاب کرکے اور انکی شفاعت کو قبول نکرکے بلکہ انکو نہایت عزت اور
کرم کریگا اور وسیلہ بخشش گنہگاران امت کے تاج شفاعت انکے سر پر رکھیگا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں ہمراہ اس
نبی کے اسکا عطف نبی پر ہے یعنی جس دن کہ نہ رسوا کریگا خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں ہمراہ اسکے یعنی مومنین کو بھی ہمیشہ بہشت میں
ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ والذین آمنوا معہ مبتدا ہے اور خبر اسکی بعد اسکے یہ قول خدا کا ہے کہ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی نور مومنین کا کہ جو صراط پر ہوگا انکا
خدا دوڑتا ہوگا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ آگے انکے وَبِاَیْمَانِهِمْ اور ساتھ دست راست انکی کے جس وقت کہ صراط سے گذرینگے اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ نور سے مراد ائمہ مومنین ہیں یعنی وہ آگے ہونگے امام مومنین کے آگے مومنین کے اور دست راست مومنین اور انکو ہمراہ لیکر بہشت میں
داخل کرینگے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ایمان ہوگا اسکو ایک نور روز قیامت دیا جائیگا اور ہر مومن کو جو اپنا نور نمودار ہوگا یَقُوْلُوْنَ
کہتے ہیں وہ مومنین کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے اَتْمِمْ لَنَا تمام کر تو واسطے ہمارے نُوْرَنَا نور ہمارا کہ ہمیں توفیق طاعت کی دے تو تاکہ
حاصل کرنے نور کا ہے وَاغْفِرْ لَنَا اور بخش دے تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو اور اسکے سبب سے ہمکو ہلاکت سے اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے توفیق دینے پر اور گناہوں کے بخشنے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جس وقت صراط سے گذرینگے تو نور منافقوں کا
جاتا رہیگا اور مومنین خوف کرینگے کہ ایسا ہو کہ نور ہمارا بھی جاتا رہے یا کم ہو جائے اس لئے کہ وہ دعا کرینگے کہ اے پروردگار ہمارے تمام کر تو واسطے ہمارے نور ہمارا اور
ہمکو ہمت کر یہانتک کہ ہم صراط پر سے گذر جائیں اور کفار اور منافقین جو باوجود انکے غفلت سے بیدار نہیں ہوتے ہیں سبب خدا تعالیٰ بعد اسکے
فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے پیغمبر بلند قدر جَاهِدِ الْکُفَّارَ جہاد کرو تو کافروں سے تلوار کے وَالْمُنٰفِقِیْنَ اور منافقوں پر جہاد کر تلوار سے
یا انکار اظہار کرکے اور یا حد قائم کرکے اور کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں منافقوں پر حد بہت جاری ہوتی تھی اسلئے کہ وہ مشرع چیزیں بہت کرتے تھے
کہتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے جاہد الکفار بالمنافقین پڑھا ہے یعنی جہاد کر تو کافروں سے منافقوں کے ساتھ ہو کر اور فرمایا کہ رسول خدا نے منافقوں سے
کبھی جہاد نہیں کیا ہے اور دوسری قرأت میں ہے کہ علی نے منافقوں سے جہاد کیا ہے وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اور سختی کر تو اوپر ان کافروں اور منافقوں کے اور
اور نرمی انکے ساتھ مت کرو وَمَاْوٰىهُمْ اور جگہ پہنچنے ان کافروں اور منافقوں کی اگر ایمان نلائیں جَهَنَّمُ وَبِئْسَ

وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور بری جگہ پھرنے کی ہے وہ دوزخ اور اب تمثیل بیان کرتا ہے کافروں اور منافقوں کے واسطے قصہ زن نوح اور زن لوط کے ساتھ
اور یہیں کنایہ ہے حفصہ اور عائشہ کے واسطے نوح اور لوط عورتوں کے قصہ کے بیان میں کہ صحبت پیغمبر کی کچھ کام نہیں آتی ہے جس وقت کہ
پیغمبر کی مخالفت اختیار کرے اور اس کو آزار پہنچاتا رہا سو چنانچہ فرماتا ہے کہ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا بیان کی خدا نے لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا
واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور وہ مثل امْرَاَتَ نُوْحٍ عورت نوح کے ہے کہ واعلہ نام رکھتی تھی وَامْرَاَتَ لُوْطٍ اور عورت لوط کی کہ
واہلہ یا والعہ نام رکھتی تھی کَانَتَا تھیں وہ دونوں عورتیں تَحْتَ عَبْدَیْنِ نیچے حکم دو بندوں کے یعنی نکاح میں بندوں مِنْ عِبَادِنَا
بندوں ہمارے میں سے صَالِحَیْنِ نیک تھے وہ دونوں پیغمبر نوح اور لوط فَخَانَتٰهُمَا پس خیانت کی ان دونوں عورتوں نے ان دونوں بندوں کی
کفر اور نفاق کے ساتھ نہ زنا کے ساتھ ہو کہ عورتیں انبیاء کی اس فعل سے پاک ہیں اور منقول ہے کہ زن نوح اپنی قوم سے جا کر کہتی تھی کہ نوح دیوانہ ہے اور
احوال اس کا میں خبر جانتی ہوں کہ ہمیشہ اس کے پاس رہتی ہوں اور زن لوط نے لوط کے مہمانوں کی خبر اپنی قوم کو جا کر دی تا کہ مہمانوں کو رنج میں کریں اور
جو کوئی ایمان لاتا اس کی خبر قوم کے بیچ جا کر دیتی تھی وہ اس کو پکڑ کر لیجاتے اور مارتے فَلَمْ یُغْنِیَا پس دور نہ کیا لوط اور نوح نے عَنْهُمَا ان دونوں
عورتوں سے جو صحبت کی جہت مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو یعنی اس قدر نہ ہو سکا کہ ان کی صحبت سے وہ دونوں عورتیں ہیں اور ساتھ کی
زوجہ اور ہمنشین اور ہمدم تھیں لیکن ان دونوں پیغمبروں کی رات اور دن کی صحبت نے ان عورتوں کو کچھ فائدہ نہ بخشا آخر عذاب خدا میں گرفتار ہو کر دوزخ میں
داخل ہوئیں وَقِیْلَ اور کہا گیا ان دونوں عورتوں کو بعد گرفتار ہونے عذاب کے کہ ایک ان میں غرق ہوئی اور دوسری پر پتھر برسے اور یا یہ کہ قیامت کے روز
کہا جائیگا کہ ادْخُلَا النَّارَ داخل ہو تم آتش دوزخ میں مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ہمراہ داخل ہونے والوں دوزخ کے کفار سے پس جو کوئی کہ پیغمبر
کی مخالفت کرے اور اس کو آزار پہنچاوے اس سے عداوت کرے یا اس کی قوم سے عداوت کرے اور یا اس کے راز کو ظاہر کرے اور اگرچہ وہ اس کی زوجہ ہو تو اس کو پیغمبر
کی صحبت کا کچھ فائدہ نہیں ہے اور حال اس کا ایسا ہے جیسے زن نوح اور زن لوط کا حال اور بلاشبہ یہ تمثیل بعد اتفاق حفصہ اور عائشہ کے ایذائے پیغمبر
نہایت تخویف دلانے کے واسطے ہے بہت سخت وجہ کے ساتھ کہ جس میں ذکر کفر کا ہے اور بعد اس کے دوسری تمثیل بیان کرتا ہے خالص مومنوں کے واسطے چنانچہ فرماتا ہے کہ
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کیا ہے خدا نے مثل لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اور وہ مثل امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ
عورت فرعون کی ہے یعنی آسیہ دختر مزاحم کہ ایمان خالص کی جہت سے بہشت کے بلند درجوں میں پہنچی اور فرعون کی صحبت نے اس کو کچھ ضرر نہ کیا جیسے کہ زن نوح
اور لوط کی نیکی اور برگزیدگی نے ان کی عورتوں کو کچھ فائدہ نہ بخشا اور کہتے ہیں کہ آسیہ حضرت موسیٰ کی پھوپھی تھی اور منقول ہے کہ جس وقت کہ فرعون نے بیان دو
کے جادو اپنا دکھلایا اور حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا اور وہ اژدہا ہو گیا اور ان کے جادوگروں نے جو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالی تھیں سب اژدہا نگل گیا
دیکھتے تھے وہ عصا اژدہا بن کر سب کو نگل گیا تو حال دیکھ کر آسیہ ایمان لائی اور ایک مدت تک اسی ایمان اپنا فرعون سے پوشیدہ رکھا اور جس وقت فرعون اس کے
ایمان پر مطلع ہوا تو اس کو کہا کہ موسیٰ کے دین سے پھر جا تو وہ اس دین سے نہ پھری اس کو دھوپ میں ڈال دیا حق تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کہ اس کے اوپر اپنے پروں سے سایہ کرو
اور بعد اس کے فرعون نے حکم دیا کہ اس کے سینہ پر بڑا سا پتھر رکھیں آسیہ نے جس وقت وہ پتھر دیکھا تو دعا کی درگاہ خدا میں اور فرعون کے ستم سے نجات چاہی اور
اور بہشت اپنے داخل ہونے کی درخواست کی خدا تعالیٰ سے جیسے کہ فرماتا ہے خدا تعالیٰ اِذْ قَالَتْ یاد کر جس وقت کہ کہا آسیہ نے رَبِّ ابْنِ لِیْ
اے پروردگار میرے بنا تو واسطے میرے عِنْدَكَ نزدیک اپنے بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ ایک گھر بہشت کے اور اپنے قرب میں مجھ کو جگہ دے وَنَجِّنِیْ اور نجات
دے تو مجھ کو مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ فرعون اور کردار بد اس کے سے کہ کفر اور ظلم ہے بدون جرم کے وہ عذاب کرتا ہے وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ
اور نجات دے تو مجھ کو قوم ظالموں کی سے کہ وہ قبطی ہیں فرعون کی قوم سے آدمی اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس کی جان کو قبض کیا اور پتھر اس بے جان بدن پر
آیا اور آسیہ نے فرعون کے عذاب کا درد نہ پایا اور بعضی تفسیر میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ اس کو آسمان پر لے گیا صحیح سالم بدن کے اور اب وہ بہشت میں ہے اور بہشت
کی نعمتوں کو کھاتی پیتی ہے اور یہ مثل الٹ کر کہی ہیں اس امر پر کہ کسی کی نیکی دوسرے آدمی کو فائدہ نہیں بخشتی ہو کسی شخص کا نیک ہونا دوسرے آدمی کو فائدہ

اور ایک شخص کی بیوی دوسرے شخص کو فضیحت پہنچاتی ہے اور دوسری مثل کو بیان کرتا ہے وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ اور مریم بیٹی عمران کی الَّتِي أَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا جسنے نگاہ رکھا فرج اپنی کو حرام سے فَنَفَخْنَا فِيهِ پس پھونکا ہمنے بیچ فرج اسکی کے یا اسکے گریبان میں یا اسکی آستین میں مِنْ رُوحِنَا
روح اپنی سے کہ پیدا کیا تھا ہمنے اس روح کو یعنی جبرئیل کو ہمنے حکم کیا کہ روح کو ہماری پھونکو اور مسیح اس سے پیدا ہوا وَصَدَّقَتْ اور سچا جانا اور
تصدیق کی اسکی مریم نے بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا ساتھ باتوں پروردگار اپنے کے یعنی جو احکام کہ اس سے پہلے انبیا پر جبرئیل لایا تھا اسکی اسنے تصدیق کی
اور اعتقاد کیا وَكُتُبِهِ اور تصدیق کی ساتھ کتابوں اسکی کے کہ انکو سچا جانا اور انکا اعتقاد کیا جو کتابیں کہ اس سے پہلے انبیا پر نازل ہوئی تھیں
اور بعضے وکتابہ پڑھتے ہیں اور مراد اس کتاب سے انجیل لیتے ہیں وَكَانَتْ اور تھی وہ مریم مِنَ الْقَانِتِينَ فرمانبرداروں میں سے خدا کی اور یا
ہمیشہ عبادت کرنے والوں اور وظیفہ پڑھنے والوں میں سے اور قانتین کو جمع مذکر کے صیغہ سے تعبیر کیا ہے اور یہ اشارہ طرف اسکے ہے کہ طاعت مریم کی کامل
مردوں کی طاعت سے کم نہیں ہے اور یا یہ کہ مریم کے باپ دادا قانتین یعنے صلاح اور تقوی سے آراستہ اور مریم انکی نسل سے پیدا ہوئی اور مریم اولاد میں ہارون
برادر موسی کے تھی اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ وقت نزع خدیجہ کبری کے رسول خدا صلعم اسکے پاس گئے اور فرمایا کہ اے خدیجہ میں کراہت
رکھتا ہوں حال و شدت تیری نازل ہوا ہے اور خدا تعالی نے اس کراہت کے ضمن میں بہت خیر کا ارادہ کیا ہے اور جسوقت تو اپنی سوتوں کے پاس
پہنچے تو انکو میرا سلام پہنچا خدیجہ نے کہا کہ یا رسول خدا اسوقت میری کون ہیں پس فرمایا کہ مریم دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم اور کلثوم یا حلیمہ خواہر موسی
اور بعضے نام خواہر موسی کا کلثم ہے اور یہی معنی ابی حمزہ ثمالی کی روایت میں ہے اور ابو موسی اشعری نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ مردوں میں سے بہت
کامل ہوئے لیکن عورتوں میں سے کامل نہیں ہوئی ہیں مگر چار عورتیں آسیہ دختر مزاحم زوجہ فرعون اور مریم دختر عمران اور خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہ
بنت محمد اور فرمایا ہے حضرت نے کہ افضل بہشت کی عورتوں کی چار ہیں خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہ دختر محمد اور مریم دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم زن
فرعون اور مقاتل مفسر اہلسنت سے نقل ہے کہ حقتعالی نے اس تمثیل میں حکم کیا ہے حفصہ اور عائشہ کو کہ تم مانند زن نوح اور زن لوط کی [illegible]
خیانت کرتی ہو بلکہ مانند زن فرعون اور مریم کے ہو فرمانبرداری میں اور صاحب کشاف نے کہا ہے کہ اس تمثیل کے ضمن میں کنایہ ہے حفصہ اور عائشہ کی طرف
اس سورہ کے اول میں [illegible] اور عتاب ہے ان پر کہ جو انسے صادر ہوا کہ انہوں نے باہمیں اتفاق کیے اور ایک دوسری کی [illegible] پیغمبر خدا صلعم کو آزار پہنچایا ہے

سُورَةُ الْمُلْكِ یہ سورہ مکی ہے اور تیس آیتیں ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے قیامت کے روز نجات
پائیگا اور ملائکہ کے پروں پر بیٹھا ہوا اور حسن یوسف کی مانند ہوگا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورۃ الملک مانعہ ہے [illegible] کہ منع
کرتی ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے اور توریت میں بھی نام اسکا سورۃ الملک ہے جو کوئی اس سورہ کو شب میں پڑھے تو برکت [illegible] اور خوش حال اور فراخ
ہوا اور اسکو غافلوں میں نہ لکھیں اور میں اس سورہ کو بعد نماز عشا کے پڑھتا ہوں اور جو کوئی اس سورہ کو شب و روز میں تلاوت کرے جسوقت قبر میں رکھیں تو منکر
اور نکیر اسکے پاؤں کی طرف سے آویں تو پاؤں کہیں کہ تمہارا راہ ادھر سے نہیں ہے کہ یہ بندہ پاؤں پر کھڑا ہوتا تھا اور سورۃ الملک پڑھتا تھا ہر شب
روز اور جسوقت کہ اسکے شکم کی طرف سے آئیں تو شکم کہے کہ تمہارا راہ ادھر سے نہیں کہ اس بندہ نے میرے ظرف کو سورۃ الملک کا کیا تھا اور جسوقت اسکی زبان
کیطرف سے آئیں تو زبان کہے کہ اس بندہ پر کوئی راہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ سورۃ الملک پڑھتا تھا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ تبارک
الذی بیدہ الملک نماز فرض میں پڑھے [illegible] وہ شخص ہمیشہ خدا کی پناہ میں ہے [illegible] قیامت کے روز [illegible] بہشت میں داخل ہوا اور یہ
سورہ کا نام [illegible] بھی کہتے ہیں [illegible] نجات دینے والی ہے اور [illegible] کہتے ہیں [illegible] عذاب قبر سے چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
انها واقية من عذاب القبر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ تَبَارَكَ با برکت اور بزرگ اور بلند ہے صفات مخلوقات [illegible] اپنی ذات اور
صفات میں الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وہ شخص کہ بیچ ہاتھ قدرت اسکی کے ہے بادشاہی دنیا اور آخرت کی اور [illegible] اور دلیل [illegible]
[illegible] علم اور قدرت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور تمام موجودات کیطرف اسکی نسبت برابر ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اور وہ اوپر ہر چیز کے [illegible]

قدیر قدرت رکھنے والا ہے اور سوا اسکے کہ کل ممکنات اسکی زیر قدرت ہیں **الذی خلق الموت** وہ خدا کہ پیدا کیا ہے اُسنے موت کو **والحیوۃ**
اور زندگانی کو یعنی اندازہ کیا ہے موت اور زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ مراد موت سے نیستی ہے دنیا میں اور زندگانی اُسکی آخرت میں یا موت النطفہ
اور زندگانی اسمیں روح کا داخل کرنا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اس موت سے ہے جو کہ بعد زندگانی کے ہے اور اس صورت میں مقدم کرنا موت کا حیات پر اسواسطے
ہے کہ موت ٹھہرنے سے زیادہ نزدیک ہے اور حضرت امام محمد باقر نے بھی یہی فرمایا ہے کہ خدا نے زندگانی کو موت سے پہلے پیدا کیا ہے اور فرمایا کہ زندگانی اور
موت خدا کی مخلوقات میں ہیں جس وقت موت آتی ہے اور انسان میں داخل ہوتی ہے تو انسان کی جس چیز میں داخل ہوا ہے اُس سے زندگانی نکلجاتی ہے اور ابن
عباس سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے موت کو گوسفند کی صورت میں پیدا کیا ہے اور وہ جس چیز پر گذرے اور بو اسکی جس چیز کو پہنچے وہ مرجاتا اور زندگی
گھوڑے کی صورت میں پیدا کیا ہے اور وہ جس چیز پر گذرتی ہے اور بو اسکی جس چیز کو پہنچتی ہے وہ زندہ ہوجاتی ہے اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ موت و حیات
دونوں ایک کیفیت ہے جو وجود ہیں اور نسبت اُن میں تضاد کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اسجگہ موت و حیات سے دنیا و آخرت ہے یعنی حقتعالیٰ نے دنیا اور
آخرت کو پیدا کیا ہے **لیبلوکم** تاکہ آزمائش میں ڈالے تمکو اے بندو یعنی تمسے معاملہ آزمانیوالوں کا سا کرے ہر فردا میں **ایکم** کہ کونسا تمہارا **احسن**
عملا نیک زیادہ ہے باعتبار عمل کے عملا تمیز واقع ہوا ہے یعنی تاکہ ظاہر ہو خلوق پر تمہارا کونسا زیادہ خالص ہے عمل میں اور کونسا خالص واسطے رضامندی
خدا کے عمل کرتا ہے اور کون سب واجبات کو بجالاتا ہے اور سب محرمات سے پرہیز کرتا ہے اور کسکی پرہیزگاری زیادہ ہے اور کون طاعت و عبادت خاطر
خدا میں زیادہ مشغول ہوتا ہے اور رسول خدا سے احسن عملا کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ نیک زیادہ عمل میں اور تمام تر عقل میں اور زیادہ سخت خدا کے
خوف میں اور جس چیز کو خدا نے حکم کیا ہے اور منع کیا ہے اُسمیں بہت نیک ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد اُس سے یہ نہیں کہ زیادہ عمل ہو
بلکہ زیادہ نیک اور خالص زیادہ عمل ہو اور نیت درست ہو اور باقی رکھنا عمل کا یعنی یہ ارادہ ہو کہ کوئی اس عمل میں تعریف میری کرے یہانتک کہ خالص
ہوجاوے اور عمل خالص وہی ہے کہ جسپر ارادہ تعریف کیجانے کا نہو سوائے خدا کے کسی سے اور نیت افضل ہے عمل سے سوا اسکے کہ حقیقت میں نیت ہی عمل ہے اور بعد اسکے
یہ آیت تلاوت فرمائی قل کل یعمل علی شاکلتہ یعنی کہدو کہ ہر ایک عمل کرتا ہے اوپر نیت اپنی کے خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمکو زندگانی بخشی تاکہ قادر
ہو تم عمل نیک پر اور موت کو تم پر غالب کیا تاکہ عمل نیک کو اختیار کرو ہوشیاری کہ بعد اسکے پھر زندہ ہونا اور جزا پانی ہے اور واقع ہونا اسکا ضروری
وھو العزیز اور وہ غالب ہے بدلا لینے میں گنہگاروں سے پس کوئی عمل بد کرنیوالا اُسکو عاجز نہیں کر سکتا ہے **الغفور** بخشنے والا گنہگاروں کو بعد توبہ کے
الذی خلق جسنے پیدا کیا ہے **سبع سموت** سات آسمانوں کو **طباقا** پرت پرت ایک اوپر دوسرے کے اور یہ حال واقع ہوا ہے
اسم فاعل کے معنی میں اور جمع طبق کی ہے یا طبقہ کی اور اس صورت میں مضاف ہے کا محذوف ہوگا یعنی ذات طباق اور کعب الاحبار سے منقول ہے کہ آسمان
اول ایک موج ہے ٹھہرا اور دوسرا سفید مردی کا ہے اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا تانبے کا ہے اور پانچواں چاندی کا ہے اور چھٹا زبرجد کا ہے اور ساتواں
یاقوت سرخ کا ہے اور ساتویں آسمان سے عرش تک سات حجاب ہیں اور ہر حجاب میں صحرا اور بیابان ہیں اور نور کا کہ نہایت اُسکی خدا جانتا ہے اور نام اُس فرشتہ کا جو
ان حجابوں پر موکل ہے قیاطروس ہے اور آسمانوں کی مضبوطی بیان کرتا ہے **ما تری** نہیں دیکھتا ہے تو اے بندہ **فی خلق الرحمن** بیچ
پیدا کرنے خدا کے آسمانوں کو **من تفاوت** کوئی اختلاف اور خلل اور کجی اور بگاڑ بلکہ سب سیدھے اور درست اور برابر اور پیچ مناسب اور مضبوط اور صاف
اور منتظم ہیں موافق مصلحت و حکمت کے اور رحمن کا ذکر کرنا ضمیر کی جگہ واسطے تعظیم کے ہے اور اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ اُنکی تفضل اور رحمت واسطے مخلوقات کے
پیدا کئے ہیں **فارجع البصر** پس پھیر تو بینائی کو اور نظر کر تو اپنی آنکھ کو دُکھا کر طرف اُنکے دوبارہ **ہل تری** کیا دیکھتا ہے تو **من فطور**
کوئی شگاف اور خلل یعنی اگر تجھکو شبہہ ہو ہماری خبر میں کہ اُنمیں کوئی اختلاف و خلل نہیں ہے تو دوبارہ اُنمیں خوب نظر کر **ثم ارجع البصر** پھیر
تو بینائی کو اور نظر کر غور سے طرف آسمانوں کے **کرتین** مکرر اور مراد مکرر دیکھنے سے کثرت سے دیکھنا ہے یعنی کئی مرتبہ ایک مرتبہ بعد دوسرے مرتبہ کے اور کرتین
منصوب علی المصدریہ ہے اور جس وقت بہت نظر کرے تو کئی مرتبہ تو **ینقلب الیک البصر** پھر آئیگی طرف تیرے بینائی تیری **خاسئا** خیرہ اور ذلیل ہوکر

اور جھٹلایا ہم پیغمبروں کو لیکن اُس وقت کا اقرار انکو کچھ فائدہ نہ بخشے گا فَسُحْقًا پس دوری ہے خدا کی رحمت سے دور کرنا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ اہل یاروں
دوزخ کے اور سحقا مفعول مطلق واقع ہوا ہے فعل محذوف کا اور یہ بددعا ہے واسطے دوزخیوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ سحق نام ایک صحرا کا ہے دوزخ میں اور
یہ آیت باطل کرتی ہے مجبرہ کے قول کو جو لوگ کہتے ہیں کہ کفر اور گناہ سب خدا کی طرف سے ہے اس واسطے کہ کفر اور گناہ اگر انکی اختیار میں نہ تھا تو کہتے کہ ہم مجبور تھے اور
اقرار اپنے گناہوں کا نہ کرتے بلکہ کہتے کہ ہمارا اس میں اختیار نہ تھا اور خطبۂ غدیر میں لکھا ہے کہ یہ آیتیں دشمنانِ علی کے حق میں ہیں اور اسکے بعد کی آیت دوستان
علی کی شان میں ہے اور بعد اسکے مومنین کے وعدہ کو بیان فرمایا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ تحقیق جو لوگ کہ ڈرتے ہیں رَبَّهُم عذاب پروردگار
اپنے سے گناہوں سے پرہیز کرتے اور طاعت اختیار کرتے بِالْغَيْبِ ساتھ غیب کے کہ اُس عذاب کو دیکھا نہیں اور وہ انکی پوشیدہ ہے لیکن اُس سے خوف کرکے
گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور ریا کو ڈرتے ہیں ساتھ غیب کے یعنی جس وقت آدمیوں سے غائب ہوتے ہیں اُس وقت تنہائی میں خوف کرتے ہیں اور افعال بد سے پرہیز کرتے ہیں
اور جہات شرک سے پرہیز کرتے ہیں اور جو علامتیں کہ خوف کی ہیں کہ یہ اور گناہوں سے نالہ کرنا اور عذاب دوزخ کا اندیشہ کرکے بیقرار ہو جانا یہ سب پوشیدہ کرتے ہیں اور
لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تاکہ ریا سے محفوظ رہیں وہ مومنین خالص ہیں لَهُم مَّغْفِرَةٌ واسطے انکے بخشش ہے گناہوں کی وَأَجْرٌ كَبِيرٌ اور ثواب ہے بڑا کہ
لذت بڑی اسکی جو ان کے مقابلہ میں انکے نہایت حقیر اور کم قدر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اجر کبیر سے مراد امن ہے آخرت کی سختیوں سے اور کہتے ہیں کہ کفار قریش اپنی
خلوتوں میں آنحضرت کی برائی کرتے تھے سید المرسلین کے حق میں کچھ باتیں نالائق کہتے تھے اور جبرئیل کے وسیلے سے انکی مرتبہ آپکو راز ظاہر ہوتا تو آپس میں مشورہ کرکے یہ
رائے قرار دیا کہ جو کچھ کہ محمد کے مقدمہ میں کہو آہستہ کہو تاکہ خدا محمد کا نہ سنے اور انکو خبر نہ کرے تو یہ آیت نازل ہوئی وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ اور چھپاؤ تم اپنی بات کو
سینوں کے ساتھ ہیں أَوِ اجْهَرُوا بِهِ یا آشکارا کرو تم ساتھ اسکے یہ دونوں امر اسکے نزدیک برابر ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ إِنَّهُ عَلِيمٌ تحقیق وہ جاننے والا اور عالم ہے
بِذَاتِ الصُّدُورِ ساتھ سینوں کی باتوں کے پہلے اُس کے کہ زبان پر جاری ہوں پس جو کوئی کہ دلوں کی باتوں سے واقف ہو اُس سے زبانی گفتگو کیونکر پوشیدہ
ہوگی خواہ آہستہ گفتگو کریں خواہ آواز بلند سے أَلَا يَعْلَمُ کیا نہ جانیگا سینوں کی باتوں کو مَنْ خَلَقَ وہ شخص کہ پیدا کیا انہیں سینوں کو یا جانتا نہیں
بندوں کے رازوں اور مشوروں کو وہ شخص جس نے انکو پیدا کیا ہے اور من خلق یعلم کا فاعل ہے اور مفعول بھی ہو سکتا ہے یعلم کا یعنی مخلوق اپنی کیا نہیں
جانتا خدا اُس شخص کو جسکو پیدا کیا ہے اور اُسکی پوشیدگیوں پر مطلع نہ ہو وَهُوَ اللَّطِيفُ اور حال یہ ہے کہ وہ خدا باریک بینی والا جاننے والا پوشیدہ
کی حقیقتوں کا الْخَبِيرُ خبردار باریکیوں کی پوشیدہ چیزوں کی اور سبب یہ منقول ہے کہ ایک درویش کے درختوں سے جاتا تھا اور ہوا سخت آئی اور اُسنے گرتے
پتے درختوں کے دیکھے اُسکے دل میں گذرا کہ کیا خدا جانتا ہے کہ ان درختوں سے کتنے پتے گرے ہیں ہاتف نے آواز دی کہ الا یعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر اور اب
خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو کہ بندوں کو دی ہیں هُوَ الَّذِي وہ خدا وہ شخص ہے کہ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا کیا نرم واسطے تمہارے
زمین کو نرم اور حکم میں اور فرمانبردار کہ جس طرح چاہو اُس میں اپنا تصرف کرو بیٹھو لیٹو زراعت کرو عمارت بناؤ فَامْشُوا پس چلو تم فِي مَنَاكِبِهَا بیچ شانوں
اُس زمین کے یعنی اُسکی اطراف و جوانب میں کہ بلند ہیں اُس میں چلو پس جس وقت کہ خدا نے زمین کو اس طرح حکم میں کیا ہو کہ اُسکی شانوں پر کہ وہ سخت اور بلند مکان ہیں
چل سکو تو اور کوئی جگہ زمین میں ایسی نہ ہوگی کہ وہ حکم میں نہ ہو اور اُس پر نہ چل سکو اور ابن عباس کے نزدیک مناکب سے مراد پہاڑ ہیں اس سبب سے کہ شانہ
ہر چیز کا زیادہ بلند تر ہوتا ہے وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ اور کھاؤ تم روزی اُس خدا کی سے کہ واسطے تمہارے مقرر کی ہے یعنی جو کچھ زمین سے پیدا ہوتا ہے غلہ اور میوہ
اور ترکاریاں اُسکو کھاؤ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ اور طرف اُس خدا کے ہے اٹھنا تمہارا قبروں سے یعنی قیامت میں اُسکے حکم کیطرف روانہ ہوگے پس کھانے اور چلنے کے
شکر کو ترک مت کرو کہ مستحق اُسکی رضامندی کے ہو اور سوال کریگا وہ تم سے کل کو ان نعمتوں کی شکرگزاری کا اب کفار کو خوف دلاتا ہے کہ أَأَمِنتُم کیا
امن میں ہو گئے ہو تم اے کافرو مَّن فِي السَّمَاءِ اُس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے یعنی خدا سے کہ تمہارے گمان میں خدا آسمانوں میں ہے اور ابو جعفر اور ابو عمرو اور
نافع اور یعقوب نے أأمنتم کو ایک ہمزہ ممدودہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دو ہمزہ سے اور سبب اسکا یہ تھا کہ مشرکین کا یہ گمان تھا کہ خدا آسمان کی جانب سے ہے تو گویا کہ خدا نے
انکے اعتقاد کے موافق فرمایا کہ کیا بے خوف ہو گئے ہو تم اُس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ یہ کہ دھنسا دے وہ تمکو زمین میں فَإِذَا

ع ۱۴

اس وقت کہ زمین میں گئی ہوئی تھی تمور کہ وہ زمین حرکت کرے یعنی یہانتک کہ تمکو نیچے کو لیجائے مثل قارون کے کہ ہر روز انکو ایک قد آدم برابر لیجاتی ہے اور قیامت تک اسیطرح چلا جائیگا ام امنتم یا بیخوف ہو گئے ہو تم من فی السماء اس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے تمہارے گمان میں ان یرسل یہ کہ بھیجے وہ علیکم حاصبا اوپر تمہارے سنگریزہ کہ آسمان سے برسیں جیسی کہ قوم لوط پر برسے تھے فستعلمون پس قریب ہے کہ جانو تم بعد دیکھنے ہی عذاب کے کیف نذیر کیونکہ ہے ڈرانا میرا لیکن وہ ڈرانا تمکو فائدہ نہ بخشے اور نذیر مصدر ہے معنی انذار کے ہے اور اب واسطے تسلی خاطر عاطر رسول خدا کے فرماتا ہے کہ تجھکو یہ کیا جھٹلاتے ہیں پہلے رسولوں کو بھی انہوں نے بار بار جھٹلایا چنانچہ فرماتا ہے کہ ولقد کذب اور بہ تحقیق جھٹلایا پیغمبروں کو الذین من قبلهم ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے اور اپنی شامت افعال سے ہلاک ہوئے فکیف کان نکیر پس کیونکر تھا عذاب میرا اور دیا کہ کیونکر دکھایا نے نکار میرا انپر انکو ہلاک کر دینے میں اور بیچ تنبیہ کرنے میں آپ اپنی قدرت پر دلیل لاتا ہے کہ اولم یروا کیا انہوں نے نہیں دیکھا الی الطیر طرف پرندوں کے فوقهم اوپر انکے سروں کے ہیں اڑتے ہوا میں صافات صف باندھے ہوئے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی پرندوں کو دیکھو کہ پھیلائے ہوئے ہیں ہوا میں جانب راست و چپ پروں اپنے کو ویقبضن اور سمیٹتے ہیں پروں کو جس وقت کہ مارتے پہلو پاتے ہیں ما یمسکهن نہیں تھامتا ہے بر رکھتا ہے انکو ہوا پر الا الرحمن سوا خدا بخشنے والے کے کہ ہر ایک بندہ کو شکل اور ہیئت اور طبیعت خاص عطا کی ہے اوپر ہوا کے اور ہوا پر ٹھہرا رکھی ہیں انه بکل شیء تحقیق وہ خدا ساتھ ہر چیز کے بصیر دیکھنے والا ہے اور جو شخص ہوا پر پرندوں کے تھامنے کی قدرت رکھتا ہو وہ ہر چیز پر قادر ہے امن کیا کوئی شخص ہے یعنی کون شخص ہے کہ اشارہ کیا جاتا ہے طرف اس کے کہ هذا الذی یہ وہ شخص کہ جو ہے هو جند لکم وہ لشکر ہے واسطے تمہارے اے کافرو جیسے بادشاہ کا لشکر ہوتا ہے ایسے ہی تمہارے واسطے ہو کہ ینصرکم مدد کرے وہ تمہاری من دون الرحمن سوا خدا بخشنے والے کے یعنی وہ کون ہے کہ جسکی طرف اشارہ کیا جاتا کہ یہی لشکر کفار کا ہے کہ مدد کرے سوا خدا کے کہ انکو خدا کے عذاب سے بچاوے اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں ہے کافروں کے واسطے کوئی ایسا لشکر کہ عذاب خدا سے انکو بچاوے اور اس لشکر سے بت ہیں جنکو وہ پرستش کرتے تھے لیکن وہ انکی نجات کی امید رکھتے ہیں ان الکافرون نہیں ہیں کافر الا فی غرور مگر بیچ فریب کے کہ شیطان نے انکے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ عذاب انپر نازل نہوگا اور حال یہ ہے کہ ان کا یہ گمان غلط ہے تمکو یقین ہو ہمارے عذاب کا اور اسپر بھروسہ کرو کوئی مددگار تمہارا ایسا ہے کافرو سوا خدا کے کہ وہ تمہاری مدد کرے عذاب خدا سے تمکو بچاوے اور کس پر تم میری نافرمانی کرتے ہو کیا تمہارا کوئی لشکر ہے کہ وہ میرے عذاب کو تم سے دفع کرے امن ایا کون شخص ہے کہ اشارہ کیا جاتا طرف اسکے کہ هذا الذی یہ وہ شخص کہ اپنی عنایت سے یرزقکم روزی دیگا تمکو ان امسک رزقه اگر بند کرے خدا روزی اپنی کو یا ان رحمت کو اور زراعت پر مینہ نازل کرے یعنی اگر خدا اپنی روزی کو تم سے بند کرے تو وہ کون ہے کہ تمکو روزی دے بل لجوا بلکہ اڑائی کی ان کافروں نے اور ہو گئے ہیں فی عتو بیچ سرکشی اور عناد کے ونفور اور بیچ نفرت کے ہیں خدا سے اسکی بندگی کرنے سے اور نفرت کرنے سے اسکی طاعت سے اور اب مثل مومن اور کافر کی بیان کرتا ہے اپنے قول میں افمن یمشی کیا پس جو شخص کہ چلتا ہے مکبا علی وجهه اوندھا گرا ہوا اوپر منہ اپنے کے کہ سر کے بل چلتا ہے اور پیش و پس کچھ نہیں دیکھتا ہے ایسا شخص اهدی زیادہ ہدایت اور راہ پایا ہوا اور زیادہ مطلب پہنچنے والا امن یمشی یا وہ شخص کہ چلتا ہے سویا سیدھا کھڑا ہوا اور سب اطراف و جوانب اپنی دیکھتا ہے اور سلامت منہ کے اوپر پڑنے اور گرنے سے اور واقع ہے علی صراط مستقیم اوپر راہ سیدھی کے کہ پہنچانے والی ہے طرف مقصد کے اور پہلی مثل واسطے کافر کے ہے اور دوسری واسطے مومن کے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دل چار ہیں ایک تو وہ کہ جسمیں نفاق اور ایمان ہے اور دوسرا دل منکوس یعنی اوندھا اور تیسرا دل مطبوع یعنی زنگ آلودہ اور چوتھا ازہر یعنی روشن اور مطبوع دل منافق کا ہے اور ازہر دل مومن کا ہے کہ جس وقت خدا دیتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور بلا میں مبتلا ہوتا ہو تو صبر کرتا ہے اور منکوس دل مشرک کا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ خدا تعالی نے مثال بیان کی ہے اس شخص کی کہ مخالفت کرے خلافت امیر المومنین سے مانند اس شخص کے ہے کہ جو چلتا ہے اوپر منہ اپنے کے نہیں پاتا ہے طرف مقصود کے اور کیا اس شخص کی کہ پیروی کی ہو اسکی

سویاً کھڑا ہو کر چلتا ہو الا اور سیدھا صراط مستقیم پر اور صراط مستقیم امیر المومنین ہیں قل کہہ تو ای محمد هو وہ خدا الذی وہ شخص ہے کہ جس نے قدرت سے انشاکم پیدا کیا ہم کو
تم کو اپنے وجعل لكم السمع اور کیا یعنی پیدا کیا ہے واسطے تمہارے کان تاکہ سنو تم کلام خدا کو والابصار اور آنکھوں کو تاکہ دیکھو تم قدرت اُس
کی عجائب مخلوقات کو والافئدة اور دلوں کو تاکہ خدا کے کلام کو سمجھو اور اُس کی معانی میں تامل کرو اور نصیحت پکڑو قليلا ما تشكرون تھوڑا جو شکر
کرتے ہو تم ان نعمتوں کا قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی شکرا قليلا اور ما زائدہ ہے قل کہہ تو ای محمد اگر کفار قریش جواب دیویں اور نہ کہیں کہ رازق و صانع
ہمارا اصنام ہیں کہ هو الذی ہے وہ خدا وہ شخص کہ رازق اور ناصر تمہارا ہے کہ ذرأكم پیدا کیا ہے اُس نے تم کو فی الارض بیچ زمین کے اور ہر ایک کو
تم میں ساکن کیا اور ایک کو ایک سے جدا کیا تاکہ اُس کی عبادت کرو واليه تحشرون اور طرف اُسی کی جمع کئے جاؤ گے تم قیامت کے روز نہ اُس کے غیر کی طرف اور جزا اپنے اعمال
کی پاؤ گے ويقولون اور کہتے ہیں مشرکین مسخرہ اور انکار کی راہ سے مومنوں سے کہ متى هذا الوعد کب ہے یہ وعدہ وہ تم نے ہم کو دیا اور خبر دیتے ہو
کا یا وعدہ قیامت کا اور جزا پانے کا اپنے اپنے اعمال سے قیامت میں ان كنتم صادقين اگر ہو تم سچے اس وعدے میں قل کہہ تو ای محمد
انما العلم سوا اس کے نہیں کہ جاننا وقت عذاب کا دنیا میں یا جاننا قیامت کا کہ کب ہوگی عند الله نزدیک خدا کے ہے اور وہی جانتا ہے وہ وقت
وقوع اس کا اور سوا اُس کے اور کوئی نہیں جانتا ہے وانما انا اور سوا اس کے نہیں ہوں میں نذير مبين ڈرانے والا ظاہر ہوں نہیں ہے میرا کام مگر ڈرانا اپنے اہل
عذاب سے دنیا اور آخرت کے اور وقت عذاب کا اور قیامت کے وقت کو میں نہیں جانتا ہوں اور اب خدا تعالیٰ اُن کے حال کا ذکر کیا ہے وقت نازل ہونے اور
دیکھنے عذاب کے چنانچہ فرمایا ہے کہ فلما رأوه پس جس وقت کہ دیکھیں وہ کفار اُس عذاب وعدہ کئے گئے کو دنیا میں یا آخرت میں زلفة نزدیک ہوتے ہوئے
ہونے والا ہو اُن کو تو سيئت برا اور زشت کئے جائیں وجوه الذين كفروا منہ اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں یعنی وہ عذاب بُرا کرے گا منہ
اور منہ اُن کے سیاہ ہو جائیں گے دیکھنے ہی سے وقيل اور کہا جائے گا یعنی موکلین عذاب کہیں گے کہ هذا الذي كنتم به یہ وہی ہے کہ تھے تم ساتھ اُس کے
تدعون طلب کرتے اور اُس کو مانگتے اور یا یہ کہ دعوی کرتے تھے کہ نہیں ہے اس کا سبب یا نہ ہوگا اور دوبارہ زندہ ہو کر نہ اٹھیں گے اور پہلی تفسیر بنا بر تدعون
مشتق دعا سے ہے اور دوسری تفسیر بنا بر مشتق دعوی سے ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دیکھنا عذاب کا قیامت کے دن ہوگا اور حاکم ابوالقاسم حسکانی نے
شریک سے نقل کی ہے کہ اعمش نے بیان کیا کہ معنی اور مراد اس آیت کے یہ ہے کہ جس وقت دیکھا انکار کرنے والوں خلافت علی نے قرب اور منزلت اور مرتبہ علی ابن ابی طالب کا
خدا کے نزدیک تو چہرے اُن کے سیاہ ہو گئے نہایت کینہ اور حسد سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت دیکھا انہوں نے قرب کا مرتبہ امیر المومنین کا
نزدیک پیغمبر کے تو سیاہ ہو گئے چہرے ان لوگوں کے کہ علی کی فضیلت اور بزرگی کو جھٹلاتے تھے اور انکار کرتے تھے اور ثعلبی نے لکھا ہے کہ قیامت کے روز دشمن
علی کے جس وقت کہ دیکھیں گے طرف اُس کی اور طرف پیغمبر کے کہ خدا اُن کو عنایت کرے گا مرتبہ بزرگ اور سونپے گا ہاتھ میں اُن کے اختیار ہوگا اور وہ حوض کوثر پر دوستوں کو اپنے سیراب کرتا ہوگا
اور دشمنوں کو دور ہانکتا ہوگا تو سیاہ ہو جاویں گے منہ اُن کے دشمنوں کے اور کہا جاویگا اُن کو کہ هذا الذي كنتم به تدعون یعنی یہ وہ ہے کہ جس کا نام تم
ساتھ اُس کے دعوی کرتے تھے یعنی مرتبہ اُس کا اور مقام و نام اُس کا اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ کفار رسول خدا کے اور اُن کے اصحاب کے مرنے کی آرزو کرتے تھے خدا تعالیٰ نے یہ
آیت نازل کی ہے کہ قل کہہ تو ای محمد اُن کفار سے کہ ارأيتم کیا دیکھا ہے تم نے یعنی خبر دو تم مجھ کو ان اهلكني الله اگر ہلاک کرے مجھ کو خدا
ومن معي اور اُن لوگوں کو کہ میرے ساتھ ہیں او رحمنا یا بخشش کرے ہم کو اور مہربانی کرے ہم پر اور ہماری اجلیں بڑھا دے تو فمن يجير الكافرين
پس کون ہے کہ پناہ دیوے کافروں کو من عذاب اليم عذاب درد ناک سے کہ کفر کے سبب مستحق اُس کے ہوئے ہوں یعنی ہم کو خدا مارے یا جلائے اُس کو اختیار ہے
لیکن تم عذاب سے کیونکر بچ سکتے ہو ہمارا مرنا تم کو فائدہ نہیں دے سکتا ہے جس وقت کہ تم کافر ہو اگر ہم مر جائیں گے تو تم کو کیا حاصل ہے تم تو بسبب کفر کے ہماری
موت کے بعد بھی عذاب سے نجات نہیں پا سکتے ہو لیکن اگر ایمان لاؤ تو نجات پا سکتے ہو پس ہمارے مرنے کی آرزو کرنی بے فائدہ ہے اور اگر ہم مریں تو سراسر فائدہ اور سعادت
ہم کو حاصل ہے کہ بہشت کی نعمتوں سے لذت پائیں گے قل کہہ تو ای محمد اُن کفار سے بیچ جواب کے کہ هو وہ کہ جس کی تم کو طرف بلاتا ہوں الرحمن وہ بخشنے
والا ہے کہ نعمتیں اس کی تمام خلائق کو پہنچی ہیں آمنا به ایمان لائے ہم ساتھ اُس کے بسبب اس کے کہ ہم کو یقین اُس کی وحدانیت کا ہے وعليه اور اوپر اُس کے

توکلنا توکل کیا ہمنے اور اعتماد کیا اور سپرد کیا کام اپنا اُسکو یعنی اسپر ہم ایمان لائے ہیں اور تم ایمان نہیں لائے ہو اور ہمنے کفر نہیں کیا ہے جیسے کہ تم کفر کرتے ہو
اور ہمنے اسی پر توکل کیا ہے نہ مال اور آدمیوں اپنے پر جیسے کہ تم مال پر اور آدمیوں پر توکل کرتے ہو فستعلمون پس قریب ہے کہ جانوگے تم
یعنی بعد دیکھنے عذاب کے تم جانوگے کہ واقع میں من ھو کون شخص ہے کہ وہ ہم ہیں یا تم ہیں جو ہے فی ضلال مبین بیچ گمراہی ظاہر کے
قل ارءیتم کہہ تو اے محمد کیا دیکھا تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو ان اصبح ماؤکم اگر ہو جاوے پانی تمہارا یعنی آب چاہ زمزم اور آب بیر میمون
حضرمی کہ جسکو تم پیتے ہو غورا نیچے جاتا ہوا زمین میں کہ ڈول وہاں نہ پہنچے فمن یاتیکم پس کون لاویگا تمہارے واسطے بماء معین پانی جاری
یا ظاہر کہ سب آنکھیں اسکو دیکھیں یہاں اشارہ ہے طرف اسکے کہ روزی کا دینے والا وہ خدا ہے پس چاہیے کہ اسکی نعمتوں کا شکر کرو اور اسکی پرستش کرو نہ
بتوں کی کہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے وہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اگر ہو جاوے امام تمہارا غائب اسطرح کہ تم نہ دیکھو اور نہ جانو کہ
کہاں ہے تو پس کون لاوے تمہارے پاس امام ظاہر کہ خبر دیوے وہ تمکو آسمان اور زمین کی اور بتلاوے وہ تمکو حرام اور حلال خدا کا اور منقول ہے کہ بعد تلاوت
اس آیت کے کہے کہ اللہ رب العالمین یعنی خدا کہ پروردگار عالموں کا ہے وہ پانی غائب کو ظاہر کرے گا اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ آیت پڑھا تھا فمن یاتیکم
بماء معین ایک کافر زندیق نے سنکر جواب دیا کہ کدال اور کستی سے کھود کر پانی نکالینگے پس رات کو وہ زندیق اندھا ہو گیا اور آواز دی کہ دیکھ تیری
آنکھ کا پانی چلا گیا ہے اسکو کستی اور کدال سے کھود کر باہر نکال لے [illegible] یہ معجزات کی ہے سورة
القلم یہ سورہ مکی ہے اور اسکو سورہ نون بھی کہتے ہیں اسمیں باون آیتیں ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اول سے [illegible] تک مکی ہے اور [illegible] لو کانوا
یعلمون تک مدنی ہے اور بعد اسکے یکتبون تک مکی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ ن والقلم کو فریضہ یا نافلہ میں پڑھے تو
وہ زندہ رہے فقر اور محتاجی سے [illegible] اور بعد مرنے کے فشار قبر سے اسکو اپنی پناہ میں نگاہ رکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم ن
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ن ایک نہر ہے بہشت میں حق تعالی نے اسکو فرمایا کہ ہو جا تو روشنائی پس وہ بستہ ہو گئی اور تھی وہ زیادہ سفید دودھ سے
اور شیریں زیادہ شہد سے بعد اسکے قلم کو فرمایا کہ لکھ پس لکھا قلم نے جو کچھ کہ ہوا اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ن ایک
نہر ہے بہشت میں حق تعالی نے اسکو حکم کیا کہ بستہ ہو جا تو پس وہ بستہ ہو گئی اور بستہ ہو کر روشنائی ہو گئی بعد اسکے خدا تعالی نے قلم کو فرمایا کہ لکھ پس لکھا قلم نے
لوح محفوظ میں جو کچھ کہ ہوا اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک پس روشنائی نور کی ہے اور قلم نور کا ہے اور لوح محفوظ نور کی ہے سفیان کہتا ہے کہ میں نے عرض
کی اے فرزند رسول بیان کیجئے میرے واسطے حال روشنائی اور لوح اور قلم کا اور سکھلا مجھکو جو کچھ کہ خدا نے آپکو سکھلایا ہے فرمایا کہ اے ابن سعید اگر تو لائق جواب کے
نہ ہوتا تو میں تجھکو جواب نہ دیتا پس ن ایک فرشتہ ہے کہ پہنچاتا ہے طرف قلم کے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے اور قلم پہنچاتا ہے طرف لوح کے اور وہ بھی ایک فرشتہ
اور لوح پہنچاتا ہے طرف اسرافیل کے اور اسرافیل پہنچاتا ہے طرف میکائیل کے اور میکائیل پہنچاتا ہے طرف جبرئیل کے اور جبرئیل پہنچاتا ہے طرف پیغمبروں اور رسولوں کے فرمایا کہ
کھڑا ہو جا تو اے سفیان کہ مجھے تیرے سے امن نہیں اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے ہے کہ ن ایک نہر ہے بہشت میں زیادہ سفید دودھ
سے زیادہ شیریں شہد سے خدا تعالی نے اسکو حکم کیا کہ روشنائی ہو جا تو اور بعد اسکے اپنے دست قدرت سے ایک درخت لگایا اور اسکو کہا کہ تو قلم ہو جا اور فرمایا کہ لکھ
تو پوچھا کہ اے پروردگار کیا لکھوں فرمایا کہ جو کچھ کہ قیامت تک ہونیوالا ہے اسنے لکھا پھر مہر کی اسپر اور فرمایا کہ قیامت تک گویا نہو تا اور ن
[illegible] نام ہے مثل لیسین کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ن شروع اسمائے الہی کا ہے مثل نور اور ناصر کے اور بعضے کہتے ہیں کہ اشارہ طرف [illegible] کی ہے اور بعضوں کے
نزدیک نام اس سورہ کا ہے اور بعضوں کے نزدیک ن ایک لوح ہے نور کی اور [illegible] نام ہے [illegible] کا ہے اور جمع
[illegible] مچھلی [illegible] اور خصوصیت اسکی ذکر کی [illegible] بیان [illegible] کہ اسکی خلقت عجیب و غریب ہے [illegible] پانی [illegible] ورنہ مر جاتی بخلاف
اور حیوانات کے کہ پانی میں [illegible] ڈوب کر مر جاتے ہیں [illegible] ابن عباس سے [illegible] نزدیک [illegible] پشت [illegible] کا نام [illegible]
اور امیر المومنین علیہ السلام سے [illegible] بیان [illegible] کہ نام اس [illegible] کا بلہوث تھا اور کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے [illegible] پیدا کیا [illegible] ساتوں [illegible] زمین

اپنے شانے پر رکھا اور اسکی کف پیشانی کے دونوں طرف ایک گاؤ بہشت سے جسکو بہموت کہتے ہیں بھیجا کہ اسکی چالیس ہزار پاؤں تھے فرشتے نے اسکی کوہان پر قدم رکھا اور جس وقت اسنے اسکی کوہان پر
قدم رکھا تو پاؤں اسکا نہ پہنچا تب خدا تعالیٰ نے ایک یاقوت سبز پیدا کیا کہ طول اور عرض اور دل اسکا پانسو برس کی راہ کا ہے اسکو گاؤ کے کوہان پر رکھا ہے اور
فرشتے نے اپنا قدم اس یاقوت پر رکھا اسکی پاؤں نے یاقوت پر قرار پکڑا اور واسطے قرار پکڑنے قدم گاؤ کے ایک سنگ سبز پیدا کیا اور اسکا طول مثل طول سات
آسمان اور سات زمین کے ہے اور یہ وہ پتھر ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبة من خردل فتکن فی صخرة اور بعد اسکے واسطے
قرار گاہ اس پتھر کے ثری کو پیدا کیا اور اس پتھر کو اسکی پشت پر رکھا اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور پانی ہوا پر ہے اور ہوا خدا کی قدرت سے قائم ہے کہ بہت بزرگ
ہے قدرت اسکی اور کعب الاحبار سے منقول ہے کہ مچھلی نے ابلیس کے وسوسے سے چاہا کہ حرکت کرے اور جو کچھ کہ اسکی پشت پر ہے اسکو ڈال دے حق تعالیٰ نے ایک
جانور کو پیدا کیا کہ وہ اسکی ناک میں داخل ہوا اور اسکی دماغ میں جا پہنچا مچھلی نے فریاد اور زاری کی خدا تعالیٰ نے اس جانور کو حکم کیا کہ باہر نکل وہ جانور اسکی ناک
سے باہر نکلا اسکے روبرو کھڑا ہو گیا تاکہ اگر وہ ارادہ ہلنے کا کرے تو اسکی دماغ میں داخل ہو اور وہ مچھلی اسکے خوف سے خاموش ٹھیری ہے اور بعضے مفسرین کی
اور کہتے ہیں فلک ہے اور کہتے ہیں کہ وہ ن دوات ہے خدا تعالیٰ نے اسکی قسم کھائی ہے یعنی قسم ہے دوات کی والقلم اور قلم کی کہ وہ نور ہے اور طول اسکا
مثل مابین آسمان اور زمین کے ہے اور لوح محفوظ اس سے لکھی گئی ہے اور یا مراد ہر قلم سے ہے اگر اسم جنس اسکو کہیں اور یہ بھی قلم ہی کی بزرگی سے ہے کہ تمام کتابیں
آسمانی اس سے لکھی گئی ہیں اور احکام شرع کے اس سے محرر ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بیان قلم وہی بیان زبان کا ہے بیان قلم کا بیان زبان کا ہے تو وہ کہ جس
درس اور تدریس کے ہیں اور اسکو معمول جانا ہے اور بیان قلم کا ہمیشہ ایک زمانہ تک باقی ہے اور کہتے ہیں کہ بنا امور دنیا اور دین کی دو چیز پر ہے تلوار
اور قلم پر اور تلوار زیر دست قلم کی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اول چیز جو خدا تعالیٰ نے نور محمد سے پیدا کی ہے وہ قلم ہے اور بعد اسکے لوح ہے لکھا
قلم نے لوح پر جو کچھ کہ ہوا ہے اور ہو گا قیامت تک اور بعد اسکے بخارات پانی سے اٹھے انسے آسمان پیدا کیا اور بعد اسکے زمین کو پیدا کیا اور زمین کو مچھلی کی پشت پر رکھا اور
جس وقت کہ ن نے حرکت کی تو زمین ہلی پس پہاڑوں کو پیدا کیا اور انکو زمین کی میخیں کیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی ن والقلم وما یسطرون اور قسم ہے اسچیز کی کہ
لکھتے ہیں ملائکہ جو کچھ کہ ہوتی ہے یا جس چیز کا کرو جو کچھ ہے اور کہتے ہیں ن دہن ہے اور قلم زبان ہے اور سیاہی آب دہن ہے اس سے بندوں کے اعمال لکھتے
ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد قلم سے صاحبان قلم ہیں یعنی لکھنے والے کہ وہ ملائکہ ہیں انکی قسم کھائی ہے اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ کفار رسول خدا
صلعم کیطرف جنون کی نسبت کرتے تھے اور نالائق باتیں اپنی زبان سے نکالتے تھے اور حضرت کو کہتے کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون یعنی اے وہ شخص کہ نازل
کیا گیا ہے اوپر اسکے قرآن البتہ دیوانہ ہے اور وہ حضرت اپنے خلق عظیم سے انکی باتوں کی برداشت کرتے تھے حقتعالیٰ نے ان چیزوں کی قسم کھا کر کہا کہ ما انت
نہیں ہے تو اے محمد صلعم بنعمة ربك بزرگ کیا گیا ہے ساتھ نعمت پروردگار اپنی کے بمجنون دیوانہ جیسے کہ یہ احمق آدمی تجھکو کہتے ہیں اور
نعمت سے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی مجنون نہیں ہے وہ شخص کہ منعم کیا گیا ہے کمال عقل اور نبوت اور حکمت کو وان لك اور تحقیق واسطے تیرے
لاجرا البتہ ثواب بار نبوت کے اٹھانے میں اور غصہ پینے میں اور امت کی تکلیفیں سہنے میں اور انکے ظلم اور آزار کھینچنے میں غیر ممنون غیر احسان اور منت
رکھا گیا یعنی خدا تعالیٰ بدون اسکے کسی شخص کے کہ اسکا احسان اٹھایا جائے تجھکو ثواب کامل عطا کریگا اور یا یہ کہ غیر ممنون یعنی منقطع ہو یعنی ثواب غیر قطع کیا گیا
جو کہ ہمیشہ ہو وہ تجھکو عنایت کریگا اور بعد اسکے اپنے حبیب کی تعریف میں فرماتا ہے کہ وانك اور تحقیق تو اے محمد صلعم لعلی خلق عظیم البتہ اوپر خلق عظیم
اور سخاوت بزرگ کے ہے کہ دوسرا کوئی مثل تیرے ان صفتوں میں شریک نہیں ہے اسواسطے کہ تو اپنی قوم سے ان باتوں کا متحمل ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی کوئی برداشت کی قوت
نہیں رکھتا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد خلق عظیم سے دین اسلام ہے کہ سب بعثت بزرگ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کیا خلق مثل خلق محمدی کے نہیں ہے کہ اسواسطے حق نے بالکل حق کے
سپرد کر دیا تھا اور تمام مخلوقات اسکی نظر میں خلق اللہ حقیر و کمہلائی اور شب معراج جمیع اشیا کو اسکے پیش نظر کیا اسکی نظروں میں سب ہیچ معلوم ہوا اور اسکو کوئی مقصود سوائے
ذات حق کے نہ تھا اور منقول ہے کہ خلق حضرت کا یہ تھا کہ جو ہو سکا آداب خدا سے اور اسواسطے حضرت نے فرمایا تھا کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنی ادب سکھلایا مجھکو پروردگار
میرے نے پس نیک کیا ادب سکھلانا میرا اور کہتے ہیں کہ خلق عظیم حضرت کا یہ تھا کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ خلق عظیم کے ساتھ پیش آتے تھے اور باطن میں حق کیطرف متوجہ

ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز رسول خدا مسجد میں بیٹھے تھے اور صحابہ حضرت کے گرد گھیرے تھے ایک اعرابی یعنی جنگل کا رہنے والا آدمی مسجد میں داخل ہوا اور ایک
سوسمار یعنی گوہ اپنے دامن میں چھپا لایا تھا حضرت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے محمد تو جادوگر اور دروغ گو ہے صحابہ نے ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالیں حضرت نے منع کیا اور اعرابی
سے فرمایا کہ ای بھائی عرب تو کسکو چاہتا ہے کہا کہ محمد جادوگر جھوٹے کو فرمایا کہ محمد میں ہوں لیکن جادوگر اور جھوٹا نہیں ہوں بلکہ رسول خدا کا ہوں اعرابی نے کہا کہ
قسم ہے لات اور عزی کی کہ تیرا جمال اور شان و شوکت مانع نہ ہوتی تو میں اپنی شمشیر کو تیرے خون سے آلودہ کرتا اور قسم ہے خدا کی میں تجھپر ایمان نہ لاؤنگا جبتک کہ
یہ گوہ تجھپر ایمان لائے پس گوہ کو نکالکر باہر ڈالدیا حضرت نے فرمایا کہ ای سوسمار اسنے جواب دیا کہ لبیک یا رسول خدا فرمایا حضرت نے کہ میں کون ہوں کہا کہ تو رسول
خدا کا ہے اسوقت اس اعرابی کے دل میں تاثیر پیدا ہوئی اور ایمان لایا اور بعد تصدیق دل کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ اور کہا
یا رسول خدا جسوقت میں مسجد میں داخل ہوا تو تیری برابر کسیکو دشمن نہ رکھتا تھا اور اب تیری برابر کسیکو دوست نہیں رکھتا ہوں اور منقول ہے خلق عظیم کی
تفسیر میں کہ ایک روز رسول خدا صحرا کی طرف تشریف لے گئے تھے دیکھا کہ ایک بڑھیا ایک کنوئیں پر پانی بھرنا چاہتی ہے لیکن ضعف اور پیری کے سبب سے پانی کنوئیں پر
سے نہیں کھینچ سکتی تھی حضرت اسکے پاس گئے اور فرمایا کہ ای بڑھیا میں حاضر ہوں واسطے پانی کے انہوں نے کہا کہ اگر تکلیف گوارا کرے تو اونٹوں [illegible] پس
حضرت کنوئیں پر گئے اور ڈول کنوئیں میں ڈالکر پانی نکالا اور اسکی مشک کو بھر دیا اور دوش مبارک پر اس مشک کو رکھا اور بڑھیا سے فرمایا کہ تو آگے آگے
چل اور اپنے خیمہ کو دکھلا دے اور ایک شخص حضرت کے ہمراہ تھا صحابہ میں سے اسنے ہر چند کہا کہ اس مشک کو میں لے چلوں حضرت نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ میں لایق ہوں
امت کا بار کھینچنے کے واسطے پس وہ بڑھیا آگے آگے جاتی تھی اور رسول خدا اسکے پیچھے مشک اٹھائے ہوئے جاتے تھے یہانتک کہ اسکے خیمہ کے دروازہ پر پہنچے اور مشک کو
زمین پر رکھدیا اور وہاں سے چلے گئے اور بڑھیا خیمہ کے اندر گئی اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ مشک کو باہر سے اٹھا لاؤ انہوں نے کہا کہ ای مادر تو اس مشک کو
یہاں کیونکر لائی کہا کہ ایک جوان تھا نہایت خوبصورت نیک اور خوش خو جو میرا پانی کھینچ کر لایا انہوں نے پوچھا کہ وہ کہاں گیا [illegible] اور
انہوں نے حضرت کو پہچانا اور پاؤں پر گر پڑے اور حضرت کو اپنے خیمہ کے قریب لائے اور اپنی ماں سے کہا کہ یہ [illegible] جسکی دیدار کی مشتاق
تھی اور آرزو رکھتی تھی اور جسکی محبت میں ہم مرتی تھی بڑھیا خیمہ سے باہر نکلی اور وہ آگے چلے سے حضرت کے قدموں پر گر پڑی اور بہت روئی اور کہا کہ یا رسول خدا
مجھسے بڑی گستاخی ہوئی اور میں نے حضرت کو پہچانا نہیں تھا اور میں کیونکر اس غم کے عہدہ سے باہر نکلوں رسول خدا نے اسکو تسلی دی اور اسکی اور اسکے بیٹوں کے حق میں دعا
فرمائی پس جبرئیل نازل ہوا اور یہ آیت لائی کہ وانک لعلی خلق عظیم اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول خدا صلعم کے بدن میں کچھ حرارت ظاہر ہوئی اور وہ
روز حفصہ کی نوبت کا تھا عائشہ نے ایک قدح آش جو کا لونڈی کے ہاتھ رسول خدا کے پاس بھیجا اور حضرت اسوقت حفصہ کے پاس بیٹھے تھے وہ لونڈی جسوقت قدح کو
لیگئی تو حفصہ نے کہا کہ اسے کسنے بھیجا ہے لونڈی نے کہا کہ آش جو عائشہ نے رسول خدا کے پاس بھیجا ہے حفصہ یہ سنکر غصہ ہوئی اور کہا کہ عائشہ مجھپر سرکشی کرتی ہے اور
بلندی ڈھونڈتی ہے کیا مجھکو آش جو پکانی نہیں آتی ہے یا پیغمبر کے ساتھ مجھکو وہ نسبت نہیں ہے جو اسکو ہے اور قدح کو لونڈی کے ہاتھ سے لیکر زمین پر پٹکدیا
آش جو زمین پر گر پڑا اور وہ قدح پارہ پارہ ہوگیا رسول خدا نے اس قدح کے ٹکڑوں کو اٹھایا اور جو کچھ آش جو انمیں لگ رہا تھا اسکو تناول فرمایا اور اس لونڈی کو
بھیجا کر فرمایا کہ ای کنیز اگر عائشہ پوچھے تو کہدینا کہ انہوں نے آش جو کھائی ہے اور جو کچھ کہ تونے حفصہ سے سنا ہے اور دیکھا ہے اسکا ذکر اسکے سامنے نہ کرنا کہ جسمیں
نزاع اور فساد کا ہے اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی آزردہ ہو اور کسیطرح سے رنج پہنچے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ وانک لعلی خلق عظیم اور یہ بھی حضرت کے
خلق میں تھا کہ امت کو خلق نیک کا حکم کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ رسول خدا صلعم سے کسینے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا حضرت نے کہ نیک خلق باگ ہے جو [illegible]
میں ناک میں اس نیک خلق والے کے اور وہ باگ ہاتھ میں فرشتہ کے ہے اور فرشتہ کھینچتا ہے اسکو طرف بہشت کے اور خلق بد باگ ہے عذاب [illegible]
ناک میں اس خلق بد والے کے اور وہ باگ ہاتھ میں شیطان کے ہے اور شیطان کھینچتا ہے اسکو طرف دوزخ کے اور فرمایا حضرت نے کہ اکثر میری امت کے
آدمی جو بہشت میں داخل ہونگے وہ تقوی اور نیک خلق سے داخل ہونگے اور رسول خدا اور سب آئمہ ہدی کے خلق نیک [illegible] کثرت سے
روایتیں آئی ہیں خدا تعالی توفیق خلق نیک کی عطا کرے آور اب خدا تعالی رسول کے دشمنوں کا حال بیان فرماتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فستبصر و یبصرون پس شتاب ہے کہ تو دیکھے [illegible]

اور محمد صلعم وَيُبْصِرُونَ اور دیکھینگے وہ دشمن ہیں کہ کسکے بیچ دیوانہ ہے یعنی جس وقت کہ عذاب نازل ہوگا تو معلوم ہو جاویگا بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ کونسا تم میں فتنہ
جنون میں ڈالا گیا ہے با زائد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مفتون مصدر ہے یعنی معلوم ہوگا ساتھ کونسے تمہارے جنون ہے یعنی جس وقت نازل ہوگا عذاب معلوم ہوگا کہ کس
کو ہم میں سے جنون ہے إِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا هُوَ أَعْلَمُ وہی خوب جانتا ہے اور زیادہ عالم ہے بِمَن ضَلَّ ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہوا ہے
عَن سَبِيلِهِ راہ اسکی سے کہ وہ راہ حق ہے اور حقیقت میں وہی دیوانہ ہے وَهُوَ أَعْلَمُ اور وہی زیادہ عالم ہے بِالْمُهْتَدِينَ ساتھ ہدایت پانیوالوں کے
کمال عقل کے ساتھ کہ وہ مومن ہیں اس کلام میں مومنین کو وعدہ نجات کا ہے اور کفار کو وعدہ عذاب اور حاکم ابوالقاسم حسکانی نے روایت کی ہے ضحاک سے کہ جس وقت
دیکھا قریش نے کہ پیغمبر کو مقدم رکھنا علی کا ظاہر میں اور انکی عزت اور فضیلت کو بڑھانا تو انہوں نے علی کی مذمت میں باتیں اپنی ظاہر کیں اور کہا کہ پیغمبر علی
کی محبت میں دیوانہ ہوگیا ہے حقتعالی نے یہ سورہ نازل کیا اور فرمایا کہ اے محمد تو دیوانہ نہیں ہے بلکہ خلق عظیم کے ساتھ ہے اور خدا جانتا ہے انکو کہ کون گمراہ
ہوئے ہیں راہ سے اور جو کہ محمد اور علی کے حق میں بیہودہ باتیں کہتے ہیں خدا جانتا ہے راہ سے ہدایت پانیوالوں کو یعنی علی بن ابیطالب کو اور محمد بن سلیمان روایت
کی ہے کعب بن عجرہ اور عبد اللہ بن مسعود سے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا کی مجلس مبارک میں حاضر تھے ایک شخص نے علی بن ابیطالب کے حال سے سوال کیا اور فضائل
اور مراتب انکے دریافت کئے رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علی بن ابیطالب اسلام میں تم سب سے مقدم ہے اور کوئی مرد اس سے پہلے ایمان [illegible]
ہے اور ایمان علی کا تمہارے ایمان سے زیادہ ہے اور علم اسکا تمہارے علم سے فزوں ہے اور حلم اسکا تمہارے حلم سے غالب ہے اور غصہ اسکا دین میں اور شرع کے احکام میں
تمہارے غصہ سے زیادہ ہے اور [illegible] اور علم اسکا سب سے [illegible] ہے اور تعلیم کرنیوالا اسکا [illegible] اپنی علوم اور راز اپنے اسکے سینہ میں رکھے ہیں اور سر دین اسکے سپرد
[illegible] ہیں اور وہ خلیفہ میرا اور دنیا میں [illegible] رہنیوالا [illegible] وزیر میرا ہے [illegible] کہتا ہے کہ کلام رسول خدا صلعم کا جس وقت یہاں تک پہنچا تو بعضے منافقوں نے
کہا کہ علی بن ابیطالب نے محمد کو اپنی محبت میں فریفتہ کیا ہے یہاں تک کہ انکی حق میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی ہے اپنی سب امور اسکے سپرد کئے اور اسکو اپنی قرابت کی جگہ
مقرر کیا ہے سو [illegible] تو خدا تعالی نے واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا کے یہ آیت نازل کی کہ تو ایسا نہیں ہے جیسے یہ منافقین کہتے ہیں اور خطاب
کرتا ہے اپنے حبیب کی طرف فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ پس فرمانبرداری نکر تو جھٹلانیوالوں کی یعنی مشرکین کی کہ توحید کو خدا کی جھٹلاتے ہیں اور تیری
نبوت کا انکار کرتے ہیں اور تجھکو اپنی باپ دادا کے دین کی طرف بلاتے ہیں انکے کہنے کو نہ مان وَدُّوا دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لَوْ تُدْهِنُ
اگر نرمی کرے تو انکے ساتھ اور شرک سے انکو تو منع نکرے تو فَيُدْهِنُونَ پس وہ بھی نرمی کریں اور دین حق پر طعنہ نکریں یا یہ کہ دوست رکھتے ہیں کہ تو ان کی
[illegible] موافقت کرے شرک میں کہ کبھی تو انکے معبودوں کی پرستش کرے تو وہ بھی تیرے ساتھ نرمی کریں وَلَا تُطِعْ اور نہ فرمانبرداری کر تو كُلَّ حَلَّافٍ ہر
اور جھوٹی قسم کھانیوالے کی کہ بے پروائی سے ہر طرح کی قسم کھاتا ہے اور مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے کہ وہ بیباک اور ناپاک تھا جھوٹی قسم کھاتا مَّهِينٍ خوار اور
حقیر اور خفیف عقل اور تدبیر میں اور رایہ کے آدمیوں کی نظروں میں خوار هَمَّازٍ بہت عیب کرنیوالا لوگوں کا پیٹھ پیچھے اور طعنہ کرنیوالا آدمیوں کو مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ
بہت چلنیوالا چغلخوری میں درمیان آدمیوں کے یعنی ایک کی بات اس سے کہتا تھا اور اسکی بات اس سے کہتا تھا اور اس سبب سے درمیان آدمیوں کے نزاع ڈالدیتا تھا اور کہتے
ہیں کہ وہ ولید بن مغیرہ تھا اور [illegible] مَّنَّاعٍ بہت منع کرنیوالا لِّلْخَيْرِ واسطے نیکی کے یعنی اپنی مال کو لوگوں سے منع کرتا تھا اور
کسیکو کچھ نہیں دیتا تھا مستحق کو نہ غیر مستحق کو [illegible] اور یا یہ کہ منع کرنیوالا ایمان کا ہے کہ جو بہترین اعمال ہے اور کہتے ہیں کہ ولید بڑا
مالدار تھا اور دس اسکے بیٹے تھے انکو کہتا تھا کہ جو کوئی تم میں سے اسلام کو قبول کرے گا اسکو کچھ نہ دونگا اور کہتے ہیں کہ مال اپنا رسول خدا کے پیش کرتا تھا تاکہ وہ حضرت اپنے
دین سے پھر جاویں اور [illegible] اپنی کچھ نہیں دیتا تھا مُعْتَدٍ حد سے گذرنیوالا ظلم میں أَثِيمٍ بہت گناہ کرنیوالا یا زناکار عُتُلٍّ بدخو بدمزاج
سخت دل ترش رو اور بعضے کہتے ہیں کہ عتل وہ شخص ہے کہ لوگوں کو کھینچ کر قید اور عذاب کی طرف لیجاتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عتل وہ شخص ہے کہ بہت کھاتا ہو اور بہت
پیتا ہو [illegible] بَعْدَ ذَٰلِكَ پھر ان عیبوں کے جو کہ مذکور ہوئے ہیں زَنِيمٍ
حرامزادہ کہ باپ اسکا معلوم نہیں ہے اور [illegible] نے فرمایا کہ زنیم وہ ہے جسکی [illegible] یعنی ولدالزنا اور کہتے ہیں کہ ولید [illegible] برس کا ہوا تھا اور مغیرہ

بعد اٹھارہ برس کی عمر ہونیکے اسکو اپنے اوپر باندھ لیا اور اسکو اپنا بیٹا کر لیا تھا اور منقول ہے کہ یہ صفت اسکی کوئی نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی
اور بعضی تفسیر میں لکھا ہے کہ جسوقت آنحضرت نے یہ آیت قریش کی مجلس میں پڑھی تو ولید جو کہ اس آیت میں مذکور ہے اپنے میں جانتا تھا مگر حرامی ہونیکو
نہیں جانتا تھا اور جی میں کہتا تھا کہ میں سردار قریش کا ہوں اور باپ میرا مغیرہ مشہور و معروف ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ محمد جھوٹ نہیں کہتا ہے معلوم نہیں یہ امر کیونکر ہے
غضبناک ہو کر مجلس سے اٹھا اور شمشیر برہنہ کرکے اپنی ماں کے پاس آیا اور اسکو بہت ڈرایا اور کہا کہ سچ سچ بیان کر نہیں تو [illegible] کہا کہ باپ تیرا عنین تھا اور قابل نہ تھا اور
اسکے بھائی کے بیٹے بہت تھے انہوں نے اسکی میراث پر نظر ڈالی تھی اور کہتے تھے کہ اسکے بعد ہم مالک ہونگے مجھکو یہ کار ناشایستہ [illegible] اپنے غلام کو رغبت دلا کر اس
سے وہ فعل کرایا تو [illegible] تو فرزند اسی غلام کا ہے اور شبہہ نہیں کہ ناپاک نطفہ سے اکثر افعال بد [illegible] ہوتے ہیں [illegible] حدیث میں آیا ہے کہ
ولد الزنا بہشت میں داخل نہ ہوگا اور یہ حکم غالبیات میں سے ہے یعنی ولد الزنا مظنہ ہے کہ بہشت میں نہ جاوے اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ داخل نہ ہوگا بہشت
میں جواظ اور جعظری اور نہ عتل زنیم راوی نے پوچھا کہ جواظ کون ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ بہت جمع کرنیوالا مال کا اور منع کرنیوالا اسکا [illegible]
سے ہوا اور پوچھا کہ جعظری کون فرمایا کہ بد خو اور سخت مزاج اور سنگدل پھر پوچھا کہ عتل زنیم کون ہے فرمایا کہ فراخ شکم بد خلق اور بہت کھانیوالا اور بہت
پینے والا اور ستمگار ظالم پیشہ اور یہ تفسیر زنیم ولد الزنا کی ہی واسطے کہ ولد الزنا [illegible] اور ایک [illegible] فرمایا رسول خدا صلعم نے عتل زنیم
کی تفسیر میں کہ صحیح اور قوی بدن اور بہت کھانیوالا اور بہت پینے والا اور [illegible] اور ستمگار اور مردم آزار اور فراخ [illegible] تمام
عیب اسمیں ان کان ہونیکے ہے وہ ذا مال صاحب مال کا وبنین اور بیٹوں کا یعنی کثرت مال و اولاد اسکی تیری فرمانبرداری سے
اسکو منع کرتی ہے اور یہ علت ہے لا تطع کی اور ایک یہ صفت ہے اسکی اذا تتلی علیہ آیاتنا قال اساطیر الاولین جب پڑھی
جاتی ہیں اوپر اسکے آیتیں ہماری تو کہتا ہے کہ قصے پہلوں کے ہیں کہ جنکی کچھ اصل نہیں ہے یعنی اپنے مال و اولاد کے غرور سے ہماری آیتوں کو جھٹلاتا ہے سنسمہ
قریب ہے کہ نشان داغ کرینگے ہم اسکے یعنی ولید بن مغیرہ کے علی الخرطوم اوپر ناک کے [illegible] رسوائی اور خواری
اسکی کے یعنی اسکو خوار اور ذلیل کرینگے ہم اور [illegible] کسی پر پوشیدہ نہ رہیگی جیسے کہ داغ ناک کا کہ باعث فضیحت اور خواری کا ہے اور اسکو کسی طرح پوشیدہ
نہیں کر سکتے ہیں اور ناک پر داغ کرنا [illegible] فرمایا کہ چہرہ سب عضو میں اشرف ہے اور ناک چہرہ میں افضل ہے اور ناک کو خاک پر رگڑنا اور داغ کرنا ذلت اور خواری
سے مراد لیتے ہیں اور جسوقت آدمی تکبر کرتا ہے تو ناک چڑھاتا ہے پس داغ دینا ناک پر باعث [illegible] تکبر کا اور [illegible] حاصل ہونیکا رسوائی اور خواری کا ہے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس داغ سے زخم شمشیر کا ہے کہ روز جنگ بدر اسکی ناک پر لگا تھا اور اثر اسکا ہمیشہ باقی رہا جبتک کہ وہ زندہ تھا اور [illegible]
نہایت بخیل اور [illegible] تھا خدا تعالی فرماتا ہے کہ انا بلوناهم تحقیق کہ ہمنے آزمایا ہے اہل مکہ کو [illegible] بلا میں [illegible] کہ قحط ان پر نازل کیا بعد اسکے کہ
انکو کثرت سے نعمت اور دولت دی تھی اور انہوں نے اسکی ناشکری کی اور یہ بلا پیغمبر کی دعا سے نازل ہوئی چنانچہ [illegible] جنگ احد میں کئی مسلمان شہید
ہوئے اور حضرت حمزہ نے بھی شربت شہادت کا پیا تو رسول خدا صلعم نہایت غمگین ہوئے اور دعا کی کہ خداوندا [illegible]
یہ دعا حضرت کی قبول کی اور فرمایا کہ تحقیق آزمایا ہمنے یعنی معاملہ آزمانیوالوں کا سا کیا ہمنے [illegible] کما بلونا جیسے آزمایا ہے
اصحاب الجنۃ صاحبوں باغ کو اور باغ والوں کا قصہ ابن عباس سے اس طرح منقول ہے کہ [illegible] ابن عباس نے کہا کہ ایک قوم [illegible]
بیان کرتی ہیں کہ اگر بندہ گناہ کرتا تو اسکے سبب رزق سے محروم ہوجاتا ابن عباس نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اسکے کہ یہ امر
کتاب خدا میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے چنانچہ خدا تعالی نے سورہ ن والقلم میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص [illegible] ایک باغ تھا اور وہ [illegible] میں
رہتا تھا اور [illegible] اور وہ شخص جبتک کہ حق [illegible]
نہیں [illegible] باغ تھا [illegible]
درختوں سے جھاڑ کر انکو کھلاتا تھا وہ مر گیا تو اسکے بیٹے اس باغ کے مالک ہوئے اور [illegible]

کردہ میں لکھا اور سکی نیابت میں حکم فرمایا اور ہمیشہ وحی بھیجا اور جاری کہا اور ایک امر نہیں کر کے نصیب سے محروم نکیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت اوسوقت نازل ہوئی کہ جسوقت
رسولخدا قوم ثقیف کے واسطے بدعا کرنا چاہتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ صبر کر اور دعا کو توقف میں ڈالو کہ اس کلام سے صبر سے درست ہوتے ہیں اور اسکی برکت سے مقاصد دنیا اور
آخرت کے حاصل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قوم نے ایک جماعت کو کہ چشم بد پہنچانے کے ساتھ مشہور تھی طلب کیکے کہا کہ تم رسولخدا کو چشم بد پہنچاؤ اور انھی بہت
وعدے کیے کہ ہم تمکو بہت سا دینگے اور بیچشمی انکی ایسی تھی کہ اگر ارادہ گوشت کھانے کا کرتے تو لونڈی کو اپنی کہتے کہ زنبیل لیکر ہمارے ہمراہ چل اور وہ باہر نکلکر اگر کوئی اونٹ یا گاو
یا گوسفند فربہ پاتے تو کہتے کہ کیا اچھا ہی یہ اور بہت سمین نہیں دیکھا ہے اوسیوقت وہ گر پڑتا اوسکا مالک اسکو اگر ذبح کرتا تو ہم اسمیں سے حصہ لیتے اور کہتے ہیں کہ اگر ارادہ کسیکی ہلاک
کرنیکا کرتے تو تین روز تک کچھہ نکھاتے اور بعد اسکے نظر اوسپر ڈالتے اوسیوقت وہ مرجاتا اور انمیں ایک ایسا تھا کہ جسپر وہ نظر ڈالتا اوسیوقت وہ گر پڑتا یا مرجاتا یا مقتول ہوتا
اور انمیں سے کوئی خیمہ سے باہر نہیں نکلتا تھا اور جسوقت خیمہ میں اونٹ گذرتا تو جو کچھہ کہتا تھا کہ وہ نظارہ کریں تو جمعہ کو وہ لوگ آئے اور رسولخدا صلعم کے سامنے کھڑے ہوئے اور وہ
حضرت قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور وہ لوگ حضرت کی طرف نگاہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا فصیح ہی اور کیا خوب صوت ہے کہ ایسا ہم نے نہیں دیکھا ہی فصاحت اور بلاغت
اور خوبی صوت میں اور بہتر ہی اور خدا تعالی اپنے حبیب کو انکی چشم بد سے محفوظ رکھتا تھا اور یہ آیت نازل کی کہ **وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** اور تحقیق قریب تھا
وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور یہ اِن مخففہ ہی اِنّ مثقلہ کا اور تقدیر اسکی ایسی ہی کہ اِنّہ یعنی اور تحقیق قریب تھا وہ لوگ کہ کافر ہوئے **لَیُزْلِقُوْنَکَ** البتہ پھسلاویں وہ تجھکو اور
ہلاک کریں **بِاَبْصَارِهِمْ** ساتھ آنکھوں اپنی کے **لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ** جسوقت کہ سنا انہوں نے قرآن کو تجھسے **وَیَقُوْلُوْنَ** اور کہتے تھے وہ سبب کمال
حیرت اور تعجب کے **اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ** تحقیق وہ مرد دیوانہ ہی کہ خلاف عادت ان کی ایسا سنتا ہی یا اسکے پاس جن ہے کہ اسکو تعلیم کرتا ہی **وَمَا هُوَ** اور
حال یہ ہے کہ نہیں ہی وہ قرآن **اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ** مگر نصیحت واسطے عالم کے لوگوں کی یا یہ کہ نہیں ہے محمد مگر شرف واسطے عالم کے لوگوں کی یاد دلانیوالا ہے
احکام خدا کا انکی واسطے اور دوسری وجہ میں منقول ہے کہ رسولخدا مسجد میں بیٹھے ہوئے قرآن پڑھتے تھے اور یہ جماعت بدچشموں کی مسجد کے باہر کھڑی ہوئی انتظار کرتی تھی کہ
وہ حضرت مسجد کے باہر آویں تو چشم بد پہنچاویں اسوقت جبرئیل آئے اور یہ آیت لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ آیت تلاوت فرمایا کہ انکی چشم بد سے محفوظ رہیں حضرت نے یہ
آیت پڑھی اور مسجد کے باہر تشریف لائے جسوقت نظر انکی حضرت کی چہرۂ مبارک پر پڑی تو بےاختیار ہوکر زمین پر گر پڑے اور وہ حضرت بسلامت انکی طرف سے گذر کر چلے گئے
اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ چشم بد اونٹ کو دیگ میں پہنچاتی ہی اور مرد کو قبر میں اور اسما بنت عمیس کہتی ہی کہ میں نے رسولخدا صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ فرزندان
جعفر کو چشم بد بہت پہنچتی ہی کوئی تعویذ اونکے واسطے لکھوں فرمایا ہاں اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرتی اور غالب ہوتی تو وہ چشم بد ہی تم ہوتا اور فرمایا رسولخدا
صلعم نے کہ ہاں چشم بد حق ہے اور حیوان پشت اسپ اور حسن بصری سے منقول ہے کہ دوا چشم زخم کی نہیں ہی مگر تلاوت اس آیت کی اور منقول ہے کہ ایک روز
رسولخدا صلعم کا گذر بقیع میں ہوا فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم کہ آدھے اہل قبر یہاں کے چشم زخم سے مرے ہیں اور علماء کا چشم زخم میں اختلاف ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل
نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ممکن ہی اور ہوسکتا ہی اور یہی زیادہ مشہور ہے کہ ہو سکتا ہے اور جو علماء کہ اسکو ممکن نہیں جانتے ہیں وہ اس آیت کے معنی میں کہتے ہیں کہ وہ
ایسے کفار زیادتی عداوت اور شدت بغض سے جو تیری طرف نگاہ کرتے ہیں تیرے قدموں کو اپنی جگہ سے پھسلا دیں اور تجھکو زمین پر گرا دیں اور ہلاک کریں جسوقت کہ تو
قرآن کی تلاوت کرتا ہی یعنی اسکا سننا موجب اونکے بغض کا ہوا ہی اور تیری حقارت کرکے کہتے ہیں کہ یہ البتہ دیوانہ ہے **سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ** یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں
اکاون آیتیں ہیں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورۂ الحاقہ کو بہت پڑھو کہ اسکا پڑھنا فرایض اور نوافل میں موجب تمامی ایمان کا ہی خدا اور رسول پر اور اسکی پڑھنے
والے کا ایمان ہرگز زائل نہوگا یہانتک کہ وہ بہشت میں پہنچے بلند اور رحمٰن رحیم کے نام سے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَاقَّةُ** ساعت حق کہ وہ قیامت ہی
یا پہچانی جاتی ہیں اسمیں حقیقتیں چیزوں کی یا ثابت ہوں اسمیں امور حق مثل حساب اور ثواب اور عذاب کے اور حاقہ نام قیامت کا ہے اور یہ حاقہ مبتدا ہی اور خبر اسکی بعد اسکے ہی اور وہ
یہ ہی کہ **مَا الْحَاقَّةُ** کیا ہی حاقہ اور اصل اسکی ایسی تھی کہ اور مظہر موضع ضمیر کے ساتھ لایا ہے واسطے بزرگ ہونے اسکی شان کے اور اسکی ہولناکی عظیم
کے واسطے آیا ہے **وَمَاۤ اَدْرٰىكَ** اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ **مَا الْحَاقَّةُ** کیا ہی حاقہ یعنی وہ ساعت کہ جسکا واقع ہونا حق ہے یعنی تو اسکی حقیقت کو نہیں جانتا ہے
اسواسطے کہ وہ بزرگتر ہی اس سے کہ کسیکی دریافت اسکو پہنچے اور بعد اسکے حال جھٹلانیوالوں کا بیان کرتا ہی واسطے یاد دلانے اور خوف دلانے کے اہل مکہ کو اور انجام کار جھٹلانیوالوں کا بتلاتا ہے

الربع

سورۃ الحاقہ ۵۲ آیات

كذبت ثمود وعاد جھٹلایا قوم ثمود اور عاد نے اور تکذیب کی انہوں نے بالقارعة ساتھ کھڑکھڑانے والی کے کہ وہ قیامت ہے اور کھٹکھٹانے والی ہے
لوگوں کو دہشت سے اور آسمانوں کو پھٹنے سے اور زمین کو اور پہاڑوں کو ریزہ کرنے سے اور ستاروں کو دھندلا کرنے سے فاما ثمود پس لیکن قوم ثمود کہ قوم صالح پیغمبر کی تھی فاهلكوا
پس ہلاک کئے گئے وہ بالطاغية بسبب زیادتی اور حد سے بڑھ جانے کے اور طاغیہ مصدر ہے مثل عاقبت اور عافیت کے یا اسم فاعل ہے بحذف محذوف یعنی بسبب
زیادتی طاغیہ کے جو ان میں سے کہ وہ قدار بن سالف اور یار اس کے ہیں کہ ناقہ صالح کو انہوں نے پے کیا تھا یا ساتھ چیخ کے کہ حد سے گزر گئی تھی کیفیت میں کہ مثل اس کے نہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا
اور وہ چیخ جبرئیل کی تھی اور زلزلہ واما عاد اور لیکن قوم عاد کہ قوم ہود کی تھی فاهلكوا پس ہلاک کئے گئے وہ بريح صرصر ساتھ باد تند کے
نہایت سرد تھی اور اس کی آواز سخت تھی اور یا یہ کہ بہت سخت آواز والی تھی عاتية حد سے گزر گئی اور حکم سے باہر ہوئی کہ خزانہ داروں کے ہاتھ سے نکل گئی اتنی بہت [illegible]
آئی تھی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ذرہ ہوا اور قطرہ پانی کا نہیں بھیجا جاتا دنیا میں مگر وزن اور مقدار معلوم کے ساتھ لیکن قوم نوح
اور قوم ہود کے پانی اور ہوا زیادتی کی [illegible] قوم نوح کی قوم کو تو کہا انا لما طغى الماء حملناكم في
الجارية یعنی جب زیادتی کی پانی نے تو اٹھا لیا ہم نے تم کو بیچ کشتی کے اور قوم ہود کی ہوا کے بیچ میں فرمایا ہے [illegible] سخرها عليهم غالب کیا
خدا نے اس ہوا کو اوپر ان کے اور بھیجی سبع ليال سات رات وثمانية ايام اور آٹھ دن ایک چہارشنبہ کی صبح سے دوسرے چہارشنبہ کی شام تک
حسوما پے در پے یعنی سات رات اور آٹھ دن پے در پے [illegible] کی صفت واقع ہوا ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قطع کرنے والے تھے وہ رات اور دن اس کو کہ نہیں چھوڑا انہوں نے باقی [illegible] اور بعضے کہتے ہیں کہ حسوما مصدر ہے اور اس صورت میں مفعول لہ
واقع ہوا ہے فعل محذوف کا [illegible] کی صفت ہے اور تقدیر اس کی تحسمهم حسوما ہے اور ان ایام کو ایام عجوز بھی کہتے ہیں [illegible] کہتے ہیں
اور ایام عجوز اس واسطے کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا قوم عاد کی اس ہوا کے خوف سے سرنگ میں چھپ گئی تھی اور آٹھویں دن ہوا اس کو [illegible]
اور مار ڈالا اور بعضے کہتے ہیں کہ ان کو ایام عجز [illegible] آٹھ دن [illegible] اور نام ان ایام کے یہ ہیں
اول صن اور دوسرا صنبر اور تیسرا وبر اور چوتھا مطفی الجمر اور پانچواں مکفی الظعن اور چھٹا آمر اور ساتواں مؤتمر اور آٹھواں معلل [illegible]
زحل سے سات رات اور آٹھ دن نحس ہو گیا تھا یہاں تک کہ وہ لوگ قوم عاد کے ہلاک ہوئے فترى القوم پس دیکھتا تو قوم عاد کو اگر وہاں موجود ہوتا فيها
ان دنوں میں صرعى پڑے ہوئے مردہ [illegible] واقع ہوا یعنی وہ لوگ قوم عاد مرے ہوئے پڑے تھے كانهم گویا وہ پڑے ہوئے بدن ہیں جیسے اعجاز نخل تنہ
لکڑی کھجور کے ہیں خاوية [illegible] خالی [illegible] اور کہتے ہیں ان کے قد کا طول [illegible] گز کا تھا [illegible] خدا تعالی نے [illegible] کھجور کے
ان کو تشبیہ دی ہے فهل ترى لهم پس کیا دیکھتا ہے تو واسطے ان کے من باقية کوئی باقی اور باقیہ مصدر ہے مثل طاغیہ کے [illegible] استفہام
اس آیت میں انکاری ہے یعنی کوئی باقی نہیں رہا [illegible] اور اب فرعون کا حال بیان کرتا ہے اور ان لوگوں کا کہ جو اس سے پہلے تھے بعد قوم عاد و ثمود کے وجاء
فرعون ومن قبله اور آیا فرعون اور وہ لوگ کہ پہلے اس سے تھے اور اہل بصرہ اور کسائی نے [illegible] پڑھا ہے یعنی آیا فرعون اور جو لوگ کہ نزدیک
اور متصل اس کے تھے اس سے پہلے والمؤتفكات اور الٹی ہوئی بستیوں والے کہ وہ بستیاں قوم لوط کی تھیں بالخاطئة ساتھ خطا اور گناہ کرنے کے کہ وہ
شرک ہے اور سب گناہوں سے بڑا ہے اور سوا اس کے اور گناہ بھی وہ کرتے تھے اور یہ بھی مصدر ہے فعصوا پس نافرمانی کی ان لوگوں نے رسول ربهم پیغمبر پروردگار
اپنے کی فاخذهم پس پکڑا ان کو خدا نے اخذة رابية پکڑنا سخت [illegible] زیادہ سخت تھا [illegible] عذاب کیا بسبب زیادتی ان کے اعمال کی بد کے
انا تحقیق ہم نے لما طغى الماء جس وقت کہ طغیانی کی پانی نے اور حد معتاد سے گزرا تو حملناكم اٹھایا ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپوں
کو کہ ان کی صلبوں اور پشتوں میں تھے بیچ کشتی کے یعنی اٹھایا ہم نے تمہارے باپوں کو في الجارية بیچ کشتی [illegible]
اٹھایا ہم نے کشتی نوح کی لنجعلها تا کہ کریں ہم اس فعل کو کہ وہ نجات مؤمنوں کی ہے اور ڈبونا کافروں کا لكم تذكرة واسطے تمہارے [illegible]
دلالت کرنے والی حکمت پر صانع عالم کی اور اس کی کمال قدرت اور رحمت پر وتعيها اور تاکہ نگاہ رکھے اس نصیحت کو اذن واعية کان نگاہ رکھنے والا [illegible]

سب نیچے کوہی کہیت ہیں انکے سموں سے زانوں تک اسقدر فاصلہ ہو کہ جسقدر ایک آسمان و دوسرے آسمان تک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش کے اٹھانیوالے آٹھ فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ مثل طبق دنیا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ مراد عرش سے علم ہو اور اٹھانیوالے اسکے آٹھ ہیں چار اولین سے اور چار آخرین سے چار پہلوں میں نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور چار پچھلوں میں محمد اور علی اور حسن اور حسین علیہم السلام ہیں **یومئذ تعرضون** اس دن پیش کیے جاؤ گے تم خدا کے آگے حساب کے لیے کہ **لا تخفی منکم** پوشیدہ رہے خدا پر تم میں سے تمہاری گفتار و کردار میں سے **خافیة** کوئی پوشیدگی اور خافیہ مصدر ہے یعنی خدا تعالیٰ تمہاری پوشیدگیوں پر مطلع ہے اور پیش کرنیسے اسکو غرض نہیں ہے کہ تمہارے اعمال پر اطلاع حاصل ہو بلکہ واسطے ظاہر کرنے عدل کے پیش کیے جاؤ گے اور تمہارے احوال کے لوگوں پر ظاہر کرنیکے واسطے پیش کرینگے اور اسکی تفصیل بیان کرتا ہو کہ **فاما من اوتی** پس لیکن جو کوئی کہ دیا گیا **کتابه** کتاب اسکی یعنی نامۂ اعمال اسکا **بیمینه** داہنے ہاتھ اسکے تو **فیقول** پس کہیگا وہ خوشی کر قیامت کے لوگوں کو کہ **هاؤم** لو پکڑو تم نامۂ اعمال میرا اور **اقرؤا کتابیه** پڑھو تم نامۂ اعمال میرا کہ ایک بھی اعمال بد نہیں ہے کہ جسکو ظاہر کرنے سے مجھکو شرم ہو اور خجالت شرمندہ ہو جاؤں اور ہاؤم اسم فعل ہے اور واحد اسکا ہا ہے اور مفعول اسکا کتابیہ ہے بموجب قاعدہ دلالت نہ کرنے کہ مفعول کو حذف کیا گیا اور ہا کتابیہ میں سکتہ کیواسطے ہے اور منقول ہے کہ وہ کتاب اعمال کی ہوگی اور مضمون اسکا خوشخبری ہوگی بہشت میں جانیکی خدا تعالیٰ کیطرف سے کہ وہ کتاب والا کہیگا سے لوگوں سے کہیگا کہ **انی ظننت** تحقیق میں یقین کرتا تھا دنیا میں **انی ملاق** یہ کہ تحقیق میں ملاقات کرنیوالا ہوں اور دیکھنیوالا ہوں **حسابیه** حساب اپنا کا کہ میں جانتا تھا کہ ضرور میرا حساب ہوگا اور دنیا میں حساب کے خوف سے گناہوں سے پرہیز کرتا تھا اور ظن سے یہاں معنی یقین ہے اور بعضے یہاں اس طرح کا استعمال ہوتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ظن دو قسم کا ہوتا ہے ظن یقین کا اور ظن شک کا پس جو ظن کہ دنیا کے امر میں ہے وہ ظن شک کا ہے اور جو ظن کہ قیامت کے امر میں ہے وہ ظن یقین کا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر گروہ کا حساب انکے زمانہ کا امام لیگا اور آئمہ علیہم السلام اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانینگے انکی علامتوں سے اور یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ و علی الاعراف رجال یعرفون اور وہ آئمہ علیہم السلام ہیں کہ پہچانینگے سبکو انکی علامتوں سے پس دینگے اپنے دوستوں کو نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھوں میں پس گزر کرینگے وہ طرف بہشت کے بدون حساب کے اور دینگے اپنے دشمنوں کو نامۂ اعمال انکے دست چپ میں پس جائینگے وہ طرف دوزخ کے بدون حساب پھر جب وہ پکڑینگے دست راست میں نامۂ اعمال اپنے کو تو اپنے بھائیوں سے کہینگے کہ هاؤم اقرؤا کتابیه انی ظننت انی ملاق حسابیه **فهو فی عیشة راضیة** پس وہ دست راست میں نامۂ اعمال دیا گیا ہے زندگانی پسندیدہ ہوگا یعنی زندگانی پسندیدگی سے اور یہاں راضیہ بصیغہ اسم فاعل ہے یعنی اسم مفعول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ عیش صاف اور خالص کہ نزدیک کیا گیا ہو تعظیم اور بزرگی سے اور رہیگا وہ شخص **فی جنة عالیة** بیچ بہشت بلند کے کہ مکان اسکا بلند ہوگا بہشت میں اور پہنچینگے **قطوفها دانیة** میوے اسکے جتنے چاہیں دیکھ ہونگے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کے کہ لیٹا ہوا بھی جو وقت چاہیگا میوہ انکے منہ میں پہنچیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد نزدیک ہونے سے یہ ہے کہ جس وقت بہشتی میوہ لیں تو دوسرا میوہ اسکی جگہ دوسرا موجود ہو جائیگا اور عطاء بن یسار نے سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا وہ شخص کہ جسکے ہاتھ میں چٹھی پروانگی کی ہوگی خدا کیطرف سے اور اسمیں لکھا ہوا ہوگا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب من اللہ لفلان بن فلان ادخلوه فی جنة عالیة قطوفها دانیة یعنی ساتھ نام خدا مہربان بخشنے والے کے نوشتہ ہے خدا کی جانب سے واسطے فلان پسر فلان کے داخل کرو تم اسکو بہشت بلند میں کہ میوے اسکے نزدیک ہونگے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کیواسطے پس رضوان داروغہ بہشت ان بہشتیوں کو کہیگا **کلوا** کھاؤ تم **واشربوا** اور پیو تم شربت و دوا شراب سے اور خوشی سے **هنیئا** گوارا اور خوشحالی اور هنیئا حال واقع ہوا ہے اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے فعل محذوف کا یعنی هنئتم هنیئا اور معنی اسکے یہ ہیں کہ گوارا ہو تمکو گوارا ہونا کہ جسمیں احتیاج نہو فضلات کے نکالنے کی مثل بول و براز کے اور منقول ہے حدیث میں کہ مومن جسقدر بہشت میں کھانا کھائیگا اسکو پسینا ہوکر بدن سے نکل جائیگا اور خوشبو اسکی مشک و عنبر سے زیادہ ہوگی و ملائکہ اسکو کہینگے کہ نہایت ذوق و شوق سے بہشت کی نعمتیں کھاؤ اسلئے کہ **بما اسلفتم** بسبب اسکے جو پہلے بھیجے تم نے اعمال نیک **فی الایام الخالیة** بیچ دنوں گزرے ہوئے کے دنیا میں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایام خالیہ سے مراد روزہ کے دن ہیں کہ ان دنوں میں آپ کو طعام سے خالی رکھتے تھے یعنی کھانا اور پینا ترک کیا اور بعوض اسکے کہ باز رکھا ہے نفس اپنے کو کھانے اور پینے سے دنیا میں واسطے رضامندی خدا کے اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے

جھٹلانیوالوں اور دشمنوں میں سے تھا مسجد الحرام کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور ہنسی اڑاتے ٹھٹھے کی راہ سے کہا کہ اے خدا اگر محمد صلعم حق پر ہے اور جو کچھ کہتا ہے وہ تیری پاس سے ہے تو ہم پر پتھر برسا
یا عذاب دردناک میں ہمکو گرفتار کر حق تعالیٰ نے یہ آیہ نازل کی کہ **سَأَلَ سَائِلٌ** سوال کیا ایک سوال کرنیوالے نے **بِعَذَابٍ وَاقِعٍ** ساتھ عذاب
واقع ہونیوالے کے کہ ثابت ہے **لِلْكَافِرِينَ** واسطے کفر کرنیوالوں کے وہ قتل ہے بدر میں دنیا میں اور عذاب دوزخ ہے آخرت میں **لَيْسَ لَهُ** نہیں ہے واسطے اوس عذاب کے
دَافِعٌ کوئی دفع کرنیوالا **مِنَ اللَّهِ** خدا سے یعنی وہ عذاب خدا کی طرف سے واقع ہونیوالا ہے اور اسکو کوئی دفع نہیں کر سکتا ہے جسوقت خدا نے اسکو نازل کیا ہو وہ خدا کہ
ذِي الْمَعَارِجِ صاحب درجوں بلند کا ہے اور اہل مدینہ اور ابن عامر نے سال کو بغیر ہمزہ کے پڑھا ہے اور یہ آیت صحیح ہے کہ امیر المومنین کی خلافت کے مقدمہ
میں نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر نقاشی اور جواہر العقدین نور الدین سمہودی میں کہ یہ کتابیں اہلسنت کی ہیں اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے روایت
کی ہے کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے پوچھا کہ سال سائل کسکے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا کہ تو نے ایسے مسئلہ سے سوال کیا کہ پہلے تجھ سے کسی نے اس مسئلہ سے
سوال نہیں کیا تھا روایت کی مجھ سے جعفر بن محمد الصادق نے اپنے آباؤں سے کہ جسوقت رسولخدا نے غدیر خم میں لوگوں کو جمع کیا اور علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ من کنت مولاہ
فعلی مولاہ یہ خبر مشہور ہوئی شہروں میں پس حارث بن نعمان فہری اسوقت اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں آیا اور اونٹ سے پیادہ ہو کر رسولخدا صلعم کی خدمت میں
حاضر ہو کر نزاع شروع کیا اور کہا کہ اے محمد صلعم ہمکو تو نے کلمہ شہادت کا حکم دیا ہمنے قبول کیا اور نماز پنجگانہ کا تو نے ہمکو حکم دیا ہمنے اسکو قبول کیا اور حکم کیا تو نے ہمکو
ایک مہینے کے روزہ کا وہ بھی ہمنے منظور کیا اور پھر بھی تو راضی نہ ہوا یہانتک کہ بلند کیا تو نے اپنے چچا کے بیٹے کے ہاتھ کو اور فضیلت دی تو نے اسکو ہم پر اور کہا تو نے کہ من کنت مولاہ
فعلی مولاہ یہ کلام تو نے اپنی جانب سے کہا ہے یا خدا کی جانب سے ہے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ نہیں ہے سوا اسکے کوئی خدا کہ یہ امر خدا کی جانب سے ہے پس حارث نے
یہ سنکر اپنی پشت پھیری اور اپنے اونٹ کی طرف روانہ ہوا اور کہتا تھا کہ اے خدا جو کچھ محمد کہتا ہے اگر یہ حق ہے تو ہم پر پتھر برسا یا بھیج تو ہمپر عذاب دردناک ہنوز وہ شخص اپنے اونٹ
تک نہ پہنچا تھا کہ پتھر آسمان سے نازل ہو کر اسکے سر پر لگا اور مقعد میں سے باہر نکل گیا پس نازل ہوا یہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذی المعارج
اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں بھی روایت ذکر کی ہے لیکن بسبب تعصب کے پتھر کے نازل ہونیکا ذکر نہیں کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے
حق میں نازل ہوئی انہی نے کہا تھا کہ اگر محمد حق پر ہے تو اے خدا آسمان سے ہمپر پتھر برسا **تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ** اور چڑھتے ہیں فرشتے **وَالرُّوحُ** اور جبرئیل اور
جبرئیل کا ذکر اسواسطے خاص کیا کہ عظمت اور بزرگی اسکی خدا کے نزدیک بہت ہے اور وہ سردار ملائکہ کے گروہ کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ روح ایک اور فرشتہ ہے کہ وہ
جبرئیل سے بھی زیادہ بزرگ ہے حاصل یہ ہے کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح **إِلَيْهِ** طرف اسکی یعنی طرف عرش خدا کے **فِي يَوْمٍ** بیچ اس دن کے **كَانَ**
مِقْدَارُهُ ہے مقدار اسکی **خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ** پچاس ہزار برس دنیا کے برسوں سے تمہارے یعنی اگر آدمی روانہ ہوویں زمین سے اس مقام تک کہ
جہاں فرشتے ایک روز میں جاتے ہیں تو وہ پچاس ہزار برس میں وہاں پہنچیں اور کہتے ہیں کہ مراد یوم قیامت کا روز ہے یعنی ملائکہ اور روح چڑھینگے عرش خدا پر اس دن کہ
جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ یہاں سے عرش تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے اسواسطے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے اور
آسمان سے دوسرے آسمان تک اور ایسا ہی فاصلہ ہر آسمان کا ہے اور کرسی اور عرش بھی ایسے ہی ہیں لیکن سب ملا کر پچاس ہزار برس نہیں کہہ سکتے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے
حساب لینا ہے خلقت کا قیامت کے روز کہ اس مقدار میں حساب لیا جائیگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اگر سوائے خدا کے کوئی اور حساب لینے میں مشغول
ہوتا تو پچاس ہزار برس میں حساب لیتا اور لیکن خدا ایک ساعت میں حساب خلقت کا لیگا اور دوسری روایتیں آنحضرت سے منقول ہے کہ یہ روز ہنوز نصف کو نہ پہنچیگا کہ سب کا حساب
ہو چکیگا اور بہشتی بہشت میں چلے جاوینگے اور دوزخی دوزخ میں اور کسی نے رسولخدا صلعم سے کہا کہ کیا دراز ہے یہ دن فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمد کی جسکے قبضہ میں ہے وہ روز
مومنین پر بہت سبک کیا جائیگا یہانتک کہ ایک نماز واجب کے ادا کرنے سے زیادہ سبک ہوگا جس نماز کو کہ تم دنیا میں ادا کرتے ہو اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قیامت میں پچاس
موقف ہیں اور ہر موقف ہزار برس کا ہے لیکن وہ اوّل سے معلوم ہوتا ہے کہ درازی مومنین کو معلوم نہ ہوگی اور بعضے اس آیت کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مقدار اول نازل ہونا ملائکہ کا
دنیا میں واسطے احکام اور قضائے الٰہی کے اور آخر عروج اور اوپر چڑھنے تک پچاس ہزار برس ہیں اور بعد اسکے قیامت ہے پس موافق اس قول کے مقدار زمانہ دنیا کی پچاس ہزار برس ہے
لیکن سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے کہ کسقدر مدت گذری ہے اور کسقدر باقی ہے اور ابن عباس کے نزدیک یہ ہے کہ مراد اس سے سختی روز قیامت کی ہے وہ سختی کافروں کو ایسی ہے کہ گویا ہوا انکو پچاس ہزار برس

آدمی میں ہو بخیلی ہو کہ دینے سے اسکو منع کرے اور بے صبری وہ نامردی ہو کہ دل کو اسکی جگہ سے کھینچا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہلوع ایک جانور ہے کہ وہ قاف کی پشت پر ہے ہر روز
سات صحرا کو گھانس سے خالی کرتا ہے یعنی تمام گھانس اُنکی کھا جاتا ہے اور سات دریا کا پانی پیتا ہے اور سیری اور گرمی اُسے حاصل نہیں ہوتا ہے اور شب فکر میں
رہتا ہے کہ کل کو کیا کھاؤنگا پس حق تعالیٰ نے بے صبری اور اندیشہ روزی میں انسان کو اُس جانور کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور بعضے ایک عالم سے تفسیر ہلوع کی پوچھی تو
کہا کہ اس سے زیادہ کیا تفسیر اُسکی واضح ہوگی جو کہ خدا فرماتا ہے کہ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جس وقت کہ پہنچتی ہے اُسکو برائی مثل فقر اور فاقہ اور مرض تو جَزُوْعًا
بہت بے صبری اور فریاد کرنیوالا ہے اور شب و روز جزع اور فزع میں اوقات بسر کرتا ہے وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ اور جس وقت پہنچتی ہے اُسکو بھلائی اور نیکی مثل تونگری اور
تندرستی کے تو مَنُوْعًا منع کرنیوالا اپنے نفس کو طاعت خدا اور مال کے خرچ کرنے سے راہ خدا میں پس ہلوعًا اور جزوعًا حال واقع ہوئے ہیں اور مراد اس آیت کے مضمون
سے یہ ہے کہ انسان بے صبر اور منع کرنے میں ایسا مشہور اور معروف ہے کہ گویا اسی پر پیدا کیا گیا ہے اور گویا یہ اُسکی صفات فطرتیہ غیر مختاریہ میں سے ہے اور حقیقت میں
خدا تعالیٰ نے ان صفات پر پیدا نہیں کیا ہو اور دلیل اسپر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ [illegible] اس سے مستثنیٰ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ مگر نماز پڑھنے والے یعنی سب
آدمی ان وصف پر قائم رہتے ہیں مگر نماز کے ادا کرنیوالے الَّذِيْنَ هُمْ وہ لوگ کہ وہ عَلٰى صَلَاتِهِمْ اوپر نماز اپنی کے دَآئِمُوْنَ ہمیشگی
کرنیوالے ہیں کہ ہر چند کوئی شغل رکھتے ہوں لیکن نماز کے وقت پڑھنے سے باز نہیں رہتے ہیں اور بدون عذر نماز کو کبھی فوت نہیں کرتے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کوئی عمل نماز رات کو فوت ہوتا ہے تو دن کو قضا کر لیتے ہیں یعنی بجا لاتے ہیں اسکو اور اگر دن کو فوت ہوتا ہے تو رات کو قضا کرتے ہیں
اور بجا لاتے ہیں اسکو اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت نوافل کے واسطے ہے اور آیہ والذین ہم علی صلوتہم یحافظون فرائض کے واسطے اور بعضے قائل ہیں کہ مراد
الذین ہم فی صلوتہم دائمون سے وہ لوگ ہیں کہ بحالت نماز میں اپنے منہ کو قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرتے ہیں اور چپ و راست نظر نہیں کرتے ہیں وَالَّذِيْنَ فِيْٓ
اَمْوَالِهِمْ اور وہ لوگ کہ بیچ مالوں اُنکے کے حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ حق ہی جانا گیا یعنی حق معین جیسے زکوٰۃ میں اور صدقوں وغیرہ میں لِّلسَّآئِلِ واسطے
سوال کرنیوالے محتاج کے وَالْمَحْرُوْمِ اور واسطے نہ سوال کرنیوالے محتاج کے کہ آدمی اُسکو بسبب نہ سوال کرنے کے تونگر گمان کرتے ہیں اور اسی سبب سے اُسکو دینے سے محروم
رکھتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق معلوم زکوٰۃ میں سے نہیں ہے بلکہ وہ چیز ہے کہ تو اُسکو اپنے مال میں سے نکالے اور بعد اسکے اپنی خواہش کے موافق تھوڑا
یا بہت جمعہ کو یا ہر روز جیسا کہ اُنکو طریق سے مستحقوں کو دیوے اور دو مہینے یا تین مہینے کہ پہنچاوے تو فقرا ہولیں اور دیوے اُس شخص کو کہ محروم رکھتا ہے تجھکو اور عطا
کیسا تو اُس شخص کو کہ دشمن رکھتا ہے تجھکو وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ اور وہ لوگ کہ سچ جانتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں بِيَوْمِ الدِّيْنِ ساتھ روز
جزا کے اور علامت روز جزا کے حق جاننے کی یہ ہے کہ اُس روز کے خوف سے طاعت و عبادت میں مشغول ہو اور احکام خدا تعالیٰ کے بجا لاوے اور محرمات کو ترک کرے اور منع
کئے گئے کاموں کے گرد نہ جاوے وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں کہ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ عذاب پروردگار اپنے سے مُّشْفِقُوْنَ ڈرنیوالے ہیں اور خوف
رکھتے ہیں کہ ایسا نہو کہ عذاب میں ہم گرفتار ہو جائیں اور اسی سبب سے وہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ تحقیق عذاب پروردگار اُنکا غَيْرُ
مَاْمُوْنٍ نہیں امن دیا گیا ہے یعنی اُسکے واقع ہونے سے خوف و ڈر رہنا چاہیے اگرچہ کثرت سے طاعت کرتا ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو بلکہ امید نجات اور خوف عذاب
دونوں برابر چاہئیں اعمال نیک اپنے پر نازاں نہونا چاہیے بلکہ ہر دم عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے اور اسکی رحمت سے ناامید بھی نہونا چاہیے کہ ذات اُسکی غفور الرحیم ہے ع
کیا ڈر ہے گر عذاب کو ناچیز ہے ۔ مولا کا میرے نام غفور الرحیم ہے ۔ بخشیگا وہ فضل سے عصیاں سب تمام ۔ پروا ہے اُسکو کیا وہ غنی اور کریم ہے ۔ لیکن عذاب کا بھی بڑا خوف ہے مجھے ۔
کھٹکا سا اس بلا کے میرا دل و قیم ہے ۔ امید مغفرت کی ہو گرچہ مجھے مدام ۔ لیکن عذاب سے بھی نہایت ہی بیم ہے ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں کہ لِفُرُوْجِهِمْ
واسطے ستروں اپنی کے حٰفِظُوْنَ نگاہ رکھنے والے ہیں حرام کرنے سے مثل زنا اور لواطہ کے اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اوپر عورتوں اپنی کے کہ نکاح دائمی کے ہوں یا نکاح
متعہ کے یا لونڈیاں اپنی ملک کی جیسے کہ خدا فرماتا ہے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا وہ عورتیں کہ مالک ہوئی ہیں ہاتھ اُنکے ان عورتوں سے کہ وہ عورتیں اُنکی ملک میں ہیں پس
وہ اپنی ان عورتوں سے نکاحی اور ملک کی عورتوں سے کچھ خفا کرتے ہیں فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ پس تحقیق وہ نہیں ملامت کئے گئے ہیں اگر ان عورتوں سے ستروں کو نگاہ رکھنے کو
ترک کرتے ہیں فَمَنِ ابْتَغٰى پس جو شخص کہ طلب کرے وَرَآءَ ذٰلِكَ سوا اُن عورتوں نکاحی اور ملک کے فَاُولٰٓئِكَ پس وہ لوگ ان عورتوں کے سوا طلب کرنے والے

جسدن نکلینگے وہ مِنَ الْاَجْدَاثِ قبروں سے سِرَاعًا جسوقت جلدی کیے دوڑتے ہونگے اسرافیل کی آواز کیطرف اور طرح جسے سیر کی ہیں
پہنچنے جلدی جاتے ہیں كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ اِلٰى نُصُبٍ طرف بتوں کے تھانوں یا جھنڈوں کی يُوْفِضُوْنَ دوڑتے ہیں یعنی جیسے کہ وہ طلوع آفتاب کے
آگے بتوں کی طرف دوڑتے ہیں یا جسطرح لشکر پراگندہ اور متفرق اپنی فوج کے علم کو قائم دیکھکر اسکی طرف دوڑتے ہیں اور ابن عامر اور حفص اور سہل نُصُب پڑھتے ہیں نون اور صاد کے ضمہ سے
جمع نصب ہے نون کے … اور باقی کے قاری نَصْب فتح نون پڑھتے ہیں جسوقت وہ قبروں سے نکلکر دوڑینگے تو خَاشِعَةً نیچے کو جھکی ہوئی ہونگی اَبْصَارُهُمْ
آنکھیں انکی نہایت خوف اور دہشت سے اور خاشعة حال واقع ہوا ہے ضمیر یوفضون سے یعنی خوف سے نہ آنکھیں کھول سکینگے اور نہ وہ سر کو اوپر اٹھا سکینگے تَرْهَقُهُمْ
پوشیدہ کر لیگی انکو ذِلَّةٌ خواری اور نگونساری اور روسیاہی ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ یہ وہی دن ہے کہ دنیا میں كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ وعدہ
دیئے جاتے تھے جسدن کا اور جسدن سے ڈرائے جاتے تھے اور انکو اسکی خبر دیتے تھے اور انکار کرتے تھے

سُوْرَةُ نُوْحٍ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اٹھائیس
آیتیں ہیں اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایمان رکھے اور اسکی کتاب کی تلاوت کرے چاہیے کہ ترک نکرے تلاوت سورہ انا ارسلنا نوحا سو واسطے اسکے
ہر مومن ایمان لانیوالا اور واسطے رضامندی خدا کے اور جو پڑھنیوالا اسکا نماز فرض اور نافلہ میں ہوگا تو خدا تعالیٰ اسکو نیکوں کے مکانوں میں جگہ دیگا اور تین باغ بہشت کے اسکو
بہشت کے دیگا اور … بخشش … سو حوریں اور چار ہزار … بشارت کی … اسکو دیگا …

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا تحقیق ہم نے بھیجا تھا نوح کو اِلٰى قَوْمِهٖۤ اپنی قوم کیطرف کہ وہ قابیل کی اولاد تھی
اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ یہ کہ ڈرا تو قوم اپنی کو یعنی یہ کہکر بھیجا اسکو کہ تو اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے جا کر ڈرا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ پہلے
اسکے کہ آوے انکے پاس عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب دردناک وہ طوفان یا عذاب دوزخ ہے اور اَنْ اَنْذِرْ … مفسرہ ہے … اَنْ مصدریہ ہے
پس جسوقت خدا کا حکم ہوا تو حضرت نوح اپنی قوم کی ہدایت کو گئے قَالَ کہا نوح نے يٰقَوْمِ اے قوم میری اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ تحقیق
میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ہوں ظاہر اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ پرستش کرو تم خدا کی یگانگی کے ساتھ وَاتَّقُوْهُ اور ڈرو تم اس سے اسکے عذاب سے اور پرہیز کرو تم
اسکی نافرمانی سے وَاَطِيْعُوْنِ اور فرمانبرداری کرو تم میری جس چیز کا کہ میں تمکو حکم دوں یا منع کروں اسواسطے کہ میری فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری کی
نزدیک ہے اور جسوقت تم ایسا کروگے تو يَغْفِرْ لَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ بعضے گناہ تمہارے جو کہ تمنے اسلام سے پہلے کئے ہیں اور بعد اسلام کے جو
گناہ کروگے انکو چاہے بخشے چاہے نہ بخشے وَيُؤَخِّرْكُمْ اور مہلت دیگا تمکو عذاب ہلاک کرنیسے یعنی زندہ رکھیگا تمکو اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک وقت
مقرر کے کہ وہ وقت اجل کا ہے لیکن بشرط ایمان اور طاعت اور اگر ایسا نکروگے تو عذاب میں گرفتار کرکے ہلاک کریگا اور ایسا ہی ہوا کہ وہ ایمان نلائے اور طوفان میں گرفتار ہوکر
ہلاک ہوئے اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ تحقیق وقت مقرر کیا ہوا خدا کی طرف سے واسطے مرنیکے اِذَا جَآءَ جسوقت آویگا تو لَا يُؤَخَّرُ نہیں مہلت دیجاویگی یعنی جب
اجل کا وقت آئے تو پھر اجل نہیں ٹلتی ہے اور حیلہ اور تدبیر اسمیں فائدہ نہیں بخشتی ہے پس جلدی کرو مہلت اور تاخیر کو … ایمان اور طاعت کو غنیمت جانکے لَوْ كُنْتُمْ اگر ہو تم
فکر اور تامل سے تَعْلَمُوْنَ جانتے ہو اور یہ کہ علم رکھتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اجل … سے قیامت کا روز ہے اور اپنے وقت وہ ٹلتی نہیں ہے القصہ نوح نے اپنی قوم کو
نوسو پچاس برس سمجھایا کہ خدا پر تم ایمان لاؤ … لیکن وہ ہمیشہ سرکشی کرتے تھے ان حضرت کو ایذا دیتے تھے اور وہ حضرت صبر کرکے انکی آزار کی برداشت کرتے تھے
چنانچہ سورہ ہود میں انکا ذکر ہوچکا ہے اور جسوقت ایمان سے ناامید ہوئے تو قَالَ کہا رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ اے پروردگار میرے تحقیق میں نے بلایا اپنی قوم کو
انکو ایمان اور طاعت کیطرف لَيْلًا وَّنَهَارًا رات اور دن کو یعنی رات دن ہمیشہ ہر وقت میں ایمان کی طرف بلاتا رہا اور انکی … کسیطرح کا قصور نہیں کیا
فَلَمْ يَزِدْهُمْ پس نہیں زیادہ کیا انکو دُعَآءِيْۤ بلانے میرے نے اِلَّا فِرَارًا مگر بھاگنا انکو قبول کرنے سے اور نفرت کرنے ایمان اور کفر کی زیادتی سے مراد یہ کہ وہ نوح کے
بلانے سے پہلے تو کفر اور گمراہی میں گرفتار رہتے تھے اور جسوقت کہ نوح نے انکو طرف ایمان کے بلایا اور انہوں نے اسکو قبول نکیا تو انکے کفر میں اور زیادتی ہوئی اور کہتے ہیں
نوح نے وَاِنِّيْ اور تحقیق میں كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ جسوقت بلایا انکو طرف طاعت اور عبادت کے لِتَغْفِرَ لَهُمْ تاکہ بخشش کرے تو واسطے انکے ایمان لانیکی جہت سے انکے گناہوں سے
جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ کیا انہوں نے انگلیاں اپنی کو فِيْۤ اٰذَانِهِمْ بیچ کانوں اپنے کے اور کانوں کو سننے سے بند کردیا وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ اور اوڑھلئے انہوں نے

سے روایت بیان کرتے تھے یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کیا ہے تمکو کہ نہیں اعتقاد کرتے ہو تم خدا کی بزرگی کا اور اسکے حکم کی نافرمانی سے نہیں ڈرتے ہو وَقَدْ خَلَقَكُمْ اور حال یہ ہے کہ
تحقیق پیدا کیا ہے اسنے تمکو اَطْوَارًا طرح طرح سے کہ پہلے نطفہ تھا اور پھر خون بستہ ہوا اور بعد اسکے گوشت ہوا اور پھر ہڈیاں اور پٹھے ہوئے اور پھر سب اعضا بنکر ایک پتلا ہوا
اور پھر روح داخل ہوکر ایک لڑکا ہوا اور پھر پیدا ہوکر چلنے پھرنے لگا اور پھر جوان ہوا اور پھر ادھیڑ ہوا اور پھر بوڑھا ہوا اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر ممکن ہونے کے کہ خدا تمہاری
کرنی اعادہ کرے آخرت میں اور اطلاع دیتا ہے اوپر کمال قدرت اور عظمت اپنی پس کس سبب قیامت کا انکار کرتے ہو اور اسکی بندگی کا اور بعضے کہتے ہیں کہ اطوار سے مراد مختلف
اوضاع کا ہے کہ مراد اس سے تونگری اور فقیری ہے اور صحت و مرض اور قوت سے اور ناتوانی سے اور درازی اور کوتاہی ہے اور کہا نوح نے ان لوگوں سے کہ اَلَمْ تَرَوْا
کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ کیونکر پیدا کیا ہے خدا نے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمانوں کو طِبَاقًا طبقہ بطبقہ کہ طبقہ کے اوپر طبقہ ہے وَ
جَعَلَ الْقَمَرَ اور کیا چاند کو فِيْهِنَّ بیچ انکے نُوْرًا روشنی کہ پرتو اسکا سب آسمان اور زمین پر پہنچتا ہے اور چاند مشہور یہ ہے کہ آسمان اول پر ہے اور سب آسمانوں
کی نسبت سے سفلی ہے کہ نور اسکا سب آسمانوں تک پہنچتا ہے یعنی روشنی اسکی سب آسمانوں میں کی گئی ہے وَجَعَلَ الشَّمْسَ اور کیا ہے آفتاب کو سِرَاجًا
چراغ زمین کے باشندوں کا کہ سبکو روشنی دیتا ہے اور رسول خدا صلعم کو سراج منیر کہتے ہیں اسلئے کہ حضرت کے نور سے تاریکی کفر کی عالم سے دور کیا ہے اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور
ماہتاب کا رخ آسمانوں کی طرف ہے اور پشت زمین کی طرف ہے اور آسمان والوں کو اپنے رخ سے روشنی دیتے ہیں اور زمین والوں کو پشت سے اور روشنی چراغ کے نور کی روشنی
سے زیادہ قوی ہے اسواسطے نور کو قمر کی طرف منسوب کیا اور سراج کو آفتاب کی طرف اور کہتے ہیں کہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور کہا حضرت نوح نے کہ وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ
اور خدا نے اگایا ہے تمکو مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے کہ تمہارے باپ آدم کو زمین سے پیدا کیا ہے نَبَاتًا اگانا زمین سے یعنی پیدا کرنا زمین سے اور جسوقت کہ اصل تمہاری
زمین سے ہوئی تو تم سب اولاد انکی ہو زمین سے ہو ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا پھر پھیر لیجاویگا تمکو بیچ اس زمین کے بعد مرنے کے وَيُخْرِجُكُمْ اور نکالیگا تمکو زمین سے
قیامت کے روز زندہ کرکے اِخْرَاجًا نکالنا واسطے حساب اور جزائے اعمال کے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اور خدا نے کیا ہے واسطے تمہارے زمین
فرش کہ اوپر آرام پکڑتے ہو اور بیٹھتے ہو مثل فرش کے زمین کو سیدھی بنایا لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا تاکہ چلو تم اس زمین میں سُبُلًا فِجَاجًا راہوں کشادہ کو اور
بعضے کہتے ہیں کہ سبل پہاڑونکی راہ کو کہتے ہیں اور فجاج جنگل کی راہونکو اور جسوقت کہ حضرت نوح نے خدا کی نعمتوں کو شمار کیا اور لوگوں نے بدلے شکر ان نعمتوں کے
ہی کفر کو اور گناہونکو اور زیادہ کیا تو قَالَ نُوْحٌ کہا نوح نے رَّبِّ اے پروردگار میرے اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ تحقیق ان لوگوں نے نافرمانی کی
میری اور میری نصیحت کو نہ مانا وَاتَّبَعُوْا اور پیروی کی انہوں نے مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ اس شخص کی کہ نہیں زیادہ کیا اس شخص کو مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ مال
اسکے نے اور فرزند اسکے نے اِلَّا خَسَارًا مگر نقصان یعنی ان لوگوں نے ایسے شخص کی پیروی کی جنکو کثرت مال اور اولاد غرور میں ڈالکر آخرت کے فائدہ سے نصیب کے
خسارہ اور نقصان میں ڈالا ہے اور وہ رئیس مال اور اولاد والے ان لوگوں کو کہتے تھے کہ اگر نوح پیغمبر ہوتا تو مالدار اور تونگر ہوتا وَمَكَرُوْا اور مکر کیا انہوں نے جو مال اور اولاد
والے رئیس ہیں مَكْرًا كُبَّارًا مکر کرنا بڑا کہ عوام اور جاہلوں کو انہوں نے حیلہ کرکے اپنی طرف کھینچا اور حیلے سے انکو برگشتہ رکھا اور کہا کہ یہ مرد مجنون ہے اور اگر پیغمبر ہوتا تو
مالدار ہوتا اور ان لوگونکو میرے آزار دینے پر رغبت اور حرص لائی اور پتھروں سے میرے بدن کو زخمی کیا وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ
نہ چھوڑو تم معبودوں اپنے کو کہ ان بتوں معبودوں اپنی کی پرستش سے ہاتھ مت اٹھاؤ اور بعضے بت جو انکے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ تھے انکے ذکر کو خاص کرکے کہا
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا اور نہ چھوڑو تم ود کو کہ وہ ایک بت مرد کی صورت تھا وَّلَا سُوَاعًا اور نہ سواع کو کہ وہ ایک بت عورت کی صورت کا تھا
وَّلَا يَغُوْثَ اور نہ یغوث کو کہ وہ ایک بت شیر کی صورت تھا وَيَعُوْقَ اور نہ یعوق کو کہ وہ ایک بت گھوڑے کی صورت تھا وَنَسْرًا اور نہ
نسر کو کہ وہ گدھ کی صورت کا بت تھا اور مشہور یہ ہے کہ یہ پانچ نام نیک مردونکے ہیں کہ وہ آدم اور نوح کے درمیان تھے اور آدمی انسے بہت اعتقاد رکھتے تھے اور بعد انکے
مرنے کے شیطان نے لوگوں سے کہا کہ ان بزرگونکی صورتونکی بت بناؤ اور انہی کی تصویر کو دیکھو کہ حضور سے عبادت ہو اور ان لوگوں نے پانچ بت پانچ آدمیونکی
صورت کے پتھر اور لکڑی کے بنائے اور انکی تعظیم کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں کوشش کرتے تھے جسوقت کہ وہ سب گذر گئے تو شیطان نے انکی اولاد کو کہا کہ تمہارے
باپ دادا اور تمہارے بزرگ ان بتونکی پرستش کیا کرتے تھے تمکو چاہئے کہ اپنے باپ دادا اور دین کی پیروی کرکے انکی پرستش میں مشغول رہو پس وہ لوگ بالکل گمراہ

کرنے سے انکی عبادت میں مشغول ہوا اور بتوں کی عبادت اسوقت سے شروع ہوئی اور حضرت نوح کے زمانہ میں طوفان آیا تو یہ بت خاک میں چھپ گئے اور بعد طوفان کے
ابلیس نے ان بتوں کو مٹی کے اندر سے نکالا اور آدمیوں کو انکی پرستش کیواسطے حکم دیا اور وہ بت بطور وراثت کے دست بدست چلے آتے تھے یہانتک کہ عرب کی قوموں میں
پہنچے اور عرب بھی پرستش کرنے لگے بلکہ ان یغوث کو طے نے لیا اور مراد کیطرف لیجا کر انکی عبادت میں مشغول ہوا اور زمانہ دراز تک انکی پرستش کی اور بنی ناجیہ نے انکو ارادہ
چھین لینے کا کیا تو وہ بھاگ کر بنی الحرث کیطرف چلے گئے اور یعوق بنی کہلان کے پاس تھا اور بعد انکی اولاد انکی وارث ہوئی یہی یہانتک کہ وہ بت ہمدان میں پہنچا
اور نسر خثعم کے پاس تھا وہ انکی عبادت کرتے تھے اور سواع آل ذوالکلاع کے پاس تھا وہ انکی عبادت کرتے تھے اور ود قضاعہ کے پاس تھا وہ دومۃ الجندل میں لیجا کر
انکی پرستش کرتے تھے اور بعد انکی اولاد میں بھی چلا آتا تھا بطور وراثت کے یہانتک کہ اسلام شروع ہوا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ نوح ایک جماعت کے
ہمراہ سراندیب میں آدم کے بدن کی نگہبانی کرتے تھے اور کفار کو انکی قبر کا طواف نہیں کرنے دیتے تھے ابلیس نے لوگوں سے کہا کہ نوح اور انکی گروہ فخر کرتے ہیں
اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم فرزند آدم ہیں اور تمکو کہتے ہیں کہ تم آدم کی اولاد نہیں ہو اسی سبب سے تمکو آدم کے بدن کی زیارت نہیں کرنے دیتے ہیں تمہارے واسطے
آدم کی صورت کی ایک چیز بناتا ہوں تاکہ تم بھی اسکا طواف کرو پس ابلیس کے کہنے سے انہوں نے پانچ بت بنائے اور اسکا طواف کیا کرتے تھے اور آخر کو ابلیس کے فریب
دینے سے وہ ان بتوں کی عبادت کرنے لگے اور بعد طوفان ابلیس نے انکو خاک میں سے نکالا اور رفتہ رفتہ لوگوں کو انکی عبادت پر آمادہ کیا یہانتک کہ وہ بت عرب کے قبیلوں میں
پہنچے اور ہر ایک قبیلہ میں اسیطرح پہنچ چکے اور پھر یہی بات ہے غرض کی کہ خداوندا قوم کے رئیسوں نے عام لوگوں کو کہا کہ ان بتوں کی عبادت کا مت انکار کرو
وقد اضلوا اور تحقیق گمراہ کیا ان رئیسوں نے کثیرا بہتوں کو یعنی پہلے سے یہ گمراہ کرتے چلے آئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ان بتوں نے گمراہ کیا بہتوں کو کہ انکی پرستش
کرنے سے لوگ گمراہ ہوگئے ہیں ولا تزد الظالمین اور نہ زیادہ کر تو اے پروردگار میرے ظلم کرنے والوں کو اپنے نفسوں پر کفر کرنے سے الا ضلالا مگر گمراہی
اور ضلال کے معنی ہلاک دوسری جگہ بھی آیا ہے جیسے کہ ان المجرمین فی ضلال وسعر اور یا مراد ضلال سے یہ ہے کہ [illegible]
حاصل نہ ہو پس انکی مما خطیئٰتہم سے یعنی بسبب اور تقدیر یہ ہے کہ من اجل خطیئٰتہم یعنی خطاؤں اپنی ہی سے اور اپنے گناہوں کی جہت سے اغرقوا غرق کئے گئے
وہ طوفان میں اور بعد غرق ہونے کے فادخلوا نارا پس داخل کئے گئے وہ آتش دوزخ میں پانی کے نیچے اور [illegible]
نہ تھا مگر خطاؤں اور گناہوں کی جہت سے فلم یجدوا لہم پس نہ پائی انہوں نے واسطے اپنے من دون اللہ سوائے خدا کے انصارا مددگار کہ عذاب
کو ان سے دفع کرتے یعنی سوا خدا کے جو انہوں نے معبود مقرر کئے تھے انکو قدرت نہ تھی کہ وہ عذاب طوفان اور آتش دوزخ کو ان سے دفع کرتے اور معلوم ہوا کہ وہ لوگ
اپنے گناہوں کی جہت سے غرق ہوئے ہیں اور ان گناہوں میں ایک کفر بھی تھا اور وہ بڑا گناہ تھا لیکن غرق سب گناہوں کی جہت سے ہوئے ہیں پس آدمی کو چاہئے کہ اسلام
ٹھہرا کر کے گناہوں میں مشغول نہ ہو اسواسطے کہ موجب عذاب کا خطائیں ہی ہوتی ہیں اگرچہ صغیرہ ہوں [illegible] اور کہتے ہیں کہ حضرت نوح نے نو سو
پچاس برس اپنی قوم کو نصیحت کی اور سمجھایا اور انکی حالات اور طبیعتوں کو دریافت کیا کہ یہ لوگ ہرگز ایمان کو قبول نہ کرینگے اور کوئی انسے پیدا ہوگا سو گمراہی ہی
رہیگا چنانچہ پہلی اسی گروہ کے لڑکوں کو اپنی گود میں اٹھا کر نوح کے پاس لیجاتے اور کہتے کہ یہ مرد دیوانہ ہے [illegible] کہ یہ تمکو گمراہ کردیگا اور کفر میں انکی
طبیعتوں کو مضبوط کرتے تھے اور خدا تعالی نے بھی نوح کو خبر دی تھی کہ تیری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہ لائیگا اور جو کوئی انسے پیدا ہوگا وہ بھی ایمان نہ لائیگا
سو اسواسطے حضرت نوح نے انکے حق میں انکی بیخ کنی کیواسطے بددعا کی چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے وقال نوح اور کہا نوح نے بعد اس خبر کے کہ
رب اے پروردگار میرے لا تذر علی الارض نہ چھوڑ تو اوپر زمین کے من الکافرین کافروں میں سے دیارا کوئی گھر بسنے والا
اور رہنے والا بلکہ سب کو ہلاک کر تو انک ان تذرہم تحقیق کہ تو اگر چھوڑیگا انکو تو یضلوا عبادک گمراہ کرینگے وہ بندوں تیرے کو اور وہ نہیں
باز رہینگے ولا یلدوا اور نہ جنیں گے وہ الا فاجرا کفارا مگر بدکار کفر کرنیوالا پس خدا تعالی نے طوفان بھیجکر سب کو ہلاک کیا اور ان لوگوں میں لڑکا
کوئی نہ تھا اسواسطے کہ چالیس برس سے عورتیں انکی بانجھ ہوگئی تھیں اور بعد اسکے حضرت نوح نے اپنے اور تمام مومنین کیواسطے دعا کی کہ رب اغفر لی اے
پروردگار میرے بخش تو مجھ کو ولوالدی اور دونوں ماں باپ میرے کو ولمن دخل اور اسکو بھی کہ داخل ہوا بیتی گھر میں میرے یا کشتی میں

مومناً جب وقت کہ ایمان لانیوالا آوے کہتے ہیں کہ مومن سے مراد اہلبیت رسالت صلعم ہیں وللمؤمنین والمؤمنات اور دوسرے مردوں ایمان لانیوالوں کیلئے اور واسطے عورتوں ایمان لانیوالیوں کے کہ جو پہلے آپ سے پیدا ہوئی ہیں اور جو بعد آپکے پیدا ہونگی قیامت تک اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین اور مومنات تمام امت محمدیہ مراد ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت نوح کی دعا کافروں کے حق میں قبول ہوئی ایسی ہی مومنین اور مومنات کے حق میں قبول ہوئی اور اسوقت نوح نے اپنی قوم کو بددعا کی ولا تزد الظالمین اور نہ زیادہ کر تو ظلم کرنیوالوں کو اپنی نفسوں پر بسبب کفر کے الا تبارا مگر ہلاکت اور نقصان آخرت کا کہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں

سورۃ الجن

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اٹھائیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ قل اوحی کو بہت پڑھے جبتک کہ دنیا میں رہے جنوں کے اور جادو اور مکر کسی کا اس سے خوف نہ ہوگا اور کوئی انکو ضرر نہ پہنچا سکیگا اور آخرت میں محمد و اہلبیت محمد کے پاس اور اسوقت انکی خدمت میں حاضر ہوگا تو کہیگا کہ خداوندا میں سوا انکے کسی اور کو نہیں چاہتا اور سوا اس جگہ کے دوسری جگہ کی آرزو نہیں کرتا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سورۃ اسواسطے نازل کیگئی ہے کہ ایک گروہ جن کا بطن نخلہ میں رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قرآن کو سنکر وہ ایمان لائے اور وہ نو تن تھے یا سات تن تھے اور جسوقت اپنی قوم میں پہنچے تو انکو ایمان کی طرف رغبت دلائی حقتعالے اس سورہ میں انکے قصہ سے خبر دیتا ہے کہ قل کہ تو اے محمد صلعم اپنی امت کے لوگوں کو کہ اوحی الی وحی کیگئی ہے طرف میری کہ انہ استمع تحقیق سنا قرآن کو بطن نخلہ میں نفر من الجن ایک گروہ نے جنوں میں سے کہ دس سے کم اور تین سے زیادہ تھے اور جن جسم لطیف رکھتے ہیں لیکن خدا تعالے نے آتش اور ہوا سے پیدا کیا ہے اور انکی شان یہ ہے کہ جس شکل میں چاہتے ہیں بنجاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ارواح مجردہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نفوس بشریہ ہیں جو الگ ہو گئے بدنوں سے اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلعم نے انکو دیکھا نہیں اور قرآن انکے روبرو پڑھا نہیں بلکہ وہ اتفاقاً وقت پڑھنے قرآن کے حاضر ہو گئے تھے اور قرآن سنکر انہوں نے سمجھا فقالوا پس کہا ان جنوں نے جس وقت کہ اپنی قوم میں گئے کہ اے قوم انا سمعنا تحقیق ہم نے سنا ہے قرآنا عجبا کتاب عجیب اور عجب مصدر ہے مبالغہ کیواسطے صفت قرآن کی واقع ہوا ہے یعنی یہ ہے کلام عجیب تر ہے کہ آدمیوں کے کلام کے مخالف ہے اور نظم اسکا نہایت خوب ہے اور کوئی آدمی اسکی مثل نہیں کہہ سکتا ہے یہدی راہ دکھاتا ہے وہ الی الرشد طرف راستی کے اور نیکی اور درستی دین اور دنیا کی فامنا بہ پس ایمان لائے ہم ساتھ اسکے اور قرآن پر ایمان لانا خدا پر ایمان لانا ہے اور ہماری کیا شرکت ہے اسواسطے انہوں نے بعد اسکے کہا کہ ولن نشرک اور ہرگز شریک نہ کرینگے ہم بربنا ساتھ پروردگار اپنے کے احدا کسیکو جیسے کہ ہم پہلے اس سے شرک کرتے تھے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبر جن اور انسان دونوں پر پیغمبر تھے کہ اسی طرح جن بھی انکی عقل رکھتے ہیں اور زبان کو سمجھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ قرآن معجزہ ہے اور کلام خدا کا ہے نہ بندہ کا اسواسطے کہ بندوں کے کلام میں یہ نہیں ہوتا اور اس سورہ میں کئی جگہ انہ آیا ہے بعضوں نے اسکے ہمزہ کو مفتوح پڑھا ہے اور بعضوں نے مکسور اور ابن عباس نے فرمایا کہ رسول خدا نے قرآن کو جنوں کے روبرو نہیں پڑھا اور نہ جنوں کو دیکھا تھا بلکہ آپ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ہمراہ بازار عکاظ میں تشریف لائے اور ان دنوں جن آسمان کی خبر لانے سے بند ہو گئے تھے اور جسوقت اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو خبر کی کہ ہم آسمان کی خبر لانے سے بند ہو گئے ہیں انہوں نے یہ سنکر کہا کہ کوئی بڑا حادثہ عالم میں واقع ہوا ہے عالم کے مشارق اور مغارب میں پھیل جاؤ اور اسکی خبر لاؤ وہ اطراف عالم میں پراگندہ ہو گئے اور اس امر کی تلاش کرتے تھے یہانتک کہ ایک جماعت انہیں سے تہامہ میں پہنچی اور آنحضرت سے بازار عکاظ میں ملاقات کی اور حضرت اسوقت اپنے صحابہ کے ساتھ نماز صبح کی پڑھنے میں مشغول تھے اور رسول خدا صلعم قرآن کو پڑھتے تھے جس وقت انہوں نے قرآن کو سنا تو کہا کہ یہی امر ہے جو کہ مانع ہوا ہے ہمکو آسمان پر جانے کا پس اپنی قوم کی طرف پھرے اور انسے جا کر کہا کہ انا سمعنا قرآنا عجبا یہدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا وانہ تعالی جد ربنا اور تحقیق شان ہے کہ بلند ہے بزرگی پروردگار ہمارے کی ممکنات کی شان سے ذات اور صفات میں ما اتخذ صاحبۃ نہیں پکڑا ہے اپنی زوجہ کو ولا ولدا اور نہ فرزند کو یعنی نہ اسکی کوئی زوجہ ہے اور نہ کوئی فرزند ہے جیسے یہود اور نصاری کہتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جد کے معنی بخت اور دولت ہیں خدا انکے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ ممکن کی صفات میں سے ہیں اور جن نے اپنی جہالت کے سبب سے اس لفظ کو خدا کی صفات میں کہا ہے اور خدا تعالی نے اسیطرح جیسے کہ جنوں نے کہا تھا رسول سے نقل کی ہے اور کہا ان جنوں نے کہ وانہ کان یقول اور تحقیق شان یہ ہے کہ کہتے تھے سفیہنا نادان ہمارا یعنی ابلیس اور اسکے تابعدار علی اللہ شططا اوپر خدا کے زیادتی کو کہ وہ حد سے گزرنے کی بات ہے یعنی نسبت زوجہ اور فرزند کی اسکی طرف کرتے ہیں وانا ظننا اور تحقیق ہم نے گمان کیا تھا ان لن تقول الانس

والجنّ یہ کہ ہرگز نہ کہینگے آدمی اور جن عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اور خدا پر جھوٹ کو اسواسطے ہم اپنے نادان کو سچا سمجھکر باور کرتے تھے اور اُسکے کہنے کو راست جانتے تھے
اور جس وقت قرآن ہمنے سنا تو جانا کہ اُسنے خدا پر جھوٹ بنایا تھا اور اب ہم اُسکے کہنے سے پھر گئے اور خدا پر ایمان لائے ہم وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ اور تحقیق شان یہ ہے کہ تھے مرد
مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ آدمیوں میں سے کہ بعضے مقاموں میں پناہ پکڑتے تھے ساتھ مردوں کے مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے اور وہ اسطرح
ہو کہ اگر کوئی ہولناک جنگل میں پہنچتا تو کہتا کہ میں پناہ پکڑتا ہوں اس صحرا کے سردار کے ساتھ اُسکی قوم کے بدوں سے اور اعتقاد یہ تھا کہ اس پناہ پکڑنے سے امن میں ہونگا
فَزَادُوْهُمْ پس زیادہ کیا آدمیوں نے اُن جنوں کو بسبب اس پناہ طلب کرنے کے رَهَقًا تکبر اور سرکشی اور غرور کو سو ہوئے کہ اس پناہ مانگنے سے اُنکو یہ خیال ہوا کہ بزرگی
ہماری اس حد کو پہنچی ہے کہ آدمی ہمسے پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اُنکے حامی و مددگار اور سردار ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سب جنوں کی پناہ ایک قوم نے یمن میں چاہی تھی
اور بعد اُسکی پناہ چاہنی عرب میں پھیل گئی اور سب اُنکی پناہ چاہتے تھے اور ثابت ہماری روایت میں وہ کہتا کہ جس زمانہ میں کہ رسول خدا صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو میں اپنے باپ کے
ہمراہ سفر میں جاتا تھا راہ میں شب ہوگئی اور میں ایک چرواہے کے پاس گیا جب آدھی رات گذری تو ایک بھیڑیا آیا اور بکری کے بچے کو لیگیا اس چرواہے نے آواز دی کہ اے
آباد کرنیوالے اس جنگل کے تیری پناہ ہے ایک آواز بلند ہوئی اور کسی کو دکھائی نہیں دیا وہ آواز یہ تھی کہ اے سرحان چھوڑدے اسکو پس بھیڑیے نے اس بچے کو چھوڑدیا اور وہ بچہ گلہ میں چلا گیا
اور کوئی ضرر اُسکو نہ پہنچا اور حق تعالیٰ نے یہ آیت سورہ نازل کی وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا اور تحقیق ان آدمیوں نے یعنی کفار نے ایسا گمان کیا جیسا کہ ظَنَنْتُمْ تم نے
گمان کیا اے جنو اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ایکہ ہرگز نہ زندہ کریگا اٹھائیگا خدا کسی مردہ کو بعد مرنے کے اور جزا کیواسطے اور یا یہ کہ ہرگز نہ بھیجیگا
خدا کسیکو پیغمبری کیلئے اور کہتے ہیں یہ وحی کی گئی ہے خدا کیطرف سے اور ضمیر انہم کی جن کیطرف پھرتی ہے اور خطاب ظننتم کا انس کیطرف ہے یعنی وحی کی گئی ہے مجھکو کہ آدمی
جنوں سے پناہ مانگتے ہیں اس سبب سے جنوں نے اُنکا زیادہ کیا ہے اور گمان کیا ہے جن نے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ کفار قریش ہو کہ خدا کسی آدمی کو پیغمبر کرکے نہ بھیجیگا
اور ان دو آیتوں میں جملہ معترضہ ہوگا جن کے کلام میں اور پھر جن کہتے ہیں کہ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۤءَ تحقیق ہم نے طلب کیا یعنی طلب کیا
ہمنے آسمان کو فرشتوں کا کلام سننے کیواسطے فَوَجَدْنٰهَا پس پایا ہمنے اس آسمان کو مُلِئَتْ بھرا گیا حَرَسًا شَدِيْدًا پاسبان سخت قوی
اور حرس اسم جمع ہے اور صفت اسکی باعتبار لفظ کے ہے اور مراد ملائکہ ہیں کہ وہ بڑے قوی اور زبردست ہیں کہ شیاطین کو منع کرنے واسطے تعین ہیں تاکہ وہ آسمان پر نہ
جائیں اور جن کہتے ہیں کہ پایا ہمنے نگہبانوں سخت کو وَّشُهُبًا اور چمکدار اور روشن چیز شعلے ستارے کی کہ وہ آگ سے بنی ہوئی ہیں اور شیاطین کو اس سے منع کرتے
ہیں اور کہتے ہیں جن کہ وَّاَنَّا كُنَّا اور تحقیق تھے ہم کہ نَقْعُدُ مِنْهَا بیٹھتے تھے ہم اس آسمان میں سے مَقَاعِدَ بیٹھنے کی جگہوں میں لِلسَّمْعِ
واسطے سننے کے خبریں آسمان کی فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ پس جو کوئی کہ سنتا ہے اب جنوں میں سے اور سننے کا قصد کرے اور جائے تو يَجِدْ لَهٗ پائیگا وہ واسطے اپنے
شِهَابًا شعلہ آگ کا رَّصَدًا آگاہ رکھنے والا اور جسکے سبب سے منع کرنیوالا اس سننے بات فرشتوں کا اور ارادہ کرنیوالا جلانیکا اور رصدًا یعنی راصدًا اور
کہتے ہیں کہ یہ شہاب حضرت رسول خدا کے زمانہ سے پہلے تھے لیکن جنوں کے منع کرنیکے واسطے نہیں تھے جبکہ حضرت پیدا ہوئے تو جنوں کو اوپر جانیکے منع کرنیکے واسطے
مقرر ہوگئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کے زمانہ ہی میں پیدا ہوئے ہیں اور پہلے اس سے نہ تھے اور ابن عباس سے اور حضرت سجاد علیہ السلام
روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کہا ابن عباس نے کہ ہم رسول خدا کے پاس بیٹھے تھے ایکا ایک جماعت انصار کی حضرت کے پاس حاضر تھی ایک ستارہ آسمان سے گرا حضرت نے
پوچھا کہ جاہلیت کے وقتوں میں یعنی اسلام سے پہلے جو ستارہ گرتا تھا تو تمکو کیا کہتے تھے بیٹے کہا کہ کوئی مرد بزرگ مرتا ہے یا پیدا ہوتا ہے اور فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام
کہ اور لیکن خبر دینی آسمان کی اسطرح ہے کہ شیاطین ایک جگہ آسمان پر بیٹھتے تھے فرشتوں کے کلام چرالاتے اسواسطے کہ ملائکہ کوئی خبر غیب کی کہتے تو ہم اُسکو سنتے اور
وہ شہاب ثاقب یعنی شعلہ آتش سے انکو نہیں جانے دیتے لیکن ہوا کہ کلام کے سننے سے منع کئے جاتے ہیں تاکہ زمین پر ایسا سبب واقع نہ ہو کہ مشابہ وحی کے ہو وجہ کہ
لوگوں کو یا ہو خدا کی جانب سے واسطے ثابت کرنے حجت کے آیا ہے وہ مشتبہ نہ ہو جائے اور شیاطین کا یہ دستور تھا کہ ایک کلمہ آسمان کی خبر میں سے چرا لاتے اس چیز کی کہ جو
خدا کی جانب سے عالم میں واقع ہوگی اور اسکو زمین پر لیجا کر کاہن کو کہہ دیتے تھے اور وہ کاہن اپنی طرف سے باطل کی سو باتیں ساتھ اسکے ملا کر بیان کرتا تھا لیکن جو کچھ کہ
کہتا تھا وہ کاہن سو ان میں وہ تھا کہ جو ہی شیاطین سے سنتا تھا اور جو سو باتیں خطا کرتا تھا وہ باطل ہوتا تھا اور وہ ہوتا تھا وہ کہ جو اپنی طرف سے زیادہ کرتا تھا لیکن جس وقت سے کہ

اور کثرت پسینہ سے اونٹنی تو تھک جاتی تھی اور اسکے ہاتھ اور پاؤں خم ہو جاتے تھے اور رنگ روئے مبارک کا سرخ ہو جاتا تھا اور اگر کبھی آپ کی ران پر کسی کی ران ہوتی تھی تو اس آدمی کے ہلاک ہونے کا خوف ہوتا تھا
چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر نازل ہوا اور وہ حضرت شہبا پر سوار تھے اور اس ثقل وحی کا بار اس قدر سنگین ہوا کہ وہ چلتے چلتے ٹھہر گیا اور
پیٹ اسکا نیچے کو جھکا یہانتک کہ دیکھا ہم نے کہ ناف اسکی زمین کے نزدیک پہنچی اور قریب تھا کہ زمین سے اسکا پیٹ جا لگے اور کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ کبھی تو وحی میرے پاس آواز جرس
کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر بہت دشوار ہوتی ہے پس جب وہ مجھ سے منقطع ہو جاتی ہے اور میں اسکو یاد کر لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے پاس آدمی کی صورت میں آتا ہے
اور مجھ سے کہتا ہے میں اسکو حفظ کرتا ہوں پھر فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ تحقیق ساعت اٹھنے کی پیدا ہونیوالی شب کی ہر ساعت کہ پیدا ہونیوالی شب کی ہے
یا نفس اٹھنے والا شب کا یا عبادت شب کی هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وہ سخت زیادہ ہے باعتبار کوفت اور مشقت کے اور ثبات قدم کے اور اسلئے کہ شب کو بستر راحت سے اٹھنا اور خواب
کا ترک کرنا اور نفس کے آرام کا موقوف کرنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے اور بعضے وطأ بکسر واو پڑھتے ہیں موافقت کے معنی میں یعنی وہ وقت دل موافق زبان ہونے کا ہے کہ
دن کو شغل اسباب معاش سے دل موافق زبان نہیں ہوتا اور شب کو سب کاموں سے فارغ ہو کر عبادت میں مشغول ہوتا ہے وَاَقْوَمُ قِيْلًا اور راست تر ہے
باعتبار گفتگو کے یعنی اظہار قرأت کا درست تر اور زیادہ ہے قرآن پڑھنے میں کہ اس وقت دل زبان سے موافق ہوتا ہے دنیا کی کاموں سے فارغ ہو کر اور [illegible] واقع ہوتے
ہیں یعنی وہ ایسا وقت ہے کہ کان لوگوں کی اور حیوانوں کی آوازیں سننے سے محفوظ ہوتے ہیں اور دل دنیا کی امور سے خالی ہوتے ہیں پس اس وقت بات [illegible] سو جتنا
ہو اور قرآن اور دعا کے معنی میں تامل کرتا ہے اور ناشئہ کو بعضے کہتے ہیں کہ ساعت وہ عبادت کوئی ہو کہتا ہے کہ وہ درمیان مغرب اور عشا کے ہے اور کوئی کہتا ہے [illegible] کہتے ہیں
اور ابن عباس کے نزدیک تمام شب ہے سوا اسکے کہ وہ بعد خواب کے پیدا ہوتی ہے اور بعضوں کے نزدیک ساعتیں تہجد کی ہیں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق [illegible]
وہ اٹھنا آخر شب کا ہے واسطے نماز تہجد کے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ناشئہ مصدر ہے مثل عافیت کے کہ مشتق نشأ سے ہے قام اور نہض کے معنی میں اور جناب [illegible]
نے فرمایا کہ وہ مخصوص ہے نماز کا ہی فرش خواب سے کہ ارادہ کرتا ہو اسکے اٹھنے سے مگر رضامندی خدا کا اور عبداللہ بن مسعود اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ناشئہ بلغت حبشہ
ہے اور عائشہ سے روایت ہے کہ ناشئہ سے مراد نفس ہے کہ جو اٹھے بعد سونے کے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ تحقیق تیرے واسطے دن میں سَبْحًا طَوِيْلًا
آمد و شد دراز یعنی خلائق کے کاموں اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے اور تعلیم کرنے احکام شرع میں اور درستی معاش اپنی اور عیال اپنی میں پس شب کو مشغول ہونا
ہیں اولی اور فضل ہے سو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے شغل حاجات کے سبب سے دل کو فراغت حاصل ہو سکتی ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سبحا طویلا سے مراد فراغ طویل ہے واسطے
کام اور حاجت کے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کر تو نام پروردگار اپنے کا اور اسما حسنی ہیں کہ وہ نوے نام ہیں انکو یاد کر اور ہمیشہ سبحان اللہ و لا الہ الا اللہ کہہ اور تسبیح
قرأت اور تعلیم علم وغیرہ تمام [illegible] میں مشغول رہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ذکر اسم رب سے بسم اللہ ہے سو تو نگاہ اول میں وَتَبَتَّلْ اور منقطع ہو جا تو سب سے اِلَيْهِ
طرف اس خدا کی یعنی اسکی طاعت اور عبادت میں تَبْتِيْلًا منقطع ہونا کامل کہ خدا کے سوا سب سے اپنی نیت قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ ہو جا اور توجہ اپنی اسکی طرف کر
جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا و علی ابیہا کہ جو سب سے قطع کر کے خدا کی طرف متوجہ تھیں اور رغبت و طاعت پروردگار میں بسر کرتی تھیں بتول نام سے
مشہور ہوا اور رسول خدا صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ مریم بتول ہے اور فاطمہ بتول ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد تبتل سے جگہہ بلند کرنا دونوں ہاتھوں کا ہے نماز میں اور مراد ابتہال
قنوت میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ اٹھانا اور بلند کرنا دونوں ہاتھوں کا ہے خدا کی جانب اور زاری کرنا خدا کے سامنے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ تبتل سے
مراد اٹھانا ایک انگلی سے ہے اور حاصل ان تفسیروں کا یہ ہے کہ آدمی شب کو تھوڑا سوئے زیادہ بیدار رہے اور ذکر خدا میں مشغول ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جسکا خاتمہ رات کے اٹھنے پر ہو اور بعد اسکے وہ مر جائے تو
بہشت اسکو حلال ہوئی اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ میں نماز شب سے محروم رہتا ہوں فرمایا کہ تو ایسا مرد ہے کہ تجھکو تیرے گناہوں نے مقید کیا ہے کہ
وہ شب اٹھنے سے تجھکو منع کرتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ پروردگار مشرق اور مغرب کا اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی ہو رب المشرق ہے
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود لائق پرستش کے سوا اس خدا کے فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پس پکڑ تو اسکو کارساز یعنی خدا ہی کو اپنا کارساز مقرر کر اور بعضے کہتے ہیں
کہ وکیل معنی کافی ہے یعنی وہی کفایت کرنیوالا ہے کہ وہ تیری نصرت کریگا اور دشمن سے تیرا بدلا لیگا وَاصْبِرْ اور صبر کر تو عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اوپر اسکے کہ کہتے ہیں
کفار اور جھٹلاتے ہیں تجھکو جادوگر اور شاعر اور کاہن کہتے ہیں اور سحر کا گمان کر کے اتہام کرتے ہیں وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور چھوڑ دے تو انکو چھوڑنا نیک

تہارا کرے آپ پہلی آیت سے اس سورہ میں قم اللیل الا قلیلا کی تفسیر میں گذرا ہے کہ رسول خدا اور صحابہ تمام شب کو کھڑے رہتے تھے اور نصف شب اور اس سے کم اور زیادہ جو کہ قدرت ہو اسکی حفاظت
نہو سکتی تھی تو صبح تک بیدار رہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور سو جاتے تھے پاؤں انکے اور تمام شب بھی بیدار رہتے تھے اس سبب سے رسول خدا صلعم کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے تھے
سینے سے سوجن کر جاتے تھے اور بدن مبارک بہت لاغر ہو گیا تھا حق تعالی نے واسطے تخفیف کے یہ آیت نازل کی اِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا یَعْلَمُ جانتا ہے
اَنَّكَ تَقُوْمُ تحقیق کہ تو کھڑا ہوتا ہے واسطے نماز کے اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ کمتر دو تہائی رات سے وَنِصْفَهٗ اور آدھی اس شب کے وَثُلُثَهٗ اور ایک
تہائی اس شب کے اور یہ وہ ہے کہ جو سوتے تھے اول میں فرمایا تھا کہ آدھی رات کو کھڑا ہوا کر یا اس سے کم کر یا اُس پر زیادہ کر پس وہ تہائی آدھی سے زیادہ ہے اور ایک تہائی
آدھی سے کم ہے اور ایک یہی آدھی ہے پس حق تعالی فرماتا ہے کہ خدا جانتا ہے کہ تو ان وقتوں میں اٹھتا ہے وَطَآئِفَةٌ اور ایک گروہ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ
اُن لوگوں میں سے کہ ہمراہ تیرے ہیں صحابہ تیرے ہیں یعنی کہ تم سب اٹھتے ہو آخر حاکم ابو القاسم خسکانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیۃ طائفۃ من الذین معک سے علی
بن ابو طالب مراد ہیں وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور خدا اندازہ کرتا ہے رات کا اور دن کو یعنی دن اور رات کی ساعتوں کے اندازہ کو خدا ہی جانتا ہے
اور سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا اس طرح سے کہ ایک آن کا بھی اسمیں فرق نہو عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ جانتا ہے خدا کہ ہرگز نہ شمار کر سکو گے تم اس اندازہ کو اور
اسکا ضبط نہ ہو سکیگا اور اسی واسطے تم کو احتیاط کے لئے زیادہ کو حفظ کرنا ہوا اور ضمیر مفعول کی تقدیر کے مصدر کی طرف پھرتی ہے فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس قبول کی
اور پھرا تمہارے عفو کی ساتھ رجوع تمہارے اور رخصت دی کہ تم کو شب نہ اٹھنے کے واسطے وقت معین ہیں یعنی اس وقت خاص میں نہ اٹھنے کے گناہ کو تمکو معاف کیا فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پس پڑھو تم جو کچھ کہ میسر اور آسان ہو قرآن میں سے یعنی جو کچھ کہ میسر ہو سکے اور آسان ہو نماز شب کو ادا کرو اور نماز شب کی جگہ قرآن کا ذکر کیا ہے سو اسکو
پڑھنا قرآن کا بھی نماز میں ہوتا ہے اور وہ جزو نماز کا ہے اور یہ آیت پہلے حکم کو منسوخ کرتی ہے اور بعد اسکے نماز پنجگانہ سے دونوں حکم منسوخ ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پڑھنا
قرآن کا ہے بدون نماز کے کہ عوض اسکے قرآن پڑھنے میں مشغول ہوں لیکن پڑھنا اسکا مستحب ہے اور خدا فرماتا ہے کہ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى
جانا ہے خدا نے کہ تحقیق قریب ہے کہ ہوویں بعضے تم میں سے بیمار اور یہ آن مشقت ہے آن شغلہ کا اور سہولت اُنکے فعل پر نصیب نہیں کیا ہے وَاٰخَرُوْنَ اور جانا کہ دوسرے
تم میں سے يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ چلینگے بیچ زمین کے سفر کرینگے واسطے تجارت کے يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ طلب کرتے ہیں وہ فضل خدا کے یعنی تجارت
کیواسطے سفر کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے اپنی روزی کو طلب کرتے ہیں یعنی حلال کسب کو وَاٰخَرُوْنَ اور دوسری جماعت يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ
جنگ کرتے ہیں بیچ راہ خدا کے مراد یہ ہے کہ نماز شب میں رنج اور تکلیف ہوتی ہے بیماروں کو اور سفر کرنیوالوں کو اور جہاد کرنیوالوں کو سو اسی واسطے خدا تعالی نے تمکو اسکی تخفیف
کی اور اسکی ترک کرنیکی رخصت فرمائی اور خدا تعالی نے بوجہ حلال روزی کے طلب کرنیکو اور جہاد کو برابر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بوجہ حلال روزی طلب کرنیمیں
ایسا ہی ثواب ہے جیسے جہاد کرنے میں چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جو کوئی کھانا اور لباس مسلمانوں کے واسطے کسی شہر میں لاتا ہے اور وہ صبر کرنیوالا ہو اور واسطے
رضامندی خدا کے اور وہ اسکے نرخ سے اسکو فروخت کرے تو وہ شہیدوں میں ہو گا اور واسطے مبالغہ کے دوسری دفعہ خدا فرماتا ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ پس پڑھو تم
جو کچھ کہ میسر ہو تمکو قرآن سے نماز میں اور نماز میں قرآن پڑھنا واجب ہے اور سوائے نماز کے قرآن کا پڑھنا سنت ہے کہ جو کچھ پڑھ سکے ہو جس وقت جی چاہے خشوع اور خضوع کے ساتھ
پڑھیو اور جسقدر زیادہ پڑھیگا اسیقدر زیادہ ثواب ہے گا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو تم نماز واجب کو کبھی اسکو ترک نکرو کہ ترک کرنا اسکا بڑا سخت گناہ ہے وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوٰۃ واجب کو اور ترک اسکو نکرو کہ اسکا بھی ترک کرنا گناہ سخت ہے اور بعضے مفسرین کہتے ہیں کہ زکوٰۃ فطرہ ہے سو اسلئے کہ مکہ میں زکوٰۃ مال واجب نہیں ہوئی تھی
اور جو شخص کہ زکوٰۃ مال اس سے مراد لیتے ہیں وہ اس سورہ کے آخر کو مدنی کہتے ہیں وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ اور قرض دو تم خدا کو قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک کہ خالص خدا کیواسطے ہو
یعنی اپنے مال میں سے راہ خدا میں خرچ کرو اور خیرچ کرنا سوائے زکوٰۃ واجبہ کے ہے کہ فی سبیل اللہ اپنا مال میں سے راہ خدا میں دو اور ثواب اسکا لینے نہایا اور یا مراد اس سے ہر قسم کے
ہی مالی ہو یا بدنی ہو وَمَا تُقَدِّمُوْا اور جو کچھ کہ آگے بھیجو تم لِاَنْفُسِكُمْ واسطے نفسوں اپنے کے مِّنْ خَيْرٍ خیر اور نیکی سے تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ پاؤ گے
تم اسکو نزدیک خدا کے هُوَ خَيْرًا بہتر اس سے کہ تاخیر میں ڈالو تم اسکو یعنی جو پاؤ گے تم اسکو بہتر مال و متاع دنیا سے وَّاَعْظَمَ اَجْرًا اور بزرگ تر باعتبار جزا کے کہ اسکی
ثواب کا کچھ پایان نہیں ہے کہ ایک کے دس بلکہ سات سو تک ہیں اور خیرا دوسرا مفعول تجدوہ کا ہے اور پہلے کی ضمیر تجدوہ کی مفعول اور ہو تاکید ہے پہلے مفعول کی یا فصل ہے

ابتدا اس سورہ حم مومن کا نازل ہوا تو رسول خدا صلعم مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کے روبرو اسکو پڑھا ولید بن مغیرہ قریب مسجد کے بیٹھا تھا انہوں نے حضرت کے پڑھنے کو سنا اور جس وقت حضرت نے
جانا کہ ولید سنتا ہے تو دوسری بار اسکو پھر پڑھا ولید وہاں سے اٹھکر اپنی قوم میں آیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ میں نے محمد سے اس وقت ایک کلام سنا ہے کہ نہ وہ کلام آدمی کا
ہے اور نہ جن کا اور اس کلام میں ایسی شیرینی ہے کہ کسی کلام میں نہ ہو گی اور اعلیٰ اسکا پھل دینے والا ہے اور اسفل اسکا درخت پاکیزہ بار آور ہے اور یہ کلام ایسا
غالب ہے کہ مغلوب نہوا اور بلندی میں پستی کو مائل نہوا اور یہ کہا اپنے گھر کو چلا گیا قریش نے یہ کلام سنکر گمان کیا کہ ولید محمد پر ایمان لایا ہے اس سبب سے بہت غمگین ہوئے یہانتک کہ
وہ ہنگامہ پیدا ہوا تھا ابو جہل نے کہا کہ تم تشویش مت کرو میں اسکو تمہارے دین پر جلد پھیر دونگا پس ولید کے پاس گیا اور غمگین اور آزردہ ہو کر اسکے پاس بیٹھ گیا ولید نے پوچھا
کہ ابو جہل تو رنجیدہ کیوں ہے کہا کہ قریش تجھپر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بوڑھا ہو گیا ہے اور عقل اسکی جاتی رہی ہے اور گمان انکا یہ ہے کہ تو نے محمد کی پیروی اختیار کی ہے اور
اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے ولید یہ سنکر ہمراہ ابو جہل کے اپنی قوم کے مجمع میں آیا اور کہا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد دیوانہ ہے کوئی علامت جنون کی تم نے اس میں دیکھی ہے سب نے
کہا کہ نہیں پھر کہا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ وہ کاہن ہے تم نے کسی مقام میں کوئی امر اسمیں دیکھا ہے کہ اسکے کاہن ہونے پر دلالت کرتا ہو سب نے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ تم گمان
کرتے ہو کہ وہ دروغگو ہے کبھی دروغ اسکا تم نے دیکھا ہے سب نے متفق ہو کر کہا کہ جب سے ہم نے اسکو جانا کبھی دروغ نہیں سنا ہے بلکہ اسکی راستگوئی کے سبب سے محمد امین سے ملقب کیا
ہے پھر ولید نے کہا تمہارا گمان یہ ہے کہ وہ شاعر ہے اور کبھی تم نے اشعار اسکے سنا ہے سب نے کہا کہ نہیں اسکے بعد انہوں نے ولید سے کہا پھر اسکو کیا کہنا چاہئے ولید سوچ اور فکر میں
گیا اور بعد اسکے کہا کہ نہیں ہے وہ مگر جادوگر سحر ہے کہ وہ درمیان شوہر اور جورو کے جدائی ڈالدیتا ہے اور فرزند کو باپ سے اور باپ کو فرزند سے علیحدہ کر دیتا ہے اور دیکھا قول اور کلام
اور دوستوں کو اسنے متفرق ڈالدیا ہے پس مشہور ساحر جادو ... اپنی قوم کو اور رسول سے یہ کلام سنا تو بہت خوش ہوا اور رسول خدا صلعم کو جو یہ خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے
حق تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی کہ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا چھوڑ دیجئے تو مجھکو اے محمد اور اس شخص کو کہ پیدا کیا ہے میں نے اسکو اس حال میں کہ تنہا ہو یعنی کہ اسکے پیدا کرنے میں
کوئی میرا شریک نتھا وحید احوال واقع ہوا ہے یا ضمیر متکلم سے اور یا یہ کہ یا ضمیر محذوف مفعول سے حال واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی خلقتہ وحیدا ہے یعنی پیدا کیا ہے میں نے اسکو جس وقت کہ تنہا تھا
وہ کہ مال اور اولاد اور یار کوئی اسکے ہمراہ نہیں کہتا تھا الیس میں ہی اسکی جزا دینے کو کفایت کرتا ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکو وحید القوم کہتے ہیں اسلئے خدا نے وحید فرمایا ہے اور یا یہ
وہ عبارت ہے وحید اور تنہا ہونے ... کہ وہ تنہا ہے باپ سے کہ اسکا باپ کوئی نتھا بلکہ وہ نطفہ حرام تھا اور یہی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ ولید ولد الزنا
تھا اور زرارہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا اس مجلس میں اور کوئی نہ تھا ... کہا کہ ایک شخص اولاد ہشام میں سے خطبہ میں کہتا تھا کہ انا
بن الوحید یعنی میں بیٹا وحید کا ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ وائے ہو اسپر اگر وہ جانتا کہ وحید کے کیا معنی ہیں تو ہرگز وہ یہ نہ کہتا راوی نے پوچھا کہ فرزند رسول خدا وحید کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ
وحید وہ ہے کہ جسکا باپ معلوم نہو اور ولید ہی کی صفت میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَجَعَلْتُ لَهُ اور کر دیا میں نے واسطے اسکے یعنی دیا میں نے اسکو مَالًا مَمْدُودًا
مال کھچا ہوا اور یعنی مال بہت پایا ہے اسکو کہتے ہیں کہ ایک لاکھ دینار طلائی اسکے پاس تھے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ نو ہزار مثقال اور درمیان مکہ اور طائف
کے شتر ... اور گوسفند اسکی اسقدر کہ حساب سے باہر تھے اور باغ اور چشمے اور اسباب اور لونڈیاں اور غلام اسکی حد سے زیادہ تھے اور کہتے ہیں کہ اسکا ایک باغ تھا طائف میں اسکا
میوہ ہر سال میں تمام نہوتا تھا بلکہ ہمیشہ رہتا تھا اور ہمیشہ خدا نے مال ممدود اسکے واسطے فرمایا ہے وَبَنِيْنَ شُهُوْدًا اور دیئے بیٹے اسکو میں نے حاضر ہونیوالے پاس
اسکے اور شہود احال واقع ہوا ہے یعنی اسکو ایسے بیٹے دیئے تھے کہ سب اسکے پاس مکہ میں حاضر رہتے تھے اور وہ اسکو دیکھکر خوش ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ دس تھے اور کثرت
غلاموں کی اور نوکروں کی اسقدر تھی کہ فرزندوں کی کسیطرف بھیجنے کی احتیاج نہوتی تھی اور وہ سب جوان اور ہوشیار تھے اور ہمیشہ باپ کے ہمراہ محفلوں میں حاضر ہوتے تھے اور ان میں
سے تین آدمی اسکے مسلمان ہو گئے تھے خالد اور عمارہ اور ہشام اور فرماتا ہے کہ وَمَهَّدْتُّ لَهُ اور بچھایا میں نے واسطے اسکے بچھونا مرتبہ اور مال اور ریاست کا
تَمْهِيدًا بچھانا اچھی طرح یعنی اسکی عمر کو ... دنیا میں بکثرت مال اور مرتبہ اور خادموں اور غلاموں کی جہت سے یگانہ قریش اور وحید قوم اسکا لقب ہوا ثُمَّ يَطْمَعُ پھر طمع
کرتا ہے وہ اَنْ اَزِيْدَ کہ زیادہ کروں میں اسپر اپنی بخشش کو اور ان نعمتوں پر قناعت نہیں کرتا ہے كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی نعمتوں کو اسپر زیادہ کروں
واسطے اسکے وہ ناشکری کرتا ہے میری نعمتوں کی چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ تحقیق کہ وہ تھا لِاٰيٰتِنَا واسطے آیتوں کلام ہمارے کے اور واسطے دلیلوں قدرت ہماری
عَنِيْدًا انکار کرنے والا اور جھگڑنے والا اور جادوگر ... کہنے والا باوجود پہچاننے اسکی راستی اور حقیقت کے اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیہ کے ہمیشہ گھٹتا ہی گیا تمام مال اسکا یہاں تک

کلّا نہیں نہیں یعنی نہ ہوگا جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن جادو ہے اور قول بشر کا ہے بلکہ اِنَّهٗ تحقیق وہ قرآن تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے پس فَمَنْ شَاءَ پس جو
کوئی کہ چاہے نصیحت پکڑے اور یاد کرے اسے ذَكَرَهٗ نصیحت پکڑے اس سے اور یاد کرے اسکو وَمَا يَذْكُرُوْنَ اور نہیں یاد کرتے ہیں اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ چاہے خدا کہ یاد کریں اور نصیحت پکڑیں یعنی وہ خود اختیار نصیحت نہ پکڑینگے اور ایمان نہ لائینگے مگر یہ کہ خدا انکو مجبور کرے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى
وہ خدا سزاوار ڈرنیکا ہے یعنی لائق اسکے ہے کہ خدا کے عذاب سے خوف کریں اور ہمیشہ اسکے عذاب سے ڈرتے رہیں اور جو چیزیں کہ اسنے حرام کیں ہیں انسے پرہیز کریں وَاَهْلُ
الْمَغْفِرَةِ اور سزاوار بخشنے کا ہے یعنی لائق اسکے ہے کہ خدا گناہوں کو بخشے خصوصاً ڈرنیوالوں کے گناہوں کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میں لائق اسکے ہوں کہ لوگ ڈریں مجھسے اور نہ شریک کریں میرا بندہ کسی چیز کو اور میں لائق ہوں اسکے کہ بندہ اگر کسی چیز کو میرا شریک نہ کرے تو میں داخل کروں اسکو بہشت
میں اور یہی ہے وہ حدیث اور فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ قسم کھائی ہے خدا تعالیٰ نے اپنی عزت و جلال کی کہ نہ عذاب کریگا خدا لوگوں کو واحد جاننے
والوں کو ہرگز سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چالیس آیتیں ہیں اور صافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی ہمیشہ سورہ لا اقسم بیوم القیامۃ پڑھتا رہے اور اسپر عمل کرے تو جس وقت خدا تعالیٰ اسکو قبر سے اٹھائیگا یہ سورہ اسکے ہمراہ ہوگا اور رفیق ہوگا بہشت تک اسکو
اور اسکو خوشخبری دیگا اور اسکا منہ خنداں ہوگا اور اسکو خوش کریگا یہانتک کہ صراط اور میزان سے گزر جائیگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اُقْسِمُ
اور لا یہی تاکید کے آیا ہے یعنی البتہ قسم کھاتا ہوں میں بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ساتھ روز قیامت کے وَلَآ اُقْسِمُ اور البتہ قسم کھاتا ہوں میں بِالنَّفْسِ
اللَّوَّامَةِ ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے جو کہ دنیا میں تو کیوں قصور کرتا ہے طاعت خدا میں اور ہمیشہ اپنے حساب میں رہتا ہے اور اپنے انجام میں تامل کرتا ہے
یہ نفس مومنہ اور یا مطلق نفس مراد ہے نیک ہو یا بد اور اسی لئے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز کوئی نفس نیک یا بد نہو گا کہ وہ ملامت کریگا اپنے نفس کو اگر
نیک ہے تو کہیگا کہ کیوں اس سے زیادہ نیکی نہ کی اور اگر بد ہے تو کہیگا کہ تو نے کیوں یہ کار بد کیا اور کہیگا کہ کاشکے میں یہ کام نہ کرتا اور یا النفس مطمئنہ ہے کہ نفس امارہ کو ملامت
کرے اور اگرچہ کوشش کی ہو طاعت میں اور جواب قسم کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ لتبعثن ہے یعنی قسم کھاتا ہوں میں
ساتھ قیامت کے اور قسم کھاتا ہوں میں ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے البتہ اٹھائے جاؤگے تم زندہ کر کے اور جو نفس کہ کھیل اور اپنی خواہش اور فعل بد میں مشغول رہتا ہے وہ نفس
امارہ ہے اور جو نفس کہ کار بد کیے ہوئے پر ملامت کرتا ہے وہ نفس لوامہ ہے اور جو نفس کہ کار بد سے بھاگتا ہے وہ نفس مطمئنہ ہے اور قرأت ہے لا اقسم کو لاقسم پڑھا ہے
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ کیا گمان کرتا ہے آدمی اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ یہ کہ ہرگز نہ جمع کرینگے ہم ہڈیاں اسکی کو قیامت کے روز کہتے ہیں کہ عدی
بن ربیعہ کہ ہمسایہ رسول خدا صلعم کا تھا اور نہایت عناد اور عداوت رکھتا تھا ایک روز اسنے رسول خدا صلعم سے حال قیامت کا پوچھا جس وقت کہ حضرت نے اسکو خبر دی تو کہا کہ اگر یہ
امر کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھوں تو بھی تجھکو راست گو نہ جانوں اور باور نہ کروں میں کہ یہ ہڈیاں بکھری ہوئی جمع ہو جائیں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ کیا عدی گمان کرتا ہے کہ اسکی
ہڈیوں کو ہم جمع نہ کرینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے سب آدمی ہیں جو کہ انکار قیامت کا کرتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بَلٰى ہاں جمع کرینگے ہم قٰدِرِيْنَ کہ قدرت
رکھنے والے ہیں ہم یہ حال واقع ہوگا یعنی جس وقت کہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ اوپر اسکے کہ درست کریں ہم بَنَانَهٗ پوریاں اسکی
کو اور انکو پہلا وجود کو جاوے اور باریک تر ہونکو اور بڑی بڑی ہڈیاں جمع کرنا اور ملا دینا کیا مشکل ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہم قدرت رکھنے
والے ہیں اوپر کہ انگلیوں کو انکے ملا کر مثل سم اونٹ کے کر دیویں کہ ہاتھ سے اپنے کھانا نہ کھا سکیں بلکہ اپنے منہ سے اٹھا کر کھائیں جیسے اونٹ طرح اور لیکن ہم اپنے فضل و احسان
سے انکو انگلیاں بخشی ہیں باعث کمال فائدہ کا ہے اور انسے قسم قسم کے کام کرتے ہیں اور چیزیں بناتے ہیں بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ بلکہ ارادہ کرتا ہے آدمی کہ وہ
عدی ہے یا مطلق آدمی ہو انکار اور جھٹلانے سے لِيَفْجُرَ تاکہ ہمیشہ بدکاری میں مشغول ہو اَمَامَهٗ آگے اپنی جو کہ زمانہ اسکی زندگی کا ہے یعنی زمانہ آئندہ میں
ہمیشہ گناہوں میں مشغول رہے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ گناہ کو مقدم رکھے اور توبہ کو تاخیر میں ڈالے اور کہے کہ آئندہ کو توبہ کرلونگا اور یا یہ کہ فجور معنی فسق
یعنی تاکہ جھٹلاوے اسکو جو آگے اسکے ہے قیامت اور حساب اور جزائے اعمال يَسْئَلُ پوچھتا ہے بطریق انکار اور بعید جاننے کی راہ سے کہ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ کب ہے
دن قیامت کا اور خدا تعالیٰ اسکی علامتوں کو بیان کرتا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ پس جس وقت کہ چوندھیا جاوے آنکھ اور حیران ہو کثرت ہول اور دہشت کی

انکو فضل اور رحمت کیطرف نظر ہوگی اور منتظر ہونگے نعمتوں کے حاصل ہونیکے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دوست خدا کے بعد فارغ ہونیکے حساب سے اپنے گھر کیطرف جائینگے کہ نام
ہوگا حیوان اور اسمیں غسل کرینگے اور پانی پئینگے اور انکے منہ سفید اور نورانی ہو جائینگے اور پھر کسی آفت اور رنج کا اثر نہ رہیگا اور بعد اسکے انکو حکم ہوگا بہشت میں
داخل ہونیکا پس اپنے مقاموں میں دیکھینگے اور نظر کرینگے طرف پروردگار اپنے کے کیونکہ ثواب پہنچاتا ہے انکو اور یہی وہ قول حقتعالی ہے کہ الی ربہا ناظرہ اور مراد نظر سے طرف
انکی نظر طرف ثواب کیطرف ہے اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہیں جیسے کہ وجوہ یومئذ خاشعۃ عاملۃ میں صاحبان وجوہ مراد ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں بحث اور گفتگو بہت ہے بعضے تو
کہتے ہیں کہ نظر سے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ انتظار کے معنی میں ہے اور جو علما کہ آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں کہتے ہیں بعضے انمیں سے کہتے ہیں کہ مضاف رب کا
اسمیں مقدر ہے اور تقدیر یہ ہے الی ثواب ربہا ناظرہ یعنی نظر کرینگے طرف ثواب پروردگار اپنے کے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں ایک نعمت بعد دوسری نعمت کے کہ جس سے سرور
انکا زیادہ ہوگا اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہیں اور یہ جگہ مثل محذوف اور مضاف الیہ اسکے قائم مقام اور ایسا قرآن میں بہت آیا ہے جیسے کہ جاء ربک یعنی جاء امر ربک اور
ان الذین یوذون اللہ یعنی یوذون اولیاء اللہ اور بعضے نظر کے معنی دیکھنے کے کہتے ہیں اور مضاف کو مقدر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ طرف پروردگار اپنے کے دیکھتے
ہونگے آنکھوں سے انکی جمال کو اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ نہایت قبیح ہے اسواسطے کہ جسکی طرف دیکھینگے اسکی طرف اشارہ ہوگا آنکھ سے اور حقتعالی کی طرف
اشارہ آنکھ سے نہیں ہوسکتا ہے جیسے انکی رویت نہیں ہوسکتی ہے اور آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی مگر جسوقت کہ وہ چیز کہ دیکھی گئی مقابل میں ہو اور خدا تعالی ایسا نہیں ہے کہ مقابل میں
واقع ہو اور دیکھنا تمام نہیں ہوسکتا ہے مگر جسوقت کہ شعاع بینائی کی اس شئی پر پڑے کہ جسکو دیکھتے ہیں اور علاوہ اسکے اگر جسم اور جہت خدا کیواسطے ثابت ہو تو البتہ دیکھنا
درست ہوسکتا ہے اور بدون اسکے ہرگز عقل میں نہیں آتا اور یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ نظر دیکھنے کے معنی کا فائدہ بخشے باعتبار لغت کے جیسے کہ کہتے ہیں نظرت الی الہلال فلم اراہ
یعنی نظر کی میں نے طرف چاند کے پس نہ دیکھا میں نے اسکو دیکھو یہاں نظر دیکھنے کے معنی میں نہیں ہے اور اگر دیکھنے کے معنی میں ہو تو تناقض لازم آئے اور یہ معنی ہوں کہ دیکھا میں نے چاند کو پس
نہ دیکھا میں نے چاند کو اور بعضے علما نظر کو انتظار کے معنی میں کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ انتظار کرینگے طرف ثواب پروردگار اپنے کے اور یہی قول حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ نظر انتظار کے معنی میں متعدی بالی نہیں ہوتا ہے اور جواب اسکا بڑی بڑی کتابوں میں لکھا ہے اور اشعار فصحائے عرب کے انکی سند میں لاتے ہیں کہ نظر متعدی
بالی انتظار کے معنی میں آتا ہے اور صاحب تفسیر بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ناظرہ کہ متعدی بالی ہے انتظار کے معنی میں نہیں آتا اور فنظرۃ الی میسرۃ کی
تفسیر میں لکھا ہے کہ بعضے قاری فنظرۃ کو فناظرۃ پڑھتے ہیں اور ناظرۃ منتظرۃ کے معنی میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ متعدی بالی ہے اور یہاں اقرار کرتا ہے اور وہاں انکار کرتا ہے
بعضے کہتے ہیں کہ الی ربہا میں الی واحد آلاء کا اور آلی نعمت کے معنی میں ہے پس معنی آیت کے یہ ہونگے کہ منہ انکے تر و تازہ ہونگے نعمت پروردگار کو دیکھتے ہونگے یا انتظار کرتے ہونگے
اور روایتیں اہل سنت کی اس مسئلہ میں مختلف ہیں دیکھنے کے معنی میں بھی ہیں اور انتظار کرنیکے معنی میں بھی ہیں لیکن اکثر انکے ان روایتوں پر عمل کرتے ہیں جو کہ خلاف عقل ہیں
یعنی دیکھنے کے معنی میں اور خلاف عقل اسواسطے ہیں کہ خدا کیواسطے جسم اور جہت ہونیکا انکار کرتے ہیں اور پھر اسکا دیکھنا ممکن جانتے ہیں اور انہیں روایتوں کی جہت سے بعضے انکے خدا کے
واسطے جسم ثابت کرتے ہیں یہانتک کہ خدا کا خندہ کرنا اور وقت خندہ کے انکے دانتوں کا ظاہر ہونا انکی روایتوں میں مذکور ہے اور یہ امر باطل کیونکہ خدا کو دیکھ سکتے ہیں
کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک اندھا مشرق میں ہو اور مغرب میں ایک پتھر پر ایک سیاہ چیونٹی ہو اور درمیان میں بہت سے پردے حائل ہوں اور رات بھی اندھیری ہو پس وہ
اندھا اس چیونٹی کو دیکھ سکتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی بہت تیز روشن بینائی والا اونچے بلند پہاڑ کو کہ اسکی آنکھوں کے روبرو ہو دیکھ نہ سکے وقت بہت روشن دن
میں اور زیادہ بحث اور گفتگو اس مسئلہ کی علم کلام کی کتابوں میں ہے ووجوہ یومئذ باسرۃ اور منہ ہونگے اسدن سخت ترش یا سیاہ یعنی کافروں اور مشرکوں کے
تظن گمان کریگا تو اسکے دیکھنے والا یعنی جانیگا ان یفعل بہا یہ کہ کیا جائیگا ساتھ انکے فاقرۃ عذاب توڑنیوالا پشت کے مہرے کا یعنی کمر کا توڑنیوالا اور کہا ہے
بڑی عذاب کے نازل ہونیکا کلا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے دنیا طلب کیے ہوا کہ دل اپنا دنیا سے لگانا چاہیے اور آخرت سے غافل رہنا چاہیے اور تامل کریں اسمیں کہ
اذا بلغت التراقی جسوقت پہنچے روح ہنسلی کو اور ہنسلی کلام کے جے کا ذکر نہیں کیا ہے یعنی جسوقت کہ پہنچے روح چنبر گردن کو وقیل اور
کہا جاتا ہے یعنی انکے رشتہ دار اسوقت کہ یہ حال ہے اسکا دیکھکر کہیں گے من راق کون ہے منتر پڑھنیوالا اچھا کرنیوالا یا دوا کرنیوالا کہ اسکا علاج کرے تاکہ اسکو شفا
حاصل ہو وظن اور گمان کریگا وہ جو نزع میں پڑا ہو انہ الفراق تحقیق یہی ہے کہ نازل ہوا جدائی ہے دنیا سے اور اسباب و رفیقوں اور دوستوں اور بیگانوں سے

خوشبودار اور سفید اور کافور کی مشابہت سے اسکا نام کافور رکھا ہے اور بعضوں نے کافور کو بدل فی الاصل عیناً کو جیسا کہ فرمایا ہے کہ عیناً چشمہ ہے وہ کافور اور مفعول اسکا محذوف ہے اور تقدیر
اسکی ماء عین یعنی پانی ایسا ملا ہوا ہوگا پانی چشمہ کا عَیْناً یَّشْرَبُ بِہَا ایک چشمہ ہے کہ پئیں گے ساتھ اسکے عِبَادُ اللّٰہِ بندے خدا کے یعنی فرمانبرداری کرنیوالے بندے اور وہ
چشمہ ایسا ہوگا کہ یُفَجِّرُوْنَہَا تَفْجِیْراً جاری کرینگے اور چلا لینگے اس چشمہ کو جہاں چاہینگے جاری کرنا ایسا ہی بدون مشقت اور تکلیف کے اور بدون کسی منع کرنیوالے
کے اور اگر ارادہ جاری کرنیکا ہوگا تو ایک خط کھینچینگے اسپر کہ جاری ہو جائیگا اور ٹھہر کے کھودنیکی حاجت نہوگی آگاہ ہو جاننا چاہئیے کہ جمیع علمار شیعہ کا اور اکثر علمار سنت کا جو کہ
نہایت معتبر ہیں اتفاق ہے اس امر پر کہ یہ آیتیں علی بن ابیطالب اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور فضہ کنیز فاطمہ زہرا کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور قصہ انکا یہ ہے
کہ ایک دفعہ حسن اور حسین علیہما السلام بیمار ہوئے اور سرور انبیا انکی پوچھنے کو تشریف لیگئے اور حضرت علی سے فرمایا کہ اے ابوالحسن تم اپنے ان ہر دو نور دیدہ کی صحت کیواسطے نذر کرو خدا تعالیٰ
کے لیے پس حیدر کرار نے بموجب ارشاد سرور عالم صلعم نذر کی کہ الٰہی یہ دونوں فرزند میرے شفا پاویں تو میں تین روزہ رکھوں اور جسوقت فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور
فضہ نے یہ خبر سنی تو انہوں نے بھی حضرت علی کی پیروی کی یہی نذر کی پس جسوقت حق تعالیٰ نے انکو شفا بخشی تو انہوں نے روزہ رکھا اور کھانا دولتسرا حیدر کرار میں کچھ موجود نہ تھا
کہ روزہ کو اس سے افطار کریں ان حالات کی روایتیں کو سمجھکر حضرت علی نے شمعون یہودی خیبری کے پاس تشریف لیجا کر فرمایا کہ اے شمعون تیرے پاس کچھ اون ہے کہ تو مجھکو دے وہ
اون میں دوں کہ فاطمہ زہرا دختر رسول خدا صلعم اسکو کاتے اور اسکی اجرت میں … شمعون نے کہا کہ ہاں … اون دیا اور انہوں نے گھر میں جا کر وہ
تین صاع جو اور اون لا کر شاہ اولیا نے … فاطمہ زہرا کے حجرہ میں آئے تو فاطمہ زہرا نے ایک صاع جو پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں …
ہوئی تو نماز شام کو انہوں نے ادا کیا اور کھانا اپنے روبرو رکھا اور چاہتے تھے کہ ان جو کی روٹیوں سے روزہ کو افطار کریں ناگاہ ایک کا آواز آیا کہ السلام علیکم یا اہلبیت
میں ایک مسکین ہوں بھوکا ہوں مجھکو کھانا دو خدا تعالیٰ تمکو جنت کے میوے کھلاوے پس جناب سید الاوصیا علی مرتضیٰ نے اپنی روٹی اٹھا کر دیدی اور باقی اہلبیت نے جو وہ کرم اور سخاوت
دیکھی تو سب نے انکی پیروی میں اپنی اپنی روٹیاں راہ خدا میں اسکو دیدیں یہانتک کہ فضہ نے بھی اور فقط پانی سے روزہ کو افطار کر کے اس شب کو بھوکے سو رہے اور دوسرا روز ہوا تو ان
پانچوں بزرگوں نے روزہ پر روزہ رکھا اور قریب شام کے فاطمہ زہرا نے پانچ روٹیاں جو کی پکائیں اور بعد نماز شام کے وہ پانچ روٹیاں ان پانچوں نے یعنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین
اور فضہ نے ایک ایک روٹی اپنے سامنے رکھی اور چاہتے تھے کہ روزہ کو اس سے افطار کریں ناگاہ ایک کا آواز آیا کہ اے اہلبیت محمد میں ایک یتیم اور مسکین ہوں اور …
اور میرے پاس کھانا نہیں ہے اور میں نہایت بھوکا ہوں کچھ کھانا مجھکو دو خدا تعالیٰ تمکو اسکے عوض میں بہشت کا کھانا کھلاوے حضرت علی نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور اسی طرح
اور فضہ نے بھی اپنی روٹیاں اسکو دیدیں اس شب کو بھی پانی سے روزہ افطار کر کے بھوکے سو رہے اور تیسرے روز بھی ان بزرگوں نے روزہ رکھا اور حضرت خاتون جنت نے بدستور پانچ روٹیاں جو کی
پکائیں اور بعد نماز شام کے چاہتے تھے کہ روزہ کو ان روٹیوں سے افطار کریں ناگاہ ایک کا آواز آیا کہ اے اہلبیت محمد میں ایک اسیر ہوں … قید ہوں اور عاجز اور بھوکا
ہوں مجھکو کچھ کھانا دو کہ خدا تمکو اپنے خوان جہان میں سے کھلاوے پس شاہ اولیا نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور انکی پیروی میں فاطمہ زہرا اور حسنین اور فضہ نے بھی اپنی اپنی روٹیاں اسکو دیدیں
اور اس شب کو بھی پانی سے روزہ افطار کر کے بھوکے سو رہے چوتھے روز علی مرتضیٰ حسنین کا ہاتھ پکڑکر رسول خدا صلعم کے پاس لیگئے اور وہ دونوں صاحبزادے ناتوانی اور بھوک کی شدت سے کانپتے
تھے جسوقت رسول خدا صلعم کی نظر ان پر پڑی اور ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ اے ابوالحسن انکو کیا ہوا کہ … ناتوان اور ضعیف ہو گئے ہیں شاہ اولیا نے سب حال بیان کیا رسول خدا اٹھکر فاطمہ زہرا کے
حجرہ میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہ معصومہ مصلے پر اپنی نماز میں مشغول ہے اور ناتوانی اور بھوک کی شدت سے شکم پشت سے لگا ہوا ہے پس حضرت نے یہ حال دیکھا ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ واغوثاہ
یا اللہ اہلبیت محمد بھوک سے مرتے ہیں اور … کہ جسوقت حضرت نے اپنے اہلبیت کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے آنسو گرا دیا اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس
افسوس کہ تین دن اور تین رات سے کھانا نہیں کھایا ہے اور … ناگاہ جبرئیل نازل ہوا اور کہا کہ اے محمد لو تمکو اور خوش و خرم ہو تو اس نعمت سے … کہ خدا تعالیٰ
نے تیری اہلبیت کو عنایت فرمائی ہے حضرت نے فرمایا کہ کیا لوں اے جبرئیل جبرئیل نے یہ سورت ہل اتی آخر تک پڑھی اور کہا کہ یہ سورہ خدا تعالیٰ نے تیری اہلبیت کی شان میں
نازل کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ جو علی مرتضیٰ نے … مزدوری کرکے ایک شخص کے باغ میں تمام شب پانی دیا تھا اور … کھانا پکا کر …
کھانے کو بیٹھے کہ ایک مسکین آیا اور پھر یتیم آیا اور پھر ایک اسیر آیا انکو وہ کھانا سب دیدیا اور خود بھوکے رہے اور بعضی روایتیں اسی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے
کی کہ جناب سیدہ کے پاس … کھانا پکایا … کہ تناول فرمائیں ایک مسکین نے سوال کیا حضرت علی نے وہ کل کھانا اسی کو دیدیا اور بعد اسکی … ایک

رَاَیْتَ نَعِیْمًا ان جگہ بہی دیکہیگا تو نعمتوں کو کہ جنکی تعریف نہیں ہوسکتی وَّمُلْکًا کَبِیْرًا اور بادشاہی بڑی کہ جسکا زوال کبھی نہوا جیسے پہلے ہی گذر گیا ہی اور ادنی بہشتی کی
دنیا سے کئی برابر ہوگی اور بعضی حدیث میں آیا ہی کہ ادنی بہشتی اپنے ملک کیطرف نظر کریگا تو ہزار برس کی راہ تک ملک دیکھیگا دور نزدیک برابر ملاحظہ کریگا اسطرح سے کہ ابتدا اور انتہا کو
دیکہتا ہی اور بادشاہت کی یہ بھی ہی کہ جو کچہ خواہش کریگا وہ میسر ہوگا اور یہ بھی حدیث میں آیا ہی کہ مراد ملک کبیر سے یہ ہی کہ ملائکہ بدون اذن طلب کئے ہوئے اون میں سے کسی بہشتی کے پاس نہ
جاسکینگے عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ اور بہشتیوں کے لباس بہی ریشمی باریک اور نازک کپڑے کے ہونگے اور عالیہم حال واقع ہوا ہی ضمیر علیہم سے یا ضمیر حسبتہم سے یعنی
جبکہ اوپر انکے کپڑے باریک ریشمی کپڑے کے ہونگے اور اہل مدینہ نے عالیہم کو ساکن پڑھا ہی بنابر ابتدا مقدر کرکے خُضْرٌ سبز ہونگے وہ کپڑے وَّاِسْتَبْرَقٌ
اور ریشمی گاڑھا کپڑا مثل اطلس اور اہل بصرہ اور ابن عامر اور عاصم نے خضر کو مرفوع پڑھا ہی ثیاب کی خبر مقرر کرکے اور استبرق کو مجرور پڑھا ہی مضاف الیہ ٹھہرا کر باعتبار عطف
کے اور ابن کثیر اور ابو بکر نے خضر کو مجرور پڑھا ہی سندس کی صفت ٹھہرا کر اگرچہ خضر جمع ہی اور سندس واحد ہی اسلئے کہ سندس کو جنس مقرر کرکے خضر کو جاری کیا ہی
اور استبرق کو مرفوع پڑھا ہی ثیاب پر عطف کرکے اور نافع اور حفص نے دونوں کو مرفوع پڑھا ہی خضر کو خبر ثیاب کی اور استبرق کا عطف ثیاب پر کرکے اور حمزہ اور کسائی نے
دونوں کو مجرور پڑھا ہی خضر کو صفت سندس کی اور استبرق کو مضاف الیہ ثیاب کا ٹھہرا کر باعتبار عطف کے وَحُلُّوْٓا اور پہنائے جائینگے اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ کنگن
چاندی کے اور کبھی سونے کے ہی چاندی بہشت کی ایسی صاف اور شفاف ہے کہ اسکی طرف سے چیزیں باہر کی دیکہ سکتی ہیں اور یہ جواہر سے بہتر وَسَقٰهُمْ اور
پلاویگا انکو پروردگار انکا شَرَابًا طَهُوْرًا شراب پاک اور پاک کرنیوالی کینہ اور حسد سے اور تمام اوصاف بد اور اسکے پینے سے بدن میں خوشبو کردیگی [illegible]
وہ شراب نجس اور پلید نہوگی بخلاف شراب دنیا کے کہ بدمزہ اور پلید ہوتی ہی اور بیشاب ہوکر نکلتی ہی اور رسول خدا صلعم سے روایت ہی کہ [illegible] ہر شخص کو بہشتیوں میں
آدمیوں جیسی ہوگی اور جسوقت سیر ہو جائینگے تو انکو شراب طہور پلائینگے جسقدر کہ کھانا کھایا ہی وہ پسینہ ہوکر بہ جائیگا اور بدنوں سے نکل جائیگا اور خوشبو اسکی مشک سے زیادہ
ہوگی اور اسوقت پھر اشتہا کھانیکی ہوجائیگی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بہشت کے دروازہ پر ایک درخت ہی کہ ہزار آدمی اسکی پتہ کے سایہ میں کہڑے ہوں
اور اس درخت کی جانب راست ایک چشمہ ہی پاک کرنیوالا پلائی جائینگے بہشتی اوس میں سے پس پاک کردیگا خدا انکو اور انکے جسد اور بال انکے بدنوں سے گر جائینگے اور یہی مراد ہی
قول حقتعالی سے کہ وسقاہم ربہم شرابا طہورا اور حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہی کہ پاک کریگا وہ چشمہ انکو ہر چیز سے سوا احمد کے کہ سب کچہ [illegible] ہوجائینگی اور
جاننا چاہئیے کہ چشمہ کوثر تو بہشت میں خاص رسول خدا صلعم کا ہی اور ذکر اسکا سورہ کوثر میں آئیگا انشاء اللہ تعالی اور چار نہریں متفق ہیں پانی کی اور شیر کی اور شراب
کی اور شہد کی اور ذکر انکا سورہ محمد میں کیا گیا ہی اور چشمے خدا سے خوف کرنیوالوں کے واسطے ہیں اور دو قسم اصحاب یمین کے واسطے ہیں اور یہ چاروں سورہ رحمن میں مذکور ہیں
اور شراب رحیق ابرار کیواسطے ہی اور تسنیم مقربوں کیواسطے ہی اور یہ دونوں انشاء اللہ تعالی سورہ مطففین میں مذکور ہونگی اور دو قسم اہلبیت علیہم السلام کیلئے ہیں وہ کافور
اور زنجبیل ہیں اور انکو سلسبیل کہتے ہیں اور شراب طہور انکی کے واسطے ہی اور بعضی روایتوں میں آیا ہی کہ رب سے [illegible]
اور مراد اس سے امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں پس معنی آیت کے یہ ہونگے کہ پلائیگا انکو سید انکا علی بن ابیطالب کہ ساقی بہشت کا ہی [illegible]
کا علی ساقی اور قسیم ہی [illegible] اور انکو کہا جائیگا کہ اِنَّ هٰذَا تحقیق یہ یعنی جو کچہ مذکور ہوا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً
ہی واسطے تمہارے بدلا تمہارے عملوں کا وَّكَانَ سَعْيُكُمْ اور کوشش تمہاری عبادتوں اور خیرات میں [illegible] مَّشْكُوْرًا پسندیدہ اور قدردانی
کی گئی اور جزا دی گئی اور اب پیغمبر صلعم کیطرف خطاب ہی کہ اِنَّا نَحْنُ تحقیق ہمنے نَزَّلْنَا نازل کیا ہی عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ اوپر تیرے قرآن کو
تَنْزِیْلًا نازل کرنا تھوڑا تھوڑا سورت سورت اور آیت آیت تاکہ تجہ پر اسکا حفظ کرنا دشوار نہو اور معانی کو اسکے بخوبی سمجھ لے اور ضمیر تکلم کی تکرار خصوصیت کیواسطے
آئی ہی کہ ہمنے ہی نازل کیا ہی فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پس صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے اگرچہ تیری نصرت دینے میں کافروں پر تاخیر ہوتی ہو کہ حکمت اور
مصلحت بہی اسکا اقتضا کرتی ہی وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اور فرمانبرداری نکر انمیں سے اٰثِمًا گنہگار کی مثل عتبہ کے کہ تجکو حق کیطرف بلانیسے منع کرتا ہی
اَوْ كَفُوْرًا یا ناشکرے کی کہ تجکو کفر کیطرف بلاتا ہی مثل ولید بن مغیرہ کے اور عتبہ کہتا تہا کہ اگر تو لوگوں کو اسلام کیطرف بلانیسے باز رہے تو میں تجکو اپنی دختر دوں
اور ولید کہتا تہا کہ تو ہمارے دین میں آجائے تو میں تجکو تونگر کردوں اور ان دونوں کی فرمانبرداری سے خدا منع کرتا ہی وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کر تو نام پروردگار

ع ۲۲ ۱۵

نہیں جس روز میں ہوگی جسمیں رکوع اور سجدہ واسطے خدا کے نہ ہوا اور یہ آیت اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے اُن
ثقیفوں کے لوگوں کے کہ رکوع کرو تم لَا یَرْكَعُوْنَ نہیں رکوع کرتے ہیں اور نماز کا نام رکوع اسواسطے رکھا ہے کہ رکوع رکن اعظم نماز کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
رکوع سے اسلام ہے یعنی جسوقت کہا جاتا ہے واسطے انکے کہ اسلام کو قبول کرو تم تو مسلمان نہیں ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عیب ہے رکوع اور سجدہ زیادہ کوئی امر سخت تھا
اور نہایت تکبر کرتے تھے وہ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ وائے ہے روز قیامت کے جھٹلانے والوں کو کہ اسلام کو جھٹلاتے ہیں اور قبول نہیں کرتے ہیں
فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پس ساتھ کس بات کے بعد اس قرآن کے ایمان لاوینگے اگر قرآن پر ایمان نہ لاوینگے کہ وہ ایک بڑا معجزہ ہے اور شامل ہے وعظ و نصیحت
اور روشن دلیلوں اور حجتوں پر اور کہتے ہیں کہ بعد تمام کرنے تلاوت اس سورہ کے کہے آمنا باللہ سُوْرَةُ النَّبَاِ اور اس سورہ کو سورہ عم بھی کہتے ہیں اور
سورہ معصرات بھی کہتے ہیں اور سورہ تساؤل بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور چالیس آیتیں اسکی ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ
عم یتساءلون کو پڑھے اور ہر روز اسکی تلاوت کرے وہ سال نہیں گزرے گا کہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے ہیں
جسوقت کہ محمد صلعم نے لوگوں کو اسلام کیطرف بلانا ظاہر کیا اور قرآن کو لوگوں کے روبرو پڑھا اور قیامت کے روز سے ڈرایا تو لوگوں نے حضرت کی نبوت میں اور قرآن نازل
ہونے میں اور قیامت کے واقع ہونے میں اختلاف کیا اور آپس میں ہر ایک شخص دوسرے سے پوچھتا تھا اور پیغمبر اور مومنین سے پوچھتے تھے خدا تعالیٰ نے انکے پوچھنے کی خبر دی کہ عَمَّ
يَتَسَاءَلُوْنَ کس چیز سے پوچھتے ہیں کفار کہ آپس میں اور اب پیغمبر کو بیان کرتا ہے کہ پوچھتے ہیں وہ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ خبر بڑی سے الَّذِيْ هُمْ
فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ وہ چیز وہ کہ بیچ اسکے اختلاف کرنیوالے ہیں اور جس چیز میں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں وہ خبر قیامت کی ہے یعنی بعضے کہتے ہیں کہ قیامت [illegible]
ثابت ہے اور بت ہمارے شفاعت کرینگے اور بعضے اسکا انکار مطلق کرتے ہیں اور بعضے شک کرتے ہیں اسکی بابت اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت [illegible]
دوزخ نہ ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشت ہوگا لیکن کھانا اور پینا اور فائدہ اٹھانا نہیں ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ قرآن سے سوال کرتے تھے کہ اس خبر قیامت کے واقع
ہونے کی اور نبوت کی تصدیق ہے یعنی اسکو جادو یا شعر کیطرف نسبت کرتے ہیں اور اسکو قول مختلف یا قصہ پہلوں کا کہتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ نبا عظیم حضرت کی
نبوت سے مراد ہے اور کفار آپس میں کہتے ہیں کہ محمد پیغمبر ہے یا شاعر یا جادوگر یا مجنون ہے اور بعضوں کے نزدیک خلاف اسلام کے سب اصول ہیں کہ خدا کا ثابت کرنا ہے اور اسکی صفات
ہیں اور فرشتوں اور رسولوں اور بہشت میں اور دوزخ میں اور نبوت میں اور خلافت میں اور حافظ ابو نعیم صاحب نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم
فرمایا کہ مراد نبا عظیم سے خلافت اور دوستی علی بن ابیطالب کی ہے کہ خلافت سے قبروں میں سوال کرینگے اور کوئی میت نہیں ہے مشرق و مغرب میں اور دریا میں اور
خشکی میں مگر کہ منکر و نکیر اسکے پروردگار سے اور اسکے پیغمبر سے اور خلافت اور دوستی علی بن ابیطالب سے سوال کرینگے یعنی سوال ہے اس شخص کا کہ انکی خلافت کی جسنے
تصدیق کی ہے اور انکو امام جانا ہو اور وائے ہے اس شخص پر کہ جسنے انکا انکار کیا ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد نبا عظیم سے علی بن ابیطالب ہے کہ آدمی
انکے مقدمہ میں اختلاف کرتے ہیں اور فرمایا ہے علی نے کہ خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی مجھسے بڑی نہیں ہے اور یہی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے اور
حضرت صادق نے فرمایا کہ مراد نبا عظیم سے علی بن ابیطالب ہے اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں مذکور ہے کہ نبا عظیم علی بن ابیطالب ہیں اور علقمہ نے روایت کی ہے کہ روز
جنگ صفین ایک مرد لشکر شام سے جنگ کرنیکو باہر نکلا اور ہتھیار لگائے ہوئے اور قرآن کو گردن میں لٹکائے ہوئے تھا اور رجز کی جگہ سورہ عم یتساءلون پڑھتا تھا میں چاہا کہ
اُس سے جنگ کروں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ توقف کر اور خود جناب امیر المومنین اسکے آگے گئے اور فرمایا کہ تو جانتا ہے نبا عظیم کو کہ کیا ہے وہ اُسنے کہا کہ نہیں فرمایا کہ واللہ میں
ہوں نبا عظیم جسمیں تمنے اختلاف کیا ہے اور میری خلافت میں جھگڑا کیا ہے اور میری خلافت اور دوستی سے تم پھر گئے بعد اسکے کہ تمنے اسکو قبول کیا تھا اور اپنی بغاوت سے تم
ہلاک ہوئے بسبب اسکے کہ میری تلوار سے تمنے کفر سے نجات پائی تھی اور روز غدیر تمنے جانا مرتبہ خلافت میری کا اور قیامت کے روز جانو گے تم جو کچھ کہ آج تمنے ساتھ کیا ہے
پس ملعون اسکے ایک ضرب میں اسکو قتل کیا اور اصبغ بن نباتہ کہتا ہے کہ جنگ جمل میں ہمراہ امیر المومنین علیہ السلام کے میں تھا ایک دشمن لشکر بصرہ سے باہر آیا اور آیت عم یتساءلون پڑھتا تھا
امیر المومنین اسکے آگے گئے اور فرمایا کہ نبا عظیم کہ جسمیں اختلاف کیا ہے اسکو تو جانتا ہے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میں ہوں نبا عظیم کہ جسمیں اختلاف کیا ہے حق تعالیٰ نبا عظیم کے سوال کی نفی
فرماتا ہے کہ كَلَّا نہیں نہیں ہے یعنی ایسا نہ ہوگا کہ وہ کہتے ہیں اور اسمیں اختلاف کرتے ہیں انکو سَيَعْلَمُوْنَ قریب ہے کہ جانینگے وہ وقت نزول کے اسکی حقیقت کو

جسمیں وہ خلاف کرتے ہیں ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ پھر نہ ایسا ہی قریب ہے کہ جانینگے وہ آخرت میں اعتقاد کی ناپاکی کو اور اپنے قول کے باطل ہونیکو اور مکرر
واسطے مبالغہ کے فرمایا ہے اور ثم سے اشارہ ہے طرف اس کے کہ دوسرا خوف لانا زیادہ سخت ہے پہلے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہاں قریب ہے کہ جانینگے وہ اور
اب خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے کہ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ کیا نہیں کیا ہے ہمنے زمین کو مِهَادًا بچھونا و فرش تاکہ اسپر ٹھہرو وَالْجِبَالَ اور
پہاڑوں کو أَوْتَادًا میخیں زمین کی تاکہ زمین انسے مضبوط ہو جاوے اور حرکت نہ کرے اور اگر زمین ہلتی اور حرکت کرتی تو تم اسپر نہ ٹھہر سکتے اور فائدہ اس سے حاصل نہو سکتے
وَخَلَقْنَاكُمْ اور کیا نہیں پیدا کیا ہے ہمنے تمکو أَزْوَاجًا جوڑا جوڑا یعنی نر و مادہ تاکہ آپس میں ملو تم اور نسل تمہاری جاری ہو یا یہ کہ تمکو قسم قسم کا پیدا کیا
سیاہ اور سفید اور سرخ اور زرد اور کوتاہ اور دراز موٹا اور دبلا اور خوبصورت اور بدصورت اور طرح طرح کی زبان اور گفتگو عطا کی وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے نَوْمَكُمْ
سُبَاتًا نیند تمہاری کو سبب آرام اور راحت کا ماندگی اور مشقت سے تسکین حاصل کرو وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ اور کیا ہمنے رات کو لِبَاسًا پوشش کہ اسکی
تاریکی میں جس چیز کو چھپانا اور پوشیدہ کرنا چاہو پوشیدہ کرو مانند پردے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معنی ہیں کہ شب کو وقت لباس تمہارے کا کیا تاکہ شب کو اپنے بدن لباس میں
پوشیدہ کرو وقت سونے کے وَجَعَلْنَا النَّهَارَ اور کیا ہمنے دن کو مَعَاشًا وقت طلب معیشت کا تاکہ اپنی روزی کو کسب کرو اور اسکو حاصل کرنے میں
جستجو کرو وَبَنَيْنَا اور بنایا ہمنے فَوْقَكُمْ اوپر تمہارے سَبْعًا شِدَادًا سات آسمان سخت کہ نہایت مضبوط اور استوار ہیں اور کسی طرح سے بوسیدگی اور
خلل انمیں نہیں ہے وَجَعَلْنَا اور پیدا کیا ہمنے ان آسمانوں میں سِرَاجًا وَهَّاجًا چراغ روشن یعنی آفتاب کو پیدا کیا کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے وَ
أَنْزَلْنَا اور نازل کیا ہمنے مِنَ الْمُعْصِرَاتِ اور نچوڑنے والوں بادل کے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد معصرات سے ہوائیں ہیں کہ بادلونکو نچوڑتی ہیں
اور ٹپکاتی ہیں انمیں سے مَاءً ثَجَّاجًا پانی بہتا ہوا کہ وہ بارش ہے لِنُخْرِجَ بِهِ تاکہ نکالیں ہم ساتھ اس پانی کے حَبًّا دانہ کہ کھانے کے واسطے ہے
مثل گندم اور جو کے وَنَبَاتًا اور گھاس وغیرہ روئیدگی کو کہ حیوانات کا چارہ ہو سو کھلی جاتے وَجَنَّاتٍ اور باغ کہ [illegible] تاکہ نکالیں ہم
ساتھ اس پانی کے درختوں گھنی ہوئی کو أَلْفَافًا لپیٹے ہوئے یعنی کثرت سے کہ ایک دوسرے سے لپیٹا ہوا اور متصل [illegible] تاکہ ان نعمتوں کا
شکر کریں اور ناشکری نہ کریں اور قیامت کا اقرار کریں إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ تحقیق کہ دن حکم کرنیکا اور جدا کرنیکا حق کا باطل سے یعنی روز قیامت كَانَ ہے
خدا کے علم میں مِيقَاتًا وقت مقرر واسطے حساب خلائق کے اور جزا دینے انکے اعمال کا اور نہی ہو دنیا کی يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ جسدن پھونکا
جاویگا بیچ صور کے دوسری بار فَتَأْتُونَ پس آؤگے تم أَفْوَاجًا گروہ گروہ حال واقع ہوا ہے یعنی آؤگے تم گروہ گروہ اپنی قبروں سے طرف میدان حشر کے گروہ ہر ایک
پیغمبر کے ہمراہ واسطے حساب اور جزاء اعمال کے اور منقول ہے کہ معاذ بن جبل نے [illegible] کے گھر میں اس آیت کی معنی پوچھے تو حضرت نے فرمایا اے معاذ تو نے
امر عظیم سے سوال کیا ہے اور بہت بڑی چیز کو پوچھا ہے اور بعد اسکے حضرت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ دس قسم کے آدمی میری امت میں سے میدان حشر میں حاضر ہونگے اور
مسلمانوں سے جدا کیں بعضی تو بندروں کی صورت ہونگے اور بعضے سوروں کی صورت ہونگے اور بعضے انکے سر نیچے ہونگے اور بعضے اندھے ہونگے اور بعضے گونگے اور بہرے
ہونگے اور بعضے اپنی زبانوں کو چباتے ہونگے اور وہ زبانیں سینوں پر پڑی ہونگی اور انکے منہ سے پیپ جاری ہوگی کہ قیامت والے انکی بو سے اذیت پاوینگے اور بعضوں کے
ہاتھ اور پاؤں کٹے ہونگے اور بعضے آگ کی سولی پر لٹکے ہونگے اور بعضے مردار سے زیادہ بدبوئی ہونگے اور بعضے قطران کے [illegible]
چسپے ہونگے اور ان سب کی تفصیل حضرت نے بیان کی کہ بندر تو وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں اور سور حرام کھانے والے ہیں اور [illegible]
ہونگے اور اندھے ظلم کا حکم کرنے والے ہونگے اور گونگے اور بہرے اپنے اعمال پر ناز کرنے والے ہونگے اور زبانیں چباتے عالم اور قاضی ہیں کہ گفتار انکی مخالف کردار ہوگی
اچھے کام کا حکم کرتے تھے اور خود اچھے کام نہیں کرتے تھے اور ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے وہ آدمی ہونگے کہ جو لوگ اپنے ہمسایوں کو آزار پہنچاتے تھے اور آگ کی سولی پر لٹکے ہوئے
وہ لوگ ہونگے کہ جو بادشاہوں کے روبرو لوگوں کی چغلی کھاتے تھے اور جنکی مردار سے زیادہ بدبو ہوگی وہ [illegible] خواہشوں کی اطاعت کرتے ہونگے اور لذتوں کے [illegible]
کو اپنے مالوں میں سے منع کرتے ہونگے اور قطران کا لباس پہنے ہوئے تکبر کرنے والے ہونگے وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ اور کھولا جاویگا آسمان یعنی پھٹ جاویگا آسمان واسطے
قاری تخفیف و تشدید تا پڑھتے ہیں یعنی بہت کھلے پھٹے جاوینگے آسمان واسطے نازل ہونیکو ملائکہ کے فَكَانَتْ پس ہو جاوینگے وہ پھٹنے سے أَبْوَابًا دروازے [illegible]

یعنی آسمان پھٹ جاینگے اور سب میں رخنے ہو کر دروازے ہی دروازے ہوجاینگے وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ اور روانہ کیے جاینگے پہاڑ فَكَانَتْ سَرَابًا پس ہوجاینگے سراب یعنی چمکتی ہوی
ریت کہ دور سے تو پانی کی مثال معلوم ہوا اور قریب جا کر دیکھیں تو کچھ نہ ہو ویسے ہی پہاڑوں کا حال ہوگا کہ وہ حقیقت انکی جو پہاڑ ہونیکی تھی باقی نہ رہیگی اِنَّ جَهَنَّمَ تحقیق کہ دوزخ
كَانَتْ مِرْصَادًا ہوی گھات کی جگہہ میں ملائکہ دوزخ انہیں منتظر عذاب کے کافروں کے ہونگے اور کفار کا گذر انہیں ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مرصاد قید خانہ ہے کہ
دوزخیوں کو انہیں قید کرینگے حاصل یہ ہے کہ دوزخ گھات ہے لِلطَّاغِينَ واسطے حد سے گذر جانیوالوں کے کہ وہ مشرکین ہیں مَآبًا جگہہ پھرنے اور ٹھیرنے کی واسطے انکے
لَابِثِينَ فِيهَا ٹھیرنیوالے ہونگے بیچ اُس دوزخ کے اَحْقَابًا قرنوں پر قرنوں اور رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ نہ نکلیگا وہ شخص کہ
داخل ہوگا آتش میں یہانتک کہ ٹھیرے گا اس میں حقب اور ایک حقب ساٹھ او چند سال کا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن ہزار برس کا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت کرتے ہیں کہ آٹھ حقب ہیں اور ہر ایک حقب اسی برس کا اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن ہزار برس کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے بلال سے
پوچھا کہ تم اپنی کتاب میں حقب کو کسقدر پاتے ہو کہا ایک حقب اسی برس کا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار سال کا اور کہتے ہیں کہ احقاب
کی انتہا نہیں حقب کے بعد حقب ہوتا رہیگا اور تاثیر حال واقع ہوا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ احقاب کی انتہا نہیں ہے یعنی ابد تک پس وہ احقاب سے ہمیشہ مراد رکھتے ہیں اور وہ کافروں کے واسطے
کہتے ہیں اسواسطے کہ کافر کبھی دوزخ سے باہر نہ نکلیگا اور جو لوگ کہ احقاب کی حد مقرر کرتے ہیں جیسے کہ حضرت صادق علیہ السلام کی روایت میں آیا ہے کہ احقاب انکی بابت
وہ اسکو خدا ہی جانتا ہے واسطے جانے والوں کے اور بعضے کہتے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ یہ ان لوگوں کے واسطے ہوگی کہ جو دوزخ سے نکلینگے اور احقاب یعنی انکی دوزخ میں
رہنے کا حال بیان کرتا ہے کہ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا نہ چکھینگے وہ بیچ اُس دوزخ کے یعنی نہ پاینگے بَرْدًا ٹھنڈک کو ہوا کی یعنی ایسی چیز کہ جس سے آتش
اور دوزخ کی حرارت کو دفع کرے اور ایسی چیز نہ پاینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ برد سے مراد خواب ہے یعنی نیند انکو دوزخ میں نہ آیگی وَلَا شَرَابًا اور نہ چکھینگے وہ شراب
اِلَّا حَمِيمًا مگر آب گرم کھولتا ہوا کہ نہایت گرم ہوگا یہانتک کہ جس وقت اسکو منہ کے قریب لاینگے تو منہ کا گوشت اس میں گل کر گر پڑیگا اور جس وقت پیٹ میں پہنچیگا تو انتڑیاں پارہ پارہ
ہو جاینگی وہ آب پانی کو پینگے وَغَسَّاقًا اور پیپ جو کہ دوزخیوں کے جسم سے جاری ہوگی اور یا آنسو جو کہ حسرت سے بہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ غساق نام چشمہ کا ہے دوزخ میں
اور اسکی تین سو ساٹھ شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں تین سو ساٹھ خانہ ہیں اور ہر خانہ میں چار ہزار کنوئیں ہیں اور ہر کنوئیں میں ایک اژدہا ہے اور ہر سانپ میں اسقدر زہر ہے
کہ سوا خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا ہے وہ زہر دوزخیوں سے بہکر اس چشمہ میں آویگی جَزَاءً بدلا دیے جاینگے وہ دوزخی بدلا دینا وِفَاقًا موافق عمل کے اور جزاء مفعول
مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی جیسا کہ انکا عمل تھا ویسا ہی بدلا دیا جاویگا کہ انکے عمل کے موافق ہوا اور اس عمل کا آگے بیان کرتا ہے کہ اِنَّهُمْ تحقیق وہ کفار اور گنہگار
كَانُوا لَا يَرْجُونَ تھے وہ نہیں امید رکھتے تھے حِسَابًا حساب آخرت کی اور ثواب کی اور عقاب کی وَكَذَّبُوا اور جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی
بِآيَاتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ پیغمبروں نے انکو دکھلائی اور یا قرآن کی آیتوں کو انہوں نے جھٹلایا اور یا ہماری حجتوں کو انہوں نے جھٹلایا کہ ائمہ ہیں
كِذَّابًا جھٹلانا اپنے نفس کی خواہش کی پیروی سے بدون حجت اور دلیل کے وَكُلَّ شَيْءٍ اور ہر چیز کو نیک و بد کو عمل خیر اور بد کو اور سوا اسکے اَحْصَيْنَاهُ
شمار کیا ہے ہم نے اسکو یعنی نگاہ رکھا ہے اور لکھا ہے كِتَابًا لکھنا لوح میں لکھنے کا ہے کہ کوئی چیز باقی نہیں رکھی ہے اور کتابا یا تو مصدر ہے معنی احصاء کا ہے واسطے کہ یہ دونوں معنی میں
ایک ہیں اور یا اکتبناہ مقدر کیا ہے اور جب کہ ان کفار نے ہماری قدرت کی نشانیوں کو اور قیامت کے روز کو جھٹلایا تو ہم آخرت میں یا فرشتوں کو انسے کہینگے کہ فَذُوقُوا پس
چکھو تم عذاب کو روز جزا کے فَلَنْ نَزِيدَكُمْ پس ہرگز نہ زیادہ کرینگے ہم تمکو ہمیشہ اِلَّا عَذَابًا مگر عذاب کہ عذاب کے اوپر عذاب اور حدیث میں آیا ہے کہ
یہ بہت سخت آیت ہے قرآن میں دوزخیوں کے واسطے اور آگے پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہے اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے مَفَازًا رستگاری عذاب سے
اور پہنچنا مراد کو کہ وہ حَدَائِقَ باغ ہیں بدل اشتمال مفازا کا ہے یعنی واسطے پرہیزگاروں کے باغ ہیں بھرے ہوے ہیں درختوں سے اور میووں سے وَأَعْنَابًا
اور انگور ہیں اور خصوصیت اسکی واسطے فضیلت کے ہے وَكَوَاعِبَ اور جوان عورتیں نار پستان کہ جنکی چھاتیاں ابھری ہوئی ہوں اَتْرَابًا ہم عمر اور
اور کہتے ہیں کہ بہشت میں سب مرد اور عورتیں برابر ہونگے جیسے تینتیس برس کی عمر کا آدمی ہوتا ہے وَكَأْسًا اور پیالہ ہونگے انکے واسطے دِهَاقًا چھلکتے ہوے کہ بھرا
ہوگا شراب سے لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا نہ سنینگے وہ بیچ اُس بہشت کے لَغْوًا بیہودہ بات کو وَلَا كِذَّابًا اور نہ جھوٹ کو اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ نہ سنینگے

ع ۲

شراب پیویں وہاں نہ سنیں گے بہشت میں بات بیہودہ کو اور نہ جھوٹ کو جیسے کہ دنیا کی شراب کے نوش کرنے والے بکتے ہیں اور بیہودہ باتیں کہتے ہیں اور آپس میں جھگڑتے ہیں اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ
مراد ان متقین سے اسی سورۂ عم یتساءلون میں علی بن ابی طالب ہے اور ابن عباس نے قسم کھائی ہے کہ واللہ وہ سردار ہے ہر متقی کا اور رستگاری پانے والوں کا جَزَآءً
بدلا دیے گئے ہیں وہ متقی ان نعمتوں کو بدلا دینا مِّنْ رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی جانب سے موافق وعدہ کے اور جزاء مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا عَطَآءً
بخشش ہے بدل ہے جزا سے اور یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی عطاہم عطاء ہے یعنی بخشا انکو بخشنا حِسَابًا کافی اور وافی ہے موافق اعمال انکے کے
رَّبِّ السَّمٰوٰتِ پروردگار آسمانوں کا یہ بدل ہے من ربک سے اور اہل حجاز اور ابو عمرو نے رب کو مرفوع پڑھا ہے مبتدا مقدر کی خبر کیا اور باقیوں نے مجرور پڑھا ہے
پہلے رب کی صفت تجویز کر کے یعنی پروردگار تیرا پروردگار آسمانوں کا ہے وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ کہ درمیان ان کے ہے الرَّحْمٰنِ
خدا بخشنے والا ہے اور عاصم اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے اسکو مجرور پڑھا ہے رب کی صفت ٹھہرا کر اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے خبر رب السموات کی اور وہ مبتدا ہے
لَا یَمْلِكُوْنَ نہ مالک ہونگے باشندے آسمان اور زمین کے مِنْهُ اس خدا سے خِطَابًا بات کرنیکی یعنی قدرت نہ ہوگی کسیکو کہ اس سے کوئی بات کرے اور یا اس کی ہی
شفاعت کرے مگر جسکو اسکی اذن ہو اور مجال کسیکو نہوگی کہ انکے ثواب عذاب پر کوئی اعتراض کرے اسواسطے کہ بندے اور مخلوق اس کے ہیں اور غلاموں کو کیا مقدور کہ اپنے
آقا اور مالک پر اعتراض کریں اور یاد کر تو اس روز کو کہ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ جس دن کہ کھڑی ہوگی روح وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے صَفًّا صف باندھ کر
چنانچہ واقع ہوا ہے اور روح ایک فرشتہ ہے کہ وہ جبرئیل اور میکائیل سے بھی زیادہ بزرگ ہے اور کہتے ہیں کہ خلقت میں اس سے بڑا کوئی نہیں اور رسول خدا صلعم کے ہمراہ وہ
رہتا تھا اور بعد حضرت کے ائمہ ہدی کے ہمراہ اور انکی بزرگی کی جہت سے انکا ذکر علیحدہ کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ تنہا ایک صف میں کھڑا ہوگا اور باقی کے فرشتے باوجود اس
کثرت اور بڑے جسم ہونیکے ایک صف میں کھڑے ہونگے اور بزرگی اور بڑی خلقت ہونیکے سبب سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مقام روح کا چوتھا آسمان ہے اور ہر روز وہ بارہ ہزار
تسبیح پڑھتا ہے اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے آدمیوں کی ارواح ہیں کہ درمیان نفخ دو صور کے اور جسموں میں داخل ہونے سے پہلے صف باندھ کر
کھڑی ہونگی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم سے پوچھا تھا کہ روح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک لشکر ہے خدا کے لشکروں میں سے کہ وہ فرشتوں کی جنس سے نہیں
ہیں انکے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں اور کچھ کھاتے بھی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے جبرئیل ہے کہ ہمراہ ملائکہ کے ایک صف میں کھڑا ہوگا اور ملائکہ دوسری صف باندھ کر
کھڑے ہونگے لَا یَتَكَلَّمُوْنَ نہ کلام کرینگے شفاعت وغیرہ کے مقدمہ میں اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر وہ شخص کہ اذن دیا ہوگا واسطے اسکے
خدا نے کہ گنہگار کی شفاعت کرے وَقَالَ صَوَابًا اور کہا ہو اس شخص نے ٹھیک بات کو کہ وہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی خدا کے ایک جاننے والے ہوں وہ لوگ پیغمبر ہوں
اور ملائکہ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واللہ شفاعت کے واسطے ہم کو بھی اذن دیا جائیگا قیامت کے روز اور ٹھیک بات کہنے والے ہیں ہم راوی نے پوچھا کہ ای فرزند رسول خدا
کیا بات کہو گے تم فرمایا کہ بزرگی سے یاد کرینگے ہم پروردگار اپنے کو اور درود بھیجینگے ہم پیغمبر اپنے پر اور شفاعت کرینگے ہم اپنے شیعوں کے واسطے اور پروردگار ہمارا
رد نکریگا ہماری شفاعت کو ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ وہ روز حق ہے کہ واقع ہوگا اور اسکے ہونے میں کچھ شک نہیں ہے فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ پس جو شخص
چاہے پکڑے اِلٰی رَبِّهٖ طرف پروردگار اپنے کے مَاٰبًا پھرنا ایمان اور طاعت کے اختیار کرنے سے اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ تحقیق کہ ہم نے ڈرایا ہے تم کو کسی مرتبہ
عَذَابًا قَرِیْبًا عذاب نزدیک سے کہ وہ عذاب آخرت ہے اور قریب ہونا اسکا باعتبار یقینی واقع ہونے اسکے کے ہے اسواسطے کہ ہر چیز آئندہ ہونیوالی ہے وہ قریب ہے
یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ جس دن کہ دیکھیگا آدمی مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ اس چیز کو کہ آگے بھیجا ہے دونوں ہاتھوں اسکے نے یعنی جو عمل کہ اس نے کیا ہے اسکی جزا کو روز
دیکھیگا اور اعمال کو ہاتھوں کی طرف نسبت کیا ہے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد آدمی سے اس جگہ کافر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عام ہے کافر ہو
یا مومن ہر شخص اپنے اعمال کی جزا کو دیکھیگا کہ نیک عمل کی جزا بہشت ہے اور بد عمل کی جزا دوزخ ہے وَیَقُوْلُ الْكٰفِرُ اور کہیگا کافر یٰلَیْتَنِیْ اے کاش کہ میں
كُنْتُ تُرٰبًا ہوتا میں مٹی اور آدمی نہوتا میں اور آج کے روز خاک ہوتا کہ عذاب میں گرفتار نہوتا اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز زمین کے چرندوں پرندوں کو جمع کر کے اور تمام
حیوانات کو چرندوں کو اور درندوں کو اور پرندوں کو اور زمین میں رہنے والوں کو جمع کریں گے اور بدلا لینے کو کہ اگر کسی نے دنیا میں ایک نے دوسرے کو مارا ہوگا تو اسکا عوض ان سے
لیوینگے اور بعد اسکے انکو خدا تعالیٰ خاک کر دیگا اور کافر جس وقت انکا حال دیکھیگا تو آرزو کریگا کہ کاش میں بھی مثل ان حیوانات کے مٹی ہو جاتا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ابلیس ہے

انا ربکم الاعلیٰ ہی اور کلمہ اولی ما علمت لکم من الہ غیری ہی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ درمیان کہنے ان دو کلموں کے چالیس برس کا فاصلہ تھا اور بعضے بیس سال
کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت بیان کرتی ہیں کہ موسیٰ نے مناجات کی کہ اے پروردگار میرے تو نے فرعون کو چالیس برس تک مہلت دی یہانتک کہ اسنے انا ربکم الاعلیٰ کہا اور
تیرے رسولوں کو اسنے جھٹلایا حقتعالی نے وحی کی کہ وہ خلق نیک رکھتا تھا اور لوگوں کی حاجتیں روا کرتا تھا اور اپنی درگاہ سے انکو منع نہیں کرتا تھا پس میں نے چاہا کہ اسکا بدلا
اسکو میں دنیا ہی میں عطا کروں پس اسی سبب سے یعنی اسکو مہلت دی تاکہ دنیا فائدہ سے محظوظ ہو اور فرماتا ہی خدا کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ تحقیق بیچ اسکے یعنی فرعون کے عذاب میں
لَعِبْرَۃً البتہ نصیحت ہی لِّمَنْ یَّخْشٰی واسطے اس شخص کے کہ خوف کرے اور نافرمانی سے خوف کرکے فرمانبرداری کو اختیار کرے اور اسکے بعد حقتعالی اسکے جھٹلانے والوں
قیامت کے آگے قدرت کو بیان کرتا ہی کہ ءَاَنْتُمْ کیا تم اے انکار کرنیوالے حشر کے اور دوبارہ زندہ ہونیکے اَشَدُّ زیادہ سخت ہو خَلْقًا باعتبار پیدائش کے
اَمِ السَّمَآءُ یا آسمان کہ اسقدر بڑا ہی اور وہ زیادہ سخت ہی اور تم جانتے ہو کہ آسمان خدا کا پیدا کیا ہوا ہے پس کیونکر قادر نہو کہ دوسری بار تمکو پیدا کرے اور اب
آسمان کے پیدا کرنیکی کیفیت بیان کرتا ہی کہ بَنٰىهَا بنایا اسکو اس طرح پر سے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا بلند کیا چھت اسکی کو کہ وہ زمین سے پانسو برس کی راہ اونچی ہے
فَسَوّٰىهَا پس درست و برابر کیا اسکو کہ سطح کا خلل اور تفاوت اس میں نہیں ہے اور ستاروں سے اسکو آراستہ کیا وَاَغْطَشَ اور تاریک کیا لَیْلَهَا
رات اسکی کو وَاَخْرَجَ اور باہر نکالا ضُحٰىهَا روشنی آفتاب اسکے کو اور مراد اس سے دن اور رات کو اور دن کو آسمان کی طرف منسوب کیا اسلیے کہ پیدا ہونا
اسکی حرکت سے ہی اسواسطے کہ رات آفتاب کے غروب سے ہوتی ہی اور دن اسکے طلوع سے ہوتا ہی اور وہ فلک کی حرکت سے تعلق رکھتی ہیں وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ
اور زمین کو بعد اسکی یعنی پیدا کرنے آسمان کے دَحٰىهَا بچھایا اسکو پانی پر واسطے آرام خلائق کے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ پیدا کیا ہی زمین کو پہلے آسمان کے اور بچھایا
اسکو بعد اسکے اور روایت میں بھی آیا ہی اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا تحقیق نکالا اس زمین سے پانی اسکا کہ چشمے اس سے جاری کیے اور اخرج سے پہلے قد کا لفظ
مقدر ہے حرف عطف کا اسپر نہیں آیا اور کہتے ہیں کہ وہ حال واقع ہوا ہی وَمَرْعٰىهَا اور نکالا چراگاہ اسکی کو اور گھانس اسکی کو وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا اور پہاڑوں کو
مضبوط اور پایدار کیا اسکو اور جبال ویسی ہی ہی جیسے پہلے ارض ہے دونوں منصوب ہیں فعل مضمر سے جس کی تفسیر کرتا ہی اس فعل کی جو بعد مفعول کے اور خداتعالی نے زمین کو بچھایا ہے
اور پہاڑوں کو مضبوط کیا ہی اور چراگاہ کو اور چشموں کو ظاہر کیا ہی مَتَاعًا لَّكُمْ واسطے فائدہ تمہارے کے وَلِاَنْعَامِكُمْ اور واسطے فائدہ چوپاؤں تمہارے کے اور تقدیر عبارت کی
مفعول لہ واقع ہوا اور حقتعالی نے قیامت کے صحیح اور ثابت ہونیکے پر دلیل بیان کی ہے اور اب قیامت کا ذکر کرتا ہی کہ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى
پس جسوقت کہ آئی بلا بڑی کہ وہ قیامت ہے اور سب بلاؤں پر وہ غالب ہے کہ کوئی بلا اسکی برابر نہیں ہے پس واقع ہوگی یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ جس دن کہ یاد کریگا
آدمی مَا سَعٰى جو کچھ کہ کوشش کی ہے یعنی جو عمل کہ اسنے دنیا میں کیے تھے وہ اسکو سب یاد آجاوینگے جسوقت نامہ اعمال اسکو دیا جاویگا اور سب آدمی بہرہ و حسرت اور
افسوس میں ہونگے بدکار تو اسواسطے کہ اعمال نیک کیوں نہ کیے اور نیک آدمی اسواسطے کہ اعمال نیک زیادہ کیوں نہ کیے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ اور ظاہر کیا جاویگا دوزخ لِمَنْ
یَّرٰی واسطے اس شخص کے کہ دیکھے یعنی ایسا ظاہر ہوگا کہ جو دیکھ سکتا ہی وہ اسکو دیکھیگا اور میدان حشر میں جمع کرکے سب کا حساب کیا جاویگا اور موافق عمل کے
ہر ایک کو جزا ملیگی فَاَمَّا مَنْ طَغٰی پس لیکن جو شخص کہ حد سے گذر گیا ہی اور ایمان کو اسنے اختیار نہیں کیا ہی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اور اختیار کیا ہی اسنے زندگانی
دنیا کو آخرت پر کہ اس سبب سے آخرت کیواسطے کوئی عمل نہ کیا اور اخلاق نیک کو اختیار کرے فَاِنَّ الْجَحِیْمَ پس تحقیق دوزخ هِیَ الْمَاْوٰی وہ جگہ رہنے
کی ہی اس شخص کی جگہ اور الف لام عوض قائم مقام مضاف الیہ کے ہی اور تقدیر اسکی ہی ماواہ ہی یعنی وہ دوزخ جگہ رہنے کی ہی وَاَمَّا مَنْ خَافَ اور
لیکن جو شخص کہ خوف کیا ہی مَقَامَ رَبِّهٖ کھڑے ہونے کو نزدیک پروردگار اپنے کو یعنی مقام عتاب پروردگار اپنے سے ڈرا اور اسی سبب سے اعمال نیک بجالایا ہو اور گناہ سے
پرہیز کیا ہو وَنَهَی النَّفْسَ اور منع کیا ہو نفس کو عَنِ الْهَوٰی خواہش حرام سے اور نالائق کاموں سے فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی پس تحقیق
بہشت جگہ رہنے کی ہے اسکی واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کی شان میں ہے کہ جو تنہائی میں ارادہ گناہ کرنیکا کرے اور اس گناہ کو کرنے پر قادر ہو لیکن خدا کے خوف سے
اس گناہ کو ترک کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص کہ جانتا ہی کہ خدا اسکو دیکھتا اور اسکے کہنے کو سنتا اور جو کچھ کہ عمل کرتا ہی اسکو جانتا خواہ عمل
نیک ہو خواہ عمل بد ہو اور یہ امر اسکو عمل بد کرنیسے مانع ہو پس وہ شخص وہ ہی کہ ڈرا ہی مقام عتاب پروردگار اپنے سے اور منع کیا ہی نفس کو اسنے خواہش حرام سے اور اسلیے

ع ۲۱

روایت کی ہی کہ حضرت نے فرمایا قیامت کے روز لوگونکو برہنہ بدن اور ننگے پاؤں میدان حشر میں جمع کرینگے بغیر ختنہ کئے ہوئے اور پسینا بطریق لگام انکے دہن میں جا کر کانوں تک پہنچیگا
سودہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ بعض آدمی بعض کو برہنہ دیکھیگا بڑی رسوائی ہوگی اور ہر ایک کے ستر پر دوسرے کی نظر پڑیگی فرمایا کہ سب آدمی اپنے اپنے حال میں ایسا
مشغول ہونگے کسیکو دوسرے کی حال کی خبر نہ ہوگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ **وجوہ یومئذ** کتنے ہی منہ ہونگے اس روز
مسفرۃ روشن چمکتے **ضاحکۃ مستبشرۃ** ہنستے خوش ہوتے بسبب خلاصی کے آتش جہنم سے اور سبب داخل ہونے بہشت کے اور دیکھنے باغوں اور محلوں اور حور و
غلمان اور نہروں کے اور وہ لوگ مومنین خدا کے فرمانبردار ہونگے اور وجوہ کا مضاف محذوف ہے یعنی صاحب وجوہ کہ ہنسنے والے خوش ہونیوالے ہونگے **ووجوہ یومئذ**
اور کتنے ہی منہ ہونگے اس روز کہ **علیہا غبرۃ** اوپر انکے غبار ہوگا **ترہقہا** ڈھانکے گی انکو **قترۃ** تاریکی اور سیاہی جس وقت آتش دوزخ کو اور طرح طرح کے
عذابات دیکھینگے **اولئک** یہ لوگ جنکے منہ گرد آلود اور سیاہ ہونگے **ہم الکفرۃ** وہی کافر ہیں **الفجرۃ** بدکار اور نابکار ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ مومنین کے وضو
کی علامت سے روشن ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نماز شب پڑھنے سے روشن ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے راہ خدا میں جہاد کیا اور جہاد میں انکے چہروں پر
پڑی ہی غبار انکے منہ روشن ہونگے اور جو لوگ کہ دنیا میں عشرت و ناز میں زندگانی کرتے تھے اور جہاد میں نہ گئے اور اپنے چہروں کو [illegible] محفوظ رکھا ہے
انکے منہ گرد آلود ہونگے **سورۃ التکویر** اور اس سورہ کو سورۃ التکویر بھی کہتے ہیں اور مکہ میں یہ سورہ نازل ہوا ہے اور [illegible] آیتیں ہیں اور ثواب
اسکی پڑھنے کا پہلی سورہ عبس میں گذر گیا ہی اور ابو بکر نے روایت کی ہی کہ میں نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول خدا حضرت بہت جلدی بوڑھے ہو گئے فرمایا کہ مجھکو
سورہ ہود و واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا **بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا الشمس کورت**
جس وقت کہ آفتاب لپیٹا جاوے یعنی اسکی روشنی لپیٹی جا کر روشنی کو اسکے نکال لیویں اور وہ سیاہ باقی رہجاوے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ کورت معرب ہے یعنی کور
فارسی کا لفظ ہی اس سے اسکو بنایا ہی اور معنی اسکے یہ ہیں جس وقت آفتاب کور کیا جاوے **واذا النجوم انکدرت** اور جس وقت کہ ستارے دھندلے ہو جاویں اور روشنی
انکی جاتی رہے اور کہتے ہیں کہ آفتاب و ماہتاب و ستاروں کو دوزخ میں ڈالینگے کہ انکے پوجنے والے جانیں کہ یہ معبود ہونیکا استحقاق نہیں رکھتے **واذا الجبال**
سیرت اور جس وقت کہ پہاڑ روانہ کئے جاویں جگہ سے اکھاڑ کر اور مثل غبار کے چورا چورا کرکے ہوا میں اڑائے جاویں **واذا العشار عطلت** اور جس وقت کہ
دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑی جاویں یعنی بسبب گرفتاری نفس کے کوئی آدمی پروا انکی نہ رکھے کہ یہ قریب جننے کے پہنچی ہیں کہ سب اپنے اپنے حال میں مشغول ہونگے **واذا**
الوحوش حشرت اور جس وقت کہ جنگلی جانور اکٹھے کئے جاویں ایک جگہ اور کہتے ہیں کہ سب جانور کھڑے کئے جاوینگے بدلا لینے کے واسطے ایک جانور کا دوسرے سے اور
بعد اسکے خدا تعالی سبکو خاک کر دیگا **واذا البحار سجرت** اور جس وقت کہ دریا جلائے جاویں اور سب ایک کر کے گرم کئے جاویں زیادتی عذاب کے واسطے اور کہتے
ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب اور ستارے دریا میں دوزخ کی ڈالے جاویں اور بعد اسکی ایک ہوا چلے کہ سب پانی کو آگ کر دیوے اور پہلے اس سے جو دریا ہیں دوزخ میں ڈالینگی [illegible] اس سے
یہی ہے کہ آگ کی دریا میں انکو ڈالینگے اور کہتے ہیں کہ وہ دریا ایک پیپ اور خون اور زخموں کی پانی کے ہونگے جو کہ دوزخیوں کے بدنوں سے جدا ہو کر اکٹھے ہونگے اور ابی بن کعب سے
روایت ہے کہ وقت شروع ہونے قیامت کے آدمی بیچ بازاروں اور رہنے کے ہونگے پھر ناگاہ دیکھیں کہ روشنی آفتاب کی دور ہو گئی اور وہ یہ حال دیکھ کر حیران ہوں کہ
آفتاب کیا ہوا اور یہ سنیکا ناگاہ ستارے گرنے لگیں اور اسی فکر میں ہوں کہ پہاڑ ہلنے لگیں اور مثل غبار کے ہوا پر اڑنے لگیں اور جن و انس دوڑنے لگیں اور آدمی جنوں میں پناہ
لیں اور جانور سب آپس میں ملجاویں اور جن آدمیوں سے کہیں کہ ہم جاتے ہیں اور جن جا کے خبر لاتے ہیں وہ جاویں اور دریاؤں کو دیکھیں کہ آگ ہو کر جلتے ہیں اور شعلے مارتے ہیں اور
انکے درمیان میں زمین و آسمان بہت ہلیں اور ایک ہوا پیدا ہو کہ سب کو ہلاک کرے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ وقت قائم ہونے قیامت کے یہ بارہ علامتیں مذکور ہوئی ہیں چھ دنیا میں
پیدا ہونگی اور چھ دوسری آخرت میں ظاہر ہونگی اور وہ چھ یہ ہیں **واذا النفوس زوجت** اور جس وقت کہ نفس جوڑے کئے جاویں آپس میں اور ہر ایک کو نیک کا نیک کے ساتھ اور
بد کا بد کے ساتھ اور یا ہر ایک کو اسکے عمل کے ساتھ جمع کریں اور یا یہ کہ مومنین کو بہشت کی حوروں کے ساتھ اور دوزخیوں کو شیاطین کے ساتھ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشتی
مومن بہشت میں ملائے جاوینگے حوروں کے ساتھ اور دوزخی شیاطین کے ساتھ کہ ہمراہ ہر ایک آدمی کے ایک شیطان ہوگا **واذا الموءدۃ سئلت** اور جس وقت کہ زندہ گور میں
دفن کی گئی لڑکیاں سوال کی جاویں کہ **بای ذنب قتلت** ساتھ کونسے گناہ کے قتل کی گئی ہیں اور اسکو صیغہ غائب سے جو بیان کیا ہے یہ بطور زجر کے ہی اور [illegible]

ع ۱ ۵
سورۃ التکویر

انہوں نے کہ ملیا اور رسولخدا بہشت میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ امین یعنی امانتدار ہے جبرئیل کہ وحی پہنچانے میں کبھی کمی یا زیادتی نہیں کی ہے بلکہ جو کچھ خدا تعالی فرماتا ہے
وہی پہنچاتا ہے اور روایت ہے کہ ایکمرتبہ رسولخدا نے جبرئیل سے فرمایا کہ کیا خوب تعریف تیری خدا نے کی ہے ذی قوة عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین قوت تیری کیا ہے
اور امانت تیری کیا ہے کہا کہ قوت میری وہ ہے کہ مجھکو حکم ہوا لوطکی قوم کے شہروں کے خراب کرنیکا اور وہ چار شہر تھے اور ہر شہر میں چار لاکھ مرد سوا لڑکوں اور بچوں کے تھے ان شہروں کو
میں نے ساتویں زمین کے نیچے سے اکھاڑا اور آسمان پر اٹھا لیگیا یہانتک کہ اس شہر کے مرغوں اور کتوں کی آواز آسمان کے فرشتوں نے سنی پس انکو میں نے الٹ دیا اور امانت
میری یہ ہے کہ میں کسی چیز کا حکم نہیں کیا گیا ہوں کہ تجاوز اس سے کیا ہو اور کمی یا زیادتی اس میں کی ہو اور بعضے جناب رسالتمآب کو کہتے ہیں کہ مراد رسول سے وہ حضرت ہیں
اور یہ سب صفات حضرت کی ہیں اور آپکا فرد کی طرف خطاب ہے کہ وما صاحبکم بمجنون اور نہیں ہے صاحب تمہارا کہ وہ محمد ہے اور تمکو طرف حق کے بلاتا ہے دیوانہ
کہ عقل میں اسکے فرق آگیا ہو اور حق اور باطل اور بھلائی اور برائی میں فرق نکر سکتا ہو اور یہ کلام بھی جواب ہے قسم کا یعنی قسم ہے ان چیزوں مذکورہ کی کہ قرآن
قول عظمت ہے جبرئیل کے واسطہ سے آیا ہے اور نہیں ہے صاحب تمہارا دیوانہ جیسے کفار گمان کرتے ہیں بلکہ کل آدمیوں سے زیادہ عاقل ہے ولقد راٰہ اور البتہ تحقیق
دیکھا پیغمبر نے ان جبرئیل کو انکی صورت اصلی میں بالافق المبین بیچ کنارہ آسمان کے ظاہر اور روشن کے یعنی تمام مشرق آفتاب [illegible] زیادہ اور ذکر اسکا
اسطرح ہے کہ رسولخدا نے جبرئیل سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمکو اس ہیئت پر دیکھوں کہ جس ہیئت پر تم آسمان میں ہو جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا [illegible] کی ہے حد
حضرت نے فرمایا کہ دکھلانا چاہا کہ کہاں دکھلاؤں حضرت نے فرمایا ابطح میں کہا کہ وہاں نہیں سما سکتا فرمایا کہ منی میں کہا کہ وہ بھی تنگ ہے پھر فرمایا کہ عرفات میں کہا کہ وہاں
دکھلا سکتا ہوں پس وعدہ کی روز رسولخدا کوہ حرا پر جا بیٹھے جبرئیل کوہ عرفات کیطرف آئے عجب ہیبت اور صورت کہ تمام روئے زمین کو پوشیدہ کر لیا
مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا اور سر انکا آسمان پر تھا اور پاؤں ساتویں زمین میں پہنچے رسولخدا نے جو اس ہیبت کو دیکھا تو بیہوش ہو کر گر پڑے جبرئیل اسی
کو ہیبت سے حضرت کے پاس آئے تھے صورت اپنی ہو کر آئے اور حضرت کے پاس بیٹھکر حضرت کو اپنی پروں میں لیا حضرت ہوش میں آئے اور جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا
میں تمکو بہت بڑا کہا ہوں یا اگر میکائیل کو دیکھو تو کیا حال ہو کہ سر انکا جیسے بڑا ہے اور شانہ انکا زیر عرش ہے اور پاؤں انکے تحت الثری میں ہیں اور عرش
عظیم انکے شانہ پر ہے اور باوجود اسقدر بڑے ہونیکے خوف خدا سے مثل چڑیا کے ہو جاتا ہے اور اب خدا تعالی پیغمبر کا اور قرآن کا وصف بیان کرتا ہے کہ وما ہو
اور نہیں ہے وہ پیغمبر علی الغیب اوپر غیب کے یعنی جو خبر کہ وحی پہنچی ہے اوپر وہ نہیں ہے بضنین بخل کرنیوالا کہ تمکو وہ وحی تعلیم نکرے اور اسکو
پوشیدہ رکھے وما ہو بقول شیطان رجیم اور نہیں ہے وہ قرآن سخن شیطان راندے گئے کا اور ہانکے گئے کا آسمان سے یعنی یہ کلام
وہ نہیں ہے کہ جسکو شیاطین چوری سے ملائکہ سے سنکر کاہنوں سے جا کہیں اور یہاں خطاب کفار کیطرف ہے کہ وہ قرآن کو کہانت اور جادو کہتے تھے اسکا خدا
انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے فاین تذہبون پس کہاں جاتے ہو تم اور ایسے سخن درست اور حق کو نہیں مانتے ہو تم اور اس سے منہ پھیرتے ہو
اور باوجود حق ہونیکے اسکو کہانت اور جادو کہتے ہو ان ہو نہیں ہے وہ قرآن الا ذکر للعالمین مگر نصیحت واسطے عالمیوں کے لوگوں کے
لمن شاء منکم واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے ان یستقیم یہ کہ سیدھا ہو یا راہ خدا میں اور حق کی پیروی کرے وما تشاؤن اور
نہیں چاہتے ہو تم راستی اور ہدایت کو الا ان یشاء اللہ مگر یہ کہ چاہے خدا رب العالمین پروردگار عالموں کا کہ تمپر جبر اور زبردستی کرے
ایمان کیواسطے یعنی تم اپنے اختیار سے ایمان نہ لاؤگے مگر یہ کہ مشیت خدا متعلق ہو تمہارے ناچار کرنے پر اور تمکو مجبور کر دے لیکن اسطرح کا ایمان خلاف تکلیف ہے
اور پسندیدہ نہیں ہے

سورة الانفطار

یہ سورہ مکی ہے اور اسکو سورہ انفطار کہتے ہیں اور انیس آیتیں اسمیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی اس سورت کو اور سورہ اذا السماء انشقت کو نماز فرض میں پڑہے یا نماز نافلہ میں پڑہے کوئی حجاب اسکو رحمت خدا سے مانع نہو اور ہمیشہ وہ رحمت خدا میں
نظر کرے اور خدا تعالی ہمیشہ اسپر نظر رحمت کرے جبتک کہ وہ آدمی حساب سے فارغ ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا السماء انفطرت جسوقت کہ
آسمان پھٹ جاویگا واذا الکواکب انتثرت اور جسوقت ستارے گر پڑینگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اول ستاروں سے نور کو دور کریں اور بعد اسکے
انکو گرا دیویں اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ستارے مثل قندیلوں کے نور کی زنجیروں میں بندھے ہوئے لٹکتے ہیں اور وہ زنجیریں ملائکہ کے ہاتھوں میں ہیں جسوقت کہ اول صدمہ

سورة الانفطار ۱۹

ملائکہ مرجائیں یعنی زنجیریں انکی ہاتھوں سے چھوٹ جائیں اور ستارے زمین پر گر پڑینگے وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ اور جس وقت دریا میں جاری کئے جائیں اس طرح کہ جو
چیز کہ انکے بیچ میں حائل ہے یعنی زمین وہ اٹھا لیجائے وہ سب آپس میں ملکر ایک ہو جائیں خواہ شیریں ہوں خواہ شور ہوں میٹھے اور کھاری ملینگے
وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ اور جس وقت قبریں الٹ پلٹ کیجائیں اس طرح کہ انکے باطن کو ظاہر کردیں یہاں تک کہ جو مردے وغیرہ کہ انکے اندر ہیں زمین سے
باہر ہو جائیں اور پھر سے مٹی وغیرہ زندہ ہو جائیں اور جواب شرطوں کا یہ ہے کہ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ جانیگا ہر نفس جو کچھ کہ آگے بھیجا نیکی
یا بدی کو وَاَخَّرَتْ اور جو کچھ کہ پیچھے چھوڑا ہے تو یہ کہ یا ترک کیا یا کوئی طریقہ نیک یا بد پیچھے اپنے چھوڑا ہے کہ آدمی اسپر عمل کرتے ہیں پس انکو
عمل کرنیوالوں کا سا ثواب انکو ملیگا اور عمل کرنیوالے کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا اگر نیک طریقہ پیچھے اپنے چھوڑا ہے اور اگر بد طریقہ پیچھے اپنے چھوڑا ہے تو عمل کرنیوالوں کا
سا عذاب انکو ہوگا بدون اسکے کہ اسکے عذاب میں سے کچھ کم ہو اور اب خدا تعالیٰ آدمی کی طرف خطاب کرتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اے آدمی مَا
غَرَّكَ کس چیز نے فریب دیا تجھکو بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ساتھ پروردگار تیرے کے کہ کریم ہے کہ تو نے جرات کی گناہ کرنے میں اور یہ اشارہ ہے طرف اسکے
کہ شیطان نے تجھکو فریب دیا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ چاہو کرو اسواسطے کہ پروردگار تیرا کریم ہے کسیکو عذاب نہ کریگا اور عذاب کرنے میں جلدی نہ کریگا یہ آیت دلالت
کرتی ہے اس امر پر کہ آدمی خدا کے کرم اور رحم پر تکیہ کرکے گناہ نہ کرے اور سید انبیا صلعم نے وقت تلاوت اس آیت کے فرمایا کہ فریب دیا اسکو جہل نے اسکی اور کہتے
ہیں یہ آیت ابی الاشد کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ شخص سید انبیا صلعم کو ایذا پہنچاتا تھا اور عذاب اسکو نہ پہنچتا تھا وہ خدا کی مہلت دینے سے مغرور
ہو گیا تھا اور اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ آیت تمام ہے سب آدمیوں کے واسطے یعنی اے آدمی کس چیز نے تجھکو فریب دیا کہ تو نے خدا کی نافرمانی کی اور گناہ کرنے پر
دلیر ہو گیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ ہر ایک بندہ کو خطاب کرکے کہیگا کہ کس چیز نے تجھکو فریب دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا
نے اپنے ناموں میں سے کریم کا ذکر کیا ہے اور کسی نام کا ذکر نہیں کیا ہے سو گویا کہ یہ تعلیم ہے بندہ کو کہ جس وقت خدا پوچھے کہ کس نے فریب دیا تجھکو تو وہ جواب میں
کہے کہ فریفتہ کیا مجھکو کرم تیرے نے اور کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے غلام کو آواز دی اور وہ باوجودیکہ سنتا تھا لیکن جواب نہیں دیتا تھا حضرت امیر
نے تین مرتبہ پوچھا کہ اے غلام تو سنتا تھا اور جواب کیوں نہیں دیتا تھا کہا کہ تمہارے حلم پر مجھکو اعتماد تھا اور عذاب تمہاری طرف سے مجھکو [illegible] بے خوف تھا اسواسطے جواب نہیں
دیتا تھا جناب امیر کو جواب اسکا خوش معلوم ہوا اسکو آزاد کردیا حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز بندہ سے کہیگا کہ کس چیز نے تجھکو فریب دیا ساتھ پروردگار
تیرے کے الَّذِیْ خَلَقَكَ وہ کہ پیدا کیا تجھکو جسوقت تو کچھ نہ تھا فَسَوّٰىكَ پس درست کیا تجھکو تمام عضو تیرے بنا کر اور کوئی نقصان اور عیب
تیرے بدن میں نہیں رکھا فَعَدَلَكَ پس برابر کیا تجھکو اور مناسب رکھا تیرے عضو کو یعنی عضو میں کوئی تفاوت باقی نہ رکھا یہاں تک کہ ایک ہاتھ کو دوسرے
اور ایک پیر کو کوتاہ نہ کیا اور ایک آنکھ کو بڑا اور دوسری کو چھوٹا نہ کیا اور بعضے عضو کو سیاہ اور بعضے کو سفید نہ کیا اور سب عضو کو درست اور مناسب بنایا فِیْٓ اَیِّ
صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ بیچ جس صورت کے چاہا آپ نے یعنی خدا تعالیٰ نے جس صورت میں کہ چاہا رَكَّبَكَ ترکیب دی تجھکو اور تیرے عضو کو آپس میں ملایا
جس طرح سے کہ حکمت انکی تقاضا کرتی تھی مشابہ باپ کے یا ماں کے یا چچا یا ماموں کے پیدا کیا اور مرد بنایا یا عورت بنایا اور دراز قد بنایا یا کوتاہ قد بنایا اور حضرت
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت نطفہ عورت کی شکم میں قرار پکڑتا ہے تو خدا تعالیٰ آدم اور حوا تک جو مشابہت کہ مرد اور عورت کے درمیان ہوتی ہے اسکو
جمع کرتا ہے اور اسکو اس مشابہت پر پیدا کرتا ہے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ یعنی جو کچھ کہ درمیان تیرے اور آدم کے ہے
اسکے موافق جس صورت میں چاہا پیدا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جس صورت میں چاہے تجھکو پیدا کرے اگر چاہے انسان کی صورت میں پیدا کرے اور اگر چاہے گدھے کی صورت میں
اور اگر چاہے بندر کی صورت میں اور حضرت صادق علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو تجھکو اسکے سوا صورت غیر میں پیدا کرتا یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے جس صورت میں چاہے
پیدا کرے حیوان کی صورتوں میں سے لیکن تجھکو اپنے فضل عام سے نہایت بہتر پیدا کیا کہ وہ صورت انسانی ہے كَلَّا نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ تجھکو کرم اور
فضل سے مغرور ہو کے گناہ اور کفر کرنا چاہیئے یعنی چاہیے کہ اسکے کرم پر فریفتہ ہو کے باز رہے [illegible] کہ کرم اور فضل کا موجب شکر اور طاعت کرنیکا ہے نہ کفر اور
گناہ کرنیکا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ بلکہ جھٹلاتے ہو تم اور تکذیب کرتے ہو ساتھ روز جزا کے سبب جاہلی تمہاری فریب میں ڈالا تمکو اور کرم نے [illegible] اعمال کی

سہان کے ایک ہے اور کہنے والا داؤد کہا ہے کہ وہ اور ہم اسکو سجین میں اور وہ ایک صخرا ہے حضرموت میں کہ جسکی شکست سہت کہتے ہیں اور کعب الاحبار روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ
توریت میں میں نے دیکھا ہے کہ سجین نام ایک لوح کا ہے ساتویں زمین میں نیچے نام تمام شیاطین جن اور انس اسمیں لکھے ہیں اور وہی مقام ارواح کفار کو آسمان پر جانے سے
بند کر دیتی ہیں اور انکو سجین میں جگہ ہوتی ہیں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ کتاب انکے اعمال کی یہاں لکھی جاتی ہے وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ اور کس چیز نے جتلایا
تجہکو کہ کیا ہے سجین یعنی یہ اس بات سے نہیں کہ تو یا قوم تیری اسکو جانتی ہو كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ایک کتاب ہے لکھی گئی یا محل کتاب کا ہے کہ حرف انکے ظاہر
اور روشن ہیں یا ایک علامت کے ساتھ نشان کیا گیا ہے کہ جو کوئی اسکو دیکھے تو جانے کہ بہتری اسمیں نہیں ہے اور مجمع البیان میں لکھا ہے کہ کتاب مرقوم
تفسیر سجین کی نہیں ہے سوا اسکے کہ سجین کتاب مرقوم کی نہیں بلکہ وہ تفسیر اس کتاب کی ہے کہ جو ان کتاب الفجار میں کتاب ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ان کتاب الفجار
لفی سجین کتاب مرقوم اور بیضاوی میں لکھا ہے کہ ما ادرىك ما سجين میں سجین کا مضاف محذوف ہے یعنی ما ادرىك ما کتاب سجین کتاب مرقوم اور معنی اسکے یہ ہیں کہ اور
کس چیز نے جتلایا تجہکو کہ کیا ہے کتاب سجین کی کتاب لکھی گئی ہے وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ وائے ہے اس روز اور عذاب سخت ہے لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانے
والوں کے الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ وہ لوگ جو ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں بِيَوْمِ الدِّيْنِ ساتھ دن جزا کے وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اور نہیں جھٹلاتا ہے
اسکو ساتھ اسکے اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ مگر ہر ستمگار حد سے گزر جانیوالا حق سے طرف باطل کے اَثِيْمٍ گنہگار بسبب کفر کرنے والا اپنے نفس کی پیروی
کرنیوالا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اسکے اٰيٰتُنَا آیتیں ہماری قَالَ کہتا ہے کہ یہ آیتیں قرآن کی جو محمد صلعم پڑھتا ہے
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ قصے پہلوں کے ہیں کہ جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اور اسکی کچھ اصل نہیں ہے اس وقت کہ اسکی یہ حالت عناد کا حال ہے تو یہ دلیلیں نقلی
اسکو کچھ فائدہ نہ بخشینگی جیسے کہ دلیلیں عقلی کچھ فائدہ انکو نہیں بخشتی ہیں كَلَّا نہیں ہیں یعنی یہ ایسا ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں بَلْ رَانَ بلکہ زنگ کہا ہے
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اوپر دلوں انکے کے مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس چیز نے کہ ہیں وہ کسب کرتے اور اعمال انکے یعنی بسبب کفر اور گناہوں کے انکے دلوں
زنگ بیٹھ گیا ہے اور تاریکی ہوگئی ہے واسطے وہ حق اور باطل کو نہیں پہچانتے ہیں اور ایسی فرق نہیں کر سکتے ہیں اور نصیحت انمیں اثر نہیں کر سکتی ہے اور رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ بندہ جس وقت گناہ کرتا ہے اسکے دل میں ایک نقطہ سیاہ پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ کثرت گناہوں سے انکا دل تمام سیاہ ہو جاتا ہے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر مومن کے دل میں ایک سفید نقطہ ہے جس وقت مومن گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں نقطہ سیاہ پیدا ہو جاتا ہے پس اگر توبہ کرے تو وہ سیاہ نقطہ دور ہو جاتا ہے اور
اگر اسیطرح گناہ پر گناہ کرتا ہے اور توبہ نہ کرے تو وہ سیاہی زیادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام اس نقطہ سفید کو گھیر لیتی ہے اور جس وقت وہ سفیدی بالکل پوشیدہ ہو جائے تو
پھر وہ شخص خیر کیطرف رجوع نہیں کرتا ہے بلکہ گناہوں میں مشغول رہتا اور یہی ہے قول خدا تعالیٰ کا کلا بل ران علی قلوبہم اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
دل زنگ پکڑتا ہے پس خدا تعالیٰ کی یاد کرو کہ زنگ اسکا روشن اور صاف ہو جاتا ہے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ حقا کہ تحقیق وہ لوگ ثواب پروردگار
اپنے سے قیامت کے دن لَّمَحْجُوْبُوْنَ البتہ پردہ میں کئے گئے ہیں یعنی منع کئے گئے ہیں اور امیر المومنین سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ محروم ہیں
ثواب سے اور کرامت انکی سے اور امام رضا سے تفسیر اس آیت کی پوچھی گئی تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو مکان کے ساتھ وصف نہیں کیا جاتا ہے اور نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ
داخل ہے مکان میں لیکن وہ ڈالا گیا ہے اسمیں اسکی معرفت بندوں کے واسطے اور لیکن مراد یہی ہے کہ تحقیق وہ ثواب پروردگار اپنے سے پردہ میں کئے گئے ہیں اور ابن عباس نے
فرمایا ہے اسکی تفسیر میں کہ تحقیق وہ رحمت پروردگار اپنے سے پردہ میں کئے گئے ہیں اور اس آیت سے خدا کا دیدار نہیں ثابت ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ کہا خدا تعالیٰ نے حجاب
کئے گئے ہیں تو پس معلوم ہوا کہ مومنین کے واسطے یہ حجاب نہ ہوگا بلکہ وہ اسکو دیکھینگے سو یہ کہ عرف عادہ میں حجاب مکان کے لئے ہوتا ہے اور خدا مکانی نہیں ہے کہ مکان کے اندر
بیٹھا ہو اور اسکے سامنے پردہ پڑا ہو کہ کفار اسکو دیکھ نہ پائیں اور مومنین کے واسطے وہ پردہ اٹھا دیا جاوے اور یہ کہنا اسلئے لازم آیا کہ کفار کے واسطے دیکھنے کے پردہ ہے واسطے کہ
حجاب ہونا پروردگار سے مجمل ہے معلوم نہیں کہ اسکو دیکھنے سے حجاب ہے یا انکو قرب سے حجاب ہے یا انکی رحمت سے حجاب ہے یا کرامت سے حجاب ہے یا انکی ثواب سے حجاب ہے اور سوا اسکے
[illegible] جائز اور غیر جائز کے نکل سکتی ہیں پس جس وقت کہ دیکھنا خدا کا عقل اور دلیل سے باطل ہوا تو معلوم ہوا کہ جائز ہیں وہ مراد ہونگی اور دیکھنا خدا کا مراد نہ ہوگا ثُمَّ
اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ پھر تحقیق وہ البتہ داخل ہونیوالے دوزخ کے ہیں اور جلنے والے اسمیں ہمیشہ کو ثُمَّ يُقَالُ پھر کہا جاویگا یعنی دوزخ کے فرشتے

انہیں فرمایا کہ جو کوئی شراب کو دنیا میں کسی کے خوف اور رضامندی خدا کی اور اسکے حکم کی تعمیل کیواسطے چھوڑے تو خدا تعالیٰ اسکو شراب تسنیم سے سیراب کریگا **ومزاجه** اور
آمیزش اسکی **من تسنيم** چشمہ تسنیم سے ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تسنیم نام اس پانی کا ہے کہ جو عرش کے نیچے سے بہشت میں گرتا ہے اور وہ بہشت کی سب
شرابوں اور پانیوں سے افضل ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ تسنیم کیا ہے کہا کہ یہ اُن چیزوں میں سے ہے کہ حق تعالیٰ فرمایا کہ کوئی
نفس نہیں جانتا ہے جو کچھ کہ بہشتیوں کے واسطے بہی پوشیدہ رکھا ہے کہ آنکھ کو وہ روشن کرے اور کہتے ہیں کہ تسنیم وہ شراب ہے کہ بلندی سے بہشتیوں پر گرتی ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے کہ ہوا میں جاری ہے اور موافق حاجت کے بہشتیوں کے برتنوں میں گرتی ہے اور جسوقت برتن پر ہو جائیں تو وہ وہیں تھم جاتی ہے اور زمین پر کوئی
قطرہ اسکا نہیں گرتا ہے اور نام اسکا تسنیم اسکی مرتبہ کی بلندی کی جہت سے ہوا ہے اور تسنیم کی تفسیر بیان کرتا ہے کہ **عينا** چشمہ ہے اور عینا حال واقع ہوا ہے اور یا
منصوب ہے مدح پر اور تقدیر اسکی اعنی عینا ہے یعنی مراد لیتا ہوں چشمہ کو کہ **يشرب بها المقربون** پیتے ہیں ساتھ اسکے نزدیک کئے گئے درگاہ خدا کے جو کہ
بہت نیک اور پرہیزگار ہیں مثل انبیاء اور ائمہ معصومین کے کہ وہ تو تسنیم خالص کو نوش فرمائینگے کہ دل انکے خالص محبت خدا کی تھی اور ابرار اور نیکوکاروں سے
کچھ ملا کر پلائینگے اور کہتے ہیں کہ کفار قریش مثل ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ جسوقت فقرا اصحاب کو دیکھتے مثل عمار اور صہیب اور بلال
اور خباب کے تو ہنسی ہنستے اور ٹھٹھا کرتے اور طعن کی راہ سے کہتے کہ یہ حق پر ہیں اور محمد پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ رسول خدا کا ہے اور ہم زندہ کرکے دوبارہ
اٹھائے جاینگے یہ آیت نازل ہوئی **ان الذين اجرموا** تحقیق جن لوگوں نے گناہ کیا ہے مثل کفر اور شرک کے **كانوا من الذين امنوا** ہیں
ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ **يضحكون** ٹھٹھا کرتے **واذا مروا بهم** اور جسوقت گذر کرتے ہیں ساتھ ان مومنین کے تو **يتغامزون** آنکھیں
مارتے ہیں آپسمیں واسطے ہنسی کے اور کشاف میں منقول ہے کہ ایکروز امیر المومنین ایک جماعت فقرا مومنین ہمراہ جاتے تھے ایک جماعت منافقین کی انکو دیکھکر ہنسی اور
آنکھوں سے آپسمیں اشارے کئے اور ٹھٹھا کرنے لگے اور اپنے یاروں سے جا کہنے لگے کہ ہمنے اصلع کو یعنی اس شخص کو کہ جسکی پیشانی کے اوپر بال نہ تھے دیکھا ہے اور مراد انکی اس سے
امیر المومنین تھے اور آپسمیں بہت ہنسے اور امیر المومنین ہنوز رسول خدا صلعم کی مسجد میں نہ پہنچے تھے کہ جبرئیل یہ آیتیں لیکر نازل ہوئے کہ منافقین جو مومنین پر ہنستے ہیں اور
آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں **واذا انقلبوا الى اهلهم** اور جسوقت پھرتے ہیں وہ طرف لوگوں اپنے کے تو **انقلبوا** پھرتے ہیں وہ **فكهين**
باتیں بناتے ہوئے کہ یہ حال واقع ہوا ہے اور ابوجعفر اور حفص نے فکهین پڑھا ہے بدون الف کے یعنی ٹھٹھے میں لذت پانیوالے ہو کر اور شواہد التنزیل میں ابن عباس سے روایت
ہے کہ ان الذین اجرموا سے مراد منافق قریش ہیں اور الذین آمنوا سے مراد علی بن ابیطالب ہے اور سعید بن سعد بلخی نے کہ یہ بھی اہل سنت کے راویوں سے ہے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ مراد الذین اجرموا سے ایک جماعت بنی امیہ کی ہے کہ جسوقت علی بن ابیطالب اپنے یاروں کے ہمراہ اس جماعت پر گذرے تو انہوں نے تبسم اور آنکھ سے اشارہ طرف
علی کے کیا اور مراد الذین آمنوا سے علی بن ابیطالب ہے اور اصحاب انکے اور رسول خدا صلعم نے شاہ اولیاء علی مرتضیٰ کو خوشخبری دی کہ قریب ہے کہ تم انکو دیکھو کہ وہ
آتش دوزخ میں جلتے ہونگے اور مقاتل کہ علماء اہل سنت سے ہے اسنے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایکروز امیر المومنین اپنے اصحاب کے ہمراہ رسول خدا صلعم کے پاس جاتے تھے اتفاقاً
راہ میں ایک جماعت منافقین پر انکا گذر ہوا اس جماعت نے دیکھا کہ علی اپنے یاروں کے ہمراہ رسول خدا صلعم کے پاس جاتا ہے ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اور قہقہا مارنا
شروع کیا اور نالائق باتیں کہنے لگے جسوقت علی مرتضیٰ مجلس اقدس رسول خدا میں پہنچے تو حضرت نے یہ آیت علی کے روبرو پڑھی اور اس حال سے مطلع کیا اور علی کے مرتبہ بلند کو
جو کہ پیش خدا کے ہے ظاہر کیا اور ان کفار اور منافقین کے حال سے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ **واذا راوهم** اور جسوقت دیکھتے ہیں وہ کفار اور منافقین ان مومنین کو تو **قالوا** کہتے
ہیں وہ کفار اور منافقین آپسمیں کہ **ان هؤلاء** تحقیق یہ لوگ کہ محمد کی پیروی کرتے ہیں **لضالون** البتہ گمراہ ہوئے ہیں **وما ارسلوا** اور
حال یہ ہے کہ نہیں بھیجے گئے ہیں وہ کفار اور منافقین **عليهم** اوپر ان مومنین کے **حافظين** نگہبان ہو کر تاکہ گواہی دیویں انکی گمراہی اور ہدایت کی اور کفار
اور منافقین جو مومنین کو ایسی باتیں کہا کرتے تھے اور ہمیشہ انپر ہنسا کرتے تھے خدا تعالیٰ قیامت کے روز فرمائیگا کہ **فاليوم** پس آج کے دن قیامت کا روز
الذين امنوا وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں **من الكفار** کافروں سے **يضحكون** ہنستے ہیں **على الارائك** اور تختوں پر بہشت میں
بیٹھے ہوئے **ينظرون** نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ دوزخ میں جاتے ہیں اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں اور بہت خوار اور ذلیل ہیں اور دنیا میں انکو

بما یوعون ساتھ ان چیزوں کے کہ دلوں میں نگاہ رکھتے ہیں اور جو کچھ کہ انہوں نے اپنے دلوں میں کینہ اور عداوت کو پوشیدہ کیا ہے مومنوں کی طرف سے اور کیا اپنے اعمال کے ناموں میں جو کچھ کیا انہوں نے قسم قسم کے عذابوں کو جمع کیا ہے انکے واسطے جانتا ہے فبشرھم پس خوشخبری دے تو انکو بعذاب الیم ساتھ عذاب دردناک کے یہ کلام خوشخبری دینے کا بطریق مزاح کے ہے الا الذین امنوا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے یہ استثنی منقطع ہے یعنی ان کفار کے واسطے عذاب دردناک ہے مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے و عملوا الصلحت اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک لھم اجر واسطے انکے اجر ہے غیر ممنون نہ قطع کیا گیا اور نہ کم کیا گیا بلکہ پورا اجر انکے واسطے ہوگا ہمیشہ کو اور یا یہ کہ نہ احسان کہا گیا کسی آدمی کا ہوگا سورۃ البروج یہ سورہ مکی ہے اور اس میں بائیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ بروج کو نماز میں پڑھے وہ قیامت کے روز پیغمبروں اور مرسلین کے ہمراہ ہوگا بسم اللہ الرحمن الرحیم

والسماء ذات البروج قسم ہے آسمان صاحب برجوں کی اور برج بارہ ہیں حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت اور ذکر برجوں کا سورہ حجر میں گزر چکا ہے اور کہتے ہیں کہ برجوں سے مراد بڑے بڑے محل ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد برجوں سے بڑے بڑے ستارے ہیں اور یا آسمان کے دروازے مراد ہیں اور بعضوں کے نزدیک وہ محل ہیں چاند کے اور برج ہیں شمس اور چاند کی منزلیں ہیں اور وہ مقام ملائکہ کی عبادت کے ہیں جیسے کہ مسجدیں آدمیوں کی عبادت کے مقام زمین پر ہیں والیوم الموعود اور قسم ہے دن وعدہ کئے گئے کی کہ وہ دن قیامت کا ہے وشاھد اور قسم ہے حاضر ہونے والے کی کہ وہ دن جمعہ کا ہے کہ اس روز خلق کے حاضر ہوگی ومشھود اور قسم ہے حاضر کی گئی چیز کی عجائب غرائب سے اور شاہد اور مشہود کی تفسیر میں اختلاف ہے امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ شاہد رسول خدا ہیں اور مشہود روز قیامت ہے اور حضرت امام باقر و حضرت صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ ہے اور ایک روایت میں حضرت باقر سے ہے کہ شاہد یوم عرفہ اور مشہود روز قیامت ہے اور ایک روایت میں حضرت صادق سے ہے کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ اور مشہود روز قیامت ہے اور ایک روایت میں حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد خدا ہے اور مشہود محمد ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد روز نحر ہے اور وہ دسویں ذی الحجہ کی ہے اور مشہود روز عرفہ ہے کہ وہ نویں ذی الحجہ کی ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں مسجد نبی میں گیا ایک شخص کو دیکھا کہ حدیث پیغمبر کی بیان کرتا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہیں کہا کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ ہے پھر میں دوسری جانب گیا دیکھا کہ ایک شخص حدیث بیان کرتا ہے اس سے پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہیں کہا کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز نحر ہے اور ایک گوشہ میں ایک لڑکے کو حدیث بیان کرتا ہوا دیکھا پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہے کہا کہ شاہد محمد ہیں اور مشہود روز قیامت ہے اور کہا کہ کیا تو نے نہیں سنا ہے قول حق تعالی کا کہ یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا اور دوسری جگہ فرمایا ہے ذلک یوم مجموع لہ الناس و ذلک یوم مشہود لوگوں سے میں نے پوچھا کہ پہلا کون تھا کہا کہ ابن عباس اور دوسرے کو پوچھا تو کہا کہ ابن عمر تھا اور تیسرے کو پوچھا تو کہا کہ حسن بن علی علیہما السلام اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد فرشتے ہیں اور مشہود روز قیامت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد گواہی دینے والے آدمی ہیں اور مشہود وہ ہیں کہ انکی گواہی دیتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد یہ امت ہے اور مشہود پہلی امتیں ہیں اور یا شاہد اولاد آدم کے ہیں اور مشہود اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد حجر اسود ہے اور مشہود حجر کے چھونے والے اور یا شاہد رات اور دن ہیں اور مشہود آدمی اور یا شاہد انبیاء ہیں اور مشہود محمد خاتم الانبیاء اور یا شاہد آدم ہے اور مشہود اولاد آدم کی اور یا شاہد عیسی ہے اور مشہود امت انکی اور سوا ایسے قول کی سند لائی ہے قرآن اور حدیث سے قتل اصحب الاخدود ہلاک کئے گئے ہیں صاحب شگافوں زمین کے اور وہ ایک جماعت تھی کہ انہوں نے زمین میں گڑھے کھود رکھے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ جواب قسم کا ہے یعنی قسم ہے کہ ہلاک ہوئے ہیں جیسے کہ ہلاک کئے گئے اصحاب اخدود اور قصہ اصحاب اخدود کا امام محمد باقر علیہ السلام سے اس طرح منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو نصاری نجران کے پیشوا کے پاس بھیجا اور پوچھا اخدود کا قصہ اس نے جو کچھ بیان کیا امیر المومنین علیہ السلام نے اسکو کہا کہ وہ قصہ اس طرح نہیں ہے کہ تو نے بیان کیا ہے لیکن میں تجھکو خبر دیتا ہوں کہ خدا تعالی نے ایک حبشی کو پیغمبر کر کے حبشیوں کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا اس پیغمبر نے ان لوگوں سے جہاد کیا اور خوب لڑائی ہوئی اور اسکے اصحاب مارے گئے اور ان لوگوں نے اس پیغمبر کو اور جو کچھ کہ اسکے اصحاب باقی رہے تھے ان سب کو قید کیا اور ایک مکان بنایا اور اسکو آگ سے بھر دیا اور سب لوگوں کو اس مکان کے نزدیک جمع کیا اور کہا کہ جو کوئی ہمارے دین پر ہے اور ہمارے حکم کا تابع ہے وہ ایک طرف ہو جاوے اور جو کوئی کہ اس جماعت کے دین پر ہے وہ آگ میں ڈال دیا جاوے

کو دیکھ پڑا ایک عورت مومنہ ایک بیٹے کا بچہ گود میں لیے ہوئے اس آگ کے قریب آئی اور چاہا کہ اپنے تئیں آگ میں ڈالے اس عورت کا دل اس بچہ کی طرف مائل ہوا اور چاہا کہ الٹی پھری اس
بچہ نے بقدرت خدا گویا ہو کر کہا کہ اے اماں تو کچھ خوف مت کر اور مجھکو لیکر اس آگ میں جو درحقیقت راہ خدا میں بہت تھوڑی ہے اس عورت نے اپنے تئیں مع اس بچہ
کے آگ میں ڈال دیا اور صحیح مسلم میں اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ وہ ایک جماعت مشرکوں کی ہے اور اس زمانہ میں ایک جادوگر تھا وہ اس بادشاہ کے
پاس رہا کرتا اسکی اسکے اوپر تکیہ تھا جب وہ جادوگر بوڑھا ہو کر بیمار ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ اب میری اجل قریب پہنچی ہے مناسب ہے کہ کوئی لڑکا میرے سپرد کرو میں جو
کچھ جانتا ہوں اسکو تعلیم کروں کہ نظام اس کام کا قائم رہے تب ایک لڑکا اسکے سپرد کیا وہ اسکو جادو سکھلانے لگا اور اس لڑکے کی راہ میں ایک عبادت خانہ ایک
عابد نصرانی کا تھا ایک روز وہ لڑکا اس عابد کے پاس گیا اور اسکی باتوں سے اور اسکے احوال سے بہت متعجب ہوا اور اسکے حال سے مطلع ہو کر اس عابد کا طریق اسنے پسند کیا اور
ایمان لایا اور ہمیشہ جاتے اور آتے اس عابد کے پاس بھی جاتا اور اس سے صحبت رکھتا اور عابد کے پاس اس لڑکے کو دیر ہوتی تو وہ جادوگر اسکو مارتا کہ کیوں دیر کی
لڑکے نے اور گھر کے جانے میں دیر ہوتی تو گھر کے لوگ اسکو مارتے اس لڑکے نے عابد سے حال بیان کیا عابد نے کہا کہ اگر جادوگر کہے کہ کیوں دیر کی تو اسکو جواب دیجو کہ
گھر کے آدمی جلدی نہیں آنے دیتے اور اگر گھر کے آدمی کہیں کہ تو نے کیوں دیر کی تو ان سے کہیو کہ جادوگر جلدی نہیں چھوڑتا اور وہ لڑکا صحبت اس عابد کے بڑا
عامل اور مستجاب الدعوات ہو گیا کہ جو دعا مانگتا تھا وہ قبول ہوتی تھی اتفاقاً ایک روز اس عابد کے پاس سے باہر نکل کر اپنے گھر کو جاتا تھا راہ میں دیکھا کہ ایک اژدہا
بہت بڑا راہ میں بیٹھا ہے اور لوگوں کے آنے جانے کو اسنے بند کر رکھا ہے اسنے اپنے جی میں کہا کہ بہتر ہونا عابد کا اور باطل ہونا جادوگر کا آج معلوم کرونگا ایک پتھر
اٹھایا اور کہا کہ اے خدا اگر راہ عابد کی اگر وہ عابد تیرے نزدیک زیادہ دوست ہے اس جادوگر سے تو اس جانور کو قتل کر اور پتھر کو اسکی طرف پھینکا وہ اسکے سر پر لگا اسی وقت
وہ مر گیا اور کہتے ہیں کہ وہ لڑکا بیماروں کو اور دردمندوں کو اپنی دعا سے اچھا کرتا تھا اور جب عابد کو یہ خبر اسکی پہنچی تو اس لڑکے سے کہا کہ تو بلا میں مبتلا ہوگا مجھکو خبر نہ کیجو
اور مجھکو دشمن کے سپرد مت کرنا عابد کو جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا اور وہ اندھوں کا علاج کرتا تھا اور اندھوں اور سفید داغ والوں کو اچھا کرتا تھا اور بادشاہ کا ملازم
کہ ایک شخص اندھا ہو گیا تھا وہ اسکے پاس آیا اور بہت سا مال اسکے واسطے لایا اور کہا کہ مجھکو اچھا کر دے اسنے کہا کہ میں کسیکو اچھا نہیں کرتا ہوں بلکہ خدا اچھا
کرتا ہے اگر تو میری فرمانبرداری کرے اور میرا راز پوشیدہ رکھے تو خدا تعالی کی توفیق سے میں تیری آنکھیں روشن کر دوں اس شخص نے عہد کیا اور اس لڑکے نے
اسکو کلمہ شہادت پڑھایا اور دعا کی کہ اسکی آنکھیں روشن ہو گئیں وہ ملازم بادشاہ کا بادشاہ کے پاس گیا اس بادشاہ نے کہ فرعون اسکا نام تھا پھر ملازم سے
پوچھا کہ تیری آنکھیں کیونکر روشن ہو گئیں کہا کہ میرے خدا نے مجھکو صحت بخشی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تو مجھکو کہتا ہے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی
اور بھی خدا ہے کہا کہ خدا وہ خدا کہ اسکے سوا کوئی سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور وہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تیرا ہے اور پروردگار ہر چیز کا بادشاہ
بولا چاہیے اس سے پوچھا کہ یہ تو نے کس سے سیکھا ہے مجھ سے بیان کر تا کہ میں بھی ایمان لاؤں وہ ملازم جو نہایت رغبت بادشاہ کے مسلمان ہونے پر
رکھتا تھا اسی قصہ اس جوان کا بادشاہ سے سب بیان کیا بادشاہ نے اسکو اپنے پاس طلب کیا اور کہا کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تو مادرزاد اندھوں کو اور سفید داغ
والوں کو اچھا کرتا ہے اسنے کہا کہ میں کسیکو اچھا نہیں کرتا خدا تعالی شفا بخشتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی اور بھی خدا ہے کہا کہ ہاں پروردگار میرا اور
پروردگار تیرا اللہ ہے پس بادشاہ نے اسکو قید میں کھینچا اور ہمیشہ اسکو عذاب دیتا تھا یہاں تک کہ اسنے بادشاہ کو اس عابد کے حال سے مطلع کیا بادشاہ نے اس
عابد کو طلب کیا اور کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا اور میری پرستش کر اسنے قبول نہ کیا اسکو آرہ سے چیر دو ٹکڑے اسکے کر دئے اور اس جوان شاگرد جادوگر کو کہا
تو بھی دین سے پھر جا اسنے نہ مانا اور ہر چند بادشاہ نے کوشش کی لیکن اسنے دین حق کو نہ چھوڑا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو دریا میں غرق کر دیں اسکو کشتی پر
بٹھا کر دریا میں لیگئے اور چاہا کہ اسکو غرق کریں اسنے دعا کی کشتی الٹ گئی اور سب غرق ہوئے فقط وہی جوان باقی رہا اور سلامت کنارہ پر آگیا لوگوں نے بادشاہ کو خبر کی
اسنے حکم دیا کہ اس جوان کو پہاڑ پر لیجاؤ اور وہاں سے اسکو گرا دو جسوقت پہاڑ پر اس جوان کو لیگئے اور چاہا کہ اسکو پہاڑ پر سے گرائیں اس جوان نے دعا کی وہ پہاڑ لرزہ میں
آیا اور ایک سخت ہوا چلی اسنے سب ان سپاہیوں کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور وہ جوان سلامت رہا اور بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے پوچھا کہ میرے آدمی جو تیرے ہمراہ گئے
تھے وہ کیا ہوئے کہا کہ سب ہلاک ہوئے اور خدا نے میری اعانت کی اور مار ڈالا بادشاہ غضب میں آیا اور کہا کہ اسکو آگ میں ڈالو اسکو آگ میں ڈالا سب آگ بجھ گئی اور وہ سلامت رہا

غالب ہے کہ اس سے ڈرنا چاہیے الحمید تعریف کیا گیا ہے کہ اسکی رحمت اور ثواب کا امیدوار رہنا چاہیے الذی وہ خدا کہ لہ ملک السموات والارض
واسطے اسکے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہے واللہ علی کل شیء شہید اور خدا اوپر ہر چیز کے مومن اور کافر کے قولوں اور فعلوں سے گواہ
اور عالم ہے اور جو شخص ایسا ہو چاہیے کہ اسکی پرستش کریں نہ اسکے غیر کی اور چاہیے کہ اسی پر ایمان لاویں اور جبکہ وہ ہر ایک کے قول اور فعل کا گواہ ہے اور جانتا
ہے تو بیشک جزا دیگا کہ مومن کو بہشت میں داخل کریگا اور کافر کو دوزخ میں ڈالیگا ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات تحقیق
جن لوگوں نے فتنہ میں ڈالا مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو اور آگ سے عذاب کیے انکو ثم لم یتوبوا پھر نہ توبہ کی انہوں نے اپنے کفر اور بدکاری
سے وہ پھیری فلہم عذاب جہنم پس واسطے انکے عذاب دوزخ کا ہے ولہم عذاب الحریق اور واسطے انکے ہے عذاب آتش سوزان کا کہ وہ
بڑا عذاب ہے اور عذاب حریق کا تو جلانے کے واسطے ہے اور عذاب جہنم کا یہ ہے کہ انمیں زقوم کھاوینگے اور آب گرم اور پیپ اور زخم کا پانی پینگے اور ملتا ہے
اور گرزیں آگ کی اور تلواریں فرشتوں کے مارتے ہیں کہ انکی ہڈیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں اور سانپ اور بچھو وہاں مقرر ہیں فرشتوں کی عضا کو کھاتے ہیں وہ
عضا پھر پیدا ہوتے ہیں پھر انکو کھاتے ہیں اس طرح وہ عذاب میں گرفتار رہتے ہیں ان الذین امنوا تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے وعملوا
الصالحات اور عمل کیے اچھے اور بعضے نے کہا کہ مراد اس سے مومنین ہیں کہ آگ کی خندقوں میں ڈالے گئے تھے پس وہ مومنین وہ ہیں لہم واسطے
انکے جنات تجری بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں من تحتہا الانہار نیچے سے انکے نہریں یعنی محلوں یا درختوں انکے سے نہریں ذلک الفوز
الکبیر یہ ہے مراد کو پہنچنا بڑا اور رستگاری بزرگ کہ اسکے مقابلہ میں کوئی مقصد اعلیٰ نہیں ہے اور تمام دنیا کی نعمتیں اسکے آگے ہیچ ہیں اور سزا دس
ہمیشہ مومنین کو بھی ہو سکتی ہیں ان بطش ربک تحقیق کہ پکڑنا پروردگار تیرے کا اے محمد لشدید البتہ سخت ہے کہ جب ایسے کو
عذاب میں گرفتار کیا پھر اسکے واسطے امید نجات کی نہیں ہے انہ ہو یبدئ تحقیق کہ وہ خدا ہی ظاہر کرتا ہے پکڑنے کو دنیا میں ویعید
اور اعادہ کریگا آخرت میں کہ وہاں بھی پکڑیگا یعنی سزا اور عذاب کریگا اور یہ کہ پیدا کرتا ہے خلقت کو اول بار اور اعادہ کریگا یعنی دوبارہ پیدا کریگا آخرت میں
واسطے حساب اور جزا کے اور یہی ابن عباس سے منقول ہے وہو الغفور اور وہ بخشنے والا ہے کوئی کہ گناہ ہو اس سے اور کفر سے توبہ کرے الودود
دوست ہے اس شخص کا کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور اسکی خوشنودی کے واسطے گناہوں سے پرہیز کرے اور وہ اسکی عوض میں اسکے درجے بلند کرے جیسے کہ دوستوں کا دستور
ہوتا ہے کہ جو کوئی دوستی کرے اور ہر وقت اپنے دوست کی رضاجوئی میں ہو تو وہ دوست اس سے نہایت خوش ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں اسکو سعادت ابدی کروں کہ
یہ ہمیشہ میری شکرگزاری میں رہے ذو العرش المجید صاحب عرش بزرگ کا یا صاحب عرش کا کہ بزرگ ہے وہ خدا اسواسطے کہ بعضوں نے مجید کو کسرہ سے پڑھا ہے
اور بعضوں نے ضمہ سے فعال لما یرید کرنیوالا ہے واسطے جس چیز کے کہ ارادہ کرے اور اب بھلا کافروں کے حال سے خبر دیتا ہے کہ ہل اتک
کیا آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم حدیث الجنود بات لشکروں کی کہ ان لشکروں نے کفر کی کہ ان لشکروں کی لوگوں نے نبیوں کے ساتھ عداوت کی اور انکو جھٹلایا اور سبب
انکے عذاب دنیا اور آخرت میں گرفتار ہوئے اور یہ استفہام اقراری ہے یعنی خدا تجھکو خبر دیتا ہے تیری تسلی کے واسطے اور تاکہ تو بھی مثل ان انبیا کے اپنی قوم کے
جھٹلانے اور ایذا دینے پر صبر کرے جیسے کہ ان انبیا نے صبر کیا تھا اور تجھکو بھی تیری قوم پر نصرت دیویگا جیسے کہ انکو دی تھی اور تیری ابتدا تیری قوم سے ہوئی
فرعون وثمود یہ بدل ہے جنود سے اور مراد فرعون سے فرعون اور اسکی سب پیروی کرنیوالے ہیں اور فرعون کے ذکر پر اکتفا کیا اسواسطے کہ قوت
ان سب کی فرعون ہی سے تھی اور وہ سب تابعدار تھے یعنی کیا آئی ہے تیرے پاس بات فرعون کی اور اسکے گروہ کی اور قوم ثمود کی کہ وہ جھٹلاتے اسکا کہنا پیغمبروں کو
اور پھر پہنچی تھی عقوبت انکو اس سبب سے بل الذین کفروا بلکہ جو لوگ کہ کافر ہوئے وہ فی تکذیب بیچ جھٹلانے قیامت کے ہیں اور جزا
کا اعتبار نہیں کرتے ہیں واللہ من ورائہم اور خدا پیچھے انکے سے محیط گھیرنے والا ہے اور انکو احاطہ کیے ہوئے ہے اپنے علم اور قدرت سے پس ان
سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے جیسے کہ گھیری ہوئی چیز گھیرنے والی سے کہیں نہیں جا سکتی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ کفار قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور اسکو جادو اور شعر کہتے ہیں
بل ہو قرآن مجید بلکہ وہ قرآن بزرگ ہے اور یکتا ہے معجزہ ہونے میں اور بزرگ اسواسطے ہے کہ اسمیں معانی بزرگ اور دلیلیں روشن ہیں

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا گذر ایک مرد پر ہوا کہ وہ نیزہ کو کاٹتا تھا جس سے کہ قلم بنتا ہے حضرت عیسیٰ نے نیزوں میں سے آواز سنی کہ یا روح اللہ اس شخص کو
منع کرو کہ یہ ہمکو چیرے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تیرا کاٹنا اسپر مباح کیا ہے تیری آمین کیا غرض ہے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اصل اور جڑ میری باقی
رہے پیغمبر آخر الزمان کے وقت تک کہ مجھسے قلم تراش کر قرآن کو مجھسے لکھیں اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی ایک قلم تراشے قرآن کے لکھنے کو اسکے واسطے
خدا تعالیٰ اسکو بہشت میں ایک درخت دیتا ہے کہ اگر پرندہ مدت تک اڑے تو اس درخت کو طے نہ کر سکے اور یہ قرآن مجید لکھا گیا ہے فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ
بیچ تختی کے کہ نگاہ رکھی گئی ہے حرف کے بدل جانے سے اور کم اور زیادہ ہونے سے یا شیاطین کے گذر سے نگاہ رکھی گئی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ لوح محفوظ
ایک دانہ موتی سفید سے ہے اور طول اسکا زمین سے آسمان تک ہے اور عرض اسکا مشرق سے مغرب تک ہے اور کنارہ اسکا یاقوت سرخ ہے اور مقاتل سے
منقول ہے کہ لوح محفوظ کی دو طرفیں ہیں ایک طرف عرش کی جانب راست اور دوسری طرف جانب چپ اور جس وقت خدا تعالیٰ ارادہ وحی کا کرتا ہے تو
اس لوح کو اسرافیل کی پیشانی پر مارتا ہے اور میکائیل اس میں نظر کرتا ہے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسکو پڑھتا ہے اور میکائیل اسکو جبرئیل کو پہنچاتا اور جبرئیل
انبیا کو پہنچاتا ہے اور تفسیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اتنا فرق ہے کہ کہتا ہے کہ لوح کی جانب چپ اسرافیل کی پیشانی پر ہے جس وقت وحی کا خدا تعالیٰ
کلام کرتا ہے تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی سے لگتی ہے پس وہ نظر کرتا ہے لوح میں اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسکو جبرئیل سے بیان کرتا ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام
روایت کی ہے کہ جبرئیل نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ اسرافیل حاجب پروردگار کا ہے اور وحی کے صادر ہونے کے مقام میں سب سے زیادہ نزدیک ہے اور ایک
لوح یاقوت سرخ کی اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے جس وقت وحی خدا تعالیٰ کی جانب سے صادر ہوتی ہے تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی کو لگتی ہے پس نظر
کرتا ہے اس لوح میں اور پہنچاتا ہے ہمکو اور ہم آسمان اور زمین کے اطراف میں پہنچاتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وحی کے سر پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ و دینہ
الاسلام محمد عبدہ و رسولہ اور منقول ہے کہ خدا تعالیٰ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ لوح میں نظر کرتا ہے اور مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور ذلت
دیتا ہے اور منقول ہے کہ لوح میں ساتھ خط نور کے لکھے ہوئے ہیں اٹھارہ خط وہ سبھی احوال دنیا کے اور ساری چیزیں جو خدا چاہتا ہے قیامت تک اور جو کچھ کہ اس میں ہوگا
بہشت اور دوزخ میں پہنچنے تک سورۃ الطارق یہ سورہ مکی ہے اس میں سترہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ
طارق کو نماز فریضہ میں پڑھے قیامت کے روز اسکو خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہوگا اور پیغمبروں کے رفیقوں میں سے ہوگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے ہیں
ایک شب رسول خدا صلعم اپنے چچا ابو طالب کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک ستارہ روشن اور شعلہ عظیم ظاہر ہوا ابو طالب ڈرے اور حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ
ستارہ ہے کہ شیاطین کو دفع کرتا ہے اور علامت قدرت خدا کی ہے اسی وقت جبرئیل یہ سورت لیکر نازل ہوئے وَالسَّمَآءِ قسم ہے آسمان کی کہ نہایت بلند ہے
وَالطَّارِقِ اور قسم ہے ستاروں کی جو ظاہر ہوتا ہے رات کو اور طارق شب کے آنے والے کو کہتے ہیں اور یہاں اسکا استعمال ستاروں کے ظاہر ہونے کے معنی میں کیا گیا
وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے بتلایا تجھکو کہ مَا الطَّارِقُ کیا ہے طارق اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ وہ ستارہ روشن ہے اور مثل شعلہ آگ کے
کہ نہایت روشنی سے گویا کہ ثاقب یعنی سوراخ کرتا ہے تاریکی میں شب کی اور بعضی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ ستارہ زحل کا ہے اور ستارہ قیامت کا ہے اور
وہ بلند منزل ہے اور وہ زحل ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا کہ زحل کا نزدیک کیا ہے ستاروں میں سے
کہا کہ ستارہ نحس ہے فرمایا کہ اسکو نحس کہا جاتا ہے کہ یہ ستارہ امیر المومنین کا ہے اور وہ ستارہ اوصیا کا ہے اور وہ ستارہ روشن ہے کہ جسکا خدا تعالیٰ نے
قرآن میں ذکر کیا ہے ایک یمانی نے پوچھا کہ ثاقب سے کیا مراد ہے فرمایا کہ مطلع اسکا ساتویں آسمان پر ہے اور ستاروں سے اس نے سوراخ کیا ہے اپنی روشنی سے اور روشن ہوا
آسمان دنیا میں اور جواب قسم کا یہ ہے اِنْ كُلُّ نَفْسٍ نہیں ہے ہر نفس لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ مگر کہ اوپر اسکے ایک نگہبان ہے اور یا فرشتہ ہے کہ نگاہ
رکھتا ہے اسکے عمل کو اور اسکو شمار کرتا ہے نیک ہو یا بد ہو اور ابن عامر اور عاصم اور ابو جعفر اور حمزہ نے لما کو تشدید میم سے پڑھا ہے اور ان معنی [illegible]
اور باقیوں نے لما کو تخفیف میم سے پڑھا ہے اس صورت میں ان مخففہ مشددہ کا ہے اور ما زائدہ ہے یعنی تحقیق ہر نفس الخ [illegible]
روایت بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ سو ساٹھ فرشتے ہر مومن پر موکل ہیں کہ ہر آفت و بلا اور شر شیاطین کو اس سے دفع کرتے ہیں اگر ایک لحظہ بھی

دفع کرتے ہیں اور اگر ایک لحظہ بندہ کو اسکے حال پر چھوڑ دیا جائے تو شیاطین اسکو لیجائیں اور ابو امامہ کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر آدمی پر ایک سو ساٹھ
فرشتے موکل ہیں جو جن ہو یا کافر ہو اور آفتوں کو اس سے دفع کرتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ وصیت کرتا ہے آدمی کو اسکی پیدائش کی تامل کرنے کی کہ
کس طرح پیدا ہوا ہے اور جو شخص کہ قادر ہے ابتدا میں اس طرح پیدا کرنے پر تو وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے چنانچہ فرماتا ہے فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ
پس چاہئے کہ نظر کرے آدمی یعنی جو شخص کہ انکار کرتا ہے دوبارہ زندہ ہونے کا وہ دیکھے اپنی پیدائش کی اصل کو کہ مِمَّ خُلِقَ ۝ کس چیز سے
پیدا کیا گیا ہے خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ پیدا کیا گیا ہے پانی اچھلنے والے سے اور دافق بمعنی مدفوق بھی ہو سکتا ہے یعنی پیدا کیا گیا ہے
اس پانی سے کہ گرایا گیا ہے رحم میں اور وہ پانی يَخْرُجُ نکلتا ہے مِن بَيْنِ الصُّلْبِ درمیان پشت مرد کی ہے وَالتَّرَائِبِ ۝
اور ہڈیوں سینہ عورتوں کی کہ یہ دونوں پانی باہم ملتے ہیں اور آدمی بنتا ہے إِنَّهُ تحقیق کہ وہ خدا کہ پیدا کرنے والا آدمی کا نطفہ سے ہے
عَلَىٰ رَجْعِهِ اوپر پھیر لانے کے یعنی دوبارہ بعد مرنے کے آدمی کو زندہ کرنے پر لَقَادِرٌ البتہ قدرت رکھنے والا ہے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ
جس دن کہ آزمائی جائیں پوشیدگیاں یعنی ظاہر کی جائیں پوشیدہ چیزیں کہ دل میں ہیں تاکہ پاک چیز ناپاک چیز سے جدا ہو جائے اور رسول خدا سے
پوچھا گیا کہ وہ پوشیدگیاں کیا ہیں فرمایا کہ اعمال تمہارے ہیں نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور وضو اور غسل جنابت اور معاذ جبل سے کہ یہ سب پوشیدہ ہیں کہ
کہہ سکتا ہے کہ میں نے نماز پڑھی ہے اور وہ نہ پڑھی ہو اور اگر چاہے کہے کہ میں نے وضو کیا ہے اور وہ نہ کیا ہو پس مراد یہ ہے یوم تبلی السرائر سے اور ہو سکتا ہے کہ آدمی قائل ہو
سب چیزوں کا اور انکو جانا لانا ہو حاصل یہ ہے کہ ظاہر ہو جائینگے پوشیدہ افعال نیک اور بد اور نیتیں کہ کفر تھا دل میں یا ایمان تھا فَمَا لَهُ
پس نہیں واسطے اسکے یعنی انکار کرنیوالا قیامت کا ہے مِن قُوَّةٍ کوئی قوت کہ نفس پر کہ خدا کے عذاب کو دفع کر سکے وَلَا نَاصِرٍ اور نہ کوئی مدد
کرنیوالا کہ اسکی کمک سے عذاب کو دفع کرے اور اب واسطے تاکید واقع ہونے قیامت کے دوسری طرح سے فرماتا ہے کہ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ قسم ہے
آسمان صاحب پھیرنے کی یعنی آسمان پھیرنے والا ہے اور ہر دورہ میں جس جگہ سے کہ حرکت کی ہے پھر وہیں آ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ رجع سے مراد مطر ہے یعنی باراں
اور رجع اسکو اسواسطے کہا ہے کہ اپنے وقت میں رجوع کرتا ہے اور پھر برستا ہے وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اور قسم ہے زمین کی صاحب شگاف کی
یعنی وہ شگافتہ ہوتی ہے تاکہ بوٹیاں اسمیں سے نکلیں اور چشمے جاری ہوں اور جواب قسم کا یہ ہے کہ إِنَّهُ تحقیق قرآن لَقَوْلٌ فَصْلٌ
البتہ ایک قول ہے جدا کرنیوالا حق کو باطل سے وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اور نہیں ہے وہ ہزل اور ہزل قول باطل ہے مثل جادو اور کہانی کے اور اب کفار کے مشورہ کا
حال بیان فرماتا ہے کہ إِنَّهُمْ تحقیق کفار مکہ يَكِيدُونَ كَيْدًا مکر کرتے ہیں کہ باطل کریں خدا کے امر کو اور بجھا دیں نور حق کو اور رسول
کے آثار پنہاں ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قصہ دار الندوہ میں واقع ہوا کہ سب سے برتری تھی کہ وہ دار الندوہ میں جمع ہوئے قتل کرنیکا اسکا الدین کا مشورہ کرنے لگے وَأَكِيدُ كَيْدًا
اور میں بھی انکا مکر کرتا ہوں یعنی انکو جزا انکے مکر کی دیتا ہوں فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ پس مہلت دو تم کافروں کو اور جلدی مت کرو انکی ہلاکت میں أَمْهِلْهُمْ
مہلت دے تو انکو اور چھوڑ دے انکو رُوَيْدًا مہلت تھوڑا اور یہ تھوڑا اسواسطے کہا کہ یہ قریب ہے کہ وہ روز بدر کا ہے یا روز قیامت کا اور اسکو رویدا
دو طرح پر لاتے ہیں اور تاکید ہے لیکن لفظوں میں کچھ بھی فرق ہے سورۃ الاعلیٰ یہ سورہ مکی ہے اور بعض مدنی کہتے ہیں اور سب
اسمیں انیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو فرض یا نفل میں پڑھے قیامت کے روز اسکو آواز دیں گے کہ تو بہشت کے
جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جا اور ابی حمزہ نے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کے پیچھے پچاس نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت نے سوائے سبح اسم
ربک الاعلیٰ کے کوئی دوسری صورت نہیں پڑھی اور فرمایا کہ اگر جانو تم ثواب اس سورہ کا تو اسکو ہر روز بیس مرتبہ پڑھتے اور جو کوئی اس سورہ کو پڑھتا ہے گویا کہ
الواح ابراہیم کے اور صحف موسیٰ کے پڑھے ہوں اور دوسری حدیث میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم اس سورہ کو بہت دوست رکھتے
تھے اور کہتے ہیں کہ پہلے جس نے سبحان ربی الاعلیٰ کہا وہ میکائیل تھا کہ جب عظمت الٰہی کو ساتھ دیکھا تو سجدہ میں گر پڑا اور یہ تسبیح کہی
اور حضرت علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھو تو کہو کہ سبحان ربی الاعلیٰ اور منقول ہے کہ جب آیہ فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو

سورۃ الاعلیٰ مکیۃ

قبول نکریں تو آزردہ مت ہو کیونکہ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ پس سمجھا دے انکو نہیں ہے تو مگر نصیحت کرنیوالا اور تیرا کام یہی ہے کہ نصیحت کرے خواہ قبول کریں یا نہ کریں اور سوائے اسکے اور کچھ
ذمہ تیرے نہیں ہے لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ نہیں ہے تو اوپر انکے مسلط کہ جبر اور قہر سے تو انکو ایماندار کرے إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ مگر جو شخص
منہ پھیرے یعنی تو اوپر غلبہ کرنیوالا نہیں ہے لیکن وہ شخص کہ منہ پھیرے تیری طرف سے بعد نصیحت کے وَكَفَرَ اور کفر کرے اور حق کو قبول نکرے تو فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ
پس عذاب کریگا اسکو خدا الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ عذاب بہت بڑا کہ وہ عذاب آخرت کا ہے اور عذاب دنیا سے بہت بڑا ہے یعنی جو شخص کہ منہ پھیرے اور کفر کرے
پھر تو جبر کر اوپر اسکے ایمان قبول نکرے تو اسکو چھوڑ دے کہ آخرت میں خدا تعالیٰ اسکو عذاب ابدی گرفتار کریگا کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں جلا کرے إِنَّ إِلَيْنَا تحقیق
طرف ہماری ہے یعنی طرف ہمارے حکم کے إِيَابَهُمْ پھرنا انکا ہے ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا پھر تحقیق اوپر ہمارے ہے حِسَابَهُم حساب انکا کہ قیامت کے دن ہم ہر ایک سے
کامل و پورا لینگے اور موافق اعمال کے انکو عذاب دینگے ۔ سورۃ الفجر یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں تیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی سورۃ الفجر کو
فرائض اور نوافل میں پڑھیگا ثواب حسین بن علی علیہما السلام کا ہوگا اور کہا ہے کہ یہ سورہ حسین کا ہے جو شخص اسکی تلاوت کریگا قیامت کے روز حشر اسکا حسین بن
علی علیہما السلام کے ہمراہ ہوگا اور جنت میں انکے رفیق ہوگا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَالْفَجْرِ قسم ہے صبح کی صبح اول کی کہ مانند
ستون کے کنارہ آسمان سے ظاہر ہوتی ہے اور صبح دوم تھوڑی پیچھے ہوتی ہے اور وہ وقت مناجات اور دعا کا ہے اور یا قسم ہے صبح دوم کی کہ وہ وقت نماز کا
اور وقت جمع ہونے بندوں کا ادائے نماز کے کہ اسوقت ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور ابن عباس کے نزدیک ساعت اول ابتدائی ذی الحجہ کی ہے کہ وہ شروع دہہ اول ذی الحجہ کا
اور یعنی فجر کے یہاں [illegible] اور شروع ہونیکی ہیں کہ حال انہیں سے بیان ہوتا ہے اور یا یہ کہ قسم ہے صبح جمعہ کی کہ وہ حج مسکینوں کا ہے اور یا یہ کہ قسم ہے صبح روز عرفہ کی کہ
وہ روز عبادت واجب کا ہے اور تبیان میں لکھا ہے کہ فجر سے مراد شگافتہ ہونا ہے اور جاری ہونا پانی کا انگلیوں رسول خدا سے اور وہ اسوقت کا ذکر ہے کہ
رسول خدا طائف سے آئے تھے اور لشکر اسلام کو بہت پیاس تھی اور وہ بارہ ہزار آدمی تھے رسول خدا صلعم سے تشنگی کی شکایت کی اور کہا کہ ہم ہلاک ہوتے ہیں اور اسوقت
کنوئیں خشک ہوئے تھے حضرت نے ایک قدح پانی کا طلب کیا اور اسمیں انگشت مبارک رکھی چار چشمے حضرت کی چار انگلیوں سے جاری ہوئے جیسے کہ چشموں سے پانی جوش
کرتا ہے تمام لشکر سیراب ہوگیا اور اپنی مشکیں پر کرلیں اور یا جاری ہونا پانی کا معنی ہے فجر سے مراد ہے کہ بارہ چشمے ان سے جاری ہوئے اور یا فجر سے مراد
پھٹنا صالح کے ناقہ کا نکلنا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مضاف فجر کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی وخالق الفجر ہے یعنی قسم ہے پیدا کرنیوالے فجر کی اور یہی قیاس ہے
اسکا باقی ۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ اور قسم ہے راتوں دس کی کہ وہ دس پہلی راتیں ذی الحجہ کی ہیں کہ انمیں عرفہ بھی ہے یا قسم ہے دس راتوں
اول محرم کی کہ انمیں عاشورہ ہے یا قسم ہے دس راتوں آخر ماہ رمضان کی کہ انمیں شب قدر ہے یا قسم ہے دس راتوں وسط شعبان کی کہ انمیں شب برات ہے
اور مشہور دس راتیں اول ذی الحجہ کی ہیں اور سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے قسم ان دس راتوں ذی الحجہ کی کھائی ہے [illegible] کہ اسکے نزدیک ذی الحجہ
کے دس روز اول سے کوئی دن زیادہ دوست نہیں ہے اور روزہ اسکا ثواب میں برابر ایک سال کے ہے اور اسکی ہر شب بیداری کرنی مثل بیداری شب قدر کے ہے
اور منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ فلاں جوان ان دنوں میں روزہ سے رہتا ہے پس حضرت نے اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ بزرگی اور فضیلت ان دنوں کی
تو کیا جانتا ہے اسنے عرض کی کہ یا رسول خدا میں نے کچھ نہیں سنا ہے سوائے اسکے کہ یہ ایام حج کے ہیں اور حاجی ایام حج اور عبادت میں مشغول ہوتے ہیں میں بھی چاہتا ہوں
کہ طاعت میں انکی موافقت کروں اس امید سے کہ آخرت میں انکے ہمراہ میں بھی ہوں فرمایا کہ ای جوان خوشخبری ہو تجہکو کہ جو کوئی ان دس دنوں کو نگاہ رکھے پس ایسا ہو
سو بندے ہر روز آزاد کئے ہوں اور سو اونٹ قربان کئے ہوں اور سو گھوڑے راہ خدا میں غازیوں کو دئیے ہوں اور دو سو برس کی روزی [illegible] اسکے لکھیں اور جو کوئی اس
دس دن میں تصدق کرے اور راہ خدا میں دیوے ایسا ہو کہ اسنے پیغمبر کو دیا ہو اور جو کوئی ان دنوں میں کسی کی عیادت کرے اور کسی بیمار پوچھنے کو گیا ہو تو ایسا ہو کہ وہ پیغمبر کے
پوچھنے کو گیا ہو اور جو کوئی ان دنوں میں کسی مومن کے جنازہ کی ہمراہ جائے تو ایسا ہو کہ وہ پیغمبر کے یا شہید کے جنازہ کے ہمراہ گیا ہے اور جو کوئی مومن کی ضیافت کرے
ایسا ہے کہ پیغمبر کی اسنے ضیافت کی ہو اور منقول ہے کہ اول ذی الحجہ کے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ہیں اور اسی روز انکا خلیل نام ہوا ہے اور اسی روز آدم کی توبہ
قبول ہوئی ہے اور اسی روز فاطمہ زہرا کا امیر المومنین سے نکاح ہوا ہے اور اسی روز ابراہیم نے کعبہ کو بنانا شروع کیا ہے اور اسی روز لوگوں کو حج کیواسطے آواز دی ہے

النصف

اور یہی ہی جو اپنی فرزند کو قربان کیا ہی اور یہی وہ دن ہے جو مذکور ہوا ہی وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ اور قسم ہی جفت کی اور طاق کی اور اس سے مراد تمام چیزیں ہیں جو اسکی
جفت اور طاق سے کوئی چیز خالی نہیں ہی ہر چیز یا جفت ہوگی یا طاق ہوگی اور شفع دو رکعت نماز کی ہیں اور وتر ایک رکعت نماز کی ہی اور حدیث میں
یہ ہی کہ شفع حسن اور حسین ہیں اور وتر امیر المومنین ہیں اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہی کہ شفع روز ترویہ ہے کہ وہ آٹھویں ذی الحجہ کی ہی اور وتر
عرفہ کا روز ہے کہ وہ نویں ذی الحجہ کی ہی اور اہل کوفہ نے وتر کسر واو سے پڑھا ہی وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ اور قسم ہی رات کی جس وقت کہ گزر جاوے اور
اہل حجاز نے یسر کو یسری پڑھا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قسم ہے رات کی جس وقت کہ آتی ہی بعد دن کے اور بابت اسکے تعظیم قسموں کی فرماتا ہی کہ
هَلْ فِي ذَٰلِكَ کیا ہی بیچ ان قسموں کے جو کی گئی قَسَمٌ کوئی قسم پسندیدہ لِذِي حِجْرٍ واسطے صاحب عقل کے کہ اسپر قناعت اور
اعتبار کریگا اور یہ استفہام اقراری ہی یعنی یہ قسمیں پسندیدہ ہیں کہ انکی کفایت کرتی ہیں عقل والوں کو اگر انہیں اپنی عقلوں کو دخل دیویں اور جانیں کہ یہ سب
خدا تعالی نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہی وہ مثال ہیں عجائب قدرت خدا کی اور راہ دکھاتے ہیں اسکی عجائب صنعت کی اور بدیع حکمتوں کی طرف اور
اسکی حکمت کاملہ کی طرف اور یہی جواب قسم کا محذوف ہے اور وہ لیعذبن ہی یعنی البتہ عذاب کئے جائینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جواب قسم کا آگے مذکور ہی
اور وہ ان ربک لبالمرصاد ہی اور الم تر کیف درمیان میں قسم اور اسکے جواب کے بطور جملہ معترضہ کے آگیا ہی اور دلالت کرتا ہی جواب محذوف پر قول الم تر کا
أَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے ای محمد صلعم یہ خطاب محمد صلعم کو ہی اور استفہام تقریر کا ہی یعنی کیا نہ دیکھا تو نے ای محمد صلعم یعنی البتہ دیکھا ہی اور
جانا ہی تو نے كَيْفَ فَعَلَ کیونکر کیا رَبُّكَ بِعَادٍ پروردگار تیرے نے ساتھ اولاد عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کے کہ وہ قوم ہود کی
تھی اور نام انکا عاد انکے پدر کے نام سے ہی إِرَمَ یہ عطف بیان عاد کا ہی اور غیر منصرف ہی … اور … عاد … ارم ہی
یعنی کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ فرزندوں ارم کے اور کہتے ہیں کہ … عاد کے نام … اور … نہیں ہیں … اور بعضے کہتے ہیں کہ
ارم نام انکے شہر کا ہی اس صورت میں … اہل ارم ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ ارم نام اس بہشت کا ہی جسکو شداد نے بنایا تھا اور … خدا تعالی
ارم کی صفت بیان کرتا ہی کہ ذَاتِ الْعِمَادِ صاحب ستونوں بلند کا اور ستونوں دراز کا اور کہتے ہیں عاد کی قوم سے آدمی … اور
دراز قد تھے اور کہتے ہیں کہ درازی انکی … پانسو چار گز کی تھی اور … روایت کی ہے … فرمایا حضرت نے اگر … کوئی
شخص … ایسا ہی ہوتا تو انکی ایسی قوت تھی کہ دشمن کی قوم سے … اٹھا کر … قوم کے سر پر … الَّتِي
لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا وہ ارم کہ نہیں پیدا کیا گیا ہے مثل اسکے فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے اور قصہ شداد کا … یہ ہی کہ عاد کے دو بیٹے تھے
شدید اور شداد اور وہ دونوں بادشاہ ہوئے اور شدید مر گیا تو شداد سب کا مالک ہوا اور کل زمین کا بادشاہ ہوا … فرمانبرداری … اور جس وقت تمام روی زمین کا
مالک ہوا تو تکبر کرنے لگا اور دعوی خدائی کا کیا خدا تعالی نے اسکے پاس پیغمبر بھیجے انہوں نے نصیحت کی اسنے نہ مانا اور … کہا کہ اگر ایمان لاؤنگا تو کیا مجھکو
بہشت عطا کریگا اسنے پوچھا کہ بہشت کیا چیز ہی لوگوں نے کہا کہ ایک جگہ ہی نہایت … بھری ہوئی … اور … محل … اسنے کہا کہ میں بھی بنا
سکتا ہوں … کہ اسکی دیوار میں ایک اینٹ چاندی کی ہی اور ایک سونے کی ہی اور کنکریاں اسکی موتیوں اور جواہر کی ہیں … محل … ہوئی ہیں اور
میوے … درخت … نہریں … شداد نے کہا کہ میں اسکی مثل بنا سکتا ہوں … خدائی کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے اور بعضے کہتے ہیں کہ … عاد کہلاتے
اور حضرت … انکو … اور … ایمان لاؤ اور بہشت کا ذکر سنکر اپنے عاملوں کو بھیجا کہ کوئی قطعہ زمین کا … کی ہوا معتدل ہو تلاش کریں … واسطے
واسطے وہ لوگ گئے اور شام کی زمین میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یمن کی زمین میں ایک قطعہ انہوں نے تلاش کیا کہ وہ بلند تھا اور ہوا اسکی معتدل تھی کہ نہ گرمی
تھی وہاں زیادہ نہ سردی تھی اور اپنے امرا کو شداد نے حکم دیا کہ ہر شخص … ہزار معمار حاضر کرے وہ امرا انکی … آدمی تھے ہر ایک … ہزار … کام
کیا اور … زمین … سونا اور جواہر … پاس … چاندی … بہشت کا بنانا شروع ہوا اسکی دیوار
میں ایک اینٹ چاندی کی تھی اور ایک سونے کی اور اسکی ستونوں میں … یاقوت اور زبرجد … کہتے ہیں کہ … ہزار … ہزار … اور … ہوا

سو اُس میں شروع کیا تھا اور اسکا مکان بہت بڑا بنایا کہ جسمیں ایکہزار محل تھے اور چھت بھی انکی چاندی و سونے کی تھی گرد ہر ایک کے ایکہزار بالاخانے تھے اور ایکہزار ایوان اور ہر ایک بلند
ہر ایک بالاخانہ و کنگرہ کی ایک خشت چاندی اور سونے کا تھا کہ نیچے اسکے زبرجد سبز اور قیمتی پتھروں کے آویختہ تھے اور زمین ہر ایک کی عوض مٹی کے مشک
اور عنبر ڈالا تھا اور درمیان دو درختوں چاندی و سونے کی ایک درخت میوے کا تھا کہ پھل اسکے کھانے کو اور وہ واسطے سیر اور تماشے کے کہتے ہیں کہ تین سو برس میں
وہ بہشت تیار ہوا اور جب تیار ہوا تو اُسکا نام ارم رکھا اور شداد کو اسکی تیار ہونیکی خبر دی وہ بڑا لشکر لیکر ایک قوم تمام اسکو دیکھنے کو چلا جس وقت اسکے دروازہ کے
قریب پہنچا اور اسکے گھوڑے نے ارادہ کیا کہ اسکے اندر داخل ہو ایک شخص نے شداد پر چیخ ماری شداد کانپنے لگا اور اسکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص ہیبت ناک ہے
اس سے پوچھا کہ تو کون ہے کہا میں ملک الموت ہوں شداد نے پوچھا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے کہا کہ تیری روح ناپاک کے قبض کرنیکو واسطے کہا کہ مہلت دے مجھکو کہ
میں اس باغ کی سیر کروں کہا کہ حکم خدا کا مجھکو نہیں شداد نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُترے ملک الموت نے جس وقت ایک پاؤں اسکا رکاب میں تھا اور دوسرا
پاؤں زمین پر پہنچا تھا کہ وہیں اسکی جان قبض کی اور وہ اُس باغ کو دیکھنے نہ پایا اور اسی وقت وہ باغ نظر سے غائب ہو گیا اور کہتے ہیں وہ باغ ایک فرسخ
طول میں اور ایک فرسخ عرض میں تھا اور کہتے ہیں کہ معاویہ کے زمانہ میں ایک شخص عبداللہ بن قلابہ روایت کرتا ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں عدن کی صحرا
میں کہ وہ یمن کی زمین ہے پھرتا تھا ایک شہر کے قریب پہنچا اور اسکے گرد ایک حصار بلند اور بہت محل دیکھے میں اس امید پر کہ کسیکو دیکھوں اپنے اونٹ کا حال
اُس سے دریافت کروں میں اُس شہر کے دروازہ پر آیا اور ایک بہت بلند دروازہ دیکھا کہ اسکے دونو کواڑ چاندی اور سونے کے تھے اور یاقوت سرخ اور سفید
وغیرہ جواہر اُن میں جڑے ہوئے تھے اسکے دیکھنے میں ٹھہر گیا اور نہایت متعجب اور حیران تھا جس وقت کسیکو نہ دیکھا اونٹ کی تلاش کو بھی چھوڑا اور تلوار گلے میں
ڈالکر اُس شہر کے اندر گیا اور اُس شہر کے دیکھنے سے حیرت میری زیادہ ہوئی اور دہشت مجھپر غالب ہوئی محل سب دیکھے یاقوت و زبرجد کے ستونوں پر بنے
ہوئے تھے اور ایک اینٹ اُسکی چاندی کی تھی اور ایک اینٹ سونے کی اور بالاخانہ کے اوپر بالاخانہ اسیطرح سے بنے ہوئے تھے چاندی اور سونے اور جواہر کے
اور کواڑ اُنکے بھی شہر کے کواڑوں کے مانند تھے چاندی اور سونے اور جواہر اور سنگریزوں کی جگہہ موتی پڑے ہوئے تھے اور خاک کی جگہہ مشک اور زعفران
چھڑکا ہوا تھا اور کوئی آدمی بھی وہاں نہ دیکھا تو خوف مجھکو زیادہ ہوا اور وہاں سے میں باہر کیطرف گیا اور کوچوں میں اسکے پہنچا دیکھا کہ گرد اسکے بہت
درخت لگے ہوئے چاندی اور سونے کے اور پتے انکے زبرجد سبز کے تھے اور پھول انکے چاندی کے اور درختوں کے نیچے پانی جاری تھا اور موتی اور سونے کی
اینٹیں اُن میں بچھی تھیں اور وہ نہریں سونے اور چاندی کی تھیں چمک انکی دن کی روشنی پر غالب تھی اپنے جی میں کہا کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے محمد کو سچا
پیغمبر کرکے بھیجا کہ اسکی مثل دنیا میں کہیں نہیں ہے اور یہ بہشت ہے کہ جسکا خدا تعالیٰ نے متقیوں کو وعدہ دیا ہے پس قدرے جواہر اور موتی اور مشک اور
زعفران میں وہاں سے اُٹھایا اور اپنی پشت پر باندھا اور اُس شہر کے باہر نکلا اور چاہا کہ تمام اُس شہر کو دیکھوں نہ دیکھ سکا پس میں یمن میں پہنچا اور سب جواہر
لوگوں کو دکھلایا لوگوں نے اُس میں بہت تعجب کیا اور یہ خبر مشہور ہوکر معاویہ کو پہنچی کہ اُن دنوں میں شام کا حاکم تھا معاویہ نے مجھکو طلب کیا اور سب حال مجھسے پوچھا
اور میں نے اول سے آخر تک جو کچھ کہ دیکھا تھا بیان کیا اور معاویہ نے کعب الاحبار کو بلا کر اُن سے پوچھا کہ یا ابا اسحاق دنیا میں کوئی شہر ہے کہ وہ چاندی اور سونے سے بنا ہوا ہو
اور درخت اسکے چاندی اور سونے کے جواہر سے جڑاؤ ہوں کعب الاحبار نے کہا کہ ہاں ایک شہر ہے کہ جسکی خدا نے قرآن میں خبر دی ہے کہ لم یخلق مثلها فی البلاد اور اسکو شداد
نے بنایا معاویہ نے کہا کہ قصہ اسکا بیان کر سب نے قصہ جیسے کہ گزرا بیان کیا اور ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت شداد اور اسکے ہمراہی جبرئیل کی چیخ سے
ہلاک ہوئے تو لوگوں نے شداد کی جگہہ بادشاہ کرنیکی تلاش کی شداد کا ایک بیٹا تھا حضر موت میں اسکا نام مرثد بن شداد تھا اسکو شداد کی جگہہ بادشاہ کیا
اور اسنے اپنے باپ کے جنازہ کو حضر موت میں لایا اور اسکو عنبر اور کافور میں لوٹ دیا اور ایک غار میں لیگئے اور سونے کے تخت پر اسکو لٹایا اور ستر کپڑے چاندی اور سونے کے تاروں سے
بنے ہوئے اسپر لپیٹے اور ایک بڑی تختی اسکے سرہانے رکھی اور کچھ شعر اس میں لکھے کہ جنکا مضمون یہ ہے کہ نصیحت پکڑ تو اور فریب مت کھا عمر دراز سے کہ میں شداد
بیٹا عاد کا ہوں جو مالک تھا اور قلعوں بلند کا تھا اور میں آدمی سب سے زیادہ اور عمدہ خوف میں سے تھا اور ملک میرا بلند اور قصبے مشرق و مغرب کا مالک ہوگیا تھا
اور ہمارے پاس آیا واسطے ہدایت اور وہ کہتے تھے ہماری کہ ہم پہلے اس گروہ سے چلاتے اپنے پیغمبر ہود کی نافرمانی کی پس ہم سب ایک ہی صدمہ سے ہلاک ہوگئے

کیونکر ہو سکتا ہی آپ نے فرمایا کہ اور بھی ایسا کہ جو چاہا کوئی فرعون نے بیشک کہا اسکو جو چاہا اور جسکو چاہا کیا اور اسنے یہ حال ہی کہا کہ رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ یعنی
اے پروردگار میرے بنا تو واسطے میرے نزدیک اپنے گھر بیچ بہشت کے حقتعالیٰ نے دروازہ آسمان کا کھولدیا اور اسکی جگہ بہشت میں دکھلادی اور فرعون نے اور اسکی
قوم سے خلاصی دی اسکو پہلے اسکے کہ وہ اسکو عذاب دیں اور اسکی روح کو بہشت کو روانہ کیا اور وہ ستون جو میخا کے سختی کرنے پائے تھے اور جسوقت کہ انہوں نے
ارادہ اسپر سختی کا کیا تو وہ اسوقت وہ تھی اور قوم عاد اور ثمود اور فرعون کا کفر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اسلئے حقتعالی بعد اسکے انکی تعریف فرماتا ہے کہ
الذین وہ لوگ ہیں عاد اور ثمود اور قوم فرعون کی کہ طغوا حد سے گذر گئے وہ کفر میں اور دنیا میں انہوں نے سرکشی کی فی البلاد بیچ شہروں کے
یعنی جن شہروں میں وہ حاکم تھے فاکثروا فیہا الفساد پس بہت کیا انہوں نے بیچ ان شہروں کے فساد کو کہ لوگوں کو ناحق قتل کرتے تھے وہ اور مال انکے
غصب کرتے تھے اور جب کہ کفر اور ظلم انکا نہایت کو پہنچا تو وہ مستحق عذاب کے ہوئے فصب علیہم پس ڈالا اوپر انکے ربک پروردگار تیرے نے
سوط عذاب کوڑا عذاب کا یعنی عذاب کا کوڑا انکو مارا اور طرح طرح کے عذاب دنیا اور آخرت میں انکو گرفتار کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ
اس امر کی ہے کہ عذاب انکا دنیا میں نسبت عذاب آخرت کے ایسا ہے کہ ضرب تازیانہ کی نسبت ضرب شمشیر ہو اور اسکے ڈرانے کو فرماتا ہے کہ ان ربک
تحقیق پروردگار تیرا لبالمرصاد البتہ بیچ گھات کے ہے یعنی جیسے کہ کوئی گھات کی جگہ میں منتظر بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور کوئی چیز اس سے فوت
نہیں ہوتی ہے حقتعالی سے بھی کوئی چیز بندوں کی قول اور فعل میں سے فوت نہیں ہوتی ہے بلکہ سب کو دیکھتا اور سنتا ہے اور سبکو موافق انکی جزا دیگا اور
ذکر مرصاد کا تمثیلا ہے واسطے گرفتار کرنے کفار اور گنہگاروں کے عذاب میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرصاد ایک پل ہے صراط پر کہ اس سے نہیں
گذرتا ہے جو کوئی کہ بندوں کا مظلمہ اپنی گردن پر لئے ہو اور حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خداتعالیٰ قادر ہے اسپر کہ جزا دے گنہگاروں کو جو کہ
انکی جزا ہے اور اب بندوں کے احوال کی تقسیم کرتا ہے فاما الانسان پس لیکن آدمی اذا ما ابتلہ ربہ جسوقت کہ آزماتا ہے اسکو پروردگار
اسکا نعمت کے شکر کرنے پر یعنی ارادہ کرے شکر گذاری اسکی حالت تونگری اور خوشحالی میں ظاہر ہو جاوے تو فاکرمہ پس بخشش کرتا ہے اسکو اکرام کرتا اور جاہ و حشمت کو
ونعمہ اور نعمت دیتا ہے اسکو اور معاش میں اسکی فراغت کرتا ہے فیقول پس کہتا ہے وہ بندہ خوش ہو کر کہ ربی اکرمن ٥ پروردگار میرے نے
بخشش کی مجھکو اور بزرگی اور عزت دار کیا یعنی گمان کرتا ہے کہ سبب اسکی کرامت اور بخشش کا یہی ہے کہ جو اسنے نعمت مجھ پر فراخ کی ہے اور دولتمند مجھکو کر دیا ہے
واما اذا ما ابتلہ اور لیکن جس وقت آزمائش میں لاتا ہی آدمی کو خدا صبر پر واسطے فقیری کے فقدر علیہ رزقہ پس تنگ کرتا ہے اوپر اسکے
رزق اسکو تو فیقول پس کہتا ہے بے صبر ہو کر وہ آدمی کہ ربی اہانن ٥ پروردگار میرے نے خوار اور ذلیل کیا مجھکو یعنی گمان لیجاتا ہے کہ
سبب خواری کا یہ محتاجگی اور فقیری ہو حالانکہ آدمی بسبب شغل اپنے مال اور لذتوں دنیا کے یا تابعداری کے بزرگی کو کرامت ہی تونگری جانتا اور
خواری اپنی کو تنگدستی سے سمجھتا اور یہ انکی جہالت اور کم فہمی کی جہت سے ہے واسطے کہ کرامت اور بزرگی تو طاعت اور عبادت میں ہے اور ذلت اور خواری
معصیت اور گناہ میں ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنی تحقیق بزرگ زیادہ تمہارا نزدیک خدا کے پرہیزگار زیادہ ہے جو کہ گناہوں سے پرہیز
کرے دولتمند اور تونگر دنیا کے مال کا کلا نہیں ہیں معنی یہ ہے کہ آدمی تصور کرتا ہے کہ کرامت زیادتی مال سے ہے اور خواری تنگدستی اور فقیری پر
ہے حالانکہ خدا اپنی کرامت سے تونگر کو عطا نہیں کرتا ہے اور نہ واسطے خواری کے محتاج مال دنیا کا کرتا ہے بلکہ جسکو حکمت اور مصلحت جانا تونگر کرنے کے واسطے
اسکو تونگر کرتا ہے اور یہ اسکا فضل ہے اور نعمت دیکر اسکو آزماتا ہے کہ اسکا شکر کرتا ہے یا نہیں اور محتاجوں کی خبر لیتا ہے یا نہیں اور مال دنیا ہے کہ جس میں آدمی اکثر
اپنی آخرت کو خراب کرتا ہے اور تنگی وہ ہے کہ سبب جس کے کبھی دنیا اور دین کی دونوں کی بہتری حاصل ہوتی ہے بل بلکہ فعل تمہارا ایسا ہے کہ تمہارے قول سے
اور وہ زیادہ اسکو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لا تکرمون الیتیم نہیں عزت کرتے ہو تم یتیم کی یعنی اپنے مال میں سے طفل یتیم کو کچھ
نہیں دیتے ہو اور خبر بھی اسکی نہیں لیتے ہو تا کہ سوال کرنے کی خواری سے وہ خلاصی پائے اور یتیم کا خاص کر کے ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اسکا کوئی والی اور سرپرست
نہیں ہے کہ اسکی خبر لیوے اور حضرت محمد صلعم نے انگشت شہادت کو اور انگشت میانہ کو ملا کر اٹھایا اور فرمایا کہ میں اور خبر لینے والا یتیم کا بہشت میں اس طرح سے مثل

اور دوستی رکھتا تھا تو اُس سے نجات پائیگا اور بعد اُنکی نماز اسکو روکیگی اور اگر نماز کو کبھی ہمیشہ پڑھتا تھا تو اُس سے اسکو نجات ہوگی اور پھر اسکو تو ہمارا پروردگار العالمین
کے ہے اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے اِنَّ ربّک لبالمرصاد یعنی کوئی تو پھر لٹکا ہوا ہوگا اور کسیکا قدم پھسلیگا اور فرشتے گرد اُسکے پکارتے ہونگے پروردگارا حلیم
سے عاکر تو اسے سلامتی دے تو اور آدمی مثل پروانوں کے آگ میں گرتے ہونگے اور جسوقت نجات پائیگا نجات پانیوالا خدا کی رحمت سے تو گزر جائیگا اُسپر اور کہیگا کہ
شکر ہے واسطے خدا کے اور کافر نہایت حسرت اور افسوس سے **یَقُولُ** کہیگا کہ **یٰلَیْتَنِیْ** اے کاش میں **قَدَّمْتُ** آگے بھیجتا میں اعمال نیک
لِحَیَاتِیْ واسطے زندگی اپنی کے اس جہان باقی کے آج کے دن واسطے میرے فائدہ ہوتا **فَیَوْمَئِذٍ** پس اس روز **لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ** عذاب
کریگا عذاب اُسکا سا **اَحَدٌ** کوئی جیسے کہ وہ خدا عذاب کریگا **وَّلَا یُوْثِقُ** اور نہ قید کریگا آگ کی زنجیروں اور طوقوں میں **وَثَاقَهٗٓ** قید کرنا
اُس خدا کا سا **اَحَدٌ** کوئی یعنی قیامت کا روز وہ ہے کہ عذاب اور قید سوائے خدا کے کوئی نکریگا کہ پھر روز حکم اُسی کے واسطے ہوا دیا ہے کہ عذاب نکرے کوئی مثل
یہی جو عذاب کریگا خدا آخرت میں اور خدا تعالی وقت مرنے مومن کے خطاب کریگا اور یا قیامت کے روز وقت داخل ہونے بہشت کے **یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ**
اے نفس آرام پکڑنیوالے ساتھ ذکر میرے کے اور فارغ اوپر وار ہونیوالے میری خبروں کے کہ شکر کرنیوالا تھا تو نعمت پر اور صبر کرنیوالا تھا بلاؤں پر اور پایا ایمان لانیوالا تھا
اطمینان سے بدون شک اور شبہ کے **ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ** پھر تو طرف وعدہ پروردگار اپنے کے **رَاضِیَةً** جسوقت کہ پسند کرنیوالا ہو تو بہشت کو کہ
تجھکو دی ہے یا راضی ہونیوالا اپنے فعلوں اور عملوں سے اُنکے ثواب کو دیکھ کر **مَّرْضِیَّةً** پسند کیا گیا نزدیک خدا کے اُس عمل سے کہ جو تو نے کیا تھا **فَادْخُلِیْ**
پس داخل ہو تو **فِیْ عِبٰدِیْ** بیچ گروہ بندوں میرے کے جو نیک ہیں **وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ** اور داخل ہو تو بہشت میری میں ہمراہ اُنکے

۱ ع ۳۰ ۱۲

اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا مومن اپنی روح کے قبض ہونیکو مکروہ جانتا ہے فرمایا کہ نہیں قسم ہے خدا کی جسوقت ملک الموت اُسکے
پاس آتا ہے تو کہتا ہے کہ اے دوست خدا کے زاری اور بے صبری مت کر قسم ہے اُس شخص کی کہ جسنے محمد کو پیغمبر کر کے بھیجا میں تیرے باپ مہربان کرنیوالے
سے زیادہ مہربان ہوں تجھپر اگر تو اسوقت وہ حاضر ہو تو اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھ پس اسوقت آتے ہیں رسول خدا اور امیر المومنین اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور باقی ائمہ
علیہم السلام اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول خدا اور امیر المومنین اور فاطمہ زہرا اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں کہ رفیق تیرے ہیں پس وہ اپنی آنکھیں کھول کے دیکھتا
ہے اور اُسکی روح کو خدا کیطرف سے ایک آواز کرنیوالا آواز کرتا ہے کہ یا ایتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة پس داخل ہو تو میرے بندوں محمد اور اہلبیت کی
زمرہ میں اور داخل ہو تو بہشت میری میں پس اُسوقت وہ جان نکلنے سے برابر کسی چیز کو دوست نہیں رکھتا اور بعضی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت حمزہ کی شان میں
نازل ہوئی ہے جسوقت کہ کفار نے اُنکو شہید کیا لیکن حکم اسکا عام ہر مومن کو ہے

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں بیس آیتیں ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز فریضہ میں لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کو پڑھے وہ دنیا میں نیکوکاروں سے مشہور ہوگا اور آخرت میں شہید مشہور ہوگا اسطرح کہ خدا کے نزدیک
اُسکے واسطے ایک مرتبہ ہے اور قیامت کے روز نبیوں کا رفیق ہوگا اور شہدا اور صالحین کے ہمراہ رہیگا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَآ اُقْسِمُ**
قسم کھاتا ہوں میں لَا اسمیں زائد ہے واسطے تاکید کے یعنی قسم کھاتا ہوں میں **بِهٰذَا الْبَلَدِ** ساتھ اس شہر کے یعنی مکہ کے اور کیونکر قسم نہ کھاؤں میں اس شہر کی
وَاَنْتَ حِلٌّۢ اور حالانکہ تو اے پیغمبر اُترنیوالا ہو **بِهٰذَا الْبَلَدِ** بیچ اس شہر کے حقتعالی نے قسم کھائی اس شہر کی جسوقت کہ رسول خدا اسمیں ہوں
سو واسطے کہ خدا تعالی کو منظور ظاہر کرنا حضرت کی بزرگی اور فضیلت کا ہے اور اشارہ طرف اس امر کے کہ شرف مکان کا مکین سے ہوتا ہے یعنی یہ شہر تیرے پیدا ہونیکی جگہ
ہو یہی اس سبب سے اسکو فضیلت حاصل ہے اور بعضے کہتے ہیں اسکے معنی یہ ہیں کہ قسم ہے اس شہر کی جسوقت کہ تو حلال ہے اسمیں یعنی تجھپر حلال اس شہر میں جو کچھ کیا اور روکو
حلال نہیں ہے کہ تو قتل اور سیر کر سکتا ہے اس شہر میں اور تجھپر ومنکو یہ حکم نہیں ہے اور یہ فتح مکہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالی نے حضرت کو حکم دیا تھا کہ کفار کو قتل کرو اور قید کر
اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ قیامت تک کسیکو اجازت نہیں ہے کہ اسکا کوئی درخت کاٹے اور گھاس اُسکی کھاڑے اور جانور کو اسکے قتل کرے اور شکار کرے اور یہاں کی
گری پڑی چیز کو اٹھائے مگر وہ شخص کہ اُسکو لا کر ہر وارث کی تعریف کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قریش تعظیم اس شہر کی کرتے تھے اور حلال جانتے تھے محمد صلعم کو
حقتعالی نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے محمد باوجود بزرگی اور حرمت تیری کے انہوں نے تیرے قتل اور بیرون نکالدینے کو حلال جانا جیسے غیر حرم کے شکار کو حلال جانتے ہیں

بھی اپنے معنی میں ہے اور وہ ایک پہاڑ ہے کہ آگ کا دوزخ میں پس اس صورت میں معنی آگ کی چڑھائی کے وہ انسان جب تک کہ طاعت و عبادت اور گناہ کی چڑھائی کرکے نہ
نپائے بلکہ وہیں پہنچا اور اس سے خلاصی نپائی اور حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ کی گھاٹیوں سے نہیں نکل سکتے ہیں مگر وہ جو فضیلت اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے
فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھائے ایک پیالہ یا رکابی ہی دسترخوان پر سے کچھ پھینک کر دسترخوان چھپالے تو کھانا اپنا وہیں کھائے اور تھوڑا سا پھر کھانے میں لیکن کسی مومن کو کہ کھانا نہ پہنچے
پہنچا ہو اور بعد اس کے یہ آیت تلاوت فرمائی فلا اقتحم العقبۃ اور فرمایا کہ ہر آدمی بندہ کے آزاد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے اللہ تعالی نے یہ راہ اس کی بہشت میں جانے کے واسطے پیدا
کی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو کھانا کھلائے یہاں تک کہ اسکو سیر کرے تو نہیں جانتا ہے کوئی خدا کی خلقت میں سے کہ کیا اجر ہے اسکا آخرت
و آخرت میں نہ فرشتہ مقرب جانتا ہے اور نہ پیغمبر مرسل جانتا ہے مگر پروردگار عالم کہ وہی جانتا ہے اور پھر فرمایا کہ بخشش کے سببوں میں سے کھانا کھلانا مسلمان
بھوکے کا ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمکو دوست رکھے وہ عقبہ سے گزر جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عقبہ دوزخ
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پل صراط ہے کہ وہ دوزخ کے اوپر ہے کہ تین ہزار برس کی راہ کا ہے کہ وہ بال سے باریک ہے اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور بعض حق تعالی اور آثار دونوں
ہاں اور بعضے اس پر سے مانند بجلی کے چلے جائینگے اور بعضے مانند ہوا اور بعضے دوڑتے ہوئے اور بعضے کہتے ہیں جو کوئی بندہ کو آزاد کرے اور مسکین کو کھانا کھلاوے وہ اس پر سے
گزر جائیگا ثم کان من الذین امنوا پھر تھا وہ شخص ان لوگوں میں سے کہ ایمان لاتے ہیں یہ عطف فک پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ثم یہاں پر معنی
کے معنی میں ہے یعنی نہ عقبہ کا ایمان لائے پس تھا وہ ان لوگوں میں سے کہ ایمان لائے ہیں وتواصوا بالصبر اور وصیت کی ہے انہوں نے آپس میں ساتھ صبر کے
طاعت کرنے پر اور گناہوں سے صبر کرنے پر وتواصوا بالمرحمۃ اور وصیت کی ہے انہوں نے ساتھ مہربانی اور بخشش کے بندگان خدا پر خصوصا محتاجوں
رشتہ داروں پر اولئک یہ جماعت مومنین کی کہ انہوں نے صبر اور مہربانی کی وصیت کی ہے اصحاب المیمنۃ صاحب دست راست ہیں کہ
عرش کی جانب راست سے بہشت میں جائینگے اور نامۂ اعمال انکو دست راست میں دیئے جائینگے اور یا یہ صاحب برکت کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ اصحاب امیرالمومنین ہیں والذین
کفروا اور وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے بایتنا ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ انبیاء اور قرآن کی ہیں اور یا یہ کہ کفر کیا ہے انہوں نے ساتھ نشانیوں قدرت
ہماری کے اور بعضے اس سے امیرالمومنین یعنی جن لوگوں نے انکا انکار اور مخالفت کی ہے ہم اصحاب المشئمۃ وہ صاحب دست چپ ہیں کہ انکو
عرش کی جانب چپ سے دوزخ میں لیجائینگے اور نامۂ اعمال انکو دست چپ میں دیئے جائینگے اور یا یہ کہ صاحب شامت کے ہیں وہ لوگ علیہم نار اوپر انکے
ہوگی آگ دوزخ کی موصدۃ دروازہ بند کیے گئے کہ وہاں سے نکلنے نہ پائیں بلکہ بالکل ناامید ہوں آرام اور آسائش سے اور ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں

سورۃ الشمس یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسکی پندرہ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ والشمس اور واللیل اور والضحی اور الم نشرح کو
بہت پڑھے دن کو یا رات کو تو کوئی چیز اسکے پاس حاضر نہ ہوگی مگر یہ کہ گواہی دیوے واسطے اسکے قیامت کے دن یہاں تک کہ گواہی دیگا گوشت اسکا اور کھال اسکی اور پٹھے اسکے اور ہڈیاں اسکی اور جو
اسکا اور جو کچھ کہ زمین و آسمان میں ہیں اٹھایا ہے اور حق تعالی فرماتا ہے کہ بیشک تمہاری گواہی قبول کیا میں نے بندہ کیلئے اور اسکو آتش دوزخ سے امان دی لیجاؤ اسکو بہشت
بہشتوں میں اور جس بہشت کو وہ خود اختیار کرے وہ اسکو دو بدون احسان بالکل محض میرے فضل و کرم سے اور گوارا ہو جیو اسکو بہشت بسم اللہ الرحمن الرحیم
والشمس وضحھا قسم ہے آفتاب کی اور روشنی اور دھوپ اسکی جس وقت کہ آفتاب بلند ہو اور وہ وقت چاشت کا ہے اور وہ قریب ایک پہر دن چڑھے
کے ہے والقمر اذا تلھا اور قسم ہے چاند کی جس وقت کہ پیچھے آئے آفتاب کے کہ اسکے غروب کے بعد اسی روشنی کو حاصل کرتا ہے پہلا آفتاب سے روشنی لیکر اور یا یہ کہ
آفتاب کے غروب کے بعد طلوع کرے اور کہتے ہیں کہ یہ چند تھوڑی راتیں ہیں پندرھویں شب ہوتا ہے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد شمس سے رسول خدا صلعم ہیں
اور قمر سے مراد علی بن ابیطالب ہیں کہ رسول خدا نے نور ہدایت سے تمام عالم کو روشن کیا اور علی نے رسول خدا کے نور کو کسب کیا بعد ان حضرت کے تمام جہان کو منور کیا اور جمیع امور میں
پیروی رسول اللہ کی انکی اور تابع ان حضرت کا تھا اور منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں مثل شمس ہوں اور علی مثل قمر کے ہے والنھار اذا جلھا
اور قسم دن کی جس وقت جلوہ دیوے آفتاب کو اور روشن کرے اسکو کہ اس وقت روشنی اسکی ساری میں پھیل جاتی ہے اور خوب روشن ہوتا ہے واللیل اذا یغشھا اور قسم ہے
رات کی جس وقت کہ پوشیدہ کرے آفتاب کو اور اسکی روشنی کو چھپا لے اور منقول ہے کہ مراد لیل سے ائمہ جور ہیں کہ آل رسول کی جگہ بالاستحقاق بیٹھے اور دین خدا کو انہوں نے

ع ۲۰ سورۃ الشمس

قسم ہے دن کی جس وقت روشن ہو جو شب کی تاریکی کے جانے کے بعد وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ اور قسم ہے اُسکی کہ پیدا کیا نر اور مادہ کو جسنے یعنی قدرت
کاملہ سے یعنی آدم اور حوا کو کہ جو سب آدمیوں کی اصل ہیں اور یا ہر نر اور مادہ کو حیوانوں کی قسموں سے اور سوائے خدا کی جو کوئی دوسرا پیدا کرنیوالا نہیں ہے اور سب چیزونکا
خالق وہی ہے اور جواب قسم کا یہ ہے بنی آدم کا ذکر نہیں کیا اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ تحقیق کوشش تمہاری عملوں اور فعلوں میں البتہ پراگندہ
اور مختلف ہے کہ کوئی تو اعمال نیک کرتا ہے جو کہ موجب نجات کا ہے اور کوئی اعمال بد کرتا ہے جو کہ باعث عذاب کا ہے اور رسول خدا صلعم سے روایت ہے کہ آدمی دو قسم
ہیں ایک تو وہ کہ اپنی تئیں خریدے اور آزاد کرے اور دوسرا وہ کہ اپنی تئیں فروخت کرے اور ہلاک کرے اور اب انکی احوال مختلف اور جزا کا ذکر کرتا ہے کہ
فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ پس لیکن جس شخص نے کہ دیا اپنے مالوں سے حقوق کو راہ خدا میں وَاتَّقَىٰ اور پرہیز کیا اپنے گناہوں سے وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنَىٰ اور سچ جانا اور تصدیق کی ساتھ کلمہ نیک کے کہ وہ لا اله الا الله محمد رسول الله ہے اور یا ثواب کے حاصل ہونیکو اسواسطے درست سمجھا
یا اس کلمہ کو جو کہ حق پر دلالت کرتا ہے حق جانا یا ملت اور مذہب نیک کو کہ وہ دین اسلام ہے نیک اور حق جانا فَسَنُيَسِّرُهُ پس قریب ہے کہ تیار اور مہیا
کریں ہم اسکو تاکہ تیار ہو لِلْيُسْرَىٰ واسطے طاعت کے کہ وہ آسان تر امر ونکا ہے نفس پر تاکہ اپنی رغبت سے اسکی طرف مشغول ہو اور یا یہ کہ تیار کریں ہم اسکو
واسطے اس طریقہ کے کہ پہنچانیوالا ہو طرف آسانی اور راحت کے کہ وہ جنت ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک روز رسول خدا صلعم جنازہ پر حاضر ہوئے
اور ایک لکڑی ہاتھ میں لئے تھے کبھی اسکو بطریق فکر زمین پر مارتے تھے اور بعد اسکے فرمایا کہ ہر شخص کے واسطے بہشت میں جگہ ہے اور دوزخ میں جگہ ہے ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول خدا ہم عمل نکریں فرمایا کہ نہیں عمل کئے جاؤ ہر آدمی تیار کیا گیا ہے واسطے اُس کام کے کہ جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی
اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کسی روز آفتاب نہیں روشن ہوتا ہے مگر یہ کہ دو فرشتے اسکی دو جانب سے پکارتے ہیں کہ خداوندا جو کوئی مال کو خرچ
کرے عوض اسکا جلدی اسکو پہنچا اور جو کوئی مال کو خرچ نکرے اسکا مال جلدی تلف اور ضائع کر اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ
وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ اور لیکن جس شخص نے بخیلی کی اور جو حقوق کہ اسکو مال میں تھے اسکو راہ خدا میں نہ دیا اور یا یہ
کلمہ توحید سے بخیلی کی اور اسکا اعتقاد نکیا وَاسْتَغْنَىٰ اور بے پروائی کی دنیا کی لذتوں اور خواہشوں میں مشغول ہو کر ثواب آخرت سے اور اس سبب سے طاعت کو ترک کیا اور گناہوں کو اختیار کیا
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ اور جھٹلایا اور تکذیب کی ساتھ کلمہ نیک کے کہ وہ کلمہ توحید ہے فَسَنُيَسِّرُهُ پس قریب ہے کہ تیار اور مہیا کریں ہم اسکو کہ اسکی عناد اور سرکشی کی جہت سے
لِلْعُسْرَىٰ واسطے دشواری کے کہ طاعت اسپر دشوار ہو جاوے اور اس سبب سے وہ دوزخ میں داخل ہو اور یا یہ کہ توفیق کو اس سے اٹھالیویں اور اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیں
کہ طاعت اسپر نہایت دشوار ہو جاوے وَمَا يُغْنِي عَنْهُ اور نہ بے پروا کریگی اس کو اور نہ دفع کریگی اس سے عذاب کو مَالُهُ مال اسکا کہ جس سے اسنے بخل کیا ہے
إِذَا تَرَدَّىٰ جس وقت کہ ہلاک ہووے وہ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اس آیت نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ ایک انصاری کے گھر میں ایک درخت خرما کا تھا کہ بعضی شاخیں
اسکی ایک ہمسایہ کے گھر میں تھیں اور وہ ہمسایہ محتاج اور عیالدار تھا اور وہ انصاری جس وقت اس درخت سے میوہ لینے کو اس درخت پر چڑھتا اور میوہ توڑنے کے
وقت کوئی دانہ خرما کا اس ہمسایہ کے گھر میں گرتا اور لڑکے اسکے اسکو اٹھالیتے تو وہ درخت سے نیچے اتر کر انکے ہاتھوں میں سے خرما لیکے اور انکے منہ میں سے چھین لیتا اور اگر وہ لڑکے
اپنے منہ میں ان چھوہروں کو لیجاتے تو وہ شخص انکے منہ میں انگلی ڈال کر ان چھوہروں کو انکے منہ سے نکال لیتا اور ہمسایہ نے اس امر کی شکایت
رسول خدا سے کی حضرت نے اس انصاری کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے مرد اس درخت اپنی کو کہ جسکی شاخ تیرے ہمسایہ کے گھر میں ہے میرے ہاتھ فروخت کر عوض میں
درختوں بہشت کے کہ میں تجھکو بہشت میں دونگا اس شخص نے کہا کہ میرے پاس بہت سے خرما کے درخت ہیں پر وہ درخت سب درختوں میں بہتر ہے اور میری خاطر
اس سے بہت تعلق رکھتی ہے اس سبب سے میں اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہوں ابو دحداح نے جس وقت حضرت سے یہ سنا تو کہا کہ یا رسول خدا اگر میں اس درخت کو
اس سے خرید کروں تو حضرت مجھسے خرید کرینگے عوض میں اس درخت کے کہ جو بہشت میں ہے فرمایا کہ ہاں میں تجھسے خرید کرونگا اس درخت کو عوض میں بہشت کے درختوں
میں ابو دحداح اس شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو میرے ہاتھ اس درخت کو فروخت کر اسنے جواب دیا کہ رسول خدا مجھسے خرید کرتے تھے اس درخت کو عوض میں
بہشت کے درختوں کے اور وہ میسر ہے درخت اس سے بہتر ہے اور میری خاطر اس سے بستہ ہو رہی ہے رسول خدا کے ہاتھ اس درخت کو فروخت نہیں کیا ہے اگر تو موافق

سمرہ نے جاکے خرید کیا ہی تو میں تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں ابو دحداح نے پوچھا کہ کتنا تیرا کیا ہی کہا کہ میں اسکو چالیس درخت سے کم کی عوض میں فروخت نہیں کرتا ہوں
ابو دحداح نے اس درخت کو اس سے خرید کیا عوض میں چالیس درخت خرما کے کہ وہ مدینہ میں تھے اور لوگوں کو اسپر گواہ کیا اور رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ وہ
درخت خرید کیا ہی حضرت نے اس درخت کو ابو دحداح سے خرید کیا عوض میں بہشت کے درخت کی اور حضرت اس ہمسایہ کے گھر میں تشریف لیگئے اور فرمایا کہ یہ تجھکو دیا
درخت بخشا حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل کی اور فرمایا کہ کوشش آدمی کی مختلف ہے کوشش مرد انصاری کی واسطے دنیا کے تھی اور کوشش ابو دحداح
کی واسطے آخرت کے اور فرمایا کہ فاما من اعطی یعنی لیکن جسنے کہ دیا وہ ابو دحداح ہی کہ اپنے درختوں کی عوض میں اس درخت کو خرید کے رسول خدا کو دیا کہ حضرت
کے ہاتھ اسکو فروخت کیا اور اسکی سبب سے بہشت کے درخت کا سزاوار ہوگیا واما من بخل اور لیکن جسنے کہ بخل کیا وہ مرد انصاری ہی کہ رسول خدا کے ہاتھ اس درخت کو فروخت
نہ کیا اور اسی سبب سے وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور اسکا مال بھی خدا نے اس سے دفع کیا اور یہ آیہ اگرچہ ابو دحداح اور انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہی لیکن
حکم اسکا عام ہی ہر مومن واسطے جو کوئی ابو دحداح کا سا کام کریگا وہ جنتی ہوگا اور جو کوئی اس انصاری کا سا کام کریگا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا اور
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسکی تفسیر میں منقول ہی کہ فاما من اعطی اور لیکن جو شخص کہ دیوے اس چیز میں سے کہ دیا ہے اسکو خدا نے وصدق بالحسنیٰ اور تصدیق کرے اسکا
نیکی سے یعنی یقین کرے کہ خدا تعالیٰ ایک کی عوض میں دس بلکہ ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب دیتا ہی فسنیسرہ للیسریٰ تو آسانی دیتا ہی اسکو خدا واسطے آسانی
کے یعنی ارادہ نہیں کرتا ہی کوئی نیکی کا مگر یہ کہ آسان کر دیتا ہی خدا اسکو واما من بخل اور لیکن جو کوئی کہ بخل کرے کسی چیز کا کہ دیا ہی اسکو خدا نے واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ اور
بے پرواہی کرے ثواب سے اور جھٹلاوے نیکی کو یعنی جانے کہ خدا تعالیٰ ایک کی عوض دس بلکہ ایک لاکھ نہیں دیتا فسنیسرہ للعسریٰ پس بہت جلد سختی دینگے ہم اسکو واسطے
دشواری کے یعنی نہیں ارادہ کریگا وہ شر کا مگر کہ آسان کریگا اسکو خدا وما یغنی عنہ مالہ اذا تردیٰ اور بے پرواہ نہ کریگا اس سے مال اسکا جبوقت کہ گر پڑیگا وہ یعنی جہنم
خدا کی کہ گر پڑیگا وہ پہاڑ سے اور دیوار سے اور نہ گر پڑیگا وہ کنوئیں میں لیکن گر پڑیگا آتش جہنم میں وہ شخص ان علینا للہدیٰ تحقیق ہی اوپر
ہمارے البتہ راہ دکھلانا طرف حق کے یعنی دلیلیں قائم کرکے اور شریعت نازل کرکے اور لیکن ہدایت پانا اور قبول کرنا حق کا انکا اختیار میں ہی وان لنا اور تحقیق واسطے
ہمارے ہی للآخرۃ والاولیٰ البتہ خانہ آخرت اور نیز پہلا کہ وہ دنیا ہی یعنی دنیا اور آخرت کی دونوں کے ہم مالک ہیں اور ان دونوں میں ہم جو چاہیں
کریں اور جسکو ہم چاہیں دونوں کا ثواب دیں ہم ہدایت پانے سے نہیں ہے اور ہدایت کو قبول نکرنے سے کہ عذاب میں گرفتار کریں اور وہ لوگ کہ نصیحت نہیں پاتے اسکے
پس کسی کی ہدایت پانے سے ہمارا ملک زیادہ نہیں ہوتا ہی اور ہدایت نہ پانے سے ہمارے ملک میں نقصان نہیں ہوتا ہی فانذرتکم پس ڈراتا ہوں میں تمکو
ایسے بکہ والی نارا تلظیٰ اس آگ سے کہ شعلہ مارتی ہی لا یصلٰھا نہ داخل ہوگا اسمیں ہمیشہ کیواسطے اور یا کہ وہ آتش مخصوص کہ جہنم میں
زیادہ بدبخت داخل ہوگا اسواسطے فرمایا ہی کہ نہ داخل ہوگا اسمیں الا الاشقیٰ مگر بدبخت زیادہ کہ کفر اور گناہوں میں مشغول رہتا ہی الذی
کذب وہ شخص کہ جھٹلایا اسنے آخرت کو اور اعمال کی جزا ملنے کو وتولیٰ اور منہ پھیرا اسنے خدا کی فرمانبرداری سے جیسا کہ وہ مرد انصاری
اور منافق کہ جیسا اوپر ذکر ہوا ہی اور پیغمبر کو جھٹلایا اسنے اور فرمانبرداری سے اسکے منہ پھیرا وسیجنبہا اور قریب ہے کہ ایک سو ہوا کنارہ کیا جاوے اس
آتش دوزخ سے اور دور کیا جاوے الاتقیٰ بہت پرہیزگار زیادہ کہ گناہوں سے بچتا ہی اور بہت پرہیز کرتا ہی الذی یؤتی مالہ وہ شخص کہ دیتا ہی مال اپنا کو کارخیر میں
اور راہ خدا میں اسکو خرچ کرتا ہے یتزکیٰ پاکی ڈھونڈتا ہی وہ نزدیک خدا کے اور خالص نیت سے بغیر کہلانے اور دنیا کے خدا نام پر دیتا ہی جیسے کہ
ابو دحداح کہ بعوض مال اپنے درختوں کو دیکر ایک درخت خرید کیا اور وہ درخت رسول خدا کو دیا عوض میں بہشتی درخت کے وما لاحد عندہ اور نہیں ہی
واسطے کسیکے نزدیک اس دینے والے کے راہ خدا میں من نعمۃ تجزیٰ کوئی نعمت کہ بدلا دی جاوے کسی کی نعمت اور منت اسکو ذمہ پر نہیں ہے کہ وہ بدلے میں
اس نعمت کے ارادہ دینے کا کرے بلکہ نہیں دیتا ہی وہ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ مگر واسطے طلب کرنے رضامندی ذات پروردگار اپنے کے کہ
بہت بلند ہی اور ابتغاء مفعول لہ اور مستثنیٰ منقطع ہوا ہے یعنی وہ کسیکی نعمت کی عوض میں نہیں دیتا ہی بلکہ رضامندی ذات پروردگار اپنے کی چاہتا کہ وہ بہت بزرگ ہی
ولسوف یرضیٰ اور البتہ قریب ہے کہ راضی ہو وہ شخص اسقدر خدا تعالیٰ اسکو اسکی جزا دیگا عوض میں اسکے کہ اسنے واسطے رضامندی خدا کے دیا تھا

اور منقول ہے کہ جس وقت سورۂ والضحیٰ اتری حضرت رسول خدا صلعم ایسے خوش ہوئے کہ خدا تعالیٰ انکو بہتر جزا بہشت میں دیگا **سورۃ الضحیٰ** یہ مکی ہے
اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور ثواب اسکی پڑھنے کا پہلے اس سے مذکور ہوا ہے سورۂ والشمس میں لیکن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی والضحیٰ کو
پڑھے خدا تعالیٰ اسکو ان لوگوں میں سے کرے کہ جو پیغمبر خدا کی شفاعت سے مشرف ہونگے اور بہشت میں داخل کریگا اسکو اور شمار ہر یتیم کے اور سائل کے اسکو دس نیکیاں دیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالضُّحٰى قسم ہے چاشت کے وقت کی کہ جس وقت آفتاب بلند ہوا اور وہ قریب ایک پہر دن چڑھے کے ہوتا ہے اور
اس وقت روشنی آفتاب کی کامل ہو جاتی ہے اور اس وقت خاص کی قسم اسواسطے کھائی کہ کہتے ہیں اس وقت نور آفتاب کا کامل ہوتا ہے اور گرمی جاڑے اور گرما میں وقت معتدل
کا ہوتا ہے اور اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے اس وقت میں موسیٰ سے کلام کیا تھا اور اس وقت جادوگروں نے موسیٰ کا معجزہ دیکھ کر خدا کو سجدہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ضحیٰ سے
مراد روز ہے اور بعضے نزدیک مضاف اسکا محذوف ہے اور مراد اس سے رب الضحیٰ ہے یعنی قسم ہے پروردگار چاشت کے وقت کی **وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى** اور
قسم رات کی جس وقت کہ آرام پکڑے اور ٹھہرے تاریکی اسکی یعنی اہل اس کے سب ساکن ہوں اور آرام پکڑیں اس وقت اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ضحیٰ سے روشنی روئے
مبارک رسول خدا صلعم کی ہے اور لیل سے مراد سیاہی موئے مبارک رسول خدا صلعم کی ہے اور کہتے ہیں کہ ابتدا میں رسول خدا صلعم نے لوگوں کو طرف اسلام کے بلایا اور کفار قریش
ایک قاصد یہود مدینہ کو روانہ کیا کہ ہماری قوم میں ایک شخص ہے کہ جسکا نام محمد بن عبداللہ ہے نہایت عقل اور فہم ہے اور حسب نسب میں وہ سب سے افضل ہے اور نیک خلق
اسکا نہایت درجہ کو پہنچا لیکن وہ دعویٰ ایک دین کا کرتا ہے کہ ہمارے باپ دادا اس دین پر نہ تھے اور وہ آدمیوں کو اس دین کی طرف بلاتا ہے اور ہم وہ آدمی ہیں کہ ہم پر
اسکا حق اور باطل ہونا ظاہر نہیں ہوتا ہے اور تمنے کتابیں پڑھی ہیں اور حقیقت حال کہ جانتے ہو ہمکو خبر دو تم کسی کتاب میں نہیں اس طرح کے آدمی کا نام و نشان لکھا ہے
شاید کہ جس شخص کا وعدہ ہے وہ یہی ہو ان لوگوں نے جواب میں لکھا کہ اس سے تین سوال سے آزمانا ایک قصہ اصحاب کہف کا اور دوسرے حکایت ذوالقرنین کی اور تیسرے
حقیقت روح کی اگر تینوں مسئلوں کا جواب دیوے اور یا کسی مسئلہ کا جواب نہ دیوے تو وہ رسول خدا کا نہیں ہے اور اگر وہ پہلے دو مسئلوں کا جواب دیوے اور تیسرے مسئلہ کا جواب
نہ دیوے تو وہ پیغمبر ہے اور حق پر ہے اور راستگو ہے تب کفار قریش حضرت کے پاس آئے اور تینوں مسئلوں کا سوال حضرت سے کیا حضرت نے فرمایا کہ میں مثل تمہارے آدمی ہوں
جب تک کہ میرے پاس وحی نہیں آتی ہے مجھکو کسی چیز کا علم حاصل نہیں ہوتا ہے کل کے دن وحی ہوگی اسکا جواب تمکو دونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ جو حضرت نے اسکے بعد نہیں کہا تھا سو آٹھ
وحی پندرہ روز یا بارہ روز اور بعضی روایت میں ہے کہ چالیس روز نہ آئی اسکے سبب سے حضرت بہت دلتنگ ہوئے اور کفار نے زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ
ان محمدا ودعہ ربہ وقلاہ یعنی تحقیق محمد کو چھوڑ دیا پروردگار اسکے نے اور دشمن پکڑا اسکو جب مشرکین نے زیادہ طعن کیا تو حضرت بہت رنجیدہ ہوئے اور کہ حرا کی طرف گئے
اور سر اپنا زمین پر رکھا اور کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے جو کچھ کہ یہ دشمن کہتے ہیں ابھی سر سجدہ سے نہ اٹھایا تھا کہ جبرئیل نازل ہوئے جب رسول خدا نے جبرئیل کو دیکھا
تکبیر کہی اور جبرئیل سے پوچھا کہ اتنی مدت کس واسطے نہیں آیا تھا کہ میں تیرا بہت مشتاق تھا جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو تمہارا زیادہ اشتیاق تھا لیکن میں بندہ تابع ہوں
اسکے حکم کا اور تابع اسکا ہوں مجھکو اجازت تمہارے پاس آنیکی نہ تھی اور یہ آیت تلاوت کی کہ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ یعنی اور نہ کہو تم
تحقیق میں کرنیوالا ہوں اس کام کو کل کو مگر یہ کہ چاہے خدا یعنی کسی کام کرنیکو کہو تو اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہو پس قصہ اصحاب کہف کا اور ذوالقرنین کا حضرت کی روبرو
بیان کیا جس طرح کہ سورۂ کہف میں گذرا ہے اور روح مقدمہ میں کہا کہ قل الروح من امر ربی اور کفار کی دل شکنی کے لئے یہ سورہ نازل کیا اور ضحیٰ اور لیل کی قسم
کھائی کہ **مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ** نہیں چھوڑ دیا ہے تجھکو پروردگار تیرے نے اے محمد **وَمَا قَلٰى** اور نہ دشمن پکڑا ہے تجھکو اور بعضے کہتے ہیں کہ بعوض تین
ایک پلا رسول خدا صلعم کی دولتسرا میں مرگیا اور اسکو وہاں سے دور نہ کیا اور حضرت کو اسکی خبر نہ تھی جب وحی بند ہوگئی حضرت جبرئیل آئے تو حضرت نے سبب دیر آنیکا جبرئیل سے
پوچھا کہا کہ یا رسول اللہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے ہم اس گھر میں نہیں جاتے حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اے محمد یہ بات نہیں ہے کہ خدا نے تجھکو چھوڑ دیا اور تجھکو دشمن پکڑا ہے
بلکہ تو دوست خدا کا اور برگزیدہ اسکا ہے اور جسوقت مقتضیٰ مصلحت ہو وحی بھیجتا ہے جو کبھی بند ہوگی اور خدا ہمیشہ تیرا مددگار رہیگا دنیا میں **وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ**
اور البتہ خانہ آخرت بہتر واسطے تیرے **مِنَ الْاُوْلٰى** پہلے گھر سے کہ وہ دنیا ہے یعنی بخشش خدا کی آخرت میں تیرے واسطے بہتر دنیا کی بخشش سے ہوگی کہ آخرت ہمیشہ کو
باقی ہے اور دنیا فانی ہونیوالی ہے اور طرح طرح کی بلائیں اور مصیبتیں اسمیں ہوا ہی اور ایک بخشش مرکز آخرت میں تیرے واسطے یہ ہے کہ تاج شفاعت تیرے سر پر ہوگا اور سب انبیا کا امام

پیشوا ہوگا اور سب پیغمبر علم کے نیچے ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا کو خبر دی گئی اُن فتحوں کی جو دنیا میں ہونگی حضرت یہ سنکر خوش ہوئے اور یہ آیت نازل
ہوئی کہ آخرت تیرے واسطے بہتر ہے دنیا سے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ اور قریب ہے کہ دیگا تجھکو پروردگار تیرا اسقدر نعمت کہ فَتَرْضَىٰ پس
راضی و خوشنود ہو تو اور یہ شامل ہے تمام اُن چیزوں کو کہ خدا عطا فرمائی نصرت اور غلبہ کہ خدا عنایت کرے یہانتک کہ تمام دنیا کا مالک ہو کہ تمام روی زمین پر اسکا
دین پھیل جائے اور آخرت میں بلند درجے عطا کرے اور تاج شفاعت کا حضرت کے سر مبارک پر رکھے اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم بہت خوشحال
ہوئے اور فرمایا کہ اگر ایک آدمی بھی میری امت کا دوزخ میں جائیگا تو میں راضی نہونگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبر رسول خدا صلعم اُسوقت راضی ہونگے کہ ایک
آدمی بھی خدا کا واحد جاننے والا دوزخ میں نرہے اور محمد بن حنفیہ کہتے تھے کہ ای اہل عراق تمہارا گمان یہ ہے کہ زیادہ امیدواری نجات کی آیت کتاب خدا میں قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ
أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ہے اور ہم اہلبیت کہتے ہیں کہ زیادہ امید نجات کی آیت کتاب خدا میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ہے اور قسم ہے خدا کی وہ
آیت شفاعت کی ہے جو کہ خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کو عطا فرمائیگا اہل لا اله الا الله کے واسطے یہانتک کہ رسول خدا کہیں کہ میں راضی ہوا اور وہ حضرت راضی نہونگے
اگر ایک آدمی بھی انکی امت کا دوزخ میں ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایکروز رسول خدا صلعم فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر میں تشریف لائے اور دیکھا کہ
فاطمہ ایک کملی اونٹ کے بال کی اوڑھے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھ سے آٹا خمیر کرتی ہیں اور گودی میں بچے کو دودھ پلاتی ہیں یہ حال فاطمہ کا دیکھکر رسول خدا
صلعم کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آب دیدہ ہوکر فرمایا کہ ای دختر میری جلدی کر تلخی دنیا کو آخرت کی شیرینی پر کہ خدا تعالی نے مجھپر یہ آیت نازل کی ہے ولسوف
يعطيك ربك فترضى اور ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے سوال کیا اپنے پروردگار سے اور کہا کہ اے پروردگار میرے تو نے سلیمان پیغمبر کو ملک عظیم دیا اور فلاں
پیغمبر کو یہ اور وہ دیا حقتعالی نے اپنی نعمتوں کو مجھپر ختم کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ أَلَمْ يَجِدْكَ کیا نہیں پایا تجھکو پروردگار نے تیرے يَتِيمًا لڑکا
بے پدر کہ تیرا باپ مرگیا تھا اور تو بچپن میں تھا فَآوَىٰ پس جگہ دی تجھکو تیرے دادا اور چچا کی بغل میں اور وہ اس طرح ہے کہ رسول خدا صلعم ابھی اپنی ماں کے
شکم میں تھے کہ باپ انکے حضرت عبداللہ نے وفات پائی اور بعضی روایتوں میں ہے کہ بعد پیدا ہونیکے چند روز کے بعد وفات پائی اور جسوقت حضرت دو برس کے ہوئے تو
انکی مادر گرامی حضرت آمنہ نے بھی دنیا سے کوچ کیا عبدالمطلب دادا حضرت کے پرورش کرتے تھے اور جسوقت حضرت آٹھ برس کے ہوئے تو عبدالمطلب کی بھی رحلت ہوگئی بعد اسکے
حضرت ابوطالب نے حضرت کی خدمت کی اور ابوطالب مثل پدر مہربان حضرت کی خدمت کرتے تھے یہانتک کہ حضرت سن بلوغ کو پہنچے اور حضرت صادق علیہ السلام
سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا کو کسواسطے بے پدر اور بے مادر کیا فرمایا کہ اسواسطے کہ کسیکا حق حضرت پر نہو مخلوقات میں اُنکا رسالت کا خدا تعالی ہی ہوا اور باپ اور
ماں زندہ ہوتے تو اُنکا حق پدری و حق مادری حضرت کے ذمہ ہوتا اور انکی تعظیم لازم ہوتی اور بزرگ یا وہ حضرت کو کوئی نہ تھا وَوَجَدَكَ ضَالًّا اور پایا
تجھکو حضرت نے راہ گم کیا ہوا مکہ کے دروازہ پر جسوقت کہ دایہ حلیمہ تجھکو عبدالمطلب کے سپرد کرنیکو لائی تھی فَهَدَىٰ پس راہ دکھلائی تجھکو اسطرح کہ تیرے دادا کو تیرے پاس پہنچایا
اور تفصیل اسکی اس طرح ہے کہ جسوقت حضرت کی والدہ ماجدہ نے دنیا سے رحلت کی تو انکے دادا عبدالمطلب نے دایہ حلیمہ کے سپرد کیا اور حلیمہ حضرت کو اپنے گھر میں لیگئی اور دودھ پلایا
اور گنتی رکھی تو حضرت کو گودی میں اُٹھا کے چلی کہ عبدالمطلب کے سپرد کرے اور مکہ کے نزدیک ایک جگہ حضرت کو چھوڑ کر خود طہارت کیواسطے چلی گئی اور واپس آئی پھر دیکھا تو
حضرت کو اس جگہ نپایا جس سے پریشان تھی وہ کچھ خبر نپاتی تھی اور حلیمہ نے فریاد کی کہ ای عبدالمطلب تیرے پوتے کی پرورش کیا اور مکہ کے دروازہ پر اُنکو گم کیا اور [illegible] کہا کہ
اگر میں نہ پاؤنگی تو پہاڑ پر سے اپنے تئیں نیچے گرا دونگی اور یہ خبر سارے شہر میں پہنچی اور مکہ کے اندر گئی اور فریاد کرتی تھی کہ واحمداہ ایک بڈھا آدمی عصا ٹیکے ہوئے
ہوئے ملا اسنے پوچھا کہ کیوں فریاد کرتی ہے حلیمہ نے قصہ بیان کیا اُس نے کہا کہ ہبل کے پاس چل وہ ہبل بزرگ ہے یاد وہ اُسی بت سے تیری شفارش کرونگا کہ وہ [illegible]
ہمکو کہلا اور بتلا دیگا کہ محمد کہاں ہے وہ دونو ہبل کے پاس گئے اور وہ بڈھا ہبل کے ہاتھ اور سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای ہبل فریاد کو پہنچ کہ [illegible] کا فرزند گم ہوگیا ہے
اور وہ کہاں ہے جسوقت محمد کا نام مذکور ہوا تو ہبل اور جتنے بت تھے سب اوندھے منہ گر پڑے اور [illegible] آواز دی [illegible]
محمد کے ہاتھ سے ہوگی وہ بڈھا کانپنے لگا اور عصا اُسکے ہاتھ سے زمین پر گر پڑا اور حلیمہ سے کہا کہ تو خاطر اپنی جمع رکھ کہ محمد کا خدا [illegible]
گم ہونیکی خبر عبدالمطلب کو پہنچی تو گمان ہوا کہ کسی قریش نے انکو مار ڈالا ہے تلوار لیکر باہر نکلا اور فرمایا کہ ای آل غالب [illegible]

عبدالمطلب نے سب حال بیان کیا اور قریش کے ہمراہ جاکر مکہ کے غاروں میں تلاش کیا کہیں نشان نہ پایا ہتھیار ول کو ڈالدیا اور بیت اللہ کے قریب جاکر طواف کیا اور آسمان کی طرف
منہ کرکے کہا کہ اے پروردگار میرے محمد کو میری طرف پھیر دے آسمان سے آواز آئی کہ اے قوم مت بے صبری کرو محمد کا خدا اسکا حافظ اور ناصر ہے عبدالمطلب نے کہا کہ وہ کہاں ہے
آواز آئی کہ وہ وادی تہامہ میں فلانے درخت کے نزدیک ہے عبدالمطلب سوار ہوئے اور ہمراہ اپنی قوم کے تہامہ کی طرف متوجہ ہوئے ورقہ بن نوفل سے راہ میں ملاقات ہوئی اُن سے
پوچھا انہوں نے کہا کہ فلانی جگہ میں ہیں جب پہنچے تو دیکھا کہ درخت کی شاخ سے بازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں عبدالمطلب نے جو حضرت کے نہیں پہچانا تھا حضرت کو نہ پہچانا اور
پوچھا کہ اے لڑکے تو کون ہے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں تو کہا کہ فدا ہو تجھ پر جان میری اور سواری سے نیچے اتر پڑے اور حضرت کو اپنی گودی میں لیکے گلے پر
لگایا اور اپنی بغل میں حضرت کو لیکر پھر مکہ کو آئے بعضے قائل ہیں کہ معنی یوں بیان کئے ہیں کہ جب حضرت اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ قافلہ تجارت میں شام کو جاتے تھے شیطان نے شب تاریک میں
حضرت کے اونٹ کی مہار پکڑ کر راستہ سے دوسری طرف کو پھیر دی حق تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا جبرئیل نے مہار حضرت کے اونٹ کی پکڑ کر راہ پر ڈالدیا اور پھونک کر ہوا سے شیطان کو
مارا کہ وہ جزیرۂ حبش میں جا گرا اُس قصہ میں خدا نے فرمایا کہ ووجدک ضالا فہدیٰ وَوَجَدَكَ عَائِلًا اور پایا تجھکو مفلس عیال دار فَاَغْنٰی پس تونگر
کیا تجھکو خدیجہ کے مال سے کہ تو نے اس سے تجارت کی اور بعد اسکے غنیمت کے مال سے تو تونگر ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ تجھکو قناعت سے تونگر کیا کہ القناعۃ کنز لا یفنیٰ یعنی قناعت ایک خزانہ ہے کہ
فنا نہیں ہوتا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ان آیتوں کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ الم یجدک یتیما فاویٰ یعنی کیا نہیں پایا ہے تجھکو یتیم یعنی یکتا کہ تیرا مثل مخلوق میں کوئی نہیں ہے اور
جگہ دی آدمیوں کو طرف تیری کہ تجھسے ہدایت پاتے ہیں ووجدک ضالا فہدیٰ اور پایا تجھکو گم ہونیوالا قوم میں کہ تیری فضل و مرتبہ کو وہ نہیں جانتے تھے پس رہنمائی کی
انکو طرف تیری ووجدک عائلا فاغنیٰ اور پایا تجھکو دردکرنیوالا اور قوت دینیوالا علم سے پس بے پروا کیا خدا نے انکو سبب تیرے اور کہتے ہیں کہ یتیم بے مثل کو کہتے ہیں اور اسی سے
موتی کا نام در یتیم ہوا کہ وہ بے مثل ہے اور پایا تجھکو درویش عیال دار پس غنی کیا تجھکو یعنی غنی کیا تجھکو بسبب دعا کی کہ تو کسی سے سوال نہیں کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
معنی یہ ہیں کہ تجھکو عیال دار پایا امت کی کثرت سے کہ تمام خلائق تیرے عیال اور محتاج تیرے ہیں اور تجھکو علم قرآن اور احکام شرع سے تونگر کیا کہ تیرے نفقہ خرچ کریں
حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شمار کیا ہے تاکہ انکا شکر کرے اور اسی سے طلب کرے جو کچھ کہ طلب کرے اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ جس وقت تو نے شربت یتیمی کا چکھا ہے
اور درد بینوائی اور تنگدستی کا کھینچا ہے تو فَاَمَّا الْيَتِيْمَ پس لیکن یتیم کو فَلَا تَقْهَرْ پس قہر اور غضب کر اوپر اسکے جو یتیم ہو منت نہ رکھ اور حقیر کر
مت شمار کر تو اسکی قدر پہچان تو اور اُسپر مہربانی کر اپنی یتیمی کو یاد کرکے وَاَمَّا السَّآئِلَ اور لیکن سوال کرنیوالے محتاج کو فَلَا تَنْهَرْ پس جھڑک نہیں اور آواز
سخت سے اسکو جواب مت دے تو اور یتیم اور سائل کے مقدمہ میں اگرچہ خطاب حضرت کی طرف ہی ہے لیکن اوس سے سب مومنین مراد ہیں بعد اسکے رسول خدا یتیم اور سائل پر مہربانی
کرتے تھے اور ہنسی و درا سے اسکو محروم کرکے نہ چھوڑتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت یتیم روتا ہے تو عرش خدا کا کانپتا ہے اسکے گریہ سے خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے کس نے اس یتیم کو رولایا ہے کہ جسکا باپ خاک کے نیچے غائب ہوگیا ہے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو
میرے میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ جو کوئی اس یتیم کو خاموش کریگا اور راضی کریگا تو میں قیامت کے روز اس سے راضی ہونگا اور انس بن مالک نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ
اگر کوئی سائل تیرے پاس آوے اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو اور ہاتھ کو تیرے آگے پھیلاوے تو حق کو اسکے تیرے اوپر واجب کیا اگرچہ آدھا خرما ہو تو اسکو دیدے مراد یہ ہے کہ سائل کو محروم مت کر
اور بعد اسکے خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو فرماتا ہے کہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ اور لیکن ساتھ نعمت پروردگار اپنے کے فَحَدِّثْ پس بات کر یعنی ہمیشہ ان
نعمتوں کو ظاہر کر کہ ذکر کرنا پروردگار کی نعمت کا یہ بھی ایک شکر ہے نعمت کا ہے اور چھپانا اسکا ناشکری ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی کا شکر نکرے اسنے خدا کا
شکر نکیا اور جو تھوڑی کا شکر نکرے وہ بہت کا شکر نکریگا اور ذکر کرنا نعمت خدا کا شکر ہے اور ترک کرنا نعمت کے ذکر کا ناشکری ہے سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاحِ
یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور ثواب اسکے پڑھنے کا سورہ والضحیٰ میں ذکر کیا لیکن ابی بن کعب نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے
ثواب اسکا مثل اس شخص کے ہو کہ مجھسے آکر ملاقات کی ہو اور میرے غم سے خوش کیا ہو اور شفاعت اسکی مجھ پر واجب ہو اور اکثر علماء کے نزدیک والضحیٰ اور
الم نشرح دونوں ایک سورۃ ہیں اسواسطے کہ تمام ہونا نعمتوں کی شمار کا جو کہ والضحیٰ میں شروع ہوئی ہیں الم نشرح میں ہے اور اسی سبب سے نماز واجب میں [illegible] کی
ایک رکعت میں ان دونوں میں سے ایک سورت پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ دونوں کو پڑھنا چاہیئے اور ایسے ہی الم تر کیف اور لایلاف دونوں ملکر ایک سورت ہیں

رو ہیں علی کی دوستی کی تاکید میں سو محمد سے منقول ہیں اور علی سے بغض کرنیکی ایک روایت بھی نہیں ہے اور تو صیف علی سے عداوت رکھتے ہیں علی کے بعض
فضائل کی جہت سے کرتے ہیں اور عداوت میں علی کی کوئی روایت سو محمد کا بیان نہیں کرتے اور یہ ملعون ہیں وہ لوگ جو زمخشری کہتا ہے کہ انصب کو غزال کو
تشبیہ سے خلط کیا ہے بلکہ کہنا چاہیئے کہ غزال کو نصب اور رجوع سے نحاط کیا ہے اور بعضی روایتیں علی کے مناقب میں جو بیان کرتا ہے اگلے بیان کر چکے ہیں یا جو کہ پہلے سے
محدثین ان روایتوں کو بیان کرتے چلے آئے ہیں وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور طرف پروردگار اپنے کے پس رغبت کر تو دعا کے ساتھ اور جو کچھ چاہیے تو
اوسے طلب کر اور غیر سے کہ وہ اکثر بالا حاجتوں کا سوا اسکے کوئی نہیں ہے اور جو کچھ امام حسن عسکری کی تفسیر میں لکھا ہے اسکے موافق یہ ہے کہ علی کو قائم کر تو واسطے
خلافت کے اور طرف پروردگار اپنے کے رغبت کر تو اور اس سرا فانی سے اپنے تئیں ہمیشہ کے گھر میں پہنچا تو کہ وہ خلد بریں ہے۔ سورۃ التین یہ سورۃ مکی ہے
اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو فرض اور نوافل میں پڑھے وہ جگہ کہ بہشت میں آرزو کرے
وہی اسکو دیویں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالتِّيْنِ قسم ہے انجیر کی وَالزَّيْتُوْنِ اور زیتون کی اور کہتے ہیں کہ ان دونوں کو قسم
کے واسطے خاص کیا ہے کہ انجیر میوہ پاکیزہ ہے کہ اسمیں فضلہ نہیں ہے اور غذا لطیف ہے کہ جلد ہضم ہوتا ہے اور دوا ہے کہ اسکا فائدہ بہت ہے سو طبیعت کو نرم
کرتا ہے اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے اور گردہ کو پاک کرتا ہے اور ریگ مثانہ کو دور کرتا ہے اور جگر کے اور تلی کے سدوں کو کھولتا ہے اور فربہ کرتا ہے بدن کو اور حدیث
میں آیا ہے کہ قطع کرتا ہے بواسیر کو اور نقرس کو کہ وہ ایک درد سخت ہوتا ہے پاؤں کی انگلیوں اور گٹھوں میں اور زیتون میوہ ہے اور روٹی کے ساتھ اسکو
کھاتے ہیں اور وہ دوا بھی ہے اور اسکا روغن بہت لطیف ہوتا ہے اور فائدہ اسمیں بہت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تین اور زیتون سے انکی اگنے کی جگہ
ہے اور وہ دو پہاڑ ہیں ارض مقدس میں اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ دو شہر کو زیتا اور وہ ہر ایک عبادت گاہ ایک پیغمبر کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ جودی اور
کوہ بیت المقدس ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ تین مسجد نوح ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تین پہاڑ ہے درمیان حلوان اور ہمدان کے اور
زیتون پہاڑ شام کا ہے کہ ان پہاڑوں میں انجیر اور زیتون اگتی ہیں وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ اور قسم ہے طور سینا کی کہ وہ مقام مناجات کرنے
موسی کلیم اللہ کا ہے اور سینین اور سینا اس جگہ کا نام ہے کہ جس میں وہ پہاڑ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مبارک کے معنی میں ہے اور منقول ہے کہ موسی بن جعفر علیہما السلام
اسطرح پڑھتے تھے والتین والزیتون وطور سینا وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ اور قسم ہے اس شہر امن دینے والے کی کہ وہ مکہ ہے اور مقام پیدا ہونے محمد صلعم کا ہے
اور حضرت کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ خدا تعالی نے کل شہروں میں سے چار شہروں کو پسند کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ والتین والزیتون وطور سینین و
ھذا البلد الامین پس تین تو مدینہ ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور طور سینین کوفہ ہے اور بلد امین مکہ ہے اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ زیتون امیر المومنین ہے اور طور سینین
حسن و حسین ہیں اور ھذا البلد الامین باقی کے آئمہ ہیں اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تین حسن ہیں اور زیتون حسین ہیں اور طور سینا امیر المومنین ہیں اور
ھذا البلد الامین محمد صلعم ہیں اور امام محمد باقر کی روایت میں ہے کہ بلد امین فاطمہ زہرا ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ یعنی تحقیق پیدا
کیا ہے ہمنے آدمی کو فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ بیچ نہایت اچھے قوام کے کہ اسکو صورت اور شکل اچھی دی ہے اور اعضا اسکے بہت مناسب اور درست بنائے ہیں سب حیوانوں سے
بہتر اور اسکا سیدھا رکھا ثُمَّ رَدَدْنٰهُ پھر پھیر دیا ہمنے اسکو بسبب انکے کفر اور گناہوں کے اور نہ شکر کرنے نعمتوں پروردگار کے اور نہ شکر کرنے اس خوبی صورت
اور شکل کی اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اسفل سافلین میں کہ سب طبقوں سے نیچے کا طبقہ دوزخ کا ہے اور یا یہ کہ پھیرا ہمنے اسکو پست ترین پستوں میں یعنی صورت
کہ اسکی صورت کو دوزخ میں نہایت قبیح کر دیا اور یا یہ کہ اسکی صورت کو بدل یا بوڑھا کر کے کہ منہ پر اسکے جھریاں پڑ گئیں اور بال اسکے سفید ہو گئے اور دانت اسکے
گر گئے اور کمر اسکی خم ہو گئی اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک فَلَهُمْ
پس واسطے انکے ہے اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ اجر بے منت بغیر احسان اور یا یہ کہ بغیر قطع کیا گیا کہ ہمیشہ کو ہوویگا جیسے کہ جوانی اور صحت میں انکی عبادت کا ثواب ہم
لکھتے تھے پیری اور ضعیفی میں بھی باوجود یکہ عمل نہیں کرتے ہیں اسی دستور کے موافق ثواب انکا ثابت ہے اور انس بن مالک رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ لڑکے
بالغ ہونے سے پہلے جو نیکی اور طاعت کرتے ہیں ثواب اسکا انکے باپ یا ماں کو ملتا ہے اور جو گناہ کہ وہ باپ یا ماں کی تعلیم سے اور انکے کہنے سے کرتے ہیں وہ باپ اور ماں کے

ع سورۃ التین

اور کہا کہ کہو لا الہ الا اللہ پس وہ ورقہ کے پاس گئے اور سب حال آپ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ خوش ہو تو پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ شخص ہے کہ جسکی بشارت دی ہے
ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام نے اور تو رسول سچا ہے اور قریب ہے کہ تجھکو جہاد کا حکم ہو بعد اسکے اور اگر میں پھر زندہ رہا تو تیرے ہمراہ ہو کر جہاد کروں گا پھر ورقہ مر گیا تو
رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے ورقہ کو بہشت میں دیکھا ہے ریشمی لباس پہنے ہوئے سو واسطے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول خدا صلعم
فرمایا کہ جبرئیل آئے اور مجھے بہشت سے ایک ریشمی کپڑا نکالا اور ہرے زمرد یاقوت الدیا اور کہا کہ اسکو پڑھو میں نے کہا کہ میں نہیں پڑھا ہوا ہوں جبرئیل نے مجھکو
پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ میں بیہوش ہو جاؤں تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور بعد اسکے مجھکو چھوڑ کر کہا کہ اقرا باسم ربک پڑھ تو قرآن کہ جو
شروع کر شوالا ہو تو ساتھ نام پروردگار اپنے کے الذی خلق جسنے کہ پیدا کیا ہر چیز کو اپنی قدرت سے موافق تقاضا حکمت کے خلق
الانسان پیدا کیا ہے آدمی کو من علق خون بستہ سے چونکہ نطفہ سے بنتا ہے اور انسان پیدا کرنیکا ذکر کیا سواے اور مخلوقات سے واسطے کہ
نازل ہونا قرآن کا اسکی طرف ہے اور سب زمین کے رہنے والوں سے زیادہ بزرگ ہے اور انسان جمع کے معنی میں ہے جیسے کہ ان الانسان لفی خسر
پس واسطے علق کا لفظ آیا کہ وہ جمع علقہ کی ہے اور قرآن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کرنیکا بیان شروع کیا ہے سو واسطے کہ پہلا وجود خدا کا پہچاننا
اور پیدایش دلالت کرتی ہے پیدا کرنیکے وجود پر اور اسکی قدرت اور حکمت پر اقرا پڑھ تو یہ تاکید پہلا اقرا کی ہے وربک الاکرم
اور پروردگار تیرا بزرگ زیادہ ہر چیز سے اور سب سے اسکا بزرگی اور کرم اسکا سب کے کرم سے زیادہ ہے اسطرح کہ بخشتا ہے بندوں کو دیتا اور باوجود
کفر اور گناہوں کے نافرمانوں کی بخشش کرتا ہے بندوں کی سزا نہیں کرتا ہے اور جو وہ توبہ کریں تو توبہ کو انکی قبول کرتا ہے الذی علم وہ پروردگار
سکھلایا اسنے لکھنا بالقلم ساتھ قلم کے کہ تمام امور دنیا مشرق سے مغرب تک لکھنے سے تمام ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں کہ
انکو لکھنا سکھایا اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے جسنے خط لکھا وہ ادریس تھا علم الانسان سکھایا آدمی کو مالم یعلم جو کچھ کہ نہیں جانتا تھا
دنیا اور دین کا سب سے اور یا یہ کہ محمد کو تعلیم کئے حکم شرع کے جو کہ نہیں جانتے تھے اور یا یہ کہ آدم کو تعلیم کیا جو کچھ نہیں جانتا تھا کلا نہیں نہیں یعنی
ایسا نہیں ہے کہ انکی نعمتوں کی ناشکری کرو اور بعضے کہتے ہیں کلا حقا کے معنی میں ہے یعنی حقا کہ ان الانسان تحقیق آدمی لیطغی البتہ
حد سے گذر جاتا ہے اور سرکشی کرتا ہے ان راہ استغنی واسطے اسکے کہ دیکھتا ہے اپنے آپ کو کہ بے پروا ہوا وہ خدا کی طرف سے کہ اپنے تئیں تونگر جانتا ہے
اپنے لوگوں اور مالوں کی کثرت سے اور استغنی مفعول دوسرا رای کا ہے اور دونوں ضمیریں ایک شخص کے واسطے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت آدمی کے پاس مال زیادہ ہو
اور وہ لباس نفیس اور کھانے لذیذ اور گھوڑے اور قیمتی ... دیکھے طغیان کرتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اے خدا پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے اس
فقیری کے کہ مجھکو آپ کی یاد بھلا دیوے اور اس تونگری سے کہ مجھکو طاغی اور حد سے گذرنے والا کر دیوے اور اب حق تعالیٰ خطاب کرتا ہے اور ڈراتا ہے طغیان کے انجام سے کہ
ان الی ربک تحقیق طرف پروردگار تیرے کی ہے الرجعی پھر جانا آخرت میں پس طاغی کو اور غیر طاغی کو سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور
جس وقت کہ انجام ایسا ہے تو کیوں کر طاغی ہووے اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کرے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اور ما بعد اسکی ابوجہل کے شان میں نازل ہوئی
ہے اور منقول ہے کہ ایک روز ابوجہل نے اپنے یاروں سے کہا کہ محمد تمہارے درمیان میں سر رکھتا ہے اور منہ خاک پر ملتا ہے اور قسم لات اور عزی کی اگر دیکھوں میں تو قسم اس
شخص کی کہ جسکی قسم کھاتے ہیں اگر میں انکو نماز پڑھتا ہوا دیکھوں تو پاؤں اپنا انکی گردن پر رکھدوں اور منہ انکا خاک کروں لوگوں نے کہا کہ وہ دیکھو
نماز پڑھتے ہیں یہ سنکر وہ گیا اور حضرت کے پاس پہنچا تھا کہ وہیں سے پھر چلا آیا رنگ زرد اور بدن میں لرزہ پڑا ہوا لوگوں نے پوچھا کہ اے ابوالحکم تجھکو کیا ہوا کہا
میں جس وقت پہنچا کہ ارادہ محمد کا کروں درمیان میں اپنے اور محمد کے ایک خندق دیکھی آگ سے بھری ہوئی اور اژدہا منہ کھولے تھا اور پرندوں نے آکر مجھ پر
مارا تھے یہ خبر حضرت کو پہنچی تو فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری جسکے دست قدرت میں ہے اگر وہ میرے پاس آتا تو ملائکہ اسکو پارہ پارہ کر ڈالتے پس یہ
آیت نازل ہوئی کہ ارایت کیا دیکھا تو نے اے دیکھنے والے الذی ینھی اس شخص کو کہ منع کرتا ہے عبدا بندہ کامل کو یعنی محمد کو اذا صلی
جبکہ نماز پڑھتا ہو وہ تو کیا ہوویگی جزا اس منع کرنیوالے کی اور کیا ہوگا عذاب اسکا ارایت کیا دیکھا تو نے اے منع کرنیوالے ان کان اگر ہووے وہ بندہ

جسکو منع کرتا ہی نماز پڑھنے سے عَلَی الْھُدٰٓی اوپر راہ راست کے اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی یا حکم کرے خلقت کو ساتھ پرہیزگاری کے کیا اسکو نماز پڑھنے
سے منع کرنا چاہیے اور واسطے تاکید کے مکرر فرماتا ہی کہ اَرَءَیْتَ کیا دیکھا تو نے اِنْ کَذَّبَ اگر جھٹلاوے وہ ابوجہل منع کرنیوالا اسکو یا مطلق
حق کو وَتَوَلّٰی اور منہ پھیرے ایمان اور طریق حق سے کسقدر عذاب کا مستحق ہوگا اسکو اور ڈرانیکے واسطے فرماتا ہی کہ اَلَمْ یَعْلَمْ کیا نہیں جانتا ابوجہل
بِاَنَّ اللّٰہَ ساتھ اسطرح کے کہ خدا یَرٰی دیکھتا ہی اسکے قصد کو اور اسکو اسکی ارادہ پر سزا دیگا اور کہتے ہیں اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ
یَرٰی میں اطلاع ہی طرف اس امر کے کہ زاہد عبادت کرے تو خدا کو خالص کہ خدا اسکو دیکھتا ہی اور جو گناہ کرنیوالا ہی توبہ کرے کہ خدا اسکو دیکھتا ہی اور
ایسے ہی پاک ہونیوالا خالص عبادت کرے کہ خدا اسکو دیکھتا ہی اور اسی تنہائی اور خلوت میں گناہ کرنیوالا خبردار ہو کہ خدا اسکو دیکھتا ہی اور کہتے ہیں کہ ایک
شخص نے بعد گناہ توبہ کی اور ہمیشہ روتا تھا لوگوں نے اسکو کہا کہ کیوں اسقدر روتا ہی خدا بخشنے والا ہی کہا کہ ہر چند وہ بخشے لیکن اس
خجالت کو کہ وہ میرے گناہ کو جانتا ہی کیونکر اپنے سے دور کروں اور کہتے ہیں کہ نوبت دوسری سید عالم نماز پڑھتے تھے ابوجہل نے کہا کہ اے محمد کیا میں نے
تجھکو نماز سے منع نہیں کیا ہی رسول خدا صلعم نے اسکو بہت سخت فرمایا اور دھمکایا ابوجہل نے کہا کہ تم مجھکو بہت ڈراتے ہو میری مجلس سب مجلسوں سے زیادہ بزرگ ہی
اور میری مجلس کے آدمی بہت ہیں آیت نازل ہوئی کَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہی کہ وہ کافر اپنے کام کو کرے اور باز نہ رہے لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ
البتہ اگر وہ باز نہ آئے اور منع نہ ہو وہ کافر محمد کے آزار پہنچانے سے اور عبادت سے منع کرنے سے تو لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ البتہ ہم کھینچینگے اسکو ساتھ موی
پیشانی کے یعنی اسکی پیشانی کے بال پکڑکر اسکو ہم دوزخ میں ڈالینگے اور لَنَسْفَعًا مضارع متکلم کا صیغہ ہی نون خفیفہ کے ساتھ لیکن مصحف میں الف کے
ساتھ لکھا جاتا اور سفع [illegible] نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ پیشانی جھوٹی خطا کرنیوالی یہ ناصیہ پہلے ناصیہ سے بدل ہی
اور بدل نکرہ ہی اور مبدل منہ معرفہ ہی اور نکرہ بدل نہیں ہوتا ہی معرفہ کا بدون صفت کے سوا اسکے کاذبۃ خاطئۃ ناصیہ دوسری کی صفت واقع
ہوئی ہی یعنی البتہ پکڑینگے ہم مو پیشانی کو کہ پیشانی دروغ کہنے والا ہی اور مراد پیشانی کے دروغ اور خطا کا نسبت دینا اس پیشانی کا صاحب پیشانی کو
مبالغہ کے واسطے کہا ہی اور بالناصیہ میں الف لام قائم مقام مضاف الیہ کے ہی یعنی پکڑینگے ہم موے پیشانی اسکی فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ پس
چاہیے کہ بلاوے وہ اہل مجلس اپنے کو مراد مجلس سے اہل مجلس ہیں یعنی بلاوے وہ کہ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ عنقریب بلاوینگے ہم فرشتگان دوزخ کو
وہ اسکو پکڑکے دوزخ میں لیجائیں اور ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر ابوجہل اپنے اہل مجلس کو بلاتا تو البتہ فرشتے دوزخ کے اسکو علانیہ
پکڑتے اور ہلاک کرتے کَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہی کہ ابوجہل قصد کرتا ہی بلکہ چاہیے کہ وہ اپنے اس قول باطل سے باز رہے لَا تُطِعْہُ
نہ فرمانبرداری کر تو اسکی اے محمد اور اسکا کہا مت مان کہ وہ تمکو نماز کے ترک کرنیکو کہتا ہی بلکہ اسکی مخالفت پر ثابت قدم رہ وَاسْجُدْ اور سجدہ کر تو خدا
کو ہمیشہ وَاقْتَرِبْ اور نزدیک ہو تو پروردگار اپنے سے اور امام رضا علیہ السلام سے روایت ہی کہ بندہ سجدہ کی حالت میں قریب ہوتا ہی اور یہی معنی ہی
اس آیت کے اور دوسری روایت امام رضا علیہ السلام سے یہ ہی کہ پہلے سب سورہ اقرأ باسم ربک نازل ہوا اور بعد سب سورتوں کے اذا جاء نصر اللہ کا اور سجدہ
اس سورہ کا واجب ہی اور جن سورتوں میں سجدہ کرنا واجب ہی وہ چار ہیں الم سجدہ حم سجدہ سورہ نجم اور سورہ اقرأ اور باقی کی سورتوں میں جو کسی جگہ سجدہ کرنا آیا ہی
وہ سنت ہی سُوْرَۃُ الْقَدْرِ یہ سورہ مکی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مدنی ہی اور پانچ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ
انا انزلناہ کو نماز فرض میں پڑھے ایک آواز کرنیوالا خدا کیطرف سے آواز کرے کہ اے بندہ خدا تیرے گذشتہ گناہ بخشے گئے اب سرے سے عمل کو شروع کر اور امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ انا انزلناہ کو آواز سے پڑھے تو گویا کہ راہ خدا میں شمشیر برہنہ کی اور جو کوئی آہستہ پڑھے تو گویا کہ راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹا
اور جو کوئی اسکو دس بار پڑھے تو ہزار گناہ اسکے نامہ اعمال سے مٹائے جائیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے صحابہ کو
خبر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ ہزار مہینہ ہتھیار لگاکر راہ خدا میں جہاد کیا تھا اصحاب نے تعجب کیا اور کہا کہ [illegible] خدا تعالی
نے یہ سورت نازل کی چنانچہ فرماتا ہی کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ تحقیق ہم نے نازل کیا ہی قرآن کو فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ بیچ شب قدر کے یعنی ابتدا نازل ہونا قرآن کا

ع ۱ ۹ ۲۱ مکیۃ

لوح محفوظ سے بیت العزہ کو جو کہ وہ آسمان دنیا میں ہے شب قدر ہے کہ تمام قرآن شب قدر کو بیت العزہ میں آگیا تھا اور بعد اسکے جبرئیل سورت سورت اور آیت آیت رسول خدا صلعم کے
پاس لاتے تھے یہاں تک کہ تیئیس ۲۳ برس کے عرصہ میں سب قرآن کو رسول خدا کے پاس لائے اور شب قدر اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ مقدر کیا جاتا ہے اس شب میں جو کچھ کہ تمام سال کو
دوسری شب قدر تک ہونیوالا ہے اور یا اسواسطے شب قدر کہتے ہیں کہ یہ شب قدر اور منزلت والی ہے اور مرتبہ اسکا بڑا ہے اور قدر کے معنی تنگی کے بھی ہیں
پس اسقدر ملائکہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے اس سبب سے بھی اسکو شب قدر کہتے ہیں اور شب قدر میں بھی اختلاف بہت ہے
بعضے علماء اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ شب رسول خدا کے زمانہ میں تھی اور بعد حضرت کے برطرف ہوگئی اور اکثر کہتے ہیں کہ قیامت تک باقی ہے لیکن پھر اختلاف کیا ہے
بعضے کہتے ہیں کہ تمام سال میں پوشیدہ ہے ہر شب عبادت کرنی چاہیئے تاکہ شب قدر کی فضیلت کو پاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ ماہ شعبان اور ماہ رمضان میں
پوشیدہ ہے اور بعضے شب نیمہ شعبان میں کہتے ہیں اور بعضے شب اول ماہ رمضان میں کہتے ہیں اور بعضے شب نیمہ ماہ رمضان میں کہتے ہیں اور بعضے شب ہفدہم
میں اور بعضے شب بست و یکم میں اور بعضے شب بست و سوم میں اور بعضے شب بست و نہم میں اور بعضے شب آخر ماہ رمضان میں لیکن اکثر کا اتفاق بست و ہفتم
میں ہے اور ہمارے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ وہ شب نوزدہم میں ہے یا شب بست و یکم میں یا شب بست و سوم میں اور اکثر روایتیں شب بست و یکم اور شب بست و سوم کی ہیں
اور بعضی روایتیں تعیین شب بست و سوم کی ہے لیکن ان تینوں شبوں میں بیدار ہو کر عبادت کرنی چاہیئے تاکہ فضیلت شب قدر کی پاوے اور اس شب کے پوشیدہ کرنے میں
حکمت یہ ہے تاکہ اسکی امید میں ہر شب کو عبادت کریں جیسے کہ اسم اعظم تمام اسماء حسنی میں پوشیدہ کیا ہے کہ بندہ اسم اعظم کی امید میں تمام ناموں کو خدا کی یاد کریں اور نماز
وسطی کو پوشیدہ کیا ہے ہر روز کی پانچوں نمازوں میں تاکہ بندہ پانچوں نمازوں کو نگہ رکھیں اور دعا کے قبول ہونے کی ساعت کو جمعہ کی ساعتوں میں پوشیدہ کیا ہے
تاکہ تمام روز عبادت میں مشغول رہیں اور اپنی رضامندی کو طاعتوں میں پوشیدہ کیا ہے تاکہ ہمیشہ طاعت کیا کریں اور اپنی ناراضامندی کو گناہوں میں
پوشیدہ کیا ہے تاکہ سب گناہوں سے پرہیز کرتے رہیں اور اپنے دوست کو پوشیدہ کیا ہے مومنین میں تاکہ سب مومنین کی بزرگی کرتے رہیں اور اس شب کی تعظیم
میں فرماتا ہے کہ وَمَا أَدْرَاكَ اور کس چیز نے جانا تجھ کو اور آگاہ کیا تجھ کو کہ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ کیا ہے شب قدر یعنی بسبب قدر اور شرف اور عزت
اسکے جو کوئی اس شب کو طاعت کرے وہ نزدیک خدا کے قدر اور عزت والا ہو جاوے اور جو عمل کہ اس شب کو واقع ہو وہ قدر اور منزلت والا ہو اور اسکی
قدر کو بیان کرتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ شب قدر بہتر ہے مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ہزار مہینے سے ان ہزار مہینوں سے کہ بنی اسرائیل کے غازی نے
ان مہینوں میں جہاد کیا تھا یعنی اس ایک شب کی عبادت اسکی ہزار مہینے کے جہاد سے بہتر ہے کہ ثواب اس شب کی عبادت کا ان جہاد کے ثواب سے زیادہ ہے
اور حضرت حسن بن علی علیہما السلام روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بندر میرے منبر پر کودتے اور چڑھتے
ہیں تو خواب دیکھ کر مجھ کو رنج ہوا اسوقت جبرئیل آیا اور تعبیر بیان کیا کہ وہ بنی امیہ ہیں کہ جو تیرے منبر پر چڑھ بیٹھینگے اور بعد تیرے بادشاہی کرینگے میں نے پوچھا
سلطنت انکی کتنے دنوں کی ہوگی کہا کہ ہزار مہینے کی میں یہ بات سنکر بہت غمناک ہوا جبرئیل نے مجھ کو تسلی دی اور سورہ قدر لایا اور کہا کہ شب قدر
بہتر ہے بنی امیہ کے ہزار مہینے کی بادشاہی سے کہ جسمیں شب قدر نہ ہوگی اور شب قدر کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ
جو کوئی شب قدر کو بیدار ہو اور عبادت خدا میں مشغول ہو تمام گناہ اسکے بخشے جاتے ہیں اور منقول ہے کہ شیطان اس شب باہر نہیں نکلتا ہے اور کسیکو آزار
نہیں پہنچا سکتا ہے اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم سے فرمایا حضرت نے کہ جبرئیل اس شب کو ستر ہزار فرشتے ہمراہ لیکر سدرۃ المنتہی سے
زمین پر آتا ہے اور ہمراہ ان فرشتوں کے علم نور کے ہوتے ہیں اور چار جگہ انکو گاڑتے ہیں خانہ کعبہ پر اور روضہ رسول خدا صلعم پر اور بیت المقدس پر اور طور سینا پر
اور جبرئیل فرشتوں سے کہتا ہے کہ تم زمین میں پھیل جاؤ پس کوئی جگہ اور گھر مومن کا نہ ہو وہاں نہ پہنچیں مگر اس گھر میں کہ جہاں کتا اور سور یا شراب یا ناپاک جنابت والا فعل
حرام ہو یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے اور سب ملائکہ تسبیح اور ذکر خدا میں مشغول ہوتے ہیں اور ثواب پہنچاتے ہیں امت محمد صلعم کے اور جبکہ صبح ہوتی ہے تو آسمان کو
روانہ ہوتے ہیں اور پہلے آسمان کے ملائکہ انکا استقبال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آتے ہو وہ کہتے ہیں کہ زمین سے کہ کل کی رات شب قدر تھی وہ پوچھتے ہیں کہ
امت محمد صلعم کو خدا نے کیا چیز بخشش فرمائی وہ کہتے ہیں کہ انکی نیکوں کو بخشدیا اور انکی شفاعت کے طاعت گنہگار لوگوں کے واسطے قبول کیا پس فرشتے پہلے آسمان کے

پڑھتا ہو قرآن کو صحف مطہرہ اسواسطے کہا ہی کہ انہیں سب صحیفوں کی باتیں ہیں فیھا کتب قیمۃ بیچ اُن صحیفوں کے کتب قیمۃ نوشتے راست اور درست اور حق کے ظاہر کرنیوالے
ہیں اور وہ نصیحتیں اور احکام ہیں اور حال یہ تھا کہ اہل کتاب اور مشرکین اپنے دین پر جمے رہتے تھے یہاں تک کہ پیغمبر آیا اور بعضوں نے طرف ایمان کے رجوع کیا اور بعضوں نے
عناد و انکار کی راہ چلتے تھے اور طالب حق کے تھے وہ ایمان لائے وما تفرق الذین اوتوا الکتاب اور نہ متفرق ہوئے وہ لوگ کہ دئے گئے
ہیں کتاب یعنی توریت و انجیل اور خلاف کیا انہوں نے پیغمبر کی شان میں الا من بعد ما جاءتہم البینۃ مگر پیچھے اس کے کہ آئی انکے پاس دلیل
روشن کہ وہ محمد ہیں یعنی محمد کے آنے سے پہلے سب متفق تھے ایمان لانے پر کہ محمد آئیگا تو ہم تصدیق اسکی کرینگے اور جسوقت وہ آیا تو مختلف ہوگئے بعضے تو ایمان لائے اور بعضے
کافر ہوگئے اور پہلے اہل کتاب کا اور مشرکین کا دونوں کا ذکر کیا اور بعد اسکے فقط اہل کتاب کا ذکر کیا اسواسطے کہ حال انکا نہایت بُرا ہے وما امروا اور نہیں
حکم کئے گئے تھے وہ اہل کتاب جو کہ توریت و انجیل میں ہے الا لیعبدوا اللہ مگر واسطے اسکے کہ پرستش کریں خدا کو مخلصین حالانکہ خالص
کرنیوالے ہوں وہ لہ الدین واسطے اسی خدا کے دین اپنے کو شرک اور کفر سے حنفاء مائل کرنیوالے ہوں اعتقادوں کو طرف دین اسلام کے اور مخلصین اور
حنفاء دونوں حال واقع ہوئے ہیں ویقیموا الصلوۃ اور قائم کریں نماز کو اسکے وقت پر ویؤتوا الزکوۃ اور دیویں زکوۃ کو جو کہ انپر واجب ہے
وذلک اور وہ یعنی جس امر کا کہ انکو حکم ہوا ہے دین القیمۃ دین ہے کتابوں درست کا یا شریعت درست کا یا ملت درست کا مضاف الیہ دین کا
محذوف ہے اور صفت اسکی قیمۃ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قیمۃ جمع قیم کی ہے اور قیم بمعنی قائم ہے اور تقدیر اسکی دین القائمین لعبد بالتوحید ہے یعنی دین قائم
ہونیوالوں کا واسطے خدا کے ساتھ ایک جاننے خدا کے اور کہتے ہیں کہ نزدیک حنیف اور مسلم کے ایک معنی ہیں اور بعضے حنیف مسلم حاجی کو کہتے ہیں اس صورت میں
مسلم عام ہوگا حنیف سے اور اب خدا تعالیٰ پھر دونوں فرقوں کا حال بیان کرتا ہے کہ ان الذین کفروا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے من اھل
الکتاب اہل کتاب میں سے کہ وہ یہود و نصاری ہیں والمشرکین اور مشرکوں میں سے کہ وہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں فی نار جہنم بیچ آگ
دوزخ کے ہونگے قیامت کے روز خالدین فیھا جسوقت کہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے بیچ اس دوزخ کے اولئک ہم یہ لوگ وہی شر البریۃ وہ
بدتر خلقت کے ہیں اور یہ دونوں فرقے اگرچہ دوزخ میں جمع ہونگے لیکن ہوسکتا ہے کہ عذاب میں انکے تفاوت ہو اور اب خدا تعالیٰ مومنین کا حال بیان کرتا ہے کہ ان
الذین امنوا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے وعملوا الصالحات اور کام کئے انہوں نے اچھے اولئک ہم خیر البریۃ یہ لوگ وہی
بہتر خلقت کے ہیں جزاؤھم بدلا انکا ایمان اور اعمال کی عوض میں عند ربھم نزدیک پروردگار انکے کے جنات عدن
بہشتیں عدن کی ہیں تجری من تحتھا الانھار جاری ہیں نیچے محلوں انکے کے نہریں خالدین فیھا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے
ابدا ہمیشہ اور یہ تاکید خلود کی ہے اور خالدین حال ہے رضی اللہ عنھم راضی ہے خدا انسے بسبب پہچاننے خدا کے اور اعمال نیک انکے کے ورضوا
عنہ اور راضی ہونگے وہ بھی خدا سے بسبب پہنچنے ثواب بیحساب کے اور نعمتوں بیشمار کے ذلک وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا بہشتیں اور رضامندی حق کی لمن
خشی ربہ واسطے اس شخص کے ہے کہ جو ڈرے عذاب سے اپنے پروردگار اپنے سے اور اس خوف کے گناہوں سے پرہیز کرے اور ثواب حاصل کرے [illegible] حضرت محمد صلعم نے فرمایا ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام اپنی شیعوں میں سے ایک شخص کو فرمایا کہ تم وہ لوگ ہو کہ جنسے خدا راضی ہے اور ملائکہ [illegible] بھائی تمہارے ہیں اور بہشت باہر نہیں نکلتا ہے ایک کو
بہشت میں اور قبریں تمہاری بہشت ہیں اور تم واسطے بہشت کے پیدا ہوئے ہو اور بہشت میں نعمتیں تمہاری ہیں [illegible] شب کو ستر ہزار فرشتے ہمراہ لیکر سدرۃ المنتہی
حاکم ابو القاسم حسکانی سنی نے روایت کی ہے اہلسنت راویوں سے کہ فرمایا امیر المومنین علی ع نے کہ [illegible] روضہ رسول خدا صلعم پر آپ [illegible]
پشت مبارک حضرت کی لگائے ہوئے تھا اور اسی حضرت نے [illegible] اپنے سینہ کا تکیہ کیا [illegible] اس گھر میں [illegible] رسول خدا [illegible]

الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ وہ لوگ شیعہ تیرے ہیں اور وعدہ گاہ [illegible] ثواب [illegible] امت محمد صلعم کے او
جمع ہوں [illegible] سفید ہونگے اور [illegible] کہاں [illegible] وہ کہتے ہیں کہ زمین [illegible] کل
اہلبیت کی شان میں خدا نے نازل کیا ہے اور حافظ ابو نعیم اصفہانی [illegible] کو بخشدیا اور آپکی شفاعت [illegible] لوگوں کو

رسول خدا صلعم نے علی سے فرمایا کہ اے علی تو اور تیرے شیعہ بہشت میں ہونگے اور آئینگے وہ قیامت کے روز اس طرح سے کہ خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہونگے

سورۃ الزلزال یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں آٹھ ہیں۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آزردہ مت ہو اذا زلزلت کے پڑھنے سے کہ جو کوئی اسکو نوافل میں پڑھیگا خدا تعالیٰ اسکو زلزلہ میں گرفتار نکریگا اور صاعقہ اور آفت اسکو نہ پہنچیگی اور جسوقت مریگا تو اسکو بہشت میں جانیکا حکم ہوگا اور جسوقت بہشت میں داخل ہوگا تو خدا تعالیٰ اسکو خطاب کریگا کہ مباح کیا میں نے واسطے تیرے اپنی بہشت کو پس جس جگہ کہ چاہے رہ اور جس مقام کی کہ آرزو کرے پس اسکو کسی طرح ممانعت نہیں اور نہ کوئی اسکو وہاں سے دفع کر سکتا ہے **بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا زلزلت الارض** جسوقت ہلائی جاویگی زمین **زلزالہا** ہلانا اسکا جو کہ مقرر ہوا ہے یعنی بہت سخت **واخرجت الارض اثقالہا** اور نکالیگی زمین بوجھ اپنے کو کہ وہ بدن مردوں کے ہیں اور خزانے زمین میں گڑے ہیں یعنی زمین ان کو باہر نکال ڈالیگی اور نکلنا مردوں کا تو واسطے حساب کے ہوگا اور نکلنا خزانوں کا واسطے اسکے ہوگا کہ گنہگار آدمی جنہوں نے کہ اسکو دفن کیا تھا انکو دیکھکر حسرت اور افسوس کریں کہ اسکے سبب سے خدا کی ہمنے نافرمانی کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ زمین خزانے نکالیگی جن لوگوں نے انمیں حق خدا کا نہیں ادا کیا ہے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر داغ دیئے جاوینگے **وقال الانسان** اور کہیگا آدمی اسوقت یعنی کافر جو کہ قیامت کا دنیا میں انکار کرتا تھا اور بعضے کہتے ہیں ہر آدمی زمین کو زلزلہ میں دیکھکر کہیگا **مالہا** کیا ہے واسطے اس زمین کے کہ زلزلہ میں ہے اور جو چیزیں کہ اسکے پیٹ میں تھیں اسکو باہر ڈالدیا ہے **یومئذ تحدث** اس روز بات کریگی وہ زمین بسبب گویا کرنے خدا کے اسکو بیان کریگی **اخبارہا** خبریں اپنی کو کہ اسپر آدمیوں نے خیر وشر کیے باہر ڈالنے کا سبب کیا ہے اور یا یہ کہ خیر و شر نیک و بد کے اعمال نیک اور بد جو کچھ کہ اسپر کئے ہیں اور یہی حدیث میں آیا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ سورہ امیر المومنین علیہ السلام کی رو برو پڑھا گیا فرمایا کہ میں ہوں وہ کہ زمین جسوقت بات کریگی اور قسم ہے جو کہ کہتا ہے کہ ہم امیر المومنین کے ... وضو کو واسطے ہو اور وقت آخر تھا کہ زمین کو زلزلہ ہوا حضرت علی نے ہاتھ اپنا مارا اور زمین کو کہا کہ کیا ہوا تجھکو اور پھر بیان فرمایا کہ وہ زلزلہ ہو کہ جسکا خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے تو البتہ جواب دیتی مجھکو زمین لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے اور حضرت فاطمہ سے روایت ہے کہ ایک شب ابوبکر کے زمانہ میں زلزلہ ہوا اور آدمی ترسان ہو کر ابوبکر اور عمر کے پاس آئے تو انکو دیکھا کہ وہ بھی خوف زدہ ہو کر علی کی طرف جاتے ہیں سب آدمی انکے پیچھے پیچھے یہاں تک کہ علی کے دروازہ پر پہنچے اور حضرت علی بے پروائی کرکے اپنے گھر سے باہر نکلے اور شہر سے باہر نکلا اور سب آدمی انکے پیچھے ہو اور علی ایک ٹیلہ پر جاکر بیٹھے اور سب آدمی حضرت کے گرد بیٹھ گئے اور وہ سب شہر کی دیواروں کی طرف دیکھتے تھے کہ جنبش کرتی تھیں آگے اور جا رہی تھیں حضرت علی نے فرمایا کہ گویا تمکو ہول میں ڈالا ہے اس امر نے کہ دیکھتے ہو اور کہا کہ کیونکر ہول میں نہ ڈالے کہ ہمنے ایسا کبھی نہیں دیکھا ہے پس ... حضرت علی نے جنبش دی اور اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور کہا کہ کیا ہوا ہے تجھکو ٹھیر جا پس ٹھیر گئی وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے لوگوں نے نہایت تعجب کیا اور ... سے بھی زیادہ تعجب کیا حضرت علی نے فرمایا کہ تمنے میرے اس فعل پر تعجب کیا ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ میں وہ مرد ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا وقال الانسان مالہا پس وہ آدمی کہ جو زمین کو کہیگا کہ کیا ہوا ہے تجھکو اور وہ بات کریگی زمین مجھسے خبر دیگی جو کہ اسمیں ہوں خلاصہ یہ ہے کہ بات کریگی زمین **بان ربک** بسبب اسکے کہ تحقیق پروردگار تیرا **اوحی لہا** وحی کریگا واسطے اسکے اور فرمایگا کہ خبر دے بندوں کے اعمال کی جو کچھ کہ جسپر انہوں نے کئے ہیں اور رسول خدا صلعم سے روایت ہے فرمایا حضرت نے کہ محافظت کرو تم اپنے وضو کی اور ... محافظت کرو کہ وہ نماز ہے اور اپنے تئیں بچاؤ تم زمین سے کہ وہ تمہاری ماں کی جگہ ہے اور کوئی شخص اسپر عمل نیک یا بد نہیں کرتا مگر کہ وہ خبر دینے والی ہے اسکے عمل کی قیامت کے روز **یومئذ یصدر الناس** اس روز پھر آئینگے آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں جاتے **اشتاتا** ... طرح طرح کے حال ہے کہ کوئی تو نورانی اور امن میں ہوگا اور کوئی سیاہ رو اور خوف میں ہوگا **لیروا اعمالہم** تاکہ دکھائے جائیں اعمال اپنے جو کہ انکے اعمال کے نامہ میں لکھے ہیں اور یا یہ کہ جزا انکو اعمال کی دکھلائی جاوے ...

فرمایا ہے کہ فَمَن يَعْمَلْ پس جو شخص کوئی عمل کریگا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے خَيْرًا نیکی کو يَرَهُ دیکھیگا اسکی جزا کو وَمَن
يَعْمَلْ اور جو کوئی عمل کریگا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے شَرًّا بدی کو يَرَهُ دیکھیگا اسکی جزا کو اگر مغفرت خدا اسکی شامل حال
نہوئی اور کہتے ہیں کہ دو آدمی تھے ایک تو ان میں سے سائل کو لقمہ اور ٹکڑا روٹی کا کچھ نہیں دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تھوڑا ہے اسکو کیا دینا چاہیے بلکہ بہت سی
خیرات کرنی چاہیے اور ایک شخص اپنے گناہ بہت حقیر جانتا تھا اور کہتا تھا کہ اسپر کیا عذاب ہوگا بلکہ بڑے بڑے گناہوں پر عذاب ہوگا حق تعالی نے ان دونوں کے
مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کوئی مومن اور کافر نہو کہ دنیا میں خیر یا شر نکرے مگر کہ خدا تعالی قیامت کے دن اسکو اسکے عمل دکھلاویگا
لیکن گناہ مومن کا بخش دیگا اور نیکی اسکی جزا دیگا اور کافر کی نیکیوں کو رد کریگا اور اسکے گناہوں پر اسکو عذاب کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے
یہ ہیں کہ جو کوئی دنیا میں برابر ذرہ کے نیکی کریگا اور وہ کافر ہوگا تو اسکی جزا پائیگا دنیا میں اپنے نفس میں اور مال میں اور اولاد میں تاکہ دنیا سے جاوے تو کوئی چیز
اسکے واسطے نہو اور اگر برابر ذرہ کے بدی کریگا اور وہ مومن ہو تو وہ دنیا میں اسکا عذاب دیکھیگا کہ کوئی حادثہ اسپر اور اسکے مال اور اولاد پر ہوگا کہ وہ دنیا سے جاوے تو
کوئی بدی اسکے ذمہ نہو سورۃ العادیات یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ والعادیات کو ہمیشہ پڑھے خدا تعالی اسکو قیامت کے روز امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ اٹھاویگا اور انکے رفیقوں میں سے ہوگا اور انکے
ہمراہ بہشت میں رہیگا بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک جماعت عرب کی بیچ وادی یابس کے مدینہ کے اطراف
جمع ہوئی اور غرض انکی جمع ہونے سے یہ تھی کہ مسلمانوں پر شبخون ماریں اور رسول خدا کے ساتھ مکر کریں اور آنحضرت کا آنا روا نہ رکھیں جس وقت یہ رسول خدا
صلعم کو خبر ہوئی تو حضرت صلعم نے علم اسلام کا ابوبکر کو دیا اور لشکر مسلمانوں کا ابوبکر کے ہمراہ کرکے ادھر کو روانہ کیا اور لڑائی لشکر کا ابوبکر کو حکم دیا جس وقت ابوبکر انکے قریب
پہنچا تو وہ مسلمانوں کے آنے پر مطلع ہوئے اور لڑنے پر تیار ہوئے اور بہت جلدی کرکے مسلمانوں کے لشکر پر پہنچے اور لڑنا شروع کیا ابوبکر انکے خوف کے مارے بھاگ گئے اور
انکے بھاگنے کی جہت سے مسلمان بہت قتل ہوئے اور ابوبکر جو بھاگ کر چلے آئے تو دوسرے روز رسول خدا نے علم اسلام عمر کو دیا اور صحابہ کی جماعت انکے ہمراہ کرکے ادھر کو
روانہ کیا جب انسے مقابلہ ہوا تو وہ بھی بھاگ کر چلے آئے تو رسول خدا کو بہت رنج ہوا عمرو عاص نے کہا کہ یا رسول خدا مجھکو روانہ کرو کہ میں مکر اور فریب کرنا خوب جانتا ہوں اور
مجھکو بہت کچھ حیلہ اور فریب آتا ہے انکو میں شکست دوں حضرت نے اسکے کہنے کو پسند کیا اور ایک جماعت کو اسکے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور وہ وہاں پہنچا اور لڑائی شروع ہوئی اور
عمرو عاص کو شکست حاصل ہوئی اور بہت مسلمان مارے گئے اور عمرو عاص بھاگا رسول خدا صلعم کو خبر ہوئی تو بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ علی بن ابیطالب کو لاؤ حضرت
علی حاضر ہوئے تو علم اپنا انکو تفویض کیا اور فرمایا کہ اے علی وادی یابس کو روانہ ہو اور ابوبکر اور عمر خطاب اور عمرو عاص اور ایک جماعت صحابہ کی حضرت علی کے ہمراہ کیا
اور جس وقت امیر المومنین روانہ ہوئے تو مسجد احزاب تک رسول خدا انکے ہمراہ پہنچانے کو گئے اور حق میں علی کے دعا کرکے واپس چلے آئے اور کیفیت حضرت علی کے چلنے
کی یہ تھی کہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے اور مقام کرتے تھے تاکہ کسیکو خبر نہو اسی طرح سے اپنے تئیں اس وادی کے اطراف میں پہنچایا اور عمرو عاص نے
دیکھا کہ اس وقت علی فتح پاویگا اور ظفر غالب آئیگا یہ دیکھکر اسکو بہت حسد ہوا ابوبکر سے جاکر کہا کہ تو علی سے جاکر کہہ کہ اس وادی میں شیر اور بھیڑیے بہت ہیں
اور ہمکو انکے شر سے بہت خوف ہے ہمیں احتیاط چاہیے کہ ہم اس وادی سے باہر ہو جائیں اور راستہ اپنا دور کریں اس صورت میں علی اور اسکے ہمراہی مغلوب
ہو جائیں اور علی کو پھر کوئی فضیلت اور زیادتی نہو ابوبکر نے علی سے کہا تو حضرت علی نے ابوبکر کے کہنے کی طرف کچھ توجہ نکی عمرو عاص نے عمر خطاب سے کہا کہ تو
علی سے کہہ عمر نے حضرت علی سے کہا انہوں نے اسکی بات کو بھی نمانا اور کچھ توجہ نکی اور جس طرح اپنی راہ میں آیا وہ کیا اور صبح کے وقت اپنے تئیں اس جماعت کے نزدیک پہنچایا اور انکی
حالت بیخبری میں انپر دوڑ پڑے اور لڑنا شروع کیا اور خدا تعالی کی تائید سے ظفر غالب آئے اور بعضے آدمیوں کو انکے قتل کیا اور بعضوں کو قید کیا اور زنجیروں میں جکڑ کر انکو لائے
اور یہ سبب ہے اس غزوہ کو غزوۂ ذات السلاسل کہتے ہیں کیونکہ کفار کو زنجیروں میں باندھ کر لائے تھے اور سلاسل زنجیر کو کہتے ہیں اور رسول اور اصحاب انکا بہت انتظار کرتے تھے جس وقت یہ نزدیک
پہنچے تو رسول خدا استقبال کو تشریف لائے اور امیر المومنین کی نظر رسول خدا پر پڑی تو سواری سے نیچے اتر پڑے اور رکاب حضرت کی بوسہ دیا اور رسول خدا نے علی کے حق میں دعا کی
اور علی کی بہت تعریف کی اور فرمایا سوار ہو خوش ہو کر فرمایا کہ اے علی اگر مجھکو اندیشہ امت کی گمراہی کا نہوتا اور شہرت کے طور سے انکے کہنے کا خوف نہوتا کہ ناگاہ تیری محبت میں مبالغہ کریں

ع ۲۲

سورۃ العادیات ۱۱ آیتیں

غزوۂ ذات السلاسل

اور جو کہہ کہ عیسیٰ کے حق میں اسکی امت گمراہ ہوگئی ایسی ہی تیرے حق میں بھی کہیں گے اور گمراہ ہو جاویں گے اس خوف سے میں نہیں کہتا ہوں ورنہ تیرے حق میں آج وہ کہتا میں کہ میری
امت کا کوئی آدمی تجھ پر نہ گذرتا مگر تیرے قدموں کے نیچے کی خاک کو اٹھاتا اور اس سے شفا طلب کرتا اے علی اپنی سواری پر سوار ہو کہ خدا اور رسول خدا اور وہ تجھ سے راضی ہیں
شاہ اولیا ان لوگوں پر غالب ہوئے تو ہنوز خبر فتح کی مدینہ میں نہ پہنچی تھی کہ جبرئیل امین جناب کبریا سے یہ سورہ لائے اور رسول خدا کو اس فتح کی خوشخبری دی اور علی کے لشکر کے
گھوڑوں کی خدا نے قسم کھائی چنانچہ فرمایا ہے کہ وَالْعَادِيَاتِ قسم ہے گھوڑوں دوڑنے والوں غازیوں کی کہ وقت دوڑنے کے ہانپتے ہیں ضَبْحًا ہانپنا دوڑ کر
اور ضبحا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی یہ ہے ضبحا یعنی ہانپتے ہیں ہانپنا فَالْمُورِيَاتِ پس قسم ہے گھوڑوں آگ نکالنے والوں کی پتھر سے سموں کے
پتھر پر مار کر وقت چلنے کے دوڑ کر قَدْحًا آگ نکالنا اور سم مارنا بھی معنی قدح کے ہے فَالْمُغِيرَاتِ پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنے والوں کی دشمنان
دین کو صُبْحًا صبح کو اعراب عرب سوار گھوڑوں کو لے کر غارت کرتے تھے مال اور اسباب دشمنان دین کے ہیں فَأَثَرْنَ بِهِ پس اٹھایا ان گھوڑوں نے
وقت دوڑنے کے بیچ اس صبح کے نَقْعًا غبار کو فَوَسَطْنَ بِهِ پس بیچ میں آن پہنچے ان گھوڑوں نے بیچ اس صبح کے جَمْعًا جماعت کو دشمنوں کی اور [illegible]
کی وہ جگہ ہے کہ مکان غارت کی طرف بھی پھر سکتی ہے اور غارات یا نقع [illegible] اس کی طرف بھی پھر سکتی ہے اور جواب قسم کا یہ ہے إِنَّ الْإِنْسَانَ
تحقیق آدمی یعنی کافر لِرَبِّهِ واسطے پروردگار اپنے کے لَكَنُودٌ البتہ ناشکر ہے اور کفران نعمت کا [illegible] کنود
ناقدران کو کہتے ہیں اور بعضے بخیل کو کہتے ہیں اور بعضے حریص کو کہتے ہیں اور بعضے [illegible] کہتے ہیں کہ جو [illegible] کی ناشکری کرے اور [illegible] کا شکر کرے
اور بعضے قلیل الخیر کو کہتے ہیں اور ابو امامہ نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کنود وہ شخص ہے کہ تنہا کھاوے اور بخشش کو منع
کرے اور غلام کو مارے وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ اور تحقیق وہ ناشکر آدمی اوپر اس ناشکری کے لَشَهِيدٌ البتہ گواہ ہے واسطے ظاہر ہونے اثر
اس ناشکری کے اور یا یہ کہ تحقیق وہ خدا اسکی ناشکری پر گواہ ہے وَإِنَّهُ اور تحقیق وہ آدمی لِحُبِّ الْخَيْرِ واسطے دوستی مال کے لَشَدِيدٌ
البتہ سخت ہے کہ اسکی خیر کسی میں بخل کرتا ہے اور حقوق خدا کی اس میں نہیں دیتا ہے اور بخیل کو شدید کہتے ہیں اور [illegible] کو بھی کہتے ہیں اور مال کو خیر کہتے ہیں
أَفَلَا يَعْلَمُ کیا نہیں جانتا ہے وہ آدمی إِذَا بُعْثِرَ جس وقت کہ اٹھایا جاوے زندہ کرکے مَا فِي الْقُبُورِ جو کچھ بیچ قبروں کے ہے یعنی مردے زندہ
کئے جائیں وَحُصِّلَ اور حاصل اور جمع کیا جاوے اعمال کے ناموں میں یا ظاہر کیا جاوے مَا فِي الصُّدُورِ جو کچھ بیچ سینوں کے ہے خیر یا شر [illegible]
جدا کریں یعنی جو کچھ کہ سینوں میں ہے حق یا باطل اور ریا یا خلوص سب کو ظاہر کریں اور موافق اسکے جزا دیویں اور جواب اذا کا محذوف ہے اور وہ [illegible]
یعنی جزا دیگا خدا انکو إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ تحقیق پروردگار انکا ساتھ انکے یعنی ساتھ فعلوں اور قولوں انکے اور ظاہری باتوں کی يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ
اس روز البتہ خبردار ہے [illegible] جانتا ہے موافق عمل کے جزا دیگا سورۃ القارعۃ [illegible] حضرت امام محمد باقر سے فرمایا کہ جو کوئی اس سورہ کو
تلاوت کرے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور [illegible] عذاب [illegible] بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ الْقَارِعَةُ کھڑکھڑانے والی یعنی قیامت مَا
الْقَارِعَةُ کیا ہے کھڑکھڑانے والی وَمَا أَدْرَاكَ اور کس چیز نے جتایا تجھ کو یا جانے تو کہ مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی وہ قیامت ہے اور وہ [illegible]
[illegible] يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ جس دن کہ ہونگے آدمی [illegible] كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ
مانند پتنگوں بکھری ہوئی [illegible] ناتوانی اور حیرانی اور بیقراری سے اور [illegible] کثرت کی جہت سے وَتَكُونُ الْجِبَالُ اور ہونگے پہاڑ
[illegible] كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ مانند پشم رنگا رنگ دھنی ہوئی کے [illegible] متفرق ہو جاوینگے [illegible]
فرمایا کہ پہاڑ رنگ برنگ ہوتے ہیں [illegible] تفصیل [illegible] فرماتا ہے کہ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ پس لیکن جس شخص کے بھاری ہوئے [illegible]
[illegible] زیادہ ہوں وزن اعمال اسکے [illegible] فَهُوَ فِي عِيشَةٍ پس وہ بیچ زندگانی رَاضِيَةٍ [illegible]
[illegible] بہشت میں [illegible] راضی [illegible]
وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ اور لیکن وہ شخص کہ سبک اور ہلکے ہوں مَوَازِينُهُ وزن اعمال [illegible]

یا یہ کہ تولی ہوں اور بھاری اُسکی ٹانڈہ ہوں فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ پس جگہ رہنے اُسکے کی ہاویہ ہے کہ وہ سب سے نیچے کا طبقہ دوزخ کا ہے اور رہنے کی جگہ کو اُم
سے تعبیر فرمایا کہ ماں بچہ کی رہنے کی جگہ ہوتی ہے ایسے ہی ہاویہ اُسکے رہنے کی جگہ ہوگی وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو کہ مَا هِيَهْ کیا
وہ ہاویہ یعنی اُسکی صفا ہو تجکو نہ جتایا جائے کہ کس کس قسم کے عذاب ہیں اور ہاویہ میں وہ مخفی ہے اور اب اس ہاویہ کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ نَارٌ حَامِيَةٌ آگ ہے گرم
ہونیوالی کہ سوزش اُسکی نہایت سخت ہے اور کہتے ہیں کہ طبقہ ہاویہ کا نہایت عمیق اور گہرا ہے کہ جسوقت وحی کو اس میں ڈالینگے تو ستر خریف تک اُسکی تہ میں پہنچیگا اور
اعمال کے وزن ہونیکی تحقیق پہلے اس سے گزر گئی ہے سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے مکی بھی کہتے ہیں اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں امام حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ الہٰکم التکاثر کو فرض نماز میں پڑھیگا ہو ثواب سو شہیدوں کا اسکے واسطے لکھیں اور اگر نماز سنت میں پڑھے تو ثواب پچاس
شہیدوں کا اُسکے واسطے لکھیں اور چالیس صف ملائکہ کی نماز فریضہ میں اُسکے ہمراہ نماز پڑھیں اور دوسری حدیث میں حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ
جو کوئی اس سورہ کو وقت سونے کے پڑھے فتنہ قبر سے محفوظ رہے اور ابوامامہ نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جو اس سورہ کو پڑھے تو خدا اسکو جیسا ہے ثواب دیگا
لیجائیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی دو رکعت نماز بہ نیت ہدیہ میت پڑھے اور اول رکعت میں الحمد کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے اور دو بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور
دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس مرتبہ الہٰکم التکاثر پڑھے اور بعد سلام کے کہے کہ اللھم صل علی محمد و آل محمد و ابعث ثواب ہاتین الرکعتین الی قبر فلان بن
فلان اور فلاں کی جگہ نام اس میت کا اور اسکے باپ کا لیوے تو خدا تعالیٰ ہزار فرشتے اسکی قبر پر بھیجے کہ یہ نماز واسطے جسکے پڑھی ہے اور ہر فرشتے کے ہمراہ پوشاک ہو
اور قیامت تک اسکی قبر کو فراخ کریں اور بشارت بہشت کی پہنچاویں اور جب تک آفتاب چمکتا ہے اس نماز کے پڑھنے والے کو خدا حسنات اور نیکیاں لکھیں اور ہزار درجے اسکے بلند کریں بہشت میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف بن قصی اور ابن سہم بن عمرو آپس میں فخر اور ناز کرتے تھے اپنے آدمیوں کی کثرت سے اور
ہر ایک ان دونوں قبیلوں میں سے کہتا تھا کہ ہمارے قبیلے کے آدمی زیادہ ہیں اور سرداری اور سادات اور سپاہیان ہمارے بہت ہیں جسوقت آدمیوں کو شمار کیا تو بنی عبد مناف کے قبیلہ
آدمی زیادہ شمار میں آئے بنی سہم نے کہا کہ ہمارے بہت آدمی زمانہ جاہلیت میں مر گئے ہیں زندہ اور مردہ دونوں کو شمار کرنا چاہئے جبکہ دونوں کو شمار کیا اور ہر ایک مردہ کی قبر
کو جا کر گنا تو بنی سہم شمار میں زیادہ ہوئے حق تعالیٰ نے اس سورہ کو نازل کیا اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ غافل کیا اور غفلت میں ڈالا تمکو بسبب بہت ہونے آدمیوں قبیلہ کے نے
اور فخر کرنے نے باعث ہلاک اسکے اور کہ آخرت سے حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ یہانتک کہ ملاقات کی تمنے قبروں کی کہ قبروں کے پاس جا کر ہر ایک مردہ کی
قبر کو تم نے شمار کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہود نے کہا تھا کہ ہم فلانے قبیلہ سے زیادہ ہیں اور فلانا قبیلہ فلانے قبیلہ سے زیادہ اور ہمیشہ ایسا ہی کہا کئے یہانتک کہ
حالت کفر اور گمراہی میں مرگئے حق تعالیٰ نے اس سورہ کو انکے حق میں نازل کیا اور فرمایا کہ مشغول ہوئے تم آدمیوں کی کثرت اور بہت ہونیکی فکر میں یہانتک کہ مر گئے اور
اور قبروں سے ملاقات کی کہ انمیں تم دفن ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک جماعت تمہاری کثرت مال اور اولاد پر فخر کرتے تھے خدا تعالیٰ نے اس سورہ میں انکی طرف
خطاب کیا اور فرمایا کہ کثرت مال اور اولاد میں مشغول ہوئے اور اس شغل نے تمکو فکر خدا اور یاد آخرت سے غافل کیا اور بھلا دیا یہانتک کہ مر کر قبروں میں تم پہنچے حضرت کہ
ملاقات کیا انہیں اپنی عمروں کو تم برباد کرتے تھے اور اب حق تعالیٰ انکو خبر کرتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے کہ كَلَّا نہیں ہے یعنی ایسا نہیں کہ ہمیشہ غافل رہو کی دنیا
ناپائدار پر مصروف ہو اور آخرت کو جو کہ ہمیشہ رہنے کی ہے یاد نہ کرو سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ قریب ہے کہ جانو گے تم اپنی عقل کی خطا کو کثرت مال اور اولاد
کے فخر کو جسوقت کہ ہولناک اور وحشتناک چیزوں کو دیکھو گے وقت نزع کے اور یہ کلام خدا کا واسطے ڈرانے کے ہے تاکہ خواب غفلت سے بیدار ہوں اور پھر واسطے تاکید فرماتا ہے کہ
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پھر نہیں نہیں یعنی باز آؤ تم اور باخبر ہو قریب ہے کہ جانوگے تم کثرت مال اور اولاد کے فخر کی خرابی کو اور تباہی کو وقت ہونے کے
یا آخرت میں کہ کبھی کچھ فائدہ نہیں دیا سوا پشیمانی اور عذاب کا دیکھنا اول تو وقت نزع کے ہے اور پھر قبر میں اور پھر قیامت کے روز اور واسطے مبالغہ کے پھر فرماتا ہے کہ
كَلَّا نہیں ہے یا ہے کہ اپنے زندہ اور مردہ آدمیوں پر اور اس مال فانی پر فخر کرو لَوْ تَعْلَمُوْنَ اگر جانو تم کہ کیا ہوگا اور نہیں جانتے ہو تم یقین ہے عِلْمَ
الْيَقِيْنِ جاننا یقین کا جیسے کہ آنکھ سے دیکھتے ہیں یعنی اگر تم بہ یقین جانو تو ہر گز نہ کرو فخر کثرت مال اور اولاد پر لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ البتہ دیکھوگے
تم دوزخ کو جو اللہ نے تیار کیا ہے سو تم میدان حشر میں آؤگے تم اور دیکھوگے اسکو ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا پھر دیکھوگے تم دوزخ کو عَيْنَ الْيَقِيْنِ دیکھنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم والعصر قسم ہے زمانہ رسول خدا صلعم کی یا قسم ہے نماز عصر کی یا قسم ہے خدا نے عصر کی اور جواب قسم کا یہ ہے کہ ان
الانسان لفی خسر تحقیق کہ آدمی البتہ بیچ خسارہ کے ہے بسبب صرف کرنے عمر کے دنیائے ناپائدار میں اور کوشش کرنے مطلبوں کے عوض اس کے کہ تحصیل کرتا
ذخیرہ کہ وہ طاعت اور عبادت خدا کی ہے اُسکے جمع کرنے میں کوتاہی اور قصور کرتا ہے الا الذین آمنوا مگر جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وعملوا الصالحات
اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک کہ وہ آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اپنی عمر کو خدا کی رضامندی میں صرف کرتے ہیں جو کہ وسیلہ ہمیشہ کی زندگی کا ہے اور بہشت میں داخل ہونیکا
ہے اور یہی ہے فائدہ عظیم انکی نجات کا اور دوری ہے انکو خسارہ اور نقصان سے وتواصوا اور وصیت کی ہے انہوں نے آپس میں بالحق ساتھ حق کے کہ وہ
عقائد صحیح اور عمل درست ہے اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت اور مشغول رہنا ذکر خدا میں وتواصوا اور وصیت کی ہے انہوں نے آپس میں
بالصبر ساتھ صبر کے جو عقد ہے کہ مشقتیں اٹھانے پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر اور صبر بلا اور مصیبت میں کہ قضا سے پہنچے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے
ابو جہل ہے یا ولید بن مغیرہ یا ابو الاشد بن کلدہ کہ وہ کہتے تھے کہ محمد اور اسکے اصحاب خسارہ میں ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے دین کو ترک کیا ہے اور بتوں کی عبادت سے
دست بردار ہوئے ہیں حق تعالی نے فرمایا کہ خسارہ میں وہی لوگ ہیں جو بتوں کو پوجتے ہیں وہ کہ جو ایمان لائے ہیں اور عمل اچھے انہوں نے کیے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں
آدمی خسارہ میں ہے اور جو مدت کہ عمر کی گذرتی ہے عمر اسکی کم ہوتی ہے اور ضعف اسکا زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ بوڑھا ہوتا ہے تو عمل اسکا ضائع ہوتا ہے مگر مومنین کہ بوڑھے ہوتے ہیں اور
قوت انکی جاتی رہتی ہے تو وہی عمل کہ جوانی میں کیا اور قوت میں لکھتے تھے وہی عمل انکی نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہتا کہ میں نے اس سورہ کی تفسیر
رسول خدا صلعم سے پوچھی فرمایا کہ قسم ہے عمر کی کہ ابو جہل خسارہ میں ہے مگر مومنین جو اعمال نیک انہوں نے کیے ہیں یعنی اہلبیت میری کہ وہ علی بن ابیطالب اور انکی آل اطہار اور
انکی پیروی کرنیوالے ہیں اور وصیت کی ہے انہوں نے اذیت پر صبر کرنیکی کہ جو آل محمد کے دشمنوں سے ان کو پہنچی اور حضرت صادق علیہ السلام سے اسکی تفسیر میں پایا ہے کہ عصر سے
مراد زمانہ ظاہر ہونے قائم علیہ السلام کا ہے اور تحقیق انسان خسارہ میں ہے یعنی دشمن ہمارے مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں یعنی ہماری طرف رجوع کرنے پر اور عمل نیک کیے ہیں انہوں نے
یعنی برادران ایمانی کی یاری کی انہوں نے اور وصیت کی انہوں نے ساتھ حق کے یعنی امامت کے اور وصیت کی ہے انہوں نے ساتھ صبر کے اور تواصوا بالصبر
[illegible] کا ہے سورۃ الھمزۃ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں نو آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ ویل لکل ہمزۃ کو نماز
فرض میں پڑھے تو فقیری اور تنگی دور ہو جاوے گی اور روزی کا دروازہ اسپر فراخ ہو اور موت بد سے بے خوف ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہیں کہ اخنس بن
شریق ثقفی یا ولید بن مغیرہ روبرو رسول خدا صلعم کی غیبت کرتا تھا اور ولید ملعون غیبت کو سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور خود بھی غیبت کرتا تھا
اور جس وقت رسول خدا صلعم اُدھر کو گذر فرماتے تو انکی طرف اشارہ کرکے طعن کرتے اور دوسرے کافر جنکے پاس ہر ایک بیٹھتا تو وہاں بھی غیبت کرتا حق تعالی نے
انکے حق میں فرمایا کہ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ وائے ہے واسطے ہر غیبت کرنیوالے کی پوشیدگی میں طعن کرنیوالے کے منہ پر اور بعضے کہتے ہیں کہ ہمزہ سے مراد طعن
کرنا ہے منہ پر اور لمزہ سے مراد غیبت کرنی اور برا کہنا ہے پیچھے پشت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ہمزہ سے طعن اور ضرب ہاتھ سے ہے اور لمزہ سے مراد طعن ہے زبان اور
آنکھ سے اور کہتے ہیں کہ ویل نام دوزخ کے طبقہ کا ہے اور یا نام ایک کنوئیں کا ہے دوزخ میں اور یا کلمہ عذاب کا ہے اور بعضے کہتے ہیں یہ آیت امیہ بن خلف کی بابت
ہے کہ وہ ہمیشہ غیبت اور طعن رسول خدا پر کرتا تھا لیکن حکم اسکا عام ہے واسطے ہر غیبت اور طعن کرنیوالے کے الذی جمع مالا وہ شخص کہ جمع کیا اسنے
مال کو بدل ہے کل سے اور صفت نہیں ہو سکتا اسلئے کہ صفت اور موصوف میں شرط ہے مطابقت کی معرفہ اور نکرہ ہونے میں وعددہ اور شمار کرتا ہے وہ
اس مال کو بار بار اسکی محبت کی جہت سے اور یا یہ کہ تیار کیا ہے اور سامان کیے رکھا ہے اسکو آیندہ حادثوں اور دنیا کی ضرورتوں کے واسطے یحسب ان مالہ
اخلدہ گمان کرتا ہے وہ شخص کہ تحقیق مال اسکا ہمیشہ رکھیگا اسکو دنیا میں اور اسی سبب سے اسکو بہت دوست رکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ اخنس کے پاس چار ہزار دینار سرخ
کے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دس ہزار تھے اور تعلق خاطر کا اسکو بہت تھا اور اسسے نہایت محبت رکھتا تھا اور بار بار انکو گنتا تھا اور مال کے جمع کرنے میں مشغول
تھا اور اسی سبب سے کفر اور عناد اسکا زیادہ ہوتا تھا اور رسول خدا صلعم سے عداوت رکھتا تھا اور آخر الامر تمام مال کو چھوڑ کر دوزخ کو روانہ ہوا اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار
ہوا اور خدا تعالی اسکے اس گمان کو نہیں جھڑک و توبیخ کرتا ہے کہ کلا ہرگز نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو وہ گمان کرتا ہے کہ مال اسکو ہمیشہ دنیا میں رکھیگا اور یا کلا حقا کے معنی ہے

وہ ہند کا ایک لشکر روانہ کر دیں گے تیری سرکوبی کو اور تیرے ملک کی خاک کو اپنے شہر میں لاؤں ابرہہ نے جس وقت نجاشی کے خط کو پڑھا تو سر اپنا منڈوا دیا اور بال سر کے ایک تھیلی میں رکھکر
اور تھوڑی سی خاک یمن کی ڈالکر نجاشی کے پاس بھیجدی اور لکھا کہ میں بندہ تیرا ہوں اور تیرے ملک کی نگہبانی کرتا ہوں نجاشی خوش ہو گیا اور اس ولایت کو تقریر کیا اور
حبشہ کا اسکو بادشاہ کر دیا اُسنے صنعا میں ایک عبادت خانہ بنایا اور اسکی در و دیوار کو سونے سے آراستہ اور جواہر سے جڑاؤ کیا اور قلیس
اسکا نام رکھا اور نجاشی کو لکھا کہ میں نے تیرے نام سے ایک عبادتخانہ بنایا ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں اور امید ہے کہ لوگ خانۂ کعبہ کی زیارت چھوڑ دیں اور اس طرف کو
متوجہ ہوں نجاشی بہت خوش ہوا اور یہ خبر کنانہ میں سے ایک شیخ نے سنی خدمت اس عبادتخانہ کی کرکے رتبہ اسکی مجاوری کا حاصل کیا اور ایک شب اس
عبادتخانہ کو نجاست سے آلودہ کر کے بھاگ گیا یہ خبر سارے یمن میں مشہور ہو گئی اور آدمی اسکو طواف کرنے سے متفرق ہو گئے ابرہہ یہ حال دیکھکر غصہ ہوا اور
لشکر عظیم جمع کر کے ہاتھی انکے ہمراہ کئے اور خانۂ کعبہ کے ڈھانیکو اس لشکر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور ایک سفید ہاتھی کہ محمود اسکا نام تھا اور مثل پہاڑ کے
وہ تھا اسکو اپنے ہمراہ لیا اور عرب کے جس شہر میں پہنچا تھا وہاں کے بادشاہ سے لڑائی کرتا تھا اور اُس بادشاہ کو مغلوب کر کے اس شہر پر قبضہ کرتا تھا اور دو رئیس
حمیر اور خثعم کے اسکے ہمراہ ہو گئے اور جسوقت طائف میں پہنچا تو مسعود بن معتب طائف کے باشندوں کو ہمراہ لیکر باہر آیا اور کہا کہ ایک شخص تیرا ہمراہ ہم کر دینگے کہ تجھکو
خانۂ کعبہ پر پہنچا دے کہا کہ یہی کرنا چاہئے ہیں ایک مرد کو اسکے ہمراہ کیا اور مکہ ایک منزل تھا تو وہ شخص مر گیا اور جہنم کو روانہ ہوا ابرہہ نے اپنے پاس سے ایک
شخص کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ مکہ کو جا کر غارت کر وہ شخص وہاں پہنچا اور حرم کے لوگوں کو لوٹ کر مال جمع کیا اور سات سو اونٹ عبد المطلب کے
گرفتار کئے اور ایک آدمی کو عبد المطلب کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ میں خانۂ کعبہ کے ڈھانیکو آیا ہوں اگر تو منع کریگا تو میں تجھسے لڑونگا عبد المطلب نے کہلا بھیجا کہ میں
وہاں آتا ہوں تجھکو جواب دونگا پس عبد المطلب مع اولاد اور بیگانوں اشراف قوم کے اسکے پاس روانہ ہوئے جسوقت بادشاہ ابرہہ نے کہا کہ یہ کون ہے بادشاہ نے کہا عبد المطلب
سردار قریش کا ہے اور تمام عرب میں اسکا کوئی مثل نہیں ہے اسکی حرمت نگاہ رکھنا اور جو جگہ کہ اسکے لائق ہے وہاں اسکو بٹھلانا پھر عبد المطلب
پاس گیا اور انہی ملاقات کی انکو اپنے پاس بلایا اور ابرہہ نے جسوقت انکو دیکھا تو بہت سا رعب اور عظمت اسکی دل میں آگئی اور اپنے تخت سے نیچے اترا اور [illegible]
لیگیا اور اپنے برابر اپنے سے بلند زیادہ جگہ میں انکو بٹھلایا اور عبد المطلب سے پوچھا کہ کس کام کیواسطے تم نے تکلیف کی ہے عبد المطلب نے فرمایا کہ آدمی بادشاہ کے
میرے سات سو اونٹ لے گئے ہیں انکو حکم ہو کہ وہ واپس کریں ابرہہ نے کہا کہ تعجب ہے اس شخص سے کہ میں خانۂ کعبہ کے ڈھانیکو آیا ہوں اور وہ اسکی سجدہ کی جگہ ہے
اسکی مقدمہ میں کچھ گفتگو نہیں کرتا لیکن اپنے خارشتی اونٹوں کو طلب کرتا ہے عبد المطلب نے فرمایا کہ وہ میرا مال ہے اور میں اسکا مالک ہوں اس سے طلب کرتا ہوں
اور اس گھر کا مالک اور ہے اسکو جو چاہیے سو چاہیے اپنے گھر کو بچاوے چاہے نہ بچاوے ابرہہ نے اس کلام پر تاسف کر کے اونٹوں کو واپس کر دیا عبد المطلب نے اپنے اونٹ لیکر
پہاڑ کو روانہ کئے اور خود مکہ میں تشریف لائے اور قریش کے لوگوں سے کہا کہ پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپو تا کہ کوئی ضرر نہ دیکھو اور مسجد الحرام میں تشریف لائے
اور خانۂ کعبہ کے در کو پکڑ کر کہا کہ اے خدا اپنے گھر کی حمایت اور دشمنوں کا ہاتھ اس سے کوتاہ رکھ یہ کہکر باہر آئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے اور ابرہہ بڑے بڑے
ہاتھی ہمراہ لیکر خانۂ کعبہ کی طرف اسکی ڈھانیکے واسطے روانہ ہوا اور نفیل جو بادشاہ خثعم کا تھا اُسنے محمود ہاتھی کے کان میں کہا کہ اے محمود تو جانتا ہے کہ یہ کیا جگہ ہے یہ حرم
خدا ہے ہرگز اسکی گرد نہ جانا اور نہیں تو ہلاک ہو جائیگا اور اسکا سبب یہی کہا کہ وہ سردار سب ہاتھیوں کا تھا اور سب سے بڑا تھا اور جدھر کو وہ جاتا ادھر سب
ہاتھی جاتے تھے اور ہاتھیوں کی روایت میں اختلاف ہے اور ایک روایت ہے کہ ہزار ہاتھی تھے کہتے ہیں کہ ہرچند فیلبان محمود کو انکس سے مارتا تھا لیکن وہ
قدم اپنا آگے کو نہیں بڑھاتا تھا اور سب ہاتھی اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور کوئی اودھر کو حرکت نہیں کرتا تھا اور وہ آفتاب کے نکلنے کا وقت تھا حقتعالیٰ نے
دریا کی جانب سے پرند جانور بھیجے مثل ابابیل کے اور ہر جانور کے پاس تین پتھر تھے مسور کے دانہ سے بڑے اور چنے کے دانہ سے چھوٹے ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں
اور ہر آدمی کے سر پر ایک جانور ہو گیا جسکے سر پر پتھر مارتے تھے اسکی مقعد میں سے ہو کر باہر نکلتا اور وہ آدمی اسیوقت ہلاک ہو جاتا تھا ابرہہ کا لشکر بھاگا اور وہ جانور انکے
پیچھے جاتے تھے اور نفیل بن حبیب انکو نگاہ کرتا تھا کہتا ہے کہ سب بھاگ گئے اور ابرہہ کے ایک مرض پیدا ہوا کہ تمام انگلیاں ہاتھ اور پاؤں کی گر پڑیں اور صنعا میں
پہنچا اور اسکا شکم اور سینہ سوج گیا اور پھر جہنم واصل ہوا اور مشہور یہ ہے کہ سب لشکر ہلاک ہوا اور ابرہہ تنہا باقی رہا اور حبشہ کو روانہ ہوا اور نجاشی کے دربار میں پہنچا تو

اور نشانہ ہر ہیں شخص کے کہ حبشی ویران خانہ کعبہ کا کیا ہے اور سجگہ ہے کہ کاف کیا بنے بہ سبب ٹکیاں ڈالا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی لایلاف قریش کو پڑھے
حق تعالیٰ اسکو قیامت میں بہشت کے گھوڑے پر سوار کریگا اور بہشت میں پہنچاویگا اور نور کے خوان پر اسکو بٹھلاویگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الم تر کیف
اور لایلاف قریش دونوں ملکر ایک سورت ہیں اور نماز واجب کی ایک رکعت میں ان دونوں کو پڑھنا چاہئے ایک سورہ کو اور ابی بن کعب نے اپنے مصحف میں ان دونوں سورتوں کو
بدون فاصلہ بسم اللہ کے لکھا تھا اور عمر بن میمون نے روایت کی ہے کہ میں نے نماز مغرب کو عمر بن خطاب کے پیچھے پڑھا تھا اور اسنے پہلی رکعت میں والتین پڑھا اور دوسری
رکعت میں الم تر کیف اور لایلاف دونوں کو پڑھا اور ایک سورت ہونے کی طرف اشارہ بیضاوی میں بھی ہے اور اسمیں لکھا ہے کہ لایلاف متعلق ہے پہلی سورت
کے فجعلہم سے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ لایلاف قریش واسطے الفت پکڑنے قریش کے اور کہتے ہیں یہ متعلق فلیعبدوا سے ہے کہ
جو بعد اسکے آئیگا اور یا متعلق ہے فجعلہم کے کہ پہلی سورت میں ہے اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ قریش کی تجارت کیواسطے دو سفر تھے موسم سرما میں یمن کو جاتے
تھے اور موسم گرما میں شام کو اور اہل یمن و شام اور تمام آدمی انکو اہل حرم اور اولاد بیت اللہ کہتے تھے اور لوٹ اور غارت سے قریش امن میں تھے اور
لوگ انکی بہت عزت کرتے تھے نعمت خدا تعالیٰ کی واسطے ثابت رکھنے انکے یہ سورہ نازل کیا اور جو شخص کہ بیچ ہی نسبت میں نضر بن کنانہ کی طرف منسوب ہے وہ
قریشی ہے اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ قریش لقب نضر بن کنانہ کا ہے کیونکہ نضر کا تھا اور قریش لیا گیا ہے قرش سے اور قریش ایک بہت بڑی مچھلی دریا میں ہی ہے کہ
وہ جانوروں کے تئیں ہوتی ہے اور ہر چیز کو وہ کھاتی ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور کسی چیز سے وہ ہلاک نہیں ہوتی ہے مگر آگ سے اور معاویہ نے ابن عباس سے پوچھا تھا
کہ مکہ والوں کو قریش کس واسطے کہتے ہیں فرمایا کہ اس واسطے کہ یہ مشابہ اس جانور کے ہیں کہ جو دریا میں ہے کہ خود کھاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور ایسے ہی قریش ہیں کہ
خود کھاتے ہیں اور انکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور غالب ہیں وہ اور مغلوب کسی سے نہیں ہوتے اور بعد غیر انکے لقب ہیں واسطے تعظیم کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قریش اسم
قرش سے لیا گیا ہے کہ جو کسب کے معنی میں ہے اس واسطے کہ وہ تجارت کیا کرتے تھے اور شہروں میں واسطے سوداگری کے پھرا کرتے تھے اور جس وقت لایلاف متعلق فلیعبدوا
ہوا تو معنی ایسے ہونگے کہ پس چاہئے کہ عبادت کریں وہ پروردگار اس گھر کو واسطے الفت پکڑنے قریش کے ایلافہم الفت پکڑنے انکی یہ بدل ہی پہلی
ایلاف سے یعنی واسطے الفت پکڑنے انکی رحلۃ الشتاء سفر جاڑے کے والصیف اور گرمی کے اور رحلۃ مفعول ایلاف کا ہے
فلیعبدوا پس چاہئے کہ پرستش کریں وہ رب ھذا البیت پروردگار اس گھر کے کہ وہ کعبہ معظمہ ہے اور ابو جعفر نے لیلاف قریش
الافہم پڑھا ہے اور ابن عامر نے للاف قریش الافہم پڑھا ہے اور ابن خلیج نے لایلاف قریش الفہم پڑھا ہے اور مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ نعمتیں خدا کی قریش پر
بہت ہیں پس اگر وہ تمام نعمتوں کے عوض میں خدا کی پرستش نہیں کرتے ہیں تو بس چاہئے کہ وہ پرستش کریں اسکی اس ظاہر نعمت کی عوض میں کہ انکو الفت دی سفر جاڑے اور
گرمی کی کہ یمن اور شام کو جاتے ہیں اور روزی کو اپنی پیدا کرتے ہیں اور متعلق فجعلہم کے ہو جیسا کہ الم ترکیف میں ہے تو معنی اسکی یہ ہونگی کہ کر دیا خدا نے اصحاب
فیل کو مانند بھس کھائے ہوئے کے واسطے الفت پکڑنے قریش کے اس مقام بزرگ سے اور سفر سرما اور گرما سے واسطے طلب روزی کے تاکہ دفعہ جائیں اور رہیں
عزت اور اکرام کہ کسیکا خوف نہیں ہے اور بعضے لایلاف کو تعجب محذوف کے متعلق کرتے ہیں تعجب کرو تم واسطے الفت پکڑنے قریش کے سفر سرما اور گرما کو اور عبادت
کرنے سے تو کو یعنی تمام تعجب ہے کہ بھولے انکو یہ نعمت اور حیرت عطا کی ہے اور وہ میری پرستش کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہیں پس چاہئے کہ پرستش کریں وہ پروردگار اس
گھر کو کہ وہ خانہ کعبہ ہے الذی اطعمہم وہ پروردگار کہ کھانا دیا انکو یعنی ان دو سفروں کے وسیلے سے من جوع بھوک سے بعد اسکے کہ وہ شدت
گرسنگی میں اور بہ فقر و فاقہ میں تھے اور ان دو سفروں کے وسیلے سے انکو گرسنگی سے خلاص کیا اور دولتمند کر دیا وامنہم اور امن دی انکو اس حرم محترم کی
سے من خوف ڈر سے اور خوف سے ان لوگوں کی کہ گرد مکہ کے ہیں اور دراثنا یمن اور شام میں کہ لوٹتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں اور یہ کہ امن دی انکو اصحاب فیل کے
خوف سے اور تمام مفسروں کا یہ مذہب ہے کہ اس آیہ کے معنی یہ ہیں کہ امن دیا انکو وہاں خوف جذام سے کہ ہرگز انکو نہ ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ خاک مکہ اور مدینہ کی جذام کو فائدہ کرتی ہے
اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آمنہم من خوف سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو امن دیا اس سے کہ خلافت انکے غیر میں ہے اور رسول خدا صلعم سے روایت ہے کہ
فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اسمعیل کے فرزندوں میں سے برگزیدہ کیا کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو اور قریش میں سے ہاشم کو اور ہاشم کی اولاد میں سے مجھکو برگزیدہ کیا

پہلے جس نے کہ مکہ سے سفر کیا اور شام کو گیا اور وہاں سے اسباب تجارت لایا وہ ہاشم بن عبد مناف تھا اور بعد اسکے قریش تجارت کے تئیں لیکر یمن اور شہروں میں جانے لگے
یہاں تک کہ نوکر اچھا کر والی اور مالدار ہو گئے سورۃ ارأیت اور اس سورہ کو سورۃ الماعون بھی کہتے ہیں یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بعض سورہ مکی ہے اور بعض مدنی ہے اور اسمیں سات آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ ارأیت
فرض اور نفل میں پڑھے خدا تعالیٰ اسکی نماز اور روزہ کو قبول کرے گا اور جو کچھ اس نے دنیا میں کیا ہے اسکا حساب نہ کریگا بسم اللہ الرحمن الرحیم
ارأیت کیا دیکھا تو نے اے محمد اور جانا تو نے الذی یکذب اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے اور تکذیب کرتا ہے بالدین ساتھ روز جزا کے
یا ساتھ دین اسلام کے اور یقین نہیں رکھتا ہے اسکا باوجود ظاہر ہونے اسکی حقیقت کے اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نصف اول کافروں کی شان میں ہے اور نصف آخر
منافقوں کی شان میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ عاص بن وائل کی شان میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کی شان میں اور بعضے ابوجہل اور قریش
کی شان میں کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ تمام سورہ ایک منافق کی شان میں ہے اور ابن جریج سے مروی ہے کہ ابوسفیان ہر ہفتہ اونٹ ذبح کرتا تھا اور
جسوقت کوئی یتیم آتا تو اسکو لاٹھی مارتا اور بعضے ابوجہل کو کہتے ہیں کہ وہ جو کسی یتیم کا وصی ہوتا تو وقت کھانے اور کپڑے کے اسکی خبر نہ لیتا اور قیامت
جھٹلاتا اسکی شان میں یہ سورہ نازل ہوا فذلک الذی پس وہ جھٹلانیوالا روز جزا کا یا دین اسلام کا وہ شخص ہے یدع الیتیم کہ دفع
کرتا ہے یتیم کو اپنے پاس سے سختی سے ولا یحض اور نہیں حرص اور رغبت دلاتا ہے لوگوں کو علی طعام المسکین اوپر کھانا کھلانے محتاج کے
اپنے پاس سے کھانا دیکر یہ لوگ اسکو دیکر مسکین کو کھانا دویں نہ خود دیتا ہے اور نہ لوگوں کو کہتا ہے کہ کھانا دینے کی ترغیب دے بسبب بخل کے قادر نہیں روز جزا کے
یعنی علامت جھٹلانے روز جزا کے باز رہنا خیر سے ہے کیونکہ نہ رغبت ثواب کی ہے اور نہ خوف عذاب کا ہے اور اگر روز جزا کو سچ جانتا ثواب کی رغبت
یا ڈر سے عذاب کے خوف سے اعمال نیک کرتا اور یتیم کو دفع نہ کرتا اور مسکین کو کھانا دیتا اور جسوقت کہ روز جزا کو راست اور حق جانتا تو اسکا جھٹلانا نہیں
کہ وہ دین ارکان میں سے ہے کاہلی اور سستی کرتا اور جو کوئی نماز کو خراب کرتا ہے فویل للمصلین پس وائے اور سختی عذاب ہے واسطے ان نمازیوں کے
الذین ھم وہ لوگ کہ وہ عن صلاتھم ساھون نماز اپنی سے غافل ہیں اور بیخبر ہیں اسکی کیفیت سے تو پڑھتے ہیں اور نہیں پڑھتے
چاہیں پڑھتے اور اگر پڑھیں تو بے عذر سبب شغل ہونے کا دنیا کے اول وقت میں نہیں پڑھتے بلکہ اسکے ثواب سے اور عذاب سے نہیں ڈرتے اور حضرت
صادق علیہ السلام سے کسی نے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ کیا وہ وسوسہ شیطان کا ہے فرمایا کہ نہیں اسکو سمجھتا ہے اور لیکن اس سے مراد ہے کہ نماز سے غفلت
کرے اور چھوڑ دے اسکو اول وقت میں اسکو پڑھنے سے اور تنگ وقت میں اسکو پڑھے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ وہ تاخیر نماز کی ہے اول وقت سے بدون
عذر کے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نماز سے زیادہ کسی عمل کو دوست نہیں رکھتا ہے پس غافل نہ ہو اسکو نماز سے دنیا کے امور میں کیونکہ
ہے وہ کہ خدا تعالیٰ نے مذمت کی ہے ایسے لوگوں کی چنانچہ فرمایا ہے کہ الذین ھم عن صلاتھم ساھون یعنی غفلت کرتے ہیں اور اوقات سے سستی کی
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ غفلت کرنیوالی نماز سے فرض نمازوں کی تاخیر کرتے ہیں انکے وقت سے اور بسبب سستی اعتقاد کے اسکی تاخیر کرتے اور سہل جانتے ہیں
اور اگر نماز پڑھتے ہیں تو اسکی شرائط اور ارکان کا ملاحظہ نہیں کرتے ہیں اور سجدہ اچھی طرح نہیں کرتے ہیں اور اکثر مسلمان اسی بلا میں مبتلا ہیں نعوذ باللہ
اور دوسری روایت میں ابن عباس سے یہ مضمون منقول ہے کہ مراد ساھون سے یہ ہے کہ جب چاہیں پڑھیں نماز جب چاہیں نہ پڑھیں الذین ھم یراءون وہ لوگ ہیں وہ
نماز میں خشوع نہیں کرتے کہ وہ ریا کرتے ہیں نماز میں اور لوگوں کو دکھلانے کے واسطے نماز کو پڑھتے ہیں کہ لوگ انکی تعریف کریں اور اسواسطے پڑھتے ہیں کہ لوگ انکو اچھے نمازی جانیں
اور ثواب کی رغبت سے اور عذاب کے خوف سے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور نہ خدا کے راضی ہونے کے واسطے نماز پڑھتے ہیں اور یہ صفات منافقوں کی ہیں کہ دکھلانے کو مسلمانوں کے
خوف سے نماز پڑھتے تھے اور جب تنہا ہوتے تھے تو نہیں پڑھتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی مراد پوچھی فرمایا کہ منافقین ہیں جو کہ نہیں امید رکھتے
نماز کو پڑھنے کے ثواب کی اور نہیں خوف کرتے ہیں نہ پڑھنے کے عذاب سے پس وہ اسکے پڑھنے سے غافل ہیں یہاں تک کہ نماز کا وقت گذر جاتا ہے اور جسوقت مومنین ہمراہ
ہوتے ہیں تو نماز کو دکھلانے کے واسطے پڑھتے ہیں اور جبوقت انکو ہمراہ نہیں ملتے تو نہیں پڑھتے ہیں اور کہا ہے الی آخر مسلمان کہتا ہے کہ اول وقت نماز کو پڑھتے ہی نہیں

نہ نماز پڑھو اور انکی ہمراہی میں تنہائی ہی آؤ یعنے ایسے ہیں کہ اگر وہ نماز پڑھنیوالوں کے ہمراہ ہوتے ہیں تو دکھلانیکو نماز پڑھ لیتے ہیں اس خوف سے کہ ہمکو بے نمازی
جانکر حقیر نہ سمجھیں اور جو شخص بغیر کسی عذر نماز نہیں پڑھتا ہے اور نماز کے نہ پڑھنے کو سہل جانتا ہے اور اسکی کچھ پروا نہیں کرتا ہے وہ ہرگز مومنین میں داخل نہیں ہے
جبتک کہ اپنی اس حرکت سے توبہ نکرے اور نماز پڑھنی شروع نکرے اور نماز کے نہ پڑھنے کا نہایت سخت گناہ ہے یہانتک کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ نماز
ستون دین کا ہے اور جسنے نماز کو نہ پڑھا اسنے اپنے دین کو ڈھا دیا اور جسنے ترک کیا اسکے وقت کو داخل ہوگا ویل میں اور ویل ایک جنگل ہے دوزخ میں جیسے کہ
خدا تعالی نے سورہ ارایت الذی میں فرمایا ہے کہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون اور سہو ہے دوسری حدیث میں نماز نہ پڑھنے کو کفر فرمایا ہے اور
انہیں لوگونکی شان میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ **ویمنعون الماعون** اور منع کرتے ہیں مال زکوۃ کو کہ دینا اسکا مثل نماز پڑھنے کے ہے اور جتنے لوگ
وہ مال زکوۃ کا نہیں پہنچاتے ہیں اور امیر المومنین اور امام جعفر صادق علیہما السلام اور قتادہ اور ضحاک سے یہی روایت ہے کہ مراد ماعون سے زکوۃ ہے اور ابن
مسعود اور ابن عباس اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مراد ماعون سے گھر میں برتنے کی چیزیں ہیں مثل آگ اور نمک اور چکی اور آئینہ اور پانی وغیرہ کے کہ آپس میں منگا
لیتے ہیں اگر کوئی مومن مانگے تو اسکو منع نکرے اور حضرت صادق علیہ السلام کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ کا دینا فرض ہے اور ان چیزوں کا دینا اگرچہ امر
نیک ہے لیکن فرض نہیں ہے اور ابوبصیر نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم اپنے ہمسایہ میں سے کسیکو کوئی چیز برتنے کیواسطے دیتے ہیں وہ اسکو بگاڑ دیتے ہیں اور
توڑ ڈالتے ہیں اس صورت میں اگر ہم انکو نہ دیویں تو کچھ گناہ ہے فرمایا کہ اگر یہ حال ہے تو نہ دینے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے عائشہ سے فرمایا کہ
اگر کوئی شخص نمک کسیکو دیوے تو ایسا ہے کہ اسنے ساٹھ درویش کو آزاد کیا ہو اور جس جگہ کہ پانی نہو کسیکو پانی دیوے تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی مردہ کو زندہ کیا ہو اور
ماعون لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جسمیں فائدہ ہو اور قیمت میں وہ کم ہو

سورۃ الکوثر

یہ سورہ بعضوں کے نزدیک مکی ہے اور بعضوں کے نزدیک مدنی ہے اور اسمیں
تین آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے فرض اور نفل میں حقتعالی اسکو قیامت کے روز حوض کوثر سے پانی دیگا اور
طوبی کے نیچے رسول خدا صلعم سے وہ باتیں کریگا **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم کا فرزند کہ جسکا نام طاہر تھا اور خدیجہ کے
شکم سے تھا وہ مر گیا لوگوں نے حضرت کو ابتر کہنا شروع کیا اور ابتر اسکو کہتے ہیں کہ جسکی اولاد باقی نرہے حضرت کو یہ سنکر بہت رنج ہوا خدا تعالی نے حضرت کی تسلی کیواسطے یہ سورہ
نازل کی **انا اعطیناک الکوثر** تحقیق ہمنے دیا ہے تجھکو کوثر اور کہتے ہیں کہ کوثر مبالغہ کا صیغہ ہے اور مراد اس سے بہت کثرت سے خیر ہے یعنی دی
ہمنے تجھکو خیر بہت کثرت سے کہ وہ اولاد تیری ہے فاطمہ سے اور وہ آئمہ طاہرین ہیں اور انکی اولاد ہے اور صیغہ ماضی کا انکی تحقیق وقوع کی جہت سے آیا ہے اور
مشہور یہ ہے کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت میں اور یہی حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ نہر ہے بہشت میں
خدا تعالی نے رسول خدا کے فرزند کے عوض میں وہ نہر حضرت کو دی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ سورہ انا اعطیناک نازل ہوئی تو علی نے رسول خدا صلعم سے
پوچھا کہ کیا ہے کوثر یا رسول خدا فرمایا کہ نہر ہے خدا تعالی نے وہ مجھکو بخشی ہے حضرت علی نے کہا کہ وہ نہر بہت بزرگ ہے اسکی تعریف فرمائیے تب رسول خدا
نے فرمایا کہ ہاں اے علی کوثر ایک نہر ہے کہ وہ جاری ہے خدا کے عرش کے نیچے پانی اسکا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مسکہ سے زیادہ نرم ہے
اور سنگریزے اسکے زبرجد اور یاقوت کے ہیں اور گھاس اسکی زعفران ہے اور مٹی اسکی مشک ہے اور بعد اسکے حضرت علی کے پہلو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علی وہ
نہر واسطے میرے ہے اور واسطے تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے بعد میرے اور ابن عباس سے اور انس سے روایت ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم اپنے اصحاب کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ
اثر وحی کا ظاہر ہوا اور حضرت نے سر مبارک اپنا نیچے جھکا لیا اور بعد تھوڑی دیر کے سر کو اٹھایا خوش ہو کر اور منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے لوگو جانو تم کہ
حقتعالی نے ایک سورت مجھپر نازل کی ہے اور تحقیق بہت نوازش مجھپر فرمائی ہے اصحاب نے پوچھا کہ یا رسول خدا وہ کونسی سورت ہے حضرت نے یہ سورت انکو پڑھکر سنائی
اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے لوگوں نے کہا کہ خدا اور رسول اسکا جانتا ہے فرمایا کہ ایک نہر ہے بہشت میں کہ خدا نے مجھسے وعدہ اسکا کیا ہے اور اسمیں بہت خیر ہے اور وہ دودھ سے زیادہ
سفید ہے اور مشک سے زیادہ اسمیں خوشبو ہے اور شہد سے زیادہ وہ شیریں ہے اور برف سے زیادہ وہ ٹھنڈی اور مسکہ سے زیادہ نرم اور شمار ستاروں آسمان کے اسکے کنارہ
پر قدح موتی اور مونگا اور لعل اور یاقوت کے رکھے ہوئے ہیں اور ریت اسکا یاقوت اور موتیوں کا ہے اور سدرۃ المنتہی کی جڑ سے وہ نہر نکلی ہے اور طول اسکا مشرق سے

ع ۱ ۳۲

سورۃ الکوثر

عہد خارجی کا ہے اور اس سے تمہاری طرف اُن لوگوں کی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ کفار رسول خدا کو کہتے تھے کہ اے محمد صلعم ہم چاہتے ہیں کہ ہم پرستش کریں جسکی کہ تو پرستش
کرتا ہے اور تو پرستش کرے جسکی کہ ہم پرستش کرتے ہیں ہم اور تو دونوں امر میں شریک ہوجائیں اگر ہم حق پر ہیں تو تو نے بھی اپنا حصہ
لے لیا اور اگر تو حق پر ہے تو ہم نے بھی اپنا حصہ اس سے لیا حق تعالیٰ نے اُنکی رد میں سورہ نازل کیا اور خدا تعالیٰ اپنے علم سے جانتا تھا کہ یہ آدمی آئندہ کو ایمان نہ لاوینگے اور حالت
کفر پر مرینگے تو اپنے حبیب کو حکم دیا کہ کہہ تو اے محمد صلعم انسے کہ اے کافرو لَآ اَعْبُدُ نہ پرستش کرونگا میں مَا تَعْبُدُوْنَ اس چیز کی کہ پرستش کرتے ہو
تم جسکی اب اور لا اعبد سے مراد زمانہ حال کا نہیں ہے بلکہ زمانہ استقبال کا مراد ہے سواسطے کہ لا نہیں داخل ہوتا مضارع پر مگر زمانہ استقبال کیواسطے جیسے کہ ما
نہیں داخل ہوتا مضارع پر مگر حال کیواسطے وَلَآ اَنْتُمْ اور نہیں ہو تم عٰبِدُوْنَ پرستش کرنیوالے مَآ اَعْبُدُ اس چیز کی عبادت کرتا ہوں
جسکی اب وَلَآ اَنَا عَابِدٌ اور نہیں ہوں میں پرستش کرنیوالا ہی مَّا عَبَدْتُّمْ اس چیز کی کہ پرستش کی ہے تم نے جسکی پہلے اسکے وَلَآ اَنْتُمْ
اور نہیں ہو تم عٰبِدُوْنَ پرستش کرنیوالے کبھی مَآ اَعْبُدُ اس چیز کی کہ پرستش کرتا ہوں جسکی یعنی میری اور تمہاری زندگی میں تم میرے خدا کی
پرستش کی ہو اور نہ کروگے اور نہ میں تمہارے خداؤں کی پرستش کی ہے اور نہ کرونگا اور یہ تکرار لانا واسطے تاکید کے ہے جیسے کہ ہندی میں کہتے ہیں کہ ہاں
ہاں اور نہیں نہیں اور منقول ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے ابوجعفر احول سے سوال کیا تھا کہ کیا حکیم ایسا کلام کرسکتا ہے کہ اپنے قول کو دو دو مرتبہ بیان کرے
اور جبکہ کہ پہلے کہی ہو وہی دوبارہ بھی کہی ہو اُسکو جواب ہاتھ نہ پڑا وہ حضرت صادق عم کے پاس آیا اور اُنسے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ سبب اسکی تکرار کا یہ ہے کہ
قریش نے رسول خدا سے کہا تھا کہ نعبد الہنا سنۃ و نعبد الہک سنۃ و نعبد الہنا سنۃ و نعبد الہک سنۃ یعنی یہ پرستش کریں تو معبودوں ہمارے کی ایک برس
اور پرستش کریں تیرے معبود کی ایک برس اور پرستش کریں ہم معبودوں اپنوں کی ایک برس اور پرستش کریں ہم معبود تیرے کی ایک برس پس حق تعالیٰ نے مطابق
اُنکے کلام کے فرمایا اور بلکہ یہ کلام نہیں ہے اور جسوقت کہ رسول خدا نے اُنکے کلام کو تمام کیا تو فرمایا کہ میں تمہاری ہدایت اور نجات کیواسطے آیا ہوں اور جسوقت تم
میری کہی کو قبول نہیں کرتے پس تم لَكُمْ دِيْنُكُمْ واسطے تمہارے دین تمہارا ہے کہ جس دین پر تم ہو اُسی پر رہو گے تم دست بردار نہوگے اور ہمیشہ اُسی کے دین پر
رہوگے وَلِيَ دِيْنِ اور واسطے میرے دین میرا ہے کہ وہ توحید خدا کی ہے میں اُسکو نہ چھوڑونگا اور میں تمہاری نجات کیواسطے آیا ہوں اگر میری کہی کو نہیں مانتے ہو تو تم کو
تمہارے حال پر چھوڑ دوں اور شرک کیطرف تمہارے دعوت بلاؤں پس ان آیتوں میں حکم کرنے کا انکو نہیں ہے اور نہ جہاد کو منع کرتی ہیں یہ آیت تاکہ منسوخ ہو جہاد کی آیت سے
اور بعضے کہتے ہیں کہ جزا اور حساب کے معنی ہیں یعنی تمہارے واسطے جزا تمہارے اعمال کی ہے اور واسطے میرے جزا میرے اعمال کی ہے اور کہتے ہیں یہ سورہ نازل ہوا
رسول خدا نے کفار کے روبرو پڑھا وہ سنکر حضرت سے مایوس ہوگئے اور حضرت اور آپکے اصحاب کو آزار پہنچانے لگے سورۃ النصر یہ سورہ مدنی ہے
اور اسمیں تین آیتیں ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ اذا جاء نصر اللہ کو فرائض میں یا نوافل میں پڑھے خدا تعالیٰ اسکو تمام دشمنوں پر
نصرت دیوے اور جب وہ زندہ ہوگا آویگا تو قبر سے ایک نوشتہ باہر نکالے اور اسکو دیکھے اور اس میں لکھا ہو کہ اسکو امان دوزخ سے اور اسکی آگ سے اور حق تعالیٰ اس نوشتہ
کو گویا کرے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اُسکے روبرو پڑھے اور قیامت میں وہ کسی چیز پر نہ گزرے مگر کہ وہ خوشخبری دیوے اور طرح طرح کی نعمتیں بہشت کی یہاں تک کہ جنت عدن
میں قرار پکڑے اور ہمیشہ کی بہشت میں رہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ جسوقت کہ آئی نصرت خدا
کی اور مدد کرنا اسکا کہ وہ غالب آتا ہے قریش پر اور تمام عربوں پر وَالْفَتْحُ اور آئی فتح مکہ اور مطلق فتح مراد لیتے ہیں مسلمانوں کی مکہ ہو اور دوسرے شہر ہوں
وَرَاَيْتَ النَّاسَ اور جسوقت دیکھے تو آدمیوں کو کہ يَدْخُلُوْنَ داخل ہوتے ہیں فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ بیچ دین خدا کے کہ وہ اسلام ہے
اَفْوَاجًا گروہ گروہ یہ حال واقع ہوا اور یہ بعد نازل ہونے اس سورہ کے تھا جب تمام عرب کی اسلام میں داخل ہونے والے اور ملا الفقہا اور یمن سے
آدمی اور جہاں تک باشندے بنی اسد اور بنی المرہ اور بنی الکلاب رسول کے پاس آتے ہیں حق تعالیٰ خبر فرماتا ہے کہ جسوقت جانے تو کہ آدمی داخل ہوتے ہیں اسلام
میں گروہ گروہ تو فَسَبِّحْ پس تسبیح کر تو کہ نزدیک کیا گیا ہے وہ بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ تعریف پروردگار تیرے کے اُسکی نعمت کے شکر میں
تسبیح پڑھ وَاسْتَغْفِرْهُ اور بخشش چاہ تو اُس سے اور بخشش چاہنی ہے عاجزی اور انکساری کرنی ہے جیسا کہ گناہ کا بخشوانا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ حضرت صلعم

ع ۱ سورۃ النصر

اور وہی ہر بدی اور بلا کے دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہی نہ غیر اُسکا پس چاہیے کہ وقت پیش آنے مشکل کے اُسیکو پکاریں نہ اُسکے غیر کو کہ سب اُسیکی محتاج ہیں اور اُسیکی طرف
رجوع کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے پروردگار آدمیوں کا اپنے تئیں فرمایا ہی اور حال یہ ہے کہ وہ پروردگار اور بادشاہ اور معبود سب کا ہی سو اسلئے کہ انہیں سب مخلوقات
میں بزرگ ہے اور انہیں انبیاء اور اولیاء اور ائمہ ہوتے ہیں اور بڑے بڑے مرتبہ والے ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ سب سے زیادہ بزرگ ہی اور سب کا مالک ہی اسواسطے
حکم دیا کہ کہہ تو پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیوں کی بادشاہ آدمیوں کی معبود آدمیوں کی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ بدی سے وسوسہ ڈالنے والے کے
اور وسواس مصدر ہے بمعنی اسم فاعل اور یا وسواس کا مضاف محذوف ہے اور تقدیر اسکی من شر ذی الوسواس ہی اور خدا تعالیٰ نے اپنے ساتھ پناہ مانگنے کا حکم
دیا اور وسوسہ شیطان سے سو اسلئے کہ وہی مالک اور آقا ہی پس اُس سے پناہ طلب کی چاہیے جیسے کہ کوئی غلام کسیکا کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہی تو اپنے مولی
اور مخدوم سے مدد چاہتا ہی اور وسوسہ ایک کلام پوشیدہ ہے کہ بدون سماعت دل میں پہنچتا ہی اور اثر کرتا ہی اور وہ وسوسہ ڈالنے والا اَلْخَنَّاسِ پیچھے ہٹ
جانیوالا ہے جسوقت کہ خدا کا ذکر کریں یعنی عادت اُسکی یہ ہے کہ جسوقت بندہ خدا کو یاد کرتا ہی تو وہ پیچھے کو ہٹتا ہی اور جب ہٹ جاتا ہے اور جسوقت بندہ خدا سے غافل ہو
تو وسوسہ ڈالتا ہی چنانچہ روایت ہی کہ جسوقت خدا کا ذکر کیا جاتا ہی تو شیطان پیچھے کو ہٹتا ہے اور دل اُسکا تنگی پاتا ہی اور جسوقت کہ خدا کا ذکر نہ کیا جاوے تو دل
اُسکا شگفتہ ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی خناس یہ ہیں کہ بہت پوشیدہ ہونیوالا اور وہ سو اسلئے کہ وہ آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتا ہی اور وسوسہ ڈالتا
ہے وہ جسوقت اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ وہ شخص خناس کہ وسوسہ ڈالتا ہی یعنی خیالوں اور وہموں باطل کا اثر کرتا ہی فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ
بیچ سینوں آدمیوں کے اور اُنکے دلوں میں تزئین کرتا ہی اور خوب آراستہ کرکے دکھلاتا ہی جو کہ گناہوں جیسے کہ خواہش نفس کی جلدی کرنی اور گناہ ہوں
تو پھر کسیکی پرکیہی اور منقول ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی خدا تعالیٰ سے شیطان کی آدمیوں کے پاس پہنچنے کی خدا تعالیٰ نے عیسیٰ کو مطلع
کیا اُنکو دیکھا اُنہوں نے آدمی کے اندر کہ سر اُسکا سانپ کے سر مانند ہی اور جسوقت کہ بندہ ذکر خدا کرتا ہی تو وہ اپنا سر اٹھاتا ہی اور پوشیدہ ہو کر چھپا رہتا ہی
اور جسوقت وہ بندہ ذکر خدا سے غافل ہوتا ہی تو دم کو مانند لقمہ کے اُسکے منہ میں لیتا ہی پس خناس جو کہ وسوسہ ڈالتا ہی سینوں میں آدمیوں کے مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ جن اور آدمیوں میں سے ہے یعنی شیطان وسوسہ ڈالنیوالا اور بہکانیوالا جن ہی اور آدمی بھی ہے وہ تو بہکاتے ہیں چنانچہ
خدا فرماتا ہے کہ شیاطین الجن والانس اور رسول خدا صلعم نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا پناہ مانگی تو نے ساتھ خدا کے شیطان انس سے اور مراد شیاطین
انس سے وہ لوگ ہیں جو گمراہ کرتے ہیں اور کفر اور گناہوں پر لوگوں کو آمادہ کرتے ہیں اور کفر اور منہیات کو لوگوں کی نظر میں آراستہ کرکے انکو گمراہ کرتے ہیں
اور انکو بہکا کر افعال بد لیئے کرواتے ہیں اور اپنی اور اُنکے دونوں کے گناہوں کا بوجھ اپنی گردنوں پر رکھتے ہیں اور رسیدہ وہ داخل آتش دوزخ کے ہوئے واسطے اختیار کرنے
ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہر مومن کے دل میں دو کان ہیں ایک کان میں وسواس خناس پھونکا کرتا ہی اور دوسرے کان میں فرشتہ
پھونکا کرتا ہی پس مدد کرتا ہے خدا مومن کی اُس فرشتہ سے اور یہی وجہ ہے قول حق تعالیٰ کی وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر آدمی کے
دل میں دو کان ہیں ایک کان پر فرشتہ ہی کہ وہ رہنمائی کرتا ہے اور دوسرے پر شیطان ہے کہ وہ اُسکو فتنہ میں ڈالتا ہی اور یہ حکم کرتا ہی اُسکو اور فرشتہ منع کرتا ہے
اُسکو اور ایسے ہی شیطان جن آدمیوں سے کہ بہکاتا ہی اور طرف گناہ کی رغبت دلاتا ہی جیسے کہ شیطان جنوں کا بہکاتا ہی اور اس سورہ کے
مضمون سے معلوم ہوا کہ شر کا پیدا کرنیوالا خدا نہیں ہے اور اگر وہ اُسکا خالق ہوتا تو اُس سے پناہ مانگنے کا حکم نکرتا اور یہ امر عقل سے بہت دور
ہے کہ کوئی شخص ایک کام کرے اور اپنے غیر کو کہے کہ تم میرے اس فعل سے پناہ مانگو تاکہ میں تمکو بھی اس فعل سے محفوظ رکھوں اور بعضے علما کہتے ہیں کہ اس سورہ
میں لفظ ناس کا جو پانچ جگہ آیا ہی اگرچہ ظاہر میں اور لفظوں میں مکرر ہی لیکن معنی میں مکرر نہیں ہے اسواسطے کہ پہلے ناس سے مراد اطفال ہیں اور انپر دلالت
کرتا ہی اُپر لفظ رب کا کہ معنی وہ پرورش کرتا ہی اور دوسرے ناس سے مراد جوان آدمی اور بہادر ہیں اور دلالت کرتا ہے اُپر لفظ ملک کا کہ مشعر قہر اور
ریاست کا ہی اور تیسرے ناس سے مراد بوڑھے آدمی ہیں کہ لفظ الٰہ کا اُپر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ طاعت اور بندگی ہی شغل اُن عمروالوں کا ہوتا ہی اور
چوتھے سے مراد صلحا اور متقی آدمی ہیں کہ لفظ وسوسہ کا اُپر دلالت کرتا ہے اور پانچویں سے مراد مفسد آدمی ہیں کہ لوگوں کو بہکا کر گناہ کرواتے ہیں

خاتمۂ مصنف رحمۃ اللہ علیہ و مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

تمام ہوئی تفسیر عمدۃ البیان کوشش اور محنت سے شاہ عمار علی کے بس شکر ہے اس معبود حقیقی کا احسان ہے کہ جسنے توفیق عطا کرکے اس تفسیر کی تحریر میں مدد کی اور اسکی فضل و کرم سے یہ تفسیر ختم ہوئی اور امید اسکی جناب سے یہ ہے کہ سب مومنین اس سے فائدہ بخشے اور اسکی عوض میں اس عاصی کے گناہوں سے درگزر کرے اور ہمراہ سید المرسلین اور انکی اولاد طاہرین کے غلاموں میں اس عاصی کو شمار کرکے قیامت کے روز محشور کرے والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین

مناجات

تفسیر جو کہ لکھتا تھا قرآں کی ہوئی تمام — یارب تیرے کرم سے وہ سب کی گئی تمام
جاری کرے اسکو ہند میں ہے آرزو یہی — حاصل کریں جو فائدہ اس سے خاص و عام
محشر کی سختیوں کا بہت مجھکو خوف ہے — مرنیکی بعد دیکھئے کس جا ملے مقام
ایسا کوئی عمل نہیں شائستہ ہے میرا — جو تیرا حکم تھا کیے بس میں نہ تمام
فرمودہ تیرا کر نہ سکا جیسے ہو سکا — غفلت ہی میں گئی ہے سبھی عمر صبح و شام
لکھنے سے اس کتاب کے یہی غرض میری — یارب بحق شاہ رسل سید الانام
رحمت تیری وسیع بہت ہوگی حشر میں — اور تیرے کرم کی خلائق میں ہو دوام
یارب ہو قبول یہ مجھ روسیاہ کی

تو جانتا ہی کہ بہت دقت سے یہ کتاب — عرصہ میں تین سال کے پہنچی یہ اختتام
لکھنے سے اسکے طمع نہیں مجھکو مال کی — اور یہ بھی چاہتا نہیں اس سے میرا نام
مجرم ہوں روسیاہ ہوں عصیاں میں غرق ہوں — بخشش کی ہو جو مجھکو وسیلہ ہو یہ کلام
گذری ہیں میری عمر میں اکثر گناہ میں — دن رات اہو جو تجھ سے ہے یہی میرا کام
نادم ہوں اور خجل ہوں سبب جرم کے الٰہی — اور ہوں ہر گناہوں کا اپنے بھر تمام
لیکن تو میری بخش کہ تو ہی بڑا کریم — اور حشر کی شفیع نہیں کوئی وجہ میرا نام
گر مجھکو بخش دیگا نہیں رحمت تیری دور — تو ہی کریم اور تیرا مغفرت سے کام
تا حشر گر چاہو میری ادی السلام

اعلان

شکر صد ہزار شکر بدرگاہ جناب کبریا کہ جسنے محض اپنی بندہ نوازی اور بندہ پروری سے دوبارہ اس تفسیر مجید کے چھاپنے کی مجھکو وسعت اور مہلت عطا فرمائی اور میری منشار کی موافق چھپکر شائع و ذائع ہوگئی۔ بعدازاں ارباب مطابع کی خدمت میں گزارش ہے کہ جناب مولانا و مقتدانا حاجی الحرمین الشریفین مقبول بارگاہ لم یزلی الحاج مولانا مولوی سید عمار علی صاحب ساکن سونی پت اعلی اللہ مقامہ نے حق تصنیف اس کتاب مجید کا اپنی حیات میں بذریعہ تحریر مجھکو ہبہ کردیا ہے اور بموجب قانون نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع یہ کتاب رجسٹری ہوکر درج فہرست جسٹری ہوچکی ہے لہذا گذارش کیجاتی ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں اور بامید نفع ضرر عظیم نہ اٹھائیں۔ ہاں جسقدر کتابوں کی ضرورت ہو وقتاً فوقتاً طلب فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالی بصیغہ ویلیو پے ایبل فوراً روانہ کیجائینگی۔

مومنین با تمکین کی خدمت عالی درجت میں گذارش ہے کہ مطبع ہذا میں اکثر کتب مذہب شیعہ چھپتی رہتی ہیں اور ہر اطراف و اکناف بلاد و امصار ہندوستان میں جو کتابیں طریق امامیہ اثنا عشریہ طبع ہوتی ہیں وہ اس مطبع میں آتی رہتی ہیں پس جس صاحب کو جس کتاب کی ضرورت ہو خواہ متعلق مذہب کے یا درس تدریس ہو وہ اس مطبع سے طلب فرمائیں انشاء اللہ تعالی فوراً بھیجدی جائیگی۔

[illegible] قرآن شریف مع ترجمہ موافق طریقہ اثنا عشریہ زیر طبع ہے جو کمال جانفشانی اور عرق ریزی اور صحت و صفائی کے ساتھ چھاپا جاتا ہے جن صاحبوں کی خصوصاً تاجروں کی [illegible] خریداری کی قبل طبع درخواست آجائیگی انکے واسطے خاص رعایت ملحوظ رکھی جائیگی اور جو بعد طبع درخواست بھیجینگے انکو مثل عام خریداروں کی قیمت دینی ہوگی لیکن [illegible] قبل طبع اپنی اپنی درخواست [illegible] خریداری بھیجدیں فقط المشتہر فرزند نظر نبی ست عین علی حسین۔ مالک مطبع یوسفی دہلی

اسماء کتب موجودہ مطبع

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۶۴	احکام النساء	۲/	۸۳	کحل الناظرین	۸/	۱۰۱	جامع عباسی ترجمہ قلمی	[illegible]
۶۵	شجرۂ ماتم کاغذ قسم اعلیٰ	۸/	۸۴	حیات القلوب دو ہر چہار جلد	[illegible]	۱۰۲	ذوالفقار حیدری قلمی	[illegible]
″	″ قسم دوم	۲/	۸۵	حیات القلوب فارسی ہر جلد	[illegible]	۱۰۳	اتفاق الشیخین	۲/
۶۶	ہادی التواریخ کاغذ اعلیٰ	[illegible]	۸۶	تاریخ اعثم کوفی اردو	زیر طبع	۱۰۴	رجم الشیاطین	۸/
″	″ قسم دوم	۶/	۸۷	تاریخ اعثم کوفی فارسی	[illegible]	۱۰۵	وسیلۃ الزائرین	۸/
۶۷	خلاصۃ المصائب	۱۲/	۸۸	انوار الہدیٰ	[illegible]	۱۰۶	مشارق الانوار [illegible]	۸/
۶۸	تنبیہ المنکرین مع مخزن الفوائد	۳/	۸۹	شمس الضحیٰ	[illegible]	۱۰۷	لآلی مخزونہ	۲/
۶۹	سراج الایمان	۱/	۹۰	کشف الغمہ فارسی	[illegible]	۱۰۸	ضیاء المشرقین	۲/
۷۰	مرثیہ سلام	۰/	۹۱	زبدۃ المصائب	[illegible]	۱۰۹	تنبیہ الخوارج	[illegible]
۷۱	تحفۃ العابدین	۱/	۹۲	ذوالفقار ماتم عرف چہل مجلس	[illegible]	۱۱۰	جادۂ حیدری	۲/
۷۲	مجموعہ صنائع	۴/	۹۳	ریحان غم جلد اول	[illegible]	۱۱۱	رسالہ سبعہ	۳/
۷۳	ترجمۃ الصلوٰۃ فارسی	۱/	″	″ جلد دوم	[illegible]	۱۱۲	عین الحیات	[illegible]
۷۴	ترجمۃ الصلوٰۃ اردو	۲/	۹۴	حدیقۂ ماتم جلد پنجم	۸/	۱۱۳	تحفۂ جوادیہ	[illegible]
۷۵	ذخیرۂ آخرت	۰/	۹۵	مصائب الابرار ترجمہ جلد عاشر بحار	[illegible]	۱۱۴	تفسیر عفت	۶/
۷۶	مخمس سجاد	۰/	۹۶	دفتر غم جلد دوم	۱۲/	۱۱۵	عین الیقین لنفی رویت رب العالمین	۳/
۷۷	ارادات لہیہ	۲/	″	″ جلد سوم	۳/	۱۱۶	سیف صارم	۱۲/
۷۸	گوہر شب چراغ	۲/	۹۷	مجالس العلویہ جلد دوم	[illegible]	۱۱۷	[illegible] ہندی	۱/
۷۹	تنبیہات العقول	۲/	۹۸	تشیید المطاعن	[illegible]	۱۱۸	منہج الوصول	۳/
۸۰	دلیل الحسنات	۳/	۹۹	زاد المعاد کشوری	[illegible]	۱۱۹	دفتر رباعیات	زیر طبع
۸۱	تحفۃ المومنین	۲/	″	″ طبع کلکتہ	[illegible]	۱۲۰	تحفۃ العارفین [illegible]	″
۸۲	فوائد بہیہ	۶/	۱۰۰	جامع عباسی ترجمہ اردو	[illegible]	۱۲۱	آیۂ تطہیر	۵/

اعلان ہر سہ جلد تفسیر عمدۃ البیان کا حق تصنیف جناب مولوی سید عمار علی صاحب مرحوم و مغفور اعلی اللہ مقامہ نے اپنی حیات میں سند تحریری بنام راقم ہبہ کردیا ہے چنانچہ ہر سہ جلد [illegible] باضابطہ رجسٹری ہو چکی ہیں لہذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں ورنہ ضرر عظیم اٹھائیں گے فقط